جواہر نقشبندیہ

مظاہر جواہیہ

محمد یوسف [illegible] نقشبندی

ناشران

مکتبہ انوار مجددیہ ... سٹریٹ منصور آباد
فیصل آباد

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار...
کہ برند از رہ پنہاں...

جواہرِ نقشبندیہ

مظاہرِ جواہیہ

محمد یوسف بی اے
نقشبندی، مجددی، نوری

ناشر:-
مکتبہ انوار مجددیہ
۵۰۵ - سٹریٹ نمبر ۸ مین بازار
منصور آباد فیصل آباد

کتاب : جواہر نقشبندیہ، مظاہر چوراہیہ

مصنف : محمد یوسف بی اے نقشبندی

تعداد : ایک ہزار

ایڈیشن : اوّل

تاریخ اشاعت : ۱۶ مارچ ۱۹۷۹ء

طباعت : فوٹو آفسٹ

کاغذ : سفید

مطبع : اسود آفسٹ پریس فیصل آباد

کتابت : شفیق احمد اعجاز، محمد علیم، مرزا محمد رفیق

قیمت : ۲۲ روپے

مجلّد : ۲۴ روپے

ناشران : مکتبہ انوار مجددیہ، ۵۰۵، سٹریٹ ۸
مین بازار منصور آباد فیصل آباد

ملنے کے پتے

سلیمی برادرز سلیمی چوک، ستیانہ روڈ، فیصل آباد

بخاری کتب خانہ، سٹریٹ نمبر ۱ ڈگلس پورہ فیصل آباد

شہزاد لائبریری مین بازار، رحمٰن پورہ، بوہڑ دی جھگی، فیصل آباد

مکتبہ سیاح لائبریری، طارق آباد فیصل آباد۔

انتساب

دیکھ لو تم اے فرشتو! میری جبین پر رقم ہے
میں ہوں کس کا نام لیوا، کس سے میرا انتساب

بندۂ ناچیز،

اپنی اس سعئ حقیر کو صاحب لولاک رحمتہ اللعلمین حضور پرنور، شافع یوم النشور حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم کے نام نامی، اسم گرامی سے منسوب کرتا ہوں۔
جن کی ایک نگاہ کرم نے ہمیں اپنا اُمتی بناکر دولت ایمان و ایقان نصیب فرمائی

حمد بے حد مر رسول پاک را، آں کہ ایماں داد مشت خاک را

گر قبول افتد زہے عز و شرف

چندیں سگانِ کوئے تو یک کمترین منم

محمد یوسف نقشبندی

بہ حُسنِ تصرّف

غوث المحققین، قطب العارفین
قیومِ زماں، محبوبِ صمدانی، امامِ ربّانی
مجدّد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

جن کی نگاہِ تصرّف کے صدقے یہ کتاب بخیر و خوبی انجام پائی

بہ فیضانِ کرم

مرجع علماء وصوفیاء، مخزنِ علم وحکمت، واقفِ
رموز واسرارِ طریقت، منبع رشد وہدایت، سیدی مُرشدی

خواجہ سیّد محمد سعید شاہ قدّس سرّہٗ

نقشبندی، مجدّدی، نوری، چوراہی

کیونکہ ؏

دین و دُنیا میں جو پایا، وہ تمھیں سے پایا

آئینہ

تہنیت

از

عالی مرتبت صاحبزادہ سید صوفی محمد مسعود الحسن سجادہ نشین

درویشِ خدا مست نہ شرقی ہے نہ غربی
گھر اُس کا نہ دلّی نہ صفاہان نہ سمرقند

اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا الصّلوٰۃ والسلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ
تفسیر قرآن اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کے
ارشادات و اخلاقِ عالیہ بہترین کلام ہیں۔ اِن مشائخ کا کلام بھی کیمیا تاثیر ہے۔ کہ دل کی دُنیا بدلنے لگتی ہے۔
کتاب جواہر نقشبندیہ، مظاہر چوراہیہ، اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ کتاب کے بعض،
بعض مقامات بندۂ درویش کی نظر سے گذرے۔ جن کو بہت عمدہ پایا گیا۔ مؤلف نے مشائخ نقشبندیہ کا تذکرہ
شجرہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ کی ترتیب سے صاحب لولاک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ابتدا کر کے
مشائخ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ چورہ شریف پہ اختتام کیا ہے۔
دربار عالیہ نوریہ چورہ شریف کے بزرگوں کے حالات آج سے پون صدی پہلے بھی شائع ہو چکے ہیں۔
لیکن اُس وقت اِس خاندان کے جدِّ اعلیٰ خواجہ خواجگان خواجہ نور محمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے صرف صاحبزادگان والاشان
کے حالات پر مبنی "انوارِ تیراہی" کو ختم کر دیا گیا تھا۔ اَب جبکہ گزشتہ صدی کے دوران خاندان چوراہیہ میں
سلسلہ نقشبندیہ کے بہت سے مشائخ کا ظہور ہوا ہے۔ جن کا کوئی تذکرہ ابھی تک کتابی شکل میں موجود نہیں ہے
حالانکہ اِن حضرات کے فیضیافتہ مشائخ کے تذکرہ استفادہ عام کیلئے بازار میں دستیاب ہیں۔
یہ خاندان ماشاء اللہ سجادہ نشینانِ والاشان کے لحاظ سے بہت زیادہ حضرات پر مشتمل ہو گیا
ہے۔ اور ساتھ ہی عقیدتمندوں کی تعداد بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہت کثیر ہو چکی ہے۔ تو ایسے موقع
پر متوسلین سلسلہ کیلئے خصوصاً اور دیگر مؤمنین کے لئے عموماً ایسی کتاب کا تالیف کرنا نہایت ضروری تھا۔
جس میں حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر موجودہ سجادہ نشینان تک کے حالات قلمبند ہوں۔ تاکہ استفادہ عام
ہو سکے۔ چنانچہ میرے قبلہ و کعبہ جناب حضرت خواجہ محمد سعید شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مخلص عقیدتمند
بابو محمد یوسف صاحب جو کہ گریجوایٹ ہونے کے ساتھ ساتھ دینی شغف بھی رکھتے ہیں۔ نے اِس سلسلہ میں
قدم اُٹھایا۔ باوجود اِس بات کے کہ موصوف کو ملازمت کی وجہ سے بہت کم فرصت ملتی ہے پھر بھی
اِس ارادے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے بہت ہی محنتِ شاقہ سے کام جاری رکھا۔ آخر کار بعون اللہ تعالیٰ
اِس ارادے کو مکمل کرتے ہوئے کتاب جواہر نقشبندیہ، مظاہر چوراہیہ کو شائع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر

دے آمین ، ثم آمین ۔

چونترہ شریف کے بزرگوں کے حالات کو جمع کرنے کیلئے کئی دفعہ چورہ شریف آنا پڑا ۔ اور سجادہ نشینان میں سے ہر ایک کے ساتھ ملاقات کی اور حالات اخذ کرتے ہوئے جمع کرتے رہے ۔ اور اُن کو ترتیب دیتے رہے ۔ کئی دفعہ یوں بھی ہوا کہ کسی صاحب نے فرمایا کہ مجھے فلاں مقام پر ملنا ہوگا تو مولف ہذا وہاں پر بھی حاضر ہوگئے ۔ اور حالات تحریر کر لئے ۔ اس کتاب میں بعض مقامات ایسے بھی ہیں جو اس بندہ درویش کی تحقیق میں اگر پایۂ ثبوت کو ابھی تک نہیں پہنچے ۔ جن کی تحقیق ایک عرصہ سے کی جا رہی ہے ۔ لیکن اس کے باوجود بعض صاحبزادگان والاشان کے پاس اس کے شواہد موجود ہیں ۔ اور وہ پورے وثوق سے اس بات کی تصدیق کرتے ہیں ۔ تو اسی بناء پر مؤلف موصوف نے ان حالات کو کتاب ہذا میں شامل کر دیا ہے ۔

آخر میں بندۂ درویش کی طرف سے پُر زور اپیل ہے کہ جو صاحبان دربار عالیہ چورہ شریف کے خانوادہ سے نسبت رکھتے ہیں وہ اس کتاب کو خرید کر اپنی روحانیت میں برکت پائیں اور حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فیوضات و برکات کے حصول کا اسے ذریعہ بنائیں ۔ اور مؤلف موصوف کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں ۔

اگر کوئی خامی نظر آئے تو اس سے درگذر فرما کر مؤلف کو اطلاع دے کر سعادتِ دارین حاصل کریں

صاحبزادہ صوفی محمد مسعود الحسن عفی اللہ عنہ

خلف الصدق

فیض درجت عظیم المرتبت قبلہ پیر محمد سعید شاہ قدس سرہ

سجادہ نشین دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ چورہ شریف

ضلع اٹک

تقریظ

صاحبزادہ محمد محمود الحسن سجادہ نشین

خالقِ کائنات نے تخلیقِ کائنات کے بعد انسان کو "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ" فرما کر عبادت کیلئے منتخب فرمایا۔ چونکہ عبد اور معبود کے درمیان تعلق اور رابطہ کا ہونا ضروری تھا۔ اس لئے مولائے کل نے اسی رابطہ کیلئے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دروازۂ نبوت بند ہونے پر اس فریضہ کو اولیائے عظام کی جماعت سرانجام دے رہی ہے۔ جنہوں نے اس فریضہ کی سرانجام دہی کیلئے قولاً فعلاً اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ اور ساتھ ہی ذکر و فکر کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ جو عبد اور معبود کے تعلق کو قریب لانے کا واحد ذریعہ تھا۔

اولیائے کرام نے عملی زندگی کو زیادہ اہمیت دی "مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً" کے مصداق بنے اور اس پاکیزہ زندگی کے طفیل دنیا نے عقیدت و الفت سے، ان کے ساتھ تعلق کو خدا کے قریب ہونے کا ذریعہ سمجھ کر ان کی صحبت اختیار کی اور ان کی قولی اور فعلی زندگی کو اپنا شعار بنا کر لاکھوں نہیں، بلکہ کروڑوں انسانوں نے استفادہ کیا۔

اہلِ قلم حضرات نے بھی اس میدان میں طبع آزمائی کی نظم و نثر کے ذریعے اولیائے عظام کی زندگیوں کو اجاگر کیا۔ اسی صف میں ہمارے عزیز بابو صوفی محمد یوسف صاحب نے قلم اٹھایا۔ اور اس خدمت کو ذریعہ نجات سمجھ کر "جواہر نقشبندیہ، مظاہر چوراہیہ" کو کتابی صورت میں قارئین کے سامنے پیش کیا۔ جس میں مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کے علاوہ مشائخ چورہ شریف کا تفصیلی ذکر پہلی بار قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ بابو صاحب (مؤلف) گریجوایٹ ہونے کے علاوہ علم دین میں بھی کافی دسترس رکھتے ہیں۔ یہ کتاب ان کی پہلی تصنیف ہے۔ اسلئے قارئین کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر اس کتاب میں کسی بھی صنف کی کوئی خامی نظر آئے تو درگذر فرما کر ان خامیوں سے مصنف کو مطلع فرمائیں۔

دعا گو

صاحبزادہ محمد محمود الحسن عفی اللہ عنہ

خلف الصدق

فیضدرجت عالی مرتبت پیر محمد سعید شاہ قدس سرہ

سجادہ نشین دربار عالیہ نوریہ مجددیہ چورہ شریف ضلع اٹک۔

تقریظ از

صاحبزادہ محمد مختار الحسن سجادہ نشین

کچھ عرصہ قبل میرے قبلہ عالم کے خادم جناب صوفی محمد یوسف صاحب نقشبندی، دربار شریف حاضر ہوئے۔ تو انھوں نے مشائخ نقشبندیہ کے ساتھ ساتھ بزرگان چورہ شریف کے حالات قلمبند کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ مجھے اُن کے اس نیک ارادے سے انتہائی مسرت ہوئی۔ کیونکہ سلسلہ عالیہ مجددیہ نوریہ چورہ شریف کو جس قدر اپنے سلسلہ میں مرکزیت حاصل ہے۔ اسی قدر ان بزرگان کے حالات اور دینی خدمات تحریری صورت میں کم ہیں۔ حالانکہ یہ عالی خاندان ڈیڑھ صدی سے مسلسل اس برصغیر میں طریقت کی شمع فروزاں کئے ہوئے ہے۔ اور اس خاندان کے معتقدین کی تعداد لاکھوں تک ہے۔

بہرحال الحمدللہ، کہ محمد یوسف صاحب نے اپنے شوقِ عقیدت کا اظہار بصورت کتاب "جواہر نقشبندیہ، مظاہر چوراہیہ" کیا ہے۔ میں نے بھی مسودہ کے کچھ حصہ کا مطالعہ کیا ہے۔ اور کافی مفید پایا ہے۔

متوسلینِ سلسلہ سے التماس ہے کہ ان سے تعاون کریں اور سعادت دارین حاصل کریں۔

دُعا گو

صاحبزادہ محمد مختار الحسن عفی اللہ عنہ

خلف الصدق

فیضدرجت عالی مرتبت قبلہ پیر محمد سعید شاہ قدس سرہٗ

سجادہ نشین دربار عالیہ نوریہ مجددیہ چورہ شریف

ضلع اٹک

تقدیم

بندۂ پُرتقصیر، قارئین کی خدمت میں حاضر ہونے کی جسارت کر رہا ہے۔

کتاب "جواہر نقشبندیہ مظاہر چوہراہیہ" کی وجہ تصنیف یہ ہوئی کہ کافی عرصہ سے متوسّلین سلسلہ طریقہ نقشبندیہ کے ساتھ تبادلۂ خیالات کے وقت بار ہا اس بات کا تذکرہ ہوا۔ کہ مشائخ چورہ شریف کا کوئی تذکرہ تحریری صورت میں بازار میں دستیاب نہیں۔ حالانکہ یہ اہل حق گزشتہ ایک صدی سے زیادہ عرصے سے برصغیر ہند و پاکستان میں شریعت و طریقت اور علم و عرفان کی شمعیں فروزاں کئے ہوئے ہیں۔ اور ان اہل حق اور انکے فیضیافتہ مشائخ نے ترویج و تبلیغ دین کے ساتھ تحریک خلافت، تحریکِ پاکستان، انعقاد آل انڈیا سُنّی کانفرنس اور پھر قیامِ پاکستان کے بعد تحریکِ ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء ۱۹۷۳ء۔ اور تحریک نظام مصطفےٰ میں ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جو آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

بندہ کو اپنی بے بضاعتی، بے مائیگی اور کم علمی کا اعتراف ہے اور ساتھ ہی بندۂ گنہگار اپنے میں یہ سکت نہیں پاتا کہ خدا شناس و خدا بین حضرات کا تذکرہ اپنی گناہ آلود زبان پر لا سکوں اور خود کو ان کی تعریف و توصیف کرنے والوں میں شامل کر سکوں۔ لیکن اِس اُمید پر کہ شاید بارگاہِ ربّ العزت میں یہی بہانہ نجات ہو جائے۔ اپنے بزرگان نقشبندیہ کی ارواحِ مقدسہ کو وسیلہ بنا کر اس کام کا بیڑہ اُٹھایا ہے۔

حضرت سیّد الطائفہ جنید بغدادی رح کا فرمان ہے۔ "**الحکایات جند من جنود اللّٰہ یقوی بھا قلوب المریدین** (رسالہ قشیریہ) حکایاتِ مشائخ خدا کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جن سے مریدوں کے دل قوی ہو جاتے ہیں"۔ اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رح فرماتے ہیں "جو ان (اولیاء) کو پہچان لیتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو پا لیتا ہے۔ اُن کی نگاہ دوا ہے، اُن کی گفتگو شفا اور صحبت نور ہے"۔ ایک اور بزرگ فرماتے ہیں۔ "اولیاء اللہ کے حالات کا مطالعہ اپنے اندر کیمیا تاثیر رکھتا ہے کہ دل کی دنیا بدلنے لگتی ہے۔

لھٰذا بندۂ پرتقصیر کو خیال ہوا کہ مشائخ نقشبندیہ کے حالات ابتداء سے تحریر کر کے بزرگان و مشائخ چوراہیہ کے حالات و واقعات گفتگو، افعال کو تحریری شکل میں قارئین کی خدمت میں پیش کر دوں۔ بندہ نے اس سلسلہ میں کافی عرصہ پہلے دربارِ عالیہ نقدیہ چورہ شریف میں صاحبزادگان والاشان سے بھی تذکرہ کیا۔ لیکن اُن حضرات کی مصروفیات کی وجہ سے یہ معاملہ نہ سلجھ سکا۔ اور اس دوران کئی ایک بزرگ ہستیاں پردہ پوش ہو گئیں۔ جن کے ساتھ ہی ہم کئی ایک نادر معلومات سے بھی محروم ہو گئے۔

اس طرح اس فقیر نے ان باقی ماندہ یادوں کو جو اس وقت محفوظ ہو سکتی ہیں کو محفوظ کرنے کا عزم صمیم کیا۔ اور اسی خیال کے تحت اپنے رہبر شریعت اور پیر طریقت والا شان صاحبزادہ محمد مسعود الحسن جناب صوفی صاحب سے باصرار اجازت حاصل کی۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ چیدہ چیدہ معلومات فراہم کرنا بہت طویل کام ہے۔ لیکن بندہ کے خیال کے مطابق جو کچھ بھی حاصل ہو سکے۔ وہ تو ایک کتابی شکل میں محفوظ ہو جائے۔ چنانچہ انہوں نے اس کام کو رمضان المبارک کے اختتام میں تائید ایزدی سے اور اولیائے نقشبندیہ کی ارواح مقدسہ کے وسیلہ سے شجرہ طریقہ نقشبندیہ کے مطابق تمام مشائخ نقشبندیہ کی سوانح حیات کے ساتھ ساتھ ان کے اخلاق کریمانہ اور ارشادات عالیہ کی تدوین کی۔ اس سلسلہ میں بندہ کو اکثر معلومات بہ نفس نفیس دربار عالیہ نوریہ چورہ شریف دو تین دفعہ حاضر ہو کر صاحبزادگان والا شان سے اور اسی طرح لاہور اور شیخوپورہ میں جا کر حاصل کرنا پڑیں۔

مشائخ چورہ شریف کے حالات و واقعات اور ارشادات کو جمع کرنے کیلئے اپنی ملازمت کی مصروفیات کے باوجود تقریباً پانچ ماہ کی دن رات کی انتھک جدوجہد، سفر و حضر کی صعوبتوں دماغی کاوشوں اور دیگر مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ نتیجتہً کثیر التعداد صاحبزادگان دربار عالیہ نوریہ چورہ شریف کی مخلصانہ اور بے لوث امداد ناپیدا اور دعاؤں کے ثمرہ کی صورت میں "جواہر نقشبندیہ مظاہر چوراہیہ" قارئین کے پیش خدمت ہے۔

بندہ تمام صاحبزادگان والا شان اور دیگر حضرات کی کرم فرمائیوں کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنا قیمتی وقت خرچ کر کے اس کتاب کی ترتیب و تصنیف کے سلسلہ میں تحریری و تقریری قولی، فعلی اور اخلاقی اور مالی امداد فرما کر مشائخ نقشبندیہ سے اپنی دلی محبت کا ثبوت فراہم کیا۔

میں اپنے برادر خورد ماسٹر محمد خلیل صاحب کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہوں جنہوں نے مسودہ کو خود پڑھا اور مفید تجاویز دیں۔ اور پھر پروف ریڈنگ میں معاونت کی۔ قارئین کرام سے التماس ہے کہ کتاب میں کوئی خامی نظر آئے۔ تو خاکسار کو مطلع فرما کر سعادت دارین حاصل کریں۔

آخر میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور مشائخ نقشبندیہ کے توسط سے بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہوں کہ اس کتاب کو اپنی مخلوق میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ بندہ ناچیز اور قارئین کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور بندہ خاکسار کیلئے وسیلہ نجات بنے۔

آمین ثم آمین

مؤرخہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ

بمطابق

۹ مارچ ۱۹۷۹ء

بروز جمعۃ المبارک

طالب دعا

خاکسار محمد یوسف بی اے نقشبندی

۵-۵۰ سٹریٹ نمبر ۸ مین بازار منصور آباد فیصل آباد۔

تعارف

طریقہ نقشبندیہ مجددیہ

اللّٰھم یا مقلب القلوب ثبت قلبی علیٰ طاعتک

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارند !

کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را ۔

مشائخ نقشبندیہ نے اس سلسلہ کے متعلق اندراج النھایت فی البدایت آغاز میں انجام کی جلوہ فرمائی کی اصلاح اخذ فرمائی ہے۔ یہ طریقہ رسول پاک کے طریقہ پر مصاحبت کا طریقہ ہے۔ اس میں اپنے شیخ کی زیادہ سے زیادہ صحبت اختیار کرنا پڑتی ہے۔ ایسی مصاحبت جیسی کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے امام الانبیاءؐ کے ساتھ اختیار فرمائی۔ اسی مصاحبت کا اعتراف و اعلان خود رب العزت نے بھی قرآن پاک میں فرمادیا "ثانی اثنین اذ ھما فی الغار لیقول لصاحبہ الخ"

اسی لئے اس کی بنیاد خواجہ عبدالخالق عجدوانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہشت کلمات اور حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری قدس سرہٗ کے تین وقوفِ مقدسہ پر ہے۔ خواجہ عبدالخالق عجدوانی کے آٹھ کلمات یہ ہیں۔ ۱۔ ھوش در دم ، ۲۔ نظر بر قدم ۳۔ خلوت در انجمن ، ۴۔ یادکرد ۵۔ سفر در وطن ۶۔ بازگشت ، ۷۔ نگہداشت ۸۔ یادداشت ۔

امام الطریقت خواجہ بہاوالدین نقشبند رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول تین وقوف یہ ہیں ۔

۱۔ وقوفِ زمانی ۲۔ وقوف قلبی ۳۔ وقوفِ عددی

یہ گیارہ کلمات ہیں اور بارھواں خاصہ ؛ چنانچہ مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ۔ ؏ اوّلِ ما آخرِ ہر منتہی ست ،

"یعنی جہاں دوسروں کی انتہا ہے اس سلسلہ کے طالبوں کا وہاں پہلا قدم ہوتا ہے" ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا ارشاد ہے "طالب الدنیا مخنث وطالب العقبیٰ مؤنث وطالب المولیٰ مذکر" ۔ ترجمہ، دنیا کا طالب مخنث ہے، اور عقبیٰ کا طالب مؤنث ہے اور اللہ کا طالب مرد ہے" ، نیز فرمایا "الدنیا حرام علیٰ اھل الاٰخرۃ والاٰخرۃ حرام علیٰ اھل الدنیا وکلاھما حرام علیٰ اھل اللّٰہ" ۔ ترجمہ" دنیا حرام ہے ۔ آخرت حرام ہے دنیا والوں پر، اور یہ دونوں حرام ہیں، اللہ والوں پر" ۔

امام ربانی قیوم زمانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی نقشبندی، سرتاجِ

سلسلہ نقشبندیہ چند فضیلتوں کے اعتبار سے باقی تمام سلاسل سے ممتاز ہے۔ اس طریقہ عالیہ کو باقی تمام طریقوں پر ترجیح ہونا ضروری ہے۔ یہ سلسلہ دوسرے سلسلوں کے برعکس حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، پر ختم ہوتا ہے۔ جو انبیاء علیہ السلام کے بعد تمام بنی آدم میں سب سے افضل ہیں۔ اس طریق میں، دوسرے سلاسل کے برعکس آغاز ہی میں انجام مندرج ہوتا ہے۔ (اندراج النھایت فی البدیت)

علاوہ ازیں دوسرے سلسلوں کے برعکس ان بزرگوں کے نزدیک جو مشہود معتبر ہے وہ شہود دائمی ہے۔ جسے ان بزرگوں نے یادداشت سے تعبیر فرمایا ہے۔ اور جو مشہود دوام پذیر نہ ہو۔ وہ ان حضرات کے نزدیک ناقابل اعتبار ہے۔

اس طریق کی منازل طے کرنا صاحب شریعت علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی مکمل پیروی، کے بغیر میسر نہیں۔ برعکس دوسرے سلسلوں اور طریقوں کے کسی قدر پیروی کے ساتھ یہ لوگ ریاضتوں اور مجاہدوں کی مدد سے انقطاع (دنیا سے بے تعلقی) کے مقام تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس دعوے کیلئے دلیل کی ضرورت ہے۔ اور دلیل یہ ہے کہ یہ بزرگ محض جذبہ کی مدد سے راہ کو طے کرتے ہیں۔ اور دوسرے طریقوں میں پُرمشقت اور شدید مجاہدوں سے منازل طے کی جاتی ہیں۔ اور جذبہ محبوبیت کی صفت کو چاہتا ہے۔ جب تک آدمی محبوب نہ بن جائے۔ اُسے جذب نہیں کرتے۔ محبوبیت کی حقیقت محبوب رب العلمین علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی اور محبت سے وابستہ ہے۔ آیۃ کریمہ فَاتَّبِعُونِی یُحْبِبْكُمُ اللّٰہُ (لہٰذا میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائے گا) - اسی مضمون پر شاہد ہے

لہٰذا جس قدر متابعت کامل تر ہوگی، اُسی قدر جذبہ زیادہ ہوگا، اور جس قدر جذبہ زیادہ ہوگا۔ اُسی قدر منازل طے کرنا آسان تر اور جلد تر ہوگا۔ لہٰذا کامل متابعت اور پیروی ان بزرگوں کے طریقہ کی شرط ہے۔ اسی لئے جہاں تک ممکن ہو۔ ان حضرات نے عزیمت پر ہی عمل فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ ذکر جہر کو بھی جو اس راہ میں بڑی ممد چیز ہے۔ ان حضرات نے منع فرما دیا ہے۔ اور سماع اور رقص، سے بھی جو ارباب احوال کا مرغوب ترین خلاصہ ہے۔ بوجہ متابعت ان حضرات نے اجتناب فرمایا ہے۔

اب ظاہر ہے جو کمال متابعت پر ہوگا وہ تمام دوسرے کمالات سے بلند درجہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ ان بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ہماری نسبت تمام نسبتوں سے بلند تر ہے "ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ" (یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑے ہی فضل والا ہے۔ لہٰذا طالبان حق کیلئے اس کا اختیار کرنا زیادہ بہتر اور مناسب ہوگا کہ راستہ انتہائی نزدیک تر ہے اور مطلوب بلند تر ہے اور اللہ سبحانہ ہی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔ (معارف لدنیہ، معارف ۳۶)

کسی نے کیسی ترجمانی فرمائی ہے۔ ؎

خون تابہ دِل خورکہ شرابے بہ ازیں نیست!

دندان بہ جگر زن کہ کبابے بہ ازیں نیست!

در کنج قدوسی نتواں یافت خدا را!

بر صفحۂ دِل بیں کہ کتابے بہ ازیں نیست

حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے۔ ؎

چشم بند و لب بہ بند و گوش بند — گر نہ بینی سرّ حق بر من بخند

ایک ہندی کا شاعر کہتا ہے۔ ؎

آنکھ کان منہ میچ کے نام خدا کا لے — اندر کے پٹ تب کھلیں جب باہر کے پڑتے

یہ اِس طریقہ کا خاصہ ہے۔ کہ ظاہر شریعت سے آراستہ اور باطن معرفت سے پیراستہ۔ ہر سانس کے ساتھ ذکر جاری ہے۔ اور ظاہر میں کسی کو خبر نہ ہو کہ فقیر ہے یا نہیں۔

حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی نے اِسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے ؎۔

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ وش

ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں!

ارشادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے **الفقر فخری وَالفقر منی**۔ فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔

فقر ذوق و شوق و تسلیم و رضاست

ما امینیم ایں متاعِ مصطفےٰ است۔ (اقبال)

دعا ہے کہ ہم سب کا خاتمہ طریقہ نقشبندیہ پر ہو! آمین

خادم

محمد خلیل نقشبندی بی اے بی ایڈ

گورنمنٹ ہائی سکول سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ

وصلِ اوّل

الله

لا الٰہ الا ھو الحی القیوم

زمین کے ذروں کی بناوٹ ، تاروں کی سجاوٹ ، صحراؤں کے سکوت ، دریاؤں کی روانی ، سمندروں کا مدوجزر ، پستی و بلندی کی حیرت آفرینیاں ، بہار و خزاں کی ندرت کاریاں ماہ و سال کی گردشیں ، طلوع و غروبِ آفتاب کے حسین اور دلکش مناظر ، ستاروں کا خرام ، سورج کی روشنی ، چاند کی چاندنی ، ہواؤں کی ٹھنڈک ، خلاؤں کی وسعتیں ، اور بنی نوع انسان کی ہزاروں نہیں لاکھوں دلچسپیاں اور طلسم بندیاں ۔ اور بذات خود بنی نوع انسان کی حیرت انگیز منصوبہ بندی ۔

ان سب کا صانع و خالق کون ؟ ؟

اللہ اور صرف اللہ ہے ۔ ! لا الٰہ الا ھو الحی القیوم ۔

اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ۔ وہ ہمیشہ زندہ و قائم رہنے والا ہے ۔

صحراؤں کی ریت کے ذروں ، درختوں کے پتوں ، دریاؤں اور سمندروں کے پانی کے قطروں سے بھی زیادہ حمد و سپاس کے لائق صرف وہی ذاتِ پاک ہے ۔ کہ وحدانیت اُس کی صفتِ مخصوص ہے ۔ عظمت و برتری اُس کا وصفِ خاص اور جلال و کبریائی اُس کی رِدا ہے ۔

" کسی کی مجال نہیں کہ اُس کی معرفت کی حقیقت تک رسائی کا دعویٰ کر سکے ۔ بلکہ اُس کی معرفت سے

آگاہی میں عجز و انکساری ہی دوستانِ الٰہی کا بلند ترین مقام ہے۔ انبیاء و ملائکہ کیلئے اُس کی حمد و ثنا کا حق ادا کرنے کا یہی آخری درجہ ہے۔ کہ وہ اِس سے قاصر و ناقابل ہونے کا اعتراف کریں ؟

کیمیائے سعادت ، امام غزالی

"حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا" ادراک کو پالینے سے عاجز آجانا ہی ادراک ہے۔ پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ جس نے خلقت کیلئے اپنی طرف کوئی راہ نہیں بنائی۔ سوائے اِس کے کہ اُس کی معرفت سے عاجز آجائے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ ؎

سبحان خالقے، صفاتش ز کبریا بر خاک عجز مے افگند عقل انبیاء

(حضرت مجدد الف ثانیؒ مکتوب : ۳/۱۲۲)

لیکن اِس عاجزی و بے چارگی کا یہ مطلب نہ لیا جائے۔ کہ اُس کی معرفت و آگاہی سے ہم جاہل ہو جائیں اور اِس کے ساتھ ہی معرفت میں کمال و اتمام حاصل کر لینے کا مدعی ہونا بھی خام خیالی ہے۔ ؎

حد کنہ تو بادراک نشاید دانست وین سخن نیز باندازہ ادراک من است (عرفیؒ)

عظمت و کبریائی صرف اللہ کی ذات والا صفات کو زیبا ہے۔ بندے کا نام اُس کی بندگی ہے۔ انسان کو صرف عبودیت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ

عبودیت کاملہ ہی اسے بلندیاں اور سرفرازیاں عطا کر سکتی ہے۔ عبادت کا صحیح لطف اُسی وقت آتا ہے۔ جب بندے کو اپنے معبود کے قادرِ مطلق اور رحیم و کریم ہونے کا صحیح احساس ہو۔ اِسی لئے عبودیتِ کبریٰ کے مفہوم و معنی سے آگاہ انسان کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی ہے۔ کہ اپنے ربّ کی عبادت کرنے وقت یہ احساس بیدار ہونا چاہیئے کہ میں اُس کی بارگاہ میں کھڑا اُسے دیکھ رہا ہوں۔ اگر یہ سعادت نصیب نہ ہو تو کم از کم یہ خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ ہستی مجھے دیکھ رہی ہے۔

سورج چاند، ستارے، شجر و حجر، پہاڑ اور دریا سب اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کے مظاہر ہیں۔ اور سب کے سب اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں سرتاپا غرق ہیں۔ ہر ایک کا وظیفہ حیات مقرر ہے۔ جس کو وہ بکمال اہتمام سرانجام دے رہے ہیں۔ ازل سے آج تک کبھی ایسا نہ ہوا کہ ان کے معمولات میں کسی قسم کا خلل واقع ہوا ہو۔ قدرت کے کارخانہ کا نظام جچے تلے طریق پر چل رہا ہے جس میں کوئی تغیر ممکن ہی نہیں۔

لیکن انسان جو اشرف المخلوقات ہے اور زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ مقرر کیا گیا ہے۔ کہ اس کو عقل و شعور اور فہم و ادراک کی دولت عطا ہوئی ہے۔ اِس کی کثیر تعداد اپنی تخلیق کے مقصد کو سراسر نظر انداز کر رہی ہے۔ انسان اگر ادراک کی دولت سے بہرہ ور ہونے کے باوجود اس سے کام نہ لے۔ تو اشرف المخلوقات کے درجہ سے گر کر ارذل ترین مخلوق بن جاتا ہے۔ اِس کی مثال یوں ہے کہ حکومت کی طرف سے کسی انسان کو اعلیٰ اختیارات دیئے گئے ہوں اور اُسے سرکاری خزانے کا محافظ بنایا گیا ہو۔ تو اُس کے سرقہ

کی سزا عام انسانوں سے مختلف ہوگی۔

قانون ربانی کا مزاج بھی یہی ہے۔ یہاں بھی مقام اور مرتبے کے اعتبار سے گرفت ہوتی ہے مقربین بارگاہ کو معمولی لغزش پر بھی تنبیہ ہوتی ہے۔ اس کے برعکس اگر انسان اپنے مولا کی عطا کی ہوئی نعمتوں کی شکرگزاری کے طور پر یادِ الٰہی میں یقین کامل اور ایمان کے ساتھ مصروف ہو جائے۔ اور اسی کے سامنے اپنی عبودیت کا اظہار کرے۔ تو پھر جس چراغ میں لو آجاتی ہے۔ وہ پروانوں کا مرکز بن جاتا ہے۔ اس طرح جو دل خدا کی یاد میں جلتا ہے۔ اس پر رحمتِ الٰہی نثار ہونے لگتی ہے۔ جب بندے کا مولا سے تعلق جڑ جاتا ہے تو دل میں روشنی پیدا ہونے لگتی ہے۔ محبت کا تیل نور بن کر تعلق کے ذریعے ظاہر ہونے لگتا ہے۔

جلتے ہوئے چراغ دوسروں کو ٹھوکر سے بچاتے ہیں، منزل کا سُراغ دیتے ہیں۔ اور جلتے دل ایمان کی حرارت بخشتے ہیں۔ آخرت کی منزل کے مسافر کو اپنی راہیں فروزاں و تاباں نظر آنے لگتی ہیں۔ یہی اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ اور مقبول بندے ہیں۔ یہی وہ سیدھی راہ ہے جس پر نبی، صدیق، شہید اور صالح لوگوں کے نقشِ قدم ملتے ہیں۔ عقلِ انسانی اگر کوئی ایسا دوسرا راستہ تلاش کر بھی لے تو وہ راہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول نہیں ہے۔ مقبول راستہ وہی ہے جس پر انعام یافتہ لوگوں کا قافلہ گذرا ہے اور اس پر اُن کے قدموں کے نشانات ملتے ہیں۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم من [illegible] النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین۔

اندھیری رات کے مسافر کیلئے ستاروں کی قندیلیں جو کام دیتی ہیں۔ سالکوں کیلئے صالحین کے نقوشِ قدم وہی کام دیتے ہیں۔ ظلمتیں ٹھوکروں کے سوا کچھ نہیں بخشتی راہنمائی کا خاصہ ہے۔ کسی راہ پر چلنے سے پہلے یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ یہ شیطان کی راہ تو نہیں۔ مقبولانِ بارگاہ کی راہ ہی ہے۔ اندھیری راہ کے جو مسافر ستاروں کی قندیلیں یعنی مقبولانِ بارگاہ کے نور سے استفادہ کو توہین خیال کرے۔ اُس کا قدم ٹھوکر سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ صرف صالحین کی راہ ہی محفوظ ترین راہ ہے جو انسان بھی صالحین کی راہ پر گامزن ہوگا اللہ تعالیٰ اُس کو اپنی بارگاہ میں مقبول مقرب بنا لیتا ہے۔ کیونکہ

پیر کامل صورتِ ظلِّ اِلٰہ؛ یعنی دید پیر دید کبریا؛

دعا ہے بارگاہ ربّ العزت میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مقبولانِ بارگاہ کے کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصل دوم

صاحب لولاک، افضل الخلائق، صاحب قاب قوسین
محبوب رب المشرقین والمغربین، سرور کائنات
خلاصہ موجودات، حضرت

محمد مصطفیٰ

رسول رب الانام، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد و الہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ ال محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم و علیٰ ال ابراھیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علیٰ محمد و علیٰ ال محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم و علیٰ ال ابراھیم انک حمید مجید۔

لاکھوں سلام

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اُس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آگیا
اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ)

xxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxx

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

(شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ)

xxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxx

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی!
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی
من بے دل بہ جمالِ تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی

(قدسی ایرانی)

xxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxx

یا صاحب الجمال و یا سید البشر!
من وجہک المنیر لقد نور القمر!
لا یمکن الثناء کما کان حقہ،
بعد از خدا، بزرگ توئی قصہ مختصر

(حافظ)

ظہورِ رحمت للعٰلمینؐ

مبشرات

اللہ رب العزت نے جس قدر نشانات رحمت اللعٰلمین نبی کریمؐ کی صداقت ثابت کرنے کیلئے ظاہر فرمائے کسی اور نبی کے لئے ظاہر نہیں فرمائے۔ نبی الامیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمانے والی ہستی نے آپؐ کی بعثت سے ہزاروں سال پہلے آپ کی صداقت کا سامان پیدا کر دیا۔ ہر نبی نے جس کی تعلیمات کا کچھ حصہ محفوظ ہے۔ بتایا ہے کہ صحرائے عرب میں آفتاب نبوت کا ظہور ہوگا۔ جو ہر تاریکی کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دے گا۔

آپ کی بعثت کی پیشین گوئیوں میں سے مشتے از خروارے پیش خدمت ہیں۔

ا۔ ظلمت کدہ ہندوستان میں سب سے پہلے گوتم بدھ نے اپنے شاگرد نندا کو اس کے سوال کے جواب میں بتایا کہ آخری بدھ اپنے وقت پر آئیگا "میتریا" کے نام سے موسوم ہوگا۔ میتریا کا ترجمہ ایک بدھ عالم نے رحمت کیا ہے۔ قرآن مجید اسی ہستی کے متعلق "وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین" فرماتا ہے۔ "النبی الخاتم" (مصنفہ سید مناظر احسن گیلانی)

ع وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا

۲۔ جدالانبیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کم و بیش تین ہزار سال قبل عالم انسانی کو نوید سنائی "وہ عربی ہوگا اس کا ہاتھ سب کے خلاف اور سب کا ہاتھ اس کے خلاف ہوگا وہ اپنے سب بھائیوں کے درمیان بودوباش کرے گا" بائیبل پیدائش ۱۶ : ۱۲

۳۔ کلیم اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو مژدہ سنایا "خدا سیناء سے نکلا میں چمکا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ" استثنا باب ۳۳ : ۲

ان الفاظ میں رسول اکرمؐ کی فتح مکہ کی بشارت کے ساتھ حضورؐ کے دس ہزار مقدس صحابہ کی پاکیزگی اور تقدیس کی بشارت بھی موجود ہے۔

۴۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا "مبارک وہ جو تیرے گھر میں بستے ہیں۔ وہ صدا تیری حمد کریں گے۔ وبکہ سے گزرتے ہوئے ایک کنواں بناتے ہوئے" زبور باب ۸۴ : ۵ : ۶

۵۔ حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں "خلو محمدیم زہ ودی زہ رعی" "وہ ٹھیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں میرے محبوب میری جان" تسبیحات سلیمان پ ۵ : ۱۲

۶۔ اس ضمن میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی بشارتیں کثرت سے ہیں۔ کہ ان کے لیئے ایک علیحدہ کتاب کی ضرورت ہے۔ بطور نمونہ

ا۔ بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں پر تم برداشت نہیں کر سکتے لیکن وہ جب "فارقلیط آئے گا تو سچائی کی راہیں بتا دے گا" یوحنا باب ۱۶ : ۱۲ ، ۱۳

"فارقلیط" کا ترجمہ انجیل کے فاضل علماء نے "احمد" کیا ہے۔

ب۔ پھر میں آسمان کو کھلا ہوا دیکھا اور دیکھا کہ ایک نقرئی گھوڑا اور اس کا سوار امانت دار کہلوتا ہے۔ وہ راستی سے عدالت کرتا ہے، لڑتا ہے۔ اور اب اس کی آنکھیں آگ کے شعلے کی مانند اور اس کے سر پر بہت سے تاج اور اس کا نام لکھا ہوا ہے جسے اس کے سوا کسی نے نہ جانا" مکاشفات یوحنا باب ۱۹ : ۱۱

ج۔ کہوں کہ میں اس لائق بھی نہیں ہوں کہ اس رسول کے موزے کے بندیا تسمے کھولوں

جس کو تم مسیاح کہتے ہو۔ وہ مجھ سے پہلے پیدا کیا گیا اور اب بعد میں آئے گا اور اس کے دین کی کوئی انتہا نہ ہوگی (انجیل برنباس ۴۲:۱۰:۱۷)

مذاہب عالم کی تاریخ میں حضور نبی کریمؐ کے سوا کوئی پاک نبی ایسا نہیں ملے گا جس کی بعثت کی اس تواتر سے زبان وحی یا الہام سے، اس کثرت سے خبریں دی گئی ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پہلو آپؐ کی صداقت و عظمت کیلئے کافی ہے

مقصودِ حیات

خواہم کہ مدام در ہوائے تو زیم
خاکِ شوم و بہ زیر پائے تو زیم
مقصود من خستہ ز کونین توئی
از بہر تو می زیم، برائے تو زیم

بشرطیکہ طلب صادق ہو۔ اور تعصب کی عینک اتار کر آپؐ کے پاکیزہ اسوۂ حسنہ کا مطالعہ و مشاہدہ کیا جائے۔

اجدادِ رسولؐ

جد الانبیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ تھے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت یعقوبؑ کے لقب پر ان کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔ یہ شام اور فلسطین میں آباد ہوئے۔ بنی اسماعیلؑ عرب میں آباد ہوئے حضرت اسماعیل کے ایک بیٹے قیدار کی اولاد مکہ میں آباد ہوئی قیدار کی ۳۷ ویں پشت میں عدنان کی حکومت مکہ میں تھی۔ اور ان کے بھائی عک یمن میں اپنی سلطنت قائم کرلی۔ اس کے بعد فہر اپنے زمانے کے معزز سردار تھے۔ انہوں نے قریش کا لقب اختیار کیا۔ اور ان کی اولاد قریش کہلائی۔ فہر کی نسل میں قصی بن کلاب نے ۴۴۰ء میں اقتدار حاصل کیا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جد خاص ہیں۔ انہوں نے مکہ میں مشترکہ حکومت کی بنیاد رکھی حجاج کی خدمت کے لیئے چندہ جمع کر کے لشکر کی قیادت کے انتظامات منظم کر دیئے۔ اور ایک قومی مجلس قائم کی جس کا نام دار الندوہ تھا قصی کے بیٹے عبد المناف (اصل نام مغیرہ) کی پیشانی سے نور چھلکتا تھا۔ اسی لیئے ان کو قمر البطحا (وادی مکہ کا چاند) کہا جاتا تھا۔ عبد مناف کے بیٹے عمرو رسول اللہؐ کے پردادا کے ذمہ زائرین کعبہ کے کھانے پینے کے انتظامات تھے۔ اور اپنے رزق حلال سے خرچ کرتے اور با

لوگوں کو رزقِ حلال سے خرچ کرنے کی تلقین کرتے۔ وہ رُتبے کی بلندی کی وجہ سے عمرو العلاءؒ کہلاتے تھے۔ ایک دفعہ مکہ میں سخت قحط کے موقع پر روٹیوں کے چورہ کو گوشت کے شوربے کے ساتھ ملا کر ثرید بنایا۔ اور زائرین کعبہ کو پیٹ بھر کر کھلایا۔ اُس دن سے یہ ہاشم یعنی روٹیوں کا چورہ کھلانے والا مشہور ہوگیا۔ کہ اُن کا اصل نام ہی لوگوں کو بھول گیا۔ ہاشم اور اُن کے بھائیوں نے بیرون ممالک سے تعلقات پیدا کر کے کاروانِ قریش کیلئے راہداری کے پروانے اور فرامین حفظ و امان حاصل کئے۔ اِسی باعث یہ لوگوں میں "اصحاب ایلاف" کہلائے۔

ہاشم کے بعد اُن کے بیٹے عبد المطلب اپنے خاندان کے سربراہ بنے۔ انہوں نے سالہا سال کی محنت سے گم شدہ "چاہ زمزم" ڈھونڈ نکالا۔ اور اہل مکہ کو آبِ زمزم کا لازوال خزانہ ہاتھ آگیا۔ لیکن اِس سلسلے میں آپ نے منت مانی تھی کہ ایک بیٹا اللہ کی راہ میں قربان کریں گے۔ عبد المطلب کی منت کے مطابق قرعہ اندازی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبد اللہ کا نام نکل آیا۔ اس کے بعد قرعہ اندازی کے عوض سَو اونٹوں کا نام نکل آیا۔ اِس طرح سو اونٹ حضرت عبد اللہ پر قربان کر دیئے گئے۔

والد ماجد

حضور کے والد ماجد عبد اللہ کی شادی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بنت وہب بن عبد المناف سے ہوئی۔ شادی کے کچھ عرصہ بعد حضرت عبد اللہ ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ شام گئے واپسی پر یثرب کے مقام پر بیمار ہوگئے۔ اِس عالم جوانی میں ہی انتقال کر گئے۔

واقعہ اصحاب الفیل

شاہ حبشہ کی جانب سے یمن کے گورنر ابرہہ نے ۵۷۰ھ میں خانہ کعبہ پہ ہاتھیوں کے لشکر کے ساتھ حملہ کیا جس میں اُس نے حضور کے دادا عبد المطلب کے اونٹ پکڑ لیئے۔ جب وہ ابرہہ سے اپنے اونٹ چھڑوانے کیلئے گئے۔ تو ابرہہ نے تعجب سے پوچھا کہ تمہیں اونٹوں کا خیال ہے۔ لیکن خانہ کعبہ جس کو میں مسمار کرنے آیا ہوں۔ اُس کی فکر نہیں۔ عبد المطلب نے جواب دیا کہ "انا رب الابل وھو رب البیت" میں اونٹوں کا مالک ہوں خانہ کعبہ کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ وہی اُسے بچائے گا"۔ تو جیسا کہ سورۃ الفیل میں آتا ہے" اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی حفاظت کی۔ اور ابرہہ کے لشکر کو ابابیلوں کی کنکریوں سے تباہ و برباد کر دیا۔ پھر سے پورے عرب میں "عام الفیل" یعنی ہاتھیوں والا سال مشہور ہوگیا۔ اصحاب الفیل کا واقعہ بقول مشہور نصف ماہ محرم میں پیش آیا۔

نبی الامی ﷺ

ظہورِ قدسی :- "اوّل ما خلق اللہ نوری" یعنی اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا ۔ "کنت نبیاً و آدم بین الماء والطین" یعنی "میں پیغمبر تھا ۔ اُس وقت بھی جب حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی میں تھے" اِن کے علاوہ حدیث سے ثابت ہے کہ آپ کا نور اللہ تعالیٰ نے سب مخلوق سے پہلے پیدا کیا ۔

ولادتِ اقدس :- اِس عالمِ فانی میں آپؐ کا ظہور بروز دوشنبہ بوقت صبح صادق ۱۲ ربیع الاول سنہ عام الفیل ہوا ۔ بقول جمہور اصحاب الفیل کا واقعہ نصف ماہ محرم یعنی آپؐ کے تولد شریف سے سہ روز بیشتر وقوع میں آیا ۔

اسی طرح ولادتِ باسعادت کے خاص وقت پر ایوان کسریٰ کے چودہ کنگرے گر پڑے آتش کدہ فارس بجھ گیا آپ کی والدہ محترمہ نے دیکھا کہ ایک نور اُن سے نکلا جس سے شام اور فارس کے مقامات نظر آ گئے ۔

بچپن حضورؐ نے جس مادی بے سر و سامانی میں آنکھ کھولی قرآن مجید کی آیت الم یجدک یتیماً فاویٰ اس پر شاہد ہے ۔ شفقتِ پدری سے آپؐ پہلے ہی محروم ہو چکے تھے ۔ سات روز تک آپؐ نے والدہ ماجدہ کا دودھ پیا پھر ابولہب کی لونڈی ثوبیہ نے دودھ پلایا بعد ازاں حلیمہ سعدیہؓ آپؐ کو اپنے قبیلہ میں لے گئیں ۔ اور وہی دودھ پلاتی رہیں آپؐ کے تشریف لانے کے بعد حضرت حلیمہؓ کے گھر میں نہایت فراخی ہوئی ، آپؐ پستان راست کا دودھ پیتے تھے ۔ اور پستان چپ اپنے برادرِ رضاعی کے واسطے چھوڑ دیتے تھے ۔

طلوعِ آفتابِ رسالت مذاہبِ عالم جس آفتابِ رسالت کے طلوع ہونے کے منتظر تھے ۔ اُس تاریک دور میں اس ولادت باسعادت کو خاص اہمیت دینے اور تاریخ ولادت کو محفوظ رکھنے کیلئے اللہ رب العزت نے ایک معجزانہ تاریخی نشان ظاہر کر دیا اور وہ "اصحاب الفیل" کا واقعہ تھا ۔ اُس نے آپؐ کی ولادت کا رازِ سربستہ آشکار کر دیا کیونکہ ابرہہ عیسائی تھا اور قریش مکہ بت پرست اور مشرک تھے ۔ پھر کون کہہ سکتا ہے کہ ابرہہ کے لشکر کی تباہی قریش مکہ کی نصرت کیلئے تھی ۔ بلا شبہ اِس بات میں بڑی عبرت ہے اُس شخص کیلئے جو خوفِ خدا دِل میں رکھتا ہے ۔ جیسا کہ سورۃ الفیل سے ظاہر ہے کہ اصحاب الفیل کا واقعہ ظہورِ قدسی کا عظیم نشان ہے ۔

شقِ صدر: ـــــــــــــــ مائی حلیمہ کے گھر آپؐ کا پہلا شق صدر ہوا۔ دوسرا شق صدر دس برس کی عمر میں، تیسرا غار حرا میں اور چوتھا شب معراج میں ہوا۔

چھ برس کی عمر میں آپؐ کی والدہ انتقال فرما گئیں۔ پھر آپؐ کے دادا جان حضرت عبدالمطلب آپکی پرورش کے کفیل ہوئے۔ لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا کیونکہ فقط آٹھ سال کی عمر میں آپؐ کے دادا جان بھی آپؐ کو چچا ابوطالب کے سپرد کر کے راہی ملک عدم ہوئے۔ بارہ سال کی عمر میں حضورؐ اپنے چچا ابوطالبؓ کے ہمراہ ملک شام تشریف لے گئے۔ اس سفر میں بحیرا راہب نے آپؐ دیکھ کر کہا کہ اللہ تعالےٰ کے آخری نبیؐ آپ ہونگے۔ آپؐ کی عمر چودہ سال تھی جب آپؐ نے اپنے چچاؤں کے ساتھ "حرب فجار" میں شرکت فرمائی۔ اس جنگ کے بعد حلف الفضول (جنگ نہ کرنے کا حلف) میں آنحضرتؐ اپنی کم عمری کے باوجود اس معاہدے میں پیش۔

جوانی: اسی دور میں شہ سواری اور فنون سپہ گری سے دلچسپی عرب نوجوانوں کا محبوب مشغلہ ہوا کرتا تھا۔ لیکن حضورؐ کو ان کاموں سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ بت پرستی کی لغویت تو ہوش سنبھالتے ہی آپؐ پر عیاں ہو چکی تھی۔ فعال اور مستعد انسان پتھر کے سامنے سر نیاز خم کرے ایسی مضحکہ خیز بات تھی کہ آپؐ کے لیئے کسی دلیل کی محتاج نہ تھی۔

بچپن سے ہی آپؐ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا۔ کسی سے بدمعاملگی نہیں کی۔ ناشائستہ لوگوں کے درمیان شائستگی پاکیزگی اور امانت کے لحاظ سے حضورؐ اپنا ایک منفرد مقام رکھتے تھے۔ سب آپؐ کی ایمانداری پر مکمل بھروسہ رکھتے تھے۔ دشمن تک اپنا قیمتی مال آپؐ کے پاس بطور امانت رکھتے تھے۔ ساری قوم آپؐ کو امین اور صادق کہہ کر پکارتی تھی۔

پچیس سال کی عمر میں آپؐ حضرت خدیجہؓ کی طرف سے بغرض تجارت شام تشریف لے گئے۔ اس سفر میں نسطورا راہب نے کہا کہ یہ آخر الانبیاء ہیں۔ اس سفر سے واپسی پر آپکی امانت و ذہانت دیکھ کر حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کو نکاح کی دعوت دی۔ جو آپؐ نے چچا حضرت ابوطالب کی اجازت سے قبول فرما کر ۲۵ سال کی عمر میں پہلا نکاح کیا۔ اس وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر ۴۰ سال تھی۔ آپؐ کی عمر ۳۵ سال تھی جب قریش مکہ نے کعبہ شریف کی عمارت کو از سر نو تعمیر کیا تو حجر اسود کے اٹھانے پر قریش مکہ میں جھگڑا اور فساد کی صورت پیدا ہو گئی کیونکہ ہر ایک اس مبارک سیاہ پتھر کو اپنے ہاتھ سے نصب کرنا چاہتا تھا۔ لیکن حضورؐ کی انتہائی حاضر دماغی اور شدید معاملہ فہمی سے یہ جھگڑا بھی ختم ہوا۔ اور سب نے شرکت بھی کر لی۔

نبوت چالیس برس کی عمر میں آپ نے غار حرا میں جو کہ مکہ سے باہر تھی۔ خلوت اختیار کی وہاں ۱۲ ربیع الاول آپ کو وحی الہٰی سے منصب نبوت عطا ہوا۔ چنانچہ انفرادی طور پر آپ نے دعوت اسلام شروع کی۔ تو سب سے پہلے ایمان لانے والے مردوں میں حضرت ابوبکرؓ لڑکوں میں حضرت علیؓ عورتوں میں حضرت خدیجہؓ، آزاد کئے ہوئے غلاموں میں حضرت زیدؓ بن حارثہ، غلاموں میں حضرت بلالؓ کو شرف حاصل ہوا۔ بعد میں حضرت ابوبکرؓ کی ترغیب سے حضرت عثمانؓ بن عفان، عبدالرحمٰن بن عوف سعد بن ابی وقاصؓ اور زبیرؓ طلحہؓ نے اسلام قبول کیا۔

تبلیغ کا حکم خفیہ دعوت کے تین سال بعد اعلان دعوت کا حکم ملا۔ تو تبلیغ علی الاعلان پر قریش مکہ آپ کے دشمن بن گئے۔ آپ کو اور آپکے اصحابؓ کو سخت اذیتیں دینے لگے لیکن قریش کی یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہو سکی۔ مسلمانوں کی تعداد دن بدن زیادہ ہوتی گئی تو قریش مکہ نے اپنے ایک چالاک سردار عتبہ بن ربیعہ کے ذریعے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لالچ دینا چاہا اور پھر آپ کے چچا حضرت ابوطالب کے ذریعے بھی کوشش کی لیکن سب بے سود۔

اسلام میں پہلی شہادت جب قریش کا کوئی حیلہ کارگر نہ ہوا تو اب نبی کریمؐ کے ساتھ آپ کے صحابہؓ کو بھی سخت سزائیں دینی شروع کر دیں۔ حضرت بلالؓ کو سخت تکالیف دی گئیں۔ حضرت عمار بن یاسر کی والدہ ماجدہ اسی بناء پر نہایت بے دردی سے شہید کر دی گئیں۔ یہ سب سے پہلا واقعہ شہادت اہل اسلام میں پیش آیا۔

ہجرت اولیٰ صحابہ اکرامؓ ان تکالیف و مظالم کو نہایت صبر سے برداشت کرتے رہے بالآخر حضورؐ نے بعثت کے پانچویں برس ماہ رجب میں بارہ مرد عورتوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت دے دی۔ قریش مکہ نے وہاں بھی ان کا پیچھا کیا۔ لیکن شاہ حبشہ کے سامنے ان کی کوئی پیش نہ گئی۔

شعب ابی طالب قریش مکہ نے طے کیا کہ بنی عبدالمطلب اور بنی ہاشم سے قطع تعلق کر لیا جائے۔ جب تک وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُن کے حوالے نہ کر دیں۔ بنی عبدالمطلب نے اس مطالبے کو نامنظور کر دیا۔ تو اتفاق رائے سے اُن سے قطع تعلق کا معاہدہ لکھ کر خانہ کعبہ کے دروازے پر لٹکا دیا۔ اس وقت ابولہب کے سوا بنی ہاشم و عبدالمطلب کو بلا امتیاز مسلم و کافر مکہ سے باہر ایک گھاٹی جس کا نام شعب ابی طالب مشہور ہے۔ میں تین سال تک محصور رہے۔ تو حضورؐ کو بذریعہ وحی معلوم ہوا کہ عہد نامہ کو سوائے اللہ کے نام کے تمام کو تمام دیمک نے کھا لیا ہے تو پھر آپ کے خاندان کو رہائی ملی۔

ہجرتِ ثانی

اسی دوران صحابہ کرامؓ کو دوسری دفعہ حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم ملا۔ اس دفعہ مہاجرین میں ۸۳ مرد اور ۱۲ عورتیں شامل تھیں۔

عام الحزن

انہی دنوں آپؐ کے چچا حضرت ابوطالب کی وفات ہوگئی۔ تین دن بعد حضرت خدیجہؓ کا بھی انتقال ہوگیا۔ یہ نبوت کا دسواں سال اور شوال کا مہینہ تھا۔ اس سال کو حضورؐ نے "عام الحزن" یعنی غم کا سال فرمایا۔ اس پریشانی کے عالم میں آپؐ نے طائف کا سفر کیا۔ آپؐ کی دعوت کے جواب میں قبیلۂ ثقیف نے آپؐ پر اس قدر پتھر برسائے کہ نعلین شریفین خون آلودہ ہو کر قدموں سے چمٹ گئیں۔ جس اذیت کی یاد ہمیشہ بارِ اقدس پر رہی۔ آپؐ نے پھر بھی اُن کیلئے رحمت کی دعا فرمائی۔

شبِ اسریٰ

اسی سال ۲۷ رجب کو رات کو آپؐ کو معراج جسمانی ہوا جس جس کی غائبانہ تصدیق کے سلسلے میں حضرت ابوبکرؓ کو صدیق کا خطاب عطا ہوا۔ شبِ معراج امتِ محمدیہ پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔

مدینہ میں تبلیغِ اسلام

اسی دوران حج کے موقع پر مدینہ سے آئے ہوئے لوگوں میں سے چھ آدمی مسلمان ہوگئے۔ دوسرے سال بارہ آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔ اس سے آئندہ سال مدینہ شریف کے کافی لوگ مسلمان ہوگئے۔ اور انہوں نے خواہش کی کہ حضورؐ اگر مدینہ تشریف لے آئیں تو وہ جان و دل قربان کردیں گے۔

ہجرتِ مدینہ

قریشِ مکہ ایذا رسانی سے اب مسلمانوں کا قیام مکہ میں دشوار ہو چکا تھا۔ تو حضورؐ کی اجازت سے صحابہ کرامؓ متفرق طور پر ہجرت کر کے مدینہ میں پہنچنے لگے تو مکہ میں حضورؐ کے علاوہ حضرت ابوبکرؓ و علیؓ اور کچھ بیمار رہ گئے۔ حضورؐ کو اپنے ساتھیوں کے بغیر دیکھ کر قریشِ مکہ نے دارالندوہ میں جمع ہو کر یہ مشورہ کیا۔ کہ رات کو حضورؐ کو قتل کردیا جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُس رات آپؐ کو بروقت خبردار کر کے مدینہ ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ تو حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر چھوڑ کر کفار کی ننگی تلواروں کے پہرے میں سے گھر سے روانہ ہوگئے۔ اور کفار کو مطلق خبر نہ ہوئی۔ آپؐ حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر مدینہ کی طرف چل پڑے۔ تین راتیں غارِ ثور میں رہے۔ جہاں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابوبکرؓ رات کا کھانا پہنچاتی تھیں۔

قدید کے قریب سراقہ بن مالک تعاقب میں آیا۔ تو اس کا گھوڑا زمین گیا تو بڑے عجز سے معافی مانگ کر مسلمان ہوگیا۔ آپؐ نے وادیٔ قبا میں مسجد قبا کی بنیاد رکھی۔

رسول اللہ ﷺ ۱۲ ربیع الاول ۱۳ سال نبوت دوشنبہ کے روز یثرب پہنچے۔ جو بعد

میں مدینۃ الرسول کے نام سے مشہور ہوا۔ اور اسی تاریخ سے اسلامی سال کا آغاز ہوا۔ آپ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی کے مکان پر قیام فرمایا۔ اسی سال مسجد نبوی اور ازواج مطہرات کے حجرے اور مہاجرین کیلئے مکان تیار کئے گئے۔

فرضیت صوم ہجرت کے دوسرے سال قبلہ نماز، بجائے بیت المقدس کے کعبہ شریف میں تحویل ہو گیا۔ اور رمضان شریف کے روزے فرض ہو گئے۔ اور جہاد فرض ہوا اور ساتھ ہی غزوات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جن میں غزوہ بدر ۲ھ غزوہ احد ۳ھ غزوہ خندق ۵ھ تاریخ عالم میں فن حرب کا بہترین شاہکار ہیں جن کی قیادت خود حضرت نبی کریم ؐ نے فرمائی اور جنگ کے جن اصولوں سے عالم انسانیت کو روشناس کرایا۔ اور عمل پیرا ہو کر دکھایا۔ اس کے مقابلہ میں بیسویں صدی کے انسانی حقوق کا چارٹر کچھ وقعت نہیں رکھتا۔

۶ھ میں صلح حدیبیہ ہوئی۔ ۷ھ میں جنگ خیبر ہوئی اور حضورؐ نے سلاطین کے نام دعوت اسلام کے خطوط بھیجے۔ ۲۰ رمضان المبارک ۸ھ غزوہ حنین و طائف ہوئے ۹ھ غزوہ تبوک ہوا جس سے واپسی پر مسجد ضرار کو گرا دیا گیا۔ جو منافقین نے بنوائی تھی۔

فرضیت حج اسی سال یعنی ہجرت کے نویں سال حج فرض ہوا۔ اور فراغت نہ ہونے کی وجہ سے حضرت ابو بکر رض کو "امیر الحاج" مقرر کر کے مکہ روانہ کیا۔

حجۃ الوداع دسویں سال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود حج پر تشریف لے گئے اس موقعہ پر آپ ؐ نے ایک عظیم خطبہ ارشاد فرمایا جو کہ خطابت اور عبرت آموزی کے لحاظ سے تاریخ میں ایک یادگار ہے فرمایا کہ شاید میں آئندہ سال تم میں نہ رہوں اسی

> حضور پاک ؐ نے فرمایا کوئی شخص حج کے ارادے سے گھر سے نکلتا ہے اور راستے میں مر جاتا ہے تو قیامت تک اسے ہر سال ایک حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے

سال یوم عرفہ جمعہ کے دن آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ نازل ہوئی۔ یعنی "میں نے کامل کر دیا تمہارے لئے دین تمہارا۔ اور پوری کی تم پر نعمت اپنی اور پسند کیا دین اسلام تمہارے لئے۔ اسی لئے اس حج کو حجۃ الوداع کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

علالت و سفر آخرت علالت کا آغاز ۱۹ صفر بروز چہار شنبہ ہوا۔ ۲۵ صفر تک ضعف بہت بڑھ گیا تو باقی ازواج مطہرات کی اجازت

سے حضرت عائشہ رضؓ کے حجرہ میں تشریف لے آئے۔ چہار شنبہ کو شدید ضعف کی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ کو امامت کا حکم ہوا۔ پنج شنبہ کو ظہر کی نماز آپؐ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اقتداء میں ادا کی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے تکیہ لگائے ہوئے ۱۲، ربیع الاول ۱۱ھ ترسیٹھ سال کی عمر میں الرفیق الاعلیٰ، الرفیق الاعلیٰ پکارتے ہوئے اعلیٰ علیین۔ قرب رب العلمین میں جا سدھارے۔ قالو انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔
صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ افضل الصلوات واکمل التحیات

صحابہؓ کی حالت

آپ کے سفر آخرت حسرت ویاس سے گویا قیامت برپا ہوگئی شیفتگان رسالت کے دل کو پہنچنے والی ٹھیس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا اُن جیسی والہانہ محبت کرنے والی جماعت دنیا میں کہیں نہیں مل سکتی۔ صحابہ کرامؓ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد جانی، مالی قربانیوں جو درخشاں ہالہ قائم کردیا تھا۔ اس نوع کی چند جھلکیاں بھی کسی کے دامن میں وابستہ نہیں پائی جاتیں۔

صحابہ کرامؓ کا نصب العین یہ تھا کہ کلمۂ حق بلند ہو۔ عالم انسانیت، دنیا و آخرت کی فلاح کی راہ پر گامزن ہو جائے۔ اس نصب العین کی خاطر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں زخم کھائے۔ مال لٹائے۔ سر کٹوائے۔ مجبوری و بے چارگی میں نہیں بلکہ انتہائی شوق و رضا اور معجز نما خوش دلی کے ساتھ کیونکہ اُن کے ایمان کا پیمانہ اُن کے محبوب نبیؐ کا یہ فرمان تھا۔ "قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک میری ذات اُس کے نزدیک باپ، بیٹے اور دنیا کی ہر چیز سے محبوب تر نہ ہو جائے۔"[1] بلکہ عارف صادق حضرت علامہ اقبالؒ نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے۔

معنی حرفم کنی تحقیق اگر　بنگری بادیدۂ صدیقؓ اگر
قوت قلب و جگر گردد نبیؐ　از خدا محبوب گردد نبیؐ

صحابہ کرامؓ کے دلوں پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے جو کچھ گزری ہوگی اُس کا تصور بھی ہم لوگ نہیں کر سکتے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ علیہ کی حالت خاص طور پر قابل دید ہوگئی۔ یہاں تک کہ وہ کہنے لگے کہ جو رسول اللہؐ کی نسبت کہے گا کہ اُن وفات ہوگئی اُسے قتل کردیا جائے گا۔

---

[1] بخاری شریف کتاب الایمان۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خطبہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی کی استقامت اِس حال میں بھی اپنے عروج پر تھی۔

آپ رض جب حضور ص کے جسد اطہر کو دیکھ کر مسجد نبوی میں پہنچے۔ تو حضرت عمر رض ابھی تک اُسی کیفیت میں تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رض نے کہا "عمر رض چپ ہو جاؤ" ۔ حمد و ثناء کے بعد سب سے پہلے یہ خطبے ارشاد فرمایا "تم میں سے جو محمد ص کی عبادت کرتا تھا تو محمد ص تو وفات پا چکے ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ! وما محمد الا رسول ج قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ط ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئاً ط وسیجزی اللہ الشکرین (آل عمران: ۱۴۴)

ترجمہ "محمد ص تو صرف اللہ کے رسول ہیں ۔ اِن سے پہلے بھی اللہ کے رسول گزر چکے ہیں پھر اگر وہ وفات پا جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا تم راہِ حق سے اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو کوئی راہ حق سے اُلٹے پھر جائے تو وہ (اپنا ہی نقصان کریگا) اللہ کا کچھ نہیں بگاڑے گا۔ جو شکر گزار ہیں عنقریب اللہ انہیں اِس کا اجر دے گا۔"

اِسی مختصر سے خطبہ نے سب کو رسول اللہ ص کے انتقال کا یقین دلایا۔ بعض صحابہ نے تو اعتراف کیا۔ کہ جب تک حضرت ابوبکر صدیق رض نے یہ آیت نہیں پڑھی تھی وقت تک احساس تک نہ تھا۔ کہ یہ آیت نازل ہو چکی ہے ۔

تجہیز و تکفین

حضرت علی رض، عباس رض، فضل رض، قثم رض، اور حضرت اسامہ بن زید رض نے آنحضرت ص کو غسل دیا۔ تین جامہ سے کفن دیا۔

نماز جنازہ حجرہ حضرت عائشہ صدیقہ رض میں باری باری ادا کی گئی۔ اور وہیں لحدی قبر میں دفن کئے گئے۔ حضرت فاطمہ رض کو اِس قدر صدمہ ہوا کہ اس کے بعد جب تک زندہ رہیں مطلق ہنسیں بالآخر ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ حضور ص کی وفات کے چھ ماہ بعد اِس دنیائے فانی سے عالم جاودانی سے رخصت فرما گئیں ۔

حلیہ مبارک

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میانہ قد مائل بہ طوالت تھے ۔ لیکن جس مجمع میں آپ ص کھڑے ہوتے اُس میں خواہ کتنے ہی طویل القامت آدمی موجود ہوتے آپ ص سب سے بلند معلوم ہوتے ۔ رنگ مبارک سُرخ و سفید با ملاحت تھا۔ سر مبارک بڑا تھا۔ موئے مبارک خوب سیاہ اور قدرے گھونگر والے تھے۔ کبھی گوش مبارک تک ہوتے کبھی نرمۂ گوش تک ۔ آپ ص مانگ نکالا کرتے تھے۔

پیشانی مبارک کشادہ اور روشن تھی۔ ابرو مبارک باریک تھی۔ کمان کی شکل ملی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ لیکن اصل میں ملی ہوئی نہ تھی۔ چشم مبارک بڑی تھیں اور سپیدی میں سُرخی تھیں۔ پتلیاں ایسی سیاہ کہ بلا سُرمہ لگائے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ سُرمہ لگایا ہوا ہے پلکیں بڑی بڑی، رُخسار مبارک خوبصورت پر گوشت نرم، نہ دبے ہوئے نہ پھولے ہوئے بینی (ناک) مبارک بلند، گوش مبارک نہ چھوٹے نہ بڑے بلکہ متوسط تھے۔ دندان مبارک سفید چمکدار آگے کے دانتوں میں کھڑکی معلوم ہوتی تھی۔ روئے مبارک (چہرہ) نہ لمبا نہ گول بلکہ معمولی گولائی چودھویں کے چاند کی مانند درخشاں تھا۔ ریش مبارک بھری ہوئی متوسط، داڑھی مبارک میں سترہ بال سفید تھے۔ گردن مبارک صاف شفاف دوش مبارک پُر از گوشت، دستِ مبارک لمبے، ہتھیلیاں کشادہ، نرم بغلیں اور ان میں بال نہ تھے۔ دست مبارک کی انگلیاں لمبی۔ صدرِ مبارک کشادہ تھا۔

دونوں کندھوں کے درمیان گوشت کا پارہ اُبھرا ہوا۔ مانند بیضہ کبوتر یہ "مہرِ نبوت" تھی۔ اور مشہور ہے کہ اس پر کلمہ طیبہ لکھا تھا۔

آپؐ کا سایہ نہ تھا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا "میں نے رسول اللہ سے زیادہ تیز رو کسی کو نہیں دیکھا۔ آپؐ بلا تکلف چلا کرتے تھے۔ اور ہم نہایت مشقت سے آپؐ کے ساتھ ہوتے۔ جسم مبارک سے ایسی خوشبو آتی تھی۔ کہ جو آپؐ سے مصافحہ کرتا تھا تمام دن اُس کے ہاتھ سے خوشبو آتی تھی۔ آپؐ جس گلی سے نکل آتے وہ گلی خوشبو سے مہک جاتی تھی۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جان لیتے تھے۔ کہ آپؐ اِس طرف تشریف لے گئے ہیں۔ پسینہ مبارک سے ایسی خوشبو آتی تھی۔ کہ وہ جہاں لگایا جاتا۔ وہ خوشبو تمام خوشبوؤں پر غالب رہتی تھی۔ آپؐ جہاں قضا حاجت بیٹھتے زمین آپؐ کے فضلہ کو چھپا لیتی تھی۔ آپؐ کے لعاب دہن سے کھاری کنوئیں شیریں ہو جاتے تھے۔ مکھی بدنِ مبارک پر نہیں بیٹھتی تھی۔ آپؐ کو پاکیزگی اور صفائی بہت پسند تھی الغرض سے

خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکنات
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

xxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxx

سیرتِ رسول کا مقام اور اہمیت

انسانیت کی تاریخ میں بڑی بڑی شخصیتیں جنم لیتی رہی ہیں۔ فرماں روا، فلسفی، فن کار، صنائع ایک سے ایک بڑا آدمی پیدا ہوا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ مذہبی اکابر اور دینی پیشوا ظہور میں آتے رہتے ہیں جن کی عقیدت کے پرچموں کو کوئی سرنگوں نہیں کر سکا۔

وشق لہ من اسمہ لیجلہ
فذو العرش محمود وھذا محمد

آپؐ کی عظمت کو ظاہر کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اشتقاق کر کے آپؐ کا نام رکھا پس وہ وہ عرش والا "محمود" (تعریف کیا ہوا) اور آپؐ "محمدؐ" (بہت زیادہ تعریف کیا گیا) ہیں۔

(دیوان حسان بن ثابتؓ)

لیکن دنیا کے تمام اکابر کی زندگی کے متعلق دنیا بہت کم جانتی ہے۔ جن اکابر کی زندگی کے حالات ملتے ہیں وہ کتنے ہی مختصر اور ناکافی اور ادھورے ہیں کسی کے تو چند اقوال ہی کتابوں میں رہ گئے ہیں۔ بہت سی زندگیوں کے اوراق ہی کہیں کہیں سے غائب ہیں گم نامی بے خبری کے کتنے اندھیروں اور ادھوری معلومات کے دھندلکوں میں دب گئے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے مقدس نبی جن کو ماننے والے آج بھی دنیا میں کثیر التعداد ہیں۔ بودھ، کرشن جی، رام چندر کی پرستش کرنے والے بھی کروڑوں انسان ہیں لیکن آج اُن میں سے ہر ایک کے حالاتِ زندگی اختصار، ابہام، انتشار کے ساتھ ملتے ہیں۔

لیکن اِس کے باوجود پوری انسانی تاریخ میں اگر کسی کی زندگی کے حالات پوری کی پوری سینوں، سفینوں اور صفحہ قرطاس پر محفوظ ہو تو وہ حضرت خاتم النبیینؐ رحمتہ اللعلمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس حیاتِ طیبہ ہے۔ پھر حضورؐ کی سوانح حیات، گفتار و کردار، جس احتیاط، ذمہ داری اور فرض شناسی کے ساتھ جمع کئے ہیں اُس کی نظیر تو خیر کیا ملتی، اُس کی پرچھائیں بھی نظر نہیں آتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کو جانچنے کیلئے کہ واقعی حضورؐ نے واقعی ایسا کیا تھا۔ ایک پورا "فن" وجود میں آیا جس میں روایت و درایت کی گہرائیاں نقل و عقل کی نزاکتیں پائی جاتی ہیں۔ دنیا کی کوئی زبان اور قوم "فن حدیث" جیسا لٹریچر آج تک پیش نہیں کر سکی۔ اور نہ ہی انشاء اللہ کر سکے گی۔ مشہور جرمن ڈاکٹر اسپرنگر روایتی مخالفت کے باوجود "لائف آف محمدؐ" میں لکھتے ہیں "کوئی قوم دنیا میں ایسی نہ گزری نہ موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح "فن الرجال" کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصیتوں کا مستند حال معلوم ہو سکتا ہے۔ پھر یہ ہی نہیں۔ کہ رسول اللہؐ کی زندگی کے صرف اہم واقعات

کو محفوظ کیا گیا ہو ۔ اور جزئیات کو چھوڑ دیا گیا ۔ بلکہ حقیقتاً حضورؐ کی سیرت کے ایک ایک جزیئے کو محفوظ کیا گیا ۔ تاریخ و سیر کی کتابیں یہ تک بتاتی ہیں ۔ کہ آپؐ کی دودھ پلانے والی حلیمہ سعدیہؓ بنو ہوازن قبیلے سے تعلق رکھتی تھیں ۔ اُن کے شوہر کا نام حارث تھا ۔ آپؐ کی رضاعی بہن کا نام شیما تھا ۔ جلیل القدر انبیاء (علیہ السلام کے بارے میں یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ اُن نفوسِ قدسیہ نے کن مقامات پر داعی اجل کو لبیک کہا ۔ مگر تاریخ ہمیں یہ تک بتاتی ہے ۔ کہ حضورؐ کی والدہ کا انتقال "ابواء" کے مقام پر ہوا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے صدقے آپؐ کے اجداد کا ذکر تاریخ میں مفصل ملتا ہے ۔ قیدار و عدنان کے نسب نامے ملتے ہیں ۔ سیرت نبویؐ میں حضورؐ کے غزوات بدر، احد، اور فتح مکہ جیسے عظیم الشان واقعات کو ہی محفوظ نہیں رکھا گیا بلکہ حدیث کی کتابوں میں یہ تک ملتا ہے کہ "حضورؐ کی ریش مبارک میں سترہ بال سفید تھے ۔ آپؐ تین گھونٹوں میں پانی پیتے تھے ۔ دائیں کروٹ استراحت فرماتے تھے ۔ حضورؐ کے اُٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے بات کرنے کھانا کھانے صوم و صلوٰۃ سے میدانِ جنگ تک حضورؐ کے ہر قول و فعل گفتار و کردار کو صحابہ کرامؓ نے لوحِ قلب پر نقش کیا ہے ۔ اور اُمتِ محمدیہ نے حضورؐ کی ایک ایک ادا کو محفوظ کر لیا ہے ۔ اور دوسروں تک کمال احتیاط کے ساتھ پہنچایا ہے کہ اس کی نظیر نہ آج تک پیش کر سکی ہے اور نہ ہی انشاء اللہ پیش کر سکے گی ۔

سب سے اہم اور قابلِ غور بات یہ ہے ۔ کہ صحابہ کرامؓ حضورؐ کے اقوال کے صرف ناقل ہی نہ تھے بلکہ اُنھوں نے حضورؐ کی ایک ایک قول و سنت پر عمل کر کے دکھایا ہے ۔ صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں اخلاق محمدیؐ چلتا پھرتا اور بولتا دکھائی دیتا تھا ۔ اور یہ حقیقت ہے کہ دنیا میں کسی عظیم سے عظیم ہستی کو بھی اتنے اطاعت گزار عقیدتمند اور جاں نثار، پیرو اور رفقاء نصیب نہیں ہوئے ۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے ۔ کہ آخر ایسا کیوں ہے ۔ اس کے اسباب و علل کیا ہیں ۔ اس کا جواب قرآن مجید یوں دیتا ہے ۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب : ۲۱) پوری انسانیت کیلئے اگر کسی کی زندگی معیار اور نمونہ ہے تو وہ حضور اکرمؐ کی حیات طیبہ ہے ۔ اس لئے یہ مقدس زندگی اس کی سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اسے اہتمام و کمال سے محفوظ کر لیا جائے ۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام انبیاء و رُسل بھی عملی درسِ ہدایت لیکر آئے تھے اور اُن کی مقدس زندگیوں کو اُن کے پیروکاروں کے حافظے نے محفوظ ہی نہیں رکھا ۔ انسانی تاریخ میں ایک اور صرف ایک حیات طیبہ حضور خاتم النبیین (فداہ ابی و امی) کی ایسی ہے ۔ جس کی پوری کی پوری زندگی اوراق میں ہی نہیں ۔ بلکہ حافظے میں ذہن و فکر میں بلکہ اعمال و کردار میں محفوظ رکھی گئی ہے ۔ اور یہ اہتمام خود خدائے قدوس کی مشیت و حکمت کا کیا ہوا ہے ۔ اپنے کلام قرآن

کی حفاظت اُس نے خود اپنے ذمہ لی اور اسوۂ حسنہ کی حفاظت صحابہ کرام رضہ کو سونپ دی۔ اِس مشیت ایزدی کا صحابہ کرام نے ایسا اہتمام کیا کہ انسانی تاریخ اِس کی مثال پیش نہیں کر سکتی دنیا کے تمام چھوٹے بڑے انسانوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا تمام و کمال محفوظ رہنا اِس بات کی دلیل ہے۔ کہ انسانوں کیلئے کامل نمونہ زندگی بس یہی ہے۔ پس جو زندگی اِس کامل و مکمل نمونہ سے جتنی دور ہے اتنی ہی پست و بے وقعت ہے۔ اور جس فرد، معاشرے میں اِس مقدس زندگی کی جتنی زیادہ جھلکیاں ہیں وہاں اُتنی ہی فلاح و سعادت کی قندیلیں روشن ہیں۔ انسانیت کی فلاح و بگاڑ کا انحصار حضورؐ کے اسوۂ حسنہ سے قربت و دُوری پر ہے۔ اور یہ وہ کلیہ ہے جس میں استثنا نہیں۔

یہ مختصر سی کتاب اِس قابل تو نہیں ہو سکتی کہ اِس میں حضورؐ کی زندگی کے چند ایک پہلوؤں پر معمولی سی بھی روشنی ہی ڈالی جا سکے۔ لیکن پھر بھی بطور تبرک اسوہ حسنہ چند خدوخال پیش خدمت ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ العلیّ العظیم۔

اخلاق کریم

آپؐ کے خلق کا اندازہ اِسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ ربّ العزت نے قرآن مجید میں فرمایا "انکؐ لعلی خلقٍ عظیم" بے شک آپؐ خلق عظیم پر ہیں۔

اخلاق

پوچھا گیا "یا رسول اللہؐ! دین کیا ہے؟ فرمایا "نیک عمل"
اسی طرح لوگوں نے پوچھا "افضل ترین عمل کونسا ہے"؟ فرمایا "نیک خلق"

صادق الامین

حضورؐ نے اپنی پوری زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اور آپؐ کی دیانت، امانت، اور صداقت شک و شبہ سے بالاتر تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف قریش دشمنی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ دشنام و استہزاء اور طعن و تشنیع کرتے تھے۔ لیکن پھر بھی آپؐ کو صادق اور امین جان کر اپنی امانتیں آپؐ کے پاس جمع رکھتے تھے۔ اِس تمام دشمنی عداوت سنگدلی و دل آزاری کے باوجود صنادید قریش میں کسی ایک زبان نے بھی حضور اکرمؐ کی سیرت و اخلاق پر کبھی انگلی نہیں اُٹھائی۔

مکہ کی اُس زمانے میں ہوسناکیوں، سفلی جذبات اور جہالت کے دور میں بھی رسول اللہؐ نے جوانی کے زمانے کو اِس قدر پاکیزگی شرافت و احتیاط کے ساتھ گزارا کہ کمال پاکدامنی کا اِس سے زیادہ تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اُسی زمانہ میں اُس قوم نے آپؐ کو صادق الامین کا خطاب دیا جو آپؐ کی رسالت پر متشکک تھے۔ پھر بھی آپؐ کی راست بازی اور امانت ضرب المثل بن گئی۔

مجلس

حضورؐ اپنی مجلس میں سب سے پہلے ضرور تمندوں کی طرف متوجہ ہوتے اُن کی حاجت براری فرماتے۔ اگر کوئی ضرورتمند عرض مدعا میں ادب کی حدود سے تجاوز

کر جاتا۔ تو آپؐ حلم اور خندہ پیشانی سے برداشت کرتے۔ اور غصہ ظاہر نہیں فرماتے۔ آپؐ کسی کی بات کاٹ کر گفتگو نہ فرماتے۔ آپؐ کے دروازے پر دربان نہ ہوتا تھا۔ لیکن مکمل سادگی اور بوریہ نشینی کے باوجود نبوت کا رعب و جلال ایسا طاری رہتا۔ کہ محفل میں سب لوگ بے حس و حرکت نظر آتے۔ بمصداق لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی۔

دشمنوں پر لطف و کرم

انتقام لینا فطرتِ انسانی کا خاصہ ہے۔ لیکن حضور اکرمؐ دشمنوں سے انتقام لینے کے قائل نہیں تھے۔ آپؐ اپنے بدترین دشمنوں کے حق میں بھی ہمیشہ دعا کیا کرتے تھے۔ کسی کے حق میں کبھی بددعا نہیں کی۔ غزوۂ بدر میں قریش مکہ کی ایک معتدبہ تعداد قید ہو کر مدینہ منورہ آئی۔ اُن میں سے بہت سے ایسے بھی تھے۔ جنہوں نے حضورؐ کی مکی زندگی کے دوران حضورؐ اور صحابہ کرامؓ پر بے انتہا ظلم و ستم کئے تھے لیکن حضور اکرمؐ نے اُن سب کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ جنگِ احد میں حضورؐ کے دندان مبارک شہید ہو گئے سر مبارک اور چہرہ انور بھی زخمی ہو گیا۔ صحابہ کرامؓ نے رنج اور اضطراب کی حالت میں عرض کی "یا رسول اللہ علیہ وسلم اِن دشمنانِ دین کیلئے بددعا فرمائیے"۔ آپ نے فرمایا "میں لعنت اور بددعا کیلئے نہیں بلکہ لوگوں کو حق کی طرف بلانے کیلئے آیا ہوں"۔ اور دعا کی "الٰہی میری قوم کو ہدایت عطا فرما کہ یہ لوگ بے خبر ہیں۔

احسان بر اعداء

مکہ مکرمہ میں اناج یمامہ سے آتا تھا۔ یمامہ کے حاکم مسلمان ہو گئے تو انہوں نے مکہ کی طرف غلہ کی برآمد بند کر دی۔ اس بندش سے مکہ میں کہرام مچ گیا۔ قریش مکہ نے سخت اضطراب اور بدحواسی کے عالم میں مدینہ شریف میں حضورؐ سے رجوع کیا۔ رحمت عالمؐ نے یمامہ کے حاکم ثمامہؓ کے نام پیغام بھیجا کہ اناج کی بندش اٹھا لو۔ تو غلہ مکہ معظمہ میں پہنچنے لگا۔ حالانکہ یہ وہی اہل مکہ تھے جنہوں نے مسلسل تین سال تک آپؐ کے اہل خاندان والوں کا مقاطعہ کیا تھا۔ اور اناج نہیں پہنچنے دیا تھا ہاشمی بچے بھوک سے تڑپتے اور بلبلا اٹھتے تھے۔ لیکن حضورؐ نے اس کے باوجود اِن کے اناج کی بندش ختم کرائی۔

حضورؐ کا جذبہ ترحم میدان جنگ میں بھی اسی طرح رہتا تھا۔ بدر کے میدان میں لڑائی شروع ہونے سے پہلے مشرکین مکہ اسلامی لشکر کے حوض سے پانی پینے آئے۔ تو صحابہ کرامؓ نے روکنا چاہا تو حضورؐ نے فرمایا "پانی پینے سے منع نہ کرو۔ پینے دو"۔ فتح مکہ کا دن بھی وہ عظیم الشان دن تھا جس کی مثال دنیا کی کوئی قوم پیش نہیں کر سکتی۔ دنیا میں عظیم سے عظیم فاتح ہو گزرے ہیں۔ لیکن فتح مکہ والی عفو و درگزر کی اور انسانی حقوق کے چارٹر کے سامنے اس سے پہلے اور اس کے بعد کوئی فاتح اس کی ادنیٰ مثال بھی پیش نہیں کر سکا۔ باوجود پوری قدرت ہونے کے اپنے اور صحابہ کرامؓ کے سخت سے سخت ترین دشمنوں کے بھی عفو و درگزر سے کام لیا۔ اور اعلان کیا کہ یہ یوم انتقام

نہیں، یوم رحمت ہیں" حالانکہ بیشتر قریش مکہ کو یقین تھا کہ آج کا دن قتل اور خون ریزی کا دن ہے۔ اور آج قریش ذلیل ہونگے۔

لیکن اتنے بڑے شہر میں (جہاں قدم قدم پر وہ لوگ موجود تھے جو ساری عمر حضورؐ کے درپئے آزار رہے صرف تین آدمی مجرم قرار دیئے گئے باقی سب معاف کر دئیے گئے۔ معافی پانے والوں میں حضرت حمزہؓ کا قاتل وحشی، حضرت حمزہؓ کا جگر چبانے والی ابوسفیان کی بیوی ہندہ اور ابوجہل کا بیٹا عکرمہ بھی شامل تھے۔ یہ سب بعد میں مسلمان ہو گئے۔ ابولہب کے بیٹے خوف کے مارے چھپ گئے لیکن حضورؐ نے انہیں تلاش کرایا۔ اور نہایت مہربانی کا سلوک کیا۔ اس حسن سلوک کی وجہ سے وہ بھی مسلمان ہو گئے۔

درگذر فتح مکہ

ایک طرف دس ہزار تلواریں، شہنشاہ عرب و عجم کے ایک اشارے کی منتظر ہیں۔ اور قریش مکہ سہمے ہوئے تھے۔ آپؐ نے سب کی طرف دیکھا اور دریافت کیا "تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں" سب کو یقین ہو گیا کہ اب حضورؐ قتل عام کا حکم دیں گے لیکن آپؐ نے فرمایا۔

"آج میں تمہارے ساتھ وہی سلوک کروں گا جو حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا۔ آج تم پر کوئی مواخذہ نہیں خدائے برتر تمہارے قصور معاف فرمائے"

ایثار و قربانی

قیصر و کسریٰ کے نام فرمان بھیجنے والا۔ مملکت اسلامی کا تاجدار کئی کئی وقت فاقے کرتا ہے۔ اپنے ہاتھ سے جوتے گانٹھتا ہے۔ جب دوسروں کو مال غنیمت تقسیم کرتا ہے۔ تو خود آپ کی چہیتی بیٹی کے سر پر ثابت چادر نہیں ہوتی۔ دوسروں کو غلام اور کنیزیں بانٹی جا رہی ہیں۔ اور فاطمہ بنت محمدؐ چکی کی مشقت خود برداشت فرما رہی ہیں۔ حضورؐ نے اپنے خاندان پر صدقہ لینا سختی سے منع فرمایا۔

ایفائے عہد

ایک بار ابورافع قریش مکہ کے سفیر بن کر مدینہ منورہ آئے ہیں تو حضورؐ کے چہرہ انور کو دیکھ کر ان کے دل کی گرہ کھل جاتی ہے۔ عرض کی یا رسول اللہؐ! اب میں کافروں کے پاس نہ جاؤں گا۔ حضورؐ نے فرمایا نہ میں عہد شکنی کر سکتا ہوں نہ قاصدوں کو اپنے پاس روک سکتا ہوں تم اب لوٹ جاؤ اگر تمہارے دل کا حال یہی رہے۔ تو پھر مدینہ چلے جانا۔ ابورافعؓ مکہ واپس چلے گئے اور پھر واپس مدینہ آکر مسلمان ہو گئے زمانہ اقتدار میں ایسی شرافت، خدا ترسی، بے نفسی اور ایفائے عہد کی مثال تاریخ کے اوراق میں یقیناً نہیں مل سکے گی۔

ملازموں سے سلوک : ایک ملازم حضورؐ کی خدمت میں دس سال گزار دیتا ہے مگر کسی ناگوار

اور خلافِ طبیعت بات پر ملازم اپنے آقا سے جھڑکی تک نہیں سنتا ضبطِ نفس عالی ظرفی اور مزاج کا یہ اعتدال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی دوسرے انسان کو نصیب نہیں ہوا۔

جود و سخا جود و سخا کا یہ عالم کہ آٹے کی پوری بوری سائل کو دے دیتے حالانکہ گھر میں اس آٹے کے سوا اور کوئی چیز کھانے کی نہ ہوتی تھی۔ بکری کا سارا دودھ مہمان کی نذر کر دیتے تھے۔ اور پھر کاشانۂ نبوت میں یہ رات فاقے سے گزرتی تھی۔ حضرت علیؓ نے ایک دفعہ کسی چیز کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا "یہ کیسے ممکن ہے کہ اصحابِ صفّہ کو چھوڑ کر تمہیں دے دوں"۔

حضور اکرمؐ نے عام اعلان فرمایا کہ جو مسلمان قرض چھوڑ کر فوت ہو جائے اُس کا قرض میں ادا کر دوں گا۔

عادات کسی سائل نے زبانِ مبارک سے "نہیں" کا لفظ نہ سنا ؎

مِلتا نہیں کیا کیا دوجہاں کو تیرے در سے
اک لفظ نہیں ہے کہ تیرے لب پہ نہیں ہے!

حضور خوش طبع اور نرم خو تھے۔ اور اکثر تبسم فرمایا کرتے۔

سلام و مصافحہ میں ہمیشہ خود سبقت فرماتے۔ پھر انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر خوب مضبوط گرفت فرماتے۔ جو آپؐ کے پاس آتا اُس کی تعظیم فرماتے اپنی چادر بچھا کر اُن کو بٹھلاتے۔ جس کسی نے آپؐ سے محبت کی اُسے گمان ہوتا۔ کہ سب سے زیادہ آپؐ مجھ پر کرم فرماتے ہیں۔ آپؐ کم سخن۔ نرم گفتار، فصیح اور شیریں تقریر تھے۔ کبھی کسی سے غصّہ بجز خدا کے واسطے نہ ہوا کرتے۔ آپؐ جو موجود فرماتے کھا لیتے۔ جس کھانے پر بہت سے ہاتھ ہوتے وہ آپؐ کو سب سے زیادہ محبوب ہوتا۔ گرم کھانا نہ کھاتے۔ بلکہ اِس میں برکت نہیں ہوتی۔

ماہِ رمضان میں آندھی کی طرح ہوتے۔ کبھی کسی چیز کا سوال آپؐ سے ہوا۔ تو آپؐ نے وہ چیز عطا فرمائی۔ حضورؐ سب سے زیادہ قوی و بہادر تھے۔ اپنے صحابہ میں ایسے مل کر بیٹھتے۔ کہ گویا انہی میں سے ہیں۔ یہاں تک کہ اجنبی کو پوچھے بغیر معلوم نہ ہوتا کہ حضورؐ اِن میں سے کون سے ہیں۔ سب لوگوں سے زیادہ آپؐ حیادار تھے۔ کسی مسکین اور یتیم کو اُس کے مفلس اور اپاہج ہونے کے سبب حقیر نہ جانتے اور کسی بادشاہ سے اُس کی بادشاہت کی وجہ سے نہ ڈرتے۔ بلکہ دونوں کو برابر اللہ کی طرف بلاتے۔

دوسروں کی عزت آپؐ کے قول و فعل سے کبھی کسی کی اہانت و تذلیل نہیں ہوئی۔ آپؐ اپنی ذات کیلئے کبھی کسی سے ناراض نہ ہوئے۔ لیکن اگر کوئی خدا کی مقرر کردہ حدود توڑتا تو غضب ناک ہو جاتے۔

یہ ناممکن تھا کہ کوئی آپ کو دیکھے آپ سے ملے اور آپ کی عظمت سے متاثر نہ ہو ایسی عظمت جو آنکھوں سے گزر کر دل پر قبضہ کر لیتی ۔ کبھی کسی نے حضورؐ کی زبان مبارک سے بُری بات نہ سُنی بد کلامی نہ خود کرتے نہ اسے پسند فرماتے ۔ اگر کوئی شخص اپنے قبیلہ یا بستی میں مکرم ہوتا ۔ تو اُس کی تکریم باقی رکھتے ۔ آپؐ کی مجلس میں بڑوں کی عزت و توقیر کی جاتی ۔ چھوٹوں سے نرمی و شفقت کا برتاؤ ہوتا ۔

اخلاق کی برکتیں

حضور اکرمؐ کے اخلاق کو بیان کرنا اس عاجز کے بس کی بات نہیں لہٰذا اس پر ختم کرتا ہوں کہ حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کاموں سے عمر بھر احتراز کیا ۔ تکبر[1]، بحث و تکرار[2] اور فضول اور لایعنی باتیں[3] ۔ اسی طرح تین باتوں سے لوگوں کو ہمیشہ محفوظ رکھا ۔ کسی کی مذمت و اہانت نہ فرمائی ۔ کسی پر عیب نہ لگایا ۔ کسی کی ذات کے متعلق کوئی بات کرید کر استفسار نہیں فرمایا ۔

اور اسی اخلاق کی بدولت آپؐ نے ایک عظیم اور پاک جماعت قائم کی کہ ۔

۱ ۔ زر خرید غلام "سلمان فارسی" منّا اہل البیت کے منصب پر فائز ہو جاتا ہے ۔

۲ ۔ فاروق اعظمؓ جس کی سطوت و ہیبت سے قیصر و کسریٰ پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے بُت پرستوں کے زر خرید غلام بلال حبشیؓ کو آقا آقا کہہ کر پکارتا ہے ۔

۳ ۔ وہ عمرو بن العاص جو نجاشی کے دربار میں مسلمان مہاجرین پر فرد جُرم عائد کرتا ہے عمان کے بادشاہ کے پاس اسلام کا داعی بن کر جاتا ہے ۔

۴ ۔ وہی خالد بن ولیدؓ جو جنگ اُحد میں بت پرستوں کے ایک ایسے رسالے کی کمان کر رہا تھا جس کے دوبارہ حملے سے حضورؐ کا دندان مبارک شہید ہو گیا تھا ۔ وہ لات و عزیٰ کے بتوں کو اپنے ہاتھ سے گراتا ہے ۔ اور اسلامی فتوحات میں سرگرم جوش کے مظاہرہ سے جنرل کا درجہ پا جاتا ہے اور رسول اللہ سے جنگ موتہ میں "سیف اللہ" کا لقب پاتا ہے ۔

۵ ۔ وہی عروہ بن مسعود جو حدیبیہ میں کفار کا سفیر بن کر آیا تھا ۔ اپنی قوم میں اسلام کی اشاعت میں جان قربان کر دیتا ہے ۔

۶ ۔ وہی ابوسفیان بن حرب جو سات برس تک برابر آنحضرتؐ کے مقابلے میں برابر فوجیں لاتا رہا ۔ اور مسلمانوں کے خلاف آتش فساد بھڑکاتا رہا ۔ اسلام لاتا ہے تو نجران کے عیسائی علاقے پر حاکم مقرر ہوتا ہے ۔

۷ ۔ وہی طفیل دوسی جو کانوں میں روئی ٹھونسے پھرتا تھا ۔ کہ مبادا محمدؐ کی آواز کانوں میں

پڑ جائے، بالآخر اپنے وطن واپس جا کر گھر گھر جا کر محمدؐ کی آواز پہنچاتا ہے۔
۸۔ وہی عبدیالیل ثقفی شخص جس نے طائف کے لونڈوں کو حضورؐ پر پتھر برسانے پر اکسایا تھا۔ مدینے میں حاضر ہو کر ایمان سے مالا مال ہوتا ہے۔
۹۔ یہ سب کرشمے اُس پاک اخلاق اور تعلیم کے تھے جس نے دلوں کو فتح کر لیا اور رُوحوں کو آلودگیوں سے پاک کر دیا۔ ؎

رُکتے ہیں یہیں آکے قدم اہل نظر کے !
اُس کوچے سے آگے نہ زماں ہے نہ زمیں ہے

سلامٌ علی افضل الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسّلام۔

عبادات حبیب خدا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عبادتِ خالق کون و مکاں ہر پاکیزہ روح کی غذا اور ہر قلب سلیم کیلئے آرام و چین کا وسیلہ ہے۔ اِس لئے کہ معبودِ ارض و سما نے فرمایا۔ وما خلقت الجنّ والانس الا لیعبدون
رسول اللہؐ کا اِس باب میں جو حال تھا اُس کا اندازہ اِسی سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ جہالت، فسق و فجور کے اُس دور میں جہاں شرک و بُت پرستی ہر طرف محیط تھی۔ اور جس دور میں معبودِ حقیقی کی عبادت کا وجود ہی کہیں نہ ملتا تھا۔ اور آپؐ پر ابھی قرآن حکیم کا نزول شروع نہیں ہوا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کو بظاہر کوئی حکم نہیں ملتا تھا۔ آپؐ مکہ کی آبادی سے کافی فاصلے پر جبل نور کی بہت اونچی چوٹی کے ایک غار جو "حرا" کے نام سے مشہور ہوئی۔ جا جا کر عبادت الٰہی میں مصروف ہوتے تھے۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم میں روایت ہے "وکان یخلو بغارِ حراءٍ فیتحنّث فیہ وھو التعبّد اللیالی ذوات العدد"
یعنی " آپؐ سب سے یک سُو ہو کر غارِ حرا میں کئی کئی دن معتکف رہتے تھے۔ پھر اِس عالم تنہائی میں صرف اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ کئی کئی دن گھر بھی تشریف نہ لاتے تھے۔
آپؐ کے ذوقِ عبادت کا اندازہ کرنے کیلئے بعثت اور نزولِ قرآن سے پہلے آپؐ کا یہ معمول ہی کافی ہے۔ اِس کے بعد جب نبوت کا دور شروع ہوا۔ اور رسالت کی ذمہ داریاں آپؐ پر عائد ہو گئیں۔ تو وحیِ الٰہی کی رہنمائی میں آپؐ کی عبادات کا ایک ایسا معتدل اور متوازن نظام قائم ہو گیا۔ جس کی تقلید اور پیروی اُمت کیلئے زیادہ زحمت و مشقت

طلب بھی نہ ہو۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، اعتکافات، صدقات، قربانی، عمرہ۔ حج، اذکار و
جیسی آپؐ کی تمام عبادات مختلف رنگ و بو رکھنے والے حسین وجمیل پھولوں کی طرح درخشاں ہیں

الصّلوٰۃ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک کو نماز میں جو کیفیت و لذت حاصل ہوتی تھی۔ اس کا اندازہ قرۃ عینی فی الصّلوٰۃ اور قُم یا بلال ارحنی بالصّلوٰۃ جیسے ارشادات سے ہوتا ہے۔ اور جو خوش نصیب بندے اس دولت سے کسی حد تک بہرہ ور ہوئے ہیں انہوں نے اپنی ریاضت کے مطابق اس اجمال کی تفصیل بھی لکھی ہے

ے ذوقِ ایں مے نہ شناسی بخدا تا نہ چشی!

مثلاً امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہٗ ایک مکتوب میں رقم فرماتے ہیں" نماز ہی میں بیمارانِ عشق و محبت کا چین و آرام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اِنَّ احدکُمْ اذا قام فی الصّلوٰۃ فانّما یُناجی ربّہٗ۔ ترجمہ" تم میں سے کوئی جب نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اس وقت وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے دل کی باتیں کرتا ہے"۔

اس کیفیت کے سمجھنے میں حضرت امام ربانیؒ کا ہی اک اشارہ ہماری راہنمائی کر سکتا ہے" معلوم ہونا چاہیے کہ دنیا میں نماز کا درجہ و مقام وہی ہے جو آخرت میں دیدار الٰہی کا ہے۔ اس دنیا میں بندے کو مولا کا انتہائی قرب نماز میں ہی حاصل ہوتا ہے۔ اور آخرت میں قرب (انتہائی) دیدارِ الٰہی سے ہوگا۔"

حضورؐ دل کی چاہت کے باوجود نفل نمازیں خاص کر ان اوقات میں بہت زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ کیونکہ اگر آپؐ دن کا بڑا حصہ نماز میں مشغول رہتے تو آپؐ کی محبت اور تقلید میں یقیناً صحابہ کرام بھی ایسا ہی کرنے لگتے۔ حکمتِ تشریع کا قول ہے کہ اگر پیغمبر اور اس کے متبعین کوئی عبادت اہتمام اور پابندی سے کرنے لگیں تو وہ اُمت پر فرض ہو جاتی ہے۔ اسی وجہ سے باوجود نماز چاشت کی بڑی بڑی فضیلتیں بیان کرنے کے خود پابندی سے حضورؐ نے یہ نماز نہیں پڑھی۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے۔ " اِنْ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیدعُ العمل وھو یحبّ ان یعمل بہ خشیۃ ان یعمل بہ النّاس فیفرض علیھم۔ (باب تحریص النبی) " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کو چھوڑ دیتے حالانکہ وہ عمل آپؐ کو محبوب ہوتا لیکن اس خوف سے چھوڑ دیتے کہ کہیں لوگ اس پر عمل کرنے لگیں اور وہ فرض نہ ہو جائے۔"

حافظ ابن قیمؒ "زاد المعاد" میں لکھتے ہیں۔ " قد کان یترک کثیراً من العمل وھو

یُحِبّ اَن یَّعمَلَ بِہٖ خَشیَۃَ المَشَقَّۃِ عَلَیھِم ۔" اور آپ ترک فرما دیا کرتے تھے ۔ بہت سے اعمال، آپ کو بہت محبوب ہوتے تھے صرف اُمّت کی دقت کے خیال سے"۔ لیکن اس کے باوجود رات چونکہ عام طور پر خلوت میں یعنی گھر میں گزرتی تھی ۔ اور دوسرے کاموں سے فراغت بھی ہوتی تھی ۔ اس لئے رات کی نماز یعنی تہجد اس قدر طویل پڑھتے کہ پاؤں میں ورم آ جاتا تھا۔

ابوداؤد میں حضرت حذیفہ کا ارشاد ہے کہ ایک دفعہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کی نماز پڑھتے دیکھا ۔ تو آپ نے چار رکعتوں میں سورۃ بقر، سورۃ آل عمران، سورۃ النساء اور سورۃ مائدہ پڑھیں ۔ گویا تقریباً سوا چھ سپارے پڑھے ۔ صحیح مسلم و صحیح بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے ۔" کہ ایک رات کو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے لگا ۔ آپ نے اس قدر طویل نماز پڑھی کہ میرے لئے آپ کے ساتھ کھڑے رہنا سخت مشکل ہو گیا ۔ اور میرے دل میں ایک بُرا خیال آنے لگا ۔ کسی نے پوچھا" بُرا خیال آنے لگا ؟" آپؓ نے فرمایا" خیال یہ کہ میں بیٹھ جاؤں اور آپ کو کھڑا رہنے دوں"۔ قربان جائیے اُن صحابہ کرامؓ کے، جن کے نزدیک رسول اللہ صلعم کی معیت میں بیٹھ جانا بھی ایک بُرا خیال ہے۔

وتر عشاء میں کبھی اول شب گزارتے اور کبھی آخر شب ۔ غالب ذاکر آخر شب میں گزارتے ارشاد فرمایا" جس کو اندیشہ ہو کہ آخر شب نہ اٹھ سکے گا اُس کو جائز ہے کہ اول شب ہی وتر پڑھ لے ۔ وتر میں، اول رکعت میں سورۃ زالزال، دوسری میں سورۃ الکافرون اور تیسری میں سورۃ اخلاص ۔ یا پہلی رکعت میں سورۃ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ، دوسری میں سورۃ الکافرون اور تیسری رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھا کرتے تھے ۔

صبح صادق کے بعد سنت صبح میں اکثر سورۃ الکافرون اور سورۃ اخلاص تلاوت فرماتے بعد ازاں، پہلوئے راست پر آرام فرماتے ۔ بعد ازاں مسجد تشریف لاتے ۔ اور امامت فرماتے اور نماز فجر کی فرض رکعتوں کو طوالِ مفصل پڑھاتے ۔ سفر میں سورۃ الفلق اور سورۃ الناس بھی تلاوت فرماتے ۔ بعد نماز اور دعا اصحاب کی طرف منہ کر کے بیٹھ جاتے ۔ اکثر بعد بقدر نیزہ سورج بلند ہونے کے دو رکعت پڑھتے اور اس کی بہت فضیلت بیان فرماتے ۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ" جو کوئی صبح کی نماز باجماعت پڑھے اور ذکرِ خدا میں تا طلوعِ آفتاب بیٹھا رہے اور پھر دو رکعت پڑھے اُس کا اجر مثل حج و عمرہ کے پورا ہوگا ۔

بعد زوال چار رکعت نماز ادا فرماتے ۔ اکثر اس کو گھر پر پڑھا کرتے ۔ بعدہٗ چار رکعت قبل از ظہر ادا فرماتے ۔ اور چار رکعت فرض پڑھتے ۔ موسمِ گرما میں دیر کر کے اور موسم سرما

میں اوّل وقت ادا فرماتے۔ عصر کے وقت قبل از فرض چار رکعت بعدازاں چار رکعت فرض ادا فرماتے۔ مغرب کے وقت غروبِ آفتاب کے بعد تین رکعت فرض ادا فرماتے۔ اور بعدازاں دو رکعت ادا فرماتے۔ پھر صلوٰۃ اوابین ادا فرماتے۔

عشاء کے وقت چار رکعت ادا فرمانے کے بعد چار رکعت فرض ادا فرماتے۔ بعدازاں دو رکعت ادا فرماتے۔ پھر وتر ادا فرماتے اگر اوّل شب نہ پڑھے ہوتے۔ تو اس کا ذکر پہلے تہجد میں آ چکا ہے۔

تلاوت

سونے سے قبل سورۃ سجدہ، سورۃ ملک پڑھتے۔ سورۃ دُخان اور سورۃ زُمر بھی تلاوت فرماتے۔ یومِ جمعہ کی بہت فضیلت فرماتے۔ فرمایا "ان یوم الجمعہ سید الایام"۔ یعنی یومِ جمعہ باقی ایام کا سردار ہے فرمایا۔ کہ جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اُس وقت جو کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگا جائے وہ دُعا قبول ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے روز سورۃ کہف تلاوت کرے۔ اُس کے لئے ایک نور قدموں سے آسمان تک ہوگا۔ ارشاد فرمایا "جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو"۔

نمازِ عید الفطر میں دیر فرماتے۔ اور نمازِ عید الضحیٰ جلد گزارتے۔ عید مدینہ منوّرہ کے باہر ایک مخصوص جگہ گزارتے۔ لیکن اگر بارش ہوتی تو مسجد میں گزارتے۔ آپؐ کی عیدگاہ میں منبر نہ تھا۔

صوم

آپؐ ماہِ صیام میں عبادت کے نہایت حریص تھے۔ ان ایام میں لوگوں کو فرماتے۔ صدقہ و خیرات دیگر ایام کی نسبت زیادہ فرماتے۔ کیا دن، کیا رات نماز، تلاوت یا اعتکاف میں معمور رہتے۔ بعد یقین غروبِ آفتاب روزہ جلد افطار فرما لیتے۔ اگر خرما موجود نہ ہوتا تو پانی سے روزہ افطار فرماتے۔ باقی مہینوں میں بھی لگاتار کئی دفعہ روزے رکھتے۔ کوئی مہینہ خالی نہ چھوڑتے۔

عشرہ ذوالحجہ کے اوّل نو دن روزہ رکھتے۔ روزِ عاشورہ کا بھی روزہ رکھتے۔ ماہِ شوال کے چھ روزوں کی نہایت تاکید فرماتے۔ ارشاد فرمایا کہ "یہ چھ روزے رمضان کے ساتھ صیام کے برابر ہیں۔ اور رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے تھے۔

ہجرت کے بعد آپؐ نے صرف ایک حج کیا۔ اُسی کو حجۃ الوداع کہتے ہیں۔ آپؐ نے اپنی عمر میں ترسیٹھ ۶۳ اونٹ ذبح کئے۔ آپؐ کا سن شریف بھی ترسیٹھ سال کا ہوا ہے۔

ذکر

آپؐ ہر وقت تسبیح، تہلیل، تقدیس، تکبیر، امر و نہی، تشریع و تعلیم ذکر جنت و بہشت فرماتے۔ ارشاد فرمایا "جس کو یہ پسند ہو کہ جنت کے گلزاروں میں جائے۔ اُس کو چاہیے

کہ ذکرِ باری تعالیٰ بکثرت کرے۔

ارشاداتِ قدسی

کسی نے دریافت کیا "اعمال میں کونسا افضل ہے"۔ ارشاد فرمایا "افضل یہ ہے کہ ایسے حال میں مرو کہ زبان ذکرِ الٰہی سے تر ہو۔

ارشاد فرمایا۔"صبح و شام اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زبان تر ہو"۔

ارشاد فرمایا۔"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ذاکر مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے۔ تو میں اُسے اپنے جی میں یاد کرتا ہوں یعنی میرے سوا کسی کو اُس کی خبر نہیں ہوتی۔ اور جب مجھ کو مجمع میں یاد کرتا ہے۔ تو میں بھی اُس کو اُس کے مجمع سے بہتر میں یاد کرتا ہوں۔ اگر بندہ میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو میں ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف آہستہ چلتا ہے تو میں اُس کی طرف جھپٹتا ہوں۔ یعنی دُعا قبول کر لیتا ہوں۔

ارشاد فرمایا" روزِ محشر اللہ تعالیٰ جن کو اپنے سایہ میں جگہ دے گا اُن میں سے ایک وہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کو تنہائی میں یاد کیا۔ اور اُس کے خوف سے رویا ہو۔

ارشاد فرمایا" بھلا میں تم کو وہ بات نہ بتادوں جو تمہارے اعمال میں سب سے بہتر ہے۔ تمہارے مالک کے نزدیک بہت ستھری اور تمہارے اعمال میں سب سے اونچی اور تمہارے حق میں سونے چاندی سے بہتر ہو"۔ ایک صحابیؓ نے عرض کی" یا رسول اللہ" وہ کیا بات ہے"؟ فرمایا" ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا"

ارشاد فرمایا" اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس کو میرا ذکر مجھ سے مانگنے سے مانع رہے۔ اُس کو وہ چیز دوں گا۔ کہ جو کچھ مانگنے والوں کو دیتا ہوں۔ اِس سے بہتر ہو"۔

ارشاد فرمایا۔" کہ جو لوگ کسی جگہ بیٹھے ہوں۔ اور خدا تعالیٰ کا ذکر نہ کریں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلّم پر درود نہ بھیجیں۔ تو قیامت اُن کیلئے حسرت ہوگی۔ فرمایا" افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ہے۔

ارشاد فرمایا کہ دو کلمے زبان پر ہلکے اور میزان پر بھاری اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیارے ہیں۔ سُبحان اللہ وبحمدہٖ سُبحان اللہ العظیم وبحمدہٖ۔

ارشاد فرمایا" جو شخص پڑھے سُبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اُس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگر سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں"

ارشاد فرمایا" جو شخص سو مرتبہ سُبحان اللہ کہہ لیا کرے اُس کیلئے ایک ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور ایک ہزار برائیاں اُس کے حساب سے دور کی جائیں گی۔

ارشاد فرمایا "افضل عبادت تلاوت قرآن مجید ہے"۔ تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن پاک سیکھے اور سکھاوے۔ ارشاد فرمایا "قرآن حکیم قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کیلئے شفاعت کرنیوالا ہوگا"۔ ارشاد فرمایا "دل لوہے کی طرح زنگ سے کھایا جاتا ہے۔ اس کو جلا کرنے والی چیز تلاوتِ قرآن مجید اور موت کو یاد کرنا ہے"۔

ارشاد فرمایا "تلاوت قرآن مجید میں ہر حرف کیلئے دس نیکیاں ہیں الٓمّٓ کہنے سے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں"۔

ارشاد فرمایا "میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا "آپؐ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کیا آپؐ اس بات سے راضی نہیں کہ جو آپؐ کی امت میں سے آپؐ پر درود بھیجے تو میں اُس پر دس رحمت بھیجوں اور جو آپؐ پر سلام بھیجے میں اُس پر دس سلام بھیجوں"۔ ارشاد فرمایا "ایماندار کو اتنا ہی بخل بہت ہے کہ اُس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ اسی طرح فرمایا "جو کوئی مجھ پر درود پڑھے۔ تو اُس کو دُنیا اور آخرت کے مقاصد دیئے جائیں گے۔ ارشاد فرمایا "مجھ سے قریب تر وہ ہوگا جو اُن میں مجھ پر درود بہت زیادہ پڑھتا ہوگا"۔

فرمایا "جب عالم اپنے علم سے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے۔ تو اُس سے ہر چیز ڈرتی ہے۔ اور جب وہ علم سے خزانہ جمع کرتا ہے تو وہ ہر چیز سے ڈرتا ہے"۔

فرمایا "جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بہتری چاہتا ہے تو اُس کو دوست نیک بخت عنایت فرماتا ہے۔ کہ اگر بھولے تو یاد کرائے یاد کرے تو اُس کی مدد کرے"۔

فرمایا "جو شخص اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ آخرت میں اُس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ فرمایا "دوزخ حرام ہے اُس پر جو نرم مزاج، منکسر، آسان گیر اور ملنسار ہو"۔

فرمایا "جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب کے درپے ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کے عیب کے درپے ہوتا ہے۔ اور اُس کو رسوا کرتا ہے۔ گو وہ اپنے گھر کے اندر رہے۔ فرمایا "جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے۔ گویا اُس نے تمام عمر اللہ تعالیٰ کی خدمت کی"۔

طلبِ حلال

طلب حلال ہر مسلمان پر فرض ہے جو شخص اپنے اہل وعیال کو حلال مال کما کر کھلاوے وہ ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔

فرمایا "جو شخص چالیس روز حلال کھاوے اللہ تعالیٰ اُس کے دل میں روشن کر دیتا ہے فرمایا "اپنی غذا پاک اور حلال کر، تیری دُعا قبول ہوگی۔

فرمایا جو شخص طلب حلال میں تھک کر شام کرے، اُس کی رات اس حال میں ہوگی کہ اُس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور صبح اس کیفیت میں اُٹھے گا کہ اللہ اُس سے راضی ہوگا۔

فرمایا "جو کوئی بیمار کی عیادت کرتا ہے۔ تو رحمت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور اُس نے جنت میں اپنا گھر بنا لیا"۔ فرمایا "مریض کی عیادت کامل یہ ہے کہ اُس کی پیشانی یا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر پوچھو کیسے ہو؟"۔

فرمایا "جو کوئی غمزدہ ایملذار کی مشکل حل کر دے یا مظلوم کی مدد کرے، اللہ تعالیٰ اُس کے تہتر گناہ بخش دیتا ہے"۔ فرمایا "کوئی بندہ ایمان دار نہ ہوگا جب تک اُس کا ہمسایہ اُس کی آفات سے بے خوف نہ ہو"۔ اسی طرح فرمایا "تم کو معلوم ہے کہ ہمسایہ کا حق کیا ہے؟ اُس کے حق یہ ہیں کہ تم سے مدد چاہے تو اُس کی مدد کرو، قرض مانگے تو قرض دو۔ بیمار ہو تو عیادت کرو، مر جائے تو جنازہ کے ہمراہ جاؤ، اُس کو کچھ بہتری حاصل ہو تو مبارک باد کہو، مصیبت پڑے تو تعزیت کرو"۔ کوئی میوہ خرید کرو تو اس کو ہدیہ دو۔ ورنہ چھپا کر گھر لاؤ"۔

فرمایا "قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ ہمسایہ کا حق اُسی سے ادا ہوگا جس پہ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ اور جس شخص کے ہاتھ اللہ تعالیٰ بہتری چاہتا ہو۔ اُس کو ہمسایہ کی نظر میں شیریں کر دیتا ہے"۔

فرمایا "والدین کے ساتھ سلوک کرنا نماز، روزہ، حج، عمرہ اور جہاد فی سبیل اللہ سے افضل ہے"۔ فرمایا "ماں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا باپ کی نسبت دُگنا ہے"۔ فرمایا "غصہ ایمان کو ایسے خراب کرتا ہے جیسے ایلوا شہد کو، جو کوئی غصہ کو پی جاتا ہے حق سبحانہ اپنا عذاب اُس پر سے اُٹھا لیتا ہے اور اُس کے دِل کو ایمان سے پُر کر دیتا ہے"۔

فرمایا "جو رات کو شکم سیر ہو کر کھاتا ہے اُس کا دل سخت ہو جاتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ سے دُور ہو جاتا ہے"۔ فرمایا "جو شخص تھوڑی غذا میں نماز پڑھتا ہے اُس کے گرد حوریں رہتی ہیں"۔ فرمایا "تہائی غذا، تہائی پانی، تہائی سانس"۔ اسی طرح فرمایا "اکثر خطائیں بنی آدم کی، اُس کی زبان میں ہیں"۔

فرمایا "آدمی تین قسم کے ہوتے ہیں ایک غنیمت لوٹنے والا، جو اللہ کا ذکر کرتا ہے دوسرا، آفتوں سے محفوظ، جس نے زبان کو قابو میں رکھا۔ اور تیسرا ہلاک ہونے والا، جو اُمرِ باطل میں خوض کرتا ہے"۔

فرمایا "عمدہ لفظ بولنا، یعنی نیک اور اچھی بات کرنا بھی خیرات ہے"۔ اسی طرح فرمایا "مؤمن کو گالی دینا فسق ہے اور قتال کفر ہے"۔ فرمایا "لعنت کرنے والا مومن نہیں ہے"۔ فرمایا "جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں وہ پکا منافق ہے" خواہ وہ روزے رکھے، نماز پڑھے، اور زبان سے کہے کہ میں مسلمان ہوں۔ وہ تین باتیں یہ ہیں "بات کہے تو

جھوٹ، وعدہ کرے تو وفا نہ کرے، کوئی امانت اُس کے پاس رکھی جائے تو خیانت کرے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا "اگر چھ باتیں میری مان لو تو میں تمہارے لئے جنت کا کفیل ہوتا ہوں" عرض کیا گیا "وہ کیا ہیں؟" فرمایا "ایک یہ کہ جھوٹ نہ بولو، دوسری وعدہ خلافی نہ کرو، تیسری امانت میں خیانت نہ کرو، چوتھی بد نگاہ نہ کرو۔ پانچویں یہ کہ اپنے ہاتھ سے کسی کو ایذاء نہ دو، اور چھٹی یہ شرمگاہ کی حفاظت کرو"۔

فرمایا "جنت میں چغل خور نہیں جائیگا"۔

تین آدمی تین آدمیوں سے خدا ہمیشہ دشمنی رکھتا ہے پہلا سوداگر یا بیچنے والا جو بہت زیادہ قسمیں کھائے، دوسرا فقیر متکبر، تیسرا بخیل جو دے کر احسان جتلائے۔

فرمایا "تین اشخاص سے خدا کلام نہ فرمائے گا اور اُن کی طرف نظر رحمت نہ ہوگی اور اُن کو دردناک عذاب ہوگا۔ اوّل بوڑھا زناکار، دوسرا بادشاہ جھوٹا، تیسرا فقیر متکبر۔

فرمایا "جو شخص باوجود قدرت تونگری کے فقر پر صبر کرے، باوجود قدرت کے دشمنی اور ذلت برداشت کرے اور اُسے صبر و تحمل سے بجز رضائے مولا اور کچھ مطلب نہ ہو تو ایسے شخص کو پچاس صدیقوں کا ثواب ملے گا۔

فرمایا "تجھ کو بھوک لگے تو ایک روٹی اور ایک پیالہ پانی پر کفایت کر، اور دُنیا پر لات مار"۔ فرمایا نماز ایسی پڑھ جیسے کوئی رخصت ہونے والا پڑھتا ہے۔ کہ شاید یہی آخری نماز ہو"۔ فرمایا "کھانا کھلانے والے کے پاس جلدی رزق پہنچتا ہے کہ اتنی جلدی اونٹ کی گردن پر چھری بھی کارگر نہیں ہوتی"۔ فرمایا "سخی کے گناہ سے درگذر کر، کہ جب وہ لغزش کرتا ہے تو خدا اُس کا ہاتھ بٹاتا ہے"

فرمایا "دو عادتیں ایماندار میں جمع نہیں ہوسکتیں بُخل، اور بد خُلقی"۔ فرمایا "چار چیزوں کو خدا دوست رکھتا ہے اوّل سکوت جو عبادت کا آغاز ہے۔ دوسری توکل خدا پر، تیسری تواضع، چوتھی دُنیا میں زُہد"۔ فرمایا "مومن کی توبہ سے خدا تعالیٰ خوش ہوتا ہے"۔

فرمایا "مؤمن اپنے گناہ کو ایسا سمجھتا ہے کہ گویا ایک پہاڑ اوپر آگیا"۔ اب سر پر گر پڑے گا۔ اور منافق اپنی خطا کو ایسا سمجھتا ہے جیسے ناک پر مکھی بیٹھی اور اُس کو اُڑا دیا۔ فرمایا "سب آدمی خطاوار ہیں اور خطاواروں میں بہتر وہ ہیں جو توبہ کریں اور عفو کے خواہاں ہیں"

فرمایا "جس نے صبر کیا اُس نے فتح پائی"۔ فرمایا "اللہ تعالیٰ جن کی بہتری چاہتا ہے اُس کو مصیبتوں میں ڈال دیتا ہے۔ اور مصیبتوں میں ڈال کر حوادث کی بوچھاڑ اُس پر کراتا ہے پھر اگر وہ خدا تعالیٰ کو پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اے بندے کیا کہتا ہے"؟

فرمایا "جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے ہر چیز اُس سے ڈرتی ہے۔ اور جو شخص غیر اللہ سے ڈرتا ہے اُس کو اللہ تعالیٰ ہر چیز سے ڈراتا ہے"۔ فرمایا "ہر شے کی ایک کنجی ہے اور جنت کی کنجی مساکین کی محبت ہے فرمایا "ہر بندے پر مصیبت بقدر ایمان ہوتی ہے اگر اُس کا ایمان سخت ہو گا تو مصیبت بھی سخت ہو گی"۔ اگر اُس کے ایمان میں ضُعف ہو گا۔ تو مصیبت بھی ضعیف ہو گی"۔

فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی کو دوست رکھتا ہے تو اُس پر بلا بھیجتا ہے۔ اگر وہ اُس پر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کو مجتبیٰ کرتا ہے۔ اور اگر وہ اُس پر راضی ہو جاتا ہے تو مصطفےٰ کرتا ہے"۔ فرمایا "مومن کا ایک دن کا بخار سال بھر کا کفارہ ہوتا ہے"

فرمایا "اے گروہ جواناں! نکاح کو اپنے اوپر لازم کر لو، اور جس کو قدرت نہ ہو تو اُس کو چاہیئے کہ "روزہ" رکھے"۔ فرمایا "نامحرم کو دیکھنا زہر آلود ہے"۔ فرمایا "جو شخص عاشق ہوا۔ اور پارسا بنا رہا اور عشق کو چھپایا۔ پھر مر گیا تو وہ شہید ہے"۔

آپؐ کے ارشادات تو زندگی کے ہر شعبے کے متعلق مفصل ہیں۔ جس کے لئے یہ مختصر سا مجموعہ کفالت نہیں کر سکتا۔

دُعا ہے کہ اللہ ربّ العزت اپنے حبیب پاکؐ صدقے ہمیں عمل کی توفیق عطاء فرمائے جو ہمارے لئے آخرت کا تحفہ بنیں۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم :

معجزات صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم

سلیمہ الفطرت انسانوں کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور پیغام بذات خود ایک معجزہ ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت علیؓ، حضرت خدیجہ الکبریٰؓ، حضرت بلال حبشیؓ اور ان جیسی دوسری شخصیتیں انہی سلیمہ الفطرت ہستیوں کی یادگار ہیں۔ اس کے برعکس کفار آپؐ سے معجزات کے طالب ہوتے تھے۔ مگر جب معجزات مشاہدہ کرتے، تو ایمان لانے کی بجائے کہتے، یہ جادوگری ہے۔

معجزہ صرف اتمام حجت کیلئے ہوتا ہے۔ معجزہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف

سے دار وگیر کی تمہید ہوتا ہے حضرت موسیٰؑ کے معجزات کے بعد فرعون اور اس کا لشکر غرق کیا گیا۔ اسی طرح رسول آخر الزماںؐ کے معجزات کے بعد آپؐ ہجرت فرما گئے۔ اور غالب وفتح بن کر مکہ معظمہ واپس آئے۔

آپؐ کے معجزات تو اس قدر ہیں کہ یہ کتاب ان کے بیان کرنے کی متحمل نہیں ہو سکتی عارف باللہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ فرماتے ہیں:

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

تبرکاً شتے نمونہ از خروارے پیش ہے۔

معجزہ قرآن (نوع انساں را پیام آخریں)

یوں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سراپا اعجاز ہے تاہم آپؐ نے لوگوں کی تشفی کیلئے بہت معجزات بھی دکھلائے لیکن ان سب میں سے بڑا معجزہ "قرآن کریم" ہے۔ معجزہ قرآن کے کئی پہلو ہیں۔ مثلاً

چیلنج

فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ (الطور - ۳۴) "تو اس جیسی ایک بات (آیت) تو لے آئیں، اگر (وہ) سچے ہیں"

اس چیلنج پر منکرین اسلام بالخصوص کفار اہل عرب، اپنی فصاحت و بلاغت کے باوجود قرآن مجید کی ایک آیت کے مثل بھی کوئی آیت پیش نہیں کر سکے بلکہ آج تک پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ آج چودہ صدیاں گزر گئیں لیکن کوئی شخص بھی آج تک اپنی عظیم ترقی و دانائیوں کے باوجود اس چیلنج کو قبول نہ کر سکا۔

قرآن مجید تا قیامت محفوظ رہے گا۔ اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لی ہے۔ دوسرے کسی مذہب یہودیوں، عیسائیوں، پارسیوں، ہندوؤں وغیرہ کی کوئی مقدس کتاب اپنی اصلی صورت میں نہیں ہے۔ اس کا اعتراف خود ان مذاہب کے محققین و عالم بھی کرتے ہیں۔ اس کے برعکس غیر مسلم محققین اور علماء بھی اس امر کی گواہی دیتے ہیں۔ کہ قرآن کریم اپنی اصل صورت میں ایک ایک حرف کے ساتھ جوں کا توں موجود ہے۔

اس کا محفوظ رہنا ایک عظیم معجزہ ہے۔ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا شاہد ہے۔

قران کریم کا دوسرا اعجاز، اس کا یہ چیلنج ہے

ا۔ "اے رسولؐ! اُن سے کہہ دیجئے کہ اگر سب انسان اور تمام جن مل کر بھی چاہیں کہ وہ اس جیسا قرآن بنا لائیں تو وہ ہرگز نہیں بنا کر لا سکتے" (یونس۔ اسرائیل - ۸۸)

ب۔ "کیا کفار یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس قرآن کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے، اُن سے کہہ

دیجئے کہ اس جیسی ایک سورت تو تم بنا کر لاؤ" (یونس : ۳۸)

ج : اس جیسی ایک بات (آیت) تو لے آئیں اگر (وہ) سچے ہیں ۔ (طور ۔ ۳۴)

۳ ۔ قرآن یہ اعجاز کہ باوجود اتنی ضخیم ہونے کے اس کا حفظ کرنا آسان ہے ۔ اور آج بھی ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں حفاظ دنیا میں موجود ہیں اور ہر زمانے میں موجود رہیں گے ۔ دنیا کی کوئی الہامی یا دوسری کتاب پوری کی پوری لفظ بلفظ حفظ نہیں کی گئی ۔ وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ (القمر ۱۷) "ہم نے قرآن کو یاد کرنے کیلئے آسان بنا دیا ہے"۔

۴ ۔ قرآن مجید کا ایک اور معجزہ اس کی غیر معمولی اور بے مثل فصاحت و بلاغت ہے ۔ جو سلیم الفطرت لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیتی ہے جس کو کفار سحر قرار دیتے تھے ۔ جیساکہ ہر

و ۔ حضرت عمرؓ حضور اکرمؐ کے قتل کے ارادے سے گھر سے نکلے تھے لیکن قرآن کریم کی چند آیات سن کر عمر بھر کے لیے حضور کے غلام بن گئے ۔ ؎

ہمیدانی کہ سوز قرأت تو دگرگوں کرد تقدیر عمر را

ب ۔ لبید بن ربیعہ عرب کے نامور شاعر تھے ۔ لیکن قرآنی آیات سن کر مبہوت رہ گئے اور اسلام قبول کرنے کے بعد شاعری ہمیشہ کیلئے ترک کر دی کہتے تھے ۔ کہ جب خدا نے مجھے سورۃ بقر اور آل عمران سکھا دی تو پھر شعر کہنا مجھے زیبا نہیں ۔

ج : حضرت ابوذر غفاریؓ کے بھائی انیس ایک عظیم شاعر تھے ۔ اور تحقیق حال کیلئے رسول اکرمؐ کے پاس آئے اور حضورؐ کی زبان سے قرآنی آیات سنیں تو زبان گنگ ہوگئی اور واپس آکر قبیلہ میں حضرت ابوذرؓ سے کہا "خدا کی قسم قریش جھوٹے ہیں ۔ جو کلام میں نے سنا عجیب ہی چیز ہے یہ نہ شاعری ہے نہ ساحری ہے نہ کہانت بلکہ ان سے بہت بلند ہے ۔

د : اسی طرح شاہ نجاشی کے سامنے جب سورۃ مریم کی تلاوت کی گئی ۔ تو اس پر رقت طاری ہوگئی اور وہ اس قدر رویا کہ ڈاڑھی تر ہوگئی ۔ پھر کہا " خدا کی قسم یہ کلام الٰہی ہے" ۔

یہ واقعات اس تفصیل سے تاریخی کتابوں میں درج ہیں کہ ان کا نقل کرنا ممکن نہیں ۔

جو وسیع جامع علم قرآن مجید پر پایا جاتا ہے ۔ وہ اس زمانہ کے اہل عرب ، روم ، یونان ، فارس تو درکنار بیسویں صدی کے اکابر ترقی یافتہ اہل علم میں سے کسی کے پاس نہیں ۔ آج حالت یہ ہے کہ فلسفہ ، سائنس اور علم عمران کی کسی ایک شاخ کے مطالعہ سے اپنی عمر کھپا دینے کے بعد آدمی کو جب یہ پتہ چلتا ہے کہ اس شعبہ علم کے آخری مسائل کیا ہیں ؟ .... اور پھر جب وہ نگاہ غائر قرآن مجید کو دیکھتا ہے تو اسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان مسائل کا واضح حل اس کتاب میں ہے ۔ جس سے ، آج سے چودہ سو سال پہلے ایک اُمّی کو علم کے ہر گوشے پر اتنی وسیع النظری حاصل تھی ۔

بزبان حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے

نقش قرآں تا دریں عالم نشست
نقش ہائے کاہن و پاپا شکست
فاش گویم آنچہ در دل مضمر است
ایں کتابے نیست چیزے دیگر است ،

قرآنی معجزہ کے علاوہ حضور اکرم کو بہت سے معجزات عطا ہوئے ۔

حلال و حرام

عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا حرام کا ایک پیسہ واپس کرنا ، حلال کے سو پیسے صدقہ کرنے سے بہتر ہے اور کہا گیا ہے کہ چاندی کی ایک دمڑی واپس کرنا ، اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھ سو حج مقبول سے زیادہ افضل ہے ۔

....

ہجرت کا موقعہ

مکہ شریف سے ہجرت کے موقع پر باوجود ننگی تلواروں کے سخت محاصرے سے حضورؐ ان کی آنکھوں میں دھول جھونک کر سورہ لیسین تلاوت فرماتے ہوئے ۔ اُن کے درمیان سے نکل گئے ۔ اور اُن کو معلوم تک نہ ہوا ۔ آپؐ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی معیت میں مدینہ شریف روانہ ہوگئے ۔

اس کے بعد تین دن تک غارِ ثور میں رہے ۔ اور کفار تعاقب کرتے ہوئے غار کے دہانے تک آپہنچے ، تو غار کے دہانے پر مکڑی نے جالا تن دیا ۔ اور کبوتری نے گھونسلا بنا کر انڈے دیئے ۔ اور کفار یہ سمجھے کہ یہاں کوئی نہیں ہو سکتا ۔

غارِ ثور میں ہی جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاؤں پر سانپ نے ستر ڈنک مارے ۔ تو آپؐ نے لعابِ دہن ڈنک کے مقام پر لگایا ۔ تو تکلیف فوراً رفع ہوگئی ۔

میدانِ جنگ میں

میدان جنگ میں حضورؐ سے کئی معجزات ظاہر ہوئے ۔ مثلاً جنگِ بدر میں ایک ہزار کفار کے مقابلے میں تین سو تیرہ ۳۱۳ ، ہتھیاروں اور سواروں کے بغیر مسلمانوں کی فتح ایک عظیم معجزہ ہے ۔

۲ ۔ جنگ بدر میں حضورؐ نے کنکریوں کی مٹھی لشکر کفار کی طرف پھینکی اور مٹھی بھر کنکریاں ایک ہزار کفار میں سے ہر ایک کی آنکھ میں پڑیں اور ہر ایک آنکھیں ملنے لگا ۔ اس دوران جنگ کا نقشہ ہی بدل گیا ۔

۳ ۔ اسی طرح جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کیلئے ملائکہ فرشتے نازل فرمائے ۔ سورۃ آل عمران اور سورۃ انفعال میں ذکر

۴ ۔ جنگِ احزاب میں کفار نے بیس دن مدینہ منورہ کا محاصرہ کئے رکھا ۔ اس کے بعد

ایک معجزہ ظاہر ہوا کہ ایسے زور کی آندھی چلی کہ محاصرہ کرنے والی کافر فوج کے خیمے اکھڑ گئے پھر اس قدر شدید سردی پڑی، کہ دشمن محاصرہ اٹھا کر بھاگ نکلے۔ ارشادِ ربّانی ہے "یاد کرو مسلمانو! اپنے اوپر خدا کی نعمت کو، کہ جب فوجوں نے تم پر حملہ کیا اور ہم نے ان پر ہوا بھیجی اور ایسی فوجیں بھیجیں جن کو تم نے نہیں دیکھا اور جو تم کر رہے تھے خدا اس کو دیکھ رہا تھا۔"

(سورۃ الاحزاب ۹:)

معجزۂ شق القمر

حضورؐ نے ہجرت سے پہلے کفارِ مکہ پر اتمامِ حجت کیلئے بیشمار معجزات دکھائے۔ بالآخر شق القمر کا معجزہ بھی طلب کرنے پر دکھایا۔ سورۃ قمر میں ارشاد ہے "مقررہ گھڑی آگئی، اور چاند شق ہو گیا۔ اور کفار جب کوئی بڑا نشان دیکھیں تو اس سے اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں، کہ یہ جادو ہے یہ ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے" (القمر: ۱ و ۲)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت انس بن مالکؓ نے چاند کا دو ٹکڑے ہونا روایت کیا ہے۔

شفائے امراض

ایک صحابی کی آنکھ نکل گئی۔ آپؐ نے اس کو اپنے دست مبارک سے اسی جگہ رکھ دیا۔ وہ آنکھ صحیح اور خوبصورت ہو گئی۔ غزوۂ خیبر میں حضرت سلمہ بن اکوعؓ کی پنڈلی کے زخم پر دم کرنے سے وہ زخم بالکل اچھا ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن عتیقؓ کی پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ حضورؐ نے اپنا دستِ مبارک پھیرا وہ آناً فاناً ٹھیک ہو گئی۔

غزوۂ خیبر کے موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا آشوبِ چشم آپؐ کے لعابِ دہن لگانے سے ٹھیک ہو گیا۔

حجۃ الوداع کے موقع پر ایک عورت اپنا گونگا بچہ لے کر آنحضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی حضورؐ نے پانی منگوایا۔ اپنے ہاتھ دھوئے، کلی کی، فرمایا "یہ پانی بچے کو پلا دو اور باقی اس کے اوپر چھڑک دو"۔ اس واقعہ کی راوی حضرت ام جندبؓ فرماتی ہیں۔ "اس سے اگلے سال اس عورت سے میری ملاقات ہوئی۔ اس نے بتایا کہ بچہ اب بالکل صحیح بولتا ہے۔

اشیائے خورد و نوش میں برکت

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ ایک دفعہ ایک صاع آٹے سے روٹیاں پکائی گئیں اور انہیں ایک سو تیس آدمیوں نے کھایا۔ پھر بھی بچ رہی۔ ایک دفعہ ایک پیالہ دودھ حضرت ابوہریرہؓ کو دیا کہ اصحاب

صفہ کو بلاؤ ۔ سو پہنچ گئے ۔ اتنے آدمیوں میں ایک پیالہ دودھ سے کیا بنے گا ؟ ..... لیکن سب نے سیر ہو کر دودھ پیا پھر بھی بچ رہا ۔ اس کے بعد ابوہریرہؓ نے دودھ پیا ۔

کیوں جناب ابوہریرہؓ کیسا تھا وہ جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دفعتہً منہ بھر گیا

اور اس کے بعد حضورؐ نے بھی پیا ۔

حضرت جابر سے روایت ہے "صلح حدیبیہ کے دن پانی کی قلت ہو گئی حضور نے ایک برتن میں اپنا دست مبارک ڈالا ۔ پانی چشمے کی طرح نکلنے لگا ۔ سب نے سیر ہو کر پیا اور وضو کیا"۔

دفع شیطان

اور بزرگوار دل نے فرمایا کہ دشمن یعنی جب اطاعت و نصیحت کے رستہ سے آئے تو اس کا دفع کرنا مشکل ہے ۔ پس ہمیشہ رونے اور التجا کرتے رہیں اور بڑی عاجزی سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں ۔ کہ اس اس راہ کی خرابی اور استدراج مطلوب نہ ہو ۔ استقامت کا طریقہ یہی ہے جو سعادت ابدی کی طرف راہنمائی کرتا ہے

حضرت مجدد الف ثانیؒ ۴۴۲/۱

ایک بار حضرت انسؓ جو کی چند روٹیاں حضور کے پاس لائے ۔ تو اُن کو اسیؓ سے زائد آدمیوں کو کھلا دیا ۔ دوران ہجرت آپؐ نے ایک بکری کے تھن کو ہاتھ لگایا جس نے کبھی دودھ نہ دیا تھا ۔ اُس نے اس قدر دودھ دیا کہ گھر کے سب برتن بھر گئے ابھی تک دودھ تھن میں اُسی طرح تھا ۔"

غزوۂ خندق کے موقع پر حضرت جابرؓ نے حضور کو دو روٹیوں اور بکری کے دودھ پر دعوت دی ۔ تو حضورؐ نے تمام صحابہ کو کھلا دی ۔ اُس کے دو بچوں کو زندہ فرما دیا ۔ اور ان بچوں کی درخواست پر ان کی بکری بھی زندہ فرما دی ۔ پانی پر پتھر تیرا دیا ۔ ابوجہل کی مٹھی میں کنکریوں سے کلمہ پڑھوا دیا ۔

احترام و آداب مصطفٰے

"تم اپنی آواز پیغمبرؐ کی آواز سے بلند مت کیا کرو ۔ نہ ان سے ایسے کھل کر بولا کرو ، جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو ۔ کیونکہ ایسا کرنے سے تمہارے اعمال برباد ہو جائیں گے اور تمہیں کچھ خبر نہ ہوگی" (پارہ ۲۶ : رکوع ۱۳)

" اے ایمان والو ! نبی کے گھروں میں (بے بلائے) مت جایا کرو ، مگر جس وقت تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جائے ۔ ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے منتظر نہ ہو" (پارہ ۲۶ : رکوع ۴)

" اے ایمان والو ! اللہ اور رسول کی اجازت سے پہلے تم سبقت مت کیا کرو ، اور اللہ سے ڈرتے رہو" (پارہ ۲۶ : رکوع ۱۳)

جو لوگ حجروں کے باہر سے آپ کو پکارتے ہیں ان میں سے اکثروں کو عقل نہیں ہے

(پارہ ۲۶ ، رکوع ۱۳)

"تم لوگ رسول کے بُلانے کو ایسا معمولی بُلانا سمجھتے ہو جیسا تم میں ایک دوسرے کو بلا لیتا ہے"

(پارہ ۱۸، رکوع ۱۵)

"اے ایمان والو! تم لفظ راعنا مت کہا کرو اور انظرنا کہہ دیا کرو اور اس حکم کو اچھی طرح) سُن لیجیو اور کافروں کو تو سزائے دردناک ہوگی" (پارہ ۱، رکوع ۱۳)

"بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کو ایذاء دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن پر دُنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے۔ اور اُن کیلئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے"

(پارہ ۲۲، رکوع ۴)

وصل سوم

بالاتفاق افضل البشر بعد از انبیاء، ثانی اثنین اذ ھما فی الغار

امام ملت محمدیہ درحین حیاۃ خاتم الانبیاء، خلیفہ اوّل، امام الصادقین،

اوّل من یدخل الجنۃ

حضرت ابوبکر المعروف صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ببین اندر کمالاتِ نبوت ز اُمت، بہتر صدیق اکبرؓ
پروانے کو چراغ، بلبل کو ہے پھول بس صدیقؓ کیلئے ہے خدا کا رسول بس

کیونکہ

معنی حشر فم کُنی تحقیق اگر بنگری با دیدۂ صدیق اکبر
قوت قلب و جگر گردد نبیؐ از خدا محبوب تر گردد نبیؐ

آنچہ بود از بارگاہ کبریا ریخت در صدر شریف
آں ہمہ در سینۂ صدیق ریخت لاجرم تا بود ز و تحقیق ریخت

فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "مَا صُبَّ اللّٰہُ فِی صَدْرِیْ اِلَّا صَبَبْتُہٗ فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ"
یعنی "حقائق و معارف میں سے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ میں ڈالا، وہی میں نے ابوبکرؓ کے سینہ میں ڈال دیا۔"

(مکتوبات قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نقشبندی مجددی)

ولادت باسعادت اور اجداد

آپ کا اسم گرامی عبداللہ آپ کے والد بزرگوار کا نام ابوقحافہ عثمان تھا۔ آپؓ کی پیدائش حضورؐ سے دو سال اور چند ماہ بعد ہوئی۔ اسی طرح آپؓ کی وفات بھی حضورؐ سے دو سال تین ماہ اور دس دن بعد ہوئی۔ رؤسائے قریش میں سے تھے۔ آپؓ کا شجرہ نسب چھ واسطوں سے مرہ بن کعب سے ملتا ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مرہ بن کعب کے درمیان چھ واسطے ہیں۔

فہر
غالب
لوی
کعب
مرہ

کلاب	تیم
قصی	سعد
عبدمناف	کعب
عمرو (ہاشم)	عمرو
عبدالمطلب	عامر
عبداللہ	عثمان
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم	عبداللہ (ابوبکرؓ)

زمانہ جاہلیت کا دور

فسق و فجور اور جاہلیت کے دور میں بھی آپؓ اخلاق عالیہ کے مالک تھے۔ آپؓ نے اپنی ساری عمر میں کبھی شراب نہ پی اور نہ کسی کو گالی دی۔ زمانہ قبل از اسلام میں اپنی فیاضی، سخاوت، غریب پروری، مہمان نوازی میں بے مثال تھے۔ آپ کی شرافت و دیانت ایک مسلمہ امر تھی۔ بلکہ اس دور میں بھی اصنام پرستی سے کنارہ کش رہے۔

آپؓ کی عمر بیس برس تھی جب آپؓ ہمراہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بقصد تجارت شام کی جانب تشریف لے گئے۔ راستے میں ایک مقام پر ایک بیری کے نیچے حضورؐ نے قیام فرمایا۔ اس کے نزدیک ایک درویش کتابی رہتا تھا۔ اس نے حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا "بیری کے نیچے

کون بیٹھا ہے۔؟ حضرت ابوبکرؓ نے برجستہ جواب دیا "محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب"۔ اس نے بے اختیار کہا "واللہ یہ نبی ہیں"۔ کہ بعد حضرت عیسیٰؑ کے، اس درخت کے نیچے کوئی نہیں بیٹھا "مگر محمد نبی اللہ"۔ اسی وقت صدیق اکبرؓ نے دل میں نقش فی الحجر ہو گیا۔ اور حضورؐ کی صحبت دائمی اختیار کر لی۔

فرمایا "قبل از بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے خواب میں نے دیکھا کہ ایک نورِ عظیم آسمان سے اُتر کر مکہ کے تمام گھروں میں پھیلا ہوا ہے۔ اور پھر جمع ہو کر میرے گھر آ گیا۔ میں نے اپنا خواب ایک احبار یہود سے بیان کیا۔ اُس نے کہا یہ خواب خیال ہے لیکن میرا دل نہ مانا پھر مجھے ایک سفر جانے کا اتفاق ہوا۔ ایک جگہ ایک راہب نے خواب کی تعبیر پوچھی۔ اُس نے کہا تم کون ہو"؟ میں نے کہا "میں ایک قریش ہوں" اُس نے کہا "اللہ تعالیٰ تم میں سے ایک پیغمبر پیدا کرے گا۔ اُس کی حیات میں تم اُس کے وزیر ہو گے اور اُس کے بعد اُس کے ایک خلیفہ"۔

قبولِ اسلام

چنانچہ آپؓ کی عمر اڑتیس ۳۸ سال تھی۔ جب حضورؐ نے اعلانِ نبوت کیا تو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بلا حجت، بلا تامل اور بلا ایک لمحہ کے توقف اسلام قبول کر لیا۔

تبلیغ اسلام

بکثیر روایات سے ثابت ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے مشرف بہ ایمان ہوئے۔ اور فی الفور آپؓ نے تبلیغ دین کا کام شروع کر دیا جس کے نتیجہ میں حضرات عشرہ مبشرہ میں سے عبدالرحمن بن عوف، طلحہ بن عبیداللہ، سعد بن ابی وقاص، عثمان بن عفان، زبیر بن العوام، کو ایمان کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپؓ کی نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے۔ کہ آپؓ کے والد آپ کی تمام اولاد، اور آپ کا پوتا محمد بن عبدالرحمن سب کو حضور کے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے

ہجرت اولیٰ

نبوت کے چھٹے سال آپ ہجرت کے ارادہ سے حبشہ کی طرف نکلے۔ تو رستے میں قبیلہ قارہ کا سردار ابن الاغنہ (ربیعہ بن رفیع) ملا۔ اس کے پوچھنے پر آپ نے بتایا کہ میری قوم نے مجھے نکلنے پر مجبور کر دیا ہے اس لئے کہیں اور جا کر عبادت کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ ابن الاغنہ نے کہا۔ کہ آپ جیسا فیاض، نیک سلوک کرنے والا، مہمان نواز، غریب پرور اور سب کا مددگار مکہ سے نکل جائے یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ میں تم کو اپنی حفاظت میں لیتا ہوں"۔ اور واپس لا کر سردارانِ مکہ کو بتایا۔ "ابوبکرؓ کو میں نے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے۔ اس لئے تم اُس سے کوئی تعرض نہ کرنا۔ وہ چپکے سے اپنے گھر میں عبادت کرے گا۔۔۔ کچھ عرصہ کی پابندی کے بعد آپؓ نے اپنے گھر کے نزدیک ہی ایک مسجد بنالی۔ وہاں بلند آواز سے قرآن پڑھتے۔ تو سردارانِ مکہ کے کہنے پر ابن الاغنہ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ تم میری

شرط کی پابندی نہیں کرتے۔ اس لئے میں آپ کی حفاظت کا ذمہ واپس لیتا ہوں کیونکہ میں یہ نہیں سننا چاہتا کہ عرب کہیں کہ ایک شخص کی حفاظت کا عہد جو میں نے کیا تھا۔ وہ توڑ ڈالا گیا" حضرت ابو بکرؓ نے جواب دیا "میں تمہاری حفاظت تمھیں واپس کرتا ہوں کیونکہ میں خدا کی، کی ہوئی حفاظت پر مطمئن ہوں"

(صحیح بخاری، باب ہجرۃ النبی)

یارِ غار

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر و حضر، نشست برخاست، امن وجدال، اصلاح و قتال غرضیکہ حیات و ممات کے بھی رفیق رہے۔ ہجرت کی رات حضورؐ اپنے گھر سے حضرت ابو بکرؓ کے گھر تشریف لائے۔ اور حضرت

حضرت ابو بکرؓ کے متعلق ارشاد

○ اور میں اللہ کے بعد کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکرؓ کو بناتا (حضرت محمدؐ)

○ اے ابو بکرؓ! تمہاری وفات نے قوم کو سخت مصیبت اور مشکلات میں مبتلا کر دیا ہے ہم تمہاری گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے تمہارے مرتبے کو کس طرح پا سکتے ہیں (حضرت عمر فاروقؓ)

○ اے ابو بکرؓ! تم پہلے آدمی تھے جس نے حضورؐ کی آواز پر لبیک کہی، ایمان و اخلاص میں تمہارا ہم پلہ کوئی نہ تھا۔ خلوص و محبت میں تم سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ اخلاق و قربانی، ایثار اور بزرگی میں کوئی تمہارا ثانی نہ تھا۔ واللہ تم اسلام کے مضبوط قلعہ تھے (حضرت علی کرم اللہ وجہہ)

ابو بکرؓ کو ہجرت مدینہ کی ہدایت فرمائی۔ آپؓ فی الفور تیار ہو گئے۔ اور راستہ میں مکہ سے باہر غارِ ثور میں تین دن رات رہے جہاں آپؓ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ اپنی نوعمری میں رات کو کھانا پہنچاتیں۔ اسی غار میں صفائی کے دوران اپنی چادر کو پھاڑ کر سانپ کے بلوں کو بند کیا اور ایک بل جو باقی رہ گیا۔ اور ایک بل جو باقی رہ گیا۔ اس کو حضرت ابو بکرؓ نے اپنی ایڑی مبارک سے بند کیا۔ جس پر سانپ کے ستر ڈنک کھانے کے باوجود آپ نے ایڑی مبارک نہیں ہلائی۔ ڈنک کے زہر کی وجہ سے آپ کا رنگ متغیر ہو گیا ہے اس لئے نہیں مبادا کہ حضورؐ کی مید خراب نہ ہو جائے۔ لیکن آنسو باوجود ضبط کے حضور کے رخسار مبارک پر گر گئے۔ اس پر حضورؐ نے چشم مبارک وا فرمائی اور آنسو گرنے کی وجہ دریافت فرمائی۔ تو آپؓ نے ماجرا عرض کیا۔ حضورؐ نے فرمایا "سانپ کو آنے دو، وہ تو دیدار کا مشتاق ہے۔" چنانچہ حضورؐ نے ایڑی پر اپنا لعاب مبارک لگایا، تو سب درد اور تکلیف فوراً زائل ہو گئی۔ اسی غار کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہوا۔ "اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا" (سورۃ توبہ: ع۶) ترجمہ "اگر تم اس کو مدد نہ دوگے تو تحقیق اللہ نے اس کو مدد دی ہے جس وقت کافروں نے انہیں نکال دیا تھا۔ دوسرا دو میں کا جس وقت دونوں

غار میں تھے جس میں وہ آپ نے رفیق سے کہتا تھا غم مت کھا تحقیق اللہ ہمارے ساتھ ہے"

ایثار و قربانی آپؓ رئیسانِ قریش میں سے تھے۔ پیشہ تجارت تھا۔ آپ کی دولت سے مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچا۔ کفار اپنے زیرِ دست مسلمانوں کو بہت ایذا دیتے تھے۔ تو آپ کفار کو روپیہ ادا کر چھڑا لیا کرتے تھے۔ حضرت بلالؓ، حضرت عامر بن فہیرہؓ کو حضرت ابو بکرؓ نے ہی آزاد کرایا تھا۔

خلافتِ رسولؐ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پردہ پوشی کے بعد آپؓ کو اجماعِ اُمت نے آپؓ کا پہلا خلیفہ منتخب کیا۔ آپ کی خلافت گو قلیل عرصہ یعنی دو سال تین ماہ دس دن رہی۔ لیکن اس تھوڑے سے عرصہ میں آپؓ کے دستِ باکرامت سے جو کارہائے نمایاں ظہور پذیر ہوئے۔ اُن کی فہرست بہت طویل ہے۔ اختصاراً پیش ہے۔

۱۔ ثقیفہ بنی ساعدہ کی شورش کو آپ کی بروقت فراست مومنہ سے نہایت خوش اسلوبی سے طے کیا گیا۔

۲۔ برخلاف صحابہ کرامؓ کے متفقہ مشورہ کے آپ نے حضورؐ کے مرتب فرمودہ کے مطابق لشکر اسلام کو حضرت اسامہ بن زیدؓ کی سرکردگی میں شام کی سرحدوں کی شورش کو ختم کرایا جو کہ اسلام کی تقویتِ عظیمہ کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔

۳۔ منکرینِ زکوٰۃ کو باوجود بے سروسامانی کے بغیر فوج کے اپنے عزم و استقلال اور قوتِ ایمانی سے شکستِ فاش دے کر زکوٰۃ وصول فرمائی۔

۴۔ جھوٹے مدعیانِ نبوت کو شکستِ فاش دے کر قیامت تک کیلئے اُمتِ مسلمہ کو دعویٰ نبوت کے فتنہ سے خلاف جہاد کرنے کا عملی حکم دیا۔

۵۔ اتباعِ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ پیش کر کے بعد میں آنے والوں کے لیے مثال قائم کر دی۔

۶۔ فتوحاتِ اسلام کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع کر کے تبلیغ دینِ اسلام کی راہیں کھول دیں۔

۷۔ قرآنِ مجید ایک مکمل مصحف کی صورت میں جمع کیا گیا۔ موجودہ ترتیب حضرت صدیق اکبرؓ کی ہدایت کے مطابق ہوئی۔

حضورؐ کی وفات کے بعد ابو بکرؓ کے دینی رتبہ اور حد درجہ عقیدت کا ہی نتیجہ تھا کہ سب نے اُنہیں بالاتفاق اپنا خلیفہ تسلیم کر لیا۔ اپنے مختصر عہدِ خلافت میں اسلام کی سربلندی کے لیے اُنھوں نے جو اولوالعزمانہ کوششیں کیں۔ اُن کی نظیر عالمِ اسلام کی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔

اسلام کی سربلندی کیلئے جو موقف آپؓ نے اختیار کیا ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کے ذیل میں بلند پایہ خدمات سرانجام دیں ۔ وہ نہ صرف مجموعی طور پر آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں ۔ بلکہ ان میں سے ہر ایک ابوبکرؓ کے نام کو زندہ رکھنے کیلئے کافی ہے ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی رفعت و شان کو احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں ۔ کیونکہ اعلائے کلمۃ الحق کیلئے جو قربانیاں انھوں نے دیں ۔ ان کا تعلق اصل میں دل سے ہے ۔ اور یہ علم تو خدا کو ہی ہو سکتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے دل میں اسلام اور رسول اللہؐ کی محبت کے جذبات موجزن تھے وہ ظاہر کے مقابلے میں کتنے شدید تھے ۔ اور اُن کا اندرونی اخلاص ، ظاہری اخلاص سے کتنا زیادہ ہے ۔

(از "حضرت ابوبکر صدیقؓ" ، مصنف محمد حسین ہیکل)

تاریخ کامل ابن اثیر میں ہے ۔ کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنی وفات سے قبل اپنی صاحبزادی اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا "جب سے ہم مسلمانوں کے امور کے متکفل ہوئے ہیں ۔ ہم نے اُن کا درہم و دینار نہیں لیا ۔ ہاں اُن کا طعام ضرور کھایا ہے ۔ اور موٹے کپڑے پہنے ہیں ۔ اب ہمارے پاس مسلمانوں کے مال میں سے سوائے ایک غلام کے ، ایک اونٹ اور اس چادر کے کچھ نہیں ہے ۔ جب میں مر جاؤں تو یہ تمام حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دیں ۔

آپ کی وفات کے بعد حضرت عائشہؓ نے وصیت پر عمل کیا ۔ حضرت عمرؓ یہ دیکھ کر رو پڑے اور آپ کے آنسو زمین پر گر پڑے ۔ اور بار بار فرمایا ۔ رحمۃ اللہ ابا بکر لقد اتعب من بعدہ ترجمہ "اللہ ابوبکر پر رحم فرمائے ۔ انھوں نے بے شک اپنے جانشینوں کو مشقت میں ڈال دیا ہے" ...... پھر حکم دیا کہ یہ سب لے لیا جائے ۔ اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت فاروق اعظم سے فرمایا "کہ آپ ابوبکرؓ کے عیال سے غلام آب کش اونٹ اور پرانی چادر جس کی قیمت پانچ درہم ہیں چھین رہے ہیں ۔ کاش آپ واپس کر دیں ۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا "قسم ہے اُس ذات کی جس نے حضرت محمدؐ کو بھیجا ہے یہ میرے اختیار میں نہیں"۔

سفرِ آخرت

وفات کا وقت قریب آیا تو صحابہ کرام عیادت کو آئے وہ عرض کرنے لگے "ہم کسی طبیب کو بلاتے ہیں جو آپ کو دیکھے"۔ آپ نے فرمایا "طبیب نے مجھے دیکھ لیا ہے"۔ انھوں نے پوچھا "اس نے کیا کہا ہے" فرمایا "اس نے یوں کہا ہے اِنّی فعالٌ لما اُرید ۔ (میں کرنے والا ہوں ، جو چاہتا ہوں)

آپ نے منگل کے روز ، رات مغرب و عشاء کے درمیان ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ (حضورؐ کی عمر کے مطابق) ۶۳ برس کی عمر میں وفات پائی ۔ اور صبح ہونے سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرے میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہوئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

شانِ صدیق اکبرؓ

بود چنداں کرامت و فضلش | کہ ادا الفضل خواند ذوالفضلش
صورت و سیرت ہمہ جاں بود | زاں ز چشم عواں پنہاں بود
روز و شب، سال و ماہ ہمہ در کار | ثانی اثنین اذ ہما فی الغار

شجرہ طیبہ کے خلیفہ اوّل، وزیر اعلیٰ، امام الصادقین، رفیقِ برتر، افضل البشر بعد الانبیاء بالاتفاق،

"حضرت صدیق اکبرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو جو مراتب، مدارج عطا فرمائے گئے، بالاتفاق انبیاء علیہ السلام کی ذوات مبارک کے بعد، کسی بشر کو دیئے گئے نہ آخرت میں ملیں گے۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے۔ کہ ایک روز حضور اکرمؐ نے اپنے شاعر حضرت حسانؓ سے پوچھا "کیا تم نے ابوبکرؓ کی شان میں کچھ کہا ہے"؟ تو آپ کے زماں کے مطابق حضرت حسانؓ کی طرف سے یہ دو شعر پیش کیے گئے۔

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد | طاف العدو بہ اذ ساعد الجبلا
وکان حب رسول اللہ قد علموا | من البریۃ لم یعدل بہ رجلا

ترجمہ: "وہ غار شریف میں دو میں سے دوسرے جس حال میں کہ دشمن پہاڑ پر چڑھ کر اُن کے گرد پھرا۔ وہ رسول کے محبوب ہیں لوگوں کو خوب معلوم ہے۔ کہ رسول اللہؐ نے خلق میں سے کسی کو اُن کے برابر نہیں فرمایا۔

یہ شعر سن کر حضورؐ نے متبسم ہو کر فرمایا "حسانؓ تم نے سچ کہا، وہ حقیقت میں ایسے ہی ہیں"۔

آپؓ کے فضائل میں قرآن مجید کی کئی آیتیں وارد ہوئیں۔

۱۔ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا۔ (سورۃ توبہ، رکوع ۶) | دوسرا دو میں کا جس وقت وہ دونو غار میں تھے۔ جب وہ اپنے رفیق سے کہتا تھا غم مت کھا تحقیق اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے"

۲۔ والذی جاء بالصدق وصدق بہ واولئک ہم المتقون | اور جو لایا بات سچی اور سچ مانا جس نے اُس کو وہی ہیں متقی پرہیزگار"۔

اس آیت میں بقول حضرت علی کرم اللہ وجہہ، جو سچی بات لائے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور

جس نے تصدیق کی ، وہ صدیق اکبرؓ ہیں ۔
قرآن مجید کے علاوہ آپؓ کے فضائل حدیث شریف میں کثرت سے ہیں ۔ حضورؐ نے فرمایا ،

۱ ۔ ابوبکر منی وانا منہ وابوبکر اخی فی الدنیا والآخرۃ ط
" ابوبکرؓ مجھ سے ہیں اور میں اُس سے ہوں ۔ ابوبکر دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے "۔

۲ ۔ انک یا ابوبکر اول من یدخل الجنۃ من امتی عن ابو ھریرہ
" اے ابوبکرؓ تو پہلا شخص ہے جو جنت میں داخل ہوگا میری اُمت سے (روایت ابوہریرہؓ سے)

۳ ۔ ان ابا بکر خیر من طلعت علیہ الشمس وغربت
" صدیق اکبرؓ افضل ہے تمام مخلوقات میں سے سوائے انبیاء والمرسلین کے جن پر سورج طلوع و غروب ہوتا ہے "

۴ ۔ لو وزن ایمان ابی بکر مع ایمان جمیع اُمتی لرجح ۔
" حضرت ابوبکرؓ کے ایمان کو تمام اُمت محمدیہ کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو بھی ابوبکرؓ ہی کا ایمان غالب ہوگا "

۵ ۔ ما صب اللہ فی صدری فقد صببت فی صدر ابی بکر الصدیق
جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں ڈالا ہے وُہی میں نے ابوبکر صدیق کے سینے میں ڈال دیا ۔

۶ ۔ شیخ اکبرؒ نے ایک حدیث نقل فرمائی ہے ۔ جس کا ترجمہ یہ ہے " خدا تعالیٰ کے اخلاق عظیم تین سو ساٹھ ہیں جس مؤمن میں اُن میں سے ایک خُلق اُن اخلاق میں سے ہوگا ۔ وہ داخل جنت ہوگا " ۔ . . . حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی کیا مجھ میں کوئی خُلق اُن اخلاق میں سے ہے " تو حضورؐ نے فرمایا " اے ابوبکرؓ ! تم میں وہ سب خلق موجود ہیں " ۔

۷ ۔ ان اللہ یکرہ فوق سمائہ ان یخطا ابوبکر الصدیق فی الارض ط
" خدا کو پسند نہیں کہ زمین پر ابوبکر صدیقؓ سے کوئی خطا ہو "۔

۸ ۔ حب ابی بکر وشکرہ واجب امتی
" حضرت ابوبکر صدیق کی محبت اور شکریہ ہر ایک مسلمان پر واجب ہے " ۔

۹ ۔ لا ینبغی لقوم فیھم ابوبکر ان یومھم غیرہ
کسی قوم کو یہ حق نہیں کہ ابوبکر صدیقؓ کی موجودگی میں ، کسی اور کو امام بنا لے سوائے ابوبکر کے بلکہ حضورؐ کی علالت کے زمانے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ہی شرفِ امامت حاصل ہوا ۔

دنیا کی پیدائش سے آخر تک ایسا کوئی نہ ہوگا جس کی امامت میں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی ہو۔ آپؐ نے یہ شرف صرف حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو ہی بخشا۔

۹ھ میں جب اسلام میں پہلی دفعہ حج فرض ہوا۔ تو حضور خاتم النبیینؐ نے فراغت نہ ہونے کی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ کو ہی امیر الحج مقرر کر کے بھیجا۔

جود و سخا مانفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر "مجھے کسی کے مال نے وہ نفع نہیں دیا۔ جو ابوبکرؓ کے مال نے دیا"۔

حضور صدیق اکبرؓ حضورؐ کے اعلانِ نبوت سے پہلے رئیسانِ قریش میں سے تھے۔ جب آپ نے ایمان قبول فرمالیا۔ تو اپنا مال جو چالیس ہزار درہم تھا۔ حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ وہ مال حضورؐ اور آپؐ کے حکم پر مسلمانوں پر خرچ ہوتا رہا۔

آپ نے سات مرد و زن (بلال حبشیؓ، عامر بن فہیرہؓ، زیرہ رومیہؓ، نہدیہؓ، دختر نہدیہؓ ابوعبیسؓ، کنیز بنی موئل) کو بھاری رقمیں ادا کر کے کفار کی غلامی سے آزاد کرایا۔ ہجرت سے پہلے تیرہ سال میں جو کچھ آپ نے کمایا۔ وہ بھی اسلام اعانت کے کام آیا۔ جب ہجرت کا وقت آیا۔ تو اس وقت پانچ ہزار درہم آپ کے پاس تھے۔ وہ مہم ہجرت، مسجد نبوی کی زمین خریدنے اور دیگر خیرات میں صرف ہوئے۔

غزوۂ تبوک کے موقع پر باقی صحابہ کرام کے علاوہ حضرت عمرؓ کی خواہش تھی۔ کہ آج میں حضرت ابوبکرؓ پر سبقت لے جاؤں گا۔ چنانچہ گھر کے تمام اثاثے میں سے نصف مال حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضورؐ نے حضرت عمرؓ سے سوال کیا۔ "اپنے اہل و عیال کے لئے گھر کیا چھوڑ آئے ہو؟" جواب دیا "میں آدھا مال گھر چھوڑ آیا ہوں۔ جب یہی سوال حضورؐ نے حضرت ابوبکرؓ سے کیا تو انہوں نے عرض کی" یا رسول اللہ! فقط خدا اور اس کے رسول کی محبت گھر چھوڑ آیا ہوں"۔ یعنی گھر کا سارا مال لے آیا ہوں۔

بقول علامہ اقبالؒ

پروانے کو چراغ ہے، بلبل کو ہے پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسول بس

اتباعِ سنت حضرت صدیق اکبرؓ کو اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر کمال شوق تھا اس کا اندازہ آپؓ کی وفات سے تھوڑی دیر قبل آپ کی حضرت عائشہؓ سے گفتگو سے ہو سکتا ہے

صدیق اکبرؓ: آپ لوگوں نے پیغمبر خدا کو کتنے کپڑوں میں دفن کیا۔؟

عائشہؓ: "تین سفید کپڑوں میں، جن میں نہ قمیض تھی نہ عمامہ"۔

صدیق اکبرؓ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس دن وفات پائی"۔؟

عائشہؓ: "دوشنبہ کو"

صدیق اکبرؓ: "مجھے توقع ہے کہ میری موت اس دن اور رات کے درمیان ہوگی"۔ (اپنے بدن کے کپڑے

بر زعفران کا نشان دیکھ کر) "میرے کپڑے دھو ڈالنا اور اس پر دو نئے کپڑے اور زیادہ کرنا۔ اور مجھے ان دونوں قسموں میں کفنا دینا"

عائشہ رضی: "یہ کپڑا تو پرانا ہے"

صدیق اکبر رضی: زندہ، مردے کی نسبت نئے کپڑے کا زیادہ استحقاق رکھتا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی کا سوال حضور ﷺ سے کفن و یوم وفات شریف کی نسبت اس لئے تھا۔ کہ آپ کی آرزو تھی کہ کفن و یوم وفات بھی حضور ﷺ کی موافقت میں نصیب ہو۔ حیات میں تو حضور ﷺ کا اتباع تھا ہی وہ ممات میں بھی آپ ﷺ ہی کا اتباع چاہتے تھے۔

ابوبکر اور تاریخ اسلام

مرحوم شیخ محمد خضری بک نے بھی حضرت ابوبکر رضی کے عہد کا تذکرہ مفصل کیا ہے اور آخر میں لکھا ہے،

"ہم بلا خوف تردید کہتے ہیں کہ اگر حضرت ابوبکر رضی کا وجود نہ ہوتا، تو تاریخ اسلام کا دھارا کسی اور طرف ہی مڑا ہوتا۔ جب آپ نے عنان حکومت ہاتھ میں لی۔ تو تمام مسلمانوں کے دلوں پر خوف و خطر طاری اور مایوسی اور بددلی محیط تھی لیکن ابوبکر صدیق رضی نے حیرت انگیز اولوالعزمی سے تمام فتنوں اور شورشوں کا قلع قمع کیا اور قافلۂ اسلام شان و شوکت سے اپنے راستے پر دوبارہ گامزن ہو گیا"۔ (محمد حسین ہیکل)

عشق حبیب خدا ﷺ

امام مستغفری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بالاسناد روایت کی ہے۔ کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی نے وصیت فرمائی کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے حضور ﷺ نے حجرے مبارک سے جائیو اور عرض کرنا کہ حضور ﷺ کا یار غار حاضر ہے اس کیلئے کیا ارشاد ہے۔ اگر دروازہ کھل جائے تو مجھے اس میں دفن کر دیجیو۔ اگر جابر نے کہا ہم آپ رضی کا جنازہ لے کر گئے اور وصیت دہرائی۔ اور کہا "یہ ابوبکر رضی ہیں ان کی آرزو تھی کہ حضور ﷺ کے پاس دفن کئے جائیں۔ اس پر دروازہ کھل گیا ہمیں معلوم نہیں کس نے کھولا۔ اور آواز آئی" "ادخلوا الحبیب الی الحبیب" یار کو یار کے پاس داخل کر دیجئے"۔ اور اس طرح آپ رضی کو عزت و تکریم کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ لیکن ہمیں آواز دینے والا کوئی نظر نہیں آیا۔

قدسیہ

۱۔ حضرت ابوبکر رضی جب خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ نے خطبہ دیا جس میں اللہ تعالیٰ کی مناسب حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔

"اے مسلمین! میں تمہارا حاکم بنایا گیا ہوں، حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں نیکی کروں تو تم میری مدد کرو۔ اور اگر میں بدی کروں تو مجھے سیدھا کر دو۔ صدق، امانت ہے اور کذب خیانت ہے۔ تم میں جو ضعیف ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے۔ جب تک کہ میں اسے اس کا حق نہ دے دوں۔ اور تم میں جو قوی ہے وہ میرے نزدیک ضعیف ہے۔ جب تک

میں اُس سے دوسروں کے حق لے کر نہ دوں"۔ جو قوم جہاد چھوڑ دیتی ہے خدا تعالیٰ اُس پر ذلت نازل فرما دیتا ہے۔ اور جس قوم میں کوئی برائی پیدا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن سب پر بلا نازل فرما دیتا ہے تم میری اطاعت کرو۔ جب تک کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں۔ اور جب میں خدا اور اس کے رسولؐ کی اطاعت چھوڑ دوں۔ تو تم پر میری اطاعت واجب نہیں"۔ (سیرت ابن ہشام)

(۲) یوسف بن محمدؒ کا بیان ہے کہ مجھے خبر پہنچی کہ حضرت ابوبکرؓ نے مرض الموت میں حضرت عثمانؓ کو وصیت کی، ..... "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وہ ہے جس کی وصیت ابوقحافہ کے بیٹے ابوبکرؓ نے دنیا سے جاتے اور آخرت میں داخل ہوتے ہوئے۔ ایسے وقت میں جب کہ کاذب سچ بولتا ہے اور خائن امانت ادا کرتا ہے۔ اور کافر ایمان لاتا ہے۔ کہ میں نے اپنے بعد عمرؓ بن خطاب کو خلیفہ نامزد کیا ہے۔ اگر وہ عدل کرے۔ تو میرا اُس کی نسبت گمان ہے اور توقع ہے اور اگر وہ جور و ستم کرے تو میں غیب دان نہیں ہوں ہر شخص کیلئے سزا ہے اُس کے گناہ کی۔ جو اُس نے کیا۔ اور ظلم کرنے والے عنقریب معلوم کرلیں گے۔ کہ وہ کس کروٹ اُلٹے ہیں"۔

(۳) جب لوگ آپ کی مدح کرتے تو آپ یوں فرماتے: خدایا! تو میرا حال میرے نسبت بہتر جانتا ہے۔ اور میں اپنا حال اُن کی نسبت بہتر جانتا ہوں خدایا! تو مجھے بہتر بنا دے۔ اُس سے، جو وہ گمان کرتے ہیں۔ اور تو میرے گناہ بخش دے۔ جو اِن کو معلوم نہیں۔ اور جو وہ کہتے ہیں۔ اُس پر مجھے گرفت نہ فرما"۔

(۴) جب آپ ایسا کھانا کھاتے جس میں شبہ ہوتا۔ اور پھر آپؓ کو علم ہو جاتا۔ تو اُسے قے کر کے نکال دیتے اور یوں دُعا کرتے۔ "خدایا! جو کچھ لوگوں نے پی لیا۔ اور انتڑیوں کے ساتھ مل گیا تو اُس پر مجھے مواخذہ نہ کرنا"۔

(۵) فرمایا جب بندے میں کسی زینتِ دنیا پر ناز آجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس بندے کو دشمن رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اُس زینت کو چھوڑ دے۔

(۶) امام نسائی نے اسلمہ (غلام حضرت عمر فاروقؓ) سے نقل کیا ہے۔ کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو دیکھا اپنی زبان کو ہاتھ سے پکڑے ہوئے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ اِسی نے مجھے ہلاکت کی جگہوں میں ڈال دیا ہے۔ (مشکوٰۃ بحوالہ امام مالکؒ)

(۷)۔ آپؓ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن اپنے ہمسایہ سے جھگڑا کر رہے تھے۔ آپؓ اُن کے پاس سے گزرے تو فرمایا" اپنے ہمسایہ سے جھگڑا مت کرو کیونکہ نیکی رہ جائے گی اور لوگ چلے جائیں گے۔

(۸) جب آپ کی اونٹنی کی مہار گر پڑتی تو اُسے بٹھا کر خود اُٹھا لیتے۔ حاضرین عرض کرتے

کہ آپ نے ہمیں حکم کیوں نہ دیا۔ آپ جواب دیتے "رسول اکرم نے مجھے فرمایا کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرنا

(۹) آپ جب کسی شخص کو صبر کی نصیحت کرتے تو فرماتے کہ صبر کے ساتھ کوئی مصیبت نہیں اور بے صبری سے کوئی فائدہ نہیں موت اپنے مابعد سے آسان اور قبل سے سخت ہے۔

(۱۰) جب آپؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو مرتدین کی طرف جہاد کرنے کیلئے بھیجا۔ تو فرمایا۔ "تو موت کا حریص بن، تجھے حیات عطاء ہوگی۔

(۱۱) حضرت ابوبکرؓ نے مرتدین کی سرکوبی کیلئے مہمات روانہ کرنے سے قبل ہر جگہ اپنے قائد بھیجے جنہیں خاص طور پر برسر عام خلیفہ کا فرمان سنانے کی ہدایت کی گئی تھی۔" اسلامی لشکر کے پہنچنے پر اہل لشکر کی اذانوں کے جواب میں نعرہ تکبیر بلند کریں تو سمجھا جائے گا کہ یہ لوگ دوبارہ ایمان لے آئے ہیں۔ لشکر اسلام کو فرمان جاری کیا۔ کہ وہ لڑائی سے پہلے اُن کو دعوت اسلام دیں اور شفقت سے پیش آئیں اگر دعوت قبول کرلی جائے تو اُن سے ہرگز تعرض نہ کریں۔ اور اگر انکار کریں تو اُن سے اُس وقت تک جنگ جاری رکھی جائے جب تک وہ اسلام قبول نہ کرلیں۔ جو شخص اقرار باللسان کرنے کے بعد تصدیق بالقلب نہ کرے۔ یعنی جس کا ظاہر و باطن ایک نہ ہوں۔ اُس کا محاسبہ اللہ تعالیٰ خود فرمائیں گے۔ میدان جنگ میں جو بھی تم سے لڑے اُس سے بہادری سے لڑنا۔ اگر فریق مخالف صلح کی طرف جھکے تو صلح کرلینا۔ کیونکہ صلح ہر حال میں جنگ سے بہتر ہے۔

(۱۲)۔ جب آپؓ کو خبر ملی کہ اہل فارس نے پرویز کی لڑکی کو اپنا حکمران بنالیا ہے۔ تو فرمایا "وہ ذلیل ہوگئے جنھوں نے اپنی حکومت ایک عورت کے ہاتھ میں دے دی۔

(۱۳)۔ تجھ پر خدا کی طرف سے جاسوس ہیں۔ جو تجھے دیکھتے ہیں۔

(۱۴)۔ لوگوں میں خدا کا سب سے زیادہ فرماں بردار وہ ہے جو گناہ کا سب سے بڑا دشمن ہے۔

(۱۵)۔ قسم ہے اُس ذات کی! میرے نزدیک اپنے خویش و اقربا کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خویش و اقربا سے محبت رکھنا پسندیدہ تر ہے۔

(۱۶) "اُس قول میں کوئی خوبی نہیں جس سے رضائے الٰہی مراد نہ ہو۔ اور اُس مال میں کوئی خوبی نہیں جس کو راہِ خدا میں خرچ نہ کیا جائے۔ اور اُس شخص میں کوئی خوبی نہیں جس کی جہالت اُس کے حلم پر غالب ہو"۔

(۱۷) ادراک کے حاصل کرنے کے بعد عاجز آجانا ادراک ہے۔

(۱۸) جب تجھ سے کوئی نیکی فوت ہو جائے تو اُس کا تدارک کر، اور اگر کوئی بدی ہو جائے تو اُس سے بچ جا۔

سرحلقہ نقشبندیہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تحقیقی طور پر تمام بنی آدم سے افضل ہیں۔

اور اس اعتبار سے اس کے بزرگوں کی عبارتوں میں آیا ہے کہ ہماری نسبت تمام نسبتوں سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ ان کی نسبت جس سے مراد خاص حضور اور آگاہی ہے بعینہ حضرت صدیق رضی کی نسبت اور حضور ہے۔ جو تمام آگاہیوں سے بڑھ کر ہے اور اس طریق میں نہایت اس کے ابتدا میں درج ہے۔

حضرت خواجہ نقشبندیہ قدس سرہ العزیز نے فرمایا ہے۔ کہ ہم نہایت کو ابتدا میں درج کرتے ہیں۔ ع

قیاس کن زگلستان من بہار مرا!
میرے باغ کی رعنائی میری بہار کا اندازہ کرلو

(حضرت مجدد الف ثانی مکتوب: ۱/۲۲۱)

۱۹۔ ہم ایک حرام میں پڑنے کے خوف سے ستر حلال چھوڑ دیتے تھے۔

۲۰۔ جو شخص بغیر توشہ کے قبر میں جائے۔ گویا اس نے بغیر کشتی کے سمندر میں سفر کیا۔

۲۱۔ فرمایا:
روؤ، اگر رونا نہ آئے تو رونی صورت ہی بنالو۔

۲۲۔ آپ نے ایک پرندے کو درخت پر بیٹھے ہوئے دیکھ فرمایا اے پرندے خوش رہو! اللہ کی قسم کاش میں تیری مانند ہوتا۔ کہ تو درخت پر بیٹھتا ہے پھل کھاتا ہے پھر اڑ جاتا ہے۔ اور تجھ پر کوئی حساب و عذاب نہیں، خدا کی قسم کاش میں انسان ہونے کے راستے کی ایک طرف کا درخت ہوتا۔ کوئی اونٹ میرے پاس سے گزرتا وہ پکڑ کر مجھے اپنے منہ میں ٹھونس لیتا۔ پھر چبا کر نگل جاتا۔ بعد ازاں مینگنوں کی صورت نکال دیتا۔

۲۳۔ آٹھ چیزیں آٹھ چیزوں کی زینت ہیں پرہیزگاری زینت ہے فقر کی، شکر زینت ہے دولتمندی کی۔ صبر زینت ہے بلا کی، تواضع زینت ہے شرف و بزرگی کی۔ حلم زینت ہے عالم کی، فروتنی و عاجزی زینت ہے طالب علم کی۔ احسان نہ جتانا زینت ہے احسان کی اور خشوع زینت ہے نماز کی۔

در مقام لا نیاساید حیات
سوئے الا می خرامد کائنات
لا و الا ساز و برگ امتاں؛
نفی بے اثبات مرگ امتاں

(اقبال رح)

وصل چہارم

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

تعارف آپ کا نام سلمان اور اصل فارس سے ہے، آپ کا والد آتش پرست تھا، کنیت آپکی ابو عبداللہ ہے، آپ نے آتش پرستی چھوڑ کر دین موسوی اختیار کر لیا اور ایک عرصہ بعد دین نصاریٰ میں داخل ہو گئے، طلب حق میں ساعی تھے، ایک طویل عرصہ سفر میں رہے اور راہبان و علماء یہود و نصاریٰ کی صحبتوں میں رہے اور بکمال صبر و استقامت اس راہ میں تکالیف و مصائب برداشت کیں اور قریب قریب دس مرتبہ نوبت بنوبت فروخت ہوئے آخیر راہب جس کے پاس آپ ٹھہرے تھے اس کا آخری وقت آیا تو اس نے بشارت دی کہ مدینہ میں پیغمبر آخر الزمان کی بعثت کا وقت قریب ہے میں تو اب اس حسرت کو لئے جا رہا ہوں، تو ضرور اُن کی تلاش کر کے اُن کا دین اختیار کرنا، راہب مذکور کی وفات کے بعد آپ نے مدینہ کا سفر اختیار کیا، راستے میں ایک شخص نے آپ کو غلام بنا لیا اور آپ بنو قریظہ کے ایک یہودی عثمان بن سہیل کے ہاتھ فروخت ہوئے، جو آپکو مدینہ لے آیا، جب حضور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے، تو ہجرت کے پہلے سال ہی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دین اسلام قبول کر لیا، اور خاص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد سے ۵ھ میں اُس یہودی کی غلامی سے آزاد ہو گئے،

فضائل **منہم مقتصد ومنہم فاستبقوا بالخیرات:** بعض ان میں سے میانہ رو ہیں اور بعض اِن میں سے سبقت لیجانے والے ہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ سبقت محض نیکیوں میں ہوتی ہے اور پھر فرمایا یہ چار شخص ہیں، جن میں سے ایک خود میں ہوں، جو تمام عربوں سے پہلے نیکی کے میدان میں اُترا، دوسرے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جو تمام فارس والوں سے سبقت لے گئے، تیسرے صہیب رومی رضی اللہ عنہ سابق روم ہیں اور چوتھے بلال حبشی رضی اللہ عنہ، سابق حبش ہیں،

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ غزوہ خندق اور غزوات مابعد میں شامل ہوتے غزوہ احزاب میں جب خندق کھودنے لگے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خندق مسلمانوں میں تقسیم فرما دی حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں مہاجرین و انصار میں اختلاف ہوا، ہر ایک فریق کا دعویٰ تھا، کہ سلمان ہم میں سے ہیں، اُس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سلمان منا اھل البیت (سلمان اہل بیت میں سے ہیں) آپ اصحاب صفہ میں سے ہیں، آپ اِن تین صحابیوں میں سے ہیں جن کا

جنت مشتاق ہے، آپ اُن چار صحابیوں میں سے ہیں، جن کو خدا دوست رکھتا ہے اور اپنے حبیبؐ کو اِن کی دوستی کا ارشاد فرمایا ہے، آپ اِن چار بزرگوں میں سے ہیں جن کی نسبت حضرت معاذ بن جبل نے اپنی وفات کے وقت وصیت کی کہ اُن کے پاس علم تلاش کرنا۔

وفات جب آپکی وفات کا وقت آیا تو اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ جو کستوری گھر میں ہے اُسے پانی میں گھول کر میرے اوپر چھڑک دو، کیونکہ اب ایک قوم آنے والی ہے جو نہ انسان ہیں نہ جن، آپ کی بیوی نے حسب حکم عمل کیا، اور گھر سے باہر نکلی آواز آئی السلام علیکؓ یا ولی اللہ، السلام علیکؓ یا صاحب رسول اللہ جب میں اندر آئی تو آپ کی رُوح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ سو رہے ہیں، وفات ۱۰ ماہ رجب ۳۳ھ کو شہر مدائن میں ہوئی، مادہ تاریخ پاک باز ۳۳ھ ہے حضرات القدس میں ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصی زریت بن برثملا سے بھی ملاقات کی تھی عمر مبارک ۳۵۰ برس پائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک شب بکرامت مدینہ سے مدائن تشریف لیجاکر حضرت سلمانؓ کو غسل دیا اور جنازہ پڑھا کر واپس مدینہ منورہ واپس آگئے۔

زہد و ایثار حضرت عمر فاروقؓ نے آپ کو مدائن کا گورنر مقرر کیا تھا اور پانچ ہزار درہم سالانہ آپ کا وظیفہ آپکو ملتا تھا۔ جب آپکو وظیفہ ملتا تھا تو اُسے راہ خدا میں خرچ کر دیتے۔ اور خود بوریا بافی سے گزارہ کرتے۔ بعض ناواقف لوگ آپکی ظاہری حالت دیکھ کر آپ کو مزدور سمجھتے۔ گورنری کے زمانہ میں ایک دفعہ ایک شخص نے آپکو مزدور سمجھ کر اپنا سامان اٹھوایا۔ راستے میں ایک شخص نے پوچھا۔ اے امیر آپنے یہ بوجھ کیوں اُٹھایا ہے، تب اُس شخص نے بہت معذرت کی کہ مجھے معلوم نہ تھا، اور اصرار کیا کہ سامان یہیں چھوڑ دیں لیکن آپ حسب وعدہ بوجھ اُس کے مکان پر پہنچا کر ہی واپس ہوئے۔

بسر اوقات آپکے پاس ایک کمبل دھاری دار تھا جس کا کچھ حصہ آپ نیچے بچھا لیتے اور باقی اُوپر سے لیتے، آپ کا کوئی گھر نہ تھا۔ دیواروں اور درختوں کے سایہ میں وقت گزار لیتے۔

قدسیہ ۱۔ حضرت سلمان فارسیؓ سے کسی نے دریافت کیا آپ کا نسب کیا ہے، آپ نے فرمایا اسلام، پوچھا آپکے باپ کا کیا نام ہے، فرمایا۔ اسلام، فرمایا کرتے تھے، جب ہمارا دین اسلام ہے تو ہمارا سب کچھ اسلام ہے، ہمارا دین ہی ماں باپ بہن بھائی سے بھی عزیز تر ہے۔

۲۔ فرمایا۔ رسول اللہؐ نے ہم سے عہد لیا، تمہارا روزینہ مثل توشہ سوار کے ہو۔

۳۔ فرمایا۔ تعجب ہے طالب دُنیا پر جس کو موت طلب کر رہی ہے اور تعجب ہے اُس غافل پر جس کو

فراموش نہیں کیا گیا اور تعجب ہے اُس ہنسنے والے پر جس کو یہ معلوم نہیں کہ اس کا پروردگار اُس سے راضی ہے یا ناخوش،

۴۔ حضرت عبداللہ بن سلام سے حضرت سلمان فارسیؓ نے کہا کہ ہم میں سے جو پہلے فوت ہو جائے تو وہ دوسرے کو خواب میں اپنا حال بیان کرے، حضرت عبداللہؓ کا بیان ہے کہ حضرت سلمانؓ (جو پہلے فوت ہو گئے) خواب میں ملے، پوچھا۔ تونے اپنا مقام کیسا پایا حضرت سلمانؓ نے کہا کہ خوب ہے، پھر تین بار فرمایا کہ تو توکل اختیار کر، کیونکہ توکل اچھا ہے،

۵۔ آپ نے حضرت ابوالدرداءؓ سے کہا کہ تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے اور تیرے ربّ کا تجھ پر حق ہے، اور تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے، تیرے اہل کا تجھ پر حق ہے، اس لئے ہر ایک حق دار کو اُس کا حق ادا کر، پھر دونوں پیغمبر خُداؐ کے پاس آئے، اور حضورؐ سے یہ ذکر کیا، حضورؐ نے فرمایا کہ سلمانؓ نے سچ کہا ہے،

۶۔ فرماتے۔ ایک درہم کے برگ خرما خریدتا ہوں اور اس سے بوریا یا زنبیل تیار کرکے تین درہموں پر بیچ دیتا ہوں، ان میں ایک درہم برگ خرما کے لئے پس انداز کرتا ہوں، ایک درہم اپنے عیال پر خرچ کرتا ہوں، ایک درہم خیرات کر دیتا ہوں،

۷۔ آپ نے حضرت ابو داؤدؓ کو لکھا۔ اے برادر اتنے دینار جمع کرنا جس کا شکر تم ادا کر سکو، کیونکہ حضورؐ نے فرمایا۔ پلصراط پر سے گزرنے کے وقت ہر ایک کا مال اُس شخص کے شانوں پر رکھا جائیگا جس نے اُس مال کا حق ادا کر دیا ہوگا، اُس کا مال اُسے آسانی سے پلصراط پر سے لے جائیگا، اور جس نے اُس مال کا حق ادا نہ کیا ہوگا، وہ وہاں دُہائی دے گا۔ لیکن وہاں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

وصل پنجم

حضرت امام قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تعارف خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں شاہ فارس یزدگرد کی تین لڑکیاں مال غنیمت میں آئیں جن میں سے ایک حضرت شاہ حسین بن حضرت علی کرم کے عقد میں دوسری حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے عقد میں اور تیسری حضرت محمد بن ابوبکر صدیقؓ کے عقد میں آئی، اس طرح حضرت زین العابدین بن حضرت حسینؓ، حضرت سالم بن عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؒ تینوں خالہ زاد بھائی ہیں،

پرورش و تعلیم

حضرت قاسم چھوٹی عمر میں یتیم ہونے کے بعد اپنی پھوپھی اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کے پاس پرورش پاتے رہے۔ آپ کا انتساب باطنی حضرت سلمان فارسی رض سے ہے، اور اپنے جد بزرگوار حضرت صدیق اکبر رض کی نعمت اُن کے وسیلہ سے حاصل کی، ان کے علاوہ حضرت عائشہ صدیقہ رض کی پرورش اور امام زین العابدین کی صحبت نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا، نتیجتاً آپ تابعین کبار اور فقہائے سبعہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اپنے وقت کی بے نظیر ہستی اور امام اہل زمانہ تھے، یحیی بن سعید انصاری فرماتے ہیں کہ ہم نے مدینہ منورہ میں کوئی الیسا نہ پایا جس کو حضرت قاسم پر فضیلت دی جاسکے، بقول امام بخاری آپ افضل اہل زمانہ تھے، کہ میں نے کسی کو حضرت قاسم سے بڑھ کر سنت کا عالم باعمل نہ پایا، نہ کسی فقیہہ کو آپ سے اعلم دیکھا، حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ اگر امر خلافت میرے اختیار میں ہوتا، تو میں حضرت قاسم کے سپرد کر دیتا،

کسی نے پوچھا آپ اعلم ہیں یا حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رض، فرمایا، وہ مرد مبارک ہیں سبحان اللہ اُس نے پھر وہی سوال کیا، آپ نے جواب دیا حضرت سالم بن عبداللہ وہ ہیں ان سے پوچھ لے۔ ابن اسحاق اس کی توجیہہ فرماتے ہیں کہ حضرت قاسم رض نے یہ پسند نہ کیا، کہ اپنے کو اعلم کہہ دیں کیونکہ یہ تو تزکیہ نفس ہے اور یہ بھی نہ کیا، کہ سالم اعلم ہیں، کہ کہیں جھوٹ نہ ہو،

وفات

آپ نے ستر یا بہتر سال کی عمر میں مکہ و مدینہ کے درمیان "قدید" کے مقام پر وفات پائی اور وہاں سے تین میل دور "مشلل" میں مدفون ہوئے۔

تاریخ وفات ۲۴ جمادی الثانی ۱۰۷ھ ہے،

وصیت

جب وفات کا وقت آیا تو آپ نے وصیت فرمائی کہ مجھے اُن کپڑوں میں دفن کرنا، جن کپڑوں میں میں نماز پڑھا کرتا تھا، یعنی قمیض ازار و چادر، آپ کے صاحبزادے نے عرض کیا، کیا ہم دو کپڑے اور زیادہ کر دیں، جواب دیا۔ جان پدر! حضرت ابوبکر صدیق کا کفن بھی تین کپڑے تھے، مردے کی نسبت زندہ کو نئے کپڑوں کی زیادہ ضرورت ہے،

وصل ششم

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تعارف و نسب

آپ کا اسم مبارک جعفر اور لقب صادق تھا، آپ امام باقر رض کے صاحبزادے امام زین العابدین کے پوتے اور حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق کے نواسے یعنی امام جعفر صادق رض کی والدہ حضرت ابوبکر صدیق رض کے پوتے حضرت امام قاسم کی صاحبزادی تھی آپ کی ولادت ۱۳ ربیع الاول ۸۰ھ بروز دوشنبہ ہے، اسی لئے آپ فرمایا کرتے تھے ولدنی ابوبکر مرتین

یعنی میں ابوبکر رض سے دو مرتبہ پیدا ہوا ہوں، اوّل ولادت ظاہری کہ میری والدہ کے باپ حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر رض ہیں، اور دوم ولادت باطنی کہ علم باطن بھی میں نے حضرت قاسم سے پایا ہے

فضائل آپ سادات اہل بیت سے تھے آپکی امامت و سیادت پر سب کا اتفاق ہے۔ آپ کے اخلاق حسنہ و فتوحات ظاہری میں تفسیر قرآن بلکہ جملہ علوم میں اسرار جلیلہ و اشارہ جمیلہ ہیں، صاحب زہد و ورع میں کامل تھے، شہوات و لذات دنیا سے مجتنب اور سراپا ادب تھے

عمرو بن ابی المقدام کا مقولہ ہے کہ جس وقت میں حضرت امام جعفر صادق کو دیکھتا ہوں تو معلوم ہو جاتا ہے، کہ آپ خاندان نبوت سے ہیں،

امام ابو حنیفہ، امام مالک، یحییٰ بن سعید انصاری، ابن جریج، محمد بن اسحاق، موسیٰ بن جعفر آپ کے شاگرد رہے ہیں، علامہ ذہبی نے آپ کو حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے،

وفات آپ نے مدینہ منورہ میں ۱۵ رجب ۱۴۸ھ میں اڑسٹھ سال کی عمر میں وصال فرمایا، اور جنت البقیع میں قبہ اہل بیت میں مدفون ہوئے،

خشیت الٰہی

۱۔ حضرت داؤد طائی رح ایک دفعہ امام جعفر صادق رح کی خدمت میں عرض کیا، اے فرزند رسول مجھے کوئی نصیحت فرمایئے، کیونکہ میرا دل سیاہ ہو گیا ہے، فرمایا یا ابا سلیمان! آپ زاہد زمانہ ہیں، اور آپ کو میری نصیحت کی کیا ضرورت ہے، داؤد نے عرض کیا آپ خاندان نبوت سے ہیں اور آپ کی فضیلت تمام پر ثابت ہے، اس لئے آپ پر فرض ہے کہ آپ سب کو نصیحت فرمائیں،

فرمایا یا ابا سلیمان! مجھے اندیشہ ہے کہ قیامت کے دن کہیں میرے جد بزرگوار میرا دامن نہ پکڑیں اور فرمائیں کہ حق متابعت کیوں بجا نہ لایا، کیونکہ یہ کام نسب پر موقوف نہیں بلکہ بارگاہِ رب العزت میں عمل کی پسندیدگی پر موقوف ہے" یہ سن کر حضرت داؤد بہت روئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر عرض پیش کی کہ اے پروردگار جس شخص کی سرشت نبوت کے آب و گل سے ہے جس کے جد بزرگوار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ماں خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہرہ رض ہوں جب وہ ایسی حیرانی میں ہے تو داؤد کس شمار میں ہے،

۲۔ ایک دفعہ اپنے خادموں کے درمیان بیٹھے تھے، فرمانے لگے، آؤ ہمیں اقرار کریں کہ ہم میں سے قیامت کے دن جس کی نجات ہو جائے، وہ باقی سب کی شفاعت کرے، خادموں نے عرض کیا۔ اے فرزند رسول آپ کو ہماری شفاعت کی کیا حاجت ہے، آپ کے جد شفیع خلائق ہیں

فرمایا، مجھ کو اپنے افعال پر شرم آتی ہے، کہ ان کو لیکر قیامت کے دن اللہ رب العزت کے حضور پیش ہوں،

کرامات

۱۔ ایک مرتبہ خلیفہ منصور نے اپنے وزیر کو حکم دیا کہ امام جعفر صادقؓ کو بلاؤ تاکہ میں اُن کو قتل کرادوں، وزیر نے عرض کی کہ جو شخص دُنیا سے قطع تعلق کر کے گوشہ نشین ہے اور عبادت میں مشغول ہو گیا ہے اُسے قتل کرنے سے کیا فائدہ۔ لیکن خلیفہ نے کہا نہیں اُس کو ضرور قتل کرادوں گا۔ وزیر نے بہت ٹالا۔ مگر خلیفہ نے اُس کی ایک نہ سنی۔ مجبور ہو کر وزیر امامؒ کو بلانے چلا گیا، خلیفہ نے غلاموں سے کہا کہ جس وقت امام صاحب کے سامنے میں ٹوپی اُتار دوں، تم اُس کو قتل کر دینا۔ جب حضرت امامؒ تشریف لائے تو منصور تعظیم کے لئے اُٹھ کھڑا ہُوا، اور نہایت عزت واکرام سے آپ کو تخت پہ بٹھایا اور نہایت ادب سے پوچھا آپکو کسی چیز کی ضرورت ہے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ صرف اِس بات کی ضرورت ہے، کہ مجھے پھر اپنے پاس نہ بلانا، اور اب مجھے واپس جانے دو تاکہ میں عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو جاؤں۔ خلیفہ نے آپکو نہایت عزت واعزاز سے الوداع کیا۔ آپ کے رخصت ہونے کے بعد خلیفہ فی الفور بیہوش ہو کر گر پڑا، اور اتنا طویل عرصہ بیہوشی میں رہا کہ تین نمازیں فوت ہو گئیں۔ جب ہوش میں آیا تو وزیر نے پوچھا۔ یہ کیا معاملہ تھا۔ خلیفہ بولا، جب امام صاحب تشریف لائے تو اُن کے ساتھ میں نے ایک اژدہا دیکھا جس کا ایک ہونٹ اس مکان کے نیچے تھا۔ دوسرا اوپر اور زبان سے کہہ رہا تھا، کہ اگر تو نے حضرت امام کو ذرا بھی تکلیف دی یا بے ادبی کی تو میں تجھے مکان سمیت نگل جاؤں گا، میں اُس اژدہا کے ڈر کے مارے کچھ نہ کہہ سکا، بلکہ معافی مانگی اور اسی کی دہشت سے بیہوش ہو گیا تھا۔

۲۔ حضرت امام جعفر صادقؒ ایک روز مکہ معظمہ میں گھوم رہے تھے۔ دیکھا ایک عورت جس کے آگے ایک گائے مُردہ پڑی ہے۔ اور رو رہی ہے۔ حضرت امام نے پوچھا۔ کیا بات ہے۔ عورت نے عرض کی کہ میرا اور میرے بچوں کا گزارہ اسی گائے کے دودھ سے ہوتا تھا۔ اب مر گئی ہے اِس لئے حیران ہوں کہ کیا کروں، امام نے فرمایا۔ تو کیا چاہتی ہے، کہ خدا تعالیٰ اِس کو دوبارہ زندہ کردے، عورت نے جواب دیا۔ مجھ پہ تو مصیبت پڑی ہے۔ اور آپ ہنسی کرتے ہیں۔ امام نے فرمایا۔ کہ میں ہنسی نہیں کرتا۔ اسی وقت آپنے دُعا فرمائی اور گائے کے ایک ٹھوکر ماری، فی الفور گائے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اور آپ لوگوں میں مل گئے۔ اور اُس عورت کو معلوم نہ ہُوا کہ آپ کون تھے۔

قدسیہ

۱۔ چار چیزوں سے شریف آدمی کو عار نہ چاہئے (۱) اپنے والد کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا (۲) اپنے مہمان کی خدمت کرنا (۳) اپنے چوپایہ کی خبر لینا خواہ اس کے سو غلام ہوں (۴) اپنے اُستاد کی خدمت کرنا۔

۲۔ جس نے اللہ کو پہچانا۔ اُس نے ماسواء سے منہ پھیر لیا (۳) جب تو گناہ کرے۔ تو معافی مانگ کیونکہ گناہ مردوں کے گلے میں اِن کی پیدائش سے پہلے ڈالے گئے ہیں لیکن اِن پر اصرار کرنا کمال

درجہ کی ہلاکت ہے (۴) جو شخص اپنے رزق میں تاخیر پائے اُسے طلب مغفرت زیادہ کرنی چاہئے۔
(۵) جو شخص اپنے مالوں میں کسی مال پر ناز کرے اور اس مال کا بقا چاہے اُسے یُوں کہنا چاہئے،
ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ ، (۶) فرمایا۔ مومن کی تعریف یہ ہے، کہ نفس کی سرکشی کا مقابلہ کرتا ہے اور عارف کی تعریف یہ ہے کہ اپنے مولیٰ کی اطاعت میں ہمہ تن مشغول ہے
۷۔ فرمایا۔ صاحب کرامت وہ ہے۔ جو اپنی ذات کیلئے نفس کی سرکشی سے آمادۂ جنگ ہے۔ کیونکہ نفس سے جنگ کرنا اللہ تعالیٰ تک رسائی کا سبب ہوتا ہے (۸) فرمایا۔ نیک بختی کی علامت یہ بھی ہے کہ عقلمند دشمن سے واسطہ پڑ جائے (۹) فرمایا۔ پانچ لوگوں کی صحبت سے اجتناب کرنے میں بہتری ہے، اوّل جھوٹے سے کیونکہ اس کی صحبت فریب میں مبتلا کر دیتی ہے، دوم۔ بیوقوف سے، کیونکہ تمہاری منفعت سے زیادہ تمہیں نقصان پہنچائے گا، سوم کنجوس سے کیونکہ وہ تمہارا بہترین وقت ضائع کریگا، چہارم۔ بزدل سے، کیونکہ وقت پڑنے پر ساتھ چھوڑ دیگا، پنجم۔ فاسق سے، کیونکہ وہ ایک نوالہ کی طمع میں کنارہ کش ہو کر مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے (۱۰) فرمایا۔ جو شخص عبادت پر فخر کرے وہ گناہ گار ہے، جو معصیت پر اظہار ندامت کرے وہ فرماں بردار ہے (۱۱) عبادت توبہ کے بغیر درست نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کو عبادت پر مقدم کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ التائبون العابدون۔ (۱۲) فرمایا مجھے تعجب ہے اُس شخص پر جو چار میں مبتلا ہو، وہ چار سے کیوں غافل رہتا ہے، اوّل تعجب ہے اُس پر جو غم میں مبتلا ہو، وہ یہ کیوں نہیں کہتا۔ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد فرمایا ہے۔ فاستجبنا لہ ونجیناہ من الغم وکذلک ننجی المومنین،
دوم۔ تعجب ہے اس پر جو کسی آفت سے ڈرتا ہو۔ وہ یہ کیوں نہیں کہتا حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، فانقلبوا بنعمۃ من اللہ وفضل لم یمسسھم سوء۔ سوم۔ تعجب ہے اُس شخص پر جو لوگوں کے مکر سے ڈرتا ہو۔ وہ یہ کیوں نہیں کہتا وافوض امری الی اللہ ط ان اللہ بصیر بالعباد، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،
فوقٰہ اللہ سیئات ما مکروا، چہارم۔ تعجب ہے اُس پر جو جنّت کی رغبت کرتا ہے کیوں نہیں کہتا۔ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔ کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،
فعسیٰ ربی ان یوتین خیراً من جنتک
۱۳۔ فرمایا۔ علمائے شریعت پیغمبروں کے امین ہیں، جب تک کہ بادشاہوں کے دروازوں پر نہ جائیں،

وصل ہفتم

سلطان العارفین

ابو یزید طیفور بن عیسے بایزید بسطامی قدس سرہٗ

تعارف

آپ کا اسم گرامی بایزید اور ولادت ۱۳۶ھ میں بسطام شہر میں ہوئی، آپ کے دادا آتش پرست تھے اور والد عیسیٰؒ کا بسطام کے عظیم بزرگوں میں شمار ہوتا تھا، آپکی والدہ فرماتی ہیں کہ جس وقت بایزید میرے پیٹ میں تھے اُس وقت کوئی مشتبہ غذا میرے پیٹ میں چلی جاتی تھی، تو اس قدر بے کلی اور بے چینی ہوتی کہ مجھے حلق میں انگلی ڈال کر نکالنا پڑتی،

تعلیم

بچپن میں مکتب میں جب آپ سورہ لقمان کی اس آیت پر پہنچے اَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ یعنی میرا شکر کر اور اپنے ماں باپ کا، تو آپ اُستاد سے رخصت لیکر گھر آئے اور اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ شکر کر میرا اور اپنے والدین کا۔ لیکن میرے لئے دو گھروں سے نباہ مشکل ہے، یا تو آپ مجھے خدا تعالیٰ سے مانگ لیجئے، کہ بالکل آپ ہی کا ہو رہوں یا خدا تعالیٰ ہی کو سونپ دیجئے کہ اُسی کا ہو رہوں، والدہ نے جواب دیا کہ میں نے تجھے اپنا حق بخش دیا اور راہ خدا میں چھوڑ دیا۔ یہ سُن کر آپ بسطام سے نکلے اور تیس ۳۰ سال تک بادیہ شام میں ریاضت و مجاہدہ کرتے رہے۔ آپ نے تقریباً ایک سو سترہ ۱۱۷ مشائخ و علماء سے نیاز حاصل کر کے فیوضات و برکات حاصل کیں، ان مشائخ میں امام جعفر صادق بھی سرِ فہرست ہیں

حج اور زیارت مدینہ منورہ

ایک دفعہ حج کے لئے روانہ ہوئے، بارہ سال میں کعبہ معظمہ پہنچے، کیونکہ راستہ میں چند قدم چلتے تو جانماز بچھا کر دو رکعت نماز پڑھتے، فرمایا۔ یہ دُنیا کے بادشاہوں کا دربار نہیں کہ آدمی ایک دم ہی پہنچ جائے۔ اس دفعہ آپ حج سے فارغ ہو کر واپس آ گئے اور مدینہ منورہ حاضری نہ دی اور فرمایا۔ زیارت گنبدِ خضریٰ مدینہ منورہ کو حج کے تابع بنانا خلافِ ادب ہے۔ اس لئے آئندہ سال روضہ نبوی مدینۃ النبی کی زیارت کیلئے احرام باندھا۔ راستہ میں آپ ایک شہر میں داخل ہوئے تو صدہا لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ جب وہاں سے چلے تو لوگ آپکے پیچھے پیچھے چلے۔ آپ نے اپنے پیچھے ہجوم دیکھ کر پوچھا۔ یہ کون ہیں۔ تو جواب ملا۔ کہ یہ سب لوگ آپکے ساتھ ہی رہیں گے۔ آپ نے چاہا کہ یہ لوگ مجھے چھوڑ دیں۔ اس لئے نمازِ فجر کے بعد اُن کی طرف منہ کر کے قرآن مجید کی آیت پڑھی۔ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (بے شک میں اللہ ہی ہوں اور میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس لئے تم میری عبادت کرو) یہ سُن کر سب نے کہا۔ کہ یہ تو دیوانہ ہے اور آپ کو چھوڑ کر چلے گئے۔

والدہ کی خدمت

فرمایا جس کام کو میں مؤخر سمجھتا تھا، وہی سب سے مقدم نکلا اور وہ والدہ کی رضا تھی۔ جو کچھ میں ریاضات و مجاہدات میں اور مسافرت میں ڈھونڈتا رہا۔ وہ سب اسی میں پایا، کیونکہ جب میں سفر سے واپسی پر مکان کے دروازہ پر پہنچا اور دروازے سے کان لگا کر سنا۔ تو والدہ وضو کرتے ہوئے کہہ رہی تھیں کہ یا اللہ میرے مسافر کو راحت سے رکھنا اور بزرگوں سے اس کو خوش رکھ کر اچھا بدلہ دینا۔ یہ سن کر میں روتا رہا۔ پھر دروازے پر دستک دیدی والدہ نے پوچھا کون ہے۔ میں نے عرض کیا آپ کا مسافر۔ انہوں نے دروازہ کھول کر ملاقات کی اور فرمایا۔ تم نے اس قدر طویل سفر اختیار کیا کہ روتے روتے میری بصارت ختم ہو گئی۔ اور تیرے غم سے جھک گئی، فرماتے ہیں، ایک رات میری ماں نے پانی مانگا۔ میں پانی لینے چلا گیا۔ کوزہ میں پانی نہ تھا گھڑے میں بھی نہ ملا، ناچار ندی پر چلا گیا، جب وہاں سے پانی لایا، تو اتنے میں والدہ سو گئی تھیں، سردی کی رات تھی، میں کوزہ اٹھائے کھڑا رہا۔ جب ان کی آنکھ کھلی تو پانی پیا اور مجھے دعا دی اور فرمایا۔ کوزہ نیچے کیوں نہ رکھ دیا؟ عرض کی کہ میں ڈرتا رہا کہ آپ جاگ جائیں اور میں حاضر نہ ہوں، ایک اور موقع پر والدہ محترمہ نے فرمایا۔ کہ آدھا دروازہ بند کردو۔ میں صبح تک یہی سوچتا رہا کہ کون سا آدھا بند کردوں۔ دائیں طرف کا یا دائیں طرف کا تاکہ والدہ کے حکم کے خلاف نہ ہو، صبح کے وقت مجھے مل گیا۔ جو میں ڈھونڈتا تھا۔

تقویٰ و زہد

جب آپ مکہ معظمہ سے واپس تشریف لا رہے تھے تو ہمدان سے آپ نے کسم کا بیج خرید کر باندھ لیا۔ بسطام میں آکر کھولا تو اس میں چند کیڑے نظر آئے۔ فرمایا۔ میں نے ان کو بے وطن کیا ہے پھر آٹے کر واپس ہمدان آکر ان کیڑوں کو ان کے وطن پہنچا کر بسطام چلے آئے،

ایک رات آپ کو عبادت کا ذوق نہ آتا تھا۔ خادم سے فرمایا، دیکھو گھر میں کیا ہے، دیکھ بھال کی گئی تو انگور کا ایک خوشہ نکلا۔ آپ نے فرمایا کسی کو دے دو۔ کیونکہ ہمارا گھر میوہ فروش کی دکان نہیں ہے

وفات

آپ نے ۱۴ شعبان ۲۶۱ھ میں بسطام شریف میں انتقال فرمایا۔ عمر ۱۳۲ برس پائی۔ کچھ لوگوں نے وصال کے بعد آپ کو خواب میں دیکھا اور آپ کا حال دریافت کیا۔ آپ نے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا۔ تم میرے واسطے کیا لائے ہو، میں نے عرض کیا۔ اے میرے پروردگار! جب کوئی فقیر بادشاہ کی درگاہ میں آتا ہے تو بادشاہ یہ نہیں پوچھتے۔ کہ تو ہمارے واسطے کیا لایا ہے۔ بلکہ یہ پوچھتے ہیں کہ مانگنے کیا آنکلا ہے،

عظمت و بزرگی

آپ کے گھر سے مسجد تک چالیس قدم کا فاصلہ تھا لیکن بوجہ تعظیم مسجد کبھی راہ میں نہیں تھوکا۔ حضرت ذوالنون مصریؒ نے آپ کے پاس پیغام بھیجا

اے بایزید رات کو جنگل میں آرام اور سکون سے سوتے ہو قافلہ چلا گیا آپ نے جواب دیا، کامل تو وہ ہے جو رات کو سو جائے اور صبح کو قافلہ اترنے سے پہلے منزل پر پہنچ جائے، حضرت ذوالنون یہ سن کر رو پڑے اور کہا کہ بایزید مبارک ہو میں اس مرتبے کو نہیں پہنچا۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت بایزیدؒ ہماری جماعت میں اسی طرح ہیں جیسا کہ حضرت جبرائیلؑ فرشتوں میں۔ دیگر سالکین کے میدان کی نہایت (انتہا) حضرت بایزیدؒ کے میدان کی بدایت (ابتدا) ہے ابوعلی رجانیؒ سے ان الفاظ کی نسبت سوال کیا گیا جو بایزیدؒ سے منقول ہیں، انہوں نے جواب دیا۔ ہم بایزیدؒ کے حال کو تسلیم کرتے ہیں، وہ الفاظ ان سے غلبہ حال یا حالت سکر میں صادر ہوتے ہیں جو شخص بایزیدؒ کا مقام حاصل کرنا چاہتا ہے اسے بایزیدؒ کی طرح مجاہدہ نفس کرنا چاہیئے تب وہ ان کے کلام کو سمجھے گا۔

حضرت یحییٰ بن معاذؒ نے آپ کو تحریر کیا کہ آپ کی ایک ایسے شخص کے متعلق کیا رائے ہے جو ایک جام ازلی سے ایسا مست ہو گیا ہے کہ اس کی مستی ابد تک جاری رہنے والی ہے آپ نے جواب میں تحریر کیا۔ یہاں ایک ایسا فرد بھی موجود ہے جو ازل و ابد کے بحر بیکراں کو پی کر بھی یہی کہتا ہے کہ کچھ اور مل جائے، پھر ایک مرتبہ یحییٰ بن معاذؒ نے تحریر فرمایا کہ میں آپ کو ایک راز بتانا چاہتا ہوں، لیکن اس وقت بتاؤں گا، جب ہم دونوں شجر طوبیٰ کے نیچے کھڑے ہونگے، اور قاصد کو ایک ٹکیہ روٹی دیکر یہ ہدایت بھی فرما دی کہ حضرت بایزیدؒ سے کہنا اس کو کھالیں، کہ یہ آب زمزم سے گوندھی گئی ہے۔ اس کے جواب میں حضرت بایزیدؒ نے لکھا کہ جس جگہ خدا کو یاد کیا جاتا ہے، وہاں جنت اور طوبیٰ دونوں موجود ہوتے ہیں، اور ٹکیہ اس لئے واپس کر رہا ہوں کہ آب زمزم سے گوندھنے کی فضیلت اپنی جگہ مسلم لیکن یہ کیسے معلوم کہ بیج بویا گیا تھا۔ وہ کسب حلال کا تھا یا کسب حرام کا۔ مجھے اس ٹکیہ کے اکل حلال ہونے میں شک ہے۔

کیفیتِ وجد

ایک مرتبہ حالتِ وجد میں آپکی زبان سے نکلا۔ "سبحانی ما اعظم شانی"۔ "یعنی میں پاک ہوں اور میری شان بہت بڑی ہے"۔ حالتِ وجد کے اختتام پر جب ارادت مندوں نے استفسار کیا کہ یہ جملہ آپ نے کیوں کہا؟ فرمایا مجھے تو علم نہیں۔ لیکن اگر آئندہ اس قسم کا کوئی جملہ میری زبان سے نکلے تو مجھے قتل کر ڈالنا۔ اس کے بعد جب دوبارہ حالت میں آپنے پھر وہی جملہ کہا، تو آپ کے مریدوں نے حسب حکم آپ کے قتل پر آمادہ ہو کر چھریاں چلانی شروع کیں، تو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے چھریاں پانی میں چل رہی ہوں، اور آپکے اوپر قطعاً کوئی اثر نہیں ہو رہا، اور پورے مکان میں ہر سمت، بایزید ہی بایزید نظر آئے۔

حالت وجد ختم ہونے کے بعد مریدوں نے پھر جب واقعہ بیان کیا تو فرمایا کہ اصل بایزید تو میں ہوں، جن کو تم نے دیکھا۔ وہ بایزید نہیں تھے۔

کرامات

۱- ایک دفعہ آپ کی حکومت میں قحط کی شکایت کی گئی اور عرض کیا گیا کہ دعا فرمایئے،

۱۔ اللہ تعالیٰ بارش بھیجے، یہ سُن کر آپ نے سر جھکا لیا، پھر سر اُٹھا کر فرمایا۔ جاؤ اپنے پرنالوں کو درست کرو، بارش آگئی۔ اسی وقت مینہ برسنا شروع ہوا اور ایک دن رات برستا رہا۔

۲۔ شیخ ابو سعید میخورانی حضرت بایزید کی خدمت میں بغرضِ امتحان آئے آپ نے فرمایا۔ میرے مرید ابو سعید راعی رح کے پاس جاؤ، کیونکہ ولائت و کرامت ہم نے اُسے بخش دی ہے۔ جب ابو سعید رح وہاں پہنچے تو راعی رح کو دیکھا کہ صحرا میں نماز پڑھ رہے ہیں اور بھیڑیے آپکی بھیڑوں کی گلہ بانی کر رہے ہیں، جب نماز سے فارغ ہوئے۔ پوچھا کیا چاہتے ہو گرم روٹی اور انگور؟ راعی رح نے ہاتھ کی لکڑی کے دو ٹکڑے کر کے ایک اپنے آگے اور دوسرا اُس کے آگے گاڑ دیا، فوراً انگور لگے، مگر راعی کی طرف کے سفید اور اُس کی طرف کے سیاہ تھے۔ اُس نے راعی رح سے سبب پوچھا۔ راعی رح نے جواب دیا کہ میری طلب بطورِ یقین اور تیری طلب بطورِ امتحان تھی، ہر چیز کا رنگ اُس کے حال کے موافق ہوا کرتا ہے۔ اُس کے بعد راعی رح نے ابو سعید رح میخورانی کو اپنی گدڑی دی، فرمایا اِسے سنبھال کر رکھنا مگر جب وہ صبح کو گئے تو عرفات میں وہ گدڑی غائب ہوگئی جب واپس بسطام آئے تو وہ گدڑی راعی رح کے پاس تھی۔

۳۔ حضرت احمد خضرویہ اپنے ہزار ہا مریدین کے ہمراہ حضرت بایزید بسطامی رح کی ملاقات کیلئے آئے، اُن کے مریدوں میں سے ایک مرید صاحبِ فضل و کمال تھا اور ہوا میں اُڑتا تھا اور پانی پر چلتا تھا۔

جب یہ جماعت حضرت بایزید رح کے درِ دولت پر پہنچی تو حضرت احمد خضرویہ رح نے فرمایا کہ جس میں حضرت بایزید رح کے دیدار کی طاقت ہو صرف وہی میرے ہمراہ آئے، لیکن سب نے ہی دیدار کا اشتیاق ظاہر کیا اور جب بایزید رح کے گھر پہنچے تو جوتے اُتارنے کی جگہ پر اپنے عصا رکھ دیئے، جب سب آپکے سامنے پہنچے تو آپنے سوال کیا کہ تمہارا وہ مرید کہاں ہے جو سب سے افضل ترین ہے اور وہ باہر کیوں کھڑا رہ گیا ہے اسکو بھی اندر بلاؤ جب اُس کو اندر بلا لیا گیا تو آپ نے حضرت احمد خضرویہ رح سے پوچھا کہ آپ کب تک دُنیا کی سیر و سیاحت میں مشغول رہیں گے انہوں نے جواب دیا کہ پانی کے ایک جگہ ٹھہرنے سے بدبو پیدا ہو کر اُس کا رنگ تبدیل ہو جاتا ہے آپ نے فرمایا پھر دریا کیوں نہیں بن جاتے جس میں کبھی بدبو پیدا نہ ہو اور رنگ بھی تبدیل نہ ہو۔

۴۔ ایک دن آپ نے اپنے پاؤں پھیلا لئے تو ایک مرید نے بھی پھیلا لئے اور جب آپ نے پاؤں سمیٹے تو اس نے بھی سمیٹنے کی کوشش کی، مگر اُس کے پاؤں شل ہو کر رہ گئے، اور موت تک اُس کی یہی حالت رہی، کیونکہ اس نے مرشد کے پاؤں پھیلانے کو ایک معمولی بات سمجھ کر مرشد کی برابری کر کے بے ادبی کی تھی۔

۵۔ ایک مرتبہ آپ حج کو جا رہے تھے تو اپنا اور اپنے مریدوں کا سامان ایک اونٹ پر لدا ہوا تھا کسی نے کہا اس بیچارے اونٹ پر بوجھ بہت زیادہ لاد دیا ہے، اور یہ بڑا ظلم ہے۔ حضرت بایزید نے جواب دیا۔ اے جوانمرد! بوجھ کا اُٹھانے والا اونٹ نہیں ہے۔ غور سے دیکھ کہ اونٹ کی پیٹھ پر کچھ بوجھ ہے یا نہیں۔ اُس نے جو غور سے دیکھا تو بوجھ اونٹ کی پیٹھ سے ایک ہاتھ اونچا تھا، کہنے لگا، عجیب معاملہ ہے، شیخ نے فرمایا، کہ اگر میں اپنا حال تم سے پوشیدہ رکھتا ہوں تو تم مجھے ملامت کرتے ہو اور اگر ظاہر کرتا ہوں تو اس کی

طاقت نہیں رکھتے ،

۶- ایک مرتبہ شفیق بلخیؒ، ابو تراب بخشیؒ اور بایزید بسطامیؒ اکٹھے کھانا رہے تھے ، لیکن ایک مرید کھانے میں شریک نہ تھا ، ابو ترابؒ نے فرمایا ، آؤ کھانا کھالو، اُس نے کہا ، میرا روزہ ہے ، فرمایا ، کھانا کھاؤ۔ ایک مہینہ کے روزوں کا ثواب لو ، اُس نے منظور نہ کیا ، پھر شفیق بلخیؒ نے کہا کہ کھاؤ اور ایک برس کے روزوں کا ثواب لو اُس نے پھر بھی منظور نہ کیا ، حضرت بایزیدؒ نے فرمایا جانے دو ، تو راندۂ درگاہ ہو گیا ،

تھوڑے دن نہیں گزرے تھے کہ وہ چوری میں پکڑا گیا ، اور اُس کے دونو ہاتھ کاٹے گئے ،

قدسیہ

۱- فرمایا ، اگر تم کسی شخص میں کرامات دیکھو یہاں تک کہ ہوا میں اڑتا ہو تو اس پر فریفتہ نہ ہو جاؤ ، جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ وہ امر و نہی ، حفظ حدود اور آداب شریعت میں کیسا ہے (۲) فرمایا ، میں نے ایک شب محراب میں پاؤں پھیلائے ، ہاتف نے مجھے ندا دی کہ جو شخص بادشاہوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے ، اُسے چاہیئے کہ حسنِ ادب سے بیٹھے (۳) فرمایا ، میں نے اللہ کو اللہ کے ساتھ پہچانا اور ماسوا کو اللہ کے نُور کے ساتھ پہچانا (۴) آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے معرفت کس طرح حاصل کی؟ فرمایا۔ بھوکے پیٹ اور ننگے بدن سے (۵) میں نے رب العزت کو خواب میں دیکھا۔ پُوچھا اے میرے پروردگار! میں تجھے کس طرح پاؤں؟ ارشاد ہُوا کہ اپنے نفس کو تین طلاقیں دے اور میری طرف آ ،

(۶) پوچھا ، انسان متواضع کب ہوتا ہے ، فرمایا۔ اپنی ذات کیلئے کوئی مقام و حال نہ دیکھے اور لوگوں میں اپنے سے بدتر کسی کو نہ سمجھے (۷) فرمایا۔ نیکوں کی صحبت ، نیک کام کرنے سے بہتر ہے اور بدوں کی صحبت بُرے کام کرنے سے بدتر ہے (۸) فرمایا جس نے خواہشات ترک کیں ، وہ اللہ تعالیٰ کو پہنچ گیا ، فرمایا ، سچا عابد و سچا عامل وہ ہے جس نے تیغ جہد سے تمام خواہشات کا سر کاٹ دیا اور اس کی تمام شہوات و تمنائیں محبت حق میں فنا ہو جائیں (۹) ایک شخص نے عرض کیا۔ مجھے ایسی تعلیم کیجیئے جس سے میری نجات ہو جائے ، فرمایا۔ دو باتیں یاد کرلے ، کافی ہیں اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ تیرے حال سے آگاہ ہے ، کہ جو کچھ تو کرتا ہے وہ دیکھتا ہے ، دوسرے وہ تیرے عمل سے بے نیاز ہے ، (۱۰) فرمایا ، گذشتہ بزرگ معمولی سی چیزوں پر ہی خدا سے راضی ہو گئے لیکن میں نے راضی ہونے کی بجائے خود کو ان پر قربان کر دیا ہے اب مجھے وہ اوصاف حاصل ہو گئے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک دانہ کے برابر بھی سامنے آجائے تو نظام عالم درہم برہم ہو جائے (۱۱) فرمایا تیس سال تک تو اللہ تعالیٰ میرا آئینہ بنا رہا لیکن اب میں خود آئینہ بن گیا ہوں۔ اس لئے کہ میں نے اس کی یاد میں خود کو بھی فراموش کر دیا ہے کہ اب اللہ تعالیٰ میری زبان بن چکا ہے ، یعنی میری زبان سے نکلنے والے کلمات گویا نطق خداوندی سے نکلتے ہیں ، اور میرا وجود درمیان سے ختم ہو جاتا ہے (۱۲) پوچھا کہ آپ بھوک کی تعریف کیوں کرتے ہیں ، اگر فرعون فاقہ کشی کرتا تو "میں تمہارا رب ہوں" کہہ کر خدائی کا دعویدار نہ ہوتا (۱۳) پوچھا نماز کی صحیح تعریف کیا ہے ، فرمایا کہ جس کے ذریعے خدا سے ملاقات ہو سکے (۱۴) فرمایا ، خدا شناس خدا کو ضرور دوست رکھتا ہے۔ کیونکہ محبت کے بغیر

بے معنی ہے، فرمایا کہ یہ ایک کلیہ ہے کہ جب تک ندی نالے بہتے رہتے ہیں اس وقت تک ان میں شور ہوتا ہے اور جب دریا سے مل جاتے ہیں، تو تمام شور ختم ہو جاتا ہے۔

۱۵۔ فرمایا۔ ایک دانہ معرفت میں جو لذت ہے وہ جنت کی نعمتوں میں کہاں، کیونکہ خدا کی یاد میں فنا ہو جانا ہی زندہ جاوید ہو جاتا ہے اور خدا دوست لوگوں کے سامنے جنت کی کوئی حقیقت نہیں ہے (۱۶) فرمایا۔ عارف کا ادنیٰ مقام یہ ہے کہ صفات خداوندی کا مظہر ہو جائے۔ (۱۷) فرمایا۔ خدا کی یاد کا مفہوم اپنے نفس کو فراموش کر دینا ہے (۱۸) فرمایا۔ جواز روئے تکبر اشاروں کنایوں میں باتیں کرتا ہے، وہ خدا سے دور ہے (۱۹) فرمایا۔ جب مخلوق سے کنارہ کش ہو کر اپنے عیوب پر نظر پڑنے لگے اسی وقت قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

فقہ

عقائد کے درست کرنے کے بعد احکام فقہ کا سیکھنا ضروری ہے اور فرض و واجب و حلال و حرام و سنت و مندوب و مشتبہ و مکروہ کے جاننے سے چارہ نہیں ہے اور ایسے ہی اس علم کے موافق عمل کرنا بھی ضروری ہے۔

صاحب شرع نے ہمیں کئی قسم کے فائدے ملاحظہ کر کے اس پر عمل کیا ہے۔ ہمارے لئے صاحب شریعت علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت کے برابر کوئی فائدہ نہیں یہ سب احکام مفصل اور واضح طور پر کتب فقہیہ میں مذکور ہیں

(مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب ۲۶۶ دفتر اول)

وصل ہشتم

شیخ ابو الحسن علی خرقانی قدس سرہ

تعارف

آپ کا اسم گرامی علی بن احمد اور کنیت ابو الحسن ہے۔ سکول میں آپ کی تربیت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت سے ہوئی، کیونکہ آپ کی ولادت سلطان العارفین کی وفات کے بعد ہے آپ شریعت طریقت و حقیقت کا سرچشمہ، فیوض و معرفت کا منبع و مخزن اور آپکی عظمت و بزرگی مسلمہ تھی، ہمیشہ ریاضت و مجاہدہ میں مشغول اور حضور و مشاہدہ میں مستغرق رہتے تھے،

حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی پیش گوئی

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ دستور تھا کہ سال میں ایک مرتبہ مزارات شہداء کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے، جب خرقان پہنچتے تو فضا میں منہ اوپر اٹھا کر اس طرح سانس کھینچتے جیسے کوئی خوشبو سونگھنے کے لئے

کھینچتا ہے، ایک مرتبہ مریدوں نے استفسار کیا۔ آپ کس چیز کی خوشبو سونگھتے ہیں ہمیں تو کچھ محسوس نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے چوروں کی اس سرزمین خرقان سے ایک مرد حق آگاہ کی خوشبو آتی ہے جس کی کنیت ابوالحسن اور نام علی ہوگا، اس میں تین باتیں مجھ سے زیادہ ہونگی، وہ اہل وعیال کا بوجھ اٹھائیگا کھیتی کرے گا اور درخت لگایا کرے گا، سلطان العارفینؒ کی پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی،

حالات

بیس سال تک آپ کا یہ معمول رہا، کہ خرقان میں نماز عشاء با جماعت ادا کر کے بسطام میں حضرت بایزیدؒ کے مزار پر پہنچ کر یہ دعا کرتے تھے، کہ اے اللہ! تو نے جو مرتبہ بایزیدؒ کو عطا کیا۔ وہی مجھے بھی عطا کر دے، اس دعا کے بعد واپس خرقان آکر اسی وضو سے نماز فجر ادا کرتے، آپ کے ادب کا یہ عالم تھا کہ بسطام سے الٹے پاؤں واپس ہوتے کہ کہیں حضرت بایزیدؒ کے مزار کی بے ادبی نہ ہو جائے اپنے اس معمول پر بارہ سال قائم رہنے کے بعد حضرت بایزیدؒ کی قبر سے یہ آواز آئی اے ابوالحسن اب تمہارے بیٹھنے کا وقت آگیا ہے، یہ سن کر عرض کی کہ میں بالکل ان پڑھ ہوں اور رموز شریعت سے ناواقف ہوں، اس لئے میری ہمت افزائی فرمایئے، آواز آئی کہ تم نے جو کچھ خدا سے مانگا، وہ تمہیں مل گیا، فاتحہ شروع کیجئے، جب آپ خرقان میں پہنچے تو قرآن ختم کر لیا اور علوم ظاہری و باطنی آپ پر منکشف ہو گئے،

انکسار

ایک مرتبہ مریدوں سمیت آپ کو سات دن تک کھانا میسر نہ آسکا، تو ساتویں دن ایک شخص آٹے کی ایک بوری اور ایک بکری لایا اور آپ کے دروازے پر آواز دیکر کہا کہ میں یہ صوفیوں کے لئے لایا ہوں۔ آپ نے درویشوں سے فرمایا، کہ تم میں جو صوفی ہو وہ کھالے، مجھ میں تو جرأت نہیں کہ صوفی ہونے کا دعویٰ کروں۔ یہ سن کر کسی نے نہ لیا، اور وہ شخص سامان واپس لے گیا،

وفات

وفات کے وقت آپ نے وصیت فرمائی، کہ میری قبر تیس ۳۰ گز گہری کھودنا، تاکہ حضرت بایزیدؒ کی قبر سے اونچی نہ ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، آپ کا وصال ۱۰ رمضان ۴۲۵ھ ہوا،

مشہور رہے کہ آپ نے فرمایا تھا جو شخص میرے مزار کے پتھر پر ہاتھ رکھ کر دعا مانگے گا، وہ قبول ہو جائے گی، اور یہ بات تجربہ میں آچکی ہے، آپ کی وفات کے دوسرے ہی دن ایک بجلی سی چمکی اور لوگوں نے دیکھا کہ ایک سفید پتھر آپ کے مزار پر رکھا ہوا ہے، اور قریب ہی شیر کے قدموں کے نشان ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ کے مزار کے اطراف میں شیر کو گھومتے دیکھا گیا ہے،

فضائل و عظمت

۱۔ آپ نے چالیس سال سر تکیہ پر نہیں رکھا، اور عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی، ۲۔ استاد ابوالقاسم قشیری کا بیان ہے کہ میں جب ولایت خرقان میں داخل ہوا، تو پیر خرقانی کی دہشت سے میری نصاحت عبارت جاتی رہی میں نے خیال کیا کہ اپنی ولایت سے معزول ہو گیا ہوں، ۳۔ شیخ ابوالعباس قصاب نے فرمایا

کہ ہمارے بعد ہمارا بازار خرقانی سنبھال لیں گے، چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ ۴۔ آپ نے چالیس سال روٹی وغیرہ نہیں پکائی سوائے مہمانوں کے واسطے اور میں اس میں طفیلی رہا ہوں ۵۔ فرمایا ستر سال گذرے کہ میں اللہ کا ہو رہا ہوں، اس مدت میں ایک مرتبہ بھی نفس کی مراد پوری نہیں کی، ۶۔ فرمایا چالیس سال گذرے میرا نفس ٹھنڈا پانی اور ترش چھاچھ چاہتا ہے، میں نے ابھی تک نہیں دیا۔ ۷۔ فرمایا ایک روز اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو کوئی تیری مسجد میں آئے اس کے گوشت پوست پر آتش دوزخ حرام ہو، جو شخص تیری مسجد میں دو رکعت نماز تیری زندگی میں یا تیرے بعد ادا کرے، قیامت کے روز عابدوں میں اٹھے،

کرامات

(۱) ایک مرتبہ آپ اپنے باغ کی کھدائی کر رہے تھے تو وہاں سے چاندی برآمد ہوئی، آپ نے اس جگہ کو بند کر کے دوسری جگہ کھدائی شروع کی، تو وہاں سے سونا برآمد ہوا، پھر تیسری جگہ سے مروارید اور چوتھی جگہ سے جواہرات برآمد ہوئے، لیکن آپ نے کسی کو ہاتھ نہیں لگایا اور فرمایا۔ ابوالحسن ان چیزوں پر فریفتہ نہیں ہو سکتا، یہ تو کیا اگر دین و دنیا دونوں بھی مہیا ہو جائیں، جب بھی وہ تجھ سے انحراف نہیں کر سکتا، ہل چلاتے وقت جب نماز کا وقت آجاتا تو آپ بیلوں کو چھوڑ کر نماز ادا کرتے اور جب نماز پڑھ کر کھیت میں پہنچتے تو زمین تیار ملتی (۲) ایک دفعہ شیخ المشائخ حضرت ابوالعمر عباسؒ نے آپ سے کہا کہ چلو ہم اور تم درخت پر چڑھ کر چھلانگ لگائیں آپ نے فرمایا چلئے ہم اور آپ فردوس و جہنم سے بے نیاز ہو کر اور خدا تعالیٰ کا دست کرم پکڑ کر چھلانگ لگائیں پھر ایک دفعہ شیخ المشائخؒ نے پانی میں ہاتھ ڈالکر زندہ مچھلی پکڑ کر آپ کے سامنے رکھ دی، اس کے جواب میں آپ نے تنور میں ہاتھ ڈالکر زندہ مچھلی آپ کے سامنے پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ آگ میں سے زندہ مچھلی پکڑ کر نکالنا پانی میں سے مچھلی نکالنے سے کہیں زیادہ معنی خیز ہے (۳) ایک دن شیخ المشائخ نے کہا۔ چلو ہم دونوں تنور میں کود جائیں پھر دیکھیں زندہ کون نکلتا ہے، آپ نے فرمایا۔ اس طرح نہیں۔ بلکہ ہم دونو اپنی ہستی میں غوطہ لگا کر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی سے کون باہر آتا ہے، یہ سن کر شیخ المشائخ نے سکوت اختیار کر لیا (۴) شیخ المشائخ فرمایا کرتے تھے کہ ابوالحسن کے خوف کی وجہ سے بیس سال تک مجھے نیند نہیں آئی اور میں جس مقام پر پہنچتا ہوں، انہیں اپنے سے چار قدم آگے ہی پاتا ہوں، اور اس مرتبہ کوشش کی کہ کسی طرح میں ان سے قبل حضرت بایزید کے مزار پر پہنچ جاؤں لیکن کامیاب نہ ہو سکا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وہ طاقت عطا کی ہے، کہ میں نیل کا راستہ لمحہ بھر میں طے کر کے بسطام پہنچ جاتے ہیں (۵) کسی مرید نے آپ سے کوہ لبنان پر جا کر قطب العالمؒ سے ملاقات کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اسکو اجازت دے دی، جب وہ طویل سفر کے بعد کوہ لبنان پر پہنچا تو دیکھا کہ ایک جنازہ رکھا ہوا ہے اور لوگ منتظر ہیں، پوچھنے پر معلوم ہوا، کہ یہاں قطب العالم پانچوں نمازوں کی امامت کرنے آتے ہیں، چنانچہ کچھ دیر بعد سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے، مرید کا بیان ہے کہ میں نے شیخ کو دیکھا کہ امام بن کر نماز ادا کی تو مجھ پر دہشت طاری ہو گئی، جب ہوش آئی تو لوگ مردہ کو دفن کر چکے تھے اور شیخ تشریف لے جا چکے تھے، میں نے لوگوں سے پوچھا۔ یہ شخص کون تھا، انہوں

نے کہا۔ ابوالحسن خرقانی، میں نے پوچھا، پھر کب تشریف لائیں گے؟ بولے، دوسری نماز کے وقت۔ میں رو پڑا۔ کہ میں ان کا مرید ہوں، اور مجھے معلوم نہ تھا کہ قطب العالم وہی ہیں، ورنہ میں یہ دور دراز کا سفر نہ کرتا جب نماز کا وقت آیا، میں نے دوبارہ شیخ کو دیکھا کہ امام بنے، جب آپنے سلام پھیرا، تو میں نے آپکا دامن پکڑ لیا اور عرض کیا۔ میں پشیمان ہوں مجھے بھی خرقان لے چلیں آپنے فرمایا۔ اس شرط پر خرقان سے چلتا ہوں کہ جو کچھ تو نے دیکھا ہے کسی پر ظاہر نہ کرنا، کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی ہے، کہ اس جہان میں مجھے خلقت سے پوشیدہ رکھے، سوائے بایزید بسطامی کے، جو مرنے کے بعد بھی حیات ہیں (۱) سلطان محمود غزنوی حضرت شیخ کی زیارت کے ارادہ سے روانہ ہوا، جب خرقان میں پہنچا، اپنے ایک معتمد کے ذریعے شیخ کو زبانی پیغام بھیجا، کہ سلطان آپ کی زیارت کے لئے غزنی سے آیا ہے اگر آپ خانقاہ سے اس کی بارگاہ میں تشریف لاویں، تو آپ کی بے حد عنایت ہوگی، اور ساتھ ہی قاصد سے کہہ دیا کہ اگر شیخ انکار کریں تو انکے سامنے یہ آیت پڑھ دینا،

یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم (نساء غ)

(ترجمہ) اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو اس کے رسول کا اور ان کا جو صاحب امر یعنی اختیار والے ہیں تم میں سے)

قاصد نے جب شیخ کو یہ پیغام دیا تو شیخ نے انکار کیا، اس پر قاصد نے آیت مذکور پڑھ کر سنائی، شیخ نے جواب دیا کہ مجھے معذور رکھیئے، اور محمود سے کہہ دیجئے کہ میں اطیعوا اللہ میں ایسا مستغرق ہوں کہ اطیعوا الرسول سے بھی نادم ہوں اور اولوالامر تو بجائے خود رہا،

جب قاصد نے واپس آکر سلطان سے یہ جواب عرض کیا تو سلطان آبدیدہ ہوا، کہنے لگا اٹھو چلو، یہ مرد ایسا نہیں ہے، جیسا ہم نے گمان کیا تھا، اور دس لونڈیوں کو غلاموں کا لباس پہنایا، ایاز کو اپنا لباس پہنایا اور خود غلاموں کا لباس پہن کر ایاز کے آگے خادموں کی مانند چلا، جب سب نے حاضر ہوکر سلام عرض کیا تو شیخ نے سلام کا جواب دیا، لیکن تعظیم کے لئے نہ اٹھا، تو محمود نے کہا۔ آپ سلطان کی تعظیم کے لئے نہیں اٹھے، شیخ نے فرمایا، یہ تمام جال ہے اور محمود کا ہاتھ پکڑ کر بٹھا لیا آگے آؤ تم مقدم ہو،

سلطان محمود نے عرض کیا کہ مجھے کچھ ارشاد فرمایئے، شیخ نے فرمایا، نامحرموں کو مجلس سے نکال دو، محمود کے

---

(۱) امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ حضرت نے حق سبحانہٗ کی اطاعت اور اس کے رسول کی اطاعت کے مغائر جانا۔ یہ بات استقامت سے دور ہے، مستقیم الاحوال مشائخ اس قسم کی باتوں سے پرہیز کرتے ہیں اور شریعت و طریقت سے تمام مراتب میں حق سبحانہٗ کی اطاعت کو اس کے رسول کی اطاعت میں جانتے ہیں اور حق سبحانہٗ کی اطاعت کو جو اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے مغائر ہو عین گمراہی خیال کرتے ہیں، خلاصہ یہ کہ حضرت شیخ کا یہ کلام حالت سکر و غلبہ حال میں صادر ہوا، ورنہ اطاعت رسول عین اطاعت حق سبحانہٗ ہے (مکتوبات دفتر اول، مکتوب ۱۵۲)

اشارے پر لونڈیاں باہر چلی گئیں۔ سلطان نے پھر عرض کی مجھے بایزیدؒ کی کوئی بات سنائیے۔ شیخ نے فرمایا، حضرت بایزیدؒ نے یوں فرمایا، کہ جس نے مجھے دیکھا وہ شقاوت سے محفوظ رہا۔ محمود نے کہا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ تو بہرحال حضرت بایزیدؒ سے زیادہ ہے، پھر ابوجہل اور ابولہب جنہوں نے حضورؐ کو دیکھا، کس طرح شقی رہے،

شیخ نے فرمایا، اے محمود! ادب ملحوظ رکھ، اور اپنی بساط سے پاؤں باہر نہ رکھ، حضرت محمد مصطفٰے کو سوائے صحابہ کرام کے کسی نے نہیں دیکھا، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے :۔

وتراهم ينظرون اليك وهم لا يبصرون (اعراف ع ۲۴)

(ترجمہ) اور تو ان کو دیکھتا ہے، کہ وہ چشم ظاہر سے تیری طرف دیکھتے ہیں۔ حالانکہ چشم بصیرت سے تجھے نہیں دیکھتے، یہ بات محمودؔ کو اچھی لگی عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ شیخ نے فرمایا، چار چیزیں اختیار کیجئے اوّل پرہیزگاری، دوم نماز باجماعت، سوم سخاوت، چہارم خلق خدا پر شفقت" سلطان نے التجا کی کہ میرے واسطے دعا فرماویں۔ شیخ نے فرمایا میں پانچوں نمازوں میں دعا کرتا ہوں اللھم اغفر للمومنین والمومنات (یا اللہ مومنین و مومنات کے گناہ بخش دے)

سلطان نے کہا خاص دعا کیجئے، فرمایا۔ اے محمودؔ! تیری عاقبت محمود ہو۔ اس کے بعد سلطان نے اشرفیوں کی تھیلی پیش کی۔ شیخ نے ایک جَوکی روٹی اس کے آگے رکھدی اور کہا کہ کھائیے۔ سلطان چباتا تھا لیکن حلق سے نہ اُترتی تھی۔ شیخ نے فرمایا، کیا تمہارا گلا پکڑتی ہے۔ محمودؔ نے کہا۔ جی ہاں، فرمایا۔ تمہاری اشرفیوں کی تھیلی بھی اسی طرح میرا گلا پکڑتی ہے۔ اسے لے جاؤ۔ میں نے اسے طلاق دے دی ہے، سلطان نے کہا۔ مجھے کوئی یادگار عطا کیجئے۔ شیخ نے اپنا پیراہن عطا فرمایا۔ جب محمود واپس ہوا تو شیخ اس کی تعظیم کے لئے اُٹھے، سلطان نے کہا کہ جس وقت میں آیا تھا آپ نے کچھ التفات نہ کی تھی اور اب تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے، فرمایا تو بادشاہی کی رعونت اور امتحان کی نخوت کے لئے آیا تھا اور اب انکسار درویشی میں جاتا ہے۔ اس لئے میں پہلے تیری بادشاہی کے لئے نہ اُٹھا، اور اب تیری درویشی کے لئے کھڑا ہو گیا، غرض سلطان وہاں سے چلا آیا۔ جب سومنات پر چڑھائی کی اور شکست ہونے کو قریب تھی تو اضطراب کی حالت میں ایک گوشہ میں اُترا اس پیراہن شیخ کو ہاتھ میں لیکر اور پیشانی زمین پر رکھ کر یوں دعا کی، " الٰہی! بآبروئے ایں خرقہ مرا بریں کفار ظفر دہ، کہ ہرچہ ازاینجا غنیمت بگیرم، بدرویشاں بدہم (ترجمہ) خدایا! اس خرقہ کی آبرو کے صدقے مجھے ان کافروں پر فتح عطا فرما میں یہاں سے جو غنیمت لوں گا، درویشوں میں تقسیم کردوں گا "۔

ناگاہ کفار کی طرف سے رعد و ظلمت ایسی نمودار ہوئی کہ انہوں نے ایک دوسرے کو تہ تیغ کر دیا اور اس طرح لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی، اسی رات محمودؔ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شیخؒ فرماتے ہیں

ہیں، اے محمود! تو نے ہمارے خرقہ کی آبرو ضائع کر دی۔ اگر تو اس وقت خدا تعالیٰ سے دعا کرتا، کہ تمام کفار مسلمان ہو جائیں تو سب مسلمان ہو جاتے (۷) ایک روز شیخ ابو سعید آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ کے ہاں جو کی چند روٹیاں موجود تھیں، جو بیوی نے پکائی تھیں، آپ نے بیوی سے فرمایا کہ ان پر چادر ڈال دو، اور جتنی چاہو نکالتی جاؤ۔ بیوی نے ایسا ہی کیا۔ لوگوں کا خاصا مجمع ہو گیا، خادم روٹیاں لا رہا تھا، مگر وہ اسی طرح باقی تھیں، کہا۔ اتنے میں بیوی نے چادر اٹھائی۔ کوئی روٹی نہ رہی، آپ نے بیوی سے کہا کہ تو نے غلطی کی اگر تو چادر نہ اٹھاتی تو قیامت تک اسی طرح اس کے نیچے سے روٹیاں نکلتی رہتیں (۸) حضرت بوعلی سینا رحمہ آپ کی بزرگی کی شہرت سے متاثر ہو کر بغرض ملاقات خرقان آپ کے دولت خانہ پر پہنچے، آپ کی اہلیہ سے استفسار کیا شیخ کہاں ہیں؟ بیوی نے جواب دیا، تم ایک زندیق اور کاذب کو شیخ کہتے ہو، اور بہت کچھ سخت سست کہا، بوعلی نے دل میں سوچا اگر بیوی ہی منکر ہے تو شیخ کا کیا حال ہوگا، گو میں نے تو آپ کی بہت تعریف سنی تھی، جب آپ کی جستجو میں جنگل کی جانب روانہ ہوئے، کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت ابو الحسن شیر کی کمر پر لکڑیاں لادے تشریف لا رہے ہیں، بوعلی بہت حیران ہوئے اور قدم بوس ہو کر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کو ایسا بلند مقام عطا فرمایا ہے، لیکن آپ کی بیوی آپ کی منکر اور گستاخ ہے، آپ نے جواب دیا کہ اگر میں ایسی بکری (یعنی بیوی) کا بوجھ برداشت نہ کروں تو پھر یہ شیر میرا بوجھ کیسے اٹھا سکتا ہے،

(۱) فرمایا۔ میں نے عافیت تنہائی میں پائی اور سلامتی خاموشی میں،

(۲) فرمایا۔ مجھے تین چیزوں کی انتہا معلوم نہ ہو سکی، (۱) حق سبحانہٗ کی معرفت و مغفرت (۲) حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات (۳) نفس کا مکر،

(۳) آپ سے پوچھا گیا، اخلاص کیا ہے فرمایا، جو کچھ تو خدا کے واسطے کرتا ہے اخلاص ہے، اور جو کچھ بندوں کے واسطے کرتا ہے، ریاء ہے،

(۴) آپ سے دریافت کیا گیا کہ مرد کسی چیز سے جانے کہ وہ جاگتا ہے، فرمایا۔ اس بات سے کہ جب وہ حق کو یاد کرے تو اس کا سر سے قدم تک ہر عضو حق کی یاد سے خبر رکھتا ہو،

(۵) میں نے خدا تعالیٰ کی طرف سے آواز سنی۔ میرے بندے اگر تو غم کے ساتھ میرے سامنے آئے گا تو تجھے خوش کروں گا، اگر حاجت و فقر کے ساتھ آئیگا تو میں تجھے تونگر کر دوں گا، جب تو اپنے آپ سے بالکل دست بردار ہو جائے گا، تو پانی اور ہوا کو تیرے مطیع کر دوں گا،

(۶) فرمایا۔ اندوہ طلب کر یہاں تک کہ تیری آنکھ سے آنسو نکل پڑیں کیونکہ خدا تعالیٰ رونے والوں کو دوست رکھتا ہے،

(۷) فرمایا، تین مقام پر فرشتے اولیاء سے زیادہ ہیبت کھاتے ہیں ایک موت کا فرشتہ ان کی جان نکالنے کے وقت، دوسرے کراماً کاتبین ان کے عمل لکھنے کے وقت، تیسرے منکر نکیر ان سے سوال کرتے وقت

(۸) ایک روز اللہ تعالیٰ نے مجھے آواز دی کہ جو بندہ تیری مسجد میں آئیگا اُس کے گوشت و پوست پر دوزخ کی آگ حرام ہوگی اور جو بندہ تیری زندگی میں اور تیرے مرنے کے بعد تیری مسجد میں ۲ دو رکعت نماز پڑھے گا، قیامت کے دن عابدوں کے گروہ میں اُٹھے گا ،

(۹) دلوں میں سب سے روشن دل وہ ہے کہ جس میں مخلوق نہ ہو اور کاموں میں سب سے اچھا وہ ہے جس میں مخلوق کا اندیشہ نہ ہو، اور نعمتوں میں سب سے حلال وہ ہے جو تیری کوشش سے ہو اور رفیقوں میں سب سے اچھا وہ ہے جس کی زندگانی حق کے ساتھ ہو

(۱۰) فرمایا ، چالیس سال گذر رہے کہ میرا نفس ٹھنڈا پانی اور ترش چھاچھ چاہتا ہے لیکن میں نے ابھی تک نہیں دیا ،

(۱۱) فرمایا مردوں کا کام طہارت سے بلند ہوتا ہے نہ کہ کثرتِ کار سے ،

(۱۲) فرمایا۔ دین کو شیطان سے اتنا اندیشہ نہیں جتنا کہ عالم حریصِ دنیا اور زاہدِ بے علم سے ،

(۱۳) فرمایا بہت روؤ اور بہت ہنسو ، بہت خاموش رہو اور بات نہ کرو ، بہت دو اور مت کھاؤ ، بہت جاگو اور مت سوؤ ،

(۱۴) فرمایا اگر کوئی ایک آرزو نفس کی پوری کرے تو اس سے سیکڑوں اندیشے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں پیدا ہو جاتے ہیں ۔

(۱۵) فرمایا ، بہت سے آدمی ایسے ہیں کہ زمین پر چلتے ہیں لیکن مُردہ ہیں ، اور بہت سے آدمی ایسے ہیں کہ وہ زمین کے اندر سوتے ہیں اور وہ زندہ ہیں ،

(۱۶) فرمایا ، ستر سال گذر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کا ہو رہا ہوں اس مدت میں ایک مرتبہ بھی نفس کی مراد پوری نہیں کی ،

(۱۷) فرمایا ، جب تک تمہارے قلوب مُردہ ہیں سکون نہیں مل سکتا ،

(۱۸) فرمایا ، میں فردوس و جہنم سے بے نیاز ہو کر صرف خدا کی عبادت کرتا ہوں اور اسی سے خوف زدہ رہتا ہوں ۔

(۱۹) فرمایا کہ میں پچاس سال سے اس طرح خدا سے ہمکلام ہوں کہ میرے قلب و زبان کو بھی اسکا علم نہیں ، اور تہتر سال تک میں نے زندگی اس انداز سے گزاری کہ کبھی ایک سجدہ بھی شریعت کے خلاف نہیں کیا ، اور ایک لمحہ کے لئے بھی نفس کی موافقت نہیں کی ، اور دُنیا میں اس طرح رہا کہ میرا ایک قدم عرش سے تحت الثریٰ تک اور دوسرا قدم تحت الثریٰ سے عرش تک رہا ،

(۲۰) فرمایا ، کاش کہ فردوس و جہنم کا وجود نہ ہوتا ، تاکہ یہ معلوم ہو سکتا کہ تیرے (اللہ کے) پرستاروں کی تعداد کتنی ہے اور جہنم سے بچنے کے لئے کتنے بندے تیری عبادت کرتے ہیں ،

(۲۱) فرمایا ، ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی کہ اے ابوالحسن میرے احکام کی تعمیل کرتا رہ کہ میں ہی وہ زندہ رہنے والا ہوں جن کو کبھی موت نہیں اور میں تجھے حیاتِ جاوداں عطا کردوں گا جس کو کبھی زوال نہ ہوگا ، میری ممنوعہ چیزوں سے احتراز کر ، کیونکہ میری سلطنت اتنی مستحکم ہے جس کو کبھی زوال نہیں ، اور

میں تجھ کو ایسا ملک عطا کر دوں گا، کہ جس کو کبھی زوال نہ ہوگا،

(۲۲) فرمایا، اگر مجھ کو مخلوق سے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ میں حضرت بایزیدؒ کے مرتبہ تک پہنچ گیا ہوں تو وہ بات جو بایزیدؒ نے اللہ تعالیٰ سے کہی ہے، مخلوق کے سامنے بیان کر دیتا۔ اس لئے کہ جہاں بایزیدؒ کی فکر پہنچی ہے، وہاں میرا قدم گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے کہیں زیادہ مراتب عطا فرمائے ہیں، کیونکہ بایزیدؒ کا قول یہ ہے کہ میں مقیم ہوں اور نہ مسافر اور میرا قول یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت میں مقیم ہوں اور اس کی یکتائی میں سفر کرتا ہوں،

(۲۲) فرمایا، کہ زندگی اس طرح گذارنی چاہیے کہ کراماً کاتبین معطل ہو کر رہ جائیں اور جب کراماً کاتبین بارگاہ خداوندی میں حاضر کریں کہ تیرے فلاں بندے نے نیکی کے سوا کوئی (برا) کام نہیں کیا۔

(۲۳) فرمایا، سب سے افضل امور ذکر الٰہی، سخاوت، تقویٰ اور صحبت اولیا ہیں، اور فرمایا مرید اپنے مرشد کی جس قدر خدمت کرتا جاتا ہے اس کے مراتب بڑھتے جاتے ہیں،

وصل نہم

شیخ ابوالقاسم کرگانی قدس سرہٗ

تعارف

آپ کا اسم مبارک علی بن عبداللہ اور کنیت ابوالقاسم ہے آپکو فیض باطنی شیخ ابوالحسن خرقانیؒ سے اور تین واسطہ سے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ سے ہے، آپ اپنے وقت کے بے نظیر و بے بدل مرجع خلائق تھے

وفات

۲۳ صفر ۴۵۰ھ بمطابق سفینۃ الاولیا ہے،

کرامات

(۱) قطب دوران حضرت داتا گنج بخشؒ لاہوری فرماتے ہیں، کہ مجھے ایک واقعہ پیش آیا جس کے حل کا طریقہ دشوار ہوا، میں شیخ القاسم کرگانی (دیہات طوس میں ایک گاؤں کرگان ہے) کی زیارت کے واسطے طوس پہنچا، اور آپکو مسجد میں اپنے حجرے کے اندر تنہا پایا، آپ اس وقت بعینہٖ میرے واقعہ کو ایک ستون سے ارشاد فرما رہے تھے، میں نے عرض کیا اے شیخ! آپ یہ گفتگو کس سے کر رہے ہیں، فرمایا، اے لڑکے! اللہ تعالیٰ نے اس وقت اس ستون کو میرے ساتھ گویا کر دیا، کہ اس نے مجھ سے سوال کیا جس کا میں جواب دے رہا ہوں،

(۲) ایک روز شیخ ابوسعیدؒ اور شیخ ابوالقاسمؒ طوس میں ایک تخت پر بیٹھے ہوئے تھے اور درویشوں کی

ایک جماعت ان کے آگے کھڑی تھی ایک درویش کے دل میں آیا کہ ان بزرگوں کا کیا مرتبہ ہے، شیخ ابو سعیدؒ نے اُس درویش کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ جو شخص دو بادشاہوں کو ایک وقت میں ایک تخت پر دیکھنا چاہے اُسے کہہ دو کہ آکر دیکھ لے۔ یہ دیکھ کر وہ درویش دونوں کیطرف دیکھنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کی آنکھ کے آگے سے حجاب اُٹھا دیا، اور شیخ کے قول کی صداقت اُس کے دل پر منکشف ہو گئی، اور اُن کی بزرگی کو دیکھ لیا، پھر اُس کے دل میں خیال آیا کہ آج روئے زمین پر خدا تعالیٰ کا کوئی بندہ اِن دونوں سے بزرگ تر ہے؟ شیخ ابو سعیدؒ نے اُس درویش کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، ایک چھوٹا سا ملک ہوتا ہے جس میں ہر روز ابو سعید اور ابوالقاسم جیسے ستر ہزار جاتے ہیں اور ستر ہزار آتے ہیں،

حروف مقطعات

یہ فقیر قرآن مجید کے حروف مقطعات کی نسبت کیا لکھے، کیونکہ ان حروف میں سے ہر ایک حروف عاشق و معشوق کے پوشیدہ اسرار کا ایک بھرا ہوا گنج ہے اور محب و محبوب کے دقیق اور باریک امور کی ایک پوشیدہ رمز ہے حق تعالیٰ سبحانہٗ نے محض اپنے فضل سے اس کا حال اس فقیر پر ظاہر کیا ہے (امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوب ۲۷۶ دفتر اول)

قدسیہ

(۱) حضرت داتا گنج بخش لاہوریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ المشائخ ابوالقاسمؒ سے پوچھا کہ درویش کے لئے کم سے کم کونسی چیز ہونی چاہئے، تاکہ فقر کے نام کے شایاں ہو، آپ نے فرمایا کہ تین چیزیں ہونی چاہئیں، تین سے کم نہ ہونی چاہئے، ایک یہ کہ گدڑی پر پیوند لگانا جانتا ہو، دُوسرے بات دُرست سننا جانتا ہو، تیسرے زمین پر پاؤں دُرست مارنا جانتے ہو،

● درویشوں کا ایک گروہ حاضر تھا تو داتا گنج بخشؒ نے کہا، ہم میں سے ہر ایک ارشادِ شیخ کی نسبت اپنا اپنا خیال ظاہر کرے، چنانچہ ہر ایک نے اظہارِ خیال کیا، تو داتا گنج بخش نے کہا کہ پیوند درست وہ ہے جو بنا بر احتیاج و ضرورت ہو، نہ کہ زینت کے لئے، جب بنا بر ضرورت لگایا جائے گا تو خواہ وہ درست نہ ہو مگر راست و موجب حصول مقصد ہو گا،

● فرمایا، بات درست ہوتی ہے جو درویش حال میں سنے، نہ کہ اُمید و آرزو میں اور اُس میں حق وجد کے ساتھ تصرف کرے، نہ کہ ہزل کے ساتھ۔ اور پاؤں درست وہ ہوتا ہے، جو وجد سے زمین پر مارے نہ کہ لہو سے، کسی نے یہ توجیہہ حضرت ابوالقاسم سے بیان کی تو آپ نے سن کر فرمایا، علی ہجویریؒ نے درست کہا، اللہ تعالیٰ اس کا حال اچھا کرے۔

(۲) فرمایا، کسی کام میں جو گناہ نہ ہو، بھائیوں کی موافقت کی فضیلت نفلی روزے سے کم نہیں ہے، اور روزے کے آداب میں سے ایک یہ ہے کہ روزہ دار کی نظر میں اپنے روزے کی قدر و مقدار نہ ہو،

(۳) خواجہ عبید اللہ احرار فرماتے ہیں، کہ شیخ ابوالقاسمؒ کا ارشاد ہے، کہ تو ایسے شخص کی صحبت میں بیٹھ کہ تو سراسر وہ ہو جائے، یا وہ سراسر تو ہو جائے، یا دونوں حق سبحانہ میں گم ہو جائیں کہ نہ تو ہے نہ وہ

وصل دہم

شیخ ابوعلی فارمدی طوسی قدس سرہٗ

تعارف

آپکا اسم گرامی فضل بن محمد بن علی اور کنیت ابوعلی ہے، فارمد طوس کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے جہاں آپکی ولادت ۴۰۷ھ میں ہوئی،

تحصیل علوم

آپ نے فقہ امام ابوحامد غزالی کبیر سے پڑھی، ابوعبید اللہ شیرازی، منصور تیمی ابوعبدالرحمن نیلی اور ابوعثمان صابونی وغیرہ سے سماع حدیث کیا وعظ و تذکیر میں آپ امام ابوالقاسم قشیری صاحب رسالہ کے شاگرد ہیں۔

بیعت

علم باطن میں آپ کا انتساب دو طرف سے ہے، ایک شیخ ابوالقاسم گرگانیؒ دوسرے شیخ ابوالحسن خرقانیؒ سے جو قطب وقت اور اپنے زمانہ کے مشائخ کے پیشوا تھے اپنی تعلیم کی کیفیت یوں بیان فرماتے ہیں، "میں آغاز جوانی میں نیشاپور میں طالب علم تھا، میں نے سنا کہ شیخ ابوسعید بن ابی الخیرؒ آئے ہوئے ہیں اور وعظ فرماتے ہیں، میں بھی ان کی زیارت کے لئے گیا آپکا جمال دیکھ کر طائفہ صوفیہ کی محبت میرے دل میں زیادہ ہو گئی ایک روز میں مدرسہ میں اپنے کمرے میں بیٹھا تھا، کہ میرے دل میں شیخ ابوسعید کی زیارت کی تمنا پیدا ہوئی، وہ وقت شیخ کے باہر نکلنے کا تھا، میں نے چاہا کہ صبر کروں لیکن نہ کرسکا، ناچار اٹھ کر باہر آیا، جب چوراہا پر پہنچا، تو شیخ ایک بڑی جماعت کے ساتھ جا رہے تھے، میں بھی ان کے پیچھے ہولیا، شیخ ایک جگہ پہنچے، میں بھی وہاں ایک گوشہ میں بیٹھ گیا، جہاں شیخ کی مجھ پر نظر نہ پڑتی تھی، دوران سماع کو وجد آگیا اور حالت وجد میں اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے، فارغ ہو کر اپنے کپڑے پارہ پارہ کرکے ایک آستین علیحدہ کرلی، اور آواز دی، کہ ابوعلی طوسی کہاں ہے، میں نے خیال کیا، کہ شیخ تو مجھے جانتے ہی نہیں شاید ان کے کسی مرید کا نام ابوعلی ہوگا۔ اس لئے میں خاموش رہا، شیخؒ نے دوسری آواز دی پھر تیسری آواز دی تو لوگوں نے کہا کہ شیخ تم کو جانتے ہیں میں اٹھ کر شیخؒ کے سامنے آیا، تو شیخ نے وہ آستین مجھے عطا کردی اور فرمایا یہ تیرا حصہ ہے، میں آداب بجالایا، اور وہ کپڑا لاکر ایک جگہ محفوظ رکھ دیا، میں ہمیشہ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا، مجھے انکی خدمت میں بہت فائدے حاصل ہوتے، پھر شیخ نیشاپور چلے گئے، تو میں

نے استاد امام ابوالقاسم قشیریؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر وہ حالات بیان کیے جو مجھ پر وارد ہوئے تھے آپ نے فرمایا اے لڑکے جا علم پڑھنے میں مشغول رہ مگر روشنی روز بروز ہوتی جاتی تھی، میں تین سال اور پڑھنے میں مشغول رہا، یہاں تک کہ ایک روز قلم دوات سے نکالا، تو سفید ہو گیا، میں امام کی خدمت میں حاضر ہوا، اور واقع عرض کیا آپ نے فرمایا کہ اب علم تجھ سے دستبردار ہو گیا ہے، تو بھی علم سے دست بردار ہو جا، اور طریقت کے کام میں لگ جا، میں اپنا سامان مدرسے سے خانقاہ میں لے آیا، اور استاد امام کی صحبت میں رہنے لگا، ایک روز استاد امام حمام میں تنہا تھے، میں نے جا کر چند ڈول پانی کے حمام میں ڈالے جب حضرت امام نکلے تو نماز پڑھ کر پوچھا کون شخص تھا جس نے حمام میں پانی ڈالا، میں بدیں خیال کہ شائد خلاف مرضی کام ہوا، خاموش رہا آپ نے پھر پوچھا، میں نے جواب دیا آپ نے تیسری بار پوچھا۔ میں نے جواب دیا خادم تھا، امام نے فرمایا اے ابوعلی! میں نے جو کچھ ستر سال میں پایا تو نے پانی کے ایک ڈول میں پالیا، میں کچھ عرصہ امام کی خدمت میں رہا، ایک روز مجھ پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ میں اس میں گم ہو گیا، میں نے واقعہ امام سے عرض کی تو فرمایا، اے ابوعلی! سلوک میں میری دوڑ دھوپ اس مقام سے اوپر نہیں کہ جو کچھ اس مقام سے اوپر ہے مجھے اس کی رسائی کا راستہ معلوم نہیں، یہ سن کر میں نے سوچا، مجھے ایسے پیر کی ضرورت ہے جو مجھے اس مقام سے اوپر لے جائے، میں طوس کی طرف شیخ ابوالقاسم کرگانیؒ کے گھر پر حاضر ہوا آپ اپنے مریدوں کی جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے میں دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ کر خدمت میں حاضر ہوا، آپ مراقبہ میں تھے آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا، اے ابوعلی! آؤ کیا چاہتے ہو، میں نے سلام کے بعد حالات عرض کیے آپ نے فرمایا، تمہیں یہ ابتداء مبارک ہو، گو تم ابھی کسی درجہ پر نہیں پہنچے، لیکن اگر تربیت پاؤ گے، تو بڑے درجے پاؤ گے، میں نے دل میں کہا۔ میرے پیر یہی ہیں وہیں قیام کیا انہوں نے مجھے طرح طرح کی ریاضت اور مجاہدہ کرایا، بعد ازاں اپنی صاحبزادی کا نکاح بھی مجھ سے فرما دیا، چند روز شیخ ابوسعید طوس میں آئے، میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا، تو فرمایا، ابوعلی! وہ زمانہ آ گیا، کہ تم طوطی کی طرح گویا ہو گے، بہت دن نہ گزرے تھے کہ شیخ ابوالقاسم نے مجھ سے فرمایا کہ وعظ کہو، اس وقت شیخ ابوسعید کے ارشاد کا مطلب مجھ پر ظاہر ہو گیا، اس کے بعد ابوعلی طوس سے نیشاپور تشریف لے گئے، اور اپنے پر تاثیر وعظ کے سبب سے امراء بالخصوص نظام الملک کے ہاں بعید قبولیت حاصل کی آپ کو جو کچھ ملتا تھا وہ صوفیاء کرام و غرباء پر صرف کر دیتے تھے، صوفیا کرام اور غرباء کے مرجع اور لسان الوقت تھے، رتب سمعانی کا قول ہے کہ ابوعلی لسان خراسان و شیخ خراسان تھے، آپ اپنے اصحاب و مریدین کی تربیت میں طریقہ حسنہ رکھتے تھے، امام غزالیؒ آپ کے مریدوں میں سے تھے،

وفات

آپ کی ولادت سنہ ۴۰۷ھ اور وفات ۴ ربیع الاول سنہ ۴۷۷ھ میں طوس میں ہوئی، سن وفات عزت ۴۷۷ھ سے نکلتا ہے،

وصل یازدہم

خواجہ ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی قدس سرہٗ

تعارف

نام گرامی یوسف بن ایوب کنیت ابو یعقوب عارف و کامل صاحب احوال جلیلہ و کرامات تھے، اپنے وقت کے یگانہ مشائخ، علوم و معارف میں قدم راسخ، اور فتاوٰے دینیہ میں ید بیضا اور احکام شرعیہ میں دستگاہ کامل رکھتے تھے، آپ کی مجلس میں علا فقہا و صلحا کا بڑا مجمع رہا کرتا تھا، تقریباً ساٹھ سال مسند رشد و ہدایت پر متمکن رہے، خواجہ یوسف اُن مشائخ میں سے ہیں کہ جن کی صحبت میں حضرت غوث الاعظم محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حاضر رہے ہیں،

تعلیم ظاہری و باطنی

آپ موضع بوزنجرد (ہمدان کے دیہات میں ہے) میں تقریباً ۴۴۰ھ میں پیدا ہوئے، اٹھارہ سال کی عمر میں بغداد آئے، وہاں ابو اسحاق شیرازی کی شاگردی میں فقہ پڑھی اور اصول فقہ و مذہب میں ماہر ہو گئے، قاضی ابوالحسین محمد بن علی بن مہدی باللہ ابوالغنائم عبدالصمد بن علی بن مامون اور ابو جعفر بن احمد بن مسلمہ سے سماع حدیث کیا، اس کے بعد ان سب کو ترک کر کے عبادت و ریاضت و مجاہدہ کا طریقہ اختیار کیا،

آپ کا انتساب باطنی شیخ ابو علی فارمدیؒ سے ہے مرو میں آپ کا قیام دیر تک رہا، بعد ازاں آپ ہرات تشریف لے آئے، کچھ عرصہ ہرات میں رہ کر پھر مرو میں رہے اور سوائے نماز جمعہ کے باہر نہ نکلتے تھے،

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی ملاقات

شیخ عبدالقادرؒ اوائل عمر یعنی اٹھارہ سال کی عمر میں تحصیل علم سے فارغ ہو گئے، کہ ایک روز خواجہ یوسف ہمدانی سے ملاقات ہو گئی، آپ فرماتے ہیں، بغداد میں ایک بزرگ ہمدان سے آئے جسے یوسف ہمدانیؒ کہتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ وہ قطب وقت ہیں، وہ ایک مسافر خانہ میں اترے، میں اُن سے ملنے مسافر خانہ گیا لیکن معلوم ہوا کہ وہ سرداب میں ہیں، پھر میں وہاں گیا انہوں نے مجھے دیکھا تو کھڑے ہو گئے مجھے اپنے پاس بٹھا کر تمام حالات مجھ سے ذکر کئے، میری تمام مشکلات کو حل فرمایا، پھر ارشاد کیا، اے عبدالقادر لوگوں کو وعظ سنایا کرو، میں نے عرض کیا کہ میں عجمی ہوں فصحاء بغداد کے سامنے کس طرح بات کروں، یہ سن کر آپ نے فرمایا تم کو اب فقہ، اصول فقہ، اختلاف مذہب، لغت، تفسیر قرآن سب کچھ یاد ہے، تم میں وعظ کہنے کی صلاحیت ہے، بر سر منبر آؤ، اور وعظ کہو، کیونکہ میں تجھ میں وہ چیز پاتا ہوں، جس کے اصل و فرع زمین و آسمان میں پہنچے ہوئے ہیں،

وفات

آخیر سفر میں آپ ہرات سے مرو کو آرہے تھے، کہ راستے میں ہرات و بغشور کے

درمیان موضع بامئین میں بروز دو شنبہ ۱۱ رجب ۵۳۶ھ (مادہ تاریخ یوسف فقر) ۹۵ برس کی عمر میں انتقال فرمایا، وہیں دفن ہوئے، بعد میں آپ کے جسد مبارک کو مرو میں لاکر دفن کیا گیا، آپ کے چار خلفاء مشہور ہیں، ۱۔

(۱) خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ (۲) خواجہ احمد یسوی (۳) خواجہ حسن اندانی (۴) عبداللہ برقی

کرامات

(۱) ہمدان میں ایک عورت کے لڑکے کو فرنگی قید کرکے لے گئے وہ روتی ہوئی حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ نے فرمایا، صبر کر اس نے کہا مجھ سے صبر نہیں ہو سکتا، آپ نے یوں دعا فرمائی، ۔ (اَللّٰھُمَّ فُکَّ اَسْرَہٗ وَعَجِّلْ فَرَجَہٗ (خدایا اس کی بیڑی کو توڑ دے اور اس کا غم جلدی دور کردے) پھر اس عورت سے فرمایا، اپنے گھر جا، تو لڑکے کو گھر میں پائے گی، وہ جب گھر پہنچی تو دیکھا، کہ لڑکا گھر پہ ہے، وہ حیران ہوئی، اور لڑکے سے حال دریافت کیا لڑکے نے بیان کیا کہ میں ابھی ابھی قسطنطنیہ میں تھا، میرے پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی ہیں، اور محافظ مقرر تھے، اتنے میں ایک شخص آ گیا، جس کو میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا، اس نے مجھے اٹھا لیا، اور آنکھ جھپکتے میں مجھے یہاں لے آیا، وہ عورت پھر حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور لڑکے کا قصہ بیان کیا، آپ نے فرمایا، کیا تو امر الہٰی میں تعجب کرتی ہے؟"

(۲) حضرت خواجہؒ ۵۱۵ھ میں بغداد تشریف لائے، اور مدرسہ نظامیہ میں وعظ فرماتے تھے اور لوگوں میں بہت مقبولیت پائی، ایک مرتبہ مدرسہ نظامیہ بغداد میں حضرت خواجہ علماء میں وعظ فرما تے تھے ایک فقیہہ ابن سقا نامی اٹھا اور اس نے آپ سے ایک سوال کیا، آپ نے فرمایا بیٹھ جا، تیرے کلام سے کفر کی بو آتی ہے، تیری موت اسلام پہ نہ ہوگی، اس واقعہ کے ایک مدت بعد شاہ روم کی طرف سے ایک نصرانی قاصد خلیفہ کی طرف آیا، ابن سقا نے اس کے ساتھ نشست و برخاست شروع کی، چنانچہ وہ نصرانی ابن سقا کو اپنے ہمراہ لے گیا، قسطنطنیہ پہنچ کر شاہ روم سے ملا، اور عیسائی ہو گیا، اور عیسائی ہی مرا، کہتے ہیں ابن سقا حافظ قرآن اور قاری تھا، مرض موت میں ایک شخص نے اسے دیکھا کہ ایک پرانے پنکھے سے مکھیاں اڑا رہا ہے، اس سے پوچھا گیا، کیا تمہیں کچھ قرآن یاد ہے، بولا نہیں، سب بھول گیا،

جراحتے کہ زتیغ زباں رسد بہ دلے　　　بہ ہیچ مرہمے راحت نکو نخواہد شد

قدسیہ

(۱) تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت (حضور و آگاہی) رکھو، اگر یہ میسر نہ آسکے تو اس شخص کے ساتھ صحبت رکھو، جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھتا ہے (۲) فرمایا ملائکہ مقربین میں سے ستر ہزار فرشتے عرش و کرسی کے درمیان حالت وجد میں سرگشتہ و حیران فروتن اور مست کھڑے ہیں، اور شیفتگی کی شدت کے سبب کن عرش سے کرسی تک دوڑتے ہیں، بس وہ اہل آسمان کے صوفیا بلحاظ نسبتوں کے ہمارے بھائی ہیں، اسرافیل ان کے قائد و مرشد ہیں، اور جبرائیل ان کے رئیس و متکلم ہیں حق تعالیٰ ان کا انیس و ملیک ہے، پس ان پر سلام و تحیہ و اکرام ہو،

وصل دوازدہم

خواجہ خواجگان خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ

تعارف

صدق و صفا میں کامل اور متابعت شرع و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کوشاں اور خواجگان طریقت کے سر دفتر ہیں،

سلسلہ نقشبندیہ کے ممتاز رکن ہونے کے علاوہ آپکی روش بلا تمیز سلسلہ و فرقہ مقبول خاص و عام رہے

آپ کا نام عبدالخالق اور والد کا اسم گرامی عبدالجمیل لیکن عبدالجمیل امام زیادہ مشہور تھے، اپنے وقت کے مقتدر عالم ظاہر و باطن ہونے کے علاوہ حضرت خضرؑ کے صحبت دار تھے، حضرت خضرؑ نے ہی آپکو لڑکے کی بشارت دیکر فرمایا تھا کہ لڑکے کا نام عبدالخالق رکھنا، آپ امام مالکؒ کی اولاد سے تھے اور روم میں سکونت پذیر تھے، حوادث زمانہ کے سبب عبدالجمیل مع متعلقین روم سے ماوراالنہر کیطرف چلے گئے، اور ولایت بخارا سے چھ فرسنگ کے فاصلہ پر غجدوان قصبہ کو مسکن بنایا، خواجہ عبدالخالق وہیں پیدا ہوئے اور بخارا میں تعلیم حاصل کی،

سلوک و طریقت

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں ذکر خفی کی اصل آپ ہی ہیں اس لحاظ سے آپ درحقیقت امام طریقت ہیں،

حضرت خواجہ بہاؤ الدین رحمتہ اللہ علیہ تفسیر قرآن حکیم پڑھ رہے تھے کہ آپ اس آیت پر پہنچے اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (اعراف ع ۷) (ترجمہ) تم اپنے رب کو زاری اور پوشیدگی کے ساتھ پکارو تحقیق وہ حد سے زیادہ تجاوز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا) تو آپ نے استاد سے دریافت کیا کہ اس پوشیدگی کی حقیقت اور طریقہ کیا ہے، اگر ذرا بلند آواز سے ذکر کرے یا ذکر کرتے وقت اعضا حرکت کریں تو غیر شخص اس سے آگاہ ہو جاتا ہے، اگر دل سے ذکر کرے، تو بحکم حدیث الشیطان یجری من الانسان مجری الدم (شیطان انسان میں خون کی طرح چلتا ہے، ابوداؤد) تو شیطان ذکر سے واقف ہو جاتا ہے، استاد نے فرمایا، یہ علم لدنی ہے، اگر خدا نے چاہا تو اہل اللہ میں سے تمہیں کوئی واقف راز مل جائے گا،

حضرت خضرؑ سے ملاقات اور سبق

اس کے بعد خواجہ اہل اللہ کی تلاش میں لگ گئے یہاں تک کہ ایک روز حضرت خضرؑ سے ملاقات ہوئی، اور انہوں نے فرمایا کہ میں نے تم کو اپنی فرزندی میں قبول کیا، میں تمہیں ایک

سبق بتاتا ہوں، اُسے ہمیشہ دہراتے رہنا، تم پر اسرار کھل جائیں گے، پھر وقوف عددی کی تعلیم دی، فرمایا، حوض میں اُترو اور غوطہ لگاؤ اور دل سے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہو، حضرت خواجہ نے اُسی طرح عمل کیا اور ورد میں مشغول رہے، یہاں تک کہ بہت سے اسرار کھل گئے، اور کشائش عظیم ہوئی،

صحبت پیر

آپ کی عمر بائیس سال کی تھی جب حضرت خواجہ یوسف ہمدانیؒ بخارا تشریف لائے آپ اُن کی خدمت میں حاضر رہے، جب تک خواجہ یوسفؒ بخارا میں رہے کہتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام آپ کے پیر سبق ہیں خواجہ یوسفؒ آپ کے پیر صحبت و پیر خرقہ، اگرچہ خواجہ یوسف اور اُن کے مشائخ ذکر بالجہر کیا کرتے تھے، لیکن چونکہ خواجہ عبدالخالق کو ذکر خفی کی تلقین حضرت خضرؑ سے ہوئی، اس لیئے خواجہ یوسف ہمدانیؒ نے اس میں ردوبدل نہیں کیا، بلکہ فرمایا جس طرح تم کو تلقین ہوئی ہے کیئے جاؤ، آپ اپنے حالات ہمیشہ پوشیدہ رکھتے اور ریاضیات و مجاہدات میں مشغول ہو گئے، لیکن اس کے باوجود ملک شام میں بہت سے لوگ آپ کے مرید ہو گئے،

مقام رضا و عظمت

ایک روز ایک درویش حضرت خواجہ کی خدمت میں کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ اگر مجھے دوزخ و بہشت کے درمیان اختیار دے تو میں دوزخ کو اختیار کروں گا کیونکہ میں تمام عمر اپنے نفس کی مراد پر نہیں چلا، اس صورت میں بہشت میرے نفس کی مراد ہوگی، حضرت خواجہ نے اس کے کلام کی تردید کی، فرمایا، بندے کو اختیار کا کیا کام، مالک جہاں بھیجے چلا جائے اور جہاں ٹھہرائے ٹھہر جائے، بندگی اسی کا کام ہے، نہ کہ جو تم کہہ رہے ہو،

اُس درویش نے پوچھا کہ سالکان طریقت پر شیطان کا غلبہ ہوتا ہے، کہ نہیں آپ نے فرمایا جو سالک مقام فنائے نفس کو نہ پہنچا ہو، شیطان اُس پر غصہ کے وقت قابو پالیتا ہے، لیکن جو اس مقام پر پہنچ گیا ہو اُس کو غصہ نہیں آتا، بلکہ غیرت آتی ہے، اور جہاں غیرت ہوتی ہے، شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے اور یہ صفت اُس شخص میں ہوتی ہے جو کتاب اللہ کو دائیں ہاتھ میں اور سنت رسول اللہ علیہ وسلم کو بائیں ہاتھ میں لیئے ہوئے ہو، اور ان دونوں کی روشنی میں راستہ چلتا ہو، حضرت خواجہ کی ولایت اس مرتبہ پر پہنچ گئی تھی، کہ ایک وقت کی نماز میں آپ خانہ کعبہ جاتے اور واپس آ جاتے تھے،

وفات

حضرت خواجہ کا جب آخری وقت آیا، مرید و فرزند وہاں موجود تھے آپ نے آنکھ کھول کر فرمایا، اے عزیزو! خوشخبری ہو، کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہے اور اپنی رضا کی بشارت دی ہے، تمام اصحاب رونے لگے، اور عرض کی ہمارے لیئے بھی دُعا فرمائیں آپ نے فرمایا تم کو بھی بشارت ہو، اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے، کہ جو شخص اس طریقہ پر تا آخر استقامت رکھے گا، میں تم پر رحمت کروں گا، اور اس کو بخش دوں گا، کوشش کرو، کہ اس طریقہ سے علیٰحدہ نہ ہو،

تھوڑی دیر بعد آواز آئی یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیہ مرضیہ
اصحاب نے جو خیال کیا، تو حضرت خواجہ کا انتقال ہوگیا، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن،
تاریخ وفات آفتاب کامل ۵۷۵ھ ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ ہے، مرقد اقدس غجدوان نواح بخارا میں ہے

کرامات (۱) ایک روز حضرت خواجہ مجمع کثیر میں بیٹھے تھے، ناگاہ ایک نوجوان زاہدانہ لباس پہنے ہوئے، ایک جانماز کندھے پر رکھے ہوئے آیا، اور ایک گوشہ میں بیٹھ گیا، خواجہؒ نے اس پر نظر کی کچھ دیر بعد وہ جوان اٹھ کر کہنے لگا، کہ حدیث شریف میں آیا ہے اتّقوا من فراسۃ المؤمن فانّہٗ ینظر بنور اللّٰہ عزّ وجلّ (ترجمہ) مومن کی فراست سے ڈرو، کیونکہ وہ اللہ عزّ وجلّ کے نور سے دیکھتا ہے) اس کا سر کیا ہے آپؒ نے فرمایا، کہ اس حدیث قدسی کا سر یہ ہے کہ تو زنار کو توڑ دے اور ایمان لا، اس نوجوان نے کہا، پناہ بخدا کہ میرے پاس زنار ہو، حضرت خواجہؒ نے خادم کو اشارہ کیا، خادم نے اس کے کپڑے اتار کر دیکھا تو زنار موجود تھا، جوان نے فی الفور توبہ کی اور ایمان قبول کیا، حضرت خواجہؒ نے فرمایا، یارو آؤ ہم بھی اس نو مسلم کی طرح اپنے زنار توڑ ڈالیں اور ایمان لائیں جس طرح اس نے ظاہری زنار توڑا ہے، ہم اپنے زنار باطنی جس سے مراد خود پسندی ہے توڑ ڈالیں تاکہ ہم بھی اس کی طرح بخشے جاویں، یہ سن کر حاضرین پر عجیب کیفیت طاری ہوئی، وہ حضرت خواجہ کے قدموں پر آکر توبہ کرنے لگے،

(۲) ایک دفعہ حضرت خواجہ معہ مریدوں کے حج بیت اللہ کو جاتے تھے، راہ میں سب پر تشنگی نے غلبہ کیا ناگاہ ایک کنویں پر پہنچے مگر وہاں رسی اور ڈول نہ تھا، نہایت مایوسی ہوئی، حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ میں تو نماز ادا کرتا ہوں، تم پانی پیو، اور وضو کرو، مریدوں نے جو یہ سنا تو سمجھ گئے، کہ اس میں کیا بھید ہے، پھر کنویں پر گئے، تو حضرت خواجہ کی برکت سے کنواں منہ تک بھر گیا تھا، سب نے پانی پیا اور وضو کیا، ایک شخص نے ایک برتن میں پانی بھر لیا، فی الفور پانی کنویں کی تہہ پر پہنچ گیا، یہ بات کسی نے حضرت خواجہ سے عرض کی فرمایا، یاروں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہ کیا، ورنہ قیامت تک پانی تہہ پر نہ پہنچتا،

قدسیہ حضرت خواجہ کے کلمات قدسیہ میں آپکی اصطلاحات ہیں، جن پر طریقہ نقشبندیہ کی بنا ہے یہ آٹھ کلمے ہیں (۱) ہوش در دم (۲) نظر بر قدم (۳) سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن (۵) یاد کرد (۶) باز گشت (۷) نگاہ داشت (۸) یاد داشت

ان آٹھ کے علاوہ تین کلمے اور ہیں :- (۱) وقوف عددی (۲) وقوف زمانی (۳) وقوف قلبی

طریقہ نقشبندیہ کی ان گیارہ اصطلاحات کا مطلب مختصراً یہ ہے :- (۱) ہوش در دم سے مراد یہ ہے، کہ سالک کا ہر سانس حضور و آگاہی سے ہو، اور کسی سانس میں اللہ تعالیٰ سے غافل نہ ہو، حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ کسی سانس کو ضائع نہ ہونے دو، سانس کے خروج و دخول اور دخول و

خروج کے درمیان محافظت چاہئے کہ کوئی وقفہ غفلت کا نہ پایا جائے، یہ عمل تفرقہ اندرونی کے دفعیہ کے واسطے ہے (۲) نظر بر قدم سے مراد یہ ہے، کہ سالک راہ چلتے میں اپنے پاؤں کی پشت پر نظر رکھے، تاکہ بیجا نظر نہ پڑے، دل محسوسات متفرقہ سے پراگندہ نہ ہونے پائے، راہ چلتے اِدھر اُدھر نہ دیکھے کہ موجب فساد عظیم و مانع حصول مقصود ہے، یہ عمل تفرقہ بیرونی کے دفعیہ کے واسطے ہے، رشحات میں ہے کہ شائد نظر بر قدم سرعت سیر کی طرف اشارہ ہے، یعنی مسافت ہستی کے قطع کرنے اور عقبات خود پرستی کے طے کرنے میں قدم نظر سے پیچھے نہ رہے بلکہ منتہائے نظر پر پڑے (۳) سفر در وطن (سیر درا نفس) سے مراد صفات ذمیمہ سے صفات حمیدہ کی طرف انتقال کرنا ہے، خواجگان نقشبند نے مقام بقا میں جو سیر انفسی سے تعلق رکھتا ہے بجائے سیر آفاقی کے اختیار کیا ہے، اور سفر ظاہر اتنا ہی کرتے ہیں، کہ پیر کامل تک پہنچ جائیں، دوسری حرکت جائز نہیں سمجھتے اور ملازمت شیخ سے دوری نہیں چاہتے، اس لئے سیر آفاقی جو دور دراز کا راستہ ہے، حتی الامکان پسند نہیں کرتے، بلکہ سیر انفسی سے قطع کرتے ہیں، دوسرے سلسلوں میں سلوک کو سیر آفاقی سے شروع کرتے ہیں، اور سیر انفسی پہ ختم کرتے ہیں، سیر انفسی سے شروع کرنا سلسلہ نقشبندیہ کا خاصہ ہے، کہ سیر انفسی جو دوسروں کی نہایت ہے، وہ اکابر نقشبندیہ کی بدائیت ہے، واضح رہے کہ سیر آفاقی مطلوب کو اپنے سے باہر ڈھونڈنا ہے اور سیر انفسی اپنے میں آنا، اور اپنے دل کے گرد پھرنا ہے ؎

ہمچو نابینا مبر ہر سوئے دست　　　با تو زیر گلیم است ہر چہ است

(۴) خلوت در انجمن سے مراد یہ ہے کہ انجمن جو محل تفرقہ ہے از راہ باطن مطلوب کے ساتھ خلوت رکھے غفلت کو دل میں راہ نہ دے، ظاہر میں خلائق کے ساتھ اور باطن میں حق کے ساتھ ہونا چاہئے، ابتدا میں یہ معاملہ تبکلف ہوتا ہے اور انتہا میں بے تکلف ؎

از بروں درمیان بازارم　　　وز دروں خلوتیست با یارم

خواجہ احرار فرماتے ہیں کہ ذکر میں جہد و اہتمام بلیغ کے ساتھ مشغول ہونے سے سالک کو پانچ چھ روز میں یہ دولت حاصل ہو جاتی ہے، حضرت بہاؤ الدین نقشبندؒ فرماتے ہیں کہ مشائخ نقشبندیہ بجائے چلہ کے اسی خلوت پر قناعت کرتے ہیں کیونکہ حاصل چلہ اِن میں داخل ہے، اور آفات سے دور ہے (۵) یاد کرد سے یہ مراد ہے، کہ ہر وقت ذکر میں مشغول رہے، خواہ زبانی ہو یا قلبی ہو، ذکر کی تلقین کا طریق بیان کرنے کی یہاں ضرورت نہیں (۶) بازگشت سے یہ مراد ہے کہ جب ذاکر بطریق معہود کلمہ توحید کا ذکر دل سے کرے تو ہر بار کلمہ توحید کے بعد زبان دل سے کہے، خدایا میرا مقصود تو تیری رضا ہے، مشائخ نقشبندیہ کا معمول یہ ہے، کہ کلمہ توحید کے تلفظ کے ضمن میں لا مقصود ملاحظہ کرتے ہیں، کیونکہ جو معبود ہوتا ہے، وہ مقصود ہوتا ہے جیسا کہ آیہ اَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ سے ظاہر ہے (۷) نگاہ داشت سے مراد

یہ ہے، کہ قلب کو خطرات و حدیث نفس سے نگاہ رکھا جائے یعنی کلمہ طیبہ کے تکرار کے وقت ماسوا قلب میں خطور نہ کرے، خطرات دور کرنے کے لئے کلمہ طیبہ حبس دم کے ساتھ مقید ہے (۸) یاد داشت سے مراد دوام آگاہی بحق سبحانہٗ بر سبیل ذوق ہے

دارم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ حال
در دل زتو آرزو و در دیدہ خیال

اگر دوام آگاہی اس قدر غالب ہو کہ کثرت کو نیہ اس کی مزاحمت نہ ہو، بلکہ اپنے وجود کا بھی شعور نہ رہے تو اسے فنا کہتے ہیں اگر اس بے شعوری کا شعور بھی نہ رہے تو اسے فنائے فنا بولتے ہیں اور جمع الجمع اور عین الیقین بھی کہتے ہیں، حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ نے آخیر کے چار کلموں کی تشریح یوں فرمائی ہے، کہ یاد کرد سے مراد ذکر میں تکلف ہے، یعنی جس ذکر کی تلقین ہوئی ہے، اس سے تکرار میں تکلف مشغول رہے یہاں تک کہ مرتبہ حضور حاصل ہو جائے، اور باز گشت سے مراد رجوع بحق سبحانہٗ بدیں طور کہ جتنی بار کلمہ طیبہ کا ذکر کرے، ہر بار اس کلمہ کے بعد دل میں خیال کرے کہ خدایا مقصود میرا تو اور تیری رضا ہے، اور نگاہداشت سے مراد اس رجوع کی محافظت بغیر زبان سے کہنے کے اور یاد داشت سے مراد نگاہداشت میں رسوخ ہے وقوف عددی سے مراد ذکر نفی و اثبات میں عدد ذکر سے واقف رہنا ہے یعنی ذاکر اس ذکر میں سانس کو عدد طاق پر چھوڑے نہ کہ جفت پہ، آداب و شرائط کی رعایت کے ساتھ ایک سانس میں ۲۱ بار نفی و اثبات کرنا مثمر نتائج ہے،

یہ جو کلام خواجگاں میں آیا ہے کہ فلاں بزرگ نے فلاں شخص کو وقوف عددی کا امر فرمایا اس سے مراد ذکر قلبی مع رعایت عدد ہے، نہ کہ فقط رعایت عدد، وقوف زمانی کے دو معنی ہیں، ایک یہ کہ سالک کو چاہئے کہ واقف نفس رہے اور پاس انفاس کو ملحوظ رکھے یعنی ہر وقت خیال رکھے کہ سانس حضور میں گزرتا ہے، یا غفلت میں، دوسرے معنی یہ ہیں، کہ بندہ ہر وقت اپنے حال سے واقف رہے اگر وقت اطاعت میں گزرا ہے، تو شکر بجا لائے اور اگر معصیت میں گزرا ہے، تو عذر خواہی کرے، اسی طرح حالت بسط میں شکر اور قبض میں استغفار کرے، صوفیائے کرام کی اصطلاح میں اسے محاسبہ کہتے ہیں، قول باری تعالیٰ وَاَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَہٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ قول حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا میں اسی محاسبہ کی طرف اشارہ ہے،

وقوف قلبی

وقوف قلبی کے دو معنی ہیں، ایک یہ کہ ذکر کے وقت حق سبحانہٗ سے واقف و آگاہ رہے اور یہ مقولہ یاد داشت سے ہے، دوسرے معنے یہ ہیں کہ بندہ اثنائے ذکر میں قلب کی طرف متوجہ رہے، اور اسے ذکر میں مشغول کرے اور ذکر اور ذکر کے مفہوم سے غافل نہ ہونے دے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ کا ایک وصیت نامہ آداب طریقت میں ہے، جسے آپ نے

اپنے خلیفہ و فرزند معنوی خواجہ اولیائے کبیر قدس سرہٗ کے لئے لکھا، اِس کا ترجمہ بطور تبرک یہاں درج کرتے ہیں، کیونکہ اہلِ طریقت خصوصاً نقشبندی طریق والوں کے واسطے از مفید و نافع ہے اور لازم ہے کہ حضرت صوفیہ اس وصیت نامہ کو اپنا آئینۂ عمل قرار دیں،

اے فرزند! میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ علم و ادب اور تقویٰ اختیار کرنا، نماز با جماعت اور اتباع اہلِ سنت و جماعت کرنا، فقہ و حدیث کی تعلیم حاصل کرنا، جاہل صوفیوں اور شہرت سے پرہیز رکھنا، امام مؤذن، حاکم اور قاضی شہر نہ بننا، حاکموں اور بادشاہوں کے ساتھ صحبت نہ رکھنا، خانقاہ کی بنیاد نہ رکھنا دستاویزوں پر نام نہ لکھنا، خود کو شیخ نہ کہلوانا، سماع زیادہ نہ سننا، کم ہنسنا کم بولنا، کم کھانا، کم سونا، کو شعار بنانا، گریہ زیادہ کرنا، عورتوں جوانوں اور بدعتیوں سے صحبت نہ رکھنا، دُنیا کی طلب میں مصروف نہ ہونا مخلوقِ خُدا میں سے کسی کو کمتر و نہ سمجھنا اور اپنے آپکو بہتر نہ جاننا۔ جہاں تک ہو سکے خدمتِ خلق کی کوشش میں جان و مال سے دریغ نہ کرنا، مشائخین کی صحبت کو جان سے عزیز رکھنا اُن کے افعال کا انکار نہ کرنا، دل کو ہمیشہ اندوہ گیر رکھنا، اپنے بدن کو لاغر، آنکھوں کو رونے والی بنانا، عمل میں اخلاص اور دُعا میں زاری شامل رکھنا، کپڑے پُرانے اور درویشوں کو دوست رکھنا، تیری دولت عبادت، تیرا گھر مسجد ہو، اور اپنے قلب کو ذاکر رکھنا۔ تیری زبان شکر کرنیوالی اور تیرا رفیق ذکر الٰہی ہو، خواجگان کے طریق پر رہنا، حلال کھانا کہ حلال مفتاحِ خیر ہے، حرام سے بچنا ورنہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو جائیگا، لوگوں سے مت مانگنا، اپنے واسطے جمع کرنا۔ حق تعالیٰ کی ضمانت پر اعتماد کرنا، بخل و حسد سے بچنا، سچی بات کرنا۔ دُنیا میں اس طرح بسر کرنا گویا مسافر ہے، اے فرزند جس طرح میں نے اپنے پیر سے وصایا سُن کر یاد کیا تھا اور عمل کیا تھا، تو بھی اسی طرح یاد کرنا، اور عمل کرنا، اللہ تعالیٰ تیرا دین و دُنیا میں محافظ ہو،

فصل سیزدہم

خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ

تعارف

نام عارف قصبہ ریوگر بفاصلہ اٹھارہ میل از بخارا میں پیدا ہوئے

تاریخ وفات، یکم ماہ شوال ۷۱۵ھ (درویش صادق ۷۱۵ھ) ہے، اور الیوگر میں ہی مدفون ہوئے،

خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحؒ کے چار خلفاء تھے، خواجہ احمد صدیقؒ، خواجہ اولیائے کبیر رحؒ، خواجہ سلیمان کرمینی اور خواجہ عارف الیوگری، حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ کی نسبت و ارادت ان میں سے خواجہ عارف رحؒ تک پہنچتی ہے، الیوگر قریباً ایک کوس غجدوان سے ہے، اِس لئے خواجہ عارف تقریباً تمام

عمر خواجہ عبدالخالق غجدوانی کی خدمت اقدس میں حاضر رہے اور آپ کے وصال سے بعد ریاضت عبادت اور ہدایت خلق میں مشغول رہے۔
علم حلم، زہد و تقویٰ، ریاضت و عبادت اور متابعت سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں عالی شان تھے۔

وصل چہار دہم

خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہٗ

تعارف

محمود نام اور جائے پیدائش موضع انجیر فغنہ، جو کہ بخارا سے تقریباً چھ فرسنگ کے فاصلہ پر ہے، ذریعہ معاش گل کاری تھی، نزدیک ہی ایک گاؤں وابکنہ میں رہائش تھی،
آپ ذکر جہر بھی کرتے تھے جس پر خواجہ عبدالخالق غجدوانی کے فرزند خلیفہ خواجہ کبیر قدس سرہٗ نے اعتراض کیا کہ آپ نے پیران کبار کے برخلاف ذکر جہر کیوں اختیار کیا ہے، انہوں نے جواب دیا کہ مجھ کو پیر نے آخر نفس میں فرمایا تھا، کہ ذکر جہد رکھو،

تعلیم

مولانا حافظ الدین بخاری کہ علمائے کبار سے اور حضرت خواجہ محمد پارسا کے جد اعلیٰ تھے، بادشاہ رئیس العلماء حلوائی کثیر تعداد علماء کے روبرو حضرت خواجہ محمود الجنیر فغنوی رح سے دریافت کیا، کہ آپ ذکر جہر کس نیت سے کہتے ہیں، فرمایا کہ خفتہ بیدار ہو، اور غافل آگاہ ہو، باستقامت شریعت و طریقت اس راہ پر آئے، وہ بحقیقت توبہ و انابت کی رغبت کرے، مولانا نے فرمایا آپ کی نیت صحیح ہے آپکو یہ شغل مباح ہے لیکن ذکر جہر کی کچھ حد فرمایئے، جس سے حقیقت و مجاز آشنا و بیگانہ ممتاز ہو جائے، خواجہ محمود رح نے فرمایا، ذکر جہر اس شخص کو مسلم ہے جس کی زبان دروغ و غیبت سے پاک ہو، حلق لقمہ شبہ سے پاک ہو، اس کا دل ریا سے پاک ہو،

وفات

۱۷ ربیع الاول ۷۱۷ھ میں اس دنیائے فانی سے پردہ پوش ہوئے، سن وفات ۷۱۷ھ (شاہ عرفانی) آپ کا زار مبارک وابکنہ (نزد بخارا) میں ہے،

قطب عالم عزیزان

وصل پانزدہم

خواجہ علی رامتینی قدس سرہٗ

تعارف

بخارا سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر ایک بڑے قصبہ رامتین میں پیدائش ہوئی، نام علی اور آپ کا لقب عزیزاں ہے آپ کے مقامات عالیہ و کرامات عجیبہ بہت ہیں، اور صنعت بافندگی میں مشغول رہتے تھے، آپ قطب وقت اور آپ خلیفہ اعلم حضرت محمود الجنیر فغنوی رح تھے،

فضائل بقول حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامیؒ مثنوی میں حضرت مولانا جلال الدین رومی کے شعر ذیل میں حضرت خواجہ عزیزانؒ کی طرف اشارہ ہے ؎

گر ز علم حال فوق قال بودے کے شدے
بندہ اعیان بخارا خواجہ نساج را

(علم حال اگر قال سے بہتر ہوتا تو سرداران بخارا خواجہ نساج (بافندہ) کے کب غلام بنتے)

آپ رامیتن سے باورد تشریف لائے اور بعد ایک مدت رشد و ہدایت کی تلقین آپ شہر خوارزم میں مقیم ہوئے خوارزم میں بہت سے لوگ آپ کے سلسلہ میں داخل ہوئے، جو شخص بھی ایک دن کامل آپکی صحبت میں رہتا، وہ معرفت کامل طور پر حاصل کر لیتا،

شریعت

اکثر کچے صوفیہ اور بے سروساماں ملحد اس امر کے درپے ہیں کہ اپنی گردنوں کو شریعت کی اطاعت سے نکال لیں اور احکام شریعہ کو عوام کے ساتھ ہی مخصوص رکھیں، یہ لوگ خیال کرتے ہیں، کہ خواص صرف معرفت ہی کے ساتھ مکلف ہیں اور کہتے ہیں شریعت کی متابعت معرفت حاصل کرنے کیلئے ہے جب معرفت حاصل ہو جاتی ہے تو شرعی تکلیفات ساقط ہو جاتی ہیں، حالانکہ عارفوں کو عبادت کی حاجت مبتدیوں سے دس گنا زیادہ ہے، کیونکہ ان کے عروج عباداتؔ پر ہی وابستہ ہیں اور ان کی ترقیاں متابعت شریعت پر منحصر ہیں (مجدد الف ثانیؒ مکتوب ۲۷۶ دفتر اول)

وفات آپ کی وفات ۲۷ رمضان المبارک ۷۱۸ھ خوارزم میں ہوئی اور وہیں آپ کی مرقد اقدس ہے،

کرامات

(۱) حضرت عزیزاں باشارہ غیبی ولایت بخارا سے خوارزم پہنچے، شہر کے دروازے سے آپنے دو درویشوں کو بادشاہ کے پاس بھیجا کہ اگر اجازت ہو تو ہم شہر میں اقامت اختیار کریں، ورنہ واپس چلے جائیں، درویشوں سے آپنے کہہ دیا، اگر بادشاہ اجازت دیدے تو اجازت نامہ مہری و دستخطی بادشاہ کا لیتے آنا، جب درویش بادشاہ کے دربار میں پہنچے اور مدعا عرض کیا تو بادشاہ اور اس کے ارکان ہنس پڑے اور کہنے لگے، سادہ اور نادان ہیں، پھر بطور مذاق بادشاہ کا مہری اور دستخطی اجازت نامہ ان کے حوالہ کیا، درویشوں نے وہ اجازت نامہ حضرت عزیزانؒ کے حوالے کر دیا آپنے قدم مبارک شہر میں رکھا، اور گوشہ نشین ہو کر یاد و اذکار میں مشغول ہو گئے،

آپنے معمول بنایا کہ ہر روز صبح کے وقت مزدور گاہ سے ایک دو مزدوروں کو اپنے مکان پہ لیجا کر فرماتے کہ پورا وضو کرو، اور نماز دیگر (عصر) تک ہمارے پاس رہو، اور ذکر کرو بعد ازاں اپنی مزدوری لیکر چلے جاؤ، مزدور بہت خوشی سے ایسا کرتے اور آپکی صحبت میں رہتے، مگر جو مزدور ایک دن اس طرح آپکے پاس رہتے آپکی صحبت اور برکت اور آپکی تاثیر و تصرف باطنی سے ان میں یہ وصف پیدا ہو

جاتا کہ آپ کی جدائی گوارا نہ کرتے، اس طرح کچھ مدت کے بعد وہاں کے لوگ آپ کے مریدین گئے، رفتہ رفتہ کسی نے بادشاہ کو خبر دی، کہ اس شہر میں ایک شخص آیا ہے، اکثر لوگ اس کے مرید ہوگئے ہیں اندیشہ ہے، کہ اس کے سبب ملک میں کوئی فتنہ فساد نہ پیدا ہوجائے جس کا انسداد بعد میں مشکل ہوجائیگا، بادشاہ نے بھی اس وہم میں پڑکر حضرت عزیزانؒ کے اخراج کا حکم دے دیا،

آپنے ان ہی دو درویشوں کے ہاتھ اجازت نامہ بادشاہ کی خدمت میں بھیج دیا کہ ہم تمہارے شہر میں تمہاری ہی اجازت سے آئے تھے، اگر تم اپنے حکم کے خلاف کرتے ہو تو ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں، اس پر بادشاہ اور ارکان دولت بہت شرمندہ ہوئے، اور آپکی خدمت میں حاضر ہوکر آپکے محبین و مخلصین میں سے ہوگئے۔

(۲) ایک دفعہ ایک مہمان حضرت عزیزاں کے گھر آیا، اس وقت آپکے گھر کھانے کے لئے کوئی چیز نہ تھی بہت دلگیر تھے، کہ ناگاہ ایک طعام بیچنے والا لڑکا جو آپ کے معتقدین میں سے تھا، ایک ٹوکری روٹیوں سے بھری ہوئی لایا، اور آپ کی خدمت میں پیش کی، اور التجا کی کہ میں خادموں کے واسطے لایا ہوں، اُمیدوار ہوں کہ آپ قبول فرمائیں گے، حضرت عزیزاں کو اس کی یہ خدمت بہت پسند آئی، جب آپ مہمان کو کھانا کھلا چکے تو لڑکے کو بُلا کر کہا ہم تیری اس خدمت سے بہت خوش ہیں، اب تیری جو مراد ہے مانگ انشاءاللہ پوری ہوجائے گی لڑکا نہایت ہوشیار تھا، بولا کہ میں چاہتا ہوں کہ خواجہ عزیزاں بن جاؤں، آپنے فرمایا یہ تو بہت مشکل ہے کیوں کہ اس بھاری بوجھ کے اُٹھانے کی تجھ میں طاقت نہیں ہے، لڑکے نے عرض کیا، کہ میری اس کے سوا کوئی آرزو نہیں ہے، تب حضرت نے فرمایا کہ اسی طرح ہوجائیگا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر خلوت خاص میں لے گئے، اور اُس پر توجہ ڈالی، وہ لڑکا تھوڑی ہی دیر میں صورت وسیرت میں بعینہٖ مثل عزیزاں بن گیا، اس کے بعد وہ کم وبیش چالیس روز زندہ رہا، پھر انتقال کرگیا،

(۳) حضرت سید آقا، حضرت عزیزاں کے ہم عصر تھے لیکن آپ سے صفائی نہ تھی، ایک روز حضرت سید آقا سے حضرت کی بے ادبی ہوگئی، اتفاق سے انہی دنوں ترکوں کی ایک جماعت آپکے صاحبزادے کو پکڑ کر لے گئی، حضرت سید آقا کو معلوم ہوا تو کہا کہ حضرت عزیزاں کی بے ادبی وقوع پذیر ہوا ہے، اس لئے حضرت عزیزاں سے معافی مانگی اور دعوت کی، اور اس دعوت میں بڑے بڑے علماء اور مشائخ حاضر ہوئے، دستر خوان بچھایا گیا، تو آپنے فرمایا، جب تک حضرت سید آقا کا لڑکا دستر خوان پر نہ آجائے، کوئی صاحب کھانا نہ کھائے، آپنے سکوت فرمایا، تمام حاضرین منتظر تھے، اچانک سید آقا کا لڑکا گھر کے دروازہ پر حاضر ہوا، یکبارگی مجلس میں شور برپا ہوا، لوگ حیران رہ گئے، جب لڑکے سے دریافت کیا گیا، تو اس نے کہا میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا، کہ ابھی ترکوں کے ہاتھ قید تھا، اور وہ مجھے اپنے ملک لے جا رہے تھے، اب دیکھتا ہوں کہ آپکے سامنے حاضر ہوں، اہل مجلس کو یقین کامل ہوگیا، کہ یہ حضرت عزیزاںؒ کا تصرف ہے، اور سب آپ کے پاؤں پر گر پڑے، اور مرید ہوگئے،

قدسیہ

(۱) فرمایا، کہ حق سبحانہٗ ہر شب و روز میں بندۂ مومن کے دل پر تین سو ساٹھ نظر رحمت کرتا ہے کہ دل تمام اعضا کی طرف تین سو ساٹھ دریچہ رکھتا ہے، اور وہ دل کے متصل تین سو ساٹھ رگیں ہیں، جب دل ذکر سے متاثر ہوتا ہے، اور اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے، کہ حق سبحانہٗ کی نظر خاص کا منظور ہو جائے، تو اس نظر کے آثار دل سے تمام اعضا کی طرف منعکس ہو جاتے ہیں، اور اس طرح ہر ایک عضو اپنے اپنے حال کے مناسب طاعت حق میں مشغول ہو جاتا ہے، اور یہ عضو کی اطاعت کے نور سے ایک فیض جس سے مراد نظر رحمت ہے، دل کو پہنچتا ہے (۲) فرمایا آیہ توبوا الی اللہ میں اشارت بھی ہے، اور بشارت بھی ہے، ارشارت ہے توبہ کرنے کی اور بشارت ہے، اس کے قبول کرنے کی کیونکہ اگر قبول نہ کرنا ہوتا، تو توبہ کا امر نہ کرتا اور دلیل ہے، قبول کی دید قصور کے ساتھ، (۳) فرمایا، عمل کرنا چاہیئے، تاکہ وہ خیال کرنا چاہیئے اور اپنے تئیں قصور وار سمجھنا چاہیئے اور بصورت نقصان عمل از سر نو کرنا چاہیئے (۴) وہ وقت اپنے تئیں خوب نگاہ رکھنا چاہیئے، بات کرنے کے وقت اور کوئی چیز کھانے کے وقت (۵) جو شخص مسند ارشاد پر بیٹھے اور لوگوں کو راہ بتایئے، اُسے پرندے پالنے والے کی طرح ہونا چاہیئے، جو ہر ایک پرندے سے واقف ہوتا ہے، اور ہر ایک کو اُسکے مناسب خوراک دیتا ہے، مرشد کو بھی چاہیئے، کہ اپنے مریدوں میں سے ہر ایک کی تربیت اُس کی استعداد و قابلیت کے مطابق کرے (۶) فرمایا، اگر تمام رُوئے زمین میں خواجہ عبدالخالق کے فرزندان معنوی میں سے ایک بھی ہوتا، تو منصور حلاج کبھی سُولی نہ دیا جاتا، بلکہ وہ اُس کی تربیت کرکے اُس مقام سے اُوپر لے جاتا (۷) فرمایا، سالکان طریقت کو ریاضت و مجاہدہ بہت کرنا چاہیئے تاکہ وہ کسی مرتبہ و مقام پر پہنچ جائیں، لیکن ایک راستہ ان سب سے نزدیک ہے، کہ جس سے مقصود کو بہت جلدی پہنچ سکتے ہیں، وہ یہ کہ سالک خلق و خدمت کے ذریعے کسی صاحب دل کے دل میں جگہ پاتے، چونکہ اُس گروہ کا دل نظر حق کا مورد ہوتا ہے، اِس لئے سالک کو اُس نظر سے حصہ مل جائیگا (۸) فرمایا، کہ الیسی زبان سے دُعا کرو کہ جس نے گناہ نہ کیا ہو، کہ وہ دُعا قبولیت پائے، یعنی دوستان خُدا کے آگے تواضع والتجا کرو، کہ وہ تمہارے لئے دُعا کریں (۹) حضرت عزیزاں رح کی تصنیف ایک رسالہ بھی ہے، اُس رسالہ میں آپ نے فرمایا ہے، کہ سالک راہ کو یہ شرطیں نگاہ رکھنی چاہئیں، طہارتؔ، خاموشی، خلوتؔ، روزہ، ذکرؔ، نگہداشتؔ خاطر، رضا بحکم خُدا، صحبت صالحاں، شب بیداری، نگہداشت لقمہ (۱۰) حضرت عزیزاں کی یہ رباعی مشہور ہے

با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت ‏ ‏ ‏ وز نرسید زحمت آب و گلت

از صحبت وے اگر تبرا نکنی ‏ ‏ ‏ ہرگز نکند روح عزیزاں بحلت

ترجمہ، جس شخص کے پاس تو بیٹھا اور تیری دلجمعی نہ ہوئی اور تیری آب و گل کی کدورت تجھ سے دُور نہ ہوئی اگر تو اُسکی صحبت سے بیزار نہ ہوگا، تو عزیزاں کی روح تجھ کو کبھی مُعاف نہیں کرے گی

وصل ششدہم

خواجہ محمدؒ باباسماسی قدس سرہٗ

تعارف آپ کا مولد قریہ سماسی جو کہ بخارا کے مضافات اور رامتین سے ایک فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے، خواجہ محمدؒ بابا کو اس کی نسبت سے سماسی کہتے ہیں،

انتساب طریقت میں آپ کا انتساب حضرت عزیزاں سے ہے، جب حضرت کا آخری وقت نزدیک آیا، تو آپ نے اپنے اصحاب میں سے خواجہ محمدؒ باباسماسی کو اپنی خلافت ونیابت کے لئے انتخاب کیا، اور تمام اصحاب کو ان کی متابعت وملازمت کا حکم دیا،

ذکر واستغراق ذکر الٰہی میں آپ کی محویت واستغراق کا یہ عالم تھا کہ موضع سماسی میں آپ کا ایک چھوٹا سا باغ تھا جہاں آپ کبھی کبھی تشریف لے جاتے اور انگوروں کی شاخوں کو اپنے دست مبارک سے کاٹتے تو غلبہ حال واستغراق کی وجہ سے آری آپ کے ہاتھ سے گر جاتی تھی، اور آپ بیخود ہو جاتے اور یہ بیخودی دیر تک رہتی،

وفات آپ کا وصال یکم جمادی الآخر ۷۵۵ھ میں ہوا، مزار مبارک موضع سماسی میں ہے سن وفات محبوبؒ خدا سے نکلتا ہے،

کرامات (۱) حضرت شاہ نقشبندؒ سے پہلے آپ جب بھی کوشک ہندواں سے گزرتے تو فرماتے، ازیں خاک بوئے مردے می آید زود باشد کہ کوشک ہندواں قصر عارفاں شود (ترجمہ) اس زمین سے ایک مرد کی خوشبو آتی ہے، جلد ہی ایسا ہوگا، کہ کوشک ہندواں قصر عارفاں بن جائیگا، — ایک روز آپ اپنے خلیفہ سیّد امیر کلال کے مکان سے قصر عارفاں کی طرف متوجہ ہوئے، وہاں پہنچ کر فرمایا، اب خوشبو زیادہ ہوگئی ہے، اور بیشک وہ مرد پیدا ہو گیا ہے اس وقت حضرت خواجہ نقشبند کی ولادت کو تین روز ہو چکے تھے آپ کے جدِّ امجد آپ کو لیکر خواجہ محمدؒ بابا کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت خواجہ نے فرمایا، یہ ہمارا فرزند ہے، اور ہم نے اسکو اپنی فرزندی میں قبول کیا اور اصحاب سے کہا یہی وہ مرد ہے، جس کی ہم نے خوشبو سونگھی تھی، یہ لڑکا اپنے وقت کا مقتدا ہوگا، بعدازاں سیّد امیر کلال کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تم میرے فرزند بہاؤ الدین کے حق میں شفقت و تربیت سے دریغ نہ کرنا اگر تم اس میں کوتاہی کروگے تو میں تمہیں ہرگز معاف نہیں کروں گا، امیر موصوف نے عرض کیا اگر کوتاہی کروں گا، تو مرد نہیں (۲) حضرت خواجہ نقشبندؒ سے منقول ہے کہ میری عمر جب اٹھارہ سال کی ہوئی تو جدِّ امجد کو میرے نکاح کی فکر ہوئی، انہوں نے مجھے خواجہ محمدؒ باباؒ کو بلانے کے لئے قصر

عارفاں بھیجا، جب میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوا، تو پہلی کرامت یہ دیکھنے میں آئی، کہ اُس رات آپ کی صحبت کی برکت سے مجھ میں بڑا تضرع نیاز پیدا ہوا، اخیر رات میں میری زبان سے نکلا، خدایا مجھے بلا کا بوجھ اُٹھانے اور اپنی محبت کی محنت برداشت کرنے کی قوت عطا فرما" صبح جب میں آپکی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے از روئے بصیرت وفراست میری رات کی سرگزشت سے آگاہ ہوکر فرمایا: اے فرزند دعا میں یُوں کہنا چاہئیے، "خدایا! اِس بندہ ضعیف کو اپنے فضل وکرم سے اُسی پر قائم رکھ جس میں تیری رضا ہے" پھر فرمایا۔ بے شک خدا عزوجل کی رضا تو اس میں ہے، کہ بندہ بلا میں مُبتلا نہ ہو، اگر وہ بنا بر حکمت اپنے کسی دوست پر بلا بھیجتا ہے، تو اپنی عنایت سے اُس دوست کو اُس بلا کے برداشت کرنے کی قوت بھی عطا فرما دیتا ہے، اور اُس کی حکمت اُس پر ظاہر کر دیتا ہے، اپنے اختیار سے بلا طلب کرنا دشوار ہے گستاخی نہ کرنی چاہئیے،

بعد ازاں کھانا لایا گیا، جب کھانے سے فارغ ہوئے، تو آپ نے دستر خوان پر سے ایک روٹی مجھے دی جو میں نہ لینا چاہتا تھا، آپ نے فرمایا، لے لو، کام آئیگی، میں نے وہ روٹی لے لی اور آپ کے ہمراہ قصر عارفاں کی طرف روانہ ہوئے، راستے میں ایک جگہ پہنچے، جہاں حضرت کا ایک محب ومخلص تھا۔ وہ بڑی بشاشت وعاجزی سے پیش آیا، جب آپ مکان میں اُترے تو آپ نے اُس کے اضطراب بے قراری کا سبب پوچھا تو اُس نے عرض کیا، گھر میں دودھ تو حاضر ہے، مگر روٹی موجود نہیں، حضرت خواجہ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا، وہ روٹی لاؤ، تم نے دیکھا کہ آخر کام آگئی،

وصل ہفدہم

خواجہ شمس الدین سید امیر کلال قدس سرہ

تعارف نام شمس الدین امیر صحیح النسب سید ہیں، آپ کوزہ گری کا شغل رکھنے کی وجہ سے کلال (یعنی کوزہ گر) ہی مشہور ہو گئے آپ کا تولد قریہ سوخار ہے، جو کہ نواح بخارا اور سماسی سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر ہے،

بیعت و حالات حضرت امیر ابتدائے جوانی میں کشتی لڑا کرتے تھے، ایک روز رامتین میں کشتی لڑنے میں مشغول تھے، کہ خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہ کا گذر ہوا، خواجہ ممدوح نظارہ کے لئے ایک دیوار کے سایہ میں ٹھہر گئے، اور شمس الدین امیر کے حالات دیکھنے میں محو ہو گئے، خدام میں سے ایک نے عرض کی اے مخدوم ان لوگوں میں جو بدعت میں مشغول ہیں کس واسطے حیران ہیں فرمایا، اس میدان میں ایک مرد ہے، اور اس صید گاہ میں ایک ایسا شکار ہے، کہ کاملین زمانہ اُس کی صحبت سے فیض یاب ہونگے

کیونکہ اس کی پرواز نہائت بلند ہے، ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ شیر مرد کسی سلسلہ میں داخل ہو کر اُسکی ترقی و تقویت
کا باعث ہوگا، کاش وہ ہمارے جال میں آ پھنسے، یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ حضرت امیر کی نظر بابا سماسیؒ پر پڑی،
اُسی وقت حضرت بابا سماسیؒ نے اپنی قوت جاذبہ سے سیّد امیر کو اپنی طرف کھینچ لیا اور وہ بے اختیار حضرت بابا
سماسیؒ کے پیچھے آپ کے دربار میں پہنچے، حضرت خواجہ نے اُن کو طریقہ عالیہ کی تلقین کی، اور اپنی فرزندی میں قبول
فرمایا، پھر زندگی بھر کسی نے حضرت امیر کو نہ ہی کشتی لڑتے دیکھا، نہ ہی بازار میں چلتے دیکھا حتےٰ کہ امام الصالحین
سیّد العارفین ہو گئے، وہ متواتر آٹھ سال تک ہمیشہ دوشنبہ و جمعہ کے دن نماز شام سوخار میں پڑھتے اور عشاء
کی نماز سماسی میں حضرت بابا کے ساتھ ادا کرتے اور نماز فجر سوخار میں گزارتے اور کسی کو اُن کے حال کی خبر نہ ہوئی

زہد امیر تیمور نے ایک دفعہ سمرقند میں قیام کیا، تو ایک قاصد کو حضرت امیر کلالؒ کے پاس بھیجا کہ
اس ولایت کو قدم مبارک سے مشرف کریں، وہ قاصد حضرت امیر کی خدمت میں آیا، تو
حضرت نے عذر کیا، اور فرمایا کہ ہم اس جگہ دعاگوئی میں مشغول ہیں اور اپنے صاحبزادے امیر عمر کو عذر خواہی کے
لئے بھیجا، اور فرمایا، امیر تیمور تم کو انعام یا جاگیر دیگا، ہرگز قبول نہ کرنا، اگر تم قبول کرو گے تو اپنے جد بزرگوار
صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرو گے، علاوہ ازیں درویش ہر وقت مومنوں کے لئے دعا کرتے رہتے تھے
تو اُن کی دعا قبول بھی ہوتی ہے، اگر وہ دنیا کی طرف میلان کریں گے، تو اِن کی دعائیں حجاب ہو جاتا ہے،
امیر تیمور نے حضرت امیر عمر کو کہا کہ میں نے تمام بخارا تمہیں عطا کیا، سیّد ممدوح نے قبول نہ کیا امیر تیمور نے
عرض کی اگر سارا نہیں تو کچھ حصّہ قبول کر لو، آپ نے پھر انکار کیا اور کہا اجازت نہیں ہے، امیر تیمور نے کہا
میں حضرت امیر کے مناسب حال کیا بھیجوں کہ ہمارا مقرّب ہو جائے، سیّد امیر عمر نے کہا، اگر تم تقرب چاہتے
ہو کہ درویشوں کے دل میں تمہارا تقرب ہو جائے، تو تقویٰ اور عدل کو اپنا شعار بناؤ، کیونکہ حق تعالیٰ اور خاصان
حق کے تقرب کا یہی راستہ ہے،

وفات مرض اخیر میں حضرت امیر کلالؒ نے اپنے اصحاب کو حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند کی متابعت
کا حکم دیا، آپ نے ۸ جمادی الاول ۷۷۲ھ کو وفات پائی، مزار مبارک سوخار میں ہے،

خلفاء مشہور ہے کہ آپ کے ایک سو چودہ خلیفے تھے،

کرامات (۱) حضرت سیّد امیر کلالؒ کی والدہ فرماتی ہیں، کہ آپ کے زمانہ حمل میں جب کبھی اتفاقاً کوئی
مشتبہ لقمہ میرے پیٹ میں چلا جاتا تو اس قدر درد شروع ہو جاتا، جب یہ کیفیت
کئی بار ہوئی، تو مجھے معلوم ہو گیا، کہ یہ اس بچے کی برکت ہے جو میرے پیٹ میں ہے (۲) ایک دفعہ حضرت
امیر اپنے اصحاب کے ساتھ ایک مسجد میں مناسک حج بالتفصیل بیان کر رہے تھے کہ ایک بے اعتقاد شخص کے
دل میں خیال آیا کہ حضرت امیر نے کب مکّہ معظمہ دیکھا کہ اس تفصیل سے بیان کر رہے ہیں، حضرت امیر نے
اُس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، اے نادان! دیکھ تجھے کیا دکھائی دیتا ہے، اُس نے جو نظر اُٹھائی تو دیکھا، کہ

کعبہ حضرت امیر کے سر پر طواف کر رہا ہے (۳) بعد از وفات حضرت امیر کلال رحؒ ایک جماعت حاضر ہوئی اور آپ کی نسبت دریافت کیا، لوگوں نے کہا وہ تو رحلت فرما گئے ہیں، وہ سب سخت گریاں و نالاں ہوئے، لوگوں سے پوچھا کہ حضرت امیر تو کبھی حج کو بھی نہیں گئے، آپ اُن کو کس طرح جانتے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ ہم ہی آپ کے مرید ہیں اور لوگ بھی بہت سے حرمین شریفین میں آپ کے مرید ہیں حضرت امیر علیہ الرحمتہ برابر تیس سال سے حج کو ہر سال آیا کرتے تھے، اِس سال نہیں آئے، ہم آپ کے دیدار کے مشتاق تھے اِس لئے حاضر ہوئے لیکن افسوس کہ زیارت نصیب نہ ہوگا، مزید فرمایا کہ زیادہ افسوس تو اس بات کا ہوا ہے کہ اے صاحب کمال بزرگ کی قدر تم لوگ نہیں جانتے ہو۔ ان کی قدر عرب میں جاکر دیکھو (۴) آپکے اصحاب کی ایک جماعت کہیں جارہی تھی، کیا دیکھتے ہیں کہ راستے میں ایک ببر شیر کھڑا ہے، وہ سب حیران رہ گئے اِتنے میں حضرت امیر تشریف لائے اور شیر کی گردن پکڑ کر راہ سے برطرف کیا انہوں نے دیکھا کہ وہ شیر آپکی تعظیم کے واسطے سر خم کر رہا ہے، بعد میں اصحاب نے واقعہ عرض کر کے پوچھا تو آپ نے فرمایا جو شخص خدا سے ڈرتا ہے، اُس سے ہر چیز ڈرتی ہے، فرمایا، اصل درہمہ کارہا خدا ترسی است تواز حکم داور گردن پیچ کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ (۵) جلاد نے ایک دن ایک شخص کی گردن سلطان کے حکم سے کاٹنے کیلئے تلوار گردن پر ماری، مگر تلوار نے اثر نہ کیا، دوسری بار اور تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا، حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ موقع پر حاضر تھے، آپ نے اس شخص سے دریافت کیا، تو سچ بتا کہ اِس میں کیا راز ہے کہ تلوار نے تجھے کچھ نہ کیا، اُس شخص نے جواب دیا، میں اپنے شیخ و سید کو یاد کرتا تھا، حضرت خواجہ نقشبند نے پوچھا تیرا پیر و مرشد کون ہے، اُس نے جواب دیا، یا مرشد سید امیر کلال رحؒ ہیں اور علاقہ بخارا قریہ سوخار میں رہتے ہیں، یہ سن کر حضرت خواجہ نے تلوار پھینکی اور فوراً روانہ ہوئے، فرماتے تھے کہ جو مرشد مرید کو تلوار کے نیچے سے نکالے، اگر کوئی اس کی خدمت بجا لائے تو تعجب نہیں کہ حق تعالیٰ اُسے دوزخ کی آتش سے بچائے

قدسیہ (۱) حضرت امیر اپنے معارف میں اپنے یاروں میں ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر عبادات میں تمہاری پیٹھ کبڑی ہو جائے، اور ریاضت میں تمہارا جسم کمان کے چلّے کی طرح باریک ہو جائے، تو خدائے خالق کے جلال و عظمت کی قسم تم ہرگز مقصود کو نہ پہنچ سکو گے جب تک کہ اپنے لقمہ اور خرقہ کو پاک نہ رکھو، اور حضرت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی نہ کرو، کیونکہ تمام کاموں کی اصل اسی پر ہے، آیہ وَثِیَابَکَ فَطَہِّرْ (اور اپنے کپڑے پاک رکھو، سورۃ مدثر) میں اِسی بات کی تاکید ہوتی ہے (۲) آپ نے اپنی آخری وقت وصیت فرمائی ؎

جب تک تم زندہ رہو، طلب علم سے ایک قدم دور نہ رہو، کیونکہ طلب علم تمام مسلمانوں پر فرض ہے، اول علم ایمان، دوم علم نماز، سوم علم روزہ، چہارم علم زکوٰۃ، پنجم علم حج، ششم والدین کی خدمت کا علم، ہفتم صلۂ رحم اور رعایت ہمسایہ کا علم، ہشتم خرید و فروخت کا علم، نہم حلال و حرام کا علم، کیونکہ بہت

سے آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ بے علمی کے سبب تباہی کے بھنور میں پھنس جاتے ہیں (۳) چاہیئے کہ تم خدادان بنو اور خداخواں بھی اور ایسے کام میں مشغول ہو کہ جس سے دُنیا کے خیال میں تمہارا دین نہ جاتا رہے۔ ہر وقت خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو، کیونکہ کوئی عبادت خداترسی سے بہتر نہیں ہے (۴) جب تم ذکرِ خدا میں مشغول ہو، تو کلمہ لا الٰہ سے تم ماسوائے حق کی نفی کرو، کلمہ الا اللہ سے تمام شرورات کا اثبات کرو اور اپنے دل میں اس امر کو نگاہ رکھو، کہ کوئی عبادت سجدے کے لائق نہیں، سوائے اللہ تعالیٰ کے جو ہر چیز سے بے نیاز ہے، جب تم نے یہ بات جان لی، تو تم ذاکرین میں سے ہوگے (۵) جان لو کہ کپڑے کو پانی، تمہاری زبان کو اللہ تعالیٰ کا ذکر اور تمہارے جسم کو نماز کا ہمیشہ ادا کرنا پاک کر دیتا ہے، تمہارے مال کو زکوٰۃ، تمہاری راہ کو مطالبہ حقوق کرنے والوں کی رضامندی اور تمہارے دین کو شرک سے بچنا پاک کر دیتا ہے (۶) یارو اخلاص اختیار کرو اور اخلاص کے ساتھ رہو (۷) چاہیئے کہ توبہ کرو، کیونکہ توبہ تمام بندگیوں کا سر ہے، توبہ صرف زبان سے نہیں بلکہ توبہ سے پہلے اپنے کردہ گناہوں سے پشیمان ہو، اور نیت کرو کہ آئندہ گناہ کی طرف نہیں جاؤ گے، ہمیشہ ربّ العزت سے ڈرتے رہو اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو، گریہ زاری ایسی کرو، کہ توبہ کا اثر اپنے باطن میں مشاہدہ کرو تاکہ تائب کا نام تم پر صادق آئے (۸) فرمایا، ارادت خدا کی طلب، ترکِ عادت، وفائے عہد، ادائے امانت، ترکِ خیانت اپنی تقصیر کی دید اور اپنے عمل کی نادید کا نام ہے (۹) چاہیئے کہ روزی کا غم تم اپنے دل سے نکال دو، آخرت اور ادائے بندگی کے غم کو اپنے دل میں جگہ دو، کیونکہ تمام کاموں کی اصل یہ ہے (۱۰) تمام کاموں میں اصل شریعت ہے، اور ان حدود کی حفاظت ہے، جو حق تعالیٰ نے مقرر کر دی ہیں (۱۱) موقع اور فرصت کو غنیمت سمجھنا چاہیئے، اور وہ کام کرنا چاہیئے جو نجات کا سبب ہو، کسبِ حلال کی طرف بطریق غنا دکفاف متوجہ ہو، نہ کہ لاف و اسراف کے واسطے اس کے بعد نفقہ کی طرف بطریق شرع متوجہ ہو، نہ کہ بطریق اسراف و بخل، بلکہ میانہ روی اختیار کرو (۱۲) اگر صدقہ کرو تو حلال کمائی سے کرو (۱۳) فرمایا جو شخص اپنے تئیں صبح و شام تک کھانے پینے اور جماع سے روکتا ہے، یہ نگہداشت ظاہر روزہ ہے اپنے کان کو حرام سننے سے ہاتھ کو حرام پکڑنے سے اور پاؤں کو حرام چلنے سے روکنا باطنی روزہ ہے، حقیقت روزہ یہ ہے، کہ روزہ دار اپنے دل کو تمام حالات میں بالخصوص روزے کے وقت تکبر، حسد، طمع، ریا، نفاق، کینہ اور خود پسندی سے پاک رکھے (۱۴) اس چیز سے بُری کوئی چیز نہیں کہ لوگ تم سے دین کی بات کہیں اور تمہیں معلوم نہ ہو، چاہیئے کہ تم علماء کے پاس بیٹھا کرو، کیونکہ وہ اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ ہیں، جاہلوں کی صحبت سے دور رہو، دُنیا داروں سے صحبت نہ رکھو، کیوں کہ ان کی صحبت تم کو خدا سے دور رکھتی ہے (۱۵) چاہیئے کہ سماع کی مجلسوں میں حاضر نہ ہو، کیونکہ سماع کی کثرت اور اہلِ سماع کی صحبت دل کو مردہ بنا دیتی ہے، رخصتوں سے دور رہو اور جہاں تک ہو سکے

عزیمت پر عمل کرو، کیونکہ رخصت پر عمل کرنا ضعیفوں کا کام ہے، جب حضرت سید امیر کلالؒ نے یہ وصیتیں کیں پھر فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں، کہ ہمارے اور ہمارے یاروں کے کام کا سرانجام اِن وصیتوں کی نگہداشت پر ہو، پھر فرمایا مشائخین معتقدین کی طرح میں بھی اُمیدوار ہوں کہ خدا تعالیٰ ہمارے یاروں کو اِن وصیتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے،

اتباعِ سُنّت

صوفیاء وقت بھی اگر انصاف کریں اور ضعفِ اسلام اور جھوٹ کے عام ہونے کا ملاحظہ کریں تو چاہیئے کہ سُنّت سے سوا کسی بات میں اپنے پیروں کی تقلید نہ کریں اور مخترع اُمور کو مشائخ کے عمل کا بہانہ بنا کر اپنی عبادت نہ بنائیں اتباع سُنّت ہی البتہ نجات دہندہ اور خیرات و برکات کی مثمر ہے اور غیر سُنّت میں تقلید خطر در خطر ہے،

وما علی الرسول الا البلاغ ط

(مجدد الف ثانیؒ مکتوب ۲۳ دفتر دوم)

مذکورہ وصیتوں کے بعد حضرت امیر تنہائی میں تین دن تک مراقبہ میں رہے اور اپنے کسی صاحبزادے سے بھی بات نہ کی تیسرے دن مراقبہ سے سر اُٹھایا اور خدا کی بہت حمد بیان کی حاضرین نے سوال کیا، اے مخدوم تین دن کے مراقبہ کے متعلق بھی کچھ بیان فرمائیں، حضرت امیر نے فرمایا کہ میں تین دن سے مراقبہ میں تھا اور تنہائی کے گوشہ میں دریائے حیرت میں غوطہ زن تھا، کہ ہمارا اور ہمارے یاروں کا کیا حال ہوگا، تیسرے دن ہاتف غیبی نے ہمارے باطن میں یہ ندا دی کہ اے امیر کلال! ہم نے تجھ پر تیرے یاروں پر اور تیرے دوستوں پر اور اِن لوگوں پر کہ جن پر آپ کے مطبخ کی مکھی بھی بیٹھی ہو، رحمت کی، اور سب کے گناہ معاف کر دیئے، تم خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنے فضل و کرم سے رحمت کریگا، اور تمہارے گناہ سے درگزر کریگا، حضرت امیر اسی دن جوارِ رحمت الٰہی میں چل بسے،

سکہ کہ در یثرب و بطحا زدند نوبت آخر بہ بخارا زدند (جامی)

یعنی انوار و فیوض جو مدینہ طیبہ میں ملتے ہیں اُس کے بعد وہی انوار و برکات بخارا شریف میں ملتے ہیں،

خواجہ خواجگان شہنشاہِ نقشبند

وصل مشید ہم سید بہاء الدین نقشبند بخاری قدس سرہ العزیز

تعارف اسمِ گرامی بہاؤ الدین لقب نقشبند ہے عرف مشکل کشا ہے آپ سادات بخارا سے ہیں، ولادت باسعادت ۶ محرم الحرام ۷۱۸ھ میں قصرِ عارفاں میں ہوئی جو کہ شہر بخارا سے ایک

فرسنگ کے فاصلہ پر ہے، قصرِ عارفاں کا پہلا نام کوشک ہندواں تھا، جو حضرت خواجہ کی وجہ سے قصرِ عارفاں بن گیا، پیدائش سے پہلے حضرت بابا سماسیؒ نے آپ کے تولد مبارک کی بشارت دی تھی، تولد سے تیسرے روز آپ کے جدِ امجد آپکو حضرت بابا سماسی قدس سرہ کی خدمت میں لے گئے، آپ نے ان کو اپنی فرزندی میں قبول کیا، اور اپنے خلیفہ سید امیر کلال سے آپ کی تربیت کے بارے میں عہد لیا،

عادات و اطوار

آپ تبع سنت، مطیع شریعت بطریق اعلیٰ تھے، سلوک و تصرت کو قرآن و حدیث کے ساتھ موافقت کرتے، قطع تعلق اہل دنیا و تجرد کلی رکھتے، یادِ خدا، فکرِ حق اور کھانے پینے میں حلال طیب کے لئے بہت مبالغہ فرماتے، یہاں تک کہ شبہات سے بھی احتراز فرماتے، مہمان نوازی میں ایثار فرماتے اپنا خاص مکان نہ رکھتے، نوکر نہ رکھتے، درویشوں کی نہایت تعظیم فرمایا کرتے، ہر ایک دوست کے ساتھ تواضع کے ساتھ پیش آتے، آپ کا جامہ اونی عمامہ سفید، پاپوش پرانا اور کبھی کلاہ بھی پہنا کرتے،

ایامِ طفولیت

آپ مادر زاد قطب العالم تھے، اور ایام طفولیت میں ہی ولایت سے آثار اور کرامت و ہدایت کے انوار آپ کی پیشانی طاہرہ سے ظاہر و آشکارا تھے، آپکی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں، کہ میرا فرزند بہاؤالدین چار سال کا تھا، کہ ہماری گائے جو حاملہ تھی، کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی کہ یہ گائے گوسالہ سفید پیشانی جنے گی، چنانچہ چند ماہ بعد قدرت حق تعالیٰ سے وہ گائے ویسا ہی گوسالہ جنی، جنہوں نے میرے فرزند کی بات سنی تھی، وہ حیران ہوئے، اور حضرت خواجہ بابا سماسیؒ کے نفس مبارک کا اثر ثابت ہو گیا،

بیعت

آپ کو آداب طریقت کی تعلیم جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے، بظاہر حضرت سید امیر کلال سے ہے، مگر اس کے ساتھ ہی آپ اویسی بھی ہیں، کیونکہ آپ کی تربیت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کی روح سے ہوئی، چنانچہ خود فرماتے ہیں، کہ اوائل احوال اور گزشتہ اولیائے عظام کے مزارات پر حاضری دیا کرتا تھا، ایک رات میں تین مزاروں پر گیا، جس مزار پر پہنچتا، ایک چراغ ٹمٹماتا نظر آتا، حالانکہ چراغ میں پورا تیل اور بتی ہوتی مگر بتی کو ذرا اکسانے کی ضرورت ہوتی، تاکہ تیل سے باہر آ جائے اور بتی بخوبی جلے، شروع رات میں خواجہ محمد واسعؒ کے مزار مبارک پر پہنچا، وہاں اشارہ ہوا، کہ خواجہ محمود الخنیرؒ کے مزار پر جانا چاہئے، میں جب وہاں پہنچا تو وہاں دو شخص آئے اور انہوں نے دو تلواریں میری کمر پر باندھیں، اور گھوڑے پر سوار کر کے اس کی باگ مزار مزداخن کی طرف پھیر دی، جب وہاں پہنچا، تو فتیلہ اور چراغ اسی حالت میں تھا، میں روبقبلہ بیٹھ گیا، اور اسی توجہ

میں غیبت ہو گئی، اور دیکھا کہ قبلہ کی جانب دیوار شق ہو گئی اور ایک بڑا تخت ظاہر ہوا، اور تخت پہ ایک بزرگ بیٹھا ہے، اور اُس کے سامنے سبز پردہ لٹکا ہوا ہے، تخت کے گرداگرد ایک جماعت حاضر ہے، میں نے اُن میں خواجہ بابا سماسیؒ کو دیکھا اور جان گیا، یہ جماعت بزرگوں کی ہے، دل میں خیال گذرا کہ یہ بزرگ تخت پہ بیٹھے ہوئے کون ہیں، کہ اسی اثنا میں ایک شخص ان میں سے اُٹھا، کہ وہ بزرگ خواجہ عبدالخالق غجدوانی ہیں، اور یہ جماعت ان کے خلیفے ہیں، اور سب کے نام بتائے کہ یہ خواجہ احمد صدیق، یہ خواجہ اولیا کبیر، یہ خواجہ عارف ریوگیری، یہ خواجہ محمود الخیر مغنوی اور یہ خواجہ رامتینی اور خواجہ بابا سماسی ہیں، اور یہ بھی کہا کہ خواجہ بابا سماسی کو تم نے زندگی میں دیکھا ہے، یہ تمہارے پیر ہیں اور تم کو کلاہ عطا فرمائی ہے، میں نے کہا، ہاں اُن کو تو میں پہچانتا ہوں مگر کلاہ کا قصہ بہت دنوں کا ہے وہ مجھ کو یاد نہیں، کہ کس جگہ رکھی ہے، فرمایا کہ کلاہ تمہارے گھر میں ہے، اور فرمایا، تجھے یہ کرامت عطا ہوئی ہے، کہ جو بلا نازل ہو، وہ تیری برکت سے دُور ہو جائے گی۔

اُس وقت، اُس جماعت نے کہا، کہ کان لگا کر سنو، حضرت خواجہ بزرگ ارشادات فرماویں گے وہ تجھے راہ حق کے سلوک میں کام آئیں گے، میں نے اُس جماعت سے عرض کی کہ میں حضرت خواجہ کو سلام عرض کرنا چاہتا ہوں، انہوں نے وہ پردہ آگے سے اُٹھایا، میں نے حضرت خواجہ کو سلام عرض کیا، حضرت نے جواب میں ارشادات فرماتے، جو سلوک کے ابتداء وسط اور انتہا سے تعلق رکھتے تھے، ان میں سے ایک یہ تھا، کہ جو چراغ تجھے اِس حالت میں دکھائے گئے ہیں، وہ تیرے لیئے بشارت ہیں کہ تجھ میں اِس راستے کی استعداد و قابلیت ہے، مگر استعداد کی بتی کو اکسانا چاہیئے تاکہ روشن ہو جائے اور اسرار ظاہر ہوں، دُوسرا ارشاد جس کی آپ نے تاکید فرمائی یہ تھا کہ ہر حال میں جادہ شریعت و استقامت پر ثابت قدم رہنا چاہیئے، عزیمت و سنّت پر عمل کرنا اور بدعت سے دُور رہنا چاہیئے ہمیشہ سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آثار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی تلاش میں سرگرداں رہنا چاہیئے، اِن ارشادات کے ختم ہونے پہ فرمایا، تیرے حال کی صداقت کا شاہد یہ ہے کہ تو مولانا شمس الدین انکنوی کے پاس جانا اور کہنا کہ فلاں ترک نے ایک شخص سقا نام پر دعویٰ کیا ہے حق اُس ترک کی طرف ہے، اور تم سقا کی رعایت کرتے ہو، اگر سقا مدعی کی جانب کی حقیقت کا منکر ہو تو اُس سے کہنا "اے سقائے تشنہ" ۔ وہ اِس بات کو جانتا ہے، دُوسرا شاہد یہ ہے، کہ سقا نے ایک عورت سے زنا کیا ہے، جب وہ حاملہ ہو گئی تو اُس حمل کو اسقاط کر کے بچّہ کو فلاں جگہ انگور کے درخت کے نیچے دفن کر دیا ہے، پھر ان خلیفوں نے فرمایا، جب تو یہ پیغام مولانا شمس الدین کو پہنچا دے تو دُوسرے دن صبح کے وقت فوراً تین عدد لینا اور ریگ مردہ کے راستے نسف کی طرف حضرت سید امیر کلال کی خدمت میں روانہ ہو جانا، راستے میں ایک بوڑھا ملے گا، جو تجھے ایک گرم

روٹی دیگا، وہ روٹی لے لینا لیکن اُس سے بات نہ کرنا، اُس کے بعد تمہیں ایک قافلہ ملے گا، پھر ایک سوار ملے گا، جسے تو نصیحت کریگا، اور وہ تیرے ہاتھ پر توبہ کریگا، حضرت عزیزاں کی کلاہ جو تیرے پاس ہے اُس کو لیکر حضرت سید امیر کلال کی خدمت میں جانا،

بعد ازاں اُس جماعت نے مجھے ہلا دیا، اور میں ہوش میں آ گیا صبح کو میں اپنے مکان کی طرف گیا، اور متعلقین سے کلاہ کا دریافت کیا، وہ بولے مدت ہوئی وہ کلاہ فلاں جگہ میں ہے، جب میں نے حضرت عزیزاں کی کلاہ دیکھی، تو میرا حال دگرگوں ہو گیا، اور میں بہت رویا، اُسی وقت واکبنہ میں آیا اور نمازِ فجر واکبنہ میں مولانا شمس الدین کی مسجد میں پڑھی، نماز سے فارغ ہو کر میں نے مولانا سے وہ قصہ بیان کیا، سقا حاضر تھا، لیکن وہ مدعی کی جانب کی حقیقت سے منکر ہو گیا،

میں نے سقا سے کہا، میرا ایک گواہ یہ ہے، کہ تُو سقائے تشنہ ہے، تجھے عالم معنی سے کچھ حصہ نہیں، وہ خاموش ہو گیا، میں نے کہا۔ میرا دُوسرا گواہ یہ ہے، کہ تُو نے ایک عورت سے زنا کیا، اُس کے حاملہ ہونے کے بعد تیرے حکم سے اسقاط حمل کیا گیا، اور بچہ کو تو نے فلاں جگہ میں انگور کے درخت کے نیچے دفن کر دیا، سقا نے اِس سے انکار کیا، مولانا اور مسجد کے لوگ اُس جگہ پہنچے، اور تلاش کی، تو وہاں بچہ مدفون پایا۔ سقا نے معافی مانگی، جب دن گذرا، میں دُوسرے روز آفتاب نکلنے کے وقت حسبِ ہدایت تین عدد مویز لیکر الگ مُردہ کے راستے نسف کی طرف روانہ ہوا، راستے میں مجھے ایک بوڑھا ملا، اُس نے مجھے گرم روٹی دی، میں نے لے لی، اور اِس سے کوئی بات نہ کی آگے بڑھ کر ایک قافلہ ملا، قافلہ والوں نے پوچھا کہ تو کہاں سے آ رہا ہے، میں نے کہا" اکبنہ سے"۔ وہ بولے کب روانہ ہوا، میں نے کہا، طلوعِ آفتاب کے وقت۔ اور جس وقت میں اُن سے ملا، چاشت کا وقت تھا، وہ متعجب ہوئے، کہ اکبنہ یہاں سے چار فرسنگ ہے، اور ہم اوّل شب روانہ ہوئے تھے، جب میں آگے بڑھا تو ایک سوار ملا، میں نے سلام کیا، اُس نے کہا تو کون ہے، تمہاری صُورت دیکھ کر مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے، میں نے کہا، میں وہ ہوں جس کے ہاتھ پر تو توبہ کریگا، چنانچہ وہ سوار فی الفور گھوڑے سے اُترا اور توبہ کی، اُس کے ساتھ بہت سی شراب تھی، وہ سب اُس نے پھینک دی،

پھر میں نسف کی حد میں پہنچا تو اُس جگہ جگہ جہاں حضرت سید امیر کلال رح تشریف رکھتے تھے، میں نے اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت عزیزاں کی کلاہ اِن کے آگے رکھ دی، حضرت امیر ایک لحظہ خاموش رہے، پھر فرمایا کہ یہ کلاہ حضرت عزیزاں کی ہے، میں نے جواب اثبات میں دیا، حضرت امیر نے فرمایا، کہ اِس کے بارے میں یوں اشارہ ہوا ہے، کہ اِس کو دو پردوں کے درمیان محفوظ رکھو، میں نے قبول کیا، اور کلاہ لے لی، بعد ازاں حضرت امیر رح نے مجھے ذکر کی تلقین کی اور بطریق خفیہ نفی و اثبات میں مشغول کیا میں ایک مدت تک اِس سبق میں مشغول رہا، عزیمت پر عمل کیا، اور ذکر بالجہر نہ کیا، چونکہ مجھے اخبار و

آثار رسُول کریم وصحابہ کرام پر عمل کا حکم تھا، اِس لئے علمآ کی خدمت میں حاضر ہُوا کرتا تھا، احادیث پڑھا کرتا تھا، آثار صحابہ معلوم کرکے ہر ایک پر عمل کرتا اور اُس کا نتیجہ اپنے باطن میں مشاہدہ کرتا۔

سیرِ مقامات

(۱) فرماتے ہیں، ایک دفعہ اوائل احوال میں ۹ ماہ تک فیض کا دروازہ مجھ پر بند رہا اور میں باوجود کوشش بسیار گوہرِ مقصود حاصل نہ کرسکا، اور سخت بے چین ہوگیا، اور چاہا کہ مخلوق کی خدمت وملازمت میں مشغول ہوجاؤں کہ میرا گذر ایک مسجد پر ہُوا جس پر یہ شعر لکھا ہُوا تھا ؎

اے دوست بیا کہ ما تر ائیم　　بیگانہ مشو کہ آشنا ئیم

یہ شعر پڑھتے ہی مجھ پر رقت طاری ہوگئی اور عنائت الٰہی سے وہ دروازہ پھر مجھ پر کھُل گیا۔

(۲) فرماتے ہیں کہ ایک رات مسجد زیورتوں میں ایک ستون کے پیچھے اور بقبلہ بیٹھا تھا کہ ناگاہ فنآ کا اثر ظاہر ہونے لگا اور رفتہ رفتہ بیخود ہوگیا، اِس حالت فناء میں ارشاد ہُوا کہ ہوشیار ہوجاؤ، جو مطلوب ومقصود ہے، وہ تمہیں مل گیا، کچھ دیر بعد ہوش میں آگیا، فرماتے ہیں اِس قصہ سے بعد ایک روز باغ میں تھا (جس میں آپ کا مزار مقدس ہے) متعلقین کی جماعت ساتھ تھی، ناگاہ عنائت الٰہی کے جذبات کا اثر ظاہر ہونے لگا، اضطرات اور بیقراری میں روبقبلہ ہو بیٹھا کہ اچانک غیبت فنائے حقیقی تک پہنچ گئی، میں اِس فنا میں کیا دیکھتا ہوں کہ میری رُوح کو آسمانوں سے ملکوت سے آگے لے گئے، اور اِس مقام پر پہنچا کہ میری روح ستارہ کی شکل میں نور بے نہایت کے دریا میں محو ونا پدید ہوگئی، اور میرے قالب میں حیات ظاہری کا کچھ نشان نہ رہا، میرے گھر والے اور متعلقین اِس حالت میں گریہ زاری کرتے تھے، یہاں تک کہ میں آہستہ آہستہ وجود بشریت میں آگیا، وہ غیبت وفنا کم وبیش چھ گھنٹہ تک رہی تھی۔ (۳) فرماتے ہیں کہ منازل ومقامات کے طے کرنے میں حضرت حسین بن منصور حلاج کی صفت دوسری تعبہ میرے وجود میں ظاہر ہوئی، کہ وہ آواز جو اِن سے ظہور میں آئی تھی، مجھ سے بھی ظاہر ہوجائے، بخارا میں ایک سولی تھی اور میں اپنے آپکو اِس سولی کے نیچے دونوں دفعہ لے گیا اور کہا کہ تیری جگہ یہی سولی ہے، اور پھر عنائت الٰہی سے میں اِس مقام سے عبور کرگیا۔

(۴) فرمایا، حضرت اویس قرنیؒ کی روحانیت کا اثر علائق ظاہری وباطنی سے تجرد کلی اور انقطاع تمام ہے اور امام محمد علی حکیم ترمذی کی روحانیت کا اثر بے صفتی محض ہے (۵) فرمایا کہ میں نے سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ، شیخ جنیدؒ اور شیخ شبلیؒ اور ابن منصور حلاجؒ کے مقامات کی سیر کی، جہاں وہ پہنچے تھے۔ میں بھی وہاں پہنچا، یہاں تک کہ صفات انبیاء کی سیر میں ایسی بارگاہ میں پہنچا کہ جس سے بڑی کوئی بارگاہ نہ تھی، میں نے جان لیا، کہ یہ بارگاہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، سلطان العارفین جب اِس بارگاہ تک پہنچے تھے، توانہوں نے چاہا کہ سیر کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی مماثلت کریں لیکن ان کو روک دیا گیا مگر میں نے ایسی گستاخی نہ کی بلکہ سرِ نیاز و تعظیم آپ کے آستانۂ عزت و احترام پر رکھا۔

مشائخ سے استفاضہ

خواجگان نقشبندیہ کے سلسلہ میں خواجہ محمود الخنیر فغنوی کے وقت سے سید امیر کلالؒ کے زمانے تک خفیہ کو ذکر اعلانیہ کے ساتھ جمع کرتے تھے، مگر خواجہ نقشبند ذکر خفیہ کیا کرتے تھے اور ذکر اعلانیہ سے پرہیز کرتے تھے، جب حضرت امیر کے اصحاب حلقہ میں ذکر اعلانیہ کرتے تو حضرت خواجہ مجلس سے اٹھ جایا کرتے، حضرت امیر کے اصحاب کو یہ امر سخت ناگوار گزرتا مگر حضرت خواجہ حضرت امیر کی خدمت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے، اور ہمیشہ سرِ تسلیم ان کی ارادت متابعت کی آستان پر رکھتے، اور حضرت بھی روز بروز حضرت خواجہ کی طرف زیادہ التفات کرتے، یہاں تک کہ ایک روز خلوت میں حضرت امیر کی خدمت میں آپ کے اصحاب نے حضرت خواجہ کی شکایت کی، لیکن حضرت امیر خاموش رہے، ایک مرتبہ حضرت امیر کے تمام اصحاب چھوٹے بڑے جن کی تعداد پانچ صد تھی، سوخار میں مسجد و جماعت خانہ کی تعمیر کے لئے جمع تھے، آپ نے اس مجمع میں فرمایا، کہ تم میرے فرزند بہاؤالدین کے حق میں بدگمانی کرتے ہو، اور غلطی سے اس کے بعض احوال کو قصور پر محمول کرتے ہو، لیکن تم نے اس کو نہیں پہچانا، حق تعالیٰ کی نظر خاص ہمیشہ اس کے شامل حال ہے اور بندگانِ حق تعالیٰ کی نظر حق سبحانہٗ کی نظر کے تابع ہے اس کے حق میں مزید التفات کے بارے میں میرا کچھ اختیار نہیں، پھر حضرت خواجہ جو اینٹیں لا رہے تھے، بلا کر فرمایا:

اے فرزند بہاؤالدین! حضرت خواجہ بابا نے جو تمہارے حق میں وصیت کی تھی میں نے اسے پورا کیا، جس طرح انہوں نے میری تربیت کی تھی، میں نے بھی اسی طرح تمہاری تربیت کی ہے اور اپنے سینۂ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، میں نے یہ پستان تمہارے واسطے خشک کئے ہیں اور تمہاری ہمت کا مرغ بلند پرواز واقع ہوا ہے،

ترک و تاجیک سے جس جگہ کوئی خوشبو تمہارے دماغ میں پہنچے، طلب کرو، اور اپنی ہمت کے موجب طلب میں کوتاہی نہ کرو،

(۲) اس کے بعد حضرت خواجہ سات سال مولانا عارف دیک کرانی (ایک گاؤں دیک کراں بخارا سے نو فرسنگ کے فاصلہ پر) کی خدمت میں رہتے، ان کی متابعت اور تعظیم و آداب بجالاتے رہے چنانچہ چلتے وقت مولانا کے قدم پر قدم نہ رکھتے۔

(۳) بعد ازاں قثم شیخ کی خدمت میں دو تین ماہ رہے، جب پہلی دفعہ حضرت خواجہ شیخ قثم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو شیخ اس وقت خربزہ کھا رہے تھے، شیخ نے چھلکا آپ کی طرف پھینک دیا آپ نے

سنّتِ جماعت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک نماز با جماعت اُن تائیس نمازوں کے برابر ہیں، جو تنہا ادا کی جائیں اور جس نے نمازِ عشاء جماعت کے ساتھ ادا کی، گویا وہ آدھی رات تک محوِ عبادت رہا، اور پھر اگر صبح کو بھی نماز با جماعت ادا کی تو گویا باقی آدھی رات بھی عبادت میں گزار دی

(کیمیائے سعادت امام غزالی رح)

بطورِ تبرک کھالیا، اسی مجلس میں تین بار ایسا ہی وقوع میں آیا کہ اِسی اثناء میں شیخ کے خادم نے آکر اطلاع دی کہ تین اونٹ اور چار گھوڑے گُم ہو گئے، شیخ نے خواجہ کی طرف اشارہ کیا، حضرت خواجہ نقشبند مراقبہ میں متوجہ ہوئے، اور نماز شام کے بعد اطلاع دی، کہ اونٹ اور گھوڑے خود بخود آگئے ہیں،

(۴) بعد ازاں آپ حضرت حکیم اتا قدس سرہٗ جو کبار مشائخ ترک سے تھے، کی خدمت میں بارہ سال رہے، آپ خود فرماتے ہیں، کہ اوائل حال میں ایک روز خواب میں حضرت حکیم اتا قدس سرہٗ مجھ سے ایک درویش کی سفارش فرماتے ہیں، جاگنے کے بعد اُس درویش کی صورت پوری طرح میرے ذہن میں تھی، میں نے اپنی دادی جو کہ ایک صالحہ تھیں نے ذکر کیا۔ اُنہوں نے فرمایا، بیٹا! تجھے مشائخ ترک سے بھی کچھ فیض ملے گا،

(۵) میں ہمیشہ اُس درویش کی تلاش میں رہا کہ ایک دن اچانک بازار بخارا میں اُن سے ملاقات ہو گئی، میں نے فوراً اُن کو پہچان لیا، اُن کا نام خلیل تھا، اُس وقت اُن کی صحبت میسّر نہ ہوئی، شام کو ایک قاصد آیا، کہ وہ درویش خلیل آپکو یاد کرتے ہیں، میں نے کچھ تحفہ لیا، اور نیاز و شوق سے اِنکی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے چاہا کہ آپ سے وہ خواب بیان کروں، کہ اُنہوں نے خود ہی فرمایا کہ جو کچھ تمہارے دِل میں ہے۔ وہ ہمارے سامنے عیاں ہے، بیان کی ضرورت نہیں، یہ سُن کر میرا حال دِگرگوں ہو گیا اور میرے دِل کا میلان اُن کی طرف اور زیادہ ہو گیا، اور اُن کی صحبت میں عجیب حالات دیکھنے میں آئے۔ کچھ عرصہ بعد اُن کو ماوراءالنہر کی سلطنت مِل گئی اور رجب میں ایک کام کی غرض سے اُن کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے اپنی ملازمت و خدمت کی عزت بخشی۔ بادشاہت کے زمانہ میں بھی بڑے بڑے حالات ظہور میں آتے رہے، وہ مجھ پر بڑی شفقت فرماتے، آداب خدمت سکھلاتے، اُن آداب کی تعلیم اِس راہ کی سیر و سلوک میں مجھے بہت کار آمد ہوئی، میں چھ سال تک اسی طریقہ میں اُن کی خدمت میں رہا، مجلس میں عام آداب سلطنت بجالاتا اور خلوت میں اُن کا محرمِ خاص تھا، ایک عرصہ کے بعد اُن کی سلطنت کو زوال آیا

(۶) اِس کے بعد سات سال تک حضرت خواجہ مولانا عارف رح کی خدمت میں بہ تعظیم و تقدیم صحبت رہی،

کہ وہ حضرت سید امیر کلالؒ کے خلیفہ تھے اور حضرت خواجہ سے سال پیشتر تربیت پا چکے تھے، اور صاحب تصرف و کرامات تھے،

شاہ معزالدین والی ہرات سے ملاقات

فرمایا کہ جب میں حج سے واپس طوس میں پہنچا تو شاہ معزالدین حسینی والی ہرات کا قاصد مکتوب لیکر آیا کہ میں آپ کی ملاقات سے مشرف ہونا چاہتا ہوں لیکن حاضر ہونا نہائت مشکل ہے، اس پر بموجب واما السائل فلا تنھر (القرآن) اور واذا طالبا فکن لا خادما۔ ہرات کی جانب روانہ ہوا، بادشاہ سے ملاقات ہوئی اور بعد ادائے مراسم توقیر فقراء صحبت منعقد ہوئی، بادشاہ نے دریافت کیا۔ آپ کو شیخیت اپنے آباء و اجداد سے بطریق وراثت پہنچی ہے، میں نے کہا نہیں پھر پوچھا آپ سماع اور ذکر جہر کرتے ہیں، میں کہا نہیں بادشاہ نے کہا، انہی باتوں کو درویشی کہتے ہیں، وہ ہی تم میں نہیں ہیں، میں نے کہا جذبہ عنائت الٰہی مجھ پر پہنچا، اور بلا مسابقت ریاضت قبول فرمایا، اور بادشاہ حقانی حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ کے خلفائے سے بیعت ہوا، ان کے وہاں ان چیزوں میں سے کچھ نہ تھا، بادشاہ نے دریافت کیا پھر ان کے یہاں کیا ہے، میں نے کہا، ظاہر با خلق و باطن با حق، بادشاہ نے کہا۔ کیا ایسا ہو جاتا ہے، میں نے کہا، ہاں ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ (ترجمہ)، کہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت، ہمارے خواجگان کا اصول ہے،

(۱) ہوش در دم (۲) نظر بر قدم (۳) سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن (۵) یاد کرد (۶) باز گشت (۷) نگاہ داشت (۸) یاد داشت (۹) وقوف عددی (۱۰) وقوف زمانی (۱۱) وقوف قلبی

اس کی مختصر تشریح بھی فرمائی، اس کے بعد فرمایا کہ جو حضور ذوق ذکر جہر و سماع سے ہوتا ہے، اس کو قیام نہیں، اگر کوئی وقوف قلبی پر مداومت کرے تو جذبہ پیدا ہوتا ہے، اور جذبہ سے کام تمام ہو جاتا ہے، حقیقت ذکر خفیہ و وقوف قلبی سے حاصل ہوتی ہے، اور ایسا ہو جاتا ہے کہ پھر دل کو خبر نہیں ہوتی کہ ذکر میں مشغول ہے، کیوں کہ بزرگوں کا قول ہے، کہ ان علم القلب انہٗ ذاکر فاعلم انہٗ غافل، یعنی اگر قلب کو معلوم ہو جائے کہ وہ ذاکر ہے، تو جان لو کہ وہ غافل ہے، اور آیۃ۔ واذکر ربک فی نفسک تضرعا و خفیۃ قال الحسن رحمتہ اللہ علیہ لا تظھر ذکرک لنفسک فتطلب لہٗ عوضا،

بعض بزرگوں کا مقولہ ہے۔ ذکر اللسان ھذیان و ذکر القلب وسوسۃ پھر بیت پڑھا ہے

دل را گفتم بیاد او شاد کنم گفت — چوں من ھمہ او شدم کرا یاد کنم

بادشاہ کو اطمینانِ قلب حاصل ہوا، اور آپ کا گرویدہ ہوگیا

سبب لقب نقشبند

دوسری مرتبہ جب حج کو جانے لگے تو حضرت مولانا زین الدین قدس سرہٗ کی ملاقات کے واسطے ہرات گئے اور تین روز تک اُن سے صحبت گرم رہی، ایک روز بعد از نماز صبح مولانا نے حضرت خواجہؒ سے کہا "برائے ما ہم اے خواجہ نقشبند" تو حضرت خواجہ نے بر سبیل تواضع فرمایا "آمدیم تا نقش بریم" غالباً اسی روز سے حضرت خواجہ لقب نقشبند مشہور ہوا، اس حج سے واپس آکر مدت العمر حضرت خواجہ نقشبندؒ بخارا میں رہے۔

حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات

فرمایا ایک روز حضرت امیر کلالؒ کی خدمت میں جا رہا تھا کہ راستہ میں ایک سوار ملا، وہ چرواہوں کی طرح ہاتھ میں لکڑی لئے اور نمدہ پہنے میرے پاس آیا، اس نے لکڑی سے مجھے مارا اور ترکی زبان میں مجھے کہا کہ کیا تو نے گھوڑے دیکھے ہیں، میں نے اس سے کوئی بات نہ کی، اس نے کئی دفعہ میرا راستہ روک کر مجھے پریشان کرنا چاہا اور لکڑی ماری، تو میں نے کہا۔ میں آپ کو جانتا ہوں، آپ حضرت خضر علیہ السلام ہیں، وہ رباط اول تک میرے پیچھے آئے اور کہا، آؤ کچھ دیر بات چیت کریں، مگر میں نے توجہ نہ کی، جب میں حضرت امیر کلالؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو انہوں نے کہا تم نے حضرت خضر علیہ السلام کی طرف توجہ نہیں دی، میں نے عرض کیا، جی ہاں میں آپ کی طرف متوجہ تھا، اس لئے ان کی طرف متوجہ نہ ہو سکا،

حضرت امیر کلالؒ نے فرمایا۔ ہمارے خواجگان کی نسبت چار طرف سے ہے، پہلی حضرت خضر علیہ السلام سے دوسرے حضرت جنید بغدادیؒ سے تیسرے حضرت بایزید بسطامیؒ سے جو ان کو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے ذریعے پہنچی ہے، اور چوتھے جو ان کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے ملی ہے۔

تربیت مریداں

حضرت علاؤ الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ہمارے مرشد حضرت خواجہ کی نظرِ عنایت کی برکت سے طالبوں کا یہ حال تھا کہ قدم اول میں سب سعادت مراقبہ سے مشرف ہو جاتے تھے، جب نظرِ عنایت زیادہ ہوتی، تو درجہ عدم اور پھر مقام فنا کو پہنچ جاتے، اس حال میں حضرت خواجہ یوں فرمایا کرتے کہ ہم تو دولت وصال کے واسطہ ہیں، ہم سے منقطع ہو کر مقصودِ حقیقی کو ملنا چاہیئے،

زہد و معاشرت

حضرت خواجہ فقیر تھے، ہمیشہ فقر کی تائید کرتے تھے، فرماتے

تھے، ہم نے جو کچھ پایا ہے، محبت فقر سے پایا ہے، آپ کے دولت خانہ میں موسم سرما میں خاشاک مسجد ہوا کرتا، اور گرما میں پرانا بوریا، ہر چیز بالخصوص طعام میں حلال کی رعایت اور شبہات سے اجتناب میں نہایت احتیاط فرمایا کرتے۔ اپنی مجلس میں ہمیشہ اس حدیث نبویؐ کو بیان فرمایا کرتے:۔

ان العبادة عشرة اجزآ تسعة منها طلب الحلال وجزء واحد منها سائر العبادات

(عبادت دس جز ہیں، جن میں سے نو طلب حلال میں ہیں، اور ان میں سے ایک باقی عبادات)

شہر میں کوئی مکان آپ کی ملکیت نہ تھا، بطور رعایت رہا کرتے۔

نماز

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نماز دین کا ستون ہے اور جس نے ان سے ہاتھ اٹھایا، اس نے اپنے دین کو برباد کیا۔ نیز فرمایا جو شخص کمال طہارت کے ساتھ نماز وقت پر ادا کرتا ہے، رکوع و سجود کمل طور پر بجا لاتا ہے، اور دل سے خضوع و خشوع اور عجز و انکسار کے ساتھ نماز پڑھتا ہے، اس کی نماز عرش سفید تک جا پہنچتی ہے۔

(کیمیائے سعادت امام غزالیؒ)

روزہ

حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ "میں ایک نیکی کا بدلہ دس نیکیوں سے لیکر سات سو نیکیوں تک دیتا ہوں، لیکن روزہ میرے لئے خاص ہے اور اس کی جزا میں خود ہی دیتا ہوں۔" پھر فرمایا۔ صبر نصف ایمان ہے، اور روزہ نصف صبر ہے، ایک حدیث شریف میں ہے۔ عبادت کا دروازہ روزہ ہی ہے۔

(کیمیائے سعادت امام غزالیؒ)

وفات

خواجہ علاؤ الدین عطارؒ کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ کے انتقال کے وقت ہم سورہ یٰسین پڑھ رہے تھے، جب سورت نصف ہوتی تو انوار ظاہر ہونے لگے، ہم کلمہ پڑھنے میں مشغول ہو گئے، اس کے بعد حضرت خواجہ کا سانس منقطع ہو گیا، حضرت کی عمر پورے تہتر ۷۳ سال کی تھی، دوشنبہ کی رات ۳، ربیع الاول ۷۹۱ھ میں وفات پائی، مزار مبارک قصر عارفاں میں ہے،

سن وفات قصر عرفان ۷۹۱ھ سے نکلتا ہے،

کراماتِ شہنشاہِ نقشبند

۱۔ آپ سے کسی نے کرامت طلب کی تو آپ نے جواب دیا۔ میری یہی کرامت ہے کہ باوجود اس قدر گنہگار ہونے کے مجھے نہ زمین نگل لیتی ہے۔ نہ آسمان سے کوئی عذاب اترتا ہے اور میں چلتا پھرتا ہوں۔

۲۔ حضرت خواجہ کے ایک مخلص کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ایک لشکر نے بخارا پر حملہ کیا اور بہت سی مخلوق کو ہلاک اور بے شمار قیدی بنا کیے گئے جس میں میرا بھائی بھی تھا۔ میرے والد بیٹے کے غم میں بہت پریشان تھے۔ اور مجھے ہمیشہ فرماتے۔ کہ اگر تو میری رضامندی چاہتا ہے۔ تو اپنے بھائی کو تلاش کر کے لا۔ مجھے چونکہ حضرت خواجہ سے بے حد عقیدت تھی۔ میں اپنی مہمات میں ان کی طرف ہی رجوع کیا کرتا تھا۔ اس لیے میں نے یہ قصہ بھی ان سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ جلدی جا اور اپنے باپ کی رضامندی حاصل کر۔ میں نے ایک درہم بطور نذرانہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ جسے آپ نے قبول کیا اور پھر واپس کر دیا اور فرمایا کہ اسے اپنے پاس رکھنا۔ اس میں بڑی برکتیں ہوں گی۔ جس وقت سفر میں تم کو کوئی مہم پیش آئے تو ہماری طرف متوجہ ہونا۔ اور میں حسب ارشاد روانہ ہو گیا۔ اس سفر میں تھوڑی سی تجارت سے مجھے بہت نفع ہوا۔ اور بغیر کسی دشواری کے اپنے بھائی کو خوارزم میں پالیا قیدیوں کی جماعت کے ساتھ ہم کشتی میں سوار ہو کر بخارا کی جانب روانہ ہو گئے۔ کہ ناگاہ مخالف ہوا چلنے لگی اور کشتی کے غرق ہو جانے کا اندیشہ ہوا۔ لوگوں نے فریاد شروع کی۔ اس پریشانی کے عالم میں مجھے حضرت خواجہ کا وہ ارشاد یاد آگیا۔ کہ کسی مہم کے پیش آنے کے وقت میری طرف متوجہ ہونا۔ میں فوراً حضرت خواجہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اسی وقت حضرت خواجہ مجھے نظر آئے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ ان کی برکت سے ایک لمحہ میں ہوا پھر گئی اور دریا کی لہر موقوف ہو گئی۔ تھوڑی مدت کے بعد ہم دونوں بھائی بخارا میں حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا۔ حضرت نے مسکرا کر فرمایا کہ جس وقت تم نے کشتی میں سلام کیا تھا۔ ہم نے سلام کا جواب دیا تھا مگر تم نے نہ سنا۔

۳۔ حضرت خواجہ سے ایک درویش کے دینار گم ہو گئے تو آپ کی خدمت میں عرض کی۔ آپ نے فرمایا۔ دینار تمہارے گھر کی کنیز لے گئی ہے چنانچہ کنیز کو بلا کر استفسار

گیا تو کنیز نے کہا کہ دینار فلاں جگہ زمین میں دفن ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ زمین میں صرف تین دینار ہیں باقی دینار بھی لاؤ۔ سب حاضرین نہایت متعجب ہوئے۔ دیکھا تو زمین میں واقعی تین دینار تھے۔ باقی کنیز نے اپنے پاس سے حاضر کیے۔

۴ - ایک روز حضرت خواجہ کے درویشوں میں سے اخی محمدؒ ایک دوسرے درویش کے آگے جا رہا تھا۔ کہ دوسرا درویش ایک دم گر پڑا۔ اور اس کی روح اس کے قالب سے پرواز کر گئی۔ جناب اخی محمد نے فوراً حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا۔ حضرت خواجہ وہاں تشریف لائے اور اپنا قدم مبارک اس کے سینہ پر رکھا۔ وہ ہلنے لگا۔ اور اس کی روح واپس قالب میں لوٹ آئی۔ اور بعد ازاں کافی دیر زندہ رہا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا اس کی روح چوتھے آسمان سے میں نے واپس لائی ہے۔ سب حاضرین نہایت متعجب ہوئے۔ حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی ایسا امر ظاہر ہوتا ہے۔ ہم درمیان میں نہیں ہوتے کیونکہ باوجود کمال متبعیت کے سیدنا خاتم الانبیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باری تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔ تو درویشوں سے جو کچھ صادر ہوتا ہے وہ صرف طالبوں کی رہنمائی کے لیے ہوتا ہے۔

۵ - ایک سید زادے حضرت خواجہ کے عقیدتمند تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ جب حج المبارک کے لیے تشریف لے گئے تو قربانی اور عید الاضحٰے کے دن آپ نے فرمایا کہ لوگ قربانیاں دے رہے ہیں اور ہم بھی قربانی دیتے ہیں۔ ہمارا ایک لڑکا ہے اسی کو قربان کرتے ہیں۔ درویشوں نے وہ تاریخ لکھ لی۔ اور جب سب لوگ بخارا واپس پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ کا لڑکا اسی تاریخ کو اسی وقت فوت ہوا تھا جس روز مکہ مکرمہ میں آپ کی زبان سے وہ الفاظ نکلے تھے۔

۶ - آپ کے ایک درویش محمد زاہد کا غلام بھاگ گیا۔ تو حضرت خواجہ کی خدمت میں عرض کی۔ آپ نے فرمایا دو دن اور دو رات ہمارے پاس ٹھہرو تیسرے روز زیدرتوں کی طرف اپنے مکان پر چلے جانا۔ غلام تم کو مل جائے گا۔ چنانچہ محمد زاہد نے ایسا ہی کیا۔ تیسرے روز وہ اپنے مکان کے قریب پہنچا تو اس سے پیشتر کہ وہ اپنے خواجہ کی بشارت گھر والوں کو دے۔ اس کے ساتھ ہی غلام بھی دروازے سے داخل ہوا۔ محمد زاہد اور گھر والے حیران ہوئے اور غلام سے حالات دریافت کیے۔ اس نے کہا کہ بخارا سے نسف کی طرف جا رہا تھا کہ رستہ میں میرے پاؤں میں ایک بیڑی ظاہر ہوئی اور میں چل نہ سکتا تھا۔ اور ساتھ ہی ایک گھنٹی کی آواز بھی آتی تھی مجھے شک ہوا کہ یہ آواز بخارا سے آتی ہے جب میں زیورتوں کی طرف

لوٹتا تو بیری بیڑی کھل جاتی۔ اس گھنٹی کی آواز بھی نہ آتی۔ جب دوسری طرف چلتا تو پھر بیڑی اور گھنٹی آموجود ہوتی۔ تین دن تک میرا یہی حال رہا ہے۔ چنانچہ میں آج واپس آگیا ہوں کیونکہ میں سمجھ گیا۔ یہ کیفیت کسی کی وجہ سے ہے مجھے معاف فرمائیے۔ محمد زاہد نے بھی حضرت خواجہ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ بتائے تو سب ششدر رہ گئے۔

۶

ایک مرتبہ آپ نے خواجہ علاؤالدین رح نے دریافت فرمایا کہ ظہر کی نماز کا وقت ہوا ہے یا نہیں آسمان ابر آلود تھا۔ انہوں نے کہا نہیں۔ فرمایا آسمان کی طرف دیکھو۔ انہوں نے دیکھا کہ سب حجاب دور ہو گئے۔ اور دیکھا کہ ملائکہ آسمان نماز ظہر میں مشغول ہیں۔ اس پر دہ محجوب ہوئے۔

۷

ایک درویش خوارزم جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ آپ نے اس کو فرمایا ہم تو خوارزم نہیں جانے دیں گے۔ اس نے کہا ایسا نہ کہیے۔ آپ کو اس میں کوئی قدرت نہیں ہے۔ اتفاقاً مولانا حمید الدین شاشی معہ اپنی جماعت کے ملاقات خواجہ کو حاضر ہوئے تو حضرت نے مولانا سے کہا آپ گواہ رہیئے ہم اس درویش کو خوارزم نہیں جانے دیں گے۔ مولانا نے کہا ہم گواہ ہوئے۔ چنانچہ وہ درویش خوارزم کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب وہ اقشبہ جو نواح بخارا میں قافلہ اترنے کی جگہ پہنچا تو بادشاہ وقت کے قاصد آپہنچے اور انہوں نے خوارزم کا راستہ بند کر دیا۔ تو اس درویش نے اہل قافلہ کے ساتھ صلاح مشورہ سے ایک دوسرے راستہ سے کچھ مسافت طے کر کے خوارزم کی راہ پر چلے۔ مگر قاصدوں کو پتہ چل گیا" انہوں نے اس درویش کو معہ قافلہ کے گرفتار کر لیا اور بخارا لے آئے۔ اس درویش نے شیخ سیف الدین باخرزی واکر مرہ کے نواسہ داؤد سے التجا کی اور کچھ مال دیکر قاصدوں سے رہائی پائی۔ اور حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کا طلبگار ہوا۔ جب یہ خبر مولانا حمید الدین کو پہنچی تو آپ کے تصرف پر بہت متعجب ہوئے۔

۸

ایک مرتبہ حضرت خواجہ شیخ شمس الدین کلال خلیفہ سید امیر کلال رح اس ندی کے کنارے بیٹھے تھے جو شیخ سیف الدین رح اور شیخ حسن بلغاری رح کے مزار کے سامنے ہے تو باتوں باتوں میں بزرگان کے تصرف کا ذکر آیا۔ شیخ شمس الدین کلال رح نے کہا بے شک اولیاء اللہ سے تصرفات ہوئے ہیں۔ کہا اس زمانہ میں بھی کوئی بزرگ ہیں جن سے ایسے حالات ظہور میں آتے ہیں حضرت خواجہ نے فرمایا کہ ہاں ایسے بزرگ بھی ہیں جو اس ندی کو اشارہ کر دیں کہ الٹی بہنے لگے۔ حضرت خواجہ نے اتنا فرمایا ہی تھا کہ ندی الٹی بہنے لگی۔ شیخ شمس الدین کلال اور دوسرے حاضرین نہایت متعجب ہوئے اور حضرت خواجہ کو بتایا کہ ندی

الٹی چلنے لگی ہے تو آپ نے ندی کو فرمایا کہ میں نے تمہیں ہنس کہا تھا چنانچہ ندی بدستور سیدھی چلنے لگی تو حاضرین نے حضرت خواجہ کے کمالِ ولایت اور تصرفات کا اعتراف کیا۔

۹ ایک درویش نے بتایا کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ اپنے غریب خانہ پر تشریف لائے تو اس وقت ایک بوری آٹا لایا گیا حضرت خواجہ نے فرمایا بس آٹے کو صرف کرتے رہو مگر ہمیں کمی بیشی کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔ حضرت خواجہ معہ اپنے درویشوں کے دو ماہ تک میرے پاس رہے اور اس آٹے سے پکتا رہا۔ لیکن بوری میں آٹا بدستور اسی طرح تھا۔ کوئی کمی نہ ہوئی تھی۔ حالانکہ ہر روز کافی دوست حضرات خواجہ کی زیارت کو آتے تھے۔ وہ مدتوں بعد بھی پکتا رہا۔ بعد ازاں خلافِ ارشاد میں نے یہ قصہ اپنی بیوی سے کہہ دیا۔ اسی وقت برکت ختم ہو گئی۔

۱۰ حضرت خواجہ کے ساتھ شیخ امیر حسین جا رہے تھے کہ ایک نالہ پر پہنچے۔ آپ نے شیخ سے فرمایا۔ پانی کے اوپر سے گزر جا۔ حسبِ ارشاد شیخ پانی میں کود پڑے۔ کچھ دیر بعد فرمایا:۔ امیر حسین پانی سے نکل آ۔ شیخ پانی سے نکل آئے۔ ان کے کپڑے بالکل خشک تھے۔ اور وہ دوسرے کنارے پر تھے۔ حضرت خواجہ نے حال دریافت فرمایا۔ عرض کی کہ جب میں نے پانی میں چھلانگ لگائی تو میں نے دیکھا ایک صاف ستھرا مکان ہے آپ نے آواز دی تو میں دروازہ سے باہر نکل آیا اور اب یہاں ہوں۔

۱۱ ایک درویش کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ ایک درویش اسحاق کے مکان پر تھے تنور میں آگ جل رہی تھی آپ نے اپنا دستِ مبارک اس تنور میں ڈال کر کچھ دیر رکھا اور پھر نکال لیا۔ عنایتِ الٰہی سے دستِ مبارک کا بال تک نہ جلا۔ حاضرین حیران ہوئے سے

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

ارشاداتِ قدسیہ

۱۔ فرمایا ہمارا طریقہ نوادر سے ہے اور محکم دستاویز ہے۔ اور سنتِ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو پکڑنا اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے آثار کی پیروی کرنا ہے۔ ہمیں اس راہ میں بفضلِ الٰہی لایا گیا ہے۔ اوّل سے آخر تک ہم نے ہی بفضلِ ایزدی مشاہدہ کیا ہے نہ کہ اپنا عمل۔ اس طریقہ میں تھوڑے عمل سے زیادہ فتوح ہوتی ہیں مگر سنت کی رعایت بڑا کام ہے

۲ فرمایا، ہمارا طریق صحبت ہے۔ کیونکہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت ہے۔ فرمایا وقوفِ قلبی اور وقوفِ عددی میں باختیار آنکھیں بند نہ کرنا چاہیے کہ وہ سب اطلاعِ خلق ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے ایک شخص کو گردن جھکائے بیٹھے دیکھا۔ فرمایا کہ ارفع عنقک، ذکر اس طرح کرنا چاہیئے کہ اہل مجلس میں کوئی معلوم نہ کرے کہ حقیقت اخلاص بعد فنا حاصل ہوتی ہے جب تک بشریت غالب ہے میسر نہیں۔

(۳) فرمایا۔ ذکر رفع غفلت کا نام ہے جس وقت غفلت رفع ہو گئی تو ذاکر ہے۔ اگرچہ ساکت ہی ہو۔ کہ رعایت وقوف قلب ہر حال میں چاہیے۔ یعنی کھانے میں بات کرنے میں، ہنسنے چلنے خریدنے، فروخت کرنے میں عبادت میں نماز میں قرآن شریف تلاوت کرنے میں لکھنے پڑھنے میں، وعظ فرمانے میں یعنی ایک لمحہ غافل نہ ہو کہ مقصود حاصل ہو ؎

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

کیونکہ بزرگوں کا مقولہ ہے کہ اگر بقدر پلک جھپکنے کے اللہ تعالیٰ سے غافل ہوگا تو باقی پوری عمر اس نقصان کا تدارک نہ ہو سکے گا۔ باطن پر نگاہ رکھنا نہایت مشکل ہے لیکن بفضل حق سبحانہ تعالیٰ تربیت خاصان حق سے جلد میسر ہو جاتا ہے۔ ؎

بے عنایت حق و خاصان حق گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

(۴) فرمایا کامل مکمل کے ایک التفات سے اس قدر تصفیہ باطن ہوتا ہے کہ ریاضات کثیرہ سے بھی نہیں ہو سکتا۔

(۵) فرمایا، ارباب ارشاد تین قسم کے ہوتے ہیں مقلد، کامل، کامل مکمل۔ مقلد جو بحکم شیخ کام کرکے کامل نورانی ہے لیکن نور بخش نہیں ہے۔ اس کا فیض اپنی ذات کے لیے ہے۔ کامل مکمل نورانی ہے اور نور بخش ہے اور دوسروں کی تربیت کرتا ہے۔

(۶) فرمایا۔ ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بلندی پر چڑھ رہے تھے تو آواز تکبیر و تہلیل بلند کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایہا الناس اربعوا علی انفسکم انکم لا تدعون غائبا انکم لتدعون سمیعا قریبا۔ یعنی اے لوگو! اپنے نفسوں پر نرمی کرو۔ کہ تحقیق تم غائب اور بہرے کو نہیں پکارتے ہو بلکہ تم سمیع اور قریب کو پکارتے ہو۔" اتفاق علماء و مشائخ ہے کہ ذکر خفیہ افضل و اولیٰ ہے۔

(۷) فرمایا، مجھ کو مقام شیخ جنید رح، شیخ شبلی رح، شیخ منصور رح، شیخ بایزید بسطامی رح کی سیر ہوئی اور جہاں تک وہ پہنچے، میں بھی پہنچا۔ حتیٰ کہ ایک بارگاہ عالیشان میں پہنچا۔ معلوم ہوا کہ یہ بارگاہ محمدی ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ حضرت بایزید بسطامی رح جب اس مقام پر پہنچے تھے تو انہوں نے چاہا کہ وہاں کی سیر کروں توان کو روک

دیا گیا تھا۔ لیکن میں نے بہ تعظیم سر آستانہ عزت پر رکھا۔ اور راہ ادب اختیار کی تو مجھ کو وہاں کی سیر کرائی گئی۔

(۸) فرمایا، ظہور خوارق و کرامت کا کچھ اعتبار نہیں ہے اصل چیز استقامت ہے بزرگوں نے فرمایا کہ طالب استقامت ہو۔ نہ کہ طالب کرامت کہ اللہ تعالیٰ استقامت طلب فرماتا ہے۔ اور تیرا نفس کرامت چاہتا ہے۔ اکابرین کا قول ہے کہ اگر ولی اللہ باغ ہو جائے اور ہر برگ درخت سے آواز "ولی اللہ" آئے تو اس پر التفات نہ دینا چاہیئے۔ بلکہ ہر لحظہ بندگی و تضرع اور نیاز مندی میں کوشش کرنی چاہیئے۔

(۹) فرمایا عبادت طلب وجود ہے۔ اور عبودیت تلف وجود ہے۔ فرمایا اگر تو مقام ابدال تک پہنچنا چاہتا ہے۔ تو مخالفت نفس کر۔ فرمایا حضرت عزیزان رح کا قول ہے کہ زمین اس طائفہ کے سامنے مثل دستر خوان کے ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ زمین مثل روئے ناخن کے ہے۔ فرمایا جو شخص اپنے کو سلامتی کے واسطے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے۔ اس کو دوسرے سے التجا کرنا شرک ہے۔ یہ شرک عوام کو معاف ہے لیکن خواص کو معاف نہیں فرمایا۔ متوکل کو چاہیئے کہ اپنے توکل کو اسباب میں پوشیدہ رکھے۔

(۱۰) فرمایا جس نے ایک دفعہ میری جوتی سیدھی کی، میں اس کی شفاعت کرونگا۔ فرمایا اگر مرید کو پیر کے کسی کام میں مشکل اور شبہ ہے تو صبر کرے اور اعتقاد کو خراب نہ کرے۔ شائد وہ بھید ظاہر ہو جائے اگر مرید مبتدی ہو۔ طاقت صبر کی نہ رکھے تو پیر سے دریافت کرے۔ اس کو سوال حلال ہے۔

(۱۱) فرمایا درویشی کیا ہے۔ باہر بے رنگ اور اندر بے جنگ فرمایا میں نے اکابرین سے دریافت کیا درویشی کیا ہے فرمایا زبونی اور خواری ہے

تا دریں خرقہ ایم از کس ما ... ہم نرنجیم وہم نرنجانیم

(۱۲) فرمایا درویش اہل نقد ہیں آئندہ پر نہیں چھوڑتے۔

(۱۳) فرمایا، خدا طلبی بلا طلبی ہے احادیث قدسیہ میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے مجھے دوست رکھا۔ میں نے اس کو ابتلا میں ڈالا۔ اس لئے وظیفہ محبت کو لازم ہے کہ محب محبوب کا جویاں ہو۔ محبوب جس قدر زیادہ عزیز ہوتا ہے۔ اس کی طلب کی راہ میں اسی قدر بلا زیادہ ہوتی ہے۔ اور احادیث میں وارد ہے۔ کہ ایک شخص نے حضرت رسالتمآب ﷺ کی خدمت میں عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کو دوست رکھتا ہوں" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کہ تو فقر کے لیے تیار رہ" اور ایک اور شخص نے

عرض کی کہ "میں خدا کو دوست رکھتا ہوں" حضورؐ نے فرمایا کہ "بلا کے لیے تیار رہ"

۱۴ - فرمایا - مرید سے احوال کا ظاہر ہونا پیر کی کرامت ہے -

۱۵

حضرت خواجہ نے فرمایا ہمارے جنازہ کے آگے یہ بیت پڑھنا ؎

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو
شیئاً للہ از جمالِ روئے تو

۱۶

کسی نے دریافت کیا کہ بعض مشائخ کا ارشاد ہے کہ فقیر اللہ کا محتاج نہیں - اس سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا، یہ سوال کرنے کی حاجت کی نفی ہے - حسبی من سوالی علمہ بحالی (بجائے لسان قال کے لسان حال سے سوال کرنا میرے واسطے کافی ہے) اس مقام کی طرف اشارہ ہے -

۱۷

فرمایا - کبار اہل حقیقت کا قول ہے کہ اس راستے کا سالک اگر اپنے نفس کو فرعون کے نفس سے سو دفعہ بدتر نہیں جانتا، وہ اس راستے سے نہیں ہے -

۱۸

ایک دفعہ شاہ معزالدین حسینی والیٔ ہرات کا قاصد ہرات سے آیا۔ اس نے بادشاہ کا پیغام دیا کہ ان کو درویشوں کی صحبت کا بہت شوق ہے۔ اگرچہ حضرت خواجہ کو ملوک السلاطین کے پاس جانے کی عادت نہ تھی لیکن پھر بھی اس کا لحاظ کر کے کہ "اما السائل فلا تنھر" خواجہ بذات خود ہرات کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ جب بادشاہ کی مجلس میں پہنچے اور بعد ادائے مراسم توقیر قصر اور صحبت منعقد ہوئی، تو بادشاہ نے استفسار کیا۔ آپ کو مشیخیت آبا و اجداد سے وراثت میں ملی ہے۔ خواجہ نے فرمایا نہیں بحکم جذبۃ من جذبات الحق توازی عمل الثقلین ایک جذبہ پہنچا اور میں اس سعادت سے مشرف ہو گیا۔

بادشاہ نے پوچھا۔ آپ کے طریقہ میں ذکر جہر اور سماع ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ بادشاہ نے پوچھا پھر آپ کا طریقہ کیا ہے حضرت خواجہ نے فرمایا کہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی کا قول ہے خلوت در انجمن چاہیے۔ بادشاہ نے پوچھا خلوت در انجمن کیا ہے، فرمایا ظاہر میں خلق کے ساتھ باطن میں حق کے ساتھ ہونا۔ ؎

از دروں شو آشنا وز بروں بیگانہ وش
ایں چنیں زیبا روش کم مے بود در جہاں

بادشاہ نے پوچھا، کیا ایسا ہو سکتا ہے حضرت خواجہ نے فرمایا۔ حق سبحانہ، قرآن میں فرماتے ہیں کہ رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ (سورہ نور) ترجمہ: وہ مرد کہ سودا کرنے میں نہ بیچنے میں اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوتے۔

۱۹ فرمایا خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت اور فرمایا جو حضور و ذوق ذکر جہر و سماع سے پیدا ہوتا ہے اس کو قیام نہیں۔ اور اگر کوئی وقوف قلبی پر مداومت کرے تو جذبہ پیدا ہوتا ہے اور جذبہ سے کام تمام ہو جاتا ہے۔ اور ایسا ہوتا ہے کہ پھر دل کو خبر نہیں ہوتی، کہ ذکر میں مشغول ہے۔ کیونکہ بزرگوں کا مقولہ ہے کہ ان علم القلب انه ذاکر فاعلم انه غافل۔ یعنی اگر قلب کو معلوم ہو جائے کہ وہ ذاکر ہے پس جان لو کہ تحقیق وہ غافل ہے اور آہستہ ذکر کرے واذکر ربك فی نفسك تضرعا وخیفة

قال الحسن رحمتہ اللہ علیہ لا تظهر ذکرك لنفسك له عوضا۔ اور بعض بزرگوں کا مقولہ ہے۔ ذکر اللسان هذیان و ذکر القلب وسوسه ترجمہ ؎

دل را گفتم بیاد او شاد کنم گفت
چوں من ہمہ او شدم کرا یاد کنم

۲۰ ایک دفعہ سوال ہوا کہ بعضے مشائخ نے کہا ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے۔ وہ کونسی ولایت ہے جو نبوت سے افضل ہے؟ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ "ولایت ہماں نبی افضل است"۔ یعنی اسی نبی کی اپنی ذاتی ولایت افضل ہے (حضرت خواجہ نے بعضے مشائخ کے قول کی تاویل بیان فرمائی ہے پس مسئلہ میں حضرت امام ربانی، مجدد الف ثانی قدس سرہ نے ثابت فرمایا ہے کہ نبوت ہر حال میں ولایت سے افضل ہے اور حق بھی یہی ہے۔ فرماتے ہیں کہ بعضے مشائخ نے جن کا قول اوپر بیان ہوا ہے ان کو کمالات نبوت کی بے علمی کے سبب افضل کہا ہے (دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

۲۱ فرمایا، مرشد کو چاہیئے کہ طالب کے تینوں حال (حال، ماضی، مستقبل) سے باخبر ہو تاکہ اس کی صحیح تربیت کرسکے۔ طالب کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ جس وقت خدا تعالیٰ کے دوستوں میں سے کسی دوست کی صحبت میں ہو۔ اپنے حال سے واقف ہو اور صحبت کا زمانہ کا گذشتہ زمانہ سے مقابلہ کرے اگر وہ نقصان سے کمال کیطرف فرق دیکھے تو اس بزرگ کی صحبت کو اپنے پر لازم سمجھے۔

۲۲ فرمایا ہمارا طریقہ ادب ہی ادب ہے۔ طلب راہ کی شرط ادب ہے۔ ادب تین طرح سے ہے۔ ایک ادب حق سبحانہ، کی نسبت ہے کہ ظاہر و باطن میں بشرط کمال بندگی اس کے حکموں کو بجالائے اور ماسوا سے منہ پھیرے۔ دوسرا ادب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ہے۔ کہ اپنے تئیں ہمہ تن آپ کی اتباع و پیروی کرے اور تمام حالات میں آپ کی واجب

[illegible] کو نگاہ میں رکھے اور [illegible] کو تا - موجودات اور حق سبحانہٗ کے درمیان واسطہ سمجھے جو کچھ بھی اور جو کچھ ہے - سب کا سر آپ کے آستان عزت پر ہے۔ تیسرا ادب مشائخ کی نسبت طالبوں پر لازم و واجب ہے - وہ اس لیے کہ مشائخ سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے سبب اس مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ لوگوں کو حق کی طرف بلائیں پس درویش کو چاہیئے کہ غیبت و حضور میں اُن کا ادب ملحوظ رکھے

۲۳ فرمایا - یہ ضروری نہیں کہ جو دوڑے گیند لے جائے۔ مگر ملتی اسی کو ہے جو دوڑتا ہے - یہ اشارہ اس امر کی طرف ہے کہ اس راہ میں ہمیشہ کوشش کرتا رہے۔

وصل نہم

خواجہ علاؤالدین عطار قدس سرہٗ

تعارف و ولادت

اسم مبارک محمد بن محمد بخاری المعروف علاؤالدین عطار در اصل اہل خوارزم تھے، لیکن جب آپ کے والد ماجد نے [illegible] دنیائے فانی سے کوچ فرمایا تو آپ نے وراثت میں کوئی چیز قبول نہ کی بس حالت تجرید میں بخارا آکر تحصیل علوم ظاہری میں مشغول ہو گئے - خورد سالگی میں آپ کی طبیعت مبارک فقر کی طرف مائل تھی - ایک دفعہ حضرت خواجہ نقشبند رح قصر عارفاں سے اس مدرسہ میں تشریف لائے۔ جہاں حضرت علاؤالدین عطار تعلیم حاصل کرتے تھے - اس کو کہ حضرت ایک حجرہ میں بیٹھے ہوئے بوریہ پہ ایک اینٹ سرہانے کی طرف رکھ کر مطالعہ میں مصروف ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند رح کی صورت مبارک دیکھ کر آپ تعظیم کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے - آپ نے بھی علاؤالدین رح میں آثار بزرگی دیکھ کر تھوڑے ہی عرصہ بعد اپنی صاحبزادی جنابہ حبیبہ معصومہ سے عقد کر دیا۔

بیعت

بعد نکاح حضرت خواجہ علاؤالدین خواجہ خواجگان خواجہ نقشبند رح سے بیعت ہو کر آپ کی صحبت میں کافی وقت گزارنے لگے اور حضرت خواجہ کی نظر عنایت بھی آپ پر دو نسبت سے خاص تھی۔ ایک تو ویسے بھی آپ میں سلسلہ قبول کرنے کی اہلیت تھی دوسرے داماد کا شرف حاصل ہونے کی وجہ سے ایک قلیل عرصہ میں ہی آپ کو مقام

بکمال تکمیل پر سرفراز فرمایا اور اپنی حیات طیبہ میں ہی طالب علموں کی تربیت آپ کے سپرد کر دیتے تھے۔ اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ علاؤالدین نے ہمارا بوجھ بہت ہلکا کر دیا ہے۔ آپ سے بہت سے انوار و آثار ولایت اتم و اکمل ظہور میں آئے اور آپ کی صحبت سے اور حسن تربیت سے کثیر التعداد طالبان راہ حق قرب و کمال تک پہنچ گئے۔

حضرت خواجہ علاؤالدین صاحب طریقہ خاص ہیں۔ ان کے طریقہ کو طریقہ علائیہ کہتے ہیں ان کے مناقب بے حد کثیر ہیں۔ سید شریف جرجانی رح فرماتے ہیں کہ، جب تک میں حضرت خواجہ علاؤالدین رح کی خدمت میں نہ پہنچا تھا۔ خدا کی شناخت نہ ہوتی تھی۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رح اپنے مکتوب ۲۹۰ دفتر اول میں فرماتے ہیں

اس طریقہ (نقشبندیہ) کا مبداء حضرت خواجہ نقشبند رح ہیں اور وہ معیت ذاتیہ کے راستہ آتے ہیں۔ وہ جذبہ حضرت خواجہ سے ان کے خلیفہ اول خواجہ علاؤالدین کو پہنچا۔ اور چونکہ آپ اپنے وقت کے قطب الارشاد تھے۔ اس لیے آپ نے بھی اس قسم کے جذبہ کے حصول کے لیے ایک طریقہ وضع فرمایا۔ وہ طریقہ آپ کے خانوادہ میں طریقہ علائیہ کے نام سے مشہور ہے۔ بلاشبہ یہ طریقہ کثیر البرکت ہے اس طریقہ کا تھوڑا حصہ بھی دوسروں کے بہت سے طریقوں سے زیادہ نافع ہے۔

وفات

۲۰ رجب ۸۰۲ھ بعد از نماز عشا

آخری وقت کلمہ توحید زبان پر تھا کہ داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

کرامات

۱۔ بخارا شریف میں علماء کی دو جماعتوں کے درمیان رؤیت باری تعالیٰ میں بحث چھڑ گئی جو کسی صورت ختم نہ ہوتی تھی تو دونوں طرف سے چیدہ علماء نے حضرت خواجہ علاؤالدین کو ثالث مقرر کر لیا اور آپ سے فیصلہ طلب کیا۔ آپ نے منکرین رؤیت باری تعالیٰ کو فرمایا۔ تم تین دن باوضو ہماری مجلس میں حاضر رہو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ تیسرے روز ان کو کیفیت طاری ہو گئی اور بیہوشی کے عالم میں زمین پر لوٹنے لگے۔ جب ہوش میں آئے تو کمال نیاز مندی سے معافی کے طلبگار ہو کر رؤیت حق پر ایمان لائے اور بعد میں آپ کی مجلس سے کبھی علیحدہ نہ ہوئے۔

۲

آپ مرض الموت میں حضرت خواجہ نقشبند کو دیکھتے ان سے باتیں کرتے اور ان کی باتوں کو سنتے تھے۔ فرمایا میری قبر سے چاروں طرف چالیس چالیس فرسنگ کے اندر جو کوئی دفن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم شفاعت کرنے کا مرتبہ عطا ہوا ہے اور میرے محبوب اور پیر زادہ محمد نجم الدین کو ان کی قبروں سے ایک ایک فرسنگ تک شفاعت کرنے کا مرتبہ ملا ہے۔

ارشادات قدسی

۱۔ فرمایا، مرشد سے تعلق غیر ہے اور آخر میں اس کی نفی کرنی چاہیئے۔ لیکن ابتداء میں سبب وصول ہے اور اور اس کے ماسوا کی نفی کرنی چاہیئے۔ اور اس کی رضاجوئی کرنی چاہیئے۔

۲
فرمایا، ریاضت سے مقصود نفی تعلقات جسمانی اور توجہ تام بعالم ارواح ہے اور سلوک سے مقصود یہ ہے کہ بندہ اپنے اختیار و کسب سے ان تعلقات کو جو راہ کے مانع ہیں قطع کر کے گزر جائے۔

۳
فرمایا، مشائخ کا ارشاد ہے۔ التوفیق مع السعی (توفیق کوشش کے ساتھ ہے) [illegible] مرشد کی روح کی مدد یعنی سعی طالب پہنچتی ہے۔ بغیر طالب کی کوشش کے مرشد کی [illegible] ہوتا نہیں۔

۴
فرمایا صفت [illegible] کی دیکھنے سے تضرع و زاری و توبہ و انابت پیدا ہوتی ہے۔ فرمایا آدمی جب [illegible] اپنے میں رضا کی جانب میل دیکھے تو اللہ تعالی کا شکر ادا کرے اور جب [illegible] عدم رضا کا میل دیکھے تو تضرع و زاری کرے اور صفت استغنائی سے ڈرے۔

۵
فرمایا مزارات مشائخ سے فیض اس قدر [illegible] ہوتا ہے جس قدر کہ ان پر اعتقاد ہوتا ہے۔

۶
فرمایا مجاورات خلق سے مجاورت حق بہتر ہے۔ فرمایا مقصود زیارت مزارات اکابر سے یہ ہونا چاہیئے کہ توجہ حق کی طرف مائل ہو۔ اور ان کی روح کو وسیلہ سمجھے۔ یہی حال تواضع کا ہے کہ ہر چند تواضع ظاہری خلق کی جانب ہو۔ لیکن درحقیقت اللہ تعالی کے واسطے ہو۔

۷
فرمایا طریقہ مراقبہ طریقہ نفی اثبات سے اعلی و اولی ہے کہ طریقہ مراقبہ سے مقام نورانیت تصرف ملک و ملکوت میں پہنچ جاتا ہے۔

۸
فرمایا، خاموشی ان تین صفتوں سے خالی نہ ہو۔ یا نگاہ داشت خطرات یا مطالعہ ذکر دل یا مشاہدہ احوال جو کہ دل پر گزرتا ہو۔

۹
فرمایا، اہل اللہ کی دوام صحبت سے عقل کو ترقی ہوتی ہے۔ فرمایا صحبت سنت موکدہ ہے۔ ہر روز یا ایک روز قائم کر کے ہونا چاہیئے اگر بعید ضروری ہو تو ہر ماہ یا تیسرے ماہ اپنے احوال کی اطلاع بذریعہ مکتوب دیتا رہے۔

۱۰ فرمایا اس زمانہ میں وجوہ معاش میں سے تجارت کی نسبت زراعت اور باغبانی سے حلال کی روزی بہتر حاصل ہوتی ہے۔

وصل بیستم

حضرت مولانا یعقوب بن عثمان چرخی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت

آپ حضرت نقشبندؒ کے بڑے اصحاب سے ہیں۔ چونکہ آپ کی تکمیل حضرت خواجہ علاؤالدین عطارؒ سے ہوئی۔ اس لیے اُن کے ہی خلفاء میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اسم گرامی محمد یعقوب اور والد کا نام عثمان تھا۔ غزنی کے قریب دجوار میں چرخ نامی گاؤں کے رہنے والے تھے۔

تعلیم

ابتدا میں جامع ہرات میں اور بعد میں دیارِ مصر میں تحصیل علوم ظاہری میں مختلف علماء کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہ کر کے فراغت حاصل کی۔

حاضری و بیعت حضرت خواجہ نقشبند

خود فرماتے ہیں کہ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد میں بجذب الٰہی حضرت خواجہ نقشبند کی خدمت میں حاضر ہونے کو آرہا تھا کہ راستہ میں ایک مجذوب ملا۔ اس نے کہا اے یعقوب جلد جلد قدم اٹھا کہ وقت آگیا کہ تو مقبولوں میں سے ہو۔ اور اس نے چند خطوط زمین پر کھینچے۔ میں نے اتفاقاً دل میں خیال کیا کہ اگر یہ خط طاق ہوں گے تو میرا مطلب و مقصد حل ہو جائیگا۔ اور جب میں نے شمار کیا۔ تو طاق ہی تھے۔ بعد ازاں بخارا شریف پہنچا۔ تو قرآن شریف میں فال دیکھی تو اوّل سطر یہ نکلی۔ اولٰئک الذین ھدٰھم اللہ فبھدٰھم اقتدہ (ترجمہ:- یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے۔ پس تو ان کی ہدایت کی پیروی کر (سورہ انعام رکوع ۱۰)

میں بہت خوش ہوا۔ شام کے وقت فتح آباد میں جو اس فقیر کا مسکن تھا۔ شیخ عالم سیف الحق والدین باخرزیؒ متوفی ۶۵۱ھ کے مزار پر بیٹھا کہ مجھ میں بے قراری پیدا ہوئی اسی وقت کوشک ہندواں (قصر عارفاں) حضرت خواجہ نقشبندؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپ منتظر تھے۔ اور نماز شام کے بعد صحبت کا شرف بخشا۔ آپ نے فرمایا علم دو ہیں۔ ایک قلب کا علم، یہ نبیوں اور رسولوں کا علم ہے۔ دوسرا زبان کا علم۔ یہ بنی آدم پر حجت ہے۔ امید ہے کہ علم باطن سے تمہیں حصہ ملے گا۔ پھر فرمایا حدیث شریف میں ہے اذا جالستم اہل الصدق فجالسوھم بالصدق فانھم جواسیس القلوب یدخلون فی قلوبکم وینظرون الی ھممکم (ترجمہ):۔ جب تم اہل صدق کی صحبت میں بیٹھو تو ان کے پاس صدق سے بیٹھو۔ کیونکہ وہ دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں تمہارے دلوں میں داخل ہو جاتے ہیں اور تمہارے ارادوں کو دیکھ لیتے ہیں۔

فرمایا:۔ ہم مامور ہیں اپنے آپ کسی کو قبول نہیں کرتے۔ آج رات دیکھیں گے، تیرے بارے میں کیا ارشاد ہوتا ہے تاکہ اس پر عمل کریں۔

حضرت یعقوب رح فرماتے ہیں وہ رات مجھ پر ایسی گزری کہ کوئی رات ایسی نہ گزری ہوگی۔ میں ڈرتا تھا کہ رد نہ کر دیں صبح نماز فجر کے بعد آپ نے فرمایا کہ قبولیت کا اشارہ ہوا ہے۔ پھر اپنے مشائخ کا سلسلہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رح تک بیان فرمایا۔ اور فقیر کو وقوف عددی میں مشغول فرمایا، اور فرمایا یہ علم لدنی کا پہلا سبق ہے۔ بعد ازاں ایک مدت تک حضرت خواجہ کی خدمت میں رہا۔ تا آنکہ حضرت خواجہ نقشبند رح نے فرمایا کہ تجھ کو خدا کے سپرد کیا اور اشارۃً بمتابعت حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار فرمایا۔ چنانچہ میں وہاں سے روانہ ہو کر کش جو کم دیہات اصفہان میں ہے پہنچا کہ کچھ مدت بعد مجھے وہاں حضرت خواجہ بزرگ کی وفات کی اطلاع ملی۔ دل کو سخت رنج اور صدمہ پہنچا۔ اور خیال کیا کہ درویشوں کے کسی گروہ سے جا ملوں کہ حضرت خواجہ بزرگ رح کی روح ظاہر ہوئی اور یہ آیت پڑھی۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم (آل عمران۔ ع۔ ۱۵) ترجمہ: اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے بہت رسول ہو چکے۔ پھر کیا اگر وہ فوت ہو گئے یا مارے گئے، تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ پھر فرمایا:۔ قال زید بن الحارثۃ الدین واحد:۔ فرمایا زید بن حارثہ نے کہ دین ایک ہی ہے۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ اجازت نہیں ہے۔

ایک دفعہ حضرت خواجہ بزرگ کی روح سے پوچھا کہ میں آپ کو قیامت میں کس عمل سے پاؤں۔ فرمایا کہ شریعت پر عمل کرنے سے۔

صحبت حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رح

اسی اثناء میں میں کش سے بدخشاں چلا گیا اور وہیں مجھے حضرت خواجہ عطار کا چغانیاں سے خط موصول ہوا۔ اور اشارہ متابعت یاد کرایا۔ اس لیے میں نے چغانیاں میں حاضر رہ کر حضرت خواجہ بزرگ رح کے ارشاد کی تکمیل کی۔

وفات

وفات ۵ صفر ۸۰۲ھ میں ہوئی۔ مزار اقدس ہلفتو میں ہے کہ علاقہ ماوراالنہر میں ہے۔

ارشادات قدسی

۱۔ آپ صاحب تصانیف و صاحب التفسیر گزرے ہیں جس کے مطالعہ سے بڑا شوق پیدا ہوتا ہے۔

۲۔ فرمایا رزق حلال سالک کے لیے بنیاد ہے۔ سالک جب حرام میں مبتلا ہو جاتا ہے، تو عالم طبیعت کی طرف رجعت قہقری کرتا ہے اور راہ مستقیم کے سلوک سے منحرف ہو جاتا ہے۔

۳۔ ایک مرتبہ خواجہ عبیداللہ احرار نے پوچھا کہ شیخ زین الدین رح حل وقائع اور خوابوں کی تعبیر کا شغل رکھتے ہیں۔ ہم نے کہا ہاں درست ہے۔ آپ ایک دم بے خود ہو گئے جب ہوش میں آئے، تو پڑھا

چو غلام آفتابم ہم از آفتاب گویم
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

وصل بیست یکم

حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرہ

تعارف و ولادت

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار ماہ رمضان ۸۰۶ھ موضع باغستان علاقہ تاشقند میں پیدا ہوئے اور چالیس یوم تک ایام نفاس میں اپنی والدہ شریفہ کا دودھ نہیں پیا۔ جبتک کہ انہوں نے غسل طہارت نہ فرمایا۔ آپ کے جدّ امجد خواجہ شہاب الدینؒ قطب وقت تھے۔ دم آخر اپنے پوتوں کو الوداع کرنے کو بلایا۔ خواجہ عبیداللہ رح اس وقت کم سن تھے۔ وہ ان کو دیکھ کر تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے اور گود میں لیکر فرمایا۔ اس فرزند کے بارے میں مجھ کو بشارت نبوی ہے کہ پیر عالم گیر ہوگا اور اس سے طریقت و شریعت کو رونق ہو گی۔

ایام طفولیت اور تعلیم

ایام طفولیت ہی میں رشد و ہدایت کے آثار آپ کے چہرہ مبارک سے ہویدا تھے۔ انوار آپ کی پیشانی سے ظاہر تھے۔ تین چار سال کی عمر ہی میں مکتب میں آمد و رفت تھی اور بچپن میں ہی

مزاراتِ مشائخ پر حاضری دیتے تھے۔

آپ کے ماموں خواجہ ابراہیم رح کو آپ کی تعلیم کا بہت خیال تھا۔ مگر آپ کا شغل باطنی کا غلبہ علمِ ظاہری کے مقابلہ میں زیادہ تھا۔ حضرت خواجہ فضل اللہ ابو اللیثی جو سمرقند کے اکابر علماء میں سے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ ہم خواجہ عبید اللہ رح کے کمالِ باطن کو نہیں جانتے مگر اتنا جانتے ہیں کہ انہوں نے علوم ظاہری بہت ہی کم پڑھا ہے لیکن ایسا دن کم ہوگا کہ وہ تفسیر بیضاوی شریف میں ہمارے سامنے کوئی شبہ پیش کریں اور ہم سب اس کے حل سے عاجز نہ آئے ہوں۔

علمائے اہل سنت و جماعت

فرقہ صحیحہ اہل سنت و جماعت کے علماء ظاہر اگر بعض اعمال میں کوتاہی کرجاتے ہیں لیکن ذات و صفات سے متعلق ان کے عقائد کی درستی کا جمال اس قدر نورانیت رکھتا ہے کہ ان کی کوتاہی اس نورانیت کے آگے مضمحل اور ناچیز ہو جاتی ہے۔ مجدد الف ثانی رح (مکتوبات دفتر اول)

آپ نے عظیم مشائخ کی صحبت حاصل کی چنانچہ مولانا نظام الدین نے حضرت علاء الدین عطار کی تشریف آوری سے پہلے مولانا نے مراقبہ میں ایک نعرہ مارا۔ جب سبب پوچھا گیا تو فرمایا مشرق کی طرف سے ایک شخص عبید اللہ احرار نمودار ہوا ہے۔ اس نے تمام روئے زمین کو حلقہ میں لے لیا ہے۔ وہ عجیب بزرگ شخص ہے اور جب حضرت خواجہ احرار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا۔ یہ وہ خواجہ عبید اللہ احرار ہیں کہ عنقریب دنیا کے سلاطین ان کے تابع ہونگے۔

آپ سید قاسم تبریزی رح، سراج الدین کلال رح پیرمسی (بخارا کے نزدیک ایک گاؤں) خلیفہ حضرت خواجہ نقشبند اور مولانا حسام الدین خلیفہ سید امیر حمزہ بن سید امیر کلال رح اور خواجہ علاء الدین غجدوانی خلیفہ حضرت خواجہ نقشبند کی صحبت میں رہے۔

مولانا یعقوب چرخی رح سے بیعت کا واقعہ

ہرات میں آپ نے حضرت خواجہ یعقوب چرخی رح کے فضائل سن کر بلخ کے راستہ حصار کی طرف متوجہ ہوئے۔ بلخ میں مولانا حسام الدین خلیفہ خواجہ علاء الدین عطار رح کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فرماتے ہیں "جب میں چغانیاں میں پہنچا تو میں بیمار ہو گیا۔ اور اس عرصہ میں نواح میں مولانا یعقوب چرخی رح کی غیبت بھی سنی اور پریشان ہو گیا لیکن پھر دل میں خیال آیا کہ اتنی دور سے آیا ہوں تو یہ اچھا نہیں کہ بغیر ملاقات کے چلا جاؤں اور مولانا رح کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کمال مہربانی سے پیش آئے اور میری طرف ہاتھ بڑھا کر فرمایا کہ بیعت کرو

چونکہ آپ کی پیشانی مبارک پر برص کا داغ تھا۔ اس لیے طبیعت میں کچھ نفرت ہوئی۔ آپ نے فوراً میری کراہت کو سمجھ کر ہاتھ پیچھے کھینچ کر فی الفور اپنی صورت تبدیل کر کے ایسی صورت میں ظاہر ہوئے کہ میں بے اختیار ہو گیا۔ اور آپ نے پھر دست مبارک بڑھایا اور فرمایا کہ مجھے حضرت خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا تھا کہ تمہارا ہاتھ میرا ہاتھ ہے جس نے تمہارا ہاتھ پکڑا۔ اس نے ہمارا ہاتھ پکڑا۔ خواجہ نقشبند کا ہاتھ پکڑ لو۔ تو میں نے بلا توقف حضرت مولانا یعقوب کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور آپ نے مجھے بیعت فرمایا۔ اور حسب طریقہ حضرات خواجگان شغل نفی اثبات جس کو وقوف عددی کہتے ہیں سکھایا۔ آپ حضرت مولانا یعقوب چرخی کی خدمت میں کم وبیش ایک سال رہ کر انتیس سال کی عمر میں وطن مالوف کی طرف واپس آئے اور تاشقند کے نواح میں زراعت کے کام میں مشغول رہے۔

وفات

تاریخ وفات شب شنبہ ۲۹۔ ربیع الاول ۸۹۵ھ ہے۔ بوقت وفات مکان میں بہت سی شمعیں روشن کی گئیں اور مکان بہت روشن کیا۔ اس اثناء میں آپ کے دونوں ابروؤں کے درمیان نور چمکتی بجلی کی طرح نمودار ہوا جس کی شعاع نے شمعوں کے نور کو مات کر دیا۔ حاضرین نے اس نور کا مشاہدہ کیا۔ اسی وقت آپ کا وصال ہو گیا۔ سمرقند۔ محلہ خواجہ کفشیر میں محوطہ ملایاں میں دفن ہوئے۔ آپ کی اولاد بزرگوار نے آپ کی مرقد مبارک پر عالیشان عمارت تعمیر کر دی۔

کرامات

(۱) مرزا ابو سعید ترکستان کے حاکم نے حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ کو خواب میں دیکھا۔ اور آپ کا نام دریافت کیا۔ بیدار ہونے کے بعد دریافت کیا کہ کوئی بزرگ خواجہ عبید اللہ نام اس طرح حلیہ کے ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ تاشقند میں ہیں۔ فوراً سوار ہو کر وہاں پہنچا۔ لیکن حضرت خواجہ مرزا ابو سعید کے آنے کی خبر سنکر فرکت چلے گئے۔ تو مرزا معلوم کر کے فرکت میں پہنچ کر حضرت خواجہ کی زیارت کی۔ اور بے اختیار قدموں میں گر گیا۔ آپ نے کمال مہربانی فرمائی اور اپنی جانب جذب کیا اور توجہ فرمائی۔

(۲) حضرت خواجہ احرار سلاطین سے اختلاط پیدا کرنے پر مامور ہوئے تھے۔ تاکہ ترویج شریعت وتجدید ملت فرمائیں اس سلسلہ میں آپ سمرقند گئے۔ اس وقت مرزا عبد اللہ بن مرزا ابراہیم بن مرزا شاہ رخ والئے سمرقند کا ایک امیر حضرت خواجہ کی ملاقات کو حاضر ہوا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا۔ تمہارے مرزا عبد اللہ کی ملاقات کو آیا ہوں۔ اگر

تمہاری کوشش سے ملاقات ہو جائے تو تم راضی ہو جاؤ تب ہو گئے۔ اس پر اُس نے گستاخی سے کہا۔ مرزا جوان ہے اور بے پرواہ ہے۔ اس سے ملاقات بہت مشکل ہے اور درویشوں کو ایسی باتوں کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت خواجہ جلال میں آ گئے اور فرمایا۔ مجھ کو سلاطین کو راہ پر لانے کا حکم ہوا ہے تاکہ ترویج دین حقہ ہو میں خود نہیں آیا ہوں تمہارا مرزا اگر پرواہ نہ کریگا۔ اس کی جگہ کوئی اور آئیگا چنانچہ ایک ابعد مرزا ابو سعید نے اُسے قتل کر دیا

علم کی زکوٰۃ

سیدی علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کسی عالم کو نصیحت کرتے سنا کہ اے درست امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو لازم جان کیونکہ یہ علم کی زکوٰۃ ہے۔

تنبیہ المغترین امام شعرانی

۳ تھوڑے عرصہ بعد بابر بادشاہ ایک لاکھ سوار لیکر سمرقند کو فتح کرنے کی غرض سے چڑھ دوڑا۔ سلطان مرزا ابو سعید حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ بابر کے مقابلہ کی ہمت مجھ میں نہیں ہے۔ آپ نے اس کو تسلی و تشفی دی اور فرمایا تمہاری مہم میں نے اپنے ادپر لے لی ہے جب بابر بادشاہ دریائے آمویہ سے گزرا تو سلطان ابو سعید نے امراء سے مشورہ کیا کہ مرزا کو ترکستان لے جائیں اور وہاں قلعہ نشین ہو جائیں۔ حضرت خواجہ کو معلوم ہوا تو بہت خفا ہوئے اور خود مرزا ابو سعید کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ میں نے تم سے کہا تھا۔ کہ تمہاری مہم میں نے اپنے سر لے لی ہے۔ تمہیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں امیر گھبرا گئے۔ اور بعضوں نے کہہ دیا۔ کہ حضرت خواجہ ہمیں مروا رہے ہیں چونکہ مرزا کا اعتقاد صحیح تھا اس لیے کسی کی نہ سنی اور سمرقند ہی میں قلعہ نشین ہو گیا۔ بابر بادشاہ نے قلعہ سمرقند کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن چند ہی دنوں میں رسد کی قلت سے بہت مجبور ہو گیا اور پھر گھوڑوں میں ایک وبا نمودار ہوئی جس سے گھوڑے مر گئے۔ تو بابر بادشاہ نے مجبوراً مولانا محمد قاضی کو حضرت خواجہ احرار کی خدمت میں بھیج کر صلح کی درخواست کی اور مولانا نے اثناء گفتگو کہا۔ ہمارا مرزا بابر بادشاہ نہایت صاحب ہمت اور غیور ہے جس طرف جاتا ہے۔ فتح اس کے قدم چومتی ہے۔ حضرت نے جلال میں آکر فرمایا کہ میں اس کے دادا مرزا شاہ رخ دستوری ۸۵۰ھ کے زمانہ میں ہرات میں تھا۔ مجھے اس کے طفیل بڑی سہولت اور فراغت تھی۔ اگر شاہ رخ کے حقوق مجھ پر نہ ہوتے تو معلوم ہو جاتا کہ مرزا بابر کا کیا حال ہوتا آخر کار حضرت کے مرید خاص مولانا قاسم کی وساطت سے صلح ہو گئی۔

۴ شیخ ابو سعید جو کہ آپ کے معتقدوں میں سے تھے، کے پاس ایک روز ایک حسین و جمیل عورت خلوت میں آئی اور اس نے چاہا کہ خلوت سے فائدہ اٹھائے اور بات چیت شروع کر دی۔ کہ اچانک حضرت خواجہ احرارؒ کی آواز سنی۔ "ابو سعید اچھے کام کرنی" ابو سعید یہ سنتے ہی کھڑے ہوگئے اور دل میں اس قدر ہیبت پیدا ہوئی کہ فوراً اس عورت کو مکان سے باہر نکال دیا۔ جب خدمت خواجہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ اگر حق تعالیٰ کی توفیق یاوری نہ کرتی تو شیطان مجھ کو برباد کر دیتا۔

۵ ایک عالم حضرت خواجہ احرارؒ کی تعریف سنکر زیارت کے لیے روانہ ہوئے۔ جب شہر کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ اونٹوں پر بہت سا غلہ اندر شہر میں جا رہا ہے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ غلہ حضرت خواجہ کا ہے سخت متعجب ہوئے کہ یہ کیسی نیستی ہے کہ اس قدر دنیاداری اور امارت ہے۔ دل میں خیال آیا کہ لوٹ جائیں لیکن پھر سوچا کہ اس قدر مسافت طے کر کے آیا ہوں تو اب مل لینے میں کیا حرج ہے۔ خانقاہ میں پہنچے اور بیٹھے تو اتفاقاً نیند آگئی۔ خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور نفسا نفسی کا عالم ہے۔ ایک شخص جس کا یہ عالم قرضدار تھا، وہ اس سے قرض کا خواہاں ہے اور چاہتا تھا کہ قرض کے عوض اپنے اعمال لے لے۔ وہ عالم سخت پریشانی اور حیرانی کے عالم میں تھا کہ اسی اثنا میں حضرت خواجہ تشریف لائے اور دریافت کر کے اس کا کل قرض قرضخواہ کو اپنے پاس سے ادا کر دیا۔ اتنے میں اس شخص کی آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو حضرت خواجہ خانقاہ میں تشریف فرما ہیں اور مسکرا کر فرمایا کہ میں مال اسی واسطے رکھتا ہوں کہ دوستوں کو قرض سے نجات دلادوں وہ شخص معافی کا طلبگار ہوا۔ اور داخل سلسلہ ہو گیا۔

۶ دو درویش بہت دور دراز سے حضرت خواجہ کی خانقاہ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ وہ سخت حیران ہوئے کہ کیسے شیخ ہیں جو بادشاہ کے پاس جاتے ہیں۔ اور بئس الفقیر علی باب الامیر کے مصداق ہیں اتفاقاً اسی وقت دو چور بادشاہ کے دربار سے مقابلہ کر آئے تھے ان کو تلاش ... بادشاہ کے آدمیوں نے ان دونوں درویشوں کو پکڑ لیا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ شریعت کے بموجب ان کے ہاتھ کاٹ دو حضرت خواجہ بادشاہ کے پاس تشریف فرما تھے۔ انہوں نے فرمایا یہ درویش مجھے ملنے کے لیے آئے ہیں ان کو چھوڑ دو۔ یہ قصوروار نہیں ہیں اور دونوں درویشوں کو ساتھ لیکر مکان پر آئے اور ان سے کہا میں بادشاہ کے پاس اس وجہ سے گیا تھا کہ تمہارے ہاتھ قطع ہونے سے بچاؤں اگر میں وہاں نہ ہوتا تو تمہارے ہاتھ

قطع ہو چکے ہوتے - اور بئس الفقیر علی باب الامیر کے مصداق ہیں جب ہو تا کہ طمع دنیا کے واسطے جا

ارشادات

(۱) فرمایا طالب کو اس طرح مرشد کے پاس آنا چاہیئے کہ اپنے تئیں نہایت مفلس ظاہر کرے تا کہ مرشد کو ان پر رحم آ جاوے - فرمایا، پیر کا ادب ہر حال میں ضروری ہے

۲ فرمایا - پیر وہ ہے جو حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا میں فنا ہو گیا - جو کچھ فرمایا وہ اس پر قائم ہو - اس کی تمام آرزوئیں آئینہ کی مثل ہوں - سوائے اخلاق نبوی کے اور کچھ ظاہر نہ ہو - پھر وہ صفات نبوی کے سبب حق سبحانہ کے تصرف کا مظہر ہو جاتا ہے

۳ فرمایا، مرید وہ ہے کہ ارادت کی تاثیر میں اس کی تمام خواہشات نابود ہو چکی ہوں - اور اس کی کوئی مراد بغیر پیر کے نہ ہو - اور اپنی توجہ تمام ماسوا سے پھیر کر پیر کی طرف رکھے

ولایت اور اتباع رسول ص

ہر شے کے قدم پر ایک ولایت ہے - جو اس سے نامی ہے اور سب سے اعلیٰ درجہ کی ولایت وہ ہے جو ہمارے نبی علیہ و علی جمیع اخوانہ من الصلوات اتمہا من التحیات اکملہا کے نام ہے - اس لیے تجلی ذاتی جمیع اسماء و صفات شیون و اعتبارات کا نہ بطور ایجاب اور نہ بطور سلب کوئی اعتبار نہیں یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولایت کیساتھ مخصوص ہے اور علم و عین ہر لحاظ سے تمام وجودی اور اعتباری حجابات کا اٹھ جانا اسی مقام میں حاصل ہوتا ہے - اس وقت وصل پوری طرح نصیب ہوتا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والوں میں سے کاملین کو نصیب کامل اور حصہ وافر اسی نادر الوجود مقام سے عطا ہوتا ہے

(مجدد الف ثانی مکتوب ۱۲ دفتر اول)

آں را کہ در سرائے نگاریست فارغ است ... از بوستان و تماشائے لالہ زار

۴ فرمایا بزرگوں کا قول ہے کہ بعد از نماز عصر ایک ساعت ایسی ہے کہ جس کو بہترین اشغال اعمال میں صرف کرتے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ بہترین عمل محاسبہ ہے کہ تمام دن یاد الٰہی میں گزرا ہے تو شکر الٰہی ادا کرنا چاہیئے - اگر معصیت میں صرف ہو تو استغفار کرے آئندہ محتاط رہے

۵ فرمایا بہتر اخلاق کا اثر عبادت پر بھی پڑتا ہے - چنانچہ اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز ادا کرے جہاں اخلاق و افعال ناپسندیدہ ہوتے ہیں تو نماز ایسی پر انوار نہ ہو گی جیسی کہ اگر ایسی جگہ ادا کی گئی ہو جہاں ارباب جمعیت کا اثر پہنچا ہو - یہی

وجہ یہ ہے کہ دو رکعت نماز حرم کعبہ میں باقی تمام جگہوں کی ایک لاکھ رکعت کے برابر ہے۔

۶ فرمایا شیخ ابوطالب مکی قدس سرہٗ کا قول ہے کہ کوشش کر کہ کوئی آرزو اللہ تعالیٰ کے سوا تیرے دل میں نہ رہے۔ اگر یہ حاصل ہو گیا تو تیرا کام پورا ہو گیا۔

۷ فرمایا حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہٗ کا قول ہے کہ مرید صادق وہ ہے کہ بیس سال تک کاتب شمال کوئی عمل لکھنے نہ پائے اور اس کے یہ معنی نہیں کہ کسی مرید سے کوئی گناہ سرزد ہی نہ ہو بلکہ یہ کاتب شمال کے لکھنے سے پہلے اس کا تدارک اور استغفار کرے کہ لکھنے کی نوبت بھی نہ آسکے۔

۸ فرمایا۔ مولانا نظام الدین قدس سرہٗ شریعت طریقت اور حقیقت کی اس طرح مثال دیتے تھے کہ جھوٹ منع ہے اور اگر کوئی اس طرح کوشش کرے کہ اسکی زبان پر جھوٹ جاری نہ ہو تو یہ شریعت ہے اور اگر دل سے جھوٹ جاتا رہے تو طریقت ہے۔ اور اگر یا اختیار یا بے اختیار زبان و دل سے یہ بات بالکل جاتی رہی وہ حقیقت ہے۔

۹ فرمایا ہر زمانہ میں رجال الغیب ایسے شخص کی صحبت میں آتے ہیں کہ رخصت سے اجتناب کرتا ہو۔ اور عزیمت پر عمل کرتا ہو۔ یعنی ہر وقت ذکر الٰہی سے زبان تر ہے۔ اور کسی وقت رخصت یعنی غافل نہ ہو۔ اور رجال الغیب رخصت والوں سے بھاگتے ہیں کیونکہ رخصت پر عمل ضعیفوں کا کام ہے حضرت خواجگان کا طریقہ عمل عزیمت پر ہے۔

۱۰ فرمایا۔ فنا مطلق کے معنی یہ ہیں کہ اپنے جملہ اسناد و اوصاف و افعال کو اپنے فاعل حقیقی کی طرف بطریق ذوق اثبات کرے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ ہر جامہ جو میں پہنے ہوئے ہوں، عاریتاً ہے لیکن اس کے عاریتاً ہونے کا مجھ کو علم نہیں ہے اور میں یہ ہی جانتا ہوں کہ یہ میرا ہی ہے اس سبب سے میرا اس سے تعلق ہے۔ اگر مجھے یہ علم ہو جائے کہ یہ جامہ اصل میں عاریتاً ہے تو میرا تعلق اس جامہ سے منقطع ہو جائے گا۔ حالانکہ میں اس جامہ کو اسی طرح پہنے رہوں گا جس طرح پہلے پہنے ہوئے تھا۔ اسی طرح جملہ صفات کو اسی پر قیاس کرنا چاہیئے۔ تاکہ حق تعالیٰ کے سوا سب سے منقطع اور آزاد ہو کہ یہی اصل درویشی ہے۔

۱۱ فرمایا۔ اصل یہ ہے کہ دل کو ہر وقت حق تعالیٰ کے ساتھ بطریق ذوق حاضر پائے اس کی نسبت حضرت خواجہ نقشبند نے فرمایا "ما نہایت را در ہدایت درج می کنیم۔" فرمایا اگر ذکر کا اسقدر ملکہ ہو جائے تو دل ہمیشہ حاضر ہو۔ اور اگر ذاکر کو اس حضور سے تعلق ہو تو وہ ابرار میں سے ہے اور کس کو حاضر مع اللہ بننا چاہیئے۔ لیکن واصل مع اللہ نہیں ہے۔ واصل وہ ہے کہ اسناد حضور سے منتہی ہو جائے اور حق سبحانہٗ کو بذات خود حاضر جانے۔

۱۲ فرمایا ہمت اس کو کہتے ہیں کہ اگر کسی کام کے واسطے کوشش کرے تو اس کے خلاف دل میں کوئی دوسرا خیال نہ آئے۔ اس طرح اگر کوئی کافر بھی کسی کام کے واسطے کوشش کرے اور ہمیشہ دل کو جمع رکھے تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ اس میں ایمان و عمل صالح کی شرط نہیں ہے۔ فرمایا جب اسی طرح کوئی شخص توبہ کے لیے ہمت کرے اور اپنی ہمت کو اسی میں مصروف رکھے۔ کہ کوئی لمحہ اور ساعت یادِ الٰہی سے غافل نہ ہو تو بفضلِ ایزدی اس کی توبہ مقبول ہو جاتی ہے کیونکہ وہ صحبتِ ناجنس سے پرہیز کرتا ہے

تحفت موعظت پیر صحبت این حرف است
که از مصاحبِ ناجنس احتراز کنید

ناجنس سے مراد دنیادار، مخالفانِ طریقت ہیں

۱۳ فرمایا، ہر روز سونے سے قبل اپنی گذشتہ اوقات کو یاد کرے کہ کس طرح گزرے ہیں اور غیر طاعت سے گزرے ہیں تو توبہ و استغفار کرے

یادِ حق:

مشائخ کرام میں سے ایک گروہ نے جو اپنے آپ اور اپنے ارادہ سے پوری طرح باہر آ چکے ہیں۔ بعض حقانی نیتوں کے باعث اہل دنیا کی صورت اختیار کر رکھی ہے اور بظاہر دنیا کی طرف راغب نظر آتے ہیں لیکن فی الحقیقت انہیں اس سے کوئی تعلق نہیں رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

"ایسے مردانِ حق ہیں جنہیں سوداگری اور خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں کر سکتی"

تجارت اور بیع وغیرہ ان کے لیے ذکر سے مانع نہیں ہے ان امور کے ساتھ عین تعلق کے اندر بھی بے تعلق ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند رح نے فرمایا کہ میں نے منیٰ کے بازار میں ایک تاجر دیکھا جو کم و بیش ۵۰ ہزار دینار کی خرید و فروخت کر رہا تھا۔ مگر اس کا دل یادِ حق سے ایک لحظہ کے لیے بھی غافل نہ تھا۔

(مجدد الف ثانی مکتوب ۳۳ دفتر اول)

۱۴ فرمایا، منجملہ آدابِ طریق سے یہ ہے کہ ہمیشہ باوضو رہے۔ فرمایا دوامِ وضو سے فراخیِ رزق ہوتی ہے۔

۱۵ فرمایا۔ غیر حق سبحانہٗ سے دل کا آزاد کرنا توحید ہے اور غیر حق سبحانہٗ کے وجود کے علم و شعور سے دل کی خلاصی وحدت ہے اور حق تعالیٰ کی ہستی میں استغراق اتحاد ہے اور حق سبحانہٗ تعالیٰ کی دید کے اندر خودی سے خلاصی سعادت ہے اور خودی میں دنیا اور حق سے باز رہنا شقاوت ہے حق سبحانہٗ تعالیٰ کے نور کے شہود سے

ساتھ اپنے آپ کو بھول جانا وصل ہے۔ دل کا غیر حق سبحانہ سے جدا کرنا فصل ہے۔

۱۶ فرمایا۔ جس بستی میں سادات رہتے ہوں، میں اس میں رہنا نہیں چاہتا کیونکہ ان کی بزرگی اور شرف زیادہ ہے میں ان کی تعظیم کا حق بجا نہیں لا سکتا۔

فرمایا، ایک روز امام اعظمؒ درس کی مجلس میں کئی بار اٹھے کسی کو اس کا سبب معلوم نہ ہوا۔ آخر کار حضرت امامؒ کے ایک شاگرد نے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ سادات علوی کا ایک لڑکا ان لڑکوں میں ہے جو صحن میں کھیل رہے ہیں۔ وہ لڑکا جب درس کے قریب آتا ہے تو میری نظر پڑتی ہے تو میں اس کی تعظیم کے لیے اٹھتا ہوں۔

۱۷۔ فرمایا، محققین کے نزدیک ثابت ہے کہ موت کے بعد اولیاء اللہ ترقی کرتے ہیں۔

۱۸ فرمایا، اس سلسلہ میں کہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم ہر بادشاہ کار دبار کی کچھ طرف نسبت نہیں رکھتے ان کا کارخانہ بلند و بالا ہے۔

۱۹ فرمایا۔ وصل حقیقت میں یہ ہے کہ دل بطریق ذوق حق سبحانہ کے ساتھ ہو۔ اور جب یہ بات دائم ہو جائے تو اسے دوام وصل کہتے ہیں انتہا یہی ہے۔ وہ جو خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا کہ ہم نہایت کو ہدایت میں درج کرتے ہیں اس سے مراد بھی نہایت ہے۔ اور وہ جو آپ نے فرمایا کہ ہم محض تربیت کا واسطہ ہیں ہم سے منقطع ہونا چاہیے اور مقصود سے ملنا ہی وصل ہے۔

۲۰ فرمایا، اگر ہم شیخ بننا چاہتے تو زمانہ میں کسی شیخ کو مرید نہ ملتا۔ لیکن ہمیں اور کام کا حکم ملا ہے کہ مسلمانوں کو ظالموں کے شر سے بچائیں اس لیے ہمیں بادشاہوں سے میل جول رکھنا اور اس کے نفوس کو مسخر کرنا پڑا کہ مسلمانوں کی مطلب برآری ہو۔

۲۱ فرمایا عبادت سے مراد اوامر پر عمل کرنا اور نواہی سے پرہیز کرنا ہے۔ اور عبودیت سے مراد حق سبحانہ کی جناب کی طرف ہمیشہ توجہ و اقبال ہے۔

۲۲ فرمایا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے کہ اس نے مجھے ایسی قوت عطا فرمائی ہے کہ اگر چاہوں تو بادشاہ خطا کو ایسا کر دوں کہ ننگے پاؤں خطا سے خار و خاشاک میں دوڑتا ہوا میرے آستان پر آئے لیکن باوجود ایسی قوت کے ہم حق سبحانہ کے حکم کے منتظر ہیں جستجو نہیں، وہ چاہے حکم دے دے ہی وقوع میں آئے۔ اور اس مقام کے لیے ادب لازم ہے۔ اور ادب یہ ہے کہ بندہ اپنے تئیں حق سبحانہ کے ارادہ کا تابع بنائے نا کہ حق تعالیٰ کو اپنے ارادہ کے تابع بنائے۔

وصل بست و دوم

مولانا محمد زاہد وخشی قدس سرہ

تعارف و انتساب بیعت

آپ کا سن ولادت معلوم نہیں ہو سکا۔ آپ خواجہ محمد یعقوب چرخی رح کے نواسہ تھے۔ آپ کا انتساب سلسلۂ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ احرار رح سے ہے۔ آپ نے ذکر کی تلقین خواجہ محمد یعقوب چرخی کے کسی خلیفہ سے لی تھی۔ کہ اسی دوران خواجہ احرار کے ارشاد کا آوازہ آپ کے کان میں پہنچا، تو آپ حصار سے سمرقند پہنچ کر محلہ دالسرا میں ٹھہرے جہاں سے حضرت خواجہ احرار کا مسکن تین کوس کے فاصلہ پر تھا۔ کہ حضرت خواجہ کو بذریعہ کشف معلوم ہو گیا کہ مولانا زاہد ہماری ملاقات کو آئے ہیں۔ تو عین دوپہر کے وقت آپ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مع مریدین چل پڑے۔ کسی کو منزل معلوم نہ تھی۔ اونٹ کی مہار چھوڑ دی تو مولانا زاہد کی قیام گاہ پر پہنچ کر اونٹ خود بخود رک گیا۔ حضرت خواجہ اونٹ سے اتر پڑے۔ جب مولانا زاہد رح کو خواجہ احرار کی تشریف آوری کی خبر ہوئی۔ تو بے اختیار دوڑتے ہوئے آئے اور حضرت کا استقبال کیا۔ اُن کے پاؤں کو بوسہ دیا۔ مولانا نے بیعت کی خواہش کی حضرت نے آپ کو بیعت کر کے اسی مجلس میں درجۂ تکمیل کو پہنچا دیا اور خرقۂ خلافت عطا فرما کر رخصت فرما دیا۔ تو حضرت کے بعض اصحاب کو بیعت ناگوار گزرا کہ ہم عرصے سے حضرت میں حاضر ہیں مگر ہم پر عنایت نہیں فرمائی۔ حضرت خواجہ احرار نے فرمایا مولانا زاہد چراغ اور بتی معہ تیل تیار کر کے لائے تھے۔ ہم نے اُس کو روشن کر کے رخصت کر دیا ہے۔ یہ واقعہ حضرت مولانا زاہد رح کی استعداد اور قابلیت اور حضرت خواجہ احرار کے عظیم تصرف پر دلالت کرتا ہے۔

وصال

آپ کا وصال وخش (نواح بلخ میں برلب دریائے جیحون) میں غرہ ربیع الاول ۹۳۶ھ میں ہوا۔ اور وہیں دفن ہوئے۔ مادہ تاریخ وفات "فیض الٰہی" ۹۳۶ھ ہے۔

وصل نسبت دسوم

حضرت مولانا درویش محمدؒ قدس سرہ

تعارف وبیعت حضرت مولانا درویش محمدؒ حضرت مولانا محمدؒ زاہد کے بھانجے تھے اور بیعت سے پندرہ برس قبل زہد و ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ اور تجریدی حالت میں ویرانوں میں رہا کرتے تھے۔ ایک روز بھوک سے لاچار ہوئے۔ تو حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا۔ اگر صبر و قناعت مطلوب ہے۔ تو خواجہ محمدؒ زاہد کی خدمت میں حاضر ہو کر اُن سے صبر و توکل سیکھیں تو آپ اپنے ماموں مولانا محمد زاہد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور داخل طریقہ نقشبندیہ ہو کر رتبہ کمال و تکمیل کو پہنچے۔ اور ماموں جان کے انتقال کے بعد اُن کے نائب مقرر ہوئے گمنامی بہت زیادہ پسند کرتے تھے۔ اور بچوں کو درس قرآن مجید دیا کرتے تھے کہ کسی کو اُن کے حال احوال سے آگاہی نہ ہو۔

ایک روز ایک ترک درویش کا گذر آپ کے شہر سے ہوا۔ اُس نے فرمایا یہاں ایک مرد خدا کی بو آتی ہے اور مولانا درویش محمدؒ کی طرف اشارہ کیا۔

سبب شہرت آپ کے صاحبزادے خواجہ امکنگی سے روایت ہے کہ حضرت قبلہ والد صاحب کی شہرت کی یہ وجہ ہوئی ایک درویش نے میرے والد صاحب کے سامنے شیخ نورالدین خوانی کا ذکر کیا کہ وہ بہت بزرگ ہیں اگر ان کا گزر یہاں ہو تو ضرور ملیں تھوڑے عرصہ میں شیخ نورالدین رحمۃ اللہ کا گزر یہاں سے ہوا۔ تو میرے والد جو میلے کچیلے کپڑے زیب تن کئے ہوتے تھے۔ انہی کپڑوں کے ساتھ کچھ ہدیہ لیکر حضرت خواجہ نورالدین کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے میرے والد صاحب سے سخت معانقہ فرمایا۔ اور دونوں دیر تک مراقبہ میں رہے جب میرے والد صاحب وہاں سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے تو چند قدم متابعت کر کے بتواضع رخصت فرمایا۔ میرے والد صاحب کے چلے جانے کے بعد شیخ نورالدین رحمۃ اللہ نے حاضرین سے فرمایا کہ اس بزرگ کی خدمت میں طالبانِ خدا آتے ہوں گے تو لوگوں نے عرض کی کہ یہ شیخ نہیں ہیں بلکہ بچوں کو قرآن مجید کا درس دیا کرتے ہیں۔ شیخ نورالدین ؒ نے فرمایا کہ سبحان اللہ یہاں کے آدمی بھی عجب نابینا اور مردہ ہیں۔ اور ایسے کامل شخص سے استفادہ اور استفاضہ حاصل نہیں کرتے۔ چنانچہ شیخ رحمۃ اللہ کی یہ بات مشہور رہ کر

گئی۔ اور لوگوں نے آپ کے پاس آنا شروع کر دیا لیکن لوگوں کے اس رجوع پر آپ عموماً دل تنگ رہا کرتے تھے۔

وفات

حضرت مولانا درویش محمدؒ کی تاریخ وصال بروز پنجشنبہ ۱۹ محرم الحرام ۹۷۰ھ اور مزار اقدس اسفرار میں ہے جو کہ شہر سبز ماوراء النہر کا مشہور موضع ہے۔ مادۂ تاریخ مست عشق ۹۷۰ نکلتا ہے۔

کرامت

حضرت شیخ حسین خوارزمی کردیؒ کی عادت تھی، کہ جس جگہ جاتے وہاں کے مشائخ میں سے جس سے صحبت ہوا کرتی تھی۔ اور آپ اُس کی نسبت سلب کر لیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ شیخ کردیؒ کا گذر مولانا درویش محمد کے شہر میں ہوا۔ دوسرے مشائخ کے علاوہ حضرت مولانا بھی ملاقات کے لیے روانہ ہوئے۔ اور ساتھ ہی شیخ حسین خوارزمی کردی کی نسبت سے خالی پا کر نہایت پریشان ہوئے۔ جب حضرت مولانا اونٹ پر سوار ہوئے تو شیخ حسینؒ نے اپنی نسبت کی بو پائی جس طرح کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کی بو پائی تھی۔

آپ اونٹ پر سوار ہو کر نسبت کی بو کے پیچھے روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں حضرت شیخ حسین کی ملاقات مولانا درویش محمد سے ہوئی۔ تو بو بھی وہیں منقطع ہوگئی حضرت شیخ سمجھ گئے کہ میری نسبت حضرت مولانا نے سلب کی ہے تو نہایت انکسار اور عاجزی سے درخواست کی کہ مجھ کو علم نہ تھا کہ یہ اقلیم آپ کے زیر حکومت ہے۔ میں فوراً یہاں سے چلا جاتا ہوں۔ حضرت مولانا کو شیخ موصوف پر رحم آگیا۔ اور ان کی نسبت سلب شدہ واپس کر دی۔ اور شیخ کردیؒ نے اسی وقت اپنے آپ کو نسبت سے معمور پایا۔ تو اسی وقت اپنی قیام گاہ پر واپس آکر اپنے وطن روانہ ہو گئے۔

طریقت اور شریعت

طریقت اور شریعت ایک دوسرے کا عین ہیں۔ ان کے درمیان بال برابر بھی مخالفت نہیں۔ فرق صرف اجمال و تفصیل اور استدلال اور کشف کا ہے۔ جو چیز شریعت کے خلاف ہے مردود ہے۔ کل حقیقة ردته الشریعة فهو زندقة۔ حقیقت جسے شریعت باطل کرے مردود ہے۔"

(مجدد الف ثانی مکتوب ۴۳ دفتر اول)

وصل بست و چہارم

حضرت مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہ

تعارف و بیعت

آپ کا اسم مبارک خواجگی (منسوب بہ خواجہ درویش محمد) آپ کی ولادت باسعادت غالباً ۹۱۸ھ موضع امکنہ نزد بخارا شریف ہوئی۔ آپ حضرت خواجہ درویش محمد قدس سرہ کے صاحبزادے تھے اور اپنے قبلہ والد صاحب سے ہی علوم ظاہری باطنی حاصل کیے۔ اپنے والد صاحب سے بیعت ہو کر انہیں کی تربیت سے مقام تکمیل و ارشاد تک پہنچے اور تیس سال سے زیادہ عرصہ مسند رشد و ہدایت پر متمکن رہے۔ باوجودیکہ آپ نہایت معمر ہو چکے تھے اور ہاتھ کانپتے تھے، لیکن اپنے مہمانوں کے لیے کھانا خود لاتے تھے۔ حتیٰ کہ ان کی سواریوں کی بھی خبر گیری خود فرماتے تھے۔ طریقہ نقشبندیہ کی نہایت رعایت فرماتے تھے۔ ذکر جہر جو حادثات زمانہ سے طریقہ میں کچھ نہ کچھ داخل ہو گیا تھا، اس سے سخت پرہیز و احتراز فرماتے تھے۔ آپ حضرت خواجہ نقشبند رح قدس سرہ کے اصل طریقہ کے سختی سے پابند تھے۔ عابد و زاہد اور صاحب کرامات و خوارقات وقت تھے۔ طالبان طریقت کے لیے اپنے وقت کے مرجع تھے۔ باطنی تصرف کا یہ عالم تھا کہ علماء و فضلاء عصر امراء و فقراء ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ باوجودیکہ آپ اپنے حالات کے اخفاء میں بہت سعی فرماتے تھے لیکن بقول ؎

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

کے مصداق ملوک و سلاطین بھی آپ کے آستانہ عالیہ کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بناتے تھے۔

وصال

آپ کے انتقال سے تھوڑے دن پہلے آپ نے حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رح اپنے خلیفہ کو خط لکھا جس کے آخر پر مندرجہ ذیل دو شعر تھے ؎

زماں تا زماں مرگ یاد آیدم — ندانم کنوں تا چہ پیش آیدم
جدائی مبادا مرا از شما — دگر ہر چہ پیش آیدم شایدم

اس خط کے پہنچتے ہی آپ اس دنیائے دوں سے رخصت ہو کر خالق حقیقی سے جا ملے۔ تاریخ وصال ۲۲ شعبان المعظم ۱۰۰۸ھ اور آپ کا مولد و مرقد قریہ امکنہ نزد بخارا شریف ہے۔ آپ نے

تقریباً نوّے سال کی عمر پائی۔ مادہ تاریخ وفات شیخ زماں ۱۰۰۸ھ نکلتا ہے

کرامات

"سلطان عبداللہ خاں والئے توران نے خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان جمع کھڑا ہے جس میں امام الانبیاء رسالتمآب حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں اور ایک بزرگ دروازہ پر ہاتھ میں عصا لیے ہوئے کھڑے ہیں اور لوگوں کی معروضات و مہمات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ عالیہ میں پیش کرکے جواب لاتے ہیں۔

اسی اثناء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ ایک تلوار بھیجی اور انہوں وہ تلوار لاکر میری کمر میں لٹکا دی۔ فی الفور عبداللہ خاں کی آنکھ کھل گئی۔ عبداللہ خاں نے اس بزرگ کا حلیہ بتا کر لوگوں میں تلاش شروع کر دی کہ مصاحب نے عرض کی کہ اس حلیہ کے بزرگ مولانا خواجہ امکنگی ہیں۔ سلطان یہ سنکر بہت خوش ہوا۔ اور بڑے شوق سے تحائف اور ہدایا لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کا حلیہ بعینہٖ وہی پایا جو کہ خواب میں دیکھا تھا۔ سلطان نے نہایت انکساری نیازمندی اور تواضع سے نذرانہ قبول کرنے کی درخواست کی لیکن حضرت مولانا نے قبول نہ کیا۔ فرمایا، حلاوت فقر قناعت اور ناداری میں ہے۔ سلطان نے آیۃ واطیعو اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم کی طرف اشارہ کیا۔ تب مجبوراً قبول فرمایا۔ اس کے بعد سلطان تقریباً ہر روز صبح آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔

ترویج شریعت

ذاتی شرافت کے ساتھ اگر ترویج شریعت کی سعادت مل جائے۔ تو سبقت کا گیند سعادت کے چوگان کے ساتھ آپ سب سے آگے لے جا سکتے ہیں۔ یہ حضر تائید و ترویج شریعت حقہ کی خاطر مترجیہ ہوا ہے

(مجدد الف ثانی)

مکتوب ۵۱ دفتر اول

۲

ایک بادشاہ پیر محمد خاں سمرقند کے بادشاہ باقی محمد خاں پر پچاس ہزار سوار لیکر حملہ آور ہوا۔ باقی محمد خاں تاب مقابلہ نہ لاکر حضرت مولانا امکنگی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض دعا ہمت کی۔ آپ خود بہ نفس نفیس پیر محمد خاں کے پاس تشریف لے گئے اور اس کو سمجھایا کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑانا اچھا نہیں لیکن اس نے کچھ پرواہ نہ کی ناراضگی کی حالت میں واپس تشریف لے آئے اور باقی محمد خاں کو فرمایا کہ تم قلت لشکر کا کچھ فکر نہ کرو۔ دشمن سے مقابلہ کرو۔ فتح انشاء اللہ تعالیٰ تمہاری ہوگی چنانچہ مولانا

باجماعت درویشاں لشکر کے پیچھے تھے اور میدانِ جنگ کے قریب ایک پرانی مسجد میں درد کش ہو کر بقید مراتب ہوئے ۔ باقی محمد خاں کو فتح عظیم نصیب ہوئی اور پیر محمد قتل ہوا۔

۳

ایک دفعہ تین طالب علم مختلف ارادوں سے حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے ایک نے نیت کی کہ اگر فلاں قسم کا کھانا آپنے کھلایا تب صاحب کرامت سمجھوں گا۔ دوسرے نے دل میں کہا کہ اگر فلاں قسم کا میوہ کھلائیں تو وہ دلی ہیں تیسرے نے دل میں کہا کہ اگر فلاں حسین لڑکے کو مجلس میں حاضر کردیں تو صاحب خوارق ہیں جب تینوں حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پہلے کو وہی کھانا جو اس نے خیال کیا تھا کھلایا۔ اور دوسرے کو اس کی دل کی خواہش کے مطابق میوہ کھانے کو دیا۔ اور تیسرے سے فرمایا۔ کہ درویشوں کو جو حالات دکمالات نصیب ہوتے ہیں وہ بمتابعتِ صاحبِ شریعت ہوتے ہیں ان سے امرِ نامشروع صادر نہیں ہوتا۔ اس لیے تمہاری نیت پوری نہیں کی۔

اس کے بعد تینوں سے فرمایا کہ درویشوں کے پاس بہ نیت امتحان نہ آنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کو بے ادبی کہتے ہیں اور بے ادب فیض و برکت سے محروم رہتا ہے ان کی زیارت خالصتہً للہ کرنی چاہیئے :۔ کیونکہ

از خدا خواہیم توفیق ادب　　بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد　　بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد　　تا دلِ مردِ خدا نامد بدرد

ارشادات

۱۔ فرمایا۔ کرامت کا کچھ اعتبار نہیں۔ کیونکہ ان کے احوال مختلف مختلف ہوتے ہیں اکثر اوقات اولیاء ایسی باتوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ ایسی نیت سے آنے والے کے واسطے نقصان دہ ہے۔ اور ان سے محرومی ہوتی ہے۔ تو آنے والے بد اعتقاد ہو کر صحبت کی برکات سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اس لیے ان کی خدمت میں خاص اللہ تعالیٰ کے واسطے آنا چاہیئے تاکہ فیض باطنی کا کچھ حصہ ملے۔

۲ ایک دفعہ ایک درویش نے بیان کیا کہ میں ایک رات حضرت خواجہ کے پاس جاتا تھا کہ راستہ میں کانٹا لگ گیا۔ عرض حال کی تو آپ نے فرمایا اے برادر جب تک کانٹا نہیں لگتا پھول ہاتھ نہیں آتا۔

وصل بست و پنجم

سراج الملت مؤید الدین ابو الرضی جناب خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ

تعارف و ولادت

اسم گرامی خواجہ محمد باقی عرف باقی باللہ اور والد مکرم کا اسم گرامی قاضی عبد السلام صلبی سمرقندی قریشی تھا۔ جو صاحب وجد و حال تھے۔ اور ایک طرح سے کابل میں سکونت پذیر تھے۔ کابل میں ہی ۹۷۱ھ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ بچپن میں ہی بزرگی و ولایت اور تجرید کے آثار آپ کی پیشانی سے ظاہر تھے آپ گوشۂ تنہائی میں گزارتے۔

تعلیم

آپ نے علوم ظاہری مولانا صادق حلوائی جو علمائے عصر میں یگانہ تھے سے حاصل کیے۔ اور مولانا کی رفاقت میں کابل سے ماوراء النہر چلے گئے اور تھوڑے عرصہ میں امتیاز حاصل کر لیا۔ اسی دوران آپ کو درویشی اور فقیری کا شوق ہوا۔ اور بہت سے مشائخ کبار ماوراء النہر کی خدمت میں حاضری دی اور بعض جگہ توبہ بھی کی مگر استقامت نہ ہوئی۔ کافی عرصہ اولیائے اللہ کی تلاش میں حیران و سرگرداں رہے کہ بشری قوت سے باہر ہے۔ اسی تگ و دو میں آپ تمام ماوراء النہر، بلخ، بدخشاں، سمرقند، لاہور وغیرہ میں بڑے بڑے مشائخ کی صحبت میں رہے۔ جس زمانہ میں آپ لاہور میں تھے۔ وہاں آپ کی ملاقات ایک مجذوب سے ہوئی جو آپ کو گالیاں دیتا اور پتھر مارتا تھا۔ لیکن آپ نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔ آخرکار ایک روز اُس کو آپ پر رحم آگیا۔ اور آپ کے لیے بہت دعا فرمائی۔

آخرکار اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت سے آپ کو خواب میں حضرت خواجہ نقشبند کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اور خواب میں توبہ کی توفیق حاصل ہوئی۔ بہت سے مشائخ سے معلوم ہوا تھا کہ بہتر طریقہ وہی ہے جو بہتر طریقے سے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے۔ آپ کی تشنگی اور بے قراری ہی تھی کہ دو سال میں اسی مراقبہ اور ذکر کی پابندی میں رہے۔ اس اثنا میں دوسرے طریقے سے سلوک کے لیے غیبی اشارے بھی ہوئے لیکن فقیر اپنے مضبوط کو اس جگہ سے نہ اٹھاتا تھا۔ اور اسی طریقہ نقشبندیہ پر قائم تھا کہ حضرت شیخ بابا والی نقشبندی قدس سرہ کی خدمت میں کشمیر میں ۹۹۹ھ میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا۔ اور قبولیت کا دروازہ کھل گیا۔ اور فیضانِ الٰہی

پہنچنا شروع ہوگیا۔ لیکن حضرت شیخ ۱۵ صفر ۱۰۰۱ھ کو انتقال فرما گئے۔ تو خواجگان نقشبندیہ کی پاک روحیں طرح طرح کی تلقین کرنے لگیں اور ان کی توجہ سے نسبت میں قوت پیدا ہو گئی۔ اور اسی دوران حضرت خواجہ امکنگی قدس سرہ کی خدمت میں رسائی ہو گئی۔ جہاں خوشی و رغبت سے بیعت کر کے خواجگان کا طریقہ حاصل کیا۔ حضرت خواجہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اویسی تھے اور آپ نے حضرت خواجہ نقشبند رح آپ کے خلفا بلکہ خود جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے تربیت پائی تھی۔ جیسا کہ آپ کے ابیات سے ظاہر ہوتا ہے

شنیدم کاشف راز نہانی
ابوالقاسم چراغ گرگانی
کہ بودے در جہان نام اویسش
کہ باشد شربتے از جام اویسش
کیم من کیں ہوس گیرد دماغم
نیابد نور ایں سودا چراغم
زبانم تا نظر گرچہ نہ بداست
سرم بے خود است عید ایں کنداست

طائفہ اویسی

اولیاء اللہ کا ایک طائفہ جسے مشائخ طریقت اویسی کہتے ہیں وہ ظاہری طور پر کسی مرشد سے استفادہ کی بجائے گزرے ہوئے مشائخ کبار سے حقیقت سے استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ اور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کو بلا واسطہ غیر اپنی عنایت کی گود میں پالتے ہیں جس طرح حضور نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پالا تھا۔ یہ بہت ارفع و اعلیٰ مقام ہوتا ہے چنانچہ طریقہ نقشبندیہ میں شیخ ابوالقاسم گرگانی رح ہمیشہ اویس اویس کا ذکر کیا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ امکنگی کی بیعت حاصل کرنے سے پہلے آپ ایک سفر میں ماوراء النہر کے ایک شہر کو جا رہے تھے۔ کہ خواب میں حضرت خواجہ امکنگی تشریف لائے اور فرمانے لگے "اے فرزند چشم با بر سر راہ شما است" حضرت خواجہ باقی باللہ اس واقعہ سے بہت خوش ہوئے اور یہ شعر بے ساختہ آپ کی زبان پر جاری ہو گیا

مے گزشتم ز غم آسودہ کہ ناگاہ زکمیں عالم آشوب نگاہے سر راہم بگرفت

ترجمہ:۔ میں غم سے آسودہ جا رہا تھا کہ اچانک گھات میں سے ایک جہاں آشوب نگاہ نے مجھے راستے میں گھیر لیا۔

حضرت خواجہ امکنگی رح نے بیعت فرمانے کے بعد آپ پر خاص عنایت و رعایات فرمائیں۔ اور آپ کے احوال سن کر تین دن رات اپنی صحبت میں رکھا۔ اور اعلیٰ و ارفع مقامات باطنیہ سے

سرفراز فرمایا۔ اور فرمایا تمام کام بعنایت الٰہی اس سلسلہ عالیہ کے اکابر کی روحانیت کی تربیت سے انجام کو پہنچا ہے۔ اب تم پھر ہندوستان جاؤ۔ تاکہ تمہارے ذریعے یہ سلسلہ عالیہ وہاں پھلے پھولے اور رونق پائے۔ اور وہاں سے عالی قدر تمہاری تربیت اور برکت سے کامیابی حاصل کریں آپ نے انکسار اور تواضع کے طور پر بہت ہی عذر پیش کئے۔ لیکن حضرت خواجہ کا اصرار بڑھتا ہی گیا۔ اور استخارہ کا حکم دیا۔ اور آپ نے استخارہ میں دیکھا کہ ایک خوبصورت طوطی شاخ پر بیٹھا ہے۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا۔ کہ اگر وہ طوطی شاخ سے اڑ کر میرے ہاتھ پر بیٹھ جائے تو میرے لیے اس سفر میں بہت سے فتوح ظاہر ہوں گے۔ اس خیال کا آنا تھا کہ طوطی اڑ کر میرے ہاتھ پر آبیٹھا۔ اور میں نے اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا۔ اور اس طوطی نے میرے منہ میں شکر ڈالی۔ دوسرے روز استخارہ کا حال حضرت خواجہ امکنگی سے عرض کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ وہ طوطی ہندوستان کا پرندہ ہے اور ہندوستان تمہارے دامن برکت سے ایک بزرگ کا ظہور ہوگا۔ اور اس سے تم بھی بہرہ ور ہوگے۔

حضرت خواجہ امکنگی کے بعض پرانے حاضر باشوں مجلس نشینوں کو جب معلوم ہوا کہ حضرت باقی باللہ کو اجازت وخلافت دیکر ہندوستان بھیجا جا رہا ہے تو انہوں نے غیرت کے مارے شور مچایا۔ تو حضرت امکنگی نے فرمایا۔ یہ جوان تکمیل کو پہنچا ہوا تھا۔ ہم نے صرف اصلاح احوال کی ہے۔ اور جو شخص جیسا آئیگا ویسا ہی جائے گا۔

ہندوستان میں آمد

آپ ہندوستان پہنچ کر ایک سال کے قریب لاہور میں رہے۔ اور وہاں کے بہت سے علماء وفضلاء آپ کے گرویدہ ہوگئے۔ اس کے بعد آپ شہر دہلی جو کہ دارالاولیاء اور بیت الفقراء تھا میں تشریف لائے اور قلعہ فیروزی میں سکونت اختیار کی۔ اور یہاں سے تا دم آخر علیحدہ نہیں ہوئے۔ آپ کا سرحال داخفاء وارادت تھا۔ اگر کوئی بیعت کے لیے حاضر ہوتا تو عموماً ٹال دیا کرتے۔ اور کہتے تم کہیں اور جگہ رہبر تلاش کرو۔ مگر صادق العقیدہ طالب آپ کے آستانہ کو نہ چھوڑتے تو ناچار قبول فرماتے۔

ایک دفعہ ایک خراسانی جوان حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مزار پر انوار پر رہا کرتا تھا۔ اور حضرت خواجہ کی روح سے پیر کامل کی طلب کیا کرتا تھا۔ جب حضرت خواجہ باقی باللہ رح دہلی تشریف لائے تو اس کو دکھایا گیا کہ طریقہ نقشبندیہ کے ایک مرد کامل اس شہر میں تشریف لائے ہیں۔ تم اس کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ شخص حاضر ہوا۔

اور واقعہ عرض کیا، تو خواجہ باقی باللہؒ نے فرمایا کہ میں اس لائق نہیں ہوں وہ کوئی اور بزرگ ہوں گے اس قدر عذر و انکساری ظاہر کی کہ وہ شخص واپس چلا گیا۔ رات کو اس کو پھر خواب میں حضرت خواجہ نے فرمایا کہ جس کے پاس تو گیا وہی ہیں جس کا میں نے حکم دیا تھا۔ دوسرے دن پھر حاضر ہو کر عرض کی لیکن حضرت خواجہ نے پھر ٹال دیا۔ بلکہ کہہ دیا اگر کوئی مرد کامل مل جائے تو مجھے بھی اطلاع دینا میں بھی ان کی خدمت کروں۔ لیکن وہ شخص نہ ٹلا۔ ناچار آپ نے بیعت فرمایا۔ وہ پھر آپ کے آستانہ سے منسلک ہو گیا اور وہیں کا ہو رہا۔

آپ کے خلیفہ حضرت حسام الدین فرماتے ہیں کہ جب وہ پہلی دفعہ حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اس طرح کی معذرت کی کہ ناچار میں مرشد کامل کی تلاش میں نکل پڑے۔ آگرہ شہر کی ایک گلی میں سے گزر رہے تھے کہ گانے کی آواز آئی کہ کوئی حضرت شیخ سعدیؒ کا شعر پڑھ رہا ہے ؎

تو خواہی آستین افشاں وخواہی دامن اندر کش
مگس ہرگز نہ نخواہد رفت از دکان حلوائی

یہ سنکر آپ فوراً دہلی میں حضرت خواجہ کی خدمت میں اصرار کرکے داخل سلسلہ نقشبندیہ ہوئے

جب حضرت خواجہ لاہور میں تھے تو ایک دن آپ ابلق گھوڑے پر جا رہے تھے کہ لوگ کہہ رہے تھے یہ قطب وقت ہیں اور ایک درویش نے حاضر ہو کر قبولیت کی درخواست کی۔ آپ نے حسب معمول عذر کیا۔ وہ درویش مجمع میں روتا ہوا آیا۔ کہنے لگا یار وا اپنا جمال دکھا کر میرا دل لے لیا ہے اور اب آستانہ سے نکال دیا ہے اور اپنے ماجرا کو ایسے پیرایہ میں بیان کیا کہ بہت سے حاضرین بے ہوش ہو گئے۔ شور آپ کے کان میں پہنچا، تو پوچھا یہ کیا ہے عرض کیا گیا ؎

سر لب شیریں تو شور لیست در ہر خانہ

آپ نے تبسم فرمایا اور درویش کو بلا کر تلقین سے سرفراز فرمایا :۔

گو آپ کسی طالب کو فی الفور داخل سلسلہ نہ فرماتے لیکن جب امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی۔ شیخ احمد سرہندیؒ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ نہایت لطف و مہربانی سے پیش آئے۔ اور فی الفور بیعت سلسلہ عالیہ میں داخل فرمایا۔

وفات

جب آپ کی عمر چالیس سال ہوئی۔ تو آپ نے اپنی بی بی صاحبہ کو فرمایا کہ جب میری عمر چالیس سال ہو گی تو مجھے ایک عظیم واقعہ پیش آئیگا۔ پھر ایک دن فرمایا، کہ خواب میں دیکھا کہ مجھے فرمایا گیا ہے کہ جس کام کے لیے تمہیں بلایا گیا ہے۔ وہ پورا ہو چکا ہے۔ پھر ایک دن فرمایا کہ تھوڑے دنوں میں سلسلہ نقشبندیہ کے کسی بزرگ کا انتقال ہو گا وہ قطب زمانہ ہو گا۔

غرض ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۲ھ میں امراض جسمانی نے آپ پر غلبہ پایا۔ اور ۲۵ جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۲ھ ہفتہ کے دن اسم ذات کا ورد کرتے ہوئے جان بحق تسلیم کی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ط

مرقد اقدس بیرون شہر دہلی بجانب اجمیری دروازہ قریب قدم رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے آپ کی وصیت کے مطابق مرقد شریف پر گنبد نہیں بنایا گیا۔ صرف بلند چبوترہ بنا دیا گیا ہے حضرت خواجہ کے تصرف کو دیکھئے کہ اس چبوترے پر سخت گرمی کے موسم میں بھی پاؤں کو تکلیف و حرارت محسوس نہیں ہوتی۔

تاریخ وصال :۔

خواجہ آں امام اولیاء — عارف باللہ اسرار نہفت
نکہت بستان سرائے انبیاء — از نہال جعفری خوش گل شگفت
سال تاریخ وصالش خردے — فی البدیہ نقشبند وقت گفت

کرامات

۱۔ ایک دن ایک فوجی افسر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کا خادم گھوڑے کو پکڑے ہوئے تھا آپ مسجد سے باہر تشریف لائے تو آپ کی کیمیا نظر اس خادم پر پڑ گئی وہ بے چارہ بے ہوش ہو کر گر گیا پھر اٹھا تو پھر گر گیا اور گیند کی طرح لڑھکتا رہا۔ رات کا ایک حصہ اسی طرح بے قرار رہا۔ اور پھر حالت جنون میں جنگل کی طرف چلا گیا۔ بعد ازاں اس کا کہیں سراغ نہ ملا کہ کہاں گیا۔

۲۔ حضرت میر نعمان فرماتے ہیں کہ اپنی لڑکی کی انا کو لڑکی نے کئی بار کہا کہ حضرت کی مرید بن جاؤ۔ مگر اس نے انکار کیا۔ ایک موقعہ پر میں نے اپنی لڑکی اور انا کو خواجہ رح کی خدمت میں بھیج دیا۔ آپ نے شیر خوار لڑکی کو نہایت لطف و شفقت سے اٹھا لیا۔ لڑکی نے حضرت کی ڈاڑھی کی طرف ہاتھ کیا۔ تو ایک بال اس کے ہاتھ میں رہ گیا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ لڑکی ہم سے یادگار لے رہی ہے۔ وہ موئے مبارک ہم نے بطور یادگار رکھ لیا ہے کہ انہی ایام میں حضرت نے انتقال فرمایا۔ جب وہ انا واپس لوٹی تو اس پر مستی اور سکر غالب آگئی۔ تو اس سے پوچھا کہ یہ تمہاری کیا حالت ہوئی تھی۔ اس نے بتایا کہ خواجہ حضرت ساعت بساعت عجب ہیبت ناک شکلوں میں ظاہر ہوتے تھے۔ اسی وجہ سے میں بیہوش ہو گئی۔ اس کے سوا میں کچھ نہیں جانتی۔ صرف اتنا جانتی ہوں کہ اسی دن سے میرا دل ذاکر ہو گیا ہے حضرت خواجہ سے اس عورت کا حال عرض کیا تو آپ نے تبسم فرمایا۔ اور اس کو ذکر کی تعلیم کی اور وہ دہلی میں صاحب حال

عورتوں میں سے ہو گئی۔

۳۔ دہلی شہر میں ایک فاضل نے ایک جوان عورت سے شادی کی لیکن بہت عرصہ تک اس پر قادر نہ ہو سکا۔ دوا اور دعا سب کچھ کیا۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ایک دن حضرت خواجہ رح کہیں جا رہے تھے۔ کہ اس نے گھوڑے کی لگام تھام لی۔ اور نہایت عجز و انکساری سے عرض حال کی حضرت کو رحم آ گیا اور گھوڑے سے اتر کر اس کو سینہ سے لگا کر معانقہ فرمایا۔ اور فرمایا، جاؤ فتح ہے۔ فاضل موصوف نے اسی وقت اپنے میں عجیب قوت و طاقت محسوس کی۔ اور اس کے بعد تمام عمر کسی دوا کے بغیر اپنی بیوی پر قادر رہا۔

۴۔ ایک چشتیہ شیخ زادہ حضرت خواجہ کا مرید ہوا۔ تو اتفاقاً اس کو ایک مرض لاحق ہوا کہ زندگی کی امید باقی نہ رہی کسی نے یہ معاملہ حضرت خواجہ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے دل میں یہ خیال گزرا تھا کہ اس طریقہ کو چھوڑ کر اپنے بزرگوں کی نسبت حاصل کرنی چاہئے۔ اور یہ بات مجھ پر ظاہر ہو گئی اس لیے مجھے غیرت آئی ہے اور یہی وجہ علالت ہے اس شخص نے مریض سے بیان کیا تو اس نے تصدیق کی اور توبہ و ندامت ظاہر کی۔ اور اس آدمی کو فوراً آرام ہو گیا۔

۵ ایک بانجھ عورت حاضر خدمت ہو کر عرض گزار ہوئی کہ خاوند دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ مجھ سے کوئی اولاد نہیں ہوتی۔ اس وقت آپ معجون فلاسفہ نوش فرما رہے تھے۔ تھوڑی سی کھا کر باقی اس عورت کو دے دی اور فرمایا اسی وقت یہی مادۃ الحیات ہے۔ اس عورت نے وہی لے کر کھایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اولاد دی اور اس کے خاوند نے نکاح ثانی کا ارادہ ترک کر دیا۔

۶ ایک مرتبہ نائب حاکم نے آپ کے ہمسایہ پر بہت ظلم کیا اور چاہا کہ گھر سے نکال دے حضرت خواجہ نے اس کو بہت سمجھایا اور فرمایا اس محلہ میں ایک فقیر رہتا ہے اس سے درگزر کر۔ لیکن وہ نہ مانا۔ آپ نے فرمایا، ہمارے خواجگان بہت غیور ہیں۔ صرف تیری نہیں بلکہ اوروں کی جانیں بھی جائیں گی۔ لیکن اس نے کوئی پرواہ نہیں کی۔ دو تین روز بعد ہی اس پر چوری کا الزام تھا۔ اور اس کو مع خویشاں قتل کر دیا گیا۔ آپ کے تصرفات نہایت قوی تھے۔

۷۔ ایک بڑھیا کا تین سال کا لڑکا حصار فیروز آباد کی دیوار سے گر پڑا۔ اور گرتے ہی اس کے سر کو سخت چوٹ لگی۔ خون بہنے لگا، اور بے ہوش ہو گیا۔ سب کہنے لگے کہ اب نہیں بچے گا۔ گریہ زاری کرتے ہوئے ماں بچے کو حضرت خواجہ کی خدمت میں پیش کر کے اس کی زندگی کی ملتمس ہوئی۔ حضرت کی عادت تھی کہ توجہ اور تصرف کو ظاہر نہ کرتے تھے آپ نے طب کی ایک کتاب طلب کی اور فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لڑکا زندہ رہے گا۔ حاضرین متعجب ہوئے کہ کون سی

کتاب یہ بتانی ہے؟ آپ ایک لحظہ خاموش رہے۔ اس دوران وہ قریب المرگ لڑکا اپنی اصلی حالت پر آگیا۔ لوگ سخت حیران ہوئے۔

۷۔ ایک دفعہ ایک خطیب منبر پر تھا کہ اس پر آپ کی نظر پڑ گئی اسی وقت وہ تڑپ کر منبر سے گر پڑا۔

اخلاق و عادات

تواضع:۔ عجز و کمال میں آپ کمال تک پہنچے ہوئے تھے اور کسی طالب سے کوئی خطا ہو جاتی تو فرماتے یہ ہماری ہی خطا ہے جس کا عکس اس پر پڑا ہے۔ جو کوئی بھی بیعت کے لیے حاضر ہوتا، جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے اکثر اوقات اس کو عذر اور بہانے سے ٹالنے کی کوشش کرتے۔ لیکن اگر کوئی صدق دل سے کہتا تو اس کی منزل مقصود تک پہنچاتے۔

ہمت و تصرف

جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے۔ کہ تلاش مرشد کے سلسلہ میں آپ نے بے حد تکالیف و مصائب برداشت کئے۔ افغانستان، ایران، ماوراء النہر ترکستان، سمرقند، کاشغر، ہند و پاکستان میں لاہور کے تمام علاقے پیر کامل کی تلاش میں اپنے پاؤں میں روند ڈالے۔ اسی دوران اگرچہ آپ پر بڑی بڑی عظیم الشان واردات ہوئیں لیکن آپ نے قناعت نہ کی، بلکہ باوجود کمال کرنے کے ہمیشہ انکساری کا ہی اظہار کیا ہے۔ آپ کا حال یہ تھا،

در راہِ خدا جملہ ادب باید بود ، تا جاں باقیست در طلب باید بود
دریا دریا اگر بکامت ریزند ، کم باید کرد و خشک لب باید بود

تفرید

ایک دفعہ شیخ تاج الدین جو آپ کے جلیل القدر خلفاء میں سے تھے، کو فرمایا، کہ تاج! اس قدر واردات احوال اور فیوضات انوار و اسرار مجھ پر وارد ہو رہے ہیں کہ اگر یہ دریا سیاہی ہو جائے تو ان کے لکھنے کے لیے کافی نہ ہو مگر میرا مطلب دید و دانش سے دور ہے ؎

طلب بے چون و مطلب ہیچ گونہ ، نہ آں را شیوہ و نہ ایں را نمونہ

اس کے باوجود تفرید آپ پر اس قدر غالب تھی کہ اپنی مجلس میں کبھی اپنی بزرگی کا خیال نہ رکھتے تھے۔ آپ صرف دو تین سال درویشوں کی تربیت پر مشغول رہے۔ اس کے بعد آپ سب سے کنارہ کش ہو گئے اور گوشہ نشینی اختیار کر لی اور بجز نماز باجماعت کے کہیں تشریف نہ لے جاتے۔

عظمت

آپ کی ہیبت و دہشت اس قدر تھی کہ بمصداق حدیث اذا رؤا ذکر اللہ کہ غافل اور بے خبر لوگ بھی آپ کو دیکھتے تو خدا یاد آجاتا۔

ایک معمر فاضل بیان کرتے ہیں کہ جماعت کھڑی تھی اور حضرت خواجہ بھی صف میں شامل تھے۔ پہلی صف بھر گئی تھی مگر حضرت خواجہ کے پہلو میں لوگوں نے ادب کی وجہ سے کچھ جگہ چھوڑ دی تھی۔ مجھے چونکہ حضرت خواجہ سے کچھ عقیدت نہ تھی اور میں نے آپ کو کم عمر سمجھ کر رعایتِ ادب کا خیال نہ رکھا۔ اور اس خالی جگہ میں کھڑے ہو کر نماز کی نیت باندھ لی۔ اسی وقت حضرت خواجہ کی ہیبت نے مجھ پر اثر کیا۔ میں نے بچنے کی بہت کوشش کی مگر بے سود۔ اور میں پیچھے ہٹنے لگا اور یہاں تک پیچھے ہٹ گیا کہ اگر اور پیچھے ہٹوں تو چبوترے سے گر جاؤں۔ مگر میں فوراً جز دار ہو گیا یہ معاملہ دیکھ کر میں حضرت خواجہ بزرگوار کے عقیدت مندوں میں شامل ہو گیا۔

آپ کی عظمت و بزرگی کو سمجھنے کے لئے یہی کافی ہے کہ آپ دہلی میں صرف دو تین سال مسندِ ارشاد پر رہے اور اس قلیل عرصہ میں کس قدر عقیدتمندان اور مخلصان آپ سے وابستہ ہو گئے۔ اور خاص کر امام ربانی مجدد الف ثانی قدس آپ کی خاص عنایات سے اس درجہ کمال پر پہنچ گئے طریقہ نقشبندیہ کی سندھ پاکستان میں اس قدر ترویج ہوئی اور بزرگان سلسلہ نے ایسی دینی خدمات انجام دیں جس نے تاریخ کا رخ موڑ دیا۔ اور تاریخ میں آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

معمولات آپ ہمیشہ باوضو رہتے۔ نمازِ عشا ادا فرما کر آپ حجرے میں چلے جاتے اور کچھ دیر مراقبہ میں رہتے۔ جب اعضاء پر ضعف غلبہ کرتا تو اُٹھ کر تازہ وضو فرماتے اور دو رکعت ادا فرما کر پھر مراقبہ میں چلے جاتے۔ اور پھر جب اعضا میں ضعف آتا تو اسی طرح کرتے اور اکثر راتیں اسی طرح گزر جاتیں۔ تسلیم و رضا اس قدر غالب تھی، کہ مکان کی صفائی، مرمت درستی کا کبھی ذکر نہ کیا۔

احتیاط لقمہ :۔ لقمہ کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ آپ کسی ہدیہ کو بجنسہٖ مصرف نہ لاتے۔ حالانکہ بحکم حدیث صحیح نحن لا نرد الھدیہ (ہم ہدیہ رد نہیں کرتے) آپ ہدیہ واپس نہ فرماتے۔ آپ نہایت تاکید فرماتے کہ کھانے پکانے والا باوضو اور صاحبِ حضور و صفا ہو۔ اور پکاتے وقت دنیوی بات زبان پر نہ لائے۔ فرمایا، جو لقمہ بغیر حضور و احتیاط کھایا جائے اس سے ایک دھواں پیدا ہوتا ہے جو فیض کے رستوں کو بند کر دیتا ہے۔ ایک روز ایک صاحب حال و کشف عقیدتمند نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں اپنے باطن میں کدورت پاتا ہوں معلوم نہیں مجھ سے کیا خطا سرزد ہوئی ہے۔ آپ نے متوجہ ہو کر فرمایا، لقمہ میں بے احتیاطی ہو گئی ہے۔ اس نے عرض کیا لقمہ تو وہی ہے جو حسبِ معمول ہے۔ اس نے تفتیش کی تو معلوم ہوا کہ جن لکڑیوں سے کھانا پکایا گیا اس میں دو تین ایسی لکڑیاں شامل ہو گئی تھیں جن میں احتیاط سے کام نہ لیا گیا تھا۔ آپ اپنے تمام عقیدتمندوں کو لقمہ میں احتیاط کی بے حد تاکید فرماتے تھے۔

تلقین

آپ جس طالب کو داخل سلسلہ فرماتے پہلے اس سے توبہ کراتے۔ پھر اگر عشق و محبت زیادہ دیکھتے تو اسے طریقہ رابطہ و نگہداشت کی تعلیم دیتے آپ طالبوں کو ذکر قلب تلقین فرماتے ایک جماعت کو ذکر نفی اثبات اور بعضوں کو صرف اثبات یعنی ذکر ذات عز شانہٗ فرماتے۔ آپ جس طالب کو ذکر کی تعلیم فرماتے اس کو تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنی ہمت و توجہ میں بھی شامل حال رکھتے۔ تو اسی وقت اس کا دل ذاکر ہو جاتا۔ اور حضور اور جذبہ اس کو حاصل ہو جاتا۔ اسی حالت میں عالم امثال عالم ارواح اور عالم معانی منکشف ہو جاتا۔ اور کئی دن کے بعد آپ کی توجہ سے ہوش میں آتے اور اسے نئی مجیبی زندگی دیر زندہ کرتا ہے اور ماتلہےے کا نظارہ دیکھنے میں آتا۔

عقیدت

اس میدان میں یکہ دوڑانے والے شہسوار سرور دنیا و دین اور سید الاولین و آخرین حبیب رب العالمین علیہ الصلوات اتمہا و من التحیات اکملہا۔ آپ کے علاوہ جسے چاہتے ہیں کہ اپنے فضل سے نوازیں تو طفیلیہ یہ دولت حضور کی کمال تابعت کی برکت سے عطا کرتے ہیں۔ اس کمال سے اسے سرفراز کرتے ہیں اور اس متابعت کے ذریعہ بلند مقام تک پہنچا دیتے ہیں ذالک فضل اللہ یوتی من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

مجدد الف ثانی رح مکتوب ۹، دفتر اول

قناعت و توکل

آپ کو دنیاوی اسباب سے اس قدر استغنا تھی کہ کبھی مجلس میں دنیا کا ذکر نہ ہوتا تھا۔ اور نہ اپنے واسطے نہ درویشوں کے واسطے کوئی تدبیر فرماتے۔ فقر و فاقہ، زہد، قناعت کا خاصہ تھا۔ خادموں کو بھی زہد و ریاضت سے اور توکل و قناعت سے بسر کرنے کی تاکید فرماتے۔ فرمایا جس کسی کو مجھ سے مالی فائدہ پہنچے۔ یہ یقین کرکے سمجھ لے کہ مجھ کو دینی محبت میں اس کے ساتھ کمی ہے کیونکہ صرف غیر خواص کو مالی امداد فرمایا کرتے

ارشادات

۱۔ فرمایا یاد کرد کے معنی زبان سے یاد کرنا۔ اور بازگشت کے معنی یہ کہنا کہ الٰہی میرا مقصود تو ہے نگہداشت خطرات کے دل کو بچانا اور یاد داشت استغراق حضور بغلبہ ذاتی ہے۔

۲۔ فرمایا:۔ توکل روایت اسباب سے باہر نکلنے کو کہتے ہیں "کمال توکل" یہ ہے کہ وجود اسباب سے باہر آئے۔ فرمایا قناعت ترک فضول و اکتفا بقدر حاجت اور عمدہ کھانے اور لباس اور مسکن سے پرہیز کرنے کو کہتے ہیں اور کمال قناعت یہ ہے کہ صرف ہستی کہ وہ محبت حق تعالیٰ پر اکتفا و آرام کرے۔

۴۔ فرمایا عزلت محافظت خلق سے باہر کو کہتے ہیں اور کمال عزلت یہ ہے کہ رویت خلق سے باہر آ جائے۔

۵۔ فرمایا ذکر ماسوا اللہ کے ذکر سے باہر آنے کو کہتے ہیں اور کمال ذکر یہ ہے کہ خود ذکر سے باہر آ جائے۔ اور ظہور سر ہو الذاکر و مذکور ہو۔

۶۔ فرمایا حظ و نفس و مالوفات و محبوبات کو ترک کرنے کا نام ہے۔

۷۔ فرمایا۔ مراقبہ اپنے افعال و توانائی سے باہر آنے مواہب الٰہی سے منتظر رہنے کو کہتے ہیں

۸۔ فرمایا۔ رضا نفس کی رضا کو ترک کرنا اور رضائے الٰہی میں مشغول رہنا ہے۔

۹۔ فرمایا، تسلیم احکام تفویض الی اللہ کو کہتے ہیں کہ بعد توبۃ النصوح بقدر طاقت رعایت زہد و توکل و قناعت و عزلت و صبر و توجہ سے ہر وقت ذکر الٰہی میں مصروف رہے اس کو "سفر در وطن کہتے ہیں

۱۰۔ فرمایا، ہمارے طریقہ ذکر سے جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور جذبہ کی مدد سے جمیع مقامات بسہولت و استنادات حاصل ہوتے ہیں۔

۱۱۔ فرمایا:۔ اگر کسی کو جاری طریقے سے کسی درویش جس میں اکابر طریقہ کے اوصاف موجود ہیں سے محبت ہو جائے کہ اس کی غیبت میں بھی اس کی صورت حاضر رہتی ہو تو طریقہ رابطہ اختیار کرنا چاہیئے۔ لیکن پھر طالب کو یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ اس سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جس سے اس درویش کو اس کی جانب سے کراہت پیدا ہو۔ طالب کو چاہیئے کہ اپنی مرادوں کو دل سے نکال دے اور اس کی مراد پر قائم رہے۔

۱۲۔ فرمایا بالجملہ مدار اس طریقہ کا ارتباط جانبین پر ہے جس طرح کہ روئی آتشی شیشہ کے مقابل ہو کہ آفتاب سے حرارت حاصل کرتی ہے۔ اس طرح باطن بوجہ ارتباط حرارت آگاہی حق سبحانہ تعالیٰ کسب حاصل کرتا ہے کیونکہ مثال طالب اس درویش کی مثال روئی اور آتشی شیشے آفتاب کا ہے۔ یہ طریقہ حقیقت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے کہ ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حب بدرجہ کمال حاصل تھی اور اسی راہ سے انہوں نے فیض عظیم حاصل کیا ہے۔ فرمایا طریقہ خواجگان قدس اسرارہم کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بوجہ نسبت حبی منسوب ہے۔

۱۳۔ فرمایا دوام مراقبہ بڑی دولت ہے۔ اس سے دلوں میں مقبولیت پیدا ہوتی ہے ۔ اور دلوں میں قبولیت اللہ تعالیٰ کی قبولیت کی نشانی ہے۔

۱۴۔ فرمایا سورۂ اخلاص کو اخلاص اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے سننے سے بندہ کا اعتقاد اپنے پروردگار کی نسبت شرک جلی و خفی کے غبار سے خالص و پاک ہو جاتا ہے اور اس کے عمل میں فی الجملہ

اخلاص پیدا ہو جاتا ہے۔ اعتقاد کا شرک خفی سے پاک ہونا اس طرح کوئی اس کا شل نہ ہو۔ اسی وجہ سے اکابر نے فرمایا ہے کہ توحید قدیم کو حادث سے الگ کرنے کا نام ہے۔

۱۵۔ فرمایا۔ توحید حاصل کرنی چاہیئے۔ محققین متکلمین کے نزدیک توحید یہ ہے "نہیں موثر کوئی شئی سوائے اللہ کے" یعنی ساری قدرت کو خدا سے منسوب کرنا اور اپنے تئیں قدرت سے خالی کرنا۔ صوفیہ کرام جس طرح فعل و قدرت کو حق سبحانہٗ سے منسوب کرتے ہیں۔ سات صفات میں سے باقی۔ علم، سمع، بصر، حیات، ارادہ، اور کلام کو بھی حق سبحانہٗ سے منسوب کرتے ہیں۔

۱۶۔ فرمایا:۔ ولایت۔ واؤ کی زیر کے ساتھ بندہ کے حق تعالیٰ کے ساتھ قرب کو کہتے ہیں — اور ولایت واؤ کی زبر کے ساتھ خلق میں مقبول ہونے کو کہتے ہیں۔ اور اہل عالم اُس کی طرف گرویدہ ہوتے ہیں اور یہ کمال مخلوق سے تعلق رکھتا ہے اور خوارق و تصرفات دوسری قسم میں داخل ہیں۔

جو برکتیں صاحبانِ استعداد کو پہنچتی ہیں۔ وہ ولایت واؤ کی زبر کے ساتھ کا اثر ہیں۔

فرمایا بعض کو ولایت کی دونوں قسموں میں سے ایک ملتی ہے۔ اور بعض کو دونوں قسموں میں سے کافی حصہ ملتا ہے۔ یا کسی کو دونوں میں ایک سے زیادہ اور دوسری سے کم ملتا ہے مشائخ نقشبندیہ رحمہم اللہ تعالیٰ میں ولایت (واؤ کی زیر کے ساتھ) ہمیشہ ولایت (واؤ کی زبر کے ساتھ) پر غالب رہی ہے۔ آپ نے فرمایا جب کوئی مقتدا، اس جہان سے انتقال کر جاتا ہے تو ولایتِ اوّل اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ اور ولایت دوم اپنے کسی مخلص کے حوالے کر جاتا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ کبھی کسی لغزش کے باعث ولی کی ولایت سے چھین لی جاتی ہے۔

۱۷۔ فرمایا ہمارے طریقہ کا دار و مدار تین باتوں پر ہے۔ عقائد اہل سنت و جماعت پر ثابت قدم، دوم آگاہی اور عبادت۔ اور اگر کسی شخص کی ان تین چیزوں میں سے ایک میں خلل و فتور آ جائے تو وہ ہمارے طریقہ سے خارج ہے۔ ہم عزت کے بعد ذلت اور قبول کے بعد رد سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

۱۸۔ فرمایا:۔ پیر تین طرح سے ہیں۔ اوّل پیر صحبت دوم پیر تعلیم سوم پیر خرقہ فرمایا، پیر خرقہ کا متعدد ہونا مکروہ ہے لیکن پیر صحبت کئی ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ پہلا پیر اجازت دے۔ یا اس کی صحبت فوت ہو جائے۔ لیکن پیر تعلیم مثل پیر صحبت کئی ہو سکتے ہیں اور یہی سالکوں کا معمول ہے۔

وصل بست و ششم ۱

امام ربانی حبیب یزدانی محبوب سبحانی مجدد الف ثانی

حضرت

شیخ احمد سرہندی نقشبندی قدس سرہ العزیز

اقبالؒ در حضور حضرت مجددؒ

حاضر ہوا میں شیخ مجددؒ کی لحد پر — وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے — اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحبِ اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے — جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیٔ احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان — اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

غالباً علامہ اقبال نے گرمیٔ احرار سے حضرت ناصر الدین عبید اللہ احرارؒ کے طریقہ کی طرف اشارہ کیا ہے جو سلسلہ نقشبندیہ کے اس لحاظ سے ممتاز مشائخ میں سے ہیں، کہ انہوں نے سلاطین عصر کی رہنمائی فرما کر صراطِ مستقیم پر گامزن فرمایا، اسی کام کی حضرت مجدد قدس سرہٗ نے بطریق احسن تکمیل فرمائی،
دوسری جگہ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں ؎

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند — اب مناسب ہے کہ فیضِ عام ہو ساقی

تعارف نسب

غوث المحققین قطب العارفین و قطب الارشاد قیوم ربانی محبوب صمدانی حضرت مجدد الف ثانی المعروف امام ربانی قدس سرہ العزیز کا اسم گرامی احمد، کنیت ابو البرکات لقب بدر الدین اور خطاب امام ربانی مجدد الف ثانی اور والد گرامی کا اسم گرامی شیخ عبد الاحد اور آپ کا سلسلہ نسب امام العادلین امیر المومنین حضرت عمر فاروق بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ تک اس طرح پہنچتا ہے،
شیخ احمد[1] بن شیخ عبد الاحد[2] بن شیخ زین العابدین[3] بن شیخ عبد الحی[4] بن شیخ محمد[5] بن شیخ حبیب اللہ[6] بن شیخ رفیع الدین[7] بن شیخ نصیر الدین[8] بن شیخ سلیمان[9] بن شیخ یوسف[10] بن شیخ اسحاق[11] بن شیخ عبد اللہ[12] شیخ شعیب[13] بن شیخ یوسف[14] بن شیخ شہاب الدین[15] ملقب بہ فرخ شاہ - بن شیخ نصیر الدین[16] بن شیخ محمود[17] بن شیخ سلیمان[18] بن شیخ مسعود[19] بن شیخ عبد اللہ الواعظ الاصغر[20] بن شیخ عبد اللہ الواعظ الاکبر[21] بن شیخ ابو الفتح[22] بن شیخ اسحاق[23] بن شیخ ابراہیم[24] بن شیخ ناصر[25] بن عبد اللہ[26] بن امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر پاکپتن شریف کا شجرہ نسب آپ کے اجداد میں سے پندرھویں نمبر پر شیخ شہاب الدین ملقب بہ فرخ شاہ جو سلاطین کے کابل کے امراء و وزراء میں سے تھے سے ملتا ہے،

سرہند شریف

سرہند مگو کہ رشک چین است   خلد است بریں کہ بر زمین است

اصل صحیح لفظ سہرند جو کہ ہندی کے دو لفظوں سے مرکب ہے سہ بمعنی شیر، رند بمعنی جنگل یعنی شیروں کا جنگل - یہ جگہ ایک بہت بڑا جنگل تھا جہاں شیر بکثرت تھے - فیروز شاہ خلجی کے عمال شاہی خزانہ لاہور سے دہلی لے جا رہے تھے، کہ ان میں ایک عارف باللہ صاحب کشف مرد بھی شامل تھا۔ اس نے اپنی چشم باطن سے دیکھا کہ کہ اس خطہ سے ایک نور تحت الثریٰ سے عرش اعظم تک جاتا ہے، اور اپنے نور فراست سے معلوم کیا کہ اس جگہ ایک بزرگ جلیل القدر ہوں گے، جن سے دین اسلام کی تجدید اور ترویج ہوگی، قافلہ دہلی پہنچا تو بادشاہ کے مرشد مخدوم جہانیاں شیخ جلال الدینؒ سے اس واقعہ کا تذکرہ ہوا تو انہوں نے بادشاہ سے فرمایا کہ ہمارے سلسلہ میں سینہ بہ سینہ وصیت چلی آ رہی ہے کہ برصغیر ہندو پاکستان میں ہجرت نبویؐ سے ایک ہزار سال بعد ایک بزرگ مجدد پیدا ہوں گے جس سے تجدید و ترویج دین اسلام عظیم طریقہ پہ ہوگی، اور اس کو اولیاء سابقین کے تمام کمالات و فیوضات حاصل ہوں گے، اگر اس جگہ ایک شہر کی بنیاد رکھی جائے، اس سے آپ فیض عظیم کے حامل قرار پائیں گے، فیروز شاہ خلجی نے فی الفور اپنے وزیر فتح اللہ کو اس جگہ شہر بنانے کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ اس جگہ جنگل کو صاف کر کے قلعہ کی بنیاد رکھی گئی، لیکن عجیب واقعہ یہ ہوا کہ جس قدر تعمیر دن کو مکمل ہوتی تھی، رات کو وہ گر جاتی تھی کافی دن بعد جب تجسس بڑھا، تو بادشاہ کو اطلاع دی گئی، بادشاہ نے مخدوم جہانیاںؒ سے عرض کی، آپ نے اپنے خلیفہ خاص حضرت شیخ رفیع الدین کو وہاں کی قطبیت سے سرفراز فرما کر تعمیر شہر کیلئے مامور فرمایا۔ حضرت شیخ رفیع الدین، حضرت مجدد الف ثانی کے چھٹے جد امجد تھے، اور وزیر فتح اللہ کے برادر خورد تھے۔ آپ نے وہاں پہنچ کر اپنے نور باطن سے معلوم کیا کہ وزیر نے ایک نوجوان صاحب حال اور صاحب دل بزرگ کو بیگار میں پکڑ کر مزدوروں میں شامل کیا ہے، اور وہ رات کو توجہ ڈال کر گرا دیتا ہے، آپ نے اس بزرگ کو شناخت کیا، وہ حضرت بوعلی قلندرؒ تھے، ان کو بیگار سے علیحدہ کیا اور آپ نے حضرت بوعلی قلندرؒ سے معذرت کی اور عزت افزائی فرمائی تو حضرت بوعلی قلندرؒ نے فرمایا۔ یہ میں نے صرف آپ کو بلوانے کے لئے کیا تھا، یہ حکم خداوندی تھا، کیونکہ آپ کی نسل سے ہی وہ وحید امت پیدا ہوگا جس کے لئے یہ شہر آباد ہو رہا ہے، چنانچہ قلعہ اور شہر کی تعمیر شیخ رفیع الدینؒ کے اہتمام سے ۷۶۰ھ میں سرانجام پائی، اور یہیں آپ نے سکونت اختیار کی، استداد زمانہ سے یہ شہر سہرند سے سرہند بن گیا، اور شاہجہان بادشاہ نے جو حضرت مجدد الف ثانیؒ کا مرید آپ کی اولاد کا معتقد تھا ۱۰۴۴ھ میں ایک عالی شان محل اور باغ تعمیر کرایا، ۱۱۷۰ھ تک شہر کی آبادی میں ترقی رہی، اس کے بعد سکھوں نے اس شہر کو تباہ و برباد کر کے اجاڑ دیا اور یہ شہر

ویران ہو گیا، اور پھر کافی مدت بعد کچھ آبادی ہوئی، جہاں ہر سال ۲۶ سے ۲۸ صفر تک حضرت مجدد الف ثانی رض کا سالانہ عرس مبارک منعقد ہوتا ہے، اور ہزارہا برگزیدہ ہستیاں بلندی درجات و مقامات حاصل کرتی ہیں،

اولیائے متقدمین کی بشارتیں

(۱) جناب غوث الاعظم کا ارشاد

جناب غوث پاک نے خبر دی اُن کی آمد کی ظہور ہو جائے گا ہند میں مجدد الف ثانی کا روضہ قیومیہ اور دیگر کتب میں منقول ہے کہ ایک روز حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ جنگل میں مراقبہ میں تھے کہ یکایک آسمان سے ایک نور ظاہر ہوا جس سے تمام عالم منور ہو گیا، اور آپ کو القا ہوا، یہ نور اس صاحب عزیز کا ہے جو تقریباً پانصد سال بعد ظاہر ہو گا، جب تمام عالم میں شرک و بدعت پھیل جائے گی، اور وہ دُنیا سے شرک و الحاد کو نابود کر دیگا، اور دینِ محمدؐ کی تجدید کر کے دین کو تازگی بخشے گا، اُس کے فرزند اور خلفاء بارگاہ احدیت کے صدر نشین ہوں گے، اس واقعہ کے مشاہدہ کے بعد حضرت غوث الاعظم نے اپنے خرقہ خاص کو اپنے کمالات مملو کر کے اپنے صاحبزادہ تاج الدین سید عبدالرزاق رح کو تفویض کر کے ارشاد فرمایا کہ یہ خرقہ ہماری نسل سے سلسلہ بسلسلہ اُس بزرگ کو ہماری امانت پہنچانا چنانچہ صاحبزادہ صاحب کی اولاد میں خرقہ یکے بعد دیگرے سپرد ہوتا رہا حتیٰ کہ ۱۰۱۳ھ میں حضرت غوث الاعظم رح کی نسل میں سید شاہ سکندر قادری رح نے حضرت غوث الاعظم رح کے حکم کے مطابق حضرت مجدد رح کی خدمت میں پیش کرنے کا اعزاز حاصل کیا،

۲- حضرت شیخ الاسلام شیخ احمد کا فرمان، مقامات حضرت شیخ الاسلام احمد جام قدس سرہٗ میں شیخ قدس سرہ نے ارشاد فرمایا، میرے بعد سترہ آدمی میرے ہم نام پیدا ہوں گے، ان میں سے سب سے آخر کے صاحب یعنی سترھویں جو مجھ سے چار صد سال بعد اور رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہزار سال بعد پیدا ہو گا، وہ بعد از اصحاب رسول اُمت کے تمام اولیا سے افضل ہو گا،" شیخ کے فرزند شیخ ظہور الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں، کہ آخر عمر تک میرے والد گرامی قدر

طہارت

طہارت کی چار قسمیں ہیں، اول ماسوی اللہ تعالیٰ سے دل کو پاک رکھنا، دوم ظاہر دل کی پاکی یعنی دل کو اخلاق پلیدہ مثلاً حسد، تکبر، ریاکاری لالچ عداوت رعونت وغیرہ سے پاک رکھنا، سوم جسمانی اعضا کو پاک رکھنا یعنی غیبت جھوٹ حرام خوری بد دیانتی، نامحرم پر نگاہ بد ڈالنے سے دُور رہنا، چہارم جسم کو پاک رکھنا اور لباس کو پاک رکھنا، لیکن جسے دیکھو جسم و لباس کی طہارت میں دلچسپی لیتا ہے، حالانکہ اس کا درجہ سب سے آخر میں آتا ہے،

(کیمیائے سعادت امام غزالی رح)

کے ہاتھ پر چھ لاکھ آدمیوں نے بیعت کی تھی، تو میں نے عرض کی کہ اکثر مشائخ کبار کے حالات کتب میں مذکور ہیں، مگر آپ کے حالات سب سے ممتاز ہیں، تو آپ نے فرمایا کہ "مجھ سے چار سو سال بعد ایک بزرگ میرے ہم نام ہونگے اُس کے حالات مجھ سے کہیں افضل اور مثل اصحاب کبار ہونگے" حضرت شیخ الاسلام کی وفات سنہ ۵۳۶ھ میں ہوئی۔

۳۔ **حضرت خلیل بدخشی کا الہام :** مقامات شیخ خلیل اللہ بدخشیؒ میں مذکور ہے کہ ایک روز شیخ خلیلؒ نے فرمایا : کہ "سلسلہ نقشبند کے ایک عزیز اور افضل ترین اولیا امت ملک ہند میں پیدا ہوں گے۔ اِس سے شرف ملاقات نہ ہونے کا مجھے بے حد افسوس ہے۔" انہوں نے ایک خط بطور عرضداشت حضرت مجددؒ کے نام تحریر کیا، اور اپنے خلیفہ خواجہ عبدالرحمٰن بدخشیؒ کو دیا۔ جو سنہ ۱۰۲۲ھ میں آپ کے پیشِ خدمت کیا گیا، اِس میں آپ سے دعا کی اِستدعا کی گئی تھی۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے قبول کر کے دُعا فرمائی، حضرت شیخ خلیل بدخشی اولیائے کبار میں سے ممتاز مقام پر فائز تھے۔

۴۔ **شیخ عبدالقدوس گنگوہی کا فرمان :** حضرت مجددؒ کے والد گرامی جناب مخدومؒ کی بیعت کے وقت شیخ نے ارشاد فرمایا تھا، کہ آپ کی پیشانی میں ایک ولی برحق کا نور جلوہ گر ہے، اس سے شرق و غرب روشن ہوں گے، بدعت و ضلالت دُور ہو گی، اگر میں اس وقت تک ہوا، تو اس کو وسیلہ قربِ الٰہی بناؤں گا۔

۵۔ **حضرت مخدوم جہانیاں کا ارشاد :** جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے، حضرت جلال الدین مخدوم جہانیاں نے فرمایا کہ ہمارے سلسلہ میں سینہ بہ سینہ یہ وصیت چلی آتی ہے کہ ہندوستان میں زمانہ رسالت سے ایک ہزار سال بعد ایک بزرگ وحید امت پیدا ہو گا جس کو اولیاء سالقین کی تمام نعمتیں حاصل ہوں گی، وہ امام وقت مجدد اسلام اور فیضان ولایت و نبوت سے مالا مال ہو گا۔

۶۔ **دیگر مشائخ کرام کا الہام :** حضرت شیخ سلیم چشتیؒ اور شیخ نظام نارنولیؒ شیخ عبداللہ سہروردیؒ اکابر اولیائے اُمت اکبر بادشاہ کی گمراہی اور بے دینی کی شکایت کر کے ترویج اسلام کی دُعا کرتے تھے، تو یہ اولیائے وقت جب توجہ باطنی فرماتے تو الہام ہوتا کہ عنقریب امام وقت مجدد برحق کا ظہور ہو گا، جس سے ضلالت اور بددیانتی دفع ہو گی، قیامت تک اس کا نور باقی رہے گا،

مذہبی حالت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دُنیا سے پردہ پوش ہوئے پہلا ہزار سال ختم ہوئے کو تھا، دینِ حقہ میں تحریفات ناقابل برداشت حد تک پہنچ گئی تھیں، خاندان اُمیہ کے بعد عباسیہ خاندان کی خلافت ختم ہوئے صدیاں گزر چکی تھیں، اور اسلام میں مرکزیت ختم ہو چکی تھی،

ہندوستان میں اکبر بادشاہ کا زمانہ ۹۶۴ھ سے ۱۰۱۴ھ اسلام کے لئے نہایت نازک اور پُرخطر دَور تھا۔ بقول مُلا عبدالقادر اور شیخ عبدالحق مُحقق محدّث دہلوی اور دیگر مورخین قباحتوں کا کوئی شمار نہ تھا، یعنی :-

۱۔ اکبر بادشاہ خود کو مجتہد کہتا تھا، اور آفتاب کی تعظیم کرتا، اور دینِ الٰہی کے نام سے نیا مذہب جاری کیا تھا
۲۔ اکبر بادشاہ دربار میں کھلے بندوں درباریوں سے خود کو سجدہ کراتا تھا،
۳۔ مسجدوں اور مقبروں کی مرمت ختم ہو گئی تھی، اور کافروں کی رسوم کو جاری کیا جا رہا تھا،
۴۔ پابند شرع علماء کو سخت ایذائیں دی جاتی تھیں، اور برملا اسلام پر طعن کیا جاتا تھا،
۵۔ علائے سُو اور دُنیا طلب علماء بکثرت تھے، جو اسلام میں ڈھیل کی اجازت دیتے تھے،
۶۔ فرائض سے غافل دُور از مجاہدات اور ریاضت صُوفی بن گئے تھے جو مشائخ کے اقوال کا غلط مفہوم نکال کر ملحدوں کا ساتھ دیتے تھے، اور مسنون طریقوں کو چھوڑ کر بدعات میں مبتلا تھے،
۷۔ بعض غلط عقائد کے لوگ مسند نشین ہو گئے تھے، جو مریدوں سے اپنے کو سجدہ بھی کراتے تھے،
۸۔ ان تمام قباحتوں کے علاوہ روافض کا مسلک ایک فتنہ عظیم بنا ہوا تھا، اور اہلِ بیت اطہار کے نام پر سادہ لوحوں کو غلط راہ پر ڈال رہے تھے،

یہ وہ حالات تھے جب اللہ ربّ العزت نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہزار سال کے بعد دین اسلام کی مکمل تجدید کے لئے امام ربّانی مجدّد الف ثانی حضرت شیخ احمدؒ سرہندی نقشبندی ثم فاروقی قدس سرہٗ کو مبعوث فرما کر بفضلِ ایزدی تمام قباحتوں کا کلی طور پر ازالہ کیا اور ایک دفعہ پھر تاریخ کا دھارا اسلام کی طرف موڑ کر رکھ دیا،

ولادت باسعادت

آپ کا اسم گرامی احمدؒ ہے، کنیت ابوالبرکات لقب بدر الدین اور خطاب امام ربانی مجدّد الف ثانی،

ولادتِ باسعادت سرہند شریف (بھارت) میں شب جمعہ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ کو ہوئی، تاریخ ولادت خاشع ہے، عیسوی تاریخ ۵ جون ۱۵۶۴ء ہے۔

اُسی رات اکبر بادشاہ کو خواب آئی کہ ایک تیز و تند آندھی نے بادشاہ کو تخت سمیت اپنی گرفت میں لے لیا، بادشاہ نے بہت ہاتھ پاؤں مارے لیکن بس نہ چلا، اور بادشاہ کو زمین پر پٹخ دیا، اکبر نے تعبیر دریافت کی، تو بتایا گیا، کہ آج کسی ایسے بچے کی ولادت ظہور میں آئی جو بڑا ہو کر آپ کے آئین سلطنت کو متزلزل کر دے گا، تعبیر تشویش ناک تھی، لیکن پورے ہندوستان میں بچے کا پتہ لگانا بہت مشکل کام تھا، جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے، آپ کے چھٹے جدّ امجد امام رفیع الدین نے ہی سرہند شریف کے شہر کی بنیاد رکھی، جن کا مزارِ اقدس بھی مضافات سرہند میں ہے، آپ کے نویں جدّ امجد حضرت

شہاب الدین معروف بہ فرخ شاہ کابلی امرائے وزرائے کابل میں سے تھے، حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمہ کا سلسلۂ نسب انہی سے ملتا ہے، جن کا مزار اقدس کابل سے شمال کی طرف ساٹھ میل کے فاصلہ پر درّہ کوہ میں واقع ہے،

والد گرامی شیخ عبدالاحد رح

آپکے والد بزرگوار کا نام شیخ عبدالاحد المعروف مخدوم تھا، اس مناسبت سے آپکی اولاد کو مخدومی کہا جاتا ہے آپکے سات صاحبزادے تھے، جن کے عین وسط میں حضرت مجدد رح کی ذات بابرکات تھی حضرت مجدد کی ولادت سے پہلے آپکو خواب میں اشارہ ہوا، کہ کوئی کہتا ہے، وقل جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا اس کی تعبیر حضرت شاہ کمال کیتھلی سے دریافت کی تو آپ نے فرمایا تمہارے ہاں الحاد بدعت دُور کرنے والا فرزند پیدا ہو گا، حضرت مخدوم جلیل القدر علماء عصر میں سے تھا، زبدۃ المقامات میں آپ کی دو تالیفات کنوز الحقائق اور اسرار التشہد کا ذکر آتا ہے، یہ دونو کتب عربی میں ہیں، آپ صاحب تحقیق و تدقین تھے، اور علوم اسرار و معارف میں آپ کا پایہ بلند تھا، خدا طلبی کا جذبہ آپ میں بدرجہ اتم موجود تھا، اس وجہ سے ابھی علم ظاہری کی تکمیل نہ ہوئی تھی، کہ آپ کی کشش باطن آپ کو شیخ عبدالقدوس گنگوہی کی خدمت میں لے گئی، اور ان سے بیعت کا سلسلہ قائم کیا، باوجودیکہ آپ خدمت شیخ میں رہنا چاہتے تھے لیکن حضرت شیخ نے فرمایا پہلے علم ظاہری کی تکمیل کر لو پھر علم باطن کی طرف رجوع کرنا آپ نے عرض کی آپ کی ضعیفی ہے، شائد پھر ملاقات نہ ہو سکے، تو آپ نے فرمایا کہ میرے بعد شیخ رکن الدین میرے فرزند کے پاس آجانا، چنانچہ علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد آپ شیخ رکن الدین کی خدمت میں رہے اور خلافت نامہ حاصل کیا، جو کہ عربی زبان میں فصاحت و بلاغت کا اعلیٰ نمونہ ہے، یہ ۹۷۹ھ کا واقعہ ہے، اس کے بعد آپکے خدا طلبی کی وجہ سے آپنے اکثر مشائخین کی صحبت کے لئے لاہور رہتاس، جون پور، بنگال وغیرہ کا دُور دراز کے مقامات کا سفر کیا، فصوص الحکم اور عوارف المعارف سے خاص لگاؤ تھا، آپنے کسی کو بیعت نہیں کیا، البتہ حضرت مجدد رح نے آپسے بیعت ہو کر خلافت پائی، اور آپنے منازل سلوک طے کئے، چنانچہ "مبداء و معاد" میں فرماتے ہیں "اس درویش کو فردیت کی نسبت جس سے عروج داخیر وابستہ ہے، حضرت والد سے حاصل ہوئی ہے

علوم ظاہری

آپنے پہلے تھوڑے عرصہ میں قرآن مجید کر لیا، اور اکثر علوم متداولہ اپنے والد گرامیٔ قدر سے حاصل کئے۔ تصوف کی تمام کتابیں حضرت مخدوم سے پڑھیں، اس کے بعد فضلاء روزگار کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سیالکوٹ میں فاضل محقق حضرت کمال کشمیری رح سے معقولات کا علم حاصل کیا، حدیث مولانا یعقوب کشمیری سے پڑھی،

مولانا یعقوب قطب مکرم شیخ حسین خوارزمی کبروی کے اکابر خلفاء میں سے تھے، اور انہوں نے حرمین شریفین میں خود جا کر کبار محدثین سے تصحیح حدیث کی ہوئی تھی، مشکوٰۃ شریف شمائل ترمذی، جامع صغیر بھولی پڑھیں، اور انہیں سے قصیدہ بردہ کی اجازت حاصل کی تھی موصوف کو کتب مذکورہ کی اجازت شیخ عبدالرحمٰن بن مندب سے تھی جن کا گھر آباؤ اجداد سے بیت الحدیث کہلاتا تھا، القصہ حضرت مجددؒ سترہ سال کی نوجوانی کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے تھے، اور اس دور کے فضلائے روزگار میں شمار ہوتے تھے، حضرت مخدومؒ کے ساتھ تدریس میں مشغول ہو کر طلبہ علوم کو اپنی علم وفضل کی برکات سے بہرہ ور فرمایا کرتے تھے، اس دوران میں آپ نے عربی اور فارسی میں متعدد رسالے فصاحت و بلاغت کے ساتھ تحریر فرمائے، رسالہ تہلیلیہ، رسالہ اثبات النبوۃ، رسالہ ردِ شیعہ اسی زمانہ میں لکھے گئے۔

ابوالفضل سے ملاقات

اس زمانہ میں آگرہ دارالسلطنت ہونے کی وجہ سے مرکزِ اہلِ فضل و کمال تھا، چنانچہ حضرت مجددؒ بھی مرید فضلائے روزگار کی ملاقات کے لئے آگرہ تشریف لے گئے، قیامِ آگرہ کے دوران آپ کبھی کبھی اکبر بادشاہ کے وزیر ابوالفضل کے کہنے پر اس کے پاس جایا کرتے تھے، ایک دن ابوالفضل فلاسفہ کے متعلق کچھ کہہ رہے تھے، تو حضرت مجددؒ نے اس سے کہا کہ امام غزالیؒ نے رسالہ المنقذ من الضلال میں لکھا ہے، کہ وہ علوم جو کار آمد ہیں، جیسے علم نجوم، علم ہیئت اور علم طب، تو ان علوم کو فلاسفہ نے انبیائے ماسبق کی کتابوں سے لیا ہے، اور جن علوم کو فلاسفہ نے خود بیان کیا ہے، جیسے ریاضی تو وہ کسی کام کے نہیں، یہ سن کر ابوالفضل نے کہا، "غزالی نامعقول گفتہ است" غزالی نے نامعقول بات کہی ہے، اگرچہ مفہوم کے اعتبار سے اس کلام میں کچھ زیادہ قباحت نہ تھی، لیکن اعتبار استعمال کے ضمن میں قباحت ہے، اور آپ کو تاب نہ ہوئی، اور یہ فرما کر چلے آئے۔ "اگر ذوقِ صحبت با اہلِ علم داری ازیں صرف ہائے دور از ادب زبان باز دار۔" (ترجمہ) اگر تم کو ہم جیسے اہلِ علم سے ملنے کا اشتیاق ہے، تو ایسے دور از ادب الفاظ سے اپنی زبان کو روکو۔"

کئی روز بعد ابوالفضل نے معافی مانگ کر بلایا،

تردید شیعہ علمائے ماوراء النہر نے ایک رسالہ لکھا، اور ثابت کیا کہ شیعہ کافر ہیں، اس لئے ان کا قتل اور مال مسلمانوں کے لئے مباح ہے۔ اس پر محمد بن فخر الدین علی رستمدار شیعی جو مشہد میں تدریس کے منصب پر فائز تھا، ایک رسالہ مجالس المومنین لکھا، یہ رسالہ اہلِ تشیع ہندوستان جو اربابِ حشمت و جاہ اور تقرب شاہی رکھتے تھے، نے ہندوستان میں لا کر اس کی تشہیر کی، حضرت مجددؒ کا ان حالات میں باوجود اہلِ تشیع کی تقرب شاہی کے تردید شیعہ

میں قلم اُٹھانا آپ کی حمیت و غیرت دینی کی زبردست دلیل ہے،

فیضی کی فیض یابی

آگرہ میں رہائش کے ایام میں ایک روز حضرت مجددؒ ابوالفضل کے بھائی فیضی کے پاس تشریف لے گئے، وہ اِن ایام میں اپنی بے نقط تفسیر (سواطع الالہام) کی تصنیف میں مصروف تھا، وہ آپکو دیکھ کر بہت خوش ہُوا، اور کہنے لگا آپ خوب وقت پر تشریف لائے ہیں، مجھے ایک مقام درپیش ہے جس کی تاویل و تفسیر بے نقط حروف میں دشوار ہوگئی ہے، میں نے بہت دماغ سوزی کی ہے، لیکن کوئی مناسب حل نہیں مِل سکا، اِس پر آپ نے قلم پکڑا اور اِس صفحہ کے مطالب بہترین بے نقط الفاظ میں کمال فصاحت و بلاغت سے تحریر فرما دیئے جس سے فیضی دنگ رہ گیا اور آپ کی زبردست علمی قابلیت کا قائل ہوگیا،

شادی خانہ آبادی

آپ کا قیام آگرہ میں کچھ زیادہ ہی ہوگیا جس کی حضرت مخدوم تابِ ہجراں نہ لاتے ہُوئے باوجود پیرانہ سالی کے آگرہ پہنچ گئے اور واپسی پر تھانیسر کے حاکم اور رئیس شیخ سلطان جو علم و فضیلت میں بلند مقام رکھتے تھے، کے مہمان ہُوئے جن کو چند روز پہلے خواب میں فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مِل چکا تھا، کہ اپنی دُختر نیک اختر کا نکاح میرے (رسول اللہ) فرزند اور نائب شیخ احمدؒ سے کردے اور خواب میں ہی حضرت مجددؒ کی شکل بھی دکھا دی،

جب حضرت مخدوم مع اپنے عظیم فرزند حضرت مجدد کے ساتھ شیخ سلطان کے مہمان ہوئے، تو اُس نے آپکو فوراً پہچان لیا کہ یہی وہ شیخ احمدؒ ہیں، جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بیٹی کے نکاح کے لئے فرمایا تھا، باوجود بیٹی کا باپ ہونے کے نہایت شرم و ادب سے اُس نے حضرت مخدومؒ کی خدمت میں سارا واقعہ عرض کردیا، تو حضرت مخدومؒ نے سرِ تسلیم خم کرتے ہُوئے کہا "کس میں اتنی ہمت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے سرتابی اور انحراف کرسکے، میں اِسی وقت تیار ہوں" الغرض حضرت مجددؒ کی شادی ۲۵ سال کی عمر میں یہیں ہوگئی، اور شادی کے ساتھ آپکو اِتنا مال مِل گیا، کہ آپ صاحبِ مال بھی ہوگئے، یہ بھی حکمت ایزدی تھی کہ آپ فکرِ معاش سے آزاد رہ کر اُمت محمدیہ کی اصلاح و تجدید کا کام دِل جمعی سے کرسکیں،

خسر کی شہادت

تھانیسر سے وطن پہنچ کر حضرت مخدوم آپ کو فقر و سلوک کا درس دے رہے تھے، کہ انہی ایام میں اکبر بادشاہ کا گذر تھانیسر سے ہُوا، تو عوام اور خاص کر ہندوؤں نے شکایات پیش کیں کہ تھانیسر کے حاکم حاجی شیخ سلطان اسلام سے بہت محبت رکھتے ہیں، بادشاہ نے بلایا تو اکبر بادشاہ کے سوال کا جواب نہایت دیدہ دلیری

سے دیا، اکبر بادشاہ نے کہا "تو نے کئی سال سے خراج ادا نہیں کیا"، حاجی سلطان نے شان بے نیازی سے جواب دیا "تو مرتد ہو گیا ہے، اس لئے میں نے تمہیں مال بھیجنے کی بجائے علماء فقراء اور حاجت مندوں میں تقسیم کر دیا ہے، بادشاہ کچھ حکم دینے ہی والا تھا، کہ حاجی سلطان نے ایک پتھر بادشاہ کے چہرے پر مارا، اور کہا، مرتد کو قتل کرنا جائز ہے"

اور پھر بادشاہ کے حکم سے حاجی سلطان کو ۲ رجادی الآخر ۱۰۰۷ھ میں شہید کرا دیا،

قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون ۰

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

والدِ گرامی حضرت مخدوم کی وفات

حضرت مجدد بھی اس غم سے سنبھلنے نہ پائے تھے کہ خسر کی وفات کے پچیس یوم کے بعد ۲۷ رجادی الآخر ۱۰۰۷ھ اسی سال کی عمر میں آپ کے والد کا بھی وصال ہو گیا،

قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون ۰

اہلیہ محترمہ کو بشارت

ان ہی ایام میں آپ بیمار ہو کر بہت کمزور ہو گئے، آپ کی یہ حالت دیکھ کر آپ کی اہلیہ محترمہ نے دوگانہ ادا کر کے رو کر آپ کی صحت کی دعا فرمائی، کہ اس حالت میں آپ کو نیند آ گئی، اور اشارہ ہوا، کہ تسلی رکھو، ان سے ہمیں بڑے کام لینے ہیں، جن میں سے ابھی ایک بھی کام پورا نہیں ہوا، چنانچہ آپ جلد ہی تندرست ہو گئے،

حج کیلئے روانگی

سالہا سال سے آپ کو حج اور زیارت حرم کا شوق تھا، لیکن حضرت مخدوم کی پیرانہ سالی کی وجہ سے سفر نہیں کر سکتے تھے، کیوں کہ آپ کو جو بھی نعمت ملی وہ حضرت مخدوم کی دعاؤں کا ثمرہ تھا جب حضرت مخدوم اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے، تو ۱۰۰۸ھ میں آپ حج کی نیت سے روانہ ہو کر دہلی پہنچ گئے، لیکن ؎

می گزشتم زغم آسودہ کہ ناگہ ز کمین
عالم آشوب نگاہے سر راہم بگرفت

حضرت خواجہ سے بیعت

دہلی پہنچ کر آپ کی ملاقات حسن کشمیری سے ہوئی، وہ آپ کے شناسا اور حضرت خواجہ باقی باللہ کے مرید تھے، انہوں نے حضرت خواجہ کے کمالات کا ذکر کیا کہ وہ طریقہ نقشبندیہ کے صاحب کمال ہیں، چونکہ آپ نے اپنے والدِ گرامی حضرت مخدوم سے بارہا سنا تھا، "مرکز ایں دائرہ دشاہ راہ ایں بادیہ بدست طائفہ نقشبندیہ افتادہ است" اور حضرت مخدوم اکثر کہا کرتے تھے "یا نور اللہ مجدد کو حضرات خواجگان

کے دیار میں پہنچا دے۔ یا اُن میں سے کسی صاحب کمال کو یہاں لے آئے تاکہ ان کی نسبت سے استفادہ حاصل کروں"۔ اب جو حضرت مجدد نے مولانا حسن کشمیریؒ سے حضرت خواجہؒ کا ذکر سنا تو کمال اشتیاق سے آپ نے مولانا کی معیت میں حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا عزم و ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت خواجہ حالانکہ خود اپنے طور سے کسی کو طریقہ اختیار کرنے کی ہدایت نہیں فرماتے تھے، لیکن حضرت شیخ احمدؒ کو دیکھ کر ہی آپ نے فوراً پہچان لیا کہ یہی وہ شہباز بلند پرواز ہے جس کے لئے مجھے مرشد برحق نے ہندوستان پہنچنے کا حکم دیا تھا، تو آپ نے اپنی عادت شریفہ سے تجاوز کر کے ارشاد فرمایا کہ اگر چہ تم نیک سفر مبارک کا عزم کئے ہوئے ہو، لیکن اگر کچھ مدت یعنی ۱ ماہ یا کم از کم ۲ دو ہفتہ مہر فقراء کی صحبت میں گزار دو تو کیا حرج ہے، چنانچہ حسب ارشاد آپ نے دو ہفتہ کی مہمانی قبول فرمالی، لیکن دو دن نہ گزرے تھے، کہ آپ کی کیفیت بدلی اور حضرت خواجہ کی کشش غالب آئی اور زبان حال سے کَمُلَتْ مَسَافَةُ كَعْبَةِ الْآمَالِ۔ حَمْدًا لِمَنْ تَدَمَّنَ بِالْاِكْمَالِ کہتے ہوئے حضرت خواجہ سے بیعت ہوئے کعبۂ رادات تک پہنچنے کی مسافت پوری ہوئی اور فرمایا "شکر ہے اُس پاک ذات کا جس نے دولت اکمال سے مالا مال کر دیا،

حضرت خواجہؒ نے آپ کو خلوت میں لیجا کر توجہ شروع کی چنانچہ اُسی وقت آپ کا دل ذاکر ہو گیا اور روز بروز ترقیات و بلندی درجات ظاہر ہونے لگے۔ حضرت مجددؒ نے سالہا سال ریاضتیں کی تھیں مختلف مشائخین مختلف سلاسل سے فیضیاب ہو چکے تھے۔ سینہ پاک صاف مزکّٰی و مجلّٰی تھا، يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ط۔ یعنی ایسا لگتا تھا کہ اس کا تیل سلگ اُٹھے اور ابھی نہ لگی ہو اس کو آگ"۔ صرف تیلی دکھلانے کی دیر تھی اور وہ حضرت خواجہؒ کی صحبت تھی چنانچہ ڈھائی ماہ حضرت خواجہ کی دربانی سے مشرف ہوئے اور دولت اکمال و تکمیل اور مبشرات خلافت الہیہ حاصل کیں،

تعمیر مسجد مردان خدا

حضرت مجددؒ ڈھائی ماہ حضرت خواجہؒ کی خدمت میں رہ کر اپنے وطن سرہند تشریف لے آئے اور اپنے گھر کے نزدیک "مسجد مردان خدا" ۱۰۰۸ھ میں تعمیر کی، جہاں سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بندگان خدا نے اپنے سر پر تاج رضا رکھ کر مملکت قناعت و تسلیم کی بادشاہی حاصل کی، اور یہی وہ مبارک مسجد ہے جہاں سے طریقہ نقشبندیہ صدیقیہ بنو یہ علی صاحبہا الصَّلٰوةُ وَالتَّحِيَّةُ کی ترویج اطراف عالم میں ہوئی، اور یہی وہ مسجد مبارک ہے جس کی خاک پر بیٹھ کر ایک مرد حق آگاہ نے اکبر و جہانگیر کی طاغوتی طاقتوں کو شکست فاش دیکر دین اسلام کی از سر نو تجدید فرمائی،

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ط

کا ظہور ہوا، (ترجمہ۔ اور عزت اللہ کے لئے ہے اور اس کے رسول کا اور ایمان والوں کا لیکن منافق نہیں سمجھتے)

حضرت خواجہ کی رائے

انہی دنوں حضرت خواجہؒ نے اپنے ایک مخلص کو تحریر فرمایا۔

(ترجمہ) "سرہند میں بہت علم اور قوی عمل والے ایک شخص رہتے ہیں، ان کا نام شیخ احمدؒ ہے، کچھ دن فقیر ان کے ساتھ رہا ہے، ان کے اوضاع واطوار سے بہت کچھ عجائبات ظاہر ہوئے ہیں، میں محسوس کرتا ہوں کہ وہ ایسا روشن چراغ ہونگے جس سے دنیا روشن ہو جائیگی، ان کے کمالات دیکھ کر اللہ کے فضل سے مجھ کو اس کا یقین ہے، آپ کے برادران اور اقربا بھی نیک علماء کی جماعت میں سے ہیں ان میں سے بعض افراد سے میری ملاقات ہوئی ہے، میری نظر میں وہ سب جواہر عالیہ ہیں، عمدہ صلاحیت کے مالک ہیں، شیخ مذکور کی اولاد جو ابھی کم عمر بچے ہیں، اسرار الٰہی ہیں، خلاصہ کلام یہ ہے، کہ وہ مثل شجرہ طیبہ کے ہیں، اللہ ان کی اچھی پرورش فرماتے"۔ رقعات خواجہ باقی رقعہ ۶۵

شیخ بدر الدینؒ نے حضرات القدس میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ نے پہلی مرتبہ حضرت مجدد کو دولت کمال وتکمیل کی بشارت دی اور دوسری مرتبہ جب آپ سرہند سے دہلی آئے تو اپنے مریدوں کو آپ کے حوالے کیا، میر محمد نعمان کا بیان ہے کہ:۔

"حضرت خواجہ نے مجھ فقیر محمد نعمان کو فرمایا۔ میاں شیخ احمدؒ کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھو اور ان سے وابستہ ہو جاؤ، چونکہ وہ میرے پیر بھائی تھے اس لئے میرے نفس میں خود داری تھی، میں نے عرض کی کہ میری توجہ تو آپ کا سنگ در ہے، وہ چاہے کتنے بڑے بزرگ ہوں تو آپ نے از روئے غضب مجھ سے فرمایا۔ "میاں! شیخ احمدؒ ایسے آفتاب ہیں، کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے ان کے ضمن میں گم ہیں، اور کاملین اولیائے متقدمین میں ان جیسا خال خال ہوا ہوگا، یعنی بہت کم"۔

(زبدۃ المقامات در احوال میر محمد نعمان صد ۵۶۲)

اور تیسری مرتبہ تو الطاف وعنایات کی حد کر دی، حضرت خواجہ کا مسکن قلعہ فیروزی میں تھا جب آپ کو تیسری دفعہ حضرت مجددؒ کی تشریف آوری کا علم ہوا، تو پاپیادہ دروازہ کابلی تک برائے استقبال تشریف لے گئے،

"اس مرتبہ حضرت خواجہ نے حضرت مجددؒ کے اکرام واحترام میں حد کر دی۔ جب آپ کی مجلس سے اٹھتے تھے، یا کسی راہ پر چلتے تھے، تو الٹے پاؤں مراجعت کرتے تھے، اور طالبان حق اور حاضرین مجلس سے فرماتے کہ حضرت مجدد کے سامنے میری تعظیم نہ کرو، اور اپنے جملہ اصحاب کو آپ کے حوالے کر کے مشیخت وارشاد کا معاملہ بالکلیہ آپ کے سپرد کر دیا، بلکہ اپنے دونوں شیر خوار بچوں کو طلب فرما کر آپ سے ان کے واسطے توجہ طلب کی"۔ (حضرات القدس)

پیر و مرید کا تعلق

میر محمد نعمان بیان کرتے ہیں، ایک روز حضرت مجددؒ اپنے حجرے میں سو رہے تھے، کہ اچانک حضرت خواجہ باقی باللہ آپ کی ملاقات کے لئے حجرے کے دروازے پر پہنچے، خادم نے حضرت مجددؒ کو جگانا چاہا لیکن حضرت خواجہ نے بتاکید اُسے منع فرمایا اور خود کمال نیازمندی اور بے نیازی اور ادب سے دروازے کے باہر انتظار فرمایا، ایک دو لمحہ کے بعد آپ جاگ گئے تو آواز دی کہ دروازے کے باہر کون ہے حضرت خواجہ نے نہایت ادب سے کہا فقیر محمد باقی ہے، حضرت مجددؒ انتہائی بیقراری اور اضطراب کی حالت میں باہر آئے، اور کمال تواضع و انکساری سے حضرت خواجہ کے قدموں میں بیٹھ گئے، غرضیکہ وہ صحبت و معاملہ جو ان دونوں پیر و مرید کے درمیان ظہور میں آیا ہے، باعث حیرت و عجائب روزگار میں سے ہے، آج تک کسی نے دیکھا تو کیا ایسا معاملہ سنا بھی نہ ہوگا،

حضرت خواجہ نے حضرت مجدد کے متعلق فرمایا:۔

ایک روز فرمایا آپ کامل مردوں اور محبوبوں میں سے ہیں، پھر فرمایا کہ آج آسمان کے نیچے مشائخین و صوفیا کرام میں کوئی مرتبہ میں آپ جیسا نہیں ہے، ایک موقعہ پر فرمایا کہ صحابہ اور کامل تابعین و مجتہدین کے بعد اخص الخواص میں سے گنتی کے چند آپ جیسے نظر آتے ہیں،

حضرت خواجہ سے محبت

حضرت مجددؒ حضرت خواجہ کے دل و جان سے عاشق تھے خواجہ ہاشم کشمیؒ لکھتے ہیں، " مجھ سے خواجہ حسام الدین احمد نے جو حضرت خواجہ کے مقبول ترین افراد میں سے تھے بیان کیا کہ جس زمانہ میں حضرت خواجہ تمہارے پیر و مرشد (حضرت مجددؒ) کا نہایت احترام کرتے تھے کہ ایک دن حضرت خواجہ نے مجھ کو تمہارے مرشد کو بلانے بھیجا، جب میں نے آپ سے حضرت خواجہ کے یاد کرنے کا ذکر کیا، تو آپ کے چہرے کا رنگ ایک دم بدل گیا خوف کے آثار ظاہر ہو گئے انتہا سے خشیت کی وجہ سے بدن میں اضطرابی کیفیت پیدا ہو گئی، گویا کہ آپ پر رعشہ طاری ہو گیا، ان کی اس حالت کو دیکھ کر میں نے دل میں کہا اب تک سنتا آیا تھا "نزدکیاں را بیش بود حیرانی" لیکن آج اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کر رہا ہوں (زبدۃ المقامات فصل سوم ص ۲۳۱)

حضرت مجددؒ فرماتے ہیں، " اللہ تعالیٰ کی جو بے حساب عنایتیں اس عالم میں مجھ پر ہوئی ہیں ان کا سبب آپ ہی کی نوازش ہوئی ہے، بنا بریں اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری میں آپکی شکر گزاری کا مفہوم شامل ہے، پھر بھی یہ چند کلمات آپ کو لکھے گئے تاکہ آپ کی نوازش کا شکر کس قدر ادا ہو سکے، آپ پر اور ان سب افراد پر جنہوں نے ہدایت کی پیروی اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی، سلام ہو"۔ (مکتوب ۲۷۹ دفتر اول)

مجدد الف ثانی

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، "اور معلوم رہے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد گزرا ہے، لیکن صدی کا مجدد اور ہے اور ہزار کا مجدد اور، سو اور ہزار میں جتنا فرق ہے۔ اتنا ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ ان کے مجددوں میں بھی فرق ہے۔ مجدد وہ ہوتا ہے کہ اس مدت میں جو فیوض امتیوں کو پہنچتے ہیں، خواہ وہ اس وقت کے اقطاب و اوتاد اور بدلا، و نجبا ہوں اسی کی وساطت سے پہنچتے ہیں (مکتوب دفتر دوم مکتوب ۴)

جمعۃ المبارک

جمعۃ المبارک کا دن مومنوں کی عید ہے جس شخص نے بلا وجہ تین جمعہ ناغہ کیا اس نے اسلام کو پس پشت ڈال دیا اور اس کا دل زنگ آلود ہو گیا" (حدیث قدسی) اور حدیث شریف میں ہے کہ اللہ ہر جمعہ کے دن چھ لاکھ افراد کو آتش دوزخ سے رہائی بخشتا ہے، (کیمیائے سعادت امام غزالی رح)

طبقہ علماء میں مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی جن کا تبحر علمی مشہور ہے۔ پہلے عالم ہیں جنہوں نے حضرت شیخ کو مجدد الف ثانی لکھا اور تجدید الف کے اثبات میں ایک رسالہ دلائل التجدید تصنیف فرمایا مشہور ہے کہ حضرت شیخ مجدد رح کو تجدید الف کا خلعت جمعۃ المبارک ۱۲ ربیع الاول ۱۰۱۰ھ زیب تن ہوا،

قیوم زماں

روضہ قیومیہ میں ہے، کہ ایک دن نماز فجر کے بعد مراقبہ میں اپنے اوپر خلعت عالی نورانی پایا اور ایسا معلوم ہوا کہ یہ خلعت تمام ممکنات کی قیومیت کا ہے جو بہ وراثت و تبعیت ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم عطا ہوا ہے۔ اتنے میں حضور ختم الرسل تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے میرے سر پر دستار باندھی اور منصب قیومیت کی مبارکباد دی (دفتر ثالث مکتوب ۷۹ — ۸۰)

مشہور ہے قیوم زماں کا لقب و خلعت دوشنبہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۰۱۰ھ حضرت مجدد الف ثانی کو عطا ہوا،

جہانگیر شاہ ہند کی بدظنی

جب آپ کو تجدید دین اور قیوم زماں کا خلعت پہنایا جا چکا تو آپ کے کمالات کا شہرہ عالمگیر ہو گیا۔ خلقت آپ کے گرد مور و ملخ کی طرح جمع ہونی شروع ہو گئی۔ ہر ملک میں آپ کے خلفا پہنچ گئے۔ رشد و ہدایت کا بازار گرم ہوا، فرماں روایان ایران توران بدخشاں نے ان کے ہاتھوں بیعت کی، بادشاہ ہند جہانگیر کے لشکر میں بھی چیدہ چیدہ لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے، جن میں سے شیخ بدیع الدین آپ کے نامور خلفاء میں سے تھے،

اکثر ارکان دولت نے آپ سے بیعت کی اور رشد شدہ یہ خبر آصف خاں وزیر اعظم کو جو شیعہ مذہب کا پیرو تھا، کو پہنچی۔ اُس نے پہلے آپ کے تصنیف کردہ رسالہ ردِ روافض کے متعلق بھی سُنا ہوا تھا اِس کو بدیع الدین کا لشکر میں قیام اور اشاعت طریقہ نقشبندیہ بہت ناگوار تھی اور شب و روز موقع کی جستجو میں تھا، کہ ایک روز بادشاہ کو خلوت میں عرض کی، کہ حضور سرہند شہر کے ایک مشائخ زادہ شیخ احمدؒ جس نے مختلف درویشوں سے خلافت پائی ہے اور مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے، اُس نے اپنے صدہا خلفاً ملک در ملک بھیج دیئے ہیں، لکھوکہا آدمی اُس کے خلفاً کے مرید ہیں اور اِس سے زیادہ تعداد میں اُس کے اپنے مرید ہیں، ہمارے لشکر میں بھی اُس کا ایک خلیفہ مقیم ہے اور امرا سلطانی خان خاناں۔ فرید بخاری۔ سید صدر جہاں۔ خان جہاں خاں، مہابت خاں، تربیت خاں، اسلام خاں، سکندر خاں۔ دریا خاں، مرتضےٰ خاں اُس کے مرید اور حلقہ بگوش ہو گئے ہیں اور اب معلوم ہوا ہے، کہ اس نے ایک لاکھ سوار مسلح اور بیشمار پیادے تیار کیئے ہیں، خوف ہے کہ غفلت میں کوئی واقعہ ظہور پذیر نہ ہو جائے، اِس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے، کہ جس قدر امراء اس کے معتقدین ہیں، اِن کے تبادلہ علیحدہ علیحدہ دُور دراز علاقوں میں کر دیا جائے، تو بادشاہ کو وزیر کی رائے بہت لپسند آئی، اور دُوسرے ہی روز علی الصبح دربار خاص منعقد کر کے خان خاناں کو ملک دکن کی صوبہ داری، صدر جہاں کو بنگال کی صوبہ داری خاں جہاں کو صوبہ مالوہ کی صوبہ داری اور مہابت خاں کو کابل کی صوبہ داری پہ اور اِسی طرح سے چار سو حکام کو جو آپ معتقد خاص تھے، دُور دراز علاقوں کا حاکم بنا کر بھیج دیا، جب ان سب امراء کے مقامات متبدلہ پہ پہنچنے کی اطلاع مل گئی، تو جہانگیر بادشاہ نے ایک شاہی فرمان حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کے نام جس میں آپکی ملاقات کا شوق ظاہر کر کے آپ کو معہ مریدین خاص دعوت دی گئی، حاکم سرہند کو ارسال کیا کہ خود حاضر ہو کر حضرت صاحب کو پیش کرے۔

اِدھر شیخ مجددؒ کی مجلس میں روزانہ اپنے خدام میں اِسی موضوع پہ بیان ہوتا کہ **وما من نبی الا اوزی۔** یعنی ایسا کوئی نبی نہیں جس کو راہِ خدا میں تکلیف نہ ہوئی ہو، **وما من ولی الا ابتلی** یعنی کوئی ولی ایسا نہیں جس کو بلاؤں میں نہ رکھا گیا ہو۔ **والبلاءُ بقدر الولاءِ** یعنی بلا بقدر محبت آتی ہے، اِس لئے اب رضا الٰہی ایسی ہی معلوم ہوتی ہے، کہ اِسی دوران حاکم سرہند فرمان شاہی لیکر حاضر ہوا، ہر چند کہ معتقدین نے اصرار کیا کہ بادشاہ کے دربار میں جانے سے آپکو سخت خطرہ ہے، لیکن آپ تن تنہا حاکم سرہند کے ساتھ جانے کو تیار ہو گئے، کیوں کہ ؎

بہ جرم عشق تو ام می کشند و غوغا ئیست
تو نیز بر سرِ بام آ عجب تماشائیست

علوہیت اور صاحبزادگان کو نصیحت

آپ کے صبر و تحمل، برداشت و بردباری علوہمت کا اندازہ اِن پند و نصائح سے ہوتا ہے، جو آپ نے اپنے صاحبزادگان کو کہیں اور وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں انبیاء کرام و اصحابہ رضوان اللہ تعالیٰ کے بعد ایسی علوہمت برداشت و تحمل شاید ہی کسی فرد سے وقوع پذیر ہوئی ہو۔ فرزندانِ گرامی! آزمائش کی گھڑی جتنی بھی کڑوی کسیلی ہو لیکن موقع و فرصت کی گھڑی اگر مل جائے تو غنیمت ہے ہم کو اللہ تعالیٰ نے فرصت دی ہے، لہٰذا اس کا شکر بجالاؤ اور اپنے کام میں مشغول ہو جاؤ، اور اپنا ایک لمحہ ضائع نہ کرو۔ اِن تین چیزوں میں سے کسی ایک میں اپنے کو مشغول رکھو۔ تلاوت کلام پاک، لمبی قرأت سے ادائے نماز اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کی تکرار۔ کلمہ لا کہتے وقت اپنے تمام مقاصد و مرادات اور خواہشاتِ نفس کی نفی کرو، کیوں کہ خواہشات و مرادات کی طلب میں اپنی الوہیت کا دعویٰ مستتر ہے، لہٰذا ساخت سینہ میں کسی خواہش کے لئے جگہ نہ ہونی چاہئے، نہ کوئی ہوس دماغ میں رہے تاکہ کامل طور پر بندگی ثابت ہو۔ پھر فرمایا حتیٰ کہ میری رہائی کا مقصد جو کہ تمہارے اہم مقاصد میں سے ہے، تمہارے دل میں نہ رہے۔

اللہ کی تقدیر اور اس کے فعل و ارادہ پر راضی رہو، اور کلمہ طیبہ پڑھتے وقت جانب اثبات میں (یعنی اِلّا اللہ کہتے وقت) غیبِ ہویت کے سوا کچھ نہ ہونا چاہئے، اپنی حویلی، سرا اور کنواں اور باغ و کتب اور دوسری اشیاء کے غم و فکر کو مزاحم نہ ہونے دو، یہ سب چیزیں سہل ہیں، اللہ کی رضا تمہاری رضا ہونی چاہئے۔ اگر میں مرتا یہ سب چیزیں جاتیں "گو در حیات ما رفتہ باشد" یعنی اِن سب چیزوں کا چھٹنا تو تھا ہی، ابھی سے چھٹ جائیں، اولیاء نے اِن سب چیزوں کو خود چھوڑ دیا ہے، اور ہم اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے اِن چیزوں کو چھوڑ رہے ہیں۔ لہٰذا ہم کو شکر بجالانا چاہئے، کہ ہم اس کے مخلص بندوں میں سے ہوں، مُخلَص کے لام پر فتح ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کے پسند کئے ہوئے بندے) جہاں بھی بیٹھے ہو، اسی کو اپنا وطن سمجھو، چند روزہ حیات ہے، جہاں بھی گزرے اللہ کی یاد میں گزرے۔ اپنی والدہ کو تسلی دو اور آخرت کی رغبت دلاؤ۔ رہی ایک دوسرے سے ملاقات تو اگر اللہ کو منظور ہے، میسر ہوگی، ورنہ اس کی تقدیر پر راضی رہو، اور دعا کرو، کہ دار السلام میں اکٹھے ہوں، اور دنیوی ملاقات کی تلافی کو آخرت میں اللہ کے کرم کے حوالے کریں اَلحَمدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ (دفتر سوم مکتوب ۲)

شہزادہ خرم کی سعی

دربار میں حاضری سے پہلے شہزادہ خرم (البعد کا شاہجہان) جو کہ آپ کا نہایت معتقد تھا، خواجہ مفتی عبدالرحمٰن اور علامہ افضل خاں کو معہ کتب متعلقہ شیخ مجدد کی خدمت میں بھیجا۔ تو مفتی صاحب نے دلیل پیش کی کہ فقہ

ایسے سجدہ کو جائز قرار دیتی ہے۔ جو زندگی بچانے کے لئے کسی جابر سلطان کو کیا گیا ہو۔ ان حالات میں تعظیمی سجدہ حرام نہیں رہتا۔" تو حضرت مجددؒ نے جو جواب دیا وہ تاریخ میں رہتی دنیا تک یادگار رہے گا۔ حضرت مجددؒ نے فرمایا: "یہ حکم بطور رخصت (مصلحت) ہے جان بچانے کیلئے لیکن بطور عزیمت یہ حکم اٹل ہے کہ غیر حق کو سجدہ نہ کیا جائے۔"

مفتی عبدالرحمٰن اور علامہ افضل خاں آپ کے جواب کی جرأت اور عزیمت پر عش عش کر اٹھے اور آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے واپس آکر شہزادہ خرم کو حالات کی اطلاع دی۔

گردن نہ جھکی:۔ حضرت مجدد جب جہانگیر کے دربار میں اس شان سے داخل ہوئے کہ بادشاہ اس مردِ مومن کی دلیری اور جرأت کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا، کیونکہ حضرت مجدد نے دربار جہانگیر میں آئین دربار کے مطابق بادشاہ کو سجدہ کرنے کی بجائے السلام علیکم و رحمتہ اللہ یا امیر المومنین کہا، تو جہانگیر نے اپنی عادت کے خلاف سکوت اختیار کر لیا اور حضرت پر کوئی اعتراض نہ کیا لیکن اسی وقت وزیر آصف جاہ بادشاہ کو کہنے لگا یہی وہ شخص ہے جو آپ کو سجدہ نہیں کرتا، اور اپنے آپکو نعوذ باللہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے افضل کہتا ہے، اس کے بعد بادشاہ کو آپکا وہ مکتوب پیش کیا گیا جو آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ باقی باللہؒ کو تحریر فرمایا تھا، اس میں آپ کی روحانی سیر و عروج کا ذکر کیا گیا تھا۔

"اور اس مقام سے اوپر ایک مقام پر جب پہنچا تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا مقام ہے اور دوسرے خلفاءؓ کو بھی اس مقام سے عبور حاصل ہو چکا ہے۔ اس مقام سے بھی اوپر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا مقام ظاہر ہوا، اس مقام پر بھی پہنچنا نصیب ہوا۔"

"حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے بالکل مقابل ایک اور مقام ظاہر ہوا، جو نہایت ہی نورانی تھا ایسا نورانی مقام کبھی دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے مقام سے کچھ بلند تھا جس طرح چبوترے کو زمین سے قدرے بلند بناتے ہیں، اور معلوم ہوا کہ وہ مقام محبوبیت ہے، یہ مقام رنگین اور منقش تھا، میں اس کے پرتو سے اپنے آپ کو بھی رنگین اور منقش پایا۔ اس کے بعد اسی کیفیت میں اپنے آپکو لطیف پایا، اور ہوا کی طرح یا قطعہ بادل کی طرح آفاق میں منتشر دیکھا۔ (مکتوب ۱۱ دفتر اول)

مندرجہ بالا مکتوب بادشاہ کو پیش کر کے کہا کہ یہ شخص خود کو حضرت صدیق اکبر سے بلند مرتبہ سمجھتا ہے۔ تو بادشاہ نے برہمی سے پوچھا کیا یہ درست ہے کہ تم خود کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے بلند مرتبہ سمجھتے ہو؟ آپ نے جواب دیا: ہرگز نہیں۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ میں اس گستاخی کا مرتکب ٹھہروں!

بادشاہ نے پھر پوچھا۔ پھر آپ کی اِس تحریر کا مطلب کیا ہے؟
آپ نے جواب دیا۔ میں نے اپنی سیر و عروج کا حال اپنے پیر و مرشد کو لکھا ہے اور اِس حال سے صوفیاء کو گزرنا پڑتا ہے، اور انہیں پھر اپنے مرتبے اور حال میں واپس آنا پڑتا ہے۔

بے نظیر مثال

آپ نے پھر ایک بے نظیر مثال پیش کی آپ نے دس ہزاری، پنج ہزاری امراء کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:
"اب اگر ان معززامراء کی موجودگی میں بادشاہ ان سے کم مرتبہ شخص کو اپنے قریب بلائے اور اس سے کچھ راز کی باتیں کہہ کر واپس کر دے تو اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ ان امراء کا مرتبہ گھٹ گیا، اور اس کم مرتبہ شخص کا مرتبہ بڑھ گیا۔

سجدۂ تعظیمی کے خلاف استقامت

بادشاہ اِس دلیل سے قطعی طور پر قائل ہو گیا اور آپ کے جواب سے دل میں خوش ہوا، اور کچھ دیر پہلے آپ کے خلاف جو جذبہ موجزن تھا۔ وہ سرد پڑ گیا، لیکن اسی وقت ایک امیر نے بادشاہ سے عرض کی۔
"حضور والا، اس شخص کے تکبر اور رعونت کو دیکھیں دنیا جانتی ہے کہ آپ ظل اللہ اور خلیفۃ اللہ ہیں، اور یہ خود بھی آپ کے اس مرتبہ سے واقف ہے لیکن حال یہ ہے۔ کہ سجدۂ تعظیمی تو بہت دور رہا معمولی احترام و تواضع بھی نہیں بجا لایا۔"
یہ سن کر بادشاہ نے ناگوار لہجے میں فرمایا۔ "شیخ صاحب آپ کو آداب شاہی کا خیال تو کرنا ہی پڑے گا، اس لیے بہتری اسی میں ہے کہ اسی وقت سجدہ تعظیمی میں جھک جائیں۔"
اسی وقت آپ نے کمال استقامت سے جواب دیا۔ "ہرگز نہیں، ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کیونکہ غیر اللہ کو سجدہ حرام ہے۔" جہانگیر نے کہا۔ "اچھا ہم آپ کو اتنی رعایت دینے کو تیار ہیں کہ اپنا سر صرف یوں ہی ذرا سا جھکا دیں، ہم اسے سجدۂ تعظیمی میں شمار کر لیں گے"، لیکن آپ نے ہمالہ کے عزم سے جواب دیا۔ " یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں۔"
جہانگیر کی تیوریوں پر بل پڑ گئے اور فرمایا۔ "ہم شائد آپ کو اتنا مجبور نہ کرتے لیکن اب ہماری زبان سے نکل چکا ہے۔ اس کی تکمیل بہر حال ہونی چاہئیے۔"

جہانگیر کی ناکامی

لیکن آپ کے عزم و استقلال میں کوئی فرق نہ آیا اور فرمایا۔ تیرے حکم کی تکمیل سے زیادہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل بےحد ضروری ہے، کیا تجھے یہ معمولی بات بھی معلوم نہیں کہ سجدہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو جائز نہیں، جہانگیر پر اس تقریر کا کوئی اثر نہ ہوا، اور اپنے حکم پر عمل کرانے کے لئے اپنے چند زورآور امراء کو حکم دیا، کہ ان کا سر جبراً ہمارے سامنے جھکا دیا جائے،

عجیب و غریب معرکہ

چند طاقتور اُمراء نے آپ کے سر اور گدّی کو اپنی گرفت میں لیکر آپ کی گردن جھکانے کی کوشش کی لیکن آپ نے اپنی پوری قوت سے خود کو اکڑا لیا، ابتدائے آفرینش سے دنیا نے ایسا عجیب و غریب معرکہ کبھی نہ دیکھا ہوگا، کہ اپنے وقت کی عظیم دُنیاوی طاقت اور عظمت کا مالک شہنشاہ جہانگیر اپنے جاہ و جلال اور جبر و قدر کے باوجود ایک مردِ درویش کی صرف گردن جھکانے میں ناکام ہوگیا، وہ مردِ درویش حضرت مجدد الف ثانی نقشبندیوں کا بے تاج شہنشاہ خود شناسی اور حق آگاہی کی قوت سے اپنے وقت کی سب سے بڑی طاغوتی طاقت سے نبرد آزما تھا۔ جب یہ حربہ بھی ناکام ہوگیا تو مجبوراً جہانگیر نے حکم دیا کہ' اِن کو اِس چھوٹے دروازے سے گزار جائے' تاکہ جب یہ اِس میں سے جُھک کر گزریں تو اِسی کو سجدۂ تعظیمی تصوّر کر لیا جائے، آپ کو جب اِس چھوٹے دروازے سے گزرنے کا حکم دیا، تو آپ اِس دروازے میں سے پہلے ایک ٹانگ پھر دروازے کو پکڑ کر دُوسری ٹانگ گزاری اور پھر سر کو پشت پر پیچھے جھکا کر دروازے سے نکل گئے، اور ان کے نفسِ گرم کی گرمی سے بادشاہ کے تمام حربے ناکام ہوگئے۔

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے ‏ ‏ ‏ جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیٔ احرار

حضرت مجددؒ قید میں

آپ کے اِس سخت رویّہ کو دیکھ کر اُمراء نے بادشاہ کو کہا کہ اِس شخص سے کیا بعید ہے کہ باہر جاکر شورش نہ برپا کر دے، تو جہانگیر نے آپ کو گوالیار کے قلعہ میں بند کر دیا،

آپ نے قلعہ میں محبوس قیدیوں میں تبلیغِ دین کا کام شروع کر دیا، اور ہزارہا ہندو مسلمان ہوگئے اور کثیر التعداد مسلمان آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوگئے،

جہانگیر بادشاہ مہابت خاں کی قید میں

تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء

آپ کی گرفتاری اور قید سے پُورے ملک میں تہلکہ مچ گیا اور لوگوں میں ایک عظیم جوش و اضطراب پیدا ہوگیا، خان خاناں خان جہاں لودھی، خان اعظم اور دُوسرے کثیر امرائے نے مہابت خاں کو اپنا سردار بنا کر اختیار دیا کہ بادشاہ کے خلاف جو بھی فوجی کارروائی مناسب سمجھے کرے، مہابت خاں جو کہ کابل کا گورنر تھا، کا خلوص و محبت اِس درجہ پر پہنچا ہُوا تھا، کہ باوجود حضرت مجددؒ کے منع کرنے کے اِس نے خطبے اور سکّے سے بادشاہ کا نام نکال دیا، اور فوج لیکر بادشاہ کی سرکوبی کیلئے کابل سے روانہ ہوگیا، جہانگیر اور مہابت خاں کا مقابلہ دریائے جہلم پر ہُوا، مہابت خاں نے اپنی فوجی طاقت کی کمی کے باوجود اپنے خلوص، محبت اور نیک نیتی کی وجہ سے جہانگیر کو شکستِ فاش دیکر بادشاہ

کو قید کر لیا، اور حضرت مجددؒ کی خدمت میں پیغام بھیجا، کہ بادشاہ اسکی قید میں ہے آپ ہندوستان کی حکومت سنبھال لیں، لیکن آپ نے اُسی مکتوب کی پشت پر لکھ دیا، "تخت بادشاہ کیلئے ہے۔ میں ایک فقیر ہوں فقیر کو بادشاہی سے کیا کام۔"

مہابت خاں نے وہی مکتوب جہانگیر کو پیش کر کے کہا، "کیا اُمرا نے آپکو میرے اسی پیر و مرشد کے خلاف بھڑکایا ہے، کہ یہ شورش برپا کر کے بادشاہ کیلئے خطرے کا موجب ہوگا۔"

جہانگیر سخت پشیمان ہوا، اور اُس کی آنکھیں کھل گئیں، اور مہابت خاں کو کہا کہ مجھے حضرت مجددؒ سے معافی لے کر دیں، کیوں کہ میں نے اُن پر ظلم عظیم کیا ہے۔ اگر وہ معاف نہ فرمائیں تو میرا کوئی ٹھکانہ نہ ہوگا۔"

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان

الغرض شاہی فرمان کے مطابق آپکو رہا کرنے کا پروانہ جاری کر دیا گیا، لیکن حضرت مجددؒ نے فرمایا کہ جب تک میری شرائط منظور نہ کی جائیں گی، میں قید سے باہر نہیں آؤں گا، چنانچہ بادشاہ نے آپکی تمام شرائط جو درج ذیل ہیں منظور فرمائیں اور معافی کا خواستگار ہو کر آپ کو رہا کر دیا:-

۱۔ بادشاہ کے دربار میں سجدہ قطعی طور پر موقوف کر دیا گیا،

۲۔ گاؤکشی میں آزادی دی گئی اور گوشت برسر بازار بکنا شروع ہو گیا، بادشاہ اور ارکان سلطنت نے ایک ایک گائے دربارِ عام کے دروازے پر اپنے اپنے ہاتھ سے ذبح کی، کباب تیار ہوئے اور سب نے کھائے،

۳۔ جہاں جہاں ملک میں مسجدیں شہید کی گئی تھیں، دوبارہ تعمیر کی گئیں،

۴۔ دربارِ عام کے قریب ایک خوشنما مسجد تعمیر ہوئی، اور اس مسجد میں بادشاہ معہ امرا نماز باجماعت ادا کرنے لگے،

۵۔ شہر بہ شہر محتسب شرعی مفتی و قاضی مقرر ہوئے،

۶۔ کفار پر جزیہ مقرر ہوا،

۷۔ جس قدر قانون خلافِ شریعت جاری تھے، یک قلم منسوخ کر دیئے گئے دینی تعلیم پھر عام ہو گئی، رہائی کے موقع پر شہزادہ خرم (شاہجہان) نے آپکا شاندار استقبال کیا، شاہی محل میں قیام کا انتظام کیا گیا

مغل شہنشاہان طریقہ نقشبندیہ ہیں

جہانگیر داخل طریقہ نقشبندیہ ہو گیا لیکن اپنے کئے پر ہمیشہ نادم رہا، بادشاہ کی افسردگی اور ندامت کے پیشِ نظر ایک دن حضرت مجددؒ نے جہانگیر سے فرمایا "تم خاطر جمع رکھو، میں اس وقت تک بہشت میں داخل نہیں ہوں گا، جب تک تمہیں اپنے ساتھ نہ لے لوں۔" شہزادہ خرم

جو بعد میں شاہ جہاں کے لقب سے مغل شہنشاہ بنا۔ آپ کا مرید خاص تھا اور اورنگ زیب عالمگیر حضرت مجدد کے صاحبزادہ خواجہ محمد معصوم رحہ کا مرید خاص بنا۔

دُنیا کا دِل

آپ نے اپنے ایک مکتوب میں فرمایا۔ "دُنیا کے ساتھ بادشاہ کا تعلق ایسا ہے جیسا دِل کو جسم سے ہے۔ اگر دِل اچھا ہے تو بدن بھی اچھا رہے گا۔ اور اگر دل بگڑ جائے تو جسم اچھا نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح دُنیا کی بہتری بادشاہ کی بہتری پر منحصر ہے۔ اگر بادشاہ بگڑ جائے تو جہاں کا بگڑ جانا لازمی ہے۔ ہم نے بادشاہ کو صراطِ مستقیم پر چلا دیا ہے۔ اسلئے اب دُنیا اِنشاءاللہ بہتر ہی رہے گی۔"

گوشہ نشینی اور وفات

اب آپ کا مشن مکمل ہو چکا تھا۔ اور عمر کے تریسٹھویں سال میں داخل ہو چکے تھے اور گوشہ نشینی مکمل طور پر اختیار کر لی تھی۔ ایک دن آپ نے فرمایا آئندہ جاڑوں میں ہم یہاں نہیں ہوں گے۔ پھر فرمایا۔ کہ لوگو! اب میں تم سے جُدا ہو جاؤں گا۔ میری اور تمہاری ملاقات قیامت کے دِن ہوگی۔ وہاں رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم دریافت فرمائیں گے۔ کہ شیخ احمدؒ تو نے کیا خدمات انجام دیں۔ اس وقت تمہیں یہ شہادت دینی ہوگی۔" لوگوں نے بیک آواز کہا۔ ہم قیامت کے دِن گواہی دیں گے۔ کہ آپ نے اپنے فرائض پوری دیانت داری اور محنت سے سرانجام دیئے ہیں۔" آپ نے سکون کی سانس لی اور آب دیدہ ہو گئے۔ زندگی کے آخری دنوں میں خیرات زیادہ ہو گئی تھی۔ راستے کے آخری حصہ میں تہجد ادا کی۔ فجر کی نماز باجماعت ادا کی۔ اور فرمایا۔ یہ ہماری آخری تہجد اور نمازِ فجر ہے۔ حسب عادت مراقبہ کیا۔ بعد ازاں اشراق بڑی دلجمعی سے پڑھی۔ بالآخر تریسٹھ سال کی عمر میں منگل کے دِن ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ (۱۰ دسمبر ۱۶۲۴ء) کو بوقت اشراق اللہ اللہ کا ورد کرتے ہوئے اِس دُنیا سے اعلیٰ علیین کو تشریف لے گئے۔

مرقدِ پُرانوار سرہند شریف (بھارت) جی ٹی روڈ پر واقع ہے۔ جہاں مغل شاہنشاہوں نے اپنی بے نظیر عقیدت کا ثبوت پیش کرتے ہوئے عظیم الشان مزار اور گنبد سنگ مرمر سے تعمیر کرائی اور مزار مقدس کے ملحق وسیع باغات مغل شاہنشاہوں کے خلوص و عقیدت اور ذوق و شوق کا پتہ دیتے ہیں۔ اس کے بعد روضہ مقدسہ کو حاجی ولی محمد و حاجی ہاشم خلف حاجی دادا ساکن دوراجی ملک کاٹھیاواڑ نے ۱۳۲۵ھ میں دوبارہ بنوا کر مکمل کرایا ہے۔ اور سنگ مرمر کا عالیشان گنبد دل کو سرور اور آنکھوں کو نور بخشتا ہے۔ اس پر پانچ سال کے عرصہ میں ایک لاکھ پینتالیس ہزار روپیہ خرچ ہوا۔ جنوبی دروازہ پر یہ لکھا ہے:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مزارِ پُر انوار حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی

شیخ احمد فاروقی نقشبندی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ ، آپ روضہ منورہ بتاریخ ۱۳۴۴ھ

بمطابق ۱۶۲۵ء تعمیر یافت ،

یہ رُباعی بھی حضرت مجدد کے مزار اقدس کے دروازہ پر لکھی ہوئی ہے ؎

ز آفات زمان دل تنگ و زارم
مددکن یا محمد الف ثانیؒ

حلیہ مبارک

آپ کا حلیہ مبارک دراز قد، نازک اندام ، رنگ گندم گوں مائل بسفیدی کشادہ پیشانی ۔ پیشانی اور رخسار سے نور برستا تھا کہ دیکھنے والے کی آنکھ کام نہ کرتی تھی آپ کی آبرو سیاہ و دراز و باریک تھی ، بینی بلند و باریک ، دہن مبارک بڑا نہ چھوٹا ، دندان مبارک ایک دوسرے سے متصل اور درخشاں مثل بدخشاں اور ریش مبارک گھنی دراز اور مربع تھی ، رخسار مبارک پر بال نہ تھے ، ہاتھ مبارک بڑے بڑے ، انگلیاں باریک اور پاؤں نہائت لطیف تھے ، غرضیکہ آپکی شکل مبارک ایسی محبوبانہ تھی ، کہ جو دیکھتا بے اختیار سبحان اللہ اور ہذا ولی اللہ کہتا ،

لباس

آپ کا لباس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے مطابق ہوتا ، ایک بڑا عمامہ سر پر ، مسواک دستار کی کور میں شملہ دونوں کندھوں کے بیچ تک اور قمیص کے گریباں کا شگاف دونوں کندھوں پر ، پاجامہ شرعی ٹخنوں کے اوپر تک ہوتا تھا ، ہاتھ میں عصا اور پیشانی پر سجدے کا نشان تھا ،

معمولات

حضرت مجددؒ ہمیشہ سرما و گرما سفر و حضر میں بعد نصف شب بیدار ہوتے اور یہ دعا پڑھتے ۔ الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ البعث والنشور اور یہ آیت بھی پڑھتے اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ الحمد للہ الذی خلق السمٰوات والارض وجعل الظلمات والنور ثم الذین کفروا بربھم یعدلون ھو الذی خلقکم من طین ثم قضیٰ اجلا و اجل مسمّی عندہٗ ثم انتم تمترون وھو اللہ فی السمٰوت وفی الارض یعلم سرکم وجھرکم ویعلم ما تکسبون

بعد ازاں بیت الخلاء تشریف لیجاتے ہوئے یہ دعا پڑھتے اللّٰھم انی اعوذ بك من الخبث والخبائث ۔ بعد فراغت طاق ڈھیلے استعمال فرماتے ، اس کے بعد پانی سے بھی طہارت فرماتے اور بیت الخلاء سے نکلتے وقت پہلے داہنا پاؤں باہر رکھتے ۔

بعد ازاں قبلہ رُو ہو کر وضو فرماتے لیکن بوقت وضو کسی سے مدد نہ طلب کرتے ، آفتابہ بائیں طرف رکھتے ، ہاتھ دھو کر پہلے مسواک استعمال فرماتے ، پھر وضو فرماتے ، لیکن ہر کام میں وتر کی رعایت

فرماتے۔ بعد فراغت مسواک اکثر خادم کے سپرد کردیتے۔ وضو کرتے وقت دعائے مسنونہ پڑھتے۔ بعد از فراغت دستر اعضا کپڑے سے صاف نہ فرماتے۔ بعد ازاں پوشاک لطیف و نفیس پہنتے۔ اور بہ تحمل و وقار تمام متوجہ نماز ہوتے۔ اور دو رکعت تحیۃ الوضو ادا فرماتے، پھر باقی نماز تہجد کو بطوال قرأت (دو تین سپارے قرآن) ادا فرماتے، گاہ گاہ حالت غلبہ حضور میں نصف شب سے صبح تک ایک رکعت میں ہی وقت گزر جاتا۔ اور جب خادم پکارتا کہ صبح ہوئی جاتی ہے، تب دُوسری رکعت بہ تخفیف ادا فرماکر سلام پھیرتے اور باقی رکعتیں ایک دُوسری سے کم ادا فرماتے۔ اگر وتر اوّل شب پڑھ لیئے ہوتے تو تہجد بارہ رکعت پوری فرماتے کبھی آٹھ پر ہی اکتفا فرماتے، نماز تہجد میں اکثر اوقات سورہ یٰسین تلاوت فرماتے اور فرماتے اِس کی قرأت میں نفع بسیار اور نتائج بے شمار حاصل ہوتے ہیں، سورہ ملک، سورہ مزمّل، سورہ واقعہ آخر سورہ آلِ عمران بھی پڑھتے، بعد از تہجد ستر دفعہ استغفر اللّٰہ کبھی کبھی آیت کریم ربّ انی ظلمت نفسی فاغفرلی فغفر لہ ستر مرتبہ پڑھتے۔ بعدہ، صبح تک مراقبہ کرتے یا کلمہ طیبہ پڑھتے، صبح کی سنّت گھر پڑھتے، بعد ازاں فرض فجر با جماعت اوّل وقت ادا کرتے اور خود امامت فرماتے اور طوال مفصل پڑھتے، بعد ادائے فرض اُسی جلسہ میں دس مرتبہ لا الہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہٗ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت بیدہ الخیر وھو علی کل شیٔ قدیر۔ اور سات مرتبہ اللھم اجرنی من النار اور دیگر اذکار میں مشغول ہوتے، پھر ہاتھ اُٹھا کر دُعا فرماتے۔ بعد ازاں مع اصحاب حلقہ ذکر فرماتے اور شغل باطنی میں تا بلندی آفتاب بقدر نیزہ مشغول رہتے حلقہ میں حافظ سے قرآن بھی سنتے، حلقہ سے فراغت کے بعد دو رکعت نماز اشراق پڑھتے، پھر دو رکعت بہ نیّت استخارہ پڑھتے، پھر دُعائے استخارہ اور دُعائے ماثورہ بھی پڑھتے خلوت میں قرآن مجید یا ختم کلمہ طیبہ فرماتے اور طالبان حق کو جُدا جُدا بلا کر اُن کے احوال سے آگاہی فرماتے اور اُن کے حال کے موافق ارشاد فرماتے، اور کیفیات اور واردات سے آگاہ فرماتے۔ اکثر اصحاب آپکے رعب و ہیبت سے خاموش رہتے، اور کسی کی مجال نہ ہوتی، کہ دَم مار سکے،

بعد ازاں آٹھ رکعت نماز چاشت اور کبھی کبھی چار رکعت بھی پڑھتے پھر طعام تناول فرماتے، اکثر اوقات درویشوں میں لنگر خود تقسیم فرماتے، نوالہ تین اُنگلیوں میں کپڑتے، درویشوں کے ساتھ کھانے میں مشغول رہتے، حالانکہ دیکھنے والا محسوس کرتا کہ آپ کو کھانے کی حاجت نہیں ہے،

کھانا کھانے کے بعد سُنت نبوی کے مطابق قیلولہ فرماتے۔ اور جس وقت مؤذن نماز ظہر کی اللّٰہ اکبر کہتا۔ آپ فوراً اُٹھ کھڑے ہوتے، اور اذان کے کلمات کو ساتھ ساتھ پڑھتے، اور اذان ختم ہونے پر دُعا پڑھتے۔ پھر وضو فرماتے اور دو رکعت تحیۃ المسجد ادا فرماتے پھر چار رکعت سنت زوال

ادا کرتے ۔ بعدہٗ چار رکعت سُنت نماز ظہر پڑھتے ۔ مکبّر کی امامت کے بعد خود امامت فرماتے فرائض ظہر کی ادائیگی کے بعد دُعا فرماتے اور دو رکعت سُنت موکدہ کے بعد چار رکعت سُنت مزید ادا کرتے ، بعد از نماز ظہر دوستوں کے ساتھ مراقبہ فرماتے یا حافظ سے قرآن پاک کی تلاوت سنتے ۔ پھر ایک دو سبق کا درس دیتے کہ عصر کا وقت ہو جاتا ، تجدید وضو کے بعد دو رکعت تحیۃ المسجد ادا فرماتے اور چار رکعت سنّت ادا کرنے کے بعد وقت پر نماز عصر کی امامت فرماتے ، بعد از اذکار اصحاب کے حلقہ میں حافظ سے قرآن پاک سنتے اور اصحاب کی باطنی اصلاح و ترقی کی طرف متوجہ ہوتے ، پھر اوّل وقت میں نماز مغرب ادا فرماتے ، سنتوں کی ادائیگی کے بعد چھ رکعت نماز تین سلام کے ساتھ نوافل اوابین ادا کرتے ،

عشاء کی نماز کے وقت مسجد میں آکر تجدید وضو کے بعد دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرتے پھر عشاء کی نماز با جماعت ادا فرماتے ، وتر کبھی اوّل شب اور کبھی آخر شب پڑھتے ۔ سوتے وقت تسبیحات و دیگر دُعائے ماثورہ پڑھتے پڑھتے داہنی کروٹ سو جاتے ،

رمضانُ المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے عشرہ ذوالحجہ میں گوشہ نشینی میں روزہ رکھتے اور ذکر اذکار ، درود شریف میں مشغول رہتے ، بعد از نماز جمعہ چار رکعت سنّت آخر ظہر کی نیت سے ادا فرماتے تکرار کلمہ طیبہ ، لا الٰہ الا اللہ محمد رسُول اللہ کی ترغیب دلایا کرتے ، اور فرماتے کہ تمام عالم اس کلمہ معظم کے مقابلہ میں ایک قطرہ کی مثال ہے ، یہ کلمہ جامع کمالات ولایت و نبوت ہے ، اور فرماتے فقیر کو معلوم ہوا ہے کہ اگر تمام جہان کو ایک مرتبہ کلمہ پڑھنے کے عوض بخش دیں ، اور بہشت بھیج دیں تو بھی اس میں گنجائش ہے ، اور نماز تراویح سفر و حضر میں ہمیشہ بیس رکعت ادا فرماتے ، اور ماہ رمضان المبارک میں تین ختم قرآن پاک سے زیادہ پڑھتے ، قرآن کریم نماز کے اندر یا باہر اس طریقہ سے تلاوت فرماتے ، گویا کہ ان کے معنی و مطالب بیان فرما رہے ہیں ، اور سامعین کو ایسا معلوم ہوتا کہ اسرار قرآن پاک اُن پر ظاہر ہو رہے ہیں ، اور جو لوگ آپ کے مرید نہ بھی ہوتے وہ کہتے ہیں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اس طرح قرآن پاک کی تلاوت فرماتے ہیں جیسے الفاظ دل سے نکل رہے ہوں اور سامعین میں سے اکثر پر غنودگی طاری ہو جاتی ، حالاں کہ آپ تلاوت عموماً کھڑے ہو کر کرتے ۔ لیکن غنودگی یا سستی کبھی نزدیک نہ پھٹکتی ،

کرامات

اکثر اولیاء اللہ سے کرامات کا ظہور ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے لیکن حضرت غوث الاعظم سیّد عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ سے جس قدر کرامات و خوارق کا اظہار ہوا ہے ، کسی دوسرے ولی سے نہیں ہوا ، حالاں کہ ان کی ولایت سے عظیم تر ولایت حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم حضرات حسنین رضی اللہ عنہم اور حضرات آئمہ تابعین

رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی ہے ، اس لئے کرامات خوارقات کی کثرت کسی ولی کی افضلیت کی قطعی دلیل نہیں ہوتی ، اس کے باوجود حضرت مجدد رح سے کرامات اس قدر صادر ہوئیں کہ ان سب کا احاطہ تحریر میں لانے کیلئے یہ صفحات ناکافی ہیں ، صرف تبرک کے طور پر چند کا اختصار سے ذکر کیا جاتا ہے ،

۱۔ حضرت مجدد رح کی سب سے بڑی کرامت آپ کے مکتوبات شریف ہیں ، جن میں آپ نے وہ علوم و معارف بیان فرمائے ہیں ، کہ آج تک کسی نے بیان نہ فرمائے اور صحیح سنت و شریعت کو تفصیلاً عام کیا ، ترکی کے علماء میں سے ایک مقتدر ہستی ارواسی زادہ حضرت عبدالحکیم بن مصطفےٰ النقشبندی المجددی الخالدی از علماء سادات ترکیہ نے فرمایا :-

۱۔ بعد کتاب اللہ و بعد کتب ستہ افضل کتب مکتوبات است ،

۲۔ مانند مکتوبات امام ربانی ہیچ کتاب چاپ نہ شدہ است ،

مکتوبات شریف کے متعلق حضرت مجدد رح اپنے صاحبزادہ محمد صادق رح کو لکھتے ہیں ، " اے فرزند ! یہ علوم و معارف کہ جن پر اہل اللہ میں سے کسی نے نہ صراحتہً نہ اشارۃً لب کشائی کی ہے ، اشرف معارف اور اکمل علوم میں سے ہیں ، جو ہزار سال بعد منصۂ شہود پر آئے ہیں ، تفصیل دیکھیں (دفتر اول مکتوب ۲۳۴)

۲۔ ایک دفعہ حضرت مجدد کو زیارت بیت اللہ شریف کا شوق غالب آیا ، اس بیقراری اور اضطراب میں دیکھا ، کہ تمام عالم جن و انس نماز پڑھتے ہیں ، اور سجدہ آپ کی جانب کرتے ہیں ، حضرت مجدد نہایت حیرت زدہ ہوئے ، اور متوجہ کشف و اسرار ہوئے تو بتایا گیا کہ کعبہ معظم آپ کی ملاقات کے واسطے آیا ہے ، اور بیت اللہ شریف نے آپ کا احاطہ کر لیا ہے ، اس لئے جو بھی کعبہ کو سجدہ کرتا ہے ، وہ آپ کی طرف ساجد معلوم ہوتا ہے اور اسی اثنا ندائے غیب آئی ، کہ تو ہمیشہ زیارت بیت اللہ شریف کا مشتاق رہتا تھا ، اس لئے ہم نے کعبہ معظم کو تیری زیارت کے واسطے بھیجا ہے ،

۳۔ عبدالرحیم خان خاناں صوبہ دار دکن بوجہ غمازی مورد عتاب سلطانی ہو کر دربار شاہی میں طلب ہوا اور معاملہ یہاں تک پہنچا کہ اس کو جان کا خطرہ لاحق ہوا ، اس پریشانی میں اس نے حضرت مجدد رح کے جلیل القدر خلیفہ میر محمد نعمان سے مدد طلب کی ، حضرت میر نے خان خاناں کی سفارش لکھ کر حضرت مجدد رح کی خدمت میں بھیجا ، حضرت نے عریضہ ملاحظہ فرما کر جواب تحریر فرمایا ، کہ در وقت مطالعہ کتابت خان خانان در نظر رفیع القدر در آمد خاطر شریف از مطالعہ او جمع شد ، میر صاحب وہ خط بجنسہٖ خان خاناں کے پاس بھیج دیا ، اس کے چند روز بعد ہی بادشاہ نے خان خاناں سے راضی ہو کر خلعت خاص عطا فرمایا ۔ اور بحال بر صوبہ داری ہو گیا ۔

۴۔ ایک امیر پر بادشاہ وقت سخت غضب میں تھا ، اور اس کو طلب کیا ، چونکہ اس امیر سے خطا عظیم سرزد ہوئی تھی ، اس لئے اکثر لوگوں کا خیال تھا ، کہ اگر یہ امیر بادشاہ کے سامنے پہنچ گیا ، بادشاہ اس کو

قتل کرا دیگا، دہلی جاتے وقت جب وہ سرہند پہنچا، تو حضرت مجددؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض حال کی، آپ نے اس کو تسلّی دی اور فرمایا، کہ تمہیں بادشاہ سے انشاء اللہ تعالیٰ کچھ خطرہ نہیں، اس نے بیقراری اور اضطراب میں عرض کیا کہ جو کچھ آپ زبان سے فرماتے ہیں، وہ قلم سے لکھ دیں، آپ نے مسکرا کر لکھ دیا، کہ "چوں فلاں از خوفِ غضبِ سلطانے کہ نمونہ غضبِ الٰہی است، بفقراء رجوع نمود فقراء او را در ضمن خود گرفتہ ازیں مہلکہ رہانیدند" اس کے جانے کے چند روز بعد کسی نے آکر حضرت مجددؒ سے عرض کی کہ بادشاہ نے اس امیر کو قید کر لیا ہے، آپ نے فرمایا، خبر صحیح نہیں ہے، فقراء کو بادشاہ کی شفقت اس امیر کے حق میں روز روشن کی طرح معلوم ہوئی تھی، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ امیر جب بادشاہ کی خدمت میں پہنچا، بادشاہ نے اس کو دیکھ کر تبسم کیا، اور چند کلمات نصیحت آموز کہہ کر اس کو اسی جگہ پر بحال کر دیا،

۵۔ حضرت مجددؒ کا ایک مخلص عقیدت مند محمد صادق کابلی مرض جذام میں مبتلا ہو گیا، اور لوگ اس کے ساتھ کھانے پینے سے پرہیز کرنے لگے، بلکہ ایک مخلص دوست بھی نفرت کرنے لگا، وہ بے چارہ نہایت غمگین اور آزردہ ہوا، اور حضرت سے عرض گذار ہوا، آپ نے متوجہ ہو کر وہ مرض اوپر لے لیا، چنانچہ محمد صادق کابلی بفضلِ ایزدی بالکل تندرست ہو گیا، لیکن مرض حضرت مجددؒ پر منتقل ہونے سے سب عقیدت مند غمگین ہو گئے، جب حضرت نے عقیدت مندوں کی بیقراری اور بے چینی دیکھی، تو اللہ تعالیٰ کے حضور مرض کے دفعیہ کی دعا فرمائی، تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ بیماری آپ سے جاتی رہی سب عقیدتمندوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا،

۶۔ ایک دفعہ حضرت مجددؒ معہ صاحبزادگان اور دوستاں جنگل میں جا رہے تھے، کہ دھوپ کی شدت اور گرد و غبار سے بڑے صاحبزادے اور پیادہ دوستوں پر پیاس کا بے حد غلبہ ہوا، مگر بپاسِ ادب حضرت کی خدمت میں عرض کرنے کی جرأت نہ کر سکے، اسی اثناء میں خود حضرت مجددؒ نے مولانا محمد یوسف سمرقندی سے ارشاد فرمایا، کہ دھوپ کی شدت اور تمازت سے دوستوں کو تکلیف ہو رہی ہے، مولانا نے عرض کی کہ حضرت کو معلوم ہی ہے، دوستوں کو عرض کرنے کی کیا ضرورت ہے، اس لئے حضرت نے مسکرا کر آسمان کی طرف آنکھ اٹھائی اور زیر لب کچھ کہا، فی الفور بادل کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا جس نے حضرت کے تمام دوستوں پر سایہ کیا، اور معمولی پھوار بھی شروع ہو گئی، کہ غبار دب گیا اور کیچڑ نہ ہوا اور معتدل ہوا چلنے لگی، حالانکہ بارش کا موسم نہ تھا،

ایک سید صاحب کا بیان ہے، کہ جن اصحاب نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے لڑائی کی، ان میں سے بالخصوص حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے نفرت اور بدظنی تھی، کہ ایک روز میں مکتوبات شریف کا مطالعہ کر رہا تھا، کہ اس میں لکھا تھا کہ امام مالکؒ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی شتم کرنے والے پر جو

حد لگاتے تھے، وہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر شتم کرنے والے پر لگاتے تھے، میں نے یہ دیکھ کر غصہ کی حالت میں کہا کہ حضرت مجددؒ نے کیسی بے تہذیبی کی بات نقل کی ہے، یہ کہہ کر میں نے مکتوبات شریف کو زمین پہ پھینک دیا، تو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شیخ مجددؒ غصہ کی حالت میں آئے، اور میرے دونوں کانوں کو پکڑ کہ فرمانے لگے، تو ہماری تحریر پہ اعتراض کرتا ہے، اس کو زمین پہ پھینکتا ہے اگر تو میرے قول کو معتبر نہیں سمجھتا تو آ تجھے حضرت علی مرتضٰی ہی کے پاس لے چلوں جن کی خاطر تو اُن کے بھائیوں صحابہ کرام کو بُرا کہتا ہے، اور حضرت مجدد مجھے پکڑ کر ایک باغ میں لے گئے، میں نے دیکھا کہ وہاں نہایت نورانی شکل والے بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں، اور حضرت مجددؒ اُس بزرگ کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھ گئے اور کچھ عرض کی پھر مجھے نزدیک بُلایا اور فرمایا۔ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ہیں، سنو کیا فرماتے ہیں میں نے سلام عرض کی، تو حضرت امیر نے فرمایا خبردار! حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے دل میں کدورت نہ رکھو، اور ان کی ملامت زبان پہ نہ لاؤ، ہم جانتے ہیں، کہ ہمارے بھائی کن پاک نیتوں سے ہمارے اور ان کے درمیان جھگڑا ہوا تھا اور حضرت شیخ کا نام لیکر فرمایا، کہ اِن سے ہرگز سر نہ پھیرنا، باوجود اس نصیحت کے جب میں نے اپنے دل کی طرف رجوع کیا، تو دل میں اصحاب کی دشمنی بدستور موجود تھی، حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ یہ معلوم کر کے سخت ناراض ہوئے، اور حضرت مجدد سے فرمایا، کہ اس کا دل ابھی صاف نہیں ہوا، اور تھپڑ مارنے کا اشارہ کیا، حضرت مجدد نے پوری قوت سے ایک تھپڑ میری گدی پر مارا، اس وقت میرا دل کدورت سے پاک صاف ہو گیا، اور حضرت مجددؒ کے کلام سے میرا اعتقاد کئی سو گنا زیادہ ہو گیا ہے،

۸۔ سید جمال جو حضرت مجددؒ کے مقبول بارگاہ تھے، بتاتے ہیں کہ ایک جنگل میں اچانک شیر میرے سامنے آگیا تنہائی اور اُس درندے کی دہشت سے سخت ہراساں و لرزاں ہوا، بھاگنا بھی ناممکن تھا، ناچار میں نے حضرت کی طرف توجہ کی، کہ بچائیے۔ اُسی وقت دیکھا کہ حضرت عصا ہاتھ میں لئے آتے ہیں، آپ نے عصا شیر کے منہ پہ مارا، پھر دیکھا تو نہ حضرت مجدد نہ عصا اور نہ ہی شیر تھا، اور میں اپنی منزل کو بے خطر روانہ ہو گیا،

۹۔ ایک سجادہ نشین بڑی محبت و اشتیاق سے فاصلہ دراز سے حاضر خدمت ہوا، لیکن آپ نے خلاف عادت اُس پہ زیادہ توجہ نہ فرمائی، تو دوستوں نے عرض کی کہ یہ شخص مشائخ میں سے ہے، اور بڑی دُور سے حاضر ہوا ہے، آپ اس کے حق میں کرم فرما ئیں۔ حضرت مجدد نے فرمایا۔ میں بھی ایسا ہی خیال کرتا تھا، لیکن اس کی پیشانی پر خط جلی میں لفظ "انکار" لکھا ہوا دیکھتا ہوں، یاروں کو سخت تعجب ہوا، لیکن ایک مدت بعد حضرت مجددؒ کی فراست کے آثار ظاہر ہو گئے،

اتقوا من فراسة المومن فانه ينظر بنور الله ؕ

۱۰۔ حضرت مجددؒ سے چھوٹے بھائی شیخ محمد مسعود جو حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے مقبول مریدوں میں سے تھے تجارت کے لئے قندھار گئے ہوئے تھے۔ اسی اثنا میں ایک روز حضرت مجددؒ نے فرمایا، آج محمد مسعود کے احوال کی طرف متوجہ ہوا، اور اس کو تلاش کیا، لیکن روئے زمین پر کہیں نہ ملا، بعد ازاں بغور متوجہ ہونے پر معلوم ہوا، تو اس کی قبر نظر آئی، کہ ابھی فوت ہوا ہے، سامعین نے دن اور تاریخ لکھ لی، چند دن بعد اس کے ساتھی آئے تو معلوم ہوا، اس کے مرنے کی تاریخ اور دن وہی تھا، جو حضرت مجدد نے فرمایا تھا،

۱۱۔ ایک روز خاص احباب سے فرمایا کہ مجھے دکھایا گیا ہے، کہ میری قضا ترسٹھ سال ہے، شب برات ماہ شعبان ۱۰۳۳ھ کو شب بیداری کی، مخدوم زادوں کی زبان عظمت پناہ سے نکلا کہ آج تقدیر و تقسیم رزق کی رات ہے، خدا جانے آج کس کا نام ورق ہستی سے مٹایا گیا ہے، یہ سن کر حضرت مجددؒ نے فرمایا، کہ آپ تو بطور شک و تردد فرما رہے ہیں، لیکن اس شخص کا کیا حال ہے جو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے، کہ اس کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا ہے۔ اور اشارہ اپنی طرف فرمایا۔ اس کے تقریباً ساڑھے چھ ماہ بعد آپ کا وصال ہوا،

حضرت مجددؒ کے خوارق و کرامات ہم نے بڑے اختصار سے لکھے ہیں، کیوں کہ کثرت خوارق سے کسی ولی کی شان نہیں بڑھتی اور نہ ہی قلت سے کسر شان ہوتی ہے،

شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردیؒ نے فرمایا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی عطائیں ہیں، کبھی اولیاء اللہ میں سے ایک گروہ کو ان خوارق کا کشف کرایا جاتا ہے، اور اسے عطا کی جاتی ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے، کہ ان سب لوگوں کے اوپر وہ شخص ہوتا ہے جس سے ان میں سے کوئی بات بھی ظاہر نہ ہوئی ہو۔"

پھر فرمایا، کثرت ظہور خوارق کو افضلیت کی دلیل بنانا بالکل ایسے ہے، جس طرح کوئی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کثرت فضائل و مناقب کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر افضلیت کی بنا کرے کیونکہ جس قدر فضائل و مناقب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ سے نہیں ہوئے، (دفتر اول مکتوب ۲۹۳)

مجدد الف ثانیؒ

صاحب حضرات القدس شیخ بدر الدین سرہندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں، ہزار بایستے تا ایں چنیں گوہرے بوجود آید،

ہزار سال بباید کہ تا بباغ یقین　　ز شاخ ہمت چوں تو گلے ببار آید
بہر قرآں و بہر قرن چوں تو نبود　　بروزگار چوں تو کسے بروزگار بہ آید

مجدد اسم فاعل کا صیغہ ہے، تجدید کرنے والا　　یا پرانے کو نیا کرنے والا۔ حدیث شریف میں مجدد کا بیان اس طرح آیا ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا (مشکوٰۃ شریف کتاب العلم فصل دوم)

یعنی اللہ تعالیٰ اِس اُمت کے واسطے ہر صدی کے شروع میں کسی کو بھیجے گا تاکہ وہ اُمت کے واسطے اُن کے دین کی تجدید کرے، مُلا علی قاری نے اِس حدیث شریف کے بیان میں ابن عباسؓ کا یہ قول لکھا ہے کہ ایسا کوئی سال نہ گزرے گا جس میں لوگ کسی بدعت کو رائج اور کسی سُنت کو ضائع نہ کریں، یہاں تک کہ سُنتیں ختم اور بدعتیں رائج ہو جائیں گی (دنات جلد اوّل صفحہ ۲۴۸)

مشکوٰۃ شریف میں حدیث قدسی ہے کہ:-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِس علم کو (جو قرآن اور حدیث کا علم ہے) عادل (اور ثقہ افراد) اپنے اسلاف (جانشینوں) سے حاصل کردہ غلو کرنے والوں کی تحریفات باطل پرستوں کے غلط دعاوی اور جاہلوں کی تاویلات کا انتقا کریں گے (رواہ بیہقی فی کتاب مدخل مرسلاً)

اِس حدیث شریف میں تین قسم کے افراد کے مفاسد کا ازالہ حق پرست اور عادل اشخاص کریں گے،

۱۔ غلو کرنے والوں کی تحریفات کا ۲۔ باطلوں کے غلط دعاوی کا

۳۔ جاہلوں کی تاویلات کا،

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ اپنی کتاب مجموعہ فتاوی عزیزی صفحہ ۲۴۲ پہ لکھتے ہیں، "اچھی طرح ظاہر ہے، کہ حضرت مجددؒ کی ذات شریف کی وجہ سے ملحدوں، رافضیوں، توحید میں غلو کرنے والوں اور سلاسل کے مبتدعین شرک جلی وخفی کے معتقدین کے شبہات بالکل دور ہو گئے، اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی پیروی کرنے والے سُنت مطہرہ کی پیروی میں خوب ساعی اور بدعت سے اپنے کو بچانے میں پیش قدم ہیں۔"

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ نے امام بیہقیؒ کی روایات کردہ حدیث کے مفہوم کا ذکر کیا ہے، کہ حضرت مجددؒ اس پہ عامل تھے، حضرت مجددؒ کی تینوں قسم کی مساعی کا ذکر کرتا ہوں:-

۱۔ **غلو کرنے والوں کی تحریفات**:- یہ شیعان علی اور ان کی تحریفات پہ صادق آتا ہے جس کے متعلق آپ نے رسالہ "ردِ روافض" میں تحریر فرمایا، اپنے مکتوب ۳۶ دفتر دوم میں فرماتے ہیں، "عجیب دین ہے، کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشینوں کو گالی دینا اس کا بڑا جزو ہے، غرضیکہ حضرت مجددؒ نے شیعان علی کی تحریفات کا رد بہترین پیرایہ میں کیا اور باوجود شاہی دربار میں شیعان کا اثر و رسوخ عظیم تھا، آپ نے کسی کی پرواہ کئے بغیر روافض کا ڈٹ کر مقابلہ کر کے شکست دی،

۲۔۳۔ حضرت مجددؒ نے باطلوں کے غلط دعاوی اور جاہلوں کی تاویلات کا جس طرح رد کیا ہے اور اِس سلسلہ میں جو کچھ بھی لکھا ہے، وہ اپنی جگہ پر ایک اٹل حقیقت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپکو اِس حدیث کا اتم مصداق بنایا ہے اور اکابر علما نے کھلے دل سے اِس کا اعتراف کیا ہے، خواجہ ہاشم نے زبدۃ المقامات میں لکھا ہے۔" علامہ روزگار مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی

نے سب سے پہلے آپ کے لئے "مجدد الف ثانی" کا خطاب آپ کے لئے تجویز ہوا، اس سلسلہ میں آپ "مکتوبات" دفتر اول مکتوب ۲۳۴ میں فرماتے ہیں :۔

"اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کے علما کو بنی اسرائیل کے انبیاء کی جگہ دی ہے، ہر صدی کے شروع میں کسی عالم کا انتخاب ہوتا ہے، تاکہ وہ دین حق کی تجدید کرے اور شریعت میں جان ڈالے (یعنی اس میں قوت آئے اور اس کے احکام نافذ ہوں) پہلی اُمتوں میں ایک ہزار سال گذرنے کے بعد اولوالعزم پیغمبر کی بعثت ہوا کرتی تھی، اس اُمت میں چونکہ کوئی نبی نہیں ہوگا، اس لئے اُمت میں ایک ہزار سال گذرنے پر ایسے عالم کی ضرورت ہے، جو معرفت تامہ رکھتا ہو (شریعت کے احکام سے ۔ طریقت کے اسرار اور حقائق کے رموز سے پوری طرح باخبر ہو) ؎

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد

یعنی اگر مولیٰ جل شانہ کا لطف و کرم ساتھ دے تو جو کچھ مسیحا نے کیا ہے، وہ بھی کرکے دکھائیں"

(مکتوبات شریف دفتر اول ۲۳۴)

حدیث صلہ

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب جمع الجوامع میں یہ حدیث نقل ہے :۔ (ترجمہ) "میری اُمت میں ایک شخص ہوگا، اس کو صلہ کہا جائیگا، اس کی شفاعت سے اتنے اتنے جنت میں داخل ہوں گے۔"

اس حدیث شریف کو محمد بن سعدؒ نے طبقات میں کچھ معمولی لفظی تغیر سے روایت کیا ہے، سرشار بادہ احمدی خواجہ ہاشم کشمیؒ نے لکھا ہے "ایک مرتبہ حضرت مجددؒ کو سردار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بشارت ملی کہ تمہاری شفاعت سے قیامت کے دن کتنے ہزار افراد بخشے جائیں گے، اس بشارت ملنے پر آپ نے کھانا پکاکر لوگوں کو کھلایا، اور اس بشارت کا بیان فرمایا چنانچہ مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں :۔ "میں اپنی پیدائش کا جو مقصد سمجھتا ہوں وہ پورا ہوگیا، اور ایک ہزار سال کی طلب مقرون اجابت ہوئی، حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے کہ اس نے مجھے دو سمندروں کو جوڑنے والا اور دو جماعتوں میں اصلاح کرنے والا بنایا۔"

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ اپنے رسالہ "دو دفعہ اعتراضات" کے آخر میں فرماتے ہیں :۔

"یہ بات مثل آفتاب کے روشن ہے، کہ یہ کام حضرت مجدد نے خوب کیا ہے۔ بخارا سمرقند بلخ بدخشاں، قندھار، کابل، غزنی، تاشقند، بارقند، شہر سبز حصار شادماں اہل اسلام کے گھر تھے ہیں، وہاں نہ ہنود ہیں نہ نصاریٰ نہ روافض، ان مقامات میں صرف آپ کا ہی طریقہ رائج ہے، شاید ہی کسی دوسرے طریقے سے کوئی وابستہ ہو، اور یہ بات بھی خوب ظاہر ہے کہ ملحدوں، رافضیوں، خالی توحیدیوں اور اہل طریق کے بدعتیوں اور شرک خفی و جلی کے معتقدوں کے تمام شبہات آپکی مبارک ذات کی برکت سے بالکل دور

ہوگئے اور آپ کے متبعین اللہ تعالیٰ کے فضل سے اتباع سنت میں سرگرم اور اجتناب از بدعت میں پیش قدم ہیں، آپ کی مثال اس شخص کی سی ہے، جو دعویٰ کرے کہ مجھ کو اس حکیم نے نائب بنا کر بھیجا ہے اور اور وہ لوگوں کا علاج کرے، اور لوگوں کو فائدہ ہو (پھر شاہ عبدالعزیز نے فوق الذکر حدیث صلہ نقل کی ہے) اور حضرت مجدد کو یہی بشارت ملی کہ قیامت کے دن تمہاری شفاعت سے ہزاروں افراد بخشے جائینگے آپ کی اس تحریر پر اور آپ کے بشر ہونے پر حدیث صلہ پوری طرح صادق آرہی ہے، ہزار سال کے دور میں کا لقب کسی دوسرے شخص کو نہیں ملا ہے، اور آپ اس استنباط کی تائید نقلیات اور کشفیات سے بھی ہو رہی ہے، حضرت مجدد نے اللہ کا شکر ادا کیا ہے، اور شکر قبول کر نیوالا وہی ہے، وہ فرماتا ہے، لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (اگر شکر مانوگے تو زیادہ دوں گا تم کو) اور وعدہ الٰہی بموجب آپ کی دعا جو شکر الٰہی ہے مقبول ہے از قبول کسان دیگیہ کارے نیست

اذا رضیت عنی کرام عشیتی فلا زال غضبانا علی لیا مھا

(ترجمہ) اگر مجھ سے کرم والے بزرگ لوگ راضی ہوگئے (میرا کام بن گیا اب چاہیے) مجھ سے لیام (یعنی رذیل لوگ) ہمیشہ ناراض ہی رہیں، حضرت شاہ عبدالعزیز نے اسی شعر پر ختم کر کے اشارہ کیا ہے کہ اہل فضل و اصحاب کمال حضرت مجدد کے مداح ہیں، جاہل اور گم کردہ راہ جو چاہیں سو کہیں

والحمد للہ رب العٰلمین۔

شواہد تجدید

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی تجدید دین اسلام اور احیائے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کارنامے اس قدر عظیم ہیں، کہ یہ صفحات اس کے بیان کے متحمل نہیں ہو سکتے، پھر بھی ان کا اجمالی جائزہ لیا جاتا ہے،

۱۔ اکبری الحاد کا استقبال

تاریخ عالم میں فرعون مصر کے بعد شاید ہی کوئی ایسا حکمران گذرا ہوگا جس نے اپنے کو سجدہ کرایا ہو۔ لیکن اکبر بادشاہ جو کہ ظاہراً ایک مسلمان حکمران تھا، اس کا کردار بے دینوں سے بھی بدترین تھا، کہ دربار شاہی میں حاضری کے وقت اپنے آپکو سجدہ کراتا تھا، فرعون کے بعد شاید یہ پہلا بادشاہ تھا، جو خود کو سجدہ کراتا تھا، اور دین الٰہی کے نام سے ایک نیا مذہب رائج کر لیا تھا، اس لئے ہندو اور عیسائی مؤرخوں نے اکبر کو اکبر اعظم اور مغل اعظم مشہور کرنے میں اپنی تمام قوت صرف کر دی، اسلام میں چونکہ غیر اللہ کی عبادت و سجدہ نہ کرنے کی سخت تاکید ہے، اس ناچیز کے خیال کے مطابق مجدد الف ثانی کو ہندوستان میں مبعوث فرمانے کی یہی مشیت ایزدی تھی، کہ آدمی کو سجدہ کرنے کے شرک کا قلع قمع کیا جائے، اس سلسلہ میں حضرت مجدد نے امراء و اراکین سلطنت کو وقتاً فوقتاً مکاتیب ارسال کر کے اسلام کی زبوں حالی کا بیان اس انداز

سے کیا کہ ان کے دلوں میں اسلام کا درد پیدا ہوا، ان میں خان خاناں، فرید بخاری، سید صدر جہاں، خان جہاں خان اعظم، مہابت خان، اسلام خان، سکندر خان، دریا خان خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ حضرت مجددؒ میدان میں آگئے تو شہنشاہ جہانگیر اپنی عظیم الشان دنیاوی طاقت و عظمت، جاہ و جلال، کبر و نخوت کے باوجود ایک مرد درویش حضرت مجددؒ کو جھکانے میں ناکام رہا، اور اس دنیا کو بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکنے والی گردن کسی دوسرے کے سامنے نہیں جھک سکتی، اور اس کے مقابلے میں ہر طاغوتی طاقت خس و خاشاک کی طرح تہس نہس ہو جائیگی، پھر حضرت مجددؒ نے اپنی حق آگاہی اور خود شناسی کی بدولت ایک عظیم مملکت کے سربراہ کے دل کو اپنے اخلاق و اخلاص سے پھیر دیا، اور پھر وہی فسق و فجور میں مست شرابی بادشاہ جہانگیر ایسا مسلمان بن گیا کہ عدل جہانگیری کی ایک ایسی مثال قائم کی جو آج تک یادگار رہے، اور اس کی اولاد میں شاہجہان اور اورنگ زیب عالمگیر جیسی عظیم ہستیاں وجود میں آئیں، جنہوں نے تبلیغ اسلام کے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ وہ تاریخ اسلام میں آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں،

ذلك فضل من الله

۲- **ملحدین صوفیا** یہ وہ لوگ تھے، جو حضرات مشائخ کرام کے اقوال کی غلط اور گمراہ کن تاویلات و تشریحات کر کے عوام کو گمراہ کر رہے تھے، اور اپنی دکان سجانے کی کوشش میں مصروف تھے، حضرت مجددؒ نے ان کی قلعی کھول کر رکھ دی، اور عوام الناس کو بتا دیا کہ ان کی اندرونی حالت کیا ہے، اور ان کی تشریحات کی قباحتوں کو واضح فرمایا،

۳- **بیباک علماء** بے باک علما اور جاہل صوفیاء کو حضرت مجدد نے باور کرایا کہ شریعت کی متابعت کے بغیر تم کچھ بھی نہیں ہو، کیوں کہ قیامت کے دن شریعت سے متعلق پوچھ گچھ ہوگی، نہ کہ طریقت کے متعلق۔ کیونکہ شریعت کا ثبوت وحی سے ہوا جو قطعی اور یقینی ہے، اور طریقت کا ثبوت الہام سے ہوا ہے، جو کہ ظنی ہے۔ اس قطعی کے مقابل میں ظنی کو پیش نہیں کیا جا سکتا، آپ نے فرمایا: مشائخ کی روحانیات اور ان کی امدادات پر ہرگز مغرور نہ ہو۔ (مکتوب ۲۶۳) پھر فرمایا: "تمام مشائخ کے اقوال و اعمال کو سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و اعمال پر جانچو (مکتوب ۲۶۲)

۴- **طریقت حقیقت** حکیم مطلق نے حضرت مجددؒ کو حکمت و بصیرت تامہ عطا فرمائی، اور آپ پر پوری طرح منکشف ہوا، کہ کچھ بے سمجھ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے۔ طریقت و حقیقت کو شریعت سے بالاتر سمجھتے ہیں یہ لوگ طریقت کے نام پر عوام کو گمراہ کر کے باطنیوں کے مسلک کو رواج دے رہے ہیں آپ نے ان سب مفاسد و افترا کا ایسا سد باب فرمایا کہ کسی کو دم مارنے کی جرأت نہ رہی،

وحدت وجود وحدت شہود

شیخ اکبرؒ کے نزدیک تمام کائنات کی اصل اور حقیقت علم الٰہی ہے وہ فرماتے ہیں کہ انسان جن فرشتے حیوان زمین آسمان ستارے عرش کرسی لوح قلم جنت دوزخ غرض ہر شے کے متعلق اللہ تعالیٰ کے علم میں سب کچھ موجود ہے۔ اور جس شے کے متعلق جو کچھ علم الٰہی میں ہے وہی اس شے کی حقیقت اور اس کی اصل ہے جب تک علم الٰہی کا ظہور نہیں ہوا ساری حقیقتیں عالم غیب میں مستور رہیں اور جب علم الٰہی کا ظہور ہوا حقیقتیں بھی ظاہر ہوگئیں شیخ اکبرؒ ان ظاہر شدہ حقیقتوں کو اعیانِ ثابتہ کہتے ہیں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جب اعیان ثابتہ کے ظہور کا وقت آیا تو ان کا عکس ظاہر ہوا۔ اور وہی عکس ان کا وجود ہے۔ چونکہ یہ عکس بھی اللہ تعالیٰ کی صنعت و کاریگری ہے بس یہی اس کے واسطے پائیداری ثابت ہے یعنی شیخ اکبرؒ کے نزدیک خارجی شے کچھ نہیں۔

اس کے برعکس حضرت مجددؒ کے نزدیک کائنات کی حقائق اجزائے عدمیہ ہیں جو خالی ہیں ان پر اوصافِ الٰہیہ کا پرتو اور ظل پڑا۔ آپ کے نزدیک ظل عین اصل نہیں لہٰذا افتراق ثابت ہوگیا یعنی حضرت مجددؒ کے قول سے اتحاد کی جڑ اور اساس سرے سے نکل جاتی ہے اور وحدت وجود کا نظریہ قائم نہیں رہتا۔ حضرتِ مجددؒ فرماتے ہیں کہ سالک جب غائت کے مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو بجز محبوب کے کچھ نظر نہیں آتا حتیٰ کہ وہ اپنا وجود بھی نہیں دیکھتا۔ لہٰذا اس کی زبان سے اتحاد کا قول نکلتا ہے کوئی انا الحق کوئی سبحانی کہتا ہے آپ فرماتے ہیں کہ اگر اس مقام اور کیفیت کی حالت میں سالک کی عالم میں مراجعت ہوتی ہے تو عالم کے ہر ذرّہ میں اس کو جمالِ محبوب نظر آتا ہے وہ کہتا ہے

دیدہ بکشا و جمالِ یار بیں ہر طرف ہر جا رخِ دلدار بیں

آپ فرماتے ہیں یہ مقام ولایت ہے اور اس سے بالاتر مقام ارشاد ہے جس کا تعلق مقامِ نبوت سے ہے۔ ابھی سالک کو اس شاہراہ پر پہنچنا ہے وہاں اس کی زبان سے نکلتا ہے سبحانک تبت الیک و انا اول المؤمنین "میں نے توبہ کی تیرے پاس اور میں سب سے پہلے یقین لایا۔" یہ مقامِ عبدیت ہے اور بالاصالۃ اس کا تعلق سردارِ کل کائنات سیدنا محمد علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات سے ہے۔

ایک نکتہ

مومن کی معراج نماز ہے۔ اور نماز کا آخر قعدہ ہے اور قعدہ میں اس مبارک مکالمہ کو رکھا گیا ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں مکالمہ کی ابتدا ہے اور اس کا سرنیاز اقدام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اس بات کا اشارہ ہے کہ مومن کی معراج کی انتہا وصول بہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کی انتہا بارگاہ رب العلا ہے۔

جس مقام کو شیخ اکبر حقیقت محمدی کہکر درجہ وجوب ثابت کرتے ہیں حضرت مجددؒ کے نزدیک وہی مقام عبدیت ہے۔ اس کو واجب تعالیٰ و تقدس سے کوئی اشتراک نہیں، اس کو نسبتِ عبدیت ہے وہ عبد ہے اور واجب تعالیٰ معبود۔ جس کی تخلیق ہو، اس کے لیے وجوب کیا ــ ارشاد نبوی ہے اللّٰھم انت ربی لا الٰہ الا انت خلقتنی وانا عبدک "اے اللہ! تو میرا پالنے والا ہے تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں۔

حضرت مجددؒ کی تالیفات

حضرت مجددؒ کی تالیفات کی ابتدا رسائل سے ہوئی اور انتہا مکتوبات شریف پر ہوئی۔ آپ کے سات رسائل مشہور ہیں

۱۔ رسالہ تہلیلیہ۔ اس کو رسالہ تحقیق در کلمہ طیبہ بھی کہتے ہیں یہ بارہ صفحے کا رسالہ آپ کی پہلی تالیف ہے۔

۲۔ رسالہ اثبات نبوت :۔ اس کو رسالہ تحقیق نبوت بھی کہتے ہیں۔

۳۔ رسالہ ردِ شیعہ :۔ اس کو رسالہ ردِ روافض بھی کہتے ہیں یہ تفصیل پہلے گزر چکی ہے یہ شیعہ حضرات کے ایک رسالہ کے جواب میں لکھا تھا۔ اسمیں شیعوں کے ۱۲ طائفہ کا بیان ہے حضرت شاہ ولی اللہ نے حضرتِ مجددؒ کے رسالہ رد روافض کا عربی ترجمہ کیا ہے۔ شروع میں عہد اکبری کے مذہبی رجحانات پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرتِ مجددؒ کے کارنامے اور احسانات تفصیل سے گنائے ہیں مندرجہ بالا تینوں رسالے سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہونے سے پہلے تالیف ہوئے ہے۔

۴۔ رسالہ معارفِ لدنیہ

۵۔ رسالہ شرح الشرح لبعض رباعیات حضرت خواجہ باقی باللہ

۶۔ رسالہ مبدا و معاد

۷۔ رسالہ مکاشفات عینیہ

اول الذکر دو رسالے نمبر ۱، ۲ عربی ہیں۔ باقی ۳ تا ۷ تک فارسی میں ہیں۔

مکتوبات شریف مؤلف

آپ کے مکتوبات شریف کے تین دفتر یعنی حصے ہیں پہلے حصہ حصہ کو خواجہ یار محمد الجدید بدخشی طالقانی نے جمع کیا ہے۔ جب ۱۰۲۵ھ میں مکتوبات کی تعداد تین سو تیرہ ہو گئی جو کہ انبیاء مرسل اور اصحاب بدر کی تعداد ہے تو حضرتِ مجددؒ کے اشارے پر اس دفتر کو بند کر دیا گیا۔ اس کا تاریخی نام "در المعرفت" ہے۔

دوسرے دفتر کو خواجہ عبدالحی حصاری نے جمع کیا ہے اس دفتر کو ننانوے مکتوبات پر حضرت مجددؒ نے ۱۰۲۸ھ میں بند کرا دیا۔ آپ نے فرمایا اسمائے حسنہ بھی ننانوے ہیں اس دفتر کا تاریخی نام

"نور الخلائق" ہے۔ تیسرے دفتر کو جمع کرنے کی ابتدا میر نعمان نے کی تھی بتیس مکاتیب کے بعد یہ خدمت اُن کے مرید سرمست جام احمدی خواجہ ہاشم کشمیؒ کے سپرد ہوئی۔ جب مکاتیب کی تعداد ایک سو چودہ کو پہنچی۔ تو حضرت مجددؒ نے فرمایا۔ قرآن مجید کی سورتیں ایک سو چودہ ہیں لہٰذا اِس عدد پر اِس دفتر کو بند کر دو۔ اس دفتر کا نام "بحر المعارف" رکھا گیا۔ یہ واقعہ ۱۰۳۳ھ کا ہے اِس کے چند ماہ بعد تک حضرت مجددؒ قید بہ حیات رہے اور مزید دس مکتوبات تحریر فرمائے اور آپ کی وفات کے بعد ان کو اسی دفتر میں شامل کر دیا گیا۔ اِس طرح اِس تیسرے دفتر میں ایک سو چوبیس مکتوب ہو گئے۔ اور آپ کے کل مکتوبات کی تعداد پانچ سو چھتیس ہے

یہ ہے آپ کا اثاثہ مبارکہ جو اہل اسلام کے لیے سرمایۂ سعادت و نورِ ہدایت بنا ہُوا ہے اور ہزارہا بندگانِ خدا اس کی بدولت مراتب عالیہ کو پہنچ چکے ہیں۔

صدہا مشائخ عظام اور علمائے کرام کے مکاتیب کو ان کے شاگردوں اور مخلصوں نے جمع کیا ہے لیکن جو قبولیت آپ کے مکتوبات شریف کو ہوئی۔ وہ کسی کے مکتوبات کو نہ ہوئی صحیح مسلم کی روایت کردہ حدیث مبارک "پھر اہل زمین میں اس کی قبولیت رکھ دی جاتی ہے" کی روشنی میں آپ کے مکتوبات شریف کی مقبولیت دیکھ کر آپ کی محبوبیت کا اندازہ کیا جائے

؎ ایں سعادت بزور بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

سلسلۂ مجددیہ کی ایک بڑی شاخ خالدیہ سلسلہ کے نام سے عراق، شام و عرب اور ترکی ممالک میں زیادہ مقبول ہوئی۔ ان ممالک میں آپ کے مکاتیب براہ راست فارسی زبان میں کثرت سے پڑھے جاتے ہیں۔ حال ہی میں ایک مجموعہ منتخبات مکتوبات شریفہ مطبوعہ ترکی نظر سے گزرا۔ جس میں علمائے ترکی کی ایک مقتدر ہستی آرواسی زادہ حضرت عبد الحکیم ابن مصطفیٰ النقشبندی المجددی الخالدی از علماء و سادات ترکی نے فرمایا:۔

۱۔ بعد کتاب اللہ و بعد کتب ستہ افضل کتب مکتوبات است

۲۔ مانند مکتوبات امام ربانی ایسچ کتاب چاپ نہ شدہ است

ہر لطافت کہ نہاں بود پس پردہ غیب   ہمہ در صورت خوب تو عیاں ساختہ اند
ہر چہ بر صفحہ اندیشہ کشد کلک خیال   شکل مطبوع تو زیبا تر از آں ساختہ اند

آئینہ جہاں نما

حضرت مجددؒ کی اولاد امجاد

حضرت مجددؒ اور آپ کی اولاد کے متعلق حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے فرمایا ہے "فقرائے باب اللہ اند لہائے عجب دارند زیادہ جرأت است"

(یہ لوگ اللہ کے در کے فقراء ہیں) عجیب و غریب دل رکھتے ہیں زیادہ جرأت ہے۔

یہ حضرات اپنی پاک باطنی اور صاحب دلی کی وجہ سے آئینہ ہائے جہاں نما بن گئے ہیں۔

حضرت مجددؒ کی اولاد کی تعداد دس ہے سات صاحبزادگان اور تین صاحبزادیاں

صاحبزادگان	صاحبزادیاں
۱۔ خواجہ محمد صادق رح	۱۔ رقیہ :۔ شیر خوارگی میں وفات پاگئیں
۲۔ خواجہ محمد سعید رح	۲۔ امّ کلثوم :۔ چودہ سال کی عمر میں وفات پاگئیں
۳۔ خواجہ محمد معصوم رح	۳۔ خدیجہ زماں :۔ سلوک باطنی والدِ بزرگوار سے حاصل کیا۔ حضرت مجددؒ نے آپ کو ولایت وکمالات کے انتہائی درجہ کے حصول کی بشارت دی تھی۔
۴۔ خواجہ محمد فرخ رح	
۵۔ خواجہ محمد عیسےٰ رح	
۶۔ خواجہ محمد اشرف رح	
۷۔ خواجہ محمد یحییٰ رح	

۱۔ خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ

ولادت :۔ آپ حضرت مجددؒ کے فرزند اکبر ہیں۔ ولادت باسعادت ۱۰۰۰ھ میں سرہند میں ہوئی حضرت مجددؒ جب ۱۰۰۸ھ میں حضرت خواجہ باقی باللہ رح کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اسوقت اپنے والدِ بزرگوار کے ہمراہ تھے۔ بچپن میں ہی آپ کشف قبور میں نظرِ صائب رکھتے تھے۔

علومِ ظاہری وباطنی :۔ آپ نے علوم عقلیہ ونقلیہ اپنے والدِ بزرگوار سے بدرجہ اتم حاصل کئے۔ پھر محمد طاہر بندگی رح لاہوری اور مولانا محمد معصوم سے بھی استفادہ کیا۔ اور اٹھارہ سال کی نوجوانی کی عمر میں فارغ التحصیل ہوکر درس وتدریس میں مشغول ہوگئے۔ علوم معقول ومنقول میں آپ کی مہارت کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ ایک دفعہ شیراز کے معمر فاضل جو ہندوستان میں آئے تھے سے ملاقات ہوئی۔ جو کہ معقولات میں بے نظیر تھا۔ آپ نے ہیئت وحکمت کے چند دقائق طبعزاد اس سے بیان فرمائے تو وہ پکار اٹھا کہ میں نے اپنی عمر میں علوم عقلیہ کے مسائل دقیقہ کی قوت ادراک کسی میں نوجوانی کے عالم میں ایسی نہ دیکھی۔

خلافت :۔ اکیس سال کی عمر میں والدِ بزرگوار نے آپ کو خلعت خلافت سے نوازا اور اپنے مکتوبات شریفہ میں کئی دفعہ فرمایا۔ میرا بیٹا میرے معارف کا مجموعہ اور مقاماتِ جذبہ وسلوک کا نسخہ ہے۔

وفات :۔ آپ کی عمر چوبیس سال کی تھی کہ سرہند شہر میں طاعون کی وبا شدت سے نمودار

ہوئی۔ ایک دن آپ نے فرمایا کہ یہ وبا تر لقمہ چاہتی ہے۔ جبتک ہم نہ جائیں گے، اس کی تسکین نہ ہوگی۔ چنانچہ آپ کو بخار ہوا۔ اور دوشنبہ کے دن ۹ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ کو اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کو رحلت ہوئے۔ "دوشنبہ نہم ربیع الاول" سے آپ کی تاریخ وفات نکلتی ہے۔ آپ سے ایک دو دن پہلے آپ کے بھائی محمد فرخ، محمد عیسے رحمۃ اللہ تعالیٰ اور آپ کی ہمشیرہ ام کلثوم رح نے اسی مرض میں وفات پائی۔ اس کے بعد ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں "جو شخص آپ کا نام لکھ کر پاس رکھے گا، اس وبا سے رہائی پائے گا۔" چنانچہ تجربہ کرنے پر نام مبارک میں عجیب اثر ظاہر ہوا۔

مزار اقدس :- دیگر عزیزوں کی رائے تھی، کہ آپ کو جد بزرگوار کے مزار کے نزدیک دفن کیا جائے۔ لیکن حضرت مجدد رح کو مراقبہ میں اس جگہ کا حکم ہوا۔ جہاں اب آپ کا مزار پر انوار ہے۔ چنانچہ اپنے مکتوب ۲۲۔ دفتر دوم میں فرماتے ہیں۔

"شہر سرہند گویا میرے زندہ کرنے کا مقام ہے۔ اور یہ صدقہ حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم والتحیۃ والبرکۃ میرے لیے ایک گہرے کنوئیں کو پر کر کے ایک بلند چبوترہ بنایا گیا ہے اور اُسے اکثر بلاد اور جگہوں پر بلندی اور رفعت عطا کی ہے اور ایک نور اس زمین میں امانت رکھا گیا ہے جو بے صفتی اور بے کیفی کے نور سے اخذ کیا گیا ہے جس طرح بیت اللہ کی مقدس زمین سے نور روشن و درخشاں ہے۔

میرے بڑے فرزند کی وفات سے چند ماہ پہلے ایک بلند روشن نور دیکھا گیا کہ کسی صفت و شان نے اس کی بو کی طرف بھی راستہ نہیں پایا۔ اور وہ کیفیات سے مبرّہ اور منزّہ ہے۔ مجھے یہ آرزو پیدا ہوئی کہ وہ زمین میرا مدفن بنے اور وہ نور میری قبر پر روشن ہو۔ اس بات کو میں نے اپنے فرزند اعظم کے سامنے جو صاحب راز دار تھا میں نے ظاہر کیا۔ اور اس نور اور آرزو سے مطلع کیا۔ اتفاق سے میرا بڑا فرزند ہی اس دولت کے ساتھ سبقت لے گیا۔ اور پردۂ خاک میں اس نور کے دریا میں غرق ہو گیا۔"

"یہ بات بھی اس بلدۂ معظمہ کی فضیلت میں ہے کہ میرے سب سے بڑے فرزند جو اکابر اولیاء میں سے ہے، اور یہاں آسودہ خاک ہے اور ایک مدت کے بعد ظاہر ہوا۔ کہ اس جگہ امانت رکھا ہوا نور فقیر کے انوار قلبیہ کے نور کا لمعہ ہے جسے یہاں سے لیکر اس زمین میں روشن کیا ہے۔ جس طرح ایک چراغ بڑی مشعل سے روشن کرتے ہیں آپ فرمادیں سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔"

ادب :- حضرت خواجہ محمد صادق رح کی قبر پہلے کچی تھی۔ پھر آپ کے والد بزرگوار نے

اس پر ایک گنبد تعمیر فرمایا۔ جب حضرت مجدد رح کا وصال ہوا، تو ان کو اسی گنبد میں دفن کرنے کے لیے جب اندر لایا گیا تو حضرت خواجہ محمد صادق رح کی قبر از راہِ ادب تقریباً ایک ہاتھ مشرق کو سرک گئی۔ اور طاق وسط گنبد بین القبرین ہو گیا۔

حضرت خواجہ محمد سعید رح

(فرزند دوم المعروف خازن رحمت الٰہی)

ولادت:-

آپ حضرت مجدد رح کے فرزندِ دوم ہیں۔ ولادت باسعادت ماہِ شعبان ۱۰۰۵ھ بمقام سرہند شریف ہوئی۔ آثارِ ولایت بچپن ہی سے ظاہر تھے۔

تعلیم

آپ نے علوم ظاہری اپنے برادر بزرگ خواجہ محمد صادق رح اور باقی شیخ محمد طاہر لاہوری سے حاصل کیے۔ سترہ برس کی عمر میں اپنے والد بزرگوار سے فارغ التحصیل ہو گئے اور تدریس میں مشغول ہو گئے۔ اس دوران آپ نے تصنیفات بھی تحریر فرمائیں۔ چنانچہ مشکوٰۃ المصابیح پر تعلیقات لکھیں۔ مناظرہ میں آپ ید طولیٰ رکھتے تھے اور مخالف بولنے کی جرأت نہ کرتا تھا۔

خلافت

علوم باطنی کامل طور پر اپنے والد بزرگوار حضرت مجدد رح کی صحبت و بیعت سے حاصل کیے۔ اور ولایت محمدی سے بہرہ ور ہوئے۔

زیارتِ حرم شریف

آپ حرم شریف کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے۔ آپ کے فرزند شیخ عبدالاحد رح ایک رسالہ میں فرماتے ہیں کہ ایک روز آپ حرم نبوی میں تحیۃ المسجد پڑھ رہے تھے کہ روضۂ مقدسہ سے آواز آئی "العجل العجل انا الیک مشتاق"، جلدی کیجئے جلدی کیجئے میں تمہارا مشتاق ہوں۔"

کہتے ہیں آپ نے آٹھ مرتبہ ان ظاہری آنکھوں سے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ صاحب کرامت بزرگ تھے۔

دہلی میں تشریف آوری اور وفات

آخری عمر میں آپ کو اورنگ زیب عالمگیر نے بڑی منت سے دہلی بلایا۔ آپ ابھی وہیں تھے کہ بیماری شروع ہو گئی۔ تو دہلی سے واپس وطن روانہ ہوئے۔ دہلی سے ۳۶ میل کے فاصلہ پر سنبھالکہ میں پہنچے تو وہیں ۲۷ جمادی الآخر ۱۰۷۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ باقی سرہند لائی گئی۔ تو خواجہ محمد معصوم نے حکم دیا کہ آپ کو بھی حضرت مجدد کے گنبد مبارک میں دفن فرمایا جائے۔ تو لوگوں نے عرض کیا کہ جگہ نہیں ہے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ نے اصرار کیا تو حسب اشارہ لوگوں نے کدال زمین پر مارا تو دیواریں ہٹ گئیں اور آپ کو دفن کیا گیا۔

خواجہ محمد معصوم رح

حضرت مجددؒ رح کے تیسرے فرزند خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات آئندہ صفحات میں بیان ہوں گے۔ جیسا پہلے مذکور ہوئے۔ آپ چوتھے فرزند خواجہ فرخ رح نے گیارہ برس کی عمر میں مرض طاعون میں وصال پایا۔

خواجہ محمد عیسیٰ رح

حضرت مجددؒ رح کے پانچویں فرزند خواجہ محمد عیسیٰ آٹھ سال کی عمر میں مرض طاعون میں انتقال فرما گئے۔

خواجہ محمد اشرف رح

آپ حضرت مجددؒ رح کے چھٹے فرزند ہیں۔ دو سال کی عمر میں وفات پا گئے۔

شیخ محمد یحییٰ رح المعروف شاہ جیو رح

ولادت :- حضرت مجددؒ رح کے سب سے چھوٹے فرزند ۱۰۲۴ھ میں پیدا ہوئے۔

شاہ سکندر کیتھلی رح نے ان کو گود میں لیکر اپنی نسبت کا القاء کر کے فرمایا۔ اب ان کو شاہ کے نام سے پکارا کرو۔ آٹھ نو سال کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا۔

علومِ ظاہری علوم کی ابتدا اپنے بھائیوں خواجہ محمد سعید۔ خواجہ محمد معصوم سے حاصل کیے۔ حدیث کی سند شیخ عبدالحق دہلوی سے حاصل کی۔

آپ صاحب تصانیف شریعت و طریقت کے پابند تھے۔ اورنگ زیب عالمگیر رح نے مدینہ منورہ سے شمال کی طرف تالاب کے نزدیک عالی شان مسجد جس میں تین گنبد اور دو چھوٹے مینار تھے بنوائی۔ ۲۷۔ جمادی الآخر ۱۰۹۶ھ میں وفات پائی۔

قدسیہ (اربعین حضرت مجددؒ رح)

۱۔ میری نظر میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ نفرت و عداوت رکھنے کے برابر اس کو راضی کرنے والا کوئی عمل نہیں۔ مکتوبات ۲۶۶/۱

۲۔ نجات آخرت کا حاصل ہونا صرف اسی پر موقوف ہے۔ کہ تمام افعال و اقوال و اصول و فروع میں اہل سنت و جماعت کثرھم اللہ تعالیٰ کا اتباع کیا جائے اور صرف یہی ایک فرقہ جنتی ہے۔ اہل سنت و جماعت کے سوا جتنے فرقے ہیں سب جہنمی ہیں۔ آج اس بات کو کوئی جانے یا نہ جانے، کل قیامت کے دن سب جان لیں گے مگر اس وقت کا جاننا کچھ نفع نہ دے گا۔ مکتوب ۶۹/۱

۳۔ محض زبان سے کلمہ شہادت پڑھ لینا مسلمان ہونے کے لیے ہرگز کافی نہیں ہے۔ تمام ضروریاتِ دین کو سچا جاننے اور کفر و کفار کے ساتھ نفرت و بیزاری رکھنے سے آدمی مسلمان ہوگا (مکتوب ۱/۲۶۶)

۴۔ جو شخص تمام ضروریاتِ دین پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرے لیکن کفر و کفار کے ساتھ نفرت و بیزاری نہ رکھے۔ وہ درحقیقت مرتد ہے اس کا حکم منافق کا حکم ہے (مکتوب ۱/۲۶۶)

۵۔ جبتک اللہ جل جلالہٗ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہ رکھی جائے۔ اسوقت تک خدا اور اس کے رسول کے ساتھ محبت نہیں ہوسکتی۔ یہیں پر یہ کہنا ٹھیک ہے ؎
تولّی بے تبرّی نیست ممکن (مکتوب:۔ ۱/۲۶۶)

۶۔ مکلفین کے لیے یہ ضروری بات ہے کہ وہ اپنے عقیدوں کو علماءِ اہل سنت و جماعت (شکر اللہ تعالیٰ سعیہم) کی رایوں کے موافق درست کریں۔ کیونکہ نجاتِ اُخروی ان بزرگوں کی صواب نما رایوں کی پیروی سے وابستہ ہے۔ اور فرقہ ناجیہ یہی بزرگوار ہیں اور ان کے پیرو ہیں۔ اور یہی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے طریق پر ہیں۔ (مکتوب:۔ ۱/۱۹۳)

۷۔ جو علمِ غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس پر وہ اپنے خاص رسولوں کو مطلع کر دیتا ہے۔ (مکتوب ۱/۳۱۰)

۸۔ تمام امتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور مملوک و غلام ہیں۔ مکتوب ۳/۴۴

۹۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت کسی بشر کی خلقت کی طرح نہیں بلکہ عالم ممکنات کی کوئی چیز بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں رکھتی۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جل جلالہٗ نے اپنے نور سے پیدا فرمایا ہے۔ (مکتوب ۳/۱۰۰)

۱۰۔ عالم امکان کو (جو تحت الثریٰ) سے عرش تک جملہ موجودات کائنات کا محیط ہے) جس قدر بھی دقتِ نظر کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس بزم امکان سے بالاتر ہیں اسی لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ (مکتوب ۳/۱۲۱)

۱۱۔ مجھے اللہ تبارک تعالیٰ کے ساتھ اس لیے محبت ہے کہ وہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہے۔ (مکتوب ۔ ۳/۱۲۱)

۱۲۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں سب سے افضل و اعلیٰ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پھر ان کے بعد سب سے افضل سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ان دونوں باتوں پر اجماع امت ہے اور چاروں آئمہ مجتہدین امام اعظم ابو حنیفہ و امام شافعی و امام مالک و امام احمد بن حنبل

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اکثر علماء اہل سنت کا یہی مذہب ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور پھر ان کے بعد تمام صحابہ میں سب سے افضل سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں پھر ان کے بعد تمام امت میں سب سے افضل سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ ہیں (مکتوب ۱/۲۶۶)

۱۳۔ جو لوگ کلمہ پڑھتے ہیں اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں لیکن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ان کو کافر کہا ہے لیغیظ بھم الکفار

۱۴۔ انبیاء و اولیاء کی پاک روحوں کو عرش سے فرش تک ہر جگہ برابر کی نسبت ہوتی ہے کوئی چیز ان سے نزدیک و دور نہیں۔ مکتوب ۱/۲۸۶ مکتوب ۱/۵۴

۱۵۔ اکمل اولیاء اللہ کو اللہ تبارک تعالیٰ یہ قدرت عطا فرماتا ہے کہ وہ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔ مکتوب ۲/۵۸

۱۶۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولیائے کرام کا طواف کرنے کے لیے کعبہ معظمہ حاضر ہوتا ہے اور ان سے برکتیں حاصل کرتا ہے مکتوب ۱/۲۰۹

۱۷۔ عارف ایسے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے کہ عرض ہو یا جوہر آفاق ہوں یا انفس تمام مخلوقات اور موجودات کے ذروں میں سے ہر ایک ذرہ اس کے لیے غیب الغیب کا دروازہ ہوتا ہے اور ہر ایک ذرہ بارگاہِ الٰہی کی طرف اس کے لیے ایک متحرک بن جاتا ہے۔ مکتوب ۳/۱۱۰

۱۸۔ مقلد کو یہ جائز نہیں کہ اپنے امام کی رائے کے خلاف قرآن عظیم و حدیث شریف سے احکام شرعیہ خود نکال کر ان پر عمل کرنے لگے۔ مقلدوں کے لیے یہی ضروری ہے کہ جس امام کی تقلید کر رہے ہیں اس مذہب کا مفتی بہ قول معلوم کر کے اسی پر عمل کریں۔ مکتوب ۱/۲۸۶

۱۹۔ جو شخص حرام فعل کو جس کی حرمت ضروریاتِ دین سے ہو اچھا سمجھے وہ مسلمان نہیں بلکہ مرتد ہو جاتا ہے۔ (مکتوب ۱/۲۶۶)

۲۰۔ کفار اور منافقین پر جہاد اور سختی کرنا ضروریاتِ دین سے ہے۔ کافروں منافقوں کی جس قدر عزت کی جائے گی، اسی قدر اسلام کی ذلت ہو گی۔ مکتوب ۱/۹۳

۲۱۔ مسلمان کہلانے والے بدمذہب کی صحبت کھلے ہوئے کافر کی صحبت سے زیادہ نقصان پہنچاتی ہے مکتوب ۱/۵۴

۲۲۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خلق عظیم کے ساتھ موصوف ہیں کافروں اور منافقوں پر جہاد کرنے اور سختی فرمانے کا حکم دیا ہے۔ یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیھم تو ثابت ہوا کہ کفار اور منافقین پر سختی کرنا بھی خلق عظیم ہے

۲۳۔ اسلام کی عزت کفر کی ذلت پر اور مسلمانوں کی عزت، کافروں کی ذلت پر موقوف ہے جس نے کافروں کی عزت کی اس نے مسلمانوں کو ذلیل کیا۔ کافروں اور منافقوں کو کتوں کی طرح دور رکھنا چاہیئے۔ (مکتوب: ۱/۱۶۳)

۲۴:۔ محبتیں جو آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہوں ایک قلب میں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ کفار کے ساتھ جو خدا اور رسول جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن ہیں دشمن ہونا چاہیئے۔ ان کی ذلت وخواری میں کوشش کرنی چاہیئے۔ اور کسی طرح بھی ان کو عزت نہیں دینا چاہیئے اور ان بدبختوں کو اپنی مجلس میں آنے نہیں دینا چاہیئے۔ کوئی ضرورت پڑ جائے تو جس طرح انسان ناگواری اور مجبوری سے بیت الخلاء جاتا ہے اسی طرح ان سے اپنی ضرورت پوری کرنی چاہیئے۔

مکتوب ۱/۱۶۵

۲۵۔ قرب بخشنے والے اعمال فرائض ہیں یا نوافل:۔ فرائض کے مقابلے میں نوافل کا کچھ اعتبار نہیں۔ فرائض میں سے ایک فرض کا ایک وقت میں ادا کرنا ہزار سال کے نوافل ادا کرنے سے بہتر ہے۔ اگرچہ خالص نیت سے ادا کیے ہوں اور خواہ کوئی نفل ہوں۔ جیسے نماز، زکوٰۃ۔ روزہ اور ذکر فکر وغیرہ، بلکہ میں کہتا ہوں کہ ادائے فرائض کے دوران ایک سنت کی رعایت، اور مستحبات میں سے ایک مستحب کی نگہداشت کا بھی یہی حکم ہے۔ مکتوب ۱/۲۹

۲۶۔ منقول ہے کہ ایک روز امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز فجر باجماعت ادا فرمائی۔ نماز سے فارغ ہو کر قوم پر نگاہ ڈالی۔ اپنے اصحاب میں سے ایک صاحب کو نہ پایا۔ دریافت فرمایا کہ فلاں شخص جماعت میں حاضر نہیں حاضرین نے عرض کیا کہ وہ شخص رات کا اکثر حصہ بیدار رہتا ہے شاید اس وقت سویا ہوا ہو۔ آپ نے فرمایا اگر وہ ساری رات سویا رہتا اور فجر کی نماز جماعت سے ادا کرتا تو بہتر تھا۔ لہٰذا ایک مستحب کی رعایت اور مکروہ سے بچنا اگرچہ تنزیہی ہی ہو اور مکروہ تحریمی تو بطریق اولیٰ کئی مرتبے ذکر فکر اور مراقبہ و توجہ سے بہتر ہے۔ ہاں ہاں اگر یہ امور اس رعایت اور اس اجتناب کے ساتھ جمع کرے تو عظیم کامیابی حاصل کر لی۔ اس کے بغیر خاردار درخت پر ہاتھ پھیرنے والی بات ہے۔ مکتوب ۱/۲۹

۲۷۔ امام اعظم کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو میں سے ایک مستحب چھوٹ جانے سے چالیس سال کی نمازیں قضا کیں۔ (مکتوب ۱/۲۹)

۲۸۔ میرے مخدوم! اگر آج تھوڑی محنت کو ہمیشہ کے آرام کا وسیلہ نہ بنائیں اور تھوڑی نیکیوں سے بہت سی برائیوں کا کفارہ نہ کریں تو کل کونسا منہ لیکر ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے جائیں گے۔ اور کیا حیلہ پیش کریں گے۔ یہ خواب خرگوش کب تک رہے گی۔ اور غفلت کی روئی کب تک

کانوں میں پڑی رہے گی۔ آخر ایک دن بینائی سے پردہ اٹھایا جائے گا۔ لیکن پھر کچھ فائدہ نہ ہوگا۔
اور سوائے حسرت و ندامت کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ مکتوب ۲۱۰/۱

۲۹۔ اصحاب کہف نے جو اس قدر درجات پائے صرف ایک نیکی کے واسطہ سے پائے ہیں۔ اور وہ ہجرت کی نیکی تھی۔ جو انہوں نے نورِ ایمانی کے ساتھ غلبہ کفار کے وقت کی۔ مثلاً سپاہی دشمنوں اور مخالفوں کے قبضہ کے وقت اگر تھوڑا سا تردد بھی کریں۔ تو ان کا وہ قدر اور وہ لحاظ ہوتا ہے جو امن کی حالت میں اس سے کئی گنا زیادہ میں بھی نہیں ہوتا۔ مکتوب ۴۴/۱

۳۰۔ نیز چونکہ سرور دو عالم محبوب رب العالمین ہیں۔ تو آپ کی متابعت کرنے والے بھی آپ کی متابعت کے واسطہ سے مرتبہ محبوبیت تک پہنچ جاتے ہیں۔ کیونکہ محب جس جس میں بھی اپنے محبوب کے شمائل اور عادات و اخلاق پاتا ہے، انہیں بھی اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔ اس سے مخالفین کی برائی کا قیاس بھی کر لینا چاہیئے

محمد عربی کابروئے ہر دو سرا است
کسیکہ خاک درش نیست خاک برسر او

۳۱۔ اگر ظاہری ہجرت میسر نہ آئے تو ہجرت باطنی ہی کی کامل طور پر رعایت کرنی چاہیئے ظاہراً لوگوں کے ساتھ رہتے ہوئے باطناً ان سے الگ رہنا چاہیئے۔ شائد اس کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی صورت نکال دے۔ مکتوب ۴۴/۱

۳۲۔ طریقت و شریعت ایک دوسرے کا عین ہیں۔ ان کے درمیان بال برابر بھی مخالفت نہیں فرق صرف اجمال و تفصیل اور استدلال کا ہے۔ جو چیز بھی شریعت کے خلاف ہے مردود ہے۔

کل حقیقۃ ردتہ الشریعۃ فہو زندقۃ

ہر حقیقت جسے شریعت رد کرے مردود ہے اور باطل ہے۔
شریعت کو قائم رکھتے ہوئے حقیقت کو طلب کرنا مردوں کا کام ہے (مکتوب ۴۳/۱)

۳۳۔ فرمایا۔ حضرت خواجگان نقشبندیہ قدس سرہم کا طریقہ نہایت کے ابتدا میں اندراج پر مبنی ہے اور یہ طریقہ صحبت سے۔ جو کہ بعینہٖ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ ہے۔ کیونکہ ان بزرگوں (صحابہ کرام) کو حضور سرور عالم علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات کی پہلی ہی صحبت میں وہ کچھ میسر آ گیا کہ اولیاء امت کو نہایت النہایت میں جا کر اس کمال کا تھوڑا سا حصہ ہاتھ آتا ہے۔ لہذا حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قاتل حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جسے ایک ہی مرتبہ ابتدائے اسلام میں صحبت سید الاولین و آخرین علیہ و آلہ الصلوات والتسلیمات کا شرف نصیب ہوا حضرت اویس قرنی رح سے جو خیر التابعین میں سے افضل قرار پایا (مکتوب ۶۶/۱)

۳۴۔ تو ناچار ان حضرات کا سلسلہ سلسلۃ الذہب قرار پایا۔ اور اس طریقہ نقشبندیہ عالی کی

فضیلت و بزرگی دوسرے تمام سلسلوں پر صحابہ کرامؓ کے زمانے کی دوسرے زمانوں پر فضیلت کی طرح مضبوط دلائل سے ثابت ہو چکی ہے۔

وہ جماعت جسے آغاز ہی میں کمال فضل سے حصہ عطا کر دیا گیا ہو۔ ان کے کمالات کی حقیقت پر دوسروں کا مطلع اور آگاہ ہونا مشکل ہے۔ ان کی نہایت تمام دوسروں کی نہایت سے فائق اور اعلیٰ ہے ؎ قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا ؎ سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

۳۵۔ یاد رکھ فقراء کے آستانے کی جاروب کشی اغنیا کی صدر نشینی سے بہتر ہے۔ مکتوب ۱/۶۶ مکتوب ۱/۳۲

۳۶۔ اپنے وقتِ عزیز کی قدر جانو مخبر صادق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "ہلك المسوفون"، یعنی "یہ کام ابھی کر لوں گا" کہنے والے ہلاک ہو گئے۔ ایام زندگی کو موہوم مقاصد میں صرف کرنا اور موہوم مقاصد کو عمر موجود کے بیسے نگاہ رکھنا بہت برا ہے۔

ہر چہ جز عشق خدائے احسن است گر شکر خوردن بود جان کندن است

یعنی خدائے احسن کے عشق و محبت کے سوا جو کچھ ہے اگرچہ شکر کھانے کا فعل ہی کیوں نہ ہو۔ در اصل اپنی جان کو ہلاک کرنا ہی ہے۔ مکتوب ۱/۱۳۳

۳۷۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ سنت کی پیروی میں سب سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ مرسل احادیث کی پیروی بھی سندا احادیث کی طرح کرتے ہیں اسی طرح صحابی کے قول کو بھی حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی وجہ سے اپنی رائے پر مقدم رکھتے ہیں۔ اسی لیے حضرت امام اعظمؒ پرہیزگاری تقویٰ اور متابعتِ سنت کی برکت سے اجتہاد و استنباط کے نہایت درجہ پر فائز ہیں۔ لوگ آپ کی بلندی شان سمجھنے سے قاصر ہیں، امام شافعیؒ نے کہا "تمام فقہا امام ابو حنیفہؒ کے عیال ہیں"

۳۸۔ خواجہ محمد پارساؒ نے لکھا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام بعد از نزول امام ابو حنیفہؒ کے مذہب پر عمل کریں گے۔ یعنی حضرت روح اللہ کا اجتہاد امام اعظم کے اجتہاد کے مطابق ہو گا۔ مکتوب ۲/۵۵

۳۹۔ اس دولتِ عظمیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ کہ محض اپنے فضل و کرم سے اس نے ہمیں فرقہ ناجیہ میں داخل فرمایا ہے کہ یہ لوگ اہل سنت و جماعت ہیں اور اہل ہوا اور بدعتی فرقوں میں نہ پیدا کیا۔ مکتوب ۲/۶۷

۴۰۔ اہل سنت ہی ناجی فرقہ ہے ان بزرگوں کی اتباع کے بغیر نجات متصور نہیں اگر بال برابر بھی مخالفت ہے تو خطرہ ہی خطرہ ہے۔ یہ بات کشفِ صحیح اور الہام صریح سے یقین کے درجہ تک پہنچ چکی ہے۔ اس میں غلطی کا احتمال نہیں۔ مکتوب ۱/۵۹

وصل بست و ہفتم

قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم المعروف عروۃ الوثقیٰ قدس سرہٗ

ولادت باسعادت آپ حضرت مجدد الف ثانی رح کے خلیفہ اور فرزند دوم تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰ شوال ۱۰۰۷ھ کو ہوئی حضرت مجدد رح فرماتے ہیں کہ محمد معصوم کی آمد ہمارے حق میں بہت مبارک ہوئی کہ آپ کی ولادت باسعادت کے چند ماہ بعد ہمیں خواجہ بزرگ حضرت باقی باللہ رح کی صحبت نصیب ہوئی اور فیضان طریقہ نقشبندیہ سے مشرف ہوئے۔

طفولیت حضرت مجدد رح فرماتے ہیں کہ یہ لڑکا محمدی المشرب ہے۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ محمد معصوم کی بلند استعداد کی وجہ یہ تھی کہ تین سال کی عمر میں حرف توحید آپ کی زبان سے نکلا۔ اور کہنے لگے میں آسمان ہوں میں زمین ہوں میں دیوار حق ہے حضرت شیخ نے اس وقت فرمایا کہ اس طریق میں پیر و جوان سب برابر ہیں انوار و فیوض کے وصول میں مرد عورتیں سب برابر ہیں۔

تحصیل علوم ظاہر و باطن آپ نے اکثر علوم اپنے والد بزرگوار سے اور کچھ اپنے برادر بزرگ خواجہ محمد صادق اور شیخ محمد طاہر بدخشی لاہوری سے حاصل کر کے کمال کے مرتبہ پر فائز ہوئے حضرت مجدد فرمایا کرتے تھے کہ تحصیل علوم سے جلدی فارغ ہو جاؤ کیونکہ ہم نے تم سے بڑے بڑے کام لینے ہیں۔ غرضیکہ آپ سولہ سال کی قلیل عمر میں علوم ظاہری میں فارغ التحصیل ہو گئے۔ اور پھر باطنی علوم کی طرف متوجہ ہوئے اور عنایت الٰہی سے اپنے والد بزرگوار کے احوال و اسرار خاصہ سے حظ وافر حاصل کیا۔

فضائل ۱۔ آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو خلعت قیومیت کی بشارت دی چنانچہ اپنے مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں۔ "کل صبح نماز کے بعد خاموشی کی مجلس میں دیکھا تھا کہ ظاہر ہوا کہ وہ لباس جو میں پہنے ہوئے تھا وہ مجھ سے الگ ہو گیا ہے اور ایک دوسرا لباس میری طرف متوجہ ہے۔ جو کہ اس لباس کی جگہ بیٹھ گیا ہے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ یہ اتارنے والا معلوم نہیں کس کو دیں یا نہ دیں۔ اور آرزو ہوئی کہ وہ لباس میرے فرزند محمد معصوم کو دے دیں ایک لمحہ کے بعد دیکھا کہ وہ میرے لڑکے کو دے دیا گیا ہے۔ وہ پوری خلعت اس کو پہنا دی گئی ہے۔ یہ اتاری جانے والی خلعت معاملہ قیومیت سے کنایہ ہے"۔

مکتوب $\frac{۳}{۱۰۴}$

بقول حضرت خواجہ محمد معصوم رح یہ واقعہ ذی الحجہ ۱۰۳۲ھ کے پہلے عشرہ کا ہے

۲- آپ کو اصالت اور محبوبیت ذاتی عطا ہوئی (مکتوبات معصومیہ ۱/۸۶)

۳- آپ کا وجود مبارک حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خمیر طینت کے بقیہ سے بنا مکتوبات معصومیہ ۱/۱۹۲

۴- آپ زمرۂ سابقین میں داخل ہیں اور اسرار مقطعات بھی آپ کو نصیب ہے ،، ،، ۱/۲۳۷

۵- حق تعالیٰ نے آپ کو عروۃ الوثقیٰ کا خطاب دیا۔ یہ ۱۰۳۵ھ کا واقعہ ہے روضہ پیغمبر میں ہے۔ فرماتے ہیں میں نے سنہری خط سے عرش مجید کے گرد محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ لکھا ہوا دیکھا۔

زیارت حرمین شریفین

۱- قیومیت کے چوبیسویں سال حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں "طواف سے فارغ ہونے پر فرشتہ ظاہر ہوا اور فرشتہ نے محض ادائے ارکان پر حج کی قبولیت اور حجر کا مہر شدہ کاغذ ہمیں عطا کیا۔ ایک دفعہ دیکھا "کعبہ بڑے اشتیاق سے ملتا ہے

۲- ایک روز ظاہر ہوا۔ مجھ سے انوار و برکات اس کثرت سے نکلتے ہیں کہ انہوں نے تمام پہاڑوں کو گھیر لیا ہے جنگل و بیابان ان سے پر ہو گئے۔ اس حقیقت کے دریافت کرنے کے واسطے متوجہ ہوا تو معلوم ہوا کہ مجھ سے میری حقیقت دور کر کے کعبہ کی حقیقت سے مشرف فرمایا گیا ہے

۳- فرمایا ایک روز بعد نماز ظہر حلقہ میں دیکھا کہ مجھ کو خلعت عالی عطا ہوا ہے۔ پھر معلوم ہوا یہ خلعت عبودیت ہے۔

۴- ایک روز حلقہ ذکر میں مشغول تھے کہ اس مجلس میں مجھے قلم دوات عنایت ہوئی گویا مجھے منصب وزارت عطا ہوا ہے اور جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت سے مجھے تمام مخلوقات پر وزیر اعظم چن لیا گیا ہے۔

۵- مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ پہنچے تو روضہ منورہ پر حاضری کے وقت کمالات و عنایات ظاہر ہوئیں اور خلعت ارشاد عطا ہوا۔ اور انوار و فیوضات حضرات شیخین رضی اللہ عنہم سے مالا مال ہوا۔

۶- آپ کو مسجد نبوی میں دو روزہ اعتکاف کی اجازت ملی۔ رات کو رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس نزول فرمایا اور تہجد کے وقت بکمال عنایت مجھ سے بغلگیر ہو کر الطاف خاص سے حقیقت نبوی سے مشرف فرمایا۔

۷- فرمایا جس وقت مدینہ منورہ سے رخصت ہونے لگا جدائی کے غم و الم کی وجہ سے بے اختیار ہو کر رونے لگا کہ اسی اثناء میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روضہ مطہرہ سے

ظاہر ہو کر خلعت تاج سلاطین بکمال علو و رفعت و عظمت، احقر کو پہنایا۔ اس کے بعد آپ باجازت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وطن واپس ہوئے۔

وفات

وفات سے دو تین روز پیشتر آپ نے بزرگوں کو ایک رقعہ لکھا کہ وقت رحلت آپہنچا ہے دعا فرمائیں کہ خاتمہ بالخیر ہو۔ وفات سے ایک دن پیشتر جمعہ کے دن آپ مسجد میں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ امید ہے نہیں کہ کل اس وقت اس دنیا میں رہوں اور سب کو پند و نصائح دے کر خلوت میں تشریف لے گئے۔ صبح نمازِ فجر کے بعد مراقبہ معمولہ فرمایا اور نماز اشراق پڑھنے کے بعد آپ پر سکرات موت شروع ہو گئے۔ اور زبان سے جلدی جلدی کچھ پڑھ رہے ہیں۔ صاحبزادگان نے کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ آپ یٰسین شریف تلاوت فرما رہے ہیں۔ غرض شنبہ کے دن دوپہر کے وقت ۹۔ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ کو وصال فرمایا۔

روضہ اور مسجد

شاہجہان کی صاحبزادی روشن آرا نے آپ کے روضہ مقدسہ پر عالیشان روضہ تعمیر کرایا۔ روضہ شریفہ پر سنہری کام کیا گیا تھا جو آئینہ کی طرح چمکتا تھا۔ اور آفتاب نکلنے پر جگمگا اٹھتا تھا۔ دروازوں کے پردے زرا بوش اور شامیانے زربفت کے تھے۔ انقلاب زمانہ سے وہ سب نقش و نگار مٹ گئے۔

روضہ مقدسہ کے شمال کی جانب مسجد آپ کے صاحبزادے حضرت مروج الشریعۃ خواجہ عبید اللہ رح نے ۱۰۸۰ھ میں تعمیر کرائی تھی جس کے گنبدوں پر پانچ ہزار اشرفی اور مسجد پر چالیس ہزار روپے خرچ ہوئے۔ اب روضہ میں آٹھ قبریں ہیں۔

۱۔ مرکز میں حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی رح
۲۔ آپ سے مشرق کی طرف حضرت مروج الشریعۃ خواجہ عبید اللہ فرزند سوم رح
۳۔ اس سے مشرق حضرت ابوالعلیٰ فرزند اکبر حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی رح
۴۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ سے مغرب حضرت محمد اشرف فرزند چہارم حضرت عروۃ الوثقیٰ رح
۵۔ خواجہ محمد اشرف سے مغرب خواجہ صبغۃ اللہ فرزند اکبر حضرت عروۃ الوثقیٰ رح
۶۔ پائنتی کی طرف شیخ محمد ہادی فرزند سوم حضرت مروج الشریعۃ خواجہ محمد عبید اللہ رح
۷۔ حضرت محمد شیخ الاسلام فرزند حضرت محمد پارسا ابن حضرت مروج الشریعۃ رح
۸۔ حضرت نور معصوم فرزند اکبر میر محمد نعمان حق رسا فرزند پنجم حضرت خواجہ محمد پارسا رح

حلیہ مبارک

آپ کا بدن مبارک، پُر گوشت، رنگ گندمی، ابرو کشادہ، ناک اونچی، آنکھیں بڑی بڑی۔ قد خاصا تھا۔ تمام اعضا نہایت متناسب اور خوش شکل تھے۔ آپ کا لباس نہایت لطیف ہوتا۔ عمامہ سر پر رہتا۔ کبھی کبھی ہندی لباس بھی پہنتے۔

کرامات

۱۔ ایک شخص اپنے بیٹے کو آپ کی خدمت میں لایا۔ اور عرض گزار ہوا کہ میرا یہ بیٹا کسی عورت پر عاشق ہو گیا ہے۔ اس کو نہ دنیا کی فکر ہے نہ دین کی۔ آپ نے اس کو سمجھایا تو اس نے جواب دیا۔

در کوئے نیکنامی مارا گذر نہ دادند
گر تو نمے پسندی تبدیل کن قضارا،

یہ سُنکر آپ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا، ہم نے تیری قضا تبدیل کر دی ہے چنانچہ فوراً تائب ہوا اور عشق کا خیال جاتا رہا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے :۔

اولیاء راہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گردانند ز راہ

۲۔ حضرت کے داماد نے پوشیدہ طور پر کسی دوسری عورت سے تعلقات پیدا کر لیے۔ صاحبزادی نے اس کی شکایت کی۔ آپ کی زبان سے نکلا کہ مر جائے گا۔ صاحبزادی نے عرض کی کہ جیتا رہے گا۔ فرمایا کہ بس اب جو ہونا تھا ہو گیا۔ اب دعا کرو کہ وہ ایمان کے ساتھ مرے۔ چنانچہ تین دن بعد اس کا انتقال ہو گیا۔

۳۔ آپ کے ایک مخلص کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میری آنکھ میں درد ہوا۔ ہر قسم کا علاج کیا۔ لیکن فائدہ نہ ہوا۔ ایک شخص نے اپنی دوا کی بہت تعریف کی۔ ضرورت مند اندھا ہوتا ہے۔ اس نے فوراً وہ دوا استعمال کی۔ لیکن دوا کو استعمال کرتے ہی اس کی بصارت جاتی رہی۔ انہی دنوں حضرت صاحب رح سے واپس تشریف لے آئے۔ اس نے بھی خدمت میں حاضر ہو کر عرض حال کی۔ آپ نے بہت افسوس کیا۔ اور اپنا لعاب دہن اس کی آنکھوں میں ڈال کر فرمایا کہ اسی طرح گھر جا کر آنکھیں کھولنا۔ اس شخص نے ایسا ہی عمل کیا۔ اور گھر پہنچ کر جب آنکھیں کھولیں تو بینائی بالکل صحیح تھی۔

۴۔ حضرت کے ایک مخلص نے بیان کیا کہ غربت نے مجھے بہت تنگ کیا۔ اور سخت لاچار ہو گیا۔ تو حضرت قیوم ثانی رح کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض حال کی۔ حضرت نے مجھے روپوں کا بدرہ دیا اور فرمایا کہ اسے گننا مت جس قدر ضرورت ہو لیکر خرچ کرتے جاؤ۔ میں حسب ضرورت اس بدرہ میں سے خرچ کرتا رہا۔ حتیٰ کہ میں نے اس میں سے ایک لاکھ روپیہ خرچ کر لیا۔ لیکن بدرہ میں کوئی کمی نہ آئی تھی۔ ایک روز بیوی نے وہ روپیہ گنا تو سات سو نکلا۔ اس کے بعد ہم نے خرچ کیا تو ختم ہو گیا۔

۵۔ ایک روز آپ مسجد میں تشریف لائے تو اچانک آپ کا دست مبارک اور آستین پانی سے تر ہو گئے۔ حاضرین سخت متعجب ہوئے اور سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا میرے ایک مرید سوداگر کا جہاز غرق ہونے لگا تھا۔ اس نے ہماری طرف توجہ کی اور مدد مانگی۔ میں نے اپنے ہاتھ سے اس کو سمندر سے

ساحل پر پہنچا دیا۔ ایک مدت بعد جب وہ سوداگر خدمت میں حاضر ہوا تو ایک کثیر رقم آپ کی خدمت میں بطور نذرانہ لایا۔ اور جہاز کے غرق ہونے اور نجات پانے کا واقعہ بیان کرکے تصدیق کی۔

۶ ۔ آپ کے ایک مخلص کا بیٹا بیمار ہوا اور باوجود علاج کے کوئی افاقہ نہ ہوا۔ تو ماں باپ نا امید ہو کر لڑکے کو حضرت کی خدمت میں لائے۔ لیکن لڑکا مر گیا۔ اور باپ کو بھی مُردوں کی طرح پڑا ہوا دیکھا۔ آپ کو اس کے حال پر رحم آیا۔ اور لڑکے پر توجہ فرمائی اور کھڑے کھڑے مراقبہ میں چلے گئے۔ کافی دیر بعد تھوڑا پانی لے کر آیاتِ قرآنی تلاوت فرمائیں۔ اور پانی پر دم فرمایا اور وہ پانی لڑکے پر چھڑکا۔ پانی چھڑکتے ہی لڑکا فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ حاضرین یہ حال دیکھ کر بہت زیادہ معتقد ہو گئے۔

۷ ۔ ایک شخص نے کابل میں خواب دیکھا کہ حضرت نے مجھ کو تبرک عطا فرمایا۔ پھر جب بیدار ہوا۔ تو تبرک موجود تھا۔

۸ ۔ ایک دن آپ وضو فرما رہے تھے۔ کہ اچانک خادم سے لوٹا لیکر دیوار پر مارا۔ وہ لوٹا ٹوٹ گیا۔ آپ نے دوسرے لوٹے سے وضو فرمایا۔ حاضرین نے اس واقعہ کو ذہن میں رکھا۔ مدت کے بعد ایک سوداگر نے حاضر ہو کر بیان کیا۔ کہ اس دن میں بنگالہ کی طرف ایک جنگل سے گزر رہا تھا کہ اچانک ایک شیر سامنے آ گیا۔ اور بے حد خوفزدہ ہو گیا۔ اس نے حضرت صاحب کو یاد کیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت لوٹا لیے چلے آتے ہیں آپ نے وہ لوٹا زور سے شیر کو مارا۔ شیر بھاگ گیا۔ اور میں محفوظ رہا۔

۹ ۔ ایک جوگی جادو سے آگ باندھ دیتا تھا۔ اور لوگوں کو اس شعبدہ سے فریفتہ کرتا تھا حضرت سے کسی نے عرض حال کیا۔ آپ نے بہت سی آگ جلوائی اور "یا نار کونی برداً و سلاماً علی ابراہیم" پڑھ کر دم کیا۔ اور ایک شخص کو فرمایا۔ اس میں بیٹھ کر ذکر کرو۔ وہ شخص آگ میں داخل ہوا اور ذکر میں مشغول ہوا۔ آگ اس پر گلزار ہو گئی۔

اشاعتِ طریقہ

حضرت قیوم ثانی یکم ربیع الاول ۱۰۳۴ھ کو سندِ ارشاد و قیومیت پر جلوہ افروز ہوئے۔ اسی دن پچاس ہزار آدمیوں نے آپ سے بیعت کی۔ جن میں سے دو ہزار حضرت مجدد رح کے خلفاء تھے۔ باقی خلفاء جو کہ مختلف اوقات میں سرہند شریف میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ ماوراء النہر خراسان و بدخشاں وغیرہ ممالک کے حاکموں نے اپنے وکیل کی معرفت تحائف بھیج کر غائبانہ بیعت کی۔ قبولیت کے تیسرے سال جب شاہجہان تخت پر بیٹھا۔ تو سرہند شریف میں حاضر ہو کر دوبارہ تجدید بیعت سے مشرف ہوا۔ اور ترویجِ اسلام میں بے حد کوشاں رہا۔ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر اکثر ان کے قلعے میں حاضر ہوا کرتا۔ بلا لحاظ پس و پیش جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جاتا۔ آپ کا

رُعب و دبدبہ بے حد تھا۔ بادشاہ اپنی عرضی لکھ کر پیش ہوتا۔ چودھویں سال شہزادہ محمد اورنگ زیب عالمگیر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اگلے سال اُن کی بہن روشن آراء، پھر گوہر آراء نے آپ سے بیعت کی۔ پھر شاہانِ خراسان، ترکستان دشت، قبچاق، کاشغر، ایران غائبانہ مرید ہوئے۔ چھبیسویں سال جب آپ حج سے واپس ہوئے تو بندرگاہ سورت پر صبح شام قریباً تیس ہزار آدمی داخلِ سلسلہ ہوئے
چالیسویں سال آپ نے بعض کو خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ رح کے سپرد کیا۔ کہتے ہیں خلفاء اور فرزندوں کی وساطت کے بغیر براہِ راست نو لاکھ آدمی حضرت قیوم ثانی رح کے مرید ہوئے۔ اور آپ کے خلفاء کی تعداد سات ہزار تھی۔

قدسیہ

مکتوبات احمدیہ مجددیہ کی طرح حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رح کے مکتوبات کی بھی تین جلدیں ہیں جلد اول آپ کے فرزند سوم خواجہ محمد عبید اللہ مروج الشریعۃ نے جمع کیا جلد دوم کو شرف الدین حسین حسینی ہردی رح نے حسب اشارہ خواجہ سیف الدین رح اور جلد سوم کو حاجی محمد عاشور بخاری حسینی رح نے حسب اشارہ حضرت خواجہ نقشبند قیوم ثالث رح جمع کیا۔ اس میں سے چند ایک کلمات تبرکاً درج ذیل ہیں۔

۱۔ ہمارے طریقہ میں درجۂ کمال تک پہنچنے کا مدار شیخ مقتداء کے ساتھ رابطہ محبت پر موقوف ہے۔ طالب صادق اس محبت کے ذریعے جو شیخ سے رکھتا ہے اس کے باطن سے فیوض و برکات حاصل کرتا ہے اور باطنی مناسبت سے ساعت بساعت اس کے رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔ مشائخ نے فرمایا فنا فی الشیخ فنائے حقیقی کا پیش خیمہ ہے

۲۔ اس طریقہ کے بزرگوں کا قول ہے "سایۂ رہبر بہ از ذکر حق" سایۂ رہبر سے اشارہ طریقۂ رابطہ کی طرف ہے جس سے مراد شیخ کی صورت کا نگاہ رکھنا ہے۔ ؎

• نداں دوئے کہ چشم تست احول — معبود تو پیر تست اول

۳۔ اس دارِ فانی میں سب سے بڑا مطلب حق جل و علا کی معرفت حاصل کرنا ہے۔ اور معرفت دو قسم کی ہے: اول وہ معرفت ہے جس کے ساتھ صوفیائے کرام ممتاز ہیں۔ قسم اول نظر و استدلال سے وابستہ ہے۔ اور قسم دوم کشف و شہود سے۔ قسم اول دائرہ علم میں داخل ہے قسم دوم دائرہ حال میں داخل ہے۔ قسم اول عارف کے وجود کے فانی کرنے والی ہیں۔ اور قسم دوم سالک کے وجود کے فانی کرنے والی ہے۔ کیونکہ اس طریق میں معرفت سے مراد معروف میں فنا ہے۔

۴۔ فرمایا کامل علاوہ بر اعمال کی قبولیت کمالِ ایمان کے اندازہ کے موافق ہے اور اعمال کی نورانیت کمال اخلاص سے ہے۔ ایمان و اخلاص جس قدر زیادہ ہوں گے اعمال کی نورانیت و قبولیت د

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند
کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را

جواہر نقشبندیہ
مظاہر جواہیہ

محمد یوسف بی اے
نقشبندی، مجددی، نوری

ناشر:-
مکتبہ انوار مجددیہ
۵۰۵ - سٹریٹ نمبر ۸ - مین بازار
منصور آباد فیصل آباد

کتاب : جواہر نقشبندیہ، مظاہر چوراہیہ

مصنف : محمد یوسف بی اے نقشبندی

تعداد : ایک ہزار

ایڈیشن : اوّل

تاریخ اشاعت : ۱۶؍ مارچ ۱۹۷۹ء

طباعت : فوٹو آفسٹ

کاغذ : سفید

مطبع : اسود آفسٹ پریس فیصل آباد

کتابت : شفیق احمد اعجاز، محمد علیم، مرزا محمد رفیق

قیمت : ۲۲؍ روپے

مجلد : ۲۴؍ روپے

ناشران :- مکتبہ انوار مجددیہ، ۵۰۵، سٹریٹ ۸
مین بازار منصور آباد فیصل آباد

ملنے کے پتے

سلیمی برادرز سلیمی چوک، ستیانہ روڈ، فیصل آباد

بخاری کتب خانہ، سٹریٹ نمبر ۱ . ڈگلس پورہ فیصل آباد

شہزاد لائبریری مین بازار، رحمٰن پورہ، بوے دی جھگی، فیصل آباد

مکتبہ سیاح لائبریری، طارق آباد فیصل آباد۔

انتساب

دیکھ لو تم اے فرشتو! میری جبین پہ رقم ہے
میں ہوں کس کا نام لیوا، کس سے میرا انتساب

بندۂ ناچیز،

اپنی اس سعیٔ حقیر کو صاحب لولاک رحمۃ للعلمین، حضور پرنور، شافع یوم النشور حضرت

محمد مصطفٰی

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہٖ وسلم

کے نام نامی، اسم گرامی سے منسوب کرتا ہوں۔

جن کی ایک نگاہ کرم نے ہمیں اپنا اُمتی بنا کر دولت ایمان و ایقان نصیب فرمائی

حمد بے حد مر رسول پاک را، آن کہ ایمان داد مشت خاک را

گر قبول افتد زہے عز و شرف

چندیں سگانِ کوئے تو یک کمترین منم

محمد یوسف نقشبندی

بہ حُسنِ تصرّف

غوث المحققین، قطب العارفین
قیومِ زماں، محبوبِ صمدانی، اِمامِ ربّانی
مجدّد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی
رضی اللہ تعالےٰ عنہ،

جن کی نگاہِ تصرّف کے صدقے یہ کتاب بخیر وخوبی انجام پائی

بہ فیضانِ کرم

مرجع علماء و صوفیاء، مخزنِ علم و حکمت، واقفِ رموز و اسرارِ طریقت، منبع رشد و ہدایت، سیدی مُرشدی

خواجہ سیّد محمد سعید شاہ قدّس سرّہٗ

نقشبندی، مجدّدی، نوری، چوراہی

کیونکہ ع

دین و دُنیا میں جو پایا، وہ تمھیں سے پایا

آئینہ

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۳۳۸	سید نور بادشاہ رحمتہ اللہ علیہ	۴۵
۳۳۹	سید عجائب علی شاہ صاحب	۴۶
۳۴۰	سید احمد نبی رحمتہ اللہ علیہ	۴۷
۳۴۵	سید حیدر شاہ رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ	۴۸
۳۴۹	سید سرور شاہ رحمتہ اللہ علیہ	۴۹
۳۵۰	سید غلام جیلانی صاحب	۵۰
۳۵۱	سید روشن دین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ	۵۱
۳۵۲	سید کبیر علی شاہ ، سید شبیر علی شاہ صاحبان	۵۲
۳۵۳	سید محمد سید شاہ رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ	۵۳
۳۵۸	سید محمد شفیع رحمتہ اللہ علیہ	۵۴
۳۵۹	سید غلام نقشبند صاحب	۵۵
۳۶۰	سید قادر شاہ رحمتہ اللہ علیہ	۵۶
۳۶۵	سید محمد صدیق رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ	۵۷
۳۷۴	سید اختر حسین ، سید عاشق حسین صاحبان	۵۸
۳۷۵	سید دیدار شاہ رحمتہ اللہ علیہ	۵۹
۳۷۶	سید احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ	۶۰
۳۷۹	سید خادم حسین شاہ صاحب	۶۱
۳۸۰	سید ارشاد حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ	۶۲
۳۸۱	سید رسول شاہ رحمتہ اللہ علیہ	۶۳
۳۸۱	سید منظور حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ	۶۴
۳۸۱	سید پھل حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ	۶۵
۳۸۳	سید عابد حسین ، سید اعجاز حسین صاحب	۶۶
۳۸۴	سید ناظر حسین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ	۶۷
۳۸۵	قاضی سید محمد عادل حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ	۶۸
۳۸۸	سید گل بادشاہ رحمتہ اللہ علیہ	۶۹
۳۸۹	سید حاجی سردار شاہ صاحب	۷۰

تہنیت :

عالی مرتبت صاحبزادہ **سیّد صوفی محمد مسعود الحسن** سجادہ نشین

درویش خدا مست نہ شرقی ہے نہ غربی
گھر اس کا نہ دلی نہ صفاہان نہ سمرقند

اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ
تفسیر قرآن اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کے ارشادات و اخلاقِ عالیہ بہترین کلام ہیں۔ ان مشائخ کا کلام بھی کیمیا تاثیر ہے۔ کہ دل کی دنیا بدلنے لگتی ہے۔
کتاب **جواہر نقشبندیہ، مظاہر چوراہیہ** ، اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ کتاب کے بعض، بعض مقامات بندۂ درویش کی نظر سے گذرے جن کو بہت عمدہ پایا گیا۔ مؤلف نے مشائخ نقشبندیہ کا تذکرہ شجرہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ کی ترتیب سے صاحب لولاک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ابتداء کر کے مشائخ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ چورہ شریف پر اختتام کیا ہے۔
دربار عالیہ نوریہ چورہ شریف کے بزرگوں کے حالات آج سے پون صدی پہلے بھی شائع ہو چکے ہیں۔ لیکن اُس وقت اِس خاندان کے جدّ اعلیٰ خواجہ خواجگان خواجہ نور محمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے صرف صاحبزادگان والاشان کے حالات پر مبنی "انوار تیراہی" کو ختم کر دیا گیا تھا۔ اَب جبکہ گزشتہ صدی کے دوران خاندان چوراہیہ میں سلسلہ نقشبندیہ کے بہت سے مشائخ کا ظہور ہوا ہے۔ جن کا کوئی تذکرہ ابھی تک کتابی شکل میں موجود نہیں ہے حالانکہ ان حضرات کے فیضیافتہ مشائخ کے تذکرہ استفادہ عام کیلئے بازار میں دستیاب ہیں۔
یہ خاندان ماشاء اللہ سجادہ نشینان والا شان کے لحاظ سے بہت زیادہ حضرات پر مشتمل ہو گیا ہے۔ اور ساتھ ہی عقیدتمندوں کی تعداد بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت کثیر ہو چکی ہے۔ تو ایسے موقع پر متوسلین سلسلہ کیلئے خصوصاً اور دیگر مؤمنین کے لئے ایسی کتاب کا تالیف کرنا نہایت ضروری تھا۔ جس میں حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر موجودہ سجادہ نشینان تک کے حالات قلمبند ہوں۔ تاکہ استفادہ عام ہو سکے۔ **چنانچہ** میرے قبلہ و کعبہ جناب حضرت خواجہ محمد سعید شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مخلص عقیدتمند بابو محمد یوسف صاحب جو کہ گریجوایٹ ہونے کے ساتھ ساتھ دینی شغف بھی رکھتے ہیں۔ نے اِس سلسلہ میں قدم اُٹھایا۔ باوجود اِس بات کے کہ موصوف کو ملازمت کی وجہ سے بہت کم فرصت ملتی ہے پھر بھی اِس ارادے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے بہت ہی محنتِ شاقہ سے کام جاری رکھا۔ آخر کار بعون اللہ تعالیٰ اِس ارادے کو مکمل کرتے ہوئے کتاب "جواہر نقشبندیہ، مظاہر چوراہیہ" کو شائع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر

دے آمین، ثم آمین۔

چھترا شریف کے بزرگوں کے حالات کو جمع کرنے کیلئے کئی دفعہ انکو چورہ شریف آنا پڑا۔ اور سجادہ نشینان میں سے ہر ایک کے ساتھ ملاقات کی اور حالات اخذ کرتے ہوئے جمع کرتے رہے۔ اور اُن کو ترتیب دیتے رہے۔ کئی دفعہ یوں بھی ہوا کہ کسی صاحب نے فرمایا کہ مجھے فلاں مقام پر ملنا ہوگا تو مؤلف ہذا وہاں پر بھی حاضر ہو گئے۔ اور حالات تحریر کر لئے۔ اس کتاب میں بعض مقالات ایسے بھی ہیں جو اس بندہ درویش کی تحقیق میں اگر پایۂ ثبوت کو ابھی تک نہیں پہنچے۔ جن کی تحقیق ایک عرصہ سے کی جا رہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود بعض صاحبزادگان والاشان کے پاس اس کے شواہد موجود ہیں۔ اور وہ پورے وثوق سے اس بات کی تصدیق کرتے ہیں۔ تو اسی بناء پر مؤلف موصوف نے ان حالات کو کتاب ہذا میں شامل کر دیا ہے۔

آخر میں بندۂ درویش کی طرف سے پُر زور اپیل ہے کہ جو صاحبان دربار عالیہ چورہ شریف کے خانوادہ سے نسبت رکھتے ہیں وہ اس کتاب کو خرید کر اپنی روحانیت میں برکت پائیں اور حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فیوضات و برکات کے حصول کا اسے ذریعہ بنائیں۔ اور مؤلف موصوف کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں۔

اگر کوئی خامی نظر آئے تو اس سے درگذر فرما کر مؤلف کو اطلاع دے کر سعادتِ دارین حاصل کریں

صاحبزادہ صوفی محمد مسعود الحسن عفی اللہ عنہ

خلف الصدق

فیض درجت عظیم المرتبت قبلہ پیر محمد سعید شاہ قدس سرہ

سجادہ نشین دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ چورہ شریف

ضلع اٹک

تقریظ

صاحبزادہ محمد محمود الحسن سجادہ نشین

خالق کائنات نے تخلیق کائنات کے بعد انسان کو "وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون" فرما کر عبادت کیلئے منتخب فرمایا۔ چونکہ عبد اور معبود کے درمیان تعلق اور رابطہ کا ہونا ضروری تھا۔ اس لئے مولائے کل نے اسی رابطہ کیلئے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دروازہ نبوت بند ہونے پر اس فریضہ کو اولیائے عظام کی جماعت سرانجام دے رہی ہے۔ جنہوں نے اس فریضہ کی سرانجام دہی کیلئے قولاً فعلاً اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ اور ساتھ ہی ذکر و فکر کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ جو عبد اور معبود کے تعلق کو قریب لانے کا واحد ذریعہ تھا۔

اولیائے کرام نے عملی زندگی کو زیادہ اہمیت دی "من عمل صالحاً من ذکر او انثیٰ فلنحیینہ حیوٰۃً طیبۃ" کے مصداق بنے اور اس پاکیزہ زندگی کے طفیل دنیا نے عقیدت و الفت سے، ان کے ساتھ تعلق کو خدا کے قریب ہونے کا ذریعہ سمجھ کر ان کی صحبت اختیار کی اور ان کی قولی اور فعلی زندگی کو اپنا شعار بنا کر لاکھوں نہیں، بلکہ کروڑوں انسانوں نے استفادہ کیا۔

اہل قلم حضرات نے بھی اس میدان میں طبع آزمائی کی نظم و نثر کے ذریعے اولیائے عظام کی زندگیوں کو اجاگر کیا۔ اسی صف میں ہمارے عزیز بابو صوفی محمد یوسف صاحب نے قلم اٹھایا۔ اور اس خدمت کو ذریعہ نجات سمجھ کر "جواہر نقشبندیہ، مظاہر چوراہیہ" کو کتابی صورت میں قارئین کے سامنے پیش کیا۔ جس میں مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کے علاوہ مشائخ چورہ شریف کا تفصیلی ذکر پہلی بار قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ بابو صاحب (مؤلف) گریجوایٹ ہونے کے علاوہ علم دین میں بھی کافی دسترس رکھتے ہیں۔ یہ کتاب ان کی پہلی تصنیف ہے۔ اسلئے قارئین کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر اس کتاب میں کسی بھی صنف کی کوئی خامی نظر آئے تو درگزر فرما کر ان خامیوں سے مصنف کو مطلع فرمائیں۔

دعاگو

صاحبزادہ محمد محمود الحسن عفی اللہ عنہ

خلف الصدق

فیضدرجت عالی مرتبت پیر محمد سعید شاہ قدس سرہ

سجادہ نشین دربار عالیہ نوریہ مجددیہ چورہ شریف ضلع اٹک

تقریظ از

صاحبزادہ محمد مختار الحسن سجادہ نشین

کچھ عرصہ قبل میرے قبلہ عالم کے خادم جناب صوفی محمد یوسف صاحب نقشبندی، دربار شریف حاضر ہوئے۔ تو انھوں نے مشائخ نقشبندیہ کے ساتھ ساتھ بزرگان چورہ شریف کے حالات قلمبند کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ مجھے اُن کے اس نیک ارادے سے انتہائی مسرت ہوئی۔ کیونکہ سلسلہ عالیہ مجددیہ نوریہ چورہ شریف کو جس قدر اپنے سلسلہ میں مرکزیت حاصل ہے۔ اُسی قدر ان بزرگان کے حالات اور دینی خدمات تحریری صورت میں کم ہیں۔ حالانکہ یہ عالی خاندان ڈیڑھ صدی سے مسلسل اس برصغیر میں طریقت کی شمع فروزاں کئے ہوئے ہے۔ اور اس خاندان کے معتقدین کی تعداد لاکھوں تک ہے۔

بہرحال الحمدللہ، کہ محمد یوسف صاحب نے اپنے شوقِ عقیدت کا اظہار بصورت کتاب "جواہر نقشبندیہ، مظاہر چوراہیہ" کیا ہے۔ میں نے بھی مسودہ کے کچھ حصہ کا مطالعہ کیا ہے۔ اور کافی مفید پایا ہے۔

متوسلین سلسلہ سے التماس ہے کہ ان سے تعاون کریں اور سعادت دارین حاصل کریں۔

دعا گو

صاحبزادہ محمد مختار الحسن عفی اللہ عنہ

خلف الصدق

فیضدرجت عالی مرتبت قبلہ پیر محمد سعید شاہ قدس سرہٗ

سجادہ نشین دربار عالیہ نوریہ مجددیہ **چورہ شریف**

ضلع اٹک

تقدیم

بندۂ پُرتقصیر، قارئین کی خدمت میں حاضر ہونے کی جسارت کر رہا ہے۔

کتاب "جواہر نقشبندیہ مظاہر چوہراسیہ" کی وجہ تصنیف یہ ہوئی کہ کافی عرصہ سے متوسلین سلسلہ طریقہ نقشبندیہ کے ساتھ تبادلۂ خیالات کے وقت بارہا اس بات کا تذکرہ ہوا۔ کہ مشائخ چورہ شریف کا کوئی تذکرہ تحریری صورت میں بازار میں دستیاب نہیں۔ حالانکہ یہ اہل حق گزشتہ ایک صدی سے زیادہ عرصے سے برصغیر ہند و پاکستان میں شریعت و طریقت اور علم و عرفان کی شمعیں فروزاں کئے ہوئے ہیں۔ اور ان اہل حق اور انکے فیض یافتہ مشائخ نے ترویج و تبلیغ دین کے ساتھ تحریک خلافت، تحریکِ پاکستان، انعقاد آل انڈیا سنی کانفرنس اور پھر قیام پاکستان کے بعد تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء ۱۹۷۳ء۔ اور تحریک نظام مصطفٰے میں ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

بندہ کو اپنی بے بضاعتی، بے مائیگی اور کم علمی کا اعتراف ہے اور ساتھ ہی بندۂ گنہگار اپنے میں یہ سکت نہیں پاتا کہ خدا شناس و خدا بین حضرات کا تذکرہ اپنی گناہ آلود زبان پر لاسکوں اور خود کو ان کی تعریف و توصیف کرنے والوں میں شامل کر سکوں۔ لیکن اس اُمید پر کہ شاید بارگاہ رب العزت میں یہی، بہانہ نجات ہو جائے۔ اپنے بزرگان نقشبندیہ کی ارواحِ مقدسہ کو وسیلہ بنا کر اس کام کا بیڑہ اُٹھایا ہے۔

حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی ؒ کا فرمان ہے "**الحکایات جند من جنود اللہ یقوی بھا قلوب المریدین** (رسالہ قشیریہ) (حکایاتِ مشائخ خدا کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جن سے مریدوں کے دل قوی ہو جاتے ہیں"۔ اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی ؒ فرماتے ہیں "جو ان (اولیاء) کو پہچان لیتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو پا لیتا ہے۔ اُن کی نگاہ دوا ہے، اُن کی گفتگو شفا اور صحبت نور ہے"۔ ایک اور بزرگ فرماتے ہیں۔ "اولیاء اللہ کے حالات کا مطالعہ اپنے اندر کیمیا تاثیر رکھتا ہے کہ دل کی دنیا بدلنے لگتی ہے۔

لہٰذا بندۂ پرتقصیر کو خیال ہوا کہ مشائخ نقشبندیہ کے حالات ابتداء سے تحریر کر کے بزرگان و مشائخ چوہراسیہ کے حالات و واقعات گفتگو، افعال کو تحریری شکل میں قارئین کی خدمت میں پیش کروں۔ بندہ نے اس سلسلہ میں کافی عرصہ پہلے دربارِ عالیہ نوریہ چورہ شریف میں صاحبزادگانِ والاشان سے بھی تذکرہ کیا۔ لیکن اُن حضرات کی مصروفیات کی وجہ سے یہ معاملہ نہ سلجھ سکا۔ اور اس دوران کئی ایک بزرگ ہستیاں پردہ پوش ہو گئیں۔ جن کے ساتھ ہی ہم کئی ایک نادر معلومات سے بھی محروم ہو گئے۔

اس طرح اس فقیر نے ان باقی ماندہ یادوں کو جو اس وقت محفوظ ہو سکتی ہیں کو محفوظ کرنے کا عزم صمیم کیا۔ اور اسی خیال کے تحت اپنے رہبر شریعت اور رہبر طریقت والا شان صاحبزادہ محمد مسعود الحسن جناب صوفی صاحب سے باصرار اجازت حاصل کی۔ کیونکہ اُن کا خیال تھا کہ چیدہ چیدہ معلومات فراہم کرنا بہت طویل کام ہے۔ لیکن بندہ کے خیال کے مطابق جو کچھ بھی حاصل ہو سکے۔ وہ تو ایک کتابی شکل میں محفوظ ہو جائے۔ چنانچہ انہوں نے اس کام کو رمضان المبارک کے اختتام میں تائید ایزدی سے اور اولیائے نقشبندیہ کی ارواحِ مقدسہ کے وسیلہ سے شجرہ طریقہ نقشبندیہ کے مطابق تمام مشائخ نقشبندیہ کی سوانح حیات کے ساتھ ساتھ اُن کے اخلاقِ کریمانہ اور ارشادات عالیہ کی تدوین کی۔ اس سلسلہ میں بندہ کو اکثر معلومات بہ نفسِ نفیس دربار عالیہ نوریہ چورہ شریف، دو تین دفعہ حاضر ہو کر صاحبزادگانِ والاشان سے اور اسی طرح لاہور اور شیخوپورہ میں جا کر حاصل کرنا پڑیں۔

مشائخ چورہ شریف کے حالات و واقعات اور ارشادات کو جمع کرنے کیلئے اپنی ملازمت کی مصروفیات کے باوجود تقریباً پانچ ماہ کی دن رات کی انتھک جدّ و جہد، سفر و حضر کی صعوبتوں دماغی کاوشوں اور دیگر مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ نتیجتاً کثیر التعداد صاحبزادگانِ دربار عالیہ نوریہ چورہ شریف کی مخلصانہ اور بے لوث امداد مانا بیدا اور دعاؤں کے ثمرہ کی صورت میں "جواہر نقشبندیہ مظاہر چوراہیہ" قارئین کے پیش خدمت ہے۔

بندہ تمام صاحبزادگانِ والاشان اور دیگر حضرات کی کرم فرمائیوں کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنا قیمتی وقت خرچ کر کے اس کتاب کی ترتیب و تصنیف کے سلسلہ میں تحریری و تقریری قولی، فعلی اور اخلاقی اور مالی امداد فرما کر مشائخ نقشبندیہ سے اپنی دلی محبت کا ثبوت فراہم کیا۔

میں اپنے برادر خورد ماسٹر محمد خلیل صاحب کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہوں جنہوں نے مسودہ کو خود پڑھا اور مفید تجاویز دیں۔ اور پھر پروف ریڈنگ میں معاونت کی۔ قارئین کرام سے التماس ہے کہ کتاب میں کوئی خامی نظر آئے۔ تو خاکسار کو مطلع فرما کر سعادت دارین حاصل کریں۔

آخر میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور مشائخ نقشبندیہ کے توسط سے بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہوں کہ اس کتاب کو اپنی مخلوق میں شرف قبولیت عطاء فرمائے۔ بندہ ناچیز اور قارئین کو عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ اور بندہ خاکسار کیلئے وسیلۂ نجات بنے۔

آمین ثم آمین

مؤرخہ۔ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ

بمطابق

۹ مارچ ۱۹۷۹ء

بروز جمعۃ المبارک

طالب دعا

خاکسار، محمد یوسف بی اے نقشبندی

۵-۵ سٹریٹ نمبر ۸ مین بازار، منصور آباد، فیصل آباد

تعارف

طریقہ نقشبندیہ مجددیہ

اللّٰھم یا مقلب القلوب ثبت قلبی علیٰ طاعتک

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارند ؎

کہ برند ز رہ پنہاں بحرم قافلہ را ۔

مشائخ نقشبندیہ نے اس سلسلہ کے متعلق اندراج النھایت فی البدایت آغاز میں انجام کی جلوہ فرمائی کی اصلاح اخذ فرمائی ہے ۔ یہ طریقہ رسول پاک کے طریقہ پر مصاحبت کا طریقہ ہے ۔ اس میں اپنے شیخ کی زیادہ سے زیادہ صحبت اختیار کرنا پڑتی ہے ۔ ایسی مصاحبت جیسی کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ، رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے امام الانبیاءؐ کے ساتھ اختیار فرمائی ۔ اسی مصاحبت کا اعتراف و اعلان خود رب العزت نے بھی قرآن پاک میں فرمادیا "ثانی اثنین اذھما فی الغار یقول لصاحبہ الخ"

اسی لئے اس کی بنیاد خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہشت کلمات اور حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری قدس سرہٗ کے تین وقوفِ مقدسہ پر ہے ۔ خواجہ عبدالخالق غجدوانی کے آٹھ کلمات یہ ہیں ۔ ۱ ۔ ھوش در دم ، ۲ ۔ نظر بر قدم ۳ ۔ خلوت در انجمن ، ۴ ۔ یاد کرد ۵ ۔ سفر در وطن ۶ ۔ بازگشت ، ۷ ۔ نگھداشت ۸ ۔ یادداشت ۔

امام الطریقت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول تین وقوف یہ ہیں ۔

۱ ۔ وقوفِ زمانی ۲ ۔ وقوفِ قلبی ۳ ۔ وقوفِ عددی

یہ گیارہ کلمات ہیں اور بارھواں خاصہ ؛ چنانچہ مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ۔ ع اوّلِ ما آخر ہر منتہی ست ،

"یعنی جہاں دوسروں کی انتہا ہے اس سلسلہ کے طالبوں کا وہاں پہلا قدم ہوتا ہے" ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے ۔ "طالب الدنیا مخنث وطالب العقبیٰ مؤنث وطالب المولیٰ مذکر" ۔ ترجمہ ، دنیا کا طالب مخنث ہے ، اور عقبیٰ کا طالب مؤنث ہے اور اللہ کا طالب مرد ہے" ، نیز فرمایا "الدنیا حرام علیٰ اھل الاخرۃ والاخرۃ حرام علیٰ اھل الدنیا وکلاھما حرام علیٰ اھل اللہ" ۔ ترجمہ "دنیا حرام ہے ۔ آخرت حرام ہے دنیا والوں پر ۔ اور یہ دونوں حرام ہیں ، اللہ والوں پر" ۔

امام ربانی قیوم زمانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی نقشبندی ، سرتاج

سلسلہ نقشبندیہ چند فضیلتوں کے اعتبار سے باقی تمام سلاسل سے ممتاز ہے۔ اس طریقہ عالیہ کو باقی تمام طریقوں پر ترجیح ہونا ضروری ہے۔ یہ سلسلہ دوسرے سلسلوں کے برعکس حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر ختم ہوتا ہے۔ جو انبیاء علیہ السلام کے بعد تمام بنی آدم میں سب سے افضل ہیں۔ اس طریق میں، دوسرے سلاسل کے برعکس آغاز ہی میں انجام مندرج ہوتا ہے۔ (اندراج النھایت فی البدایت)

علاوہ ازیں دوسرے سلسلوں کے برعکس ان بزرگوں کے نزدیک جو مشہود معتبر ہے وہ مشہود دائمی ہے۔ جسے ان بزرگوں نے یادداشت سے تعبیر فرمایا ہے۔ اور جو مشہود دوام پذیر نہ ہو۔ وہ ان حضرات کے نزدیک ناقابل اعتبار ہے۔

اس طریق کی منازل طے کرنا صاحب شریعت علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی مکمل پیروی، کے بغیر میسر نہیں۔ برعکس دوسرے سلسلوں اور طریقوں کے کسی قدر پیروی کے ساتھ یہ لوگ ریاضتوں اور مجاہدوں کی مدد سے انقطاع (دنیا سے بے تعلقی) کے مقام تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس دعوے کیلئے دلیل کی ضرورت ہے۔ اور دلیل یہ ہے کہ یہ بزرگ محض جذبہ کی مدد سے راہ کو طے کرتے ہیں۔ اور دوسرے طریقوں میں پرمشقت اور شدید مجاہدوں سے منازل طے کی جاتی ہیں۔ اور جذبہ محبوبیت کی صفت کو چاہتا ہے۔ جب تک آدمی محبوب نہ بن جائے۔ اسے جذب نہیں کرتے۔ محبوبیت کی حقیقت محبوب رب العٰلمین علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی اور محبت سے وابستہ ہے۔ آیۃ کریمہ فَاتَّبِعُونِی یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (لہٰذا میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائے گا)۔ اسی مضمون پر شاہد ہے

لہٰذا جس قدر متابعت کامل تر ہوگی۔ اسی قدر جذبہ زیادہ ہوگا۔ اور جس قدر جذبہ زیادہ ہوگا۔ اسی قدر منازل طے کرنا آسان تر اور جلد تر ہوگا۔ لہٰذا کامل متابعت اور پیروی ان بزرگوں کے طریقہ کی شرط ہے۔ اسی لئے جہاں تک ممکن ہو۔ ان حضرات نے عزیمت پر ہی عمل فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ ذکر جہر کو بھی جو اس راہ میں بڑی عمدہ چیز ہے۔ ان حضرات نے منع فرما دیا ہے۔ اور سماع اور رقص، سے بھی جو ارباب احوال کا مرغوب ترین خلاصہ ہے۔ بوجہ متابعت ان حضرات نے اجتناب فرمایا ہے۔

اب ظاہر ہے جو کمال متابعت پر ہوگا وہ تمام دوسرے کمالات سے بلند درجہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ ان بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ہماری نسبت تمام نسبتوں سے بلند تر ہے "ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ" (یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑے ہی فضل والا ہے۔ لہٰذا طالبان حق کیلئے اس کا اختیار کرنا زیادہ بہتر اور مناسب ہوگا کہ راستہ انتہائی نزدیک تر ہے اور مطلوب بلند تر ہے اور اللہ سبحانہ ہی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔ (معارف لدنیہ، معارف ۵۳)

کسی نے کیسی ترجمانی فرمائی ہے۔ ؎

خون نابۂ دل خور کہ شرابے بہ ازیں نیست !

دندان بہ جگر زن کہ کبابے بہ ازیں نیست !

در کنز و قدوری نتواں یافت خدا را !

بر صفحۂ دل بیں کہ کتابے بہ ازیں نیست

حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے۔ ؎

چشم بند و لب بہ بند و گوش بند — گر نہ بینی سرِ حق بر من بخند

ایک ہندی کا شاعر کہتا ہے۔ ؎

آنکھ کان منہ کھینچ کے نام خدا کا ہے — اندر کے پٹ تب کھلیں جب باہر کے پٹ ڈھے

یہ اس طریقہ کا خاصہ ہے۔ کہ ظاہر شریعت سے آراستہ اور باطن معرفت سے پیراستہ۔ ہر سانس کے ساتھ ذکر جاری ہے۔ اور ظاہر میں کسی کو خبر نہ ہو کہ فقیر ہے یا نہیں۔

حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے ؎۔

از درون شو آشنا و از برون بیگانہ وش

ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں!

ارشادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے الفقر فخری و الفقر منی۔ فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔

فقر ذوق و شوق و تسلیم و رضاست

ما امینیم ایں متاعِ مصطفیٰ است۔ (اقبال رح)

دعا ہے کہ ہم سب کا خاتمہ طریقہ نقشبندیہ پر ہو! آمین

خادم

محمد خلیل نقشبندی بی اے بی ایڈ

گورنمنٹ ہائی سکول سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ

وصلِ اوّل

اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جل جلالہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ

زمین کے ذرّوں کی بناوٹ، تاروں کی سجاوٹ، صحراؤں کے سکوت، دریاؤں کی روانی، سمندروں کا مدوجزر، پستی و بلندی کی حیرت آفرینیاں، بہار و خزاں کی ندرت کاریاں، ماہ و سال کی گردشیں، طلوع و غروبِ آفتاب کے حسین اور دلکش مناظر، ستاروں کا خرام، سورج کی روشنی، چاند کی چاندنی، ہواؤں کی ٹھنڈک، خلاؤں کی وسعتیں، اور بنی نوع انسان کی ہزاروں نہیں لاکھوں دلچسپیاں اور طلسم بندیاں۔ اور بذاتِ خود بنی نوع انسان کی حیرت انگیز منصوبہ بندی۔

ان سب کا صانع و خالق کون ؟؟

اَللّٰہ اور صرف اللہ ہے۔! لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔

وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ہمیشہ زندہ و قائم رہنے والا ہے۔

صحراؤں کی ریت کے ذرّوں، درختوں کے پتّوں، دریاؤں اور سمندروں کے پانی کے قطروں سے بھی زیادہ حمد و سپاس کے لائق صرف وہی ذاتِ پاک ہے۔ کہ وحدانیت اُس کی صفتِ مخصوص ہے۔ عظمت و برتری اُس کا وصفِ خاص اور جلال و کبریائی اُس کی رِدا ہے۔

"کسی کی مجال نہیں کہ اُس کی معرفت کی حقیقت تک رسائی کا دعویٰ کر سکے۔ بلکہ اُسی کی معرفت سے

آگاہی میں عجز و انکساری ہی دوستانِ الہی کا بلند ترین مقام ہے۔ انبیاء و ملائکہ کیلئے اس کی حمد و ثناء کا حق ادا کرنے کا یہی آخری درجہ ہے۔ کہ وہ اس سے قاصر و ناقابل ہونے کا اعتراف کریں "

کیمیائے سعادت ، امام غزالی

"حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا" ادراک کو پا لینے سے عاجز آجانا ہی ادراک ہے"۔
پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ جس نے خلقت کیلئے اپنی طرف کوئی راہ نہیں بنائی۔ سوائے اس کے کہ اس کی معرفت سے عاجز آجائے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ ع

سبحان خالقے، صفاتش ز کبریا   بر خاک عجز مے افگند عقل انبیاء

(حضرت مجدد الف ثانیؒ مکتوب: ۳/۱۲۲)

لیکن اس عاجزی و بے چارگی کا یہ مطلب نہ لیا جائے۔ کہ اس کی معرفت و آگاہی سے ہم جاہل ہو جائیں اور اس کے ساتھ ہی معرفت میں کمال و اتمام حاصل کر لینے کا مدعی ہونا بھی خام خیالی ہے۔ ع

حد کنہ تو بادراک نشاید دانست   ویں سخن نیز باندازہ ادراک من است (عرفیؒ)

عظمت و کبریائی صرف اللہ کی ذات والاصفات کو زیبا ہے۔ بندے کا نام اس کی بندگی ہے۔ انسان کو صرف عبودیت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ

عبودیت کاملہ ہی اسے بلندیاں اور سرفرازیاں عطا کر سکتی ہے۔ عبادت کا صحیح لطف اسی وقت آتا ہے۔ جب بندے کو اپنے معبود کے قادرِ مطلق اور رحیم و کریم ہونے کا صحیح احساس ہو۔ اسی لئے عبودیتِ کبریٰ کے مفہوم و معنی سے آگاہ انسان کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی ہے۔ کہ اپنے رب کی عبادت کرتے وقت یہ احساس بیدار ہونا چاہیئے کہ میں اس کی بارگاہ میں کھڑا اسے دیکھ رہا ہوں۔ اگر یہ سعادت نصیب نہ ہو تو کم از کم یہ خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ ہستی مجھے دیکھ رہی ہے۔

سورج چاند، ستارے، شجر و حجر، پہاڑ اور دریا سب اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کے مظاہر ہیں۔ اور سب کے سب اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں سرتاپا غرق ہیں۔ ہر ایک کا وظیفۂ حیات مقرر ہے۔ جس کو وہ بکمال اہتمام سرانجام دے رہے ہیں۔ ازل سے آج تک کبھی ایسا نہ ہوا کہ ان کے معمولات میں کسی قسم کا خلل واقع ہوا ہو۔ قدرت کے کارخانہ کا نظام جچے تلے طریق پر چل رہا ہے جس میں کوئی تغیر ممکن ہی نہیں۔

لیکن انسان جو اشرف المخلوقات ہے اور زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ مقرر کیا گیا ہے۔ کہ اس کو عقل و شعور اور فہم و ادراک کی دولت عطا ہوئی ہے۔ انہی کی کثیر تعداد اپنی تخلیق کے مقصد کو سراسر نظر انداز کر رہی ہے۔ انسان اگر ادراک کی دولت سے بہرہ ور ہونے کے باوجود اس سے کام نہ لے۔ تو اشرف المخلوقات کے درجے سے گر کر ارذل ترین مخلوق بن جاتا ہے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ حکومت کی طرف سے کسی انسان کو اعلیٰ اختیارات دیئے گئے ہوں اور اسے سرکاری خزانے کا محافظ بنایا گیا ہو۔ تو اس کے سرقہ

کی سزا عام انسانوں سے مختلف ہو گی۔

قانونِ ربانی کا مزاج بھی یہی ہے۔ یہاں بھی مقام اور مرتبے کے اعتبار سے گرفت ہوتی ہے مقربین بارگاہ کو معمولی لغزش پر بھی تنبیہ ہوتی ہے۔ اس کے برعکس اگر انسان اپنے مولا کی عطا کی ہوئی نعمتوں کی شکرگزاری کے طور پر یادِ الٰہی میں یقین کامل اور ایمان کے ساتھ مصروف ہو جائے۔ اور اُسی کے سامنے اپنی عبودیت کا اظہار کرے۔ تو پھر جس چراغ میں لو آجاتی ہے۔ وہ پروانوں کا مرکز بن جاتا ہے۔ اس طرح جو دل خدا کی یاد میں جلتا ہے۔ اُس پر رحمتِ الٰہی نثار ہونے لگتی ہے۔ جب بندے کا مولا سے تعلق جُڑ جاتا ہے تو دل میں روشنی پیدا ہونے لگتی ہے۔ محبت کا بیج نور بن کر تعلق کے ذریعے ظاہر ہونے لگتا ہے۔

جلتے ہوئے چراغ دوسروں کو ٹھوکر سے بچاتے ہیں۔ منزل کا سُراغ دیتے ہیں۔ اور جلتے دل ایمان کی حرارت بخشتے ہیں۔ آخرت کی منزل کے مسافر کو اپنی راہیں فروزاں و تاباں نظر آنے لگتی ہیں۔ یہی اللہ تعالےٰ کے انعام یافتہ اور مقبول بندے ہیں۔ یہی وہ سیدھی راہ ہے جس پر نبی، صدیق، شہید اور صالح لوگوں کے نقشِ قدم ملتے ہیں۔ عقلِ انسانی اگر کوئی ایسا دوسرا راستہ تلاش کر بھی لے تو وہ راہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول نہیں ہے۔ مقبول راستہ وہی ہے جس پر انعام یافتہ لوگوں کا قافلہ گذرا ہے اور اُس پر اُن کے قدموں کے نشانات ملتے ہیں۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم

اولئک انعام اللہ النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین۔

اندھیری رات کے مسافر کیلئے ستاروں کی قندیلیں جو کام دیتی ہیں۔ سالکوں کیلئے صالحین کے نقوشِ قدم وہی کام دیتے ہیں۔ ظلمتیں ٹھوکروں کے سوا کچھ نہیں بخشتیں راہنمائی کا خاصہ ہے۔ کسی راہ پر چلنے سے پہلے یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ یہ شیطان کی راہ تو نہیں۔ مقبولانِ بارگاہ کی راہ ہی ہے۔ اندھیری راہ کے جو مسافر ستاروں کی قندیلیں یعنی مقبولانِ بارگاہ کے نور سے استفادہ کو توہین خیال کرے۔ اُس کا قدم ٹھوکر سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ صرف صالحین کی راہ ہی محفوظ ترین راہ ہے جو انسان بھی صالحین کی راہ پر گامزن ہو گا اللہ تعالیٰ اُس کو اپنی بارگاہ میں مقبول مقرب بنا لیتا ہے۔ کیونکہ

پیر کامل صورتِ ظلِ الٰہ ؛ یعنی دید پیر دید کبریا ؛

دعا ہے بارگاہ ربّ العزت میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مقبولانِ بارگاہ کے کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصل دوم

صاحب لولاک، افضل الخلائق، صاحب قاب قوسین
محبوب رب المشرقین والمغربین، سرور کائنات
خلاصۂ موجودات، حضرت

محمد مصطفیٰ

رسولِ رب الانام، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم صلی علیٰ محمدٍ وعلیٰ آلِ محمدٍ کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آلِ ابراھیم انک حمید مجید ط اللھم بارک علیٰ محمدٍ وعلیٰ آلِ محمدٍ کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آلِ ابراھیم انک حمید مجید ط

لاکھوں سلام

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اُس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آگیا
اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ)

xxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxx

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ

(شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ)

xxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxx

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی!
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی
من بے دل بہ جمالِ تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی

(قدسی ایرانی)

xxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxx

یا صاحب الجمالِ و یا سید البشر!
من وجہک المنیر لقد، نور القمر!
لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ،
بعد از خدا، بزرگ توئی قصہ مختصر

(حافظ)

ظہورِ رحمت للعٰلمین

مبشرات

اللہ رب العزت نے جس قدر نشانات رحمت العٰلمین نبی کریم ﷺ کی صداقت ثابت کرنے کیلئے ظاہر فرمائے۔ کسی اور نبی کے لئے ظاہر نہیں فرمائے۔ نبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمانے والی ہستی نے آپ کی بعثت سے ہزاروں سال پہلے آپ کی صداقت کا سامان پیدا کر دیا۔ ہر نبی نے جس کی تعلیمات کا کچھ حصہ محفوظ ہے۔ بتایا ہے کہ صحرائے عرب میں آفتاب نبوت کا ظہور ہوگا۔ جو ہر تار[illegible] کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دے گا۔

آپ ؐ کی بعثت کی پیشین گوئیوں میں سے مشتے از خروارے پیش خدمت ہیں۔

۱۔ ظلمت کدہ ہندوستان میں سب سے پہلے گوتم بدھ نے اپنے شاگرد نندا کو اس کے سوال کے جواب میں بتایا کہ آخری بدھ اپنے وقت پر آئیگا "میتریا" کے نام سے موسوم ہوگا۔ میتریا کا ترجمہ ایک بدھ عالم نے رحمت کیا ہے۔ قرآن مجید اسی ہستی کے متعلق "وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین" فرماتا ہے۔ "النبی الخاتم" (مصنف سید مناظر احسن گیلانی)

ع وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا

۲۔ جدالانبیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کم و بیش تین ہزار سال قبل عالم انسانی کو نوید سنائی "وہ عربی ہوگا اس کا ہاتھ سب کے خلاف اور سب کا ہاتھ اس کے خلاف ہوگا وہ اپنے سب بھائیوں کے درمیان بودوباش کرے گا" بائیبل پیدائش ۱۹ : ۱۲

۳۔ کلیم اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو مژدہ سنایا "خدا سینا سے نکلا میں چمکا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ" استثنا باب ۳۳:۲

ان الفاظ میں رسول اکرم ؐ کی فتح مکہ کی بشارت کے ساتھ حضورؐ کے دس ہزار مقدس صحابہ کی پاکیزگی اور تقدیس کی بشارت بھی موجود ہے۔

۴۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا "مبارک وہ جو تیرے گھر میں بستے ہیں۔ وہ صدا تیری حمد کریں گے۔ وبکہ سے گزرتے ہوئے ایک کنواں بناتے ہوئے" زبور باب ۸۴ : ۵ : ۶

۵۔ حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں "خلو محمدیم زہ ودی زہ رعی" "وہ ٹھیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں میرے محبوب میری جاں" تسبیحات سلیمان پ ۵ : ۱۲

۶۔ اس ضمن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارتیں کثرت سے ہیں۔ کہ ان کے لیئے ایک علیحدہ کتاب کی ضرورت ہے۔ بطور نمونہ

ا۔ بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں پر تم برداشت نہیں کر سکتے لیکن وہ جب "فارقلیط آئے گا تو سچائی کی راہیں بتا دے گا" یوحنا باب ۱۶ : ۱۲ ، ۱۳

"فارقلیط" کا ترجمہ انجیل کے فاضل علماء نے "احمد" کیا ہے۔

ب۔ پھر میں آسمان کو کھلا ہوا دیکھا اور دیکھا کہ ایک نقرئی گھوڑا اور اس کا سوار امانت دار کہلوتا ہے۔ وہ راستی سے عدالت کرتا ہے۔ لڑتا ہے۔ اور اب اس کی آنکھیں آگ کے شعلے کی مانند اور اس کے سر پر بہت سے تاج اور اس کا نام لکھا ہوا ہے جسے اس کے سوا کسی نے نہ جانا" مکاشفات یوحنا باب ۱۹ : ۱۱

ج۔ کہوں کہ میں اس لائق بھی نہیں ہوں کہ اس رسول کے موزے کے بندیا تسمہ کھولوں

جس کو تم مسیا کہتے ہو۔ وہ مجھ سے پہلے پیدا کیا گیا اور اب بعد میں آئے گا اور اُس کے دین کی کوئی انتہا نہ ہوگی (انجیل برنباس ۴۲: ۱۰: ۱۷)

مذاہب عالم کی تاریخ میں حضور نبی کریمؐ کے سوا کوئی پاک نبی ایسا نہیں ملے گا جس کی بعثت کی اس تواتر سے زبانِ وحی یا الہام سے، اِس کثرت سے خبریں دی گئی ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پہلو آپؐ کی صداقت و عظمت کیلئے کافی ہے

مقصودِ حیات

شعر

خواہم کہ مدام در ہوائے تو زیم
خاکِ شوم و بہ زیر پائے تو زیم
مقصودِ من خستہ ز کونین توئی
از بہر تو می زیم، برائے تو زیم

بشرطیکہ طلب صادق ہو۔ اور تعصب کی عینک اُتار کر آپؐ کے پاکیزہ اسوۂ حسنہ کا مطالعہ و مشاہدہ کیا جائے۔

اجدادِ رسولؐ

جدالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ تھے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت یعقوبؑ کے لقب پہ اُن کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔ یہ شام اور فلسطین میں آباد ہوئے۔ بنی اسماعیلؑ عرب میں آباد ہوئے حضرت اسماعیل کے ایک بیٹے قیدار کی اولاد مکہ میں آباد ہوئی قیدار کی ۳۷ ویں پشت میں عدنان کی حکومت مکہ میں تھی۔ اور اُن کے بھائی عک نے یمن میں اپنی سلطنت قائم کرلی۔ اس کے بعد فہر اپنے زمانے کے معزز سردار تھے۔ انہوں نے قریش کا لقب اختیار کیا۔ اور اُن کی اولاد قریش کہلائی۔ فہر کی نسل میں قصی بن کلاب نے ۴۴۰ء میں اقتدار حاصل کیا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جد خاص ہیں۔ اُنہوں نے مکہ میں مشترکہ حکومت کی بنیاد رکھی حجاج کی خدمت کے لیے چندہ جمع کرکے لشکر کی قیادت کے انتظامات منظم کر دیئے۔ اور ایک قومی مجلس قائم کی جس کا نام دار الندوہ تھا قصی کے بیٹے عبدالمناف (اصل نام مغیرہ) کی پیشانی سے نور چھلکتا تھا۔ اسی لئے اُن کو قمر البطحا (وادیٔ مکہ کا چاند) کہا جاتا تھا۔ عبدمناف کے بیٹے عمرو رسول اللہؐ کے پردادا کے ذمہ زائرین کعبہ کے کھانے پینے کے انتظامات تھے۔ اور اپنے رزق حلال سے خرچ کرتے اور باقی

لوگوں کو رزقِ حلال سے خرچ کرنے کی تلقین کرتے ۔ وہ رتبے کی بلندی کی وجہ سے "عمرو العلا" کہلاتے تھے ۔ ایک دفعہ مکہ میں سخت قحط کے موقع پر روٹیوں کے چورہ کو گوشت کے شوربے کے ساتھ ملا کر ثرید بنایا ۔ اور زائرین کعبہ کو پیٹ بھر کر کھلایا ۔ اس دن سے یہ ہاشم یعنی روٹیوں کا چورہ کھلانے والا مشہور ہو گیا ۔ کہ ان کا اصل نام ہی لوگوں کو بھول گیا ۔ ہاشم اور ان کے بھائیوں نے بیرون ممالک سے تعلقات پیدا کر کے کاروانِ قریش کیلئے راہداری کے پروانے اور فرامین حفظ و امان حاصل کئے ۔ اسی باعث یہ لوگوں میں "اصحاب ایلاف" کہلائے ۔

ہاشم کے بعد ان کے بیٹے عبد المطلب اپنے خاندان کے سربراہ بنے ۔ انہوں نے سالہا سال کی محنت سے گم شدہ "چاہ زمزم" ڈھونڈ نکالا ۔ اور اہل مکہ کو آپ زمزم کا لازوال خزانہ ہاتھ آگیا ۔ لیکن اس سلسلے میں آپ نے منت مانی تھی کہ ایک بیٹا اللہ کی راہ میں قربان کریں گے ۔ عبد المطلب کی منت کے مطابق قرعہ اندازی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبد اللہ کا نام نکل آیا ۔ اس کے بعد قرعہ اندازی کے عوض سو اونٹوں کا نام نکل آیا ۔ اس طرح سو اونٹ حضرت عبد اللہ پر قربان کر دیئے گئے ۔

والد ماجد

حضور کے والد ماجد عبد اللہ کی شادی حضرت آمنہ رضی بنت وہب بن عبد المناف سے ہوئی ۔ شادی کے کچھ عرصہ بعد حضرت عبد اللہ ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ شام گئے واپسی پر یثرب کے مقام پر بیمار ہو گئے ۔ اس عالم جوانی میں ہی انتقال کر گئے ۔

واقعہ اصحاب الفیل

شاہ حبشہ کی جانب سے یمن کے گورنر ابرہہ نے ۵۷۱ء میں خانہ کعبہ پہ ہاتھیوں کے لشکر کے ساتھ حملہ کیا جس میں اس نے حضور کے دادا عبد المطلب کے اونٹ پکڑ لیئے ۔ جب وہ ابرہہ سے اپنے اونٹ چھڑوانے کیلئے گئے ۔ تو ابرہہ نے تعجب سے پوچھا کہ تمہیں اونٹوں کا خیال ہے ۔ لیکن خانہ کعبہ جس کو میں مسمار کرنے آیا ہوں ۔ اس کی فکر نہیں ۔ عبد المطلب نے جواب دیا کہ "انا رب الابل وھو رب البیت" میں اونٹوں کا مالک ہوں خانہ کعبہ کا مالک اللہ تعالیٰ ہے ۔ وہی اسے بچائے گا ۔ تو جیسا کہ سورۃ الفیل میں آتا ہے "اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی حفاظت کی ۔ اور ابرہہ کے لشکر کو ابابیلوں کی کنکریوں سے تباہ و برباد کر دیا ۔ پھر سے پورے عرب میں "عام الفیل" یعنی ہاتھیوں والا سال مشہور ہو گیا ۔ اصحاب الفیل کا واقعہ بقول مشہور نصف ماہ محرم میں پیش آیا ۔

نبی الامی

ظہورِ قدسی :۔ "اول ما خلق اللہ نوری" یعنی اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا۔ "کنت نبیاً و آدم بین الماء والطین" یعنی "میں پیغمبر تھا۔ اس وقت بھی جب حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی میں تھے" ان کے علاوہ حدیث سے ثابت ہے کہ آپ کا نور اللہ تعالیٰ نے سب مخلوق سے پہلے پیدا کیا۔

ولادتِ اقدس :۔ اس عالم فانی میں آپ کا ظہور بروز دوشنبہ بوقت صبح صادق ۱۲ ربیع الاول سنہ عام الفیل ہوا۔ بقول جمہور اصحاب الفیل کا واقعہ نصف ماہ محرم یعنی آپ کے تولد شریف سے سنہ روز بیشتر وقوع میں آیا۔

اسی طرح ولادت باسعادت کے خاص وقت پر ایوان کسریٰ کے چودہ کنگرے گر پڑے آتش کدہ فارس بجھ گیا آپ کی والدہ محترمہ نے دیکھا کہ ایک نور ان سے نکلا جس سے شام اور فارس کے مقامات نظر آ گئے۔

بچپن حضورؐ نے جس مادی بے سروسامانی میں آنکھ کھولی قرآن مجید کی آیت الم یجدک یتیماً فاویٰ اس پر شاہد ہے۔ شفقت پدری سے آپ پہلے ہی محروم ہو چکے تھے۔ سات روز تک آپ نے والدہ ماجدہ کا دودھ پیا پھر ابولہب کی لونڈی ثوبیہ نے دودھ پلایا بعد ازاں حلیمہ سعدیہؓ آپ کو اپنے قبیلہ میں لے گئیں۔ اور وہی دودھ پلاتی رہیں آپ کے تشریف لانے کے بعد حضرت حلیمہؓ کے گھر میں نہایت فراخی ہوئی۔ آپ پستان راست کا دودھ پیتے تھے۔ اور پستان چپ اپنے برادرِ رضاعی کے واسطے چھوڑ دیتے تھے۔

طلوعِ آفتابِ رسالت

مذاہبِ عالم جس آفتابِ رسالت کے طلوع ہونے کے منتظر تھے۔ اس تاریک دور میں اس ولادت باسعادت کو خاص اہمیت دینے اور تاریخ ولادت کو محفوظ رکھنے کیلئے اللہ رب العزت نے ایک معجزانہ تاریخی نشان ظاہر کر دیا اور وہ "اصحاب الفیل" کا واقعہ تھا۔ اس نے آپ کی ولادت کا رازِ سربستہ آشکارا کر دیا کیونکہ ابرہہ عیسائی تھا اور قریش مکہ بت پرست اور مشرک تھے۔ پھر کون کہہ سکتا ہے کہ ابرہہ کے لشکر کی تباہی قریش مکہ کی نصرت کیلئے تھی۔ بلا شبہ اس بات میں بڑی عبرت ہے اس شخص کیلئے جو خوف خدا دل میں رکھتا ہے۔

جیسا کہ سورۃ الفیل سے ظاہر ہے کہ اصحاب الفیل کا واقعہ ظہور قدسی کا عظیم نشان ہے۔

شق صدر: مائی حلیمہ کے گھر آپؐ کا پہلا شق صدر ہوا۔ دوسرا شق صدر دس برس کی عمر میں، تیسرا غارِ حرا میں اور چوتھا شبِ معراج میں ہوا۔

چھ برس کی عمر میں آپؐ کی والدہ انتقال فرما گئیں پھر آپؐ کے دادا جان حضرت عبدالمطلب آپکی پرورش کے کفیل ہوئے۔ لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا کیونکہ فقط آٹھ سال کی عمر میں آپؐ کے دادا جان بھی آپؐ کو چچا ابو طالب کے سپرد کر کے راہی ملک عدم ہوئے۔ بارہ سال کی عمر میں حضورؐ اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ ملک شام تشریف لے گئے۔ اس سفر میں بحیرا راہب نے آپؐ دیکھ کر کہا کہ اللہ تعالےٰ کے آخری نبیؐ آپ ہونگے۔ آپؐ کی عمر چودہ سال تھی جب آپؐ نے اپنے چچاؤں کے ساتھ حرب فجار میں شرکت فرمائی۔ اس جنگ کے بعد حلف الفضول (جنگ نہ کرنے کا حلف) میں آنحضرتؐ اپنی کم عمری کے باوجود اس معاہدے میں پیش۔

جوانی: اسی دور میں شہ سواری اور فنون سپہ گری سے دلچسپی عرب نوجوانوں کا محبوب مشغلہ ہوا کرتا تھا۔ لیکن حضورؐ کو ان کاموں سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ بت پرستی کی لغویت تو ہوش سنبھالتے ہی آپؐ پر عیاں ہو چکی تھی۔ فعال اور مستعد انسان پتھر کے سامنے سر نیاز خم کرے ایسی مضحکہ خیز بات تھی کہ آپؐ کے لیے کسی دلیل کی محتاج نہ تھی۔

بچپن سے ہی آپؐ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا۔ کسی سے بد معاملگی نہیں کی۔ ناشائستہ لوگوں کے درمیان شائستگی، پاکیزگی اور امانت کے لحاظ سے حضورؐ اپنا ایک منفرد مقام رکھتے تھے۔ سب آپؐ کی ایمانداری پر مکمل بھروسہ رکھتے تھے۔ دشمن تک اپنا قیمتی مال آپؐ کے پاس بطور امانت رکھتے تھے۔ ساری قوم آپؐ کو امین اور صادق کہہ کر پکارتی تھی۔

پچیس سال کی عمر میں آپؐ حضرت خدیجہؓ کی طرف سے بغرضِ تجارت شام تشریف لے گئے۔ اس سفر میں نسطورا راہب نے کہا کہ یہ آخر الانبیاء ہیں۔ اس سفر سے واپسی پر آپکی امانت و ذہانت دیکھ کر حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کو نکاح کی دعوت دی۔ جو آپؐ نے چچا حضرت ابو طالب کی اجازت سے قبول فرما کر ۲۵ سال کی عمر میں پہلا نکاح کیا۔ اس وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر ۴۰ سال تھی۔ آپؐ کی عمر ۳۵ سال تھی جب قریش مکہ نے کعبہ شریف کی عمارت کو از سر نو تعمیر کیا تو حجرِ اسود کے اٹھانے پر قریش مکہ میں جھگڑا اور فساد کی صورت پیدا ہو گئی کیونکہ ہر ایک اس مبارک سیاہ پتھر کو اپنے ہاتھ سے نصب کرنا چاہتا تھا۔ لیکن حضورؐ کی انتہائی حاضر دماغی اور شدید معاملہ فہمی سے یہ جھگڑا بھی ختم ہوا۔ اور سب نے شرکت بھی کر لی۔

نبوت

چالیس برس کی عمر میں آپ نے غار حرا میں جو کہ مکہ سے باہر تھی۔ خلوت اختیار کی جہاں ۱۲ ربیع الاول آپ کو وحی الٰہی سے منصب نبوت عطا ہوا۔ چنانچہ انفرادی طور پر آپؐ نے دعوت اسلام شروع کی۔ تو سب سے پہلے ایمان لانے والے مردوں میں حضرت ابوبکرؓ لڑکوں میں حضرت علیؓ عورتوں میں حضرت خدیجہؓ، آزاد کئے ہوئے غلاموں میں حضرت زیدؓ بن حارثہ، غلاموں میں حضرت بلالؓ کو شرف حاصل ہوا۔ بعد میں حضرت ابوبکرؓ کی ترغیب سے حضرت عثمانؓ بن عفان، عبدالرحمٰن بن عوف سعد بن ابی وقاصؓ اور زبیرؓ طلحہؓ نے اسلام قبول کیا۔

تبلیغ کا حکم

خفیہ دعوت کے تین سال بعد اعلان دعوت کا حکم ملا۔ تو تبلیغ علی الاعلان پر قریش مکہ آپؐ کے دشمن بن گئے۔ آپؐ کو اور آپکے اصحابؓ کو سخت اذیتیں دینے لگے لیکن قریش کی یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہو سکی۔ مسلمانوں کی تعداد دن بدن زیادہ ہوتی گئی تو قریش مکہ نے اپنے ایک بہالاک سردار عتبہ بن ربیعہ کے ذریعے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لالچ دینا چاہا اور پھر آپؐ کے چچا حضرت ابوطالب کے ذریعے بھی کوشش کی لیکن سب بے سود۔

اسلام میں پہلی شہادت

جب قریش کا کوئی حیلہ کارگر نہ ہوا تو اب نبی کریمؐ کے ساتھ آپؐ کے صحابہؓ کو بھی سخت سزائیں دینی شروع کر دیں۔ حضرت بلالؓ کو سخت تکالیف دی گئیں۔ حضرت عمار بن یاسر کی والدہ ماجدہ اسی بناء پر نہایت بے دردی سے شہید کر دی گئیں۔ یہ سب سے پہلا واقعہ شہادت اہل اسلام میں پیش آیا۔

ہجرت اولیٰ

صحابہ اکرامؓ ان تکالیف و مظالم کو نہایت صبر سے برداشت کرتے رہے بالآخر حضورؐ نے بعثت کے پانچویں برس ماہ رجب میں بارہ مرد عورتوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت دے دی۔ قریش مکہ نے وہاں بھی ان کا پیچھا کیا۔ لیکن شاہ حبشہ کے سامنے ان کی کوئی پیش نہ گئی۔

شعب ابی طالب

قریش مکہ نے طے کیا کہ بنی عبدالمطلب اور بنی ہاشم سے قطع تعلق کر لیا جائے۔ جب تک وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے حوالے نہ کر دیں۔ بنی عبدالمطلب نے اس مطالبے کو نامنظور کر دیا۔ تو اتفاق رائے سے ان سے قطع تعلق کا معاہدہ لکھ کر خانہ کعبہ کے دروازے پر لٹکا دیا۔ اس وقت ابولہب کے سوا بنی ہاشم و عبدالمطلب کو بلا امتیاز مسلم و کافر مکہ سے باہر ایک گھاٹی جس کا نام شعب ابی طالب مشہور ہے۔ میں تین سال تک محصور رہے۔ تو حضورؐ کو بذریعہ وحی معلوم ہوا کہ عہد نامہ کو سوائے اللہ کے نام کے تمام کا تمام دیمک نے کھا لیا ہے تو پھر آپؐ کے خاندان کو رہائی ملی۔

ہجرت ثانی

اسی دوران صحابہ کرامؓ دوسری دفعہ حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم ملا۔ اس دفعہ مہاجرین میں ۸۳ مرد اور ۱۲ عورتیں شامل تھیں۔

عام الحزن

انہی دنوں آپؐ کے چچا حضرت ابوطالب کی وفات ہوگئی۔ تین دن بعد حضرت خدیجہؓ کا بھی انتقال ہوگیا۔ یہ نبوت کا دسواں سال اور شوال کا مہینہ تھا۔ اس سال کو حضورؐ نے "عام الحزن" یعنی غم کا سال فرمایا۔ اس پریشانی کے عالم میں آپؐ نے طائف کا سفر کیا۔ آپؐ کی دعوت کے جواب میں قبیلہ ثقیف نے آپؐ پر اس قدر پتھر برسائے کہ نعلین شریفین خون آلودہ ہو کر قدموں سے چمٹ گئیں۔ جس اذیت کی یاد ہمیشہ بارِ اقدس پر رہی۔ آپؐ نے پھر بھی اُن کیلئے رحمت کی دعا فرمائی۔

شبِ اسریٰ

اسی سال ۲۷ رجب کو رات کو آپؐ کو معراج جسمانی ہوا جس جس کی غائبانہ تصدیق کے سلسلے میں حضرت ابوبکرؓ کو صدیق کا خطاب عطا ہوا۔ شب معراج امت محمدیہ پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔

مدینہ میں تبلیغ اسلام

اسی دوران حج کے موقع پر مدینہ سے آئے ہوئے لوگوں میں سے چھ آدمی مسلمان ہوگئے۔ دوسرے سال بارہ آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔ اس سے آئندہ سال مدینہ شریف کے کافی لوگ مسلمان ہوگئے۔ اور انہوں نے خواہش کی کہ حضورؐ اگر مدینہ تشریف لے آئیں تو وہ جان و دل قربان کر دیں گے۔

ہجرت مدینہ

قریش مکہ ایذا رسانی سے اب مسلمانوں کا قیام مکہ میں دشوار ہوچکا تھا۔ تو حضورؐ کی اجازت سے صحابہ کرامؓ متفرق طور پر ہجرت کرکے مدینہ میں پہنچنے لگے تو مکہ میں حضورؐ کے علاوہ حضرت ابوبکرؓ و علیؓ اور کچھ بیمار رہ گئے۔ حضورؐ کو اپنے ساتھیوں کے بغیر دیکھ کر قریش مکہ نے دارالندوہ میں جمع ہو کر یہ مشورہ کیا۔ کہ رات کو حضورؐ کو قتل کر دیا جائے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اُس رات آپؐ کو بروقت خبردار کرکے مدینہ ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ تو حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر چھوڑ کر کفار کی ننگی تلواروں کے پہرے میں سے گھر سے روانہ ہوگئے۔ اور کفار کو مطلق خبر نہ ہوئی۔ آپؐ حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر مدینہ کی طرف چل پڑے تین راتیں غار ثور میں رہے جہاں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابوبکر رات کا کھانا پہنچاتی تھیں۔

قدید کے قریب سراقہ بن مالک تعاقب میں آیا۔ تو اُس کا گھوڑا زمین گیا تو بڑے عجز سے معافی مانگ کر مسلمان ہوگیا آپؐ نے وادی قبا میں مسجد قبا کی بنیاد رکھی۔

رسول اللہؐ ۱۲ ربیع الاول ۱۳ سال نبوت دوشنبہ کے روز یثرب پہنچے۔ جو بعد

میں مدینۃ الرسول کے نام سے مشہور ہوا۔ اور اسی تاریخ سے اسلامی سال کا آغاز ہوا۔ آپ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر قیام فرمایا۔ اسی سال مسجد نبوی اور ازواج مطہرات کے حجرے اور مہاجرین کیلئے مکان تیار کئے گئے۔

فرضیت صوم ہجرت کے دوسرے سال قبلہ نماز، بجائے بیت المقدس کے کعبہ شریف میں تحویل ہو گیا۔ اور رمضان شریف کے روزے فرض ہو گئے۔ اور جہاد فرض ہوا اور ساتھ ہی غزوات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جن میں غزوہ بدر ۲ھ غزوہ احد ۳ھ غزوہ خندق ۵ھ تاریخ عالم میں فن حرب کا بہترین شاہکار ہیں جن کی قیادت خود حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمائی اور جنگ کے جن اصولوں سے عالم انسانیت کو روشناس کرایا۔ اور عمل پیرا ہو کر دکھایا۔ اس کے مقابلہ میں بیسویں صدی کے انسانی حقوق کا چارٹر کچھ وقعت نہیں رکھتا۔

۶ھ میں صلح حدیبیہ ہوئی۔ ۷ھ میں جنگ خیبر ہوئی اور حضور ﷺ نے سلاطین کے نام دعوت اسلام کے خطوط بھیجے۔ ۲۰ رمضان المبارک ۸ھ غزوہ حنین و طائف ہوئے ۹ھ غزوہ تبوک ہوا جس سے واپسی پر مسجد ضرار کو گرا دیا گیا۔ جو منافقین نے بنوائی تھی۔

فرضیت حج اسی سال یعنی ہجرت کے نویں سال حج فرض ہوا۔ اور فراغت نہ ہونے کی وجہ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو "امیر الحاج" مقرر کر کے مکہ روانہ کیا۔

حجۃ الوداع :۔ دسویں سال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود حج پر تشریف لے گئے اس موقعہ پر آپ ﷺ نے ایک عظیم خطبہ ارشاد فرمایا جو کہ خطابت اور عبرت آموزی کے لحاظ سے تاریخ میں ایک یادگار ہے فرمایا کہ شاید میں آئندہ سال تم میں نہ رہوں اسی سال یوم عرفہ جمعہ کے دن آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ نازل ہوئی۔ یعنی "میں نے کامل کر دیا تمہارے لیے دین تمہارا۔ اور پوری کی تم پر نعمت اپنی اور پسند کیا دین اسلام تمہارے لئے۔ اسی لئے اس حج کو حجۃ الوداع کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

حضور پاک ﷺ نے فرمایا کوئی شخص حج کے ارادے سے گھر سے نکلتا ہے اور راستے میں مر جاتا ہے تو قیامت تک اسے ہر سال لگ حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے

علالت وسفر آخرت علالت کا آغاز ۱۹ صفر بروز چہار شنبہ ہوا۔ ۲۵ صفر تک ضعف بہت بڑھ گیا تو باقی ازواج مطہرات کی اجازت

سے حضرت عائشہ رضؓ کے حجرہ میں تشریف لے آئے۔ چہار شنبہ کو شدید ضعف کی وجہ سے حضرت ابوبکر رضؓ کو امامت کا حکم ہوا۔ پنج شنبہ کو ظہر کی نماز آپؐ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اقتداء میں ادا کی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے تکیہ لگائے ہوئے ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ تریسٹھ سال کی عمر میں الرفیق الاعلیٰ، الرفیق الاعلیٰ پکارتے ہوئے اعلیٰ علیین۔ قرب رب العلمین میں جا سدھارے۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون ط۔

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ افضل الصلوات واکمل التحیات

صحابہ کی حالت

آپ کے سفرِ آخرت حسرت و یاس سے گویا قیامت برپا ہو گئی شیفتگانِ رسالت کے دل کو پہنچنے والی ٹھیس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا اُن جیسی والہانہ محبّت کرنے والی جماعت دنیا میں کہیں نہیں مل سکتی۔ صحابہ کرام رضؓ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد جانی، مالی قربانیوں جو درخشاں ہالہ قائم کر دیا تھا۔ اس نوع کی چند جھلکیاں بھی کسی کے دامن میں وابستہ نہیں پائی جاتیں۔

صحابہ کرام رضؓ کا نصب العین یہ تھا کہ کلمۂ حق بلند ہو۔ عالمِ انسانیت، دنیا و آخرت کی فلاح کی راہ پر گامزن ہو جائے۔ اس نصب العین کی خاطر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں زخم کھائے۔ مال لٹائے۔ سر کٹوائے۔ مجبوری و بے چارگی میں نہیں بلکہ انتہائی شوق و رضا اور معجز نما خوش دلی کے ساتھ کیونکہ اُن کے ایمان کا پیمانہ اُن کے محبوب نبیؐ کا یہ فرمان تھا۔ "قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک میری ذات اُس کے نزدیک باپ، بیٹے اور دنیا کی ہر چیز سے محبوب تر نہ ہو جائے[1]"۔ بلکہ عارفِ صادق حضرت علامہ اقبالؒ نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے ؎

معنیٔ حسرِ فہم کنی تحقیق اگر ... بنگری با دیدۂ صدیقؓ اگر
قوّتِ قلب و جگر گردد نبیؐ ... از خدا محبوب گردد نبیؐ

صحابہ کرام رضؓ کے دلوں پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے جو کچھ گزری ہو گی اُس کا تصور بھی ہم لوگ نہیں کر سکتے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ علیہ، کی حالت خاص طور پر قابلِ دید ہو گئی۔ یہاں تک کہ وہ کہنے لگے کہ جو رسول اللہؐ کی نسبت کہے گا کہ اُن وفات ہو گئی اُسے قتل کر دیا جائے گا۔

---

[1] بخاری شریف کتاب الایمان۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا خطبہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی استقامت اس حال میں بھی اپنے عروج پر تھی۔ آپؓ جب حضورؐ کے جسد اطہر کو دیکھ کر مسجد نبوی میں پہنچے۔ تو حضرت عمرؓ ابھی تک اسی کیفیت میں تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا "عمرؓ چپ ہو جاؤ"۔ حمد و ثناء کے بعد سب سے پہلے یہ خطبے ارشاد فرمایا "تم میں سے جو محمدؐ کی عبادت کرتا تھا تو محمدؐ تو وفات پا چکے ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! وما محمد الا رسول ج قد خلت من قبلہ الرسول افائن مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم ط ومن ینقلب علیٰ عقبیہ فلن یضر اللہ شیئاً ط وسیجزی اللہ الشکرین (آل عمران: ۱۴۴)

ترجمہ "محمدؐ تو صرف اللہ کے رسول ہیں۔ ان سے پہلے بھی اللہ کے رسول گزر چکے ہیں پھر اگر وہ وفات پا جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا تم راہ حق سے الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو کوئی راہ حق سے الٹے پھر جائے تو وہ (اپنا ہی نقصان کریگا) اللہ کا کچھ نہیں بگاڑے گا۔ جو شکر گزار ہیں عنقریب اللہ انہیں اس کا اجر دے گا۔""

اسی مختصر سے خطبہ نے سب کو رسول اللہ کے انتقال کا یقین دلایا۔ بعض صحابہ نے تو اعتراف کیا۔ کہ جب تک حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ آیت نہیں پڑھی تھی وقت تک احساس تک نہ تھا۔ کہ یہ آیت نازل ہو چکی ہے۔

تجہیز و تکفین

حضرت علیؓ، عباسؓ، فضلؓ، قثمؓ، اور حضرت اسامہ بن زیدؓ نے آنحضرتؐ کو غسل دیا۔ تین جامہ سے کفن دیا۔ نماز جنازہ حجرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ میں باری باری ادا کی گئی۔ اور وہیں لحد کی قبر میں دفن کئے گئے۔ حضرت فاطمہؓ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ اس کے بعد جب تک زندہ رہیں مطلق ہنسیں بالآخر ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ حضورؐ کی وفات کے چھ ماہ بعد اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی سے رخصت فرما گئیں۔

حلیہ مبارک

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میانہ قد مائل بہ طوالت تھے۔ لیکن جس مجمع میں آپؐ کھڑے ہوتے اس میں خواہ کتنے ہی طویل القامت آدمی موجود ہوتے آپؐ سب سے بلند معلوم ہوتے۔ رنگ مبارک سرخ و سفید با ملاحت تھا۔ سر مبارک بڑا تھا۔ موئے مبارک خوب سیاہ اور قدرے گھونگر والے تھے۔ کبھی گوش مبارک تک ہوتے کبھی نرمۂ گوش تک۔ آپؐ مانگ نکالا کرتے تھے۔

پیشانی مبارک کشادہ اور روشن تھی۔ ابرو مبارک باریک تھی۔ کمان کی شکل ملی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ لیکن اصل میں ملی ہوئی نہ تھی۔ چشم مبارک بڑی تھیں اور سپیدی میں سُرخی تھیں۔ پتلیاں ایسی سیاہ کہ بلا سُرمہ لگائے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ سُرمہ لگایا ہوا ہے پلکیں بڑی بڑی، رُخسار مبارک خوبصورت پر گوشت نرم، نہ دبے ہوئے نہ پھولے ہوئے بینی (ناک) مبارک بلند، گوش مبارک نہ چھوٹے نہ بڑے بلکہ متوسط تھے۔ دندان مبارک سفید چمکدار آگے کے دانتوں میں کھڑکی معلوم ہوتی تھی۔ روئے مبارک (چہرہ) نہ لمبا نہ گول بلکہ معمولی گولائی چودھویں کے چاند کی مانند درخشاں تھا۔ ریش مبارک بھری ہوئی متوسط، داڑھی مبارک میں سترہ بال سفید تھے۔ گردن مبارک صاف شفاف دوش مبارک پُر از گوشت، دستِ مبارک لمبے، ہتھیلیاں کشادہ نرم بغلیں اور اُن میں بال نہ تھے۔ دست مبارک کی انگلیاں لمبی۔ صدرِ مبارک کشادہ تھا۔

دونوں کندھوں کے درمیان گوشت کا پارہ اُبھرا ہوا۔ مانند بیضہ کبوتر یہ "مہرِ نبوت" تھی۔ اور مشہور ہے کہ اس پر کلمہ طیبہ لکھا تھا۔

آپؐ کا سایہ نہ تھا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا "میں نے رسول اللہؐ سے زیادہ تیز رو کسی کو نہیں دیکھا۔ آپؐ بلا تکلّف چلا کرتے تھے۔ اور ہم نہایت مشقت سے آپؐ کیساتھ نبھتے۔ جسم مبارک سے ایسی خوشبو آتی تھی۔ کہ جو آپؐ سے مصافحہ کرتا تھا تمام دن اُس کے ہاتھ سے خوشبو آتی تھی۔ آپؐ جس گلی سے نکل آتے وہ گلی خوشبو سے مہک جاتی تھی۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جان لیتے تھے۔ کہ آپؐ اس طرف تشریف لے گئے ہیں۔ پسینہ مبارک سے ایسی خوشبو آتی تھی۔ کہ وہ جہاں لگایا جاتا۔ وہ خوشبو تمام خوشبوؤں پر غالب رہتی تھی۔ آپؐ جہاں قضا حاجت بیٹھتے زمین آپؐ کے فضلہ کو چھپا لیتی تھی۔ آپؐ کے لعابِ دہن سے کھاری کنوئیں شیریں ہو جاتے تھے۔ مکھی بدنِ مبارک پر نہیں بیٹھتی تھی۔ آپؐ کو پاکیزگی اور صفائی بہت پسند تھی الغرض ؎

خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکنات
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

×××××××××××××××××××××××××

سیرتِ رسولؐ کا مقام اور اہمیت

انسانیت کی تاریخ میں بڑی بڑی شخصیتیں جنم لیتی رہی ہیں۔ فرماں روا، فلسفی، فنکار، صنّاع ایک سے ایک بڑا آدمی پیدا ہوا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ مذہبی اکابر اور دینی پیشوا ظہور میں آتے رہتے ہیں جن کے عقیدت کے پرچموں کو کوئی سرنگوں نہیں کرسکا۔

وشق لہ من اسمہٖ لیجلہٗ
فذوالعرش محمود وھذا محمد

آپؐ کی عظمت کو ظاہر کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اشتقاق کرکے آپؐ کا نام رکھا پس وہ عرش والا "محمود" (تعریف کیا ہوا) اور آپ "محمد" (بہت زیادہ تعریف کیا گیا) ہیں۔

(دیوان حسان بن ثابتؓ)

لیکن دنیا کے تمام اکابر کی زندگی کے متعلق دنیا بہت کم جانتی ہے جن اکابر کی زندگی کے حالات ملتے ہیں وہ کتنے ہی مختصر اور ناکافی اور ادھورے ہیں کسی کے تو چند اقوال ہی کتابوں میں رہ گئے ہیں۔ بہت سی زندگیوں کے اوراق ہی کہیں کہیں سے غائب ہیں گمنامی بے خبری کے کتنے اندھیروں اور ادھوری معلومات کے دھندلکوں میں دب گئے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے مقدس نبی جن کو ماننے والے آج بھی دنیا میں کثیر التعداد ہیں۔ بودھ، کرشن جی، رام چندر کی پرستش کرنے والے بھی کروڑوں انسان ہیں لیکن آج اُن میں سے ہر ایک کے حالاتِ زندگی اختصار، ابہام، انتشار کے ساتھ ملتے ہیں۔

لیکن اِس کے باوجود پوری انسانی تاریخ میں اگر کسی کی زندگی کے حالات پوری کی پوری سینوں، سفینوں اور صفحۂ قرطاس پر محفوظ ہو تو وہ حضرت خاتم النبیینؐ رحمۃ للعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس حیاتِ طیبہ ہے۔ پھر حضورؐ کی سوانحِ حیات، گفتار و کردار، جس احتیاط، ذمہ داری اور فرض شناسی کے ساتھ جمع کیے ہیں اُس کی نظیر تو خیر کیا ملتی، اُس کی پرچھائیں بھی نظر نہیں آتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کو جانچنے کیلئے کہ واقعی حضورؐ نے واقعی ایسا کیا تھا۔ ایک پورا "فن" وجود میں آیا جس میں روایت و درایت کی گہرائیاں نقل و عقل کی نزاکتیں پائی جاتی ہیں۔ دنیا کی کوئی زبان اور قوم "فن حدیث" جیسا لٹریچر آج تک پیش نہیں کرسکی۔ اور نہ ہی انشاء اللہ کرسکے گی۔ مشہور جرمن ڈاکٹر اسپرنگر روایتی مخالفت کے باوجود "لائف آف محمدؐ" میں لکھتے ہیں "کوئی قوم دنیا میں ایسی نہ گزری نہ موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح "فن الرجال" کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصیتوں کا مستند حال معلوم ہوسکتا ہے۔ پھر یہ ہی نہیں کہ رسول اللہؐ کی زندگی کے صرف اہم واقعات

کو محفوظ کیا گیا ہو۔ اور جزئیات کو چھوڑ دیا گیا۔ بلکہ حقیقتاً حضورؐ کی سیرت کے ایک ایک جزیئے کو محفوظ کیا گیا۔ تاریخ و سیر کی کتابیں یہ تک بتاتی ہیں۔ کہ آپؐ کی دودھ پلانے والی حلیمہ سعدیہ بنو ہوازن قبیلے سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کے شوہر کا نام حارث تھا۔ آپؐ کی رضاعی بہن کا نام شیما تھا۔ جلیل القدر انبیاء علیہ السلام کے بارے میں یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ ان نفوس قدسیہ نے کن مقامات پر داعی اجل کو لبیک کہا۔ مگر تاریخ ہمیں یہ تک بتاتی ہے۔ کہ حضورؐ کی والدہ کا انتقال "ابواء" کے مقام پر ہوا۔ رسول اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے صدقے آپؐ کے اجداد کا ذکر تاریخ میں مفصل ملتا ہے۔ قیدار و عدنان کے نسب نامے ملتے ہیں۔ سیرت نبویؐ میں حضورؐ کے غزوات بدر، احد، اور فتح مکہ جیسے عظیم الشان واقعات کو ہی محفوظ نہیں رکھا گیا بلکہ حدیث کی کتابوں میں یہ تک ملتا ہے کہ "حضورؐ کی ریش مبارک میں سترہ بال سفید تھے۔ آپؐ تین گھونٹوں میں پانی پیتے تھے۔ دائیں کروٹ استراحت فرماتے تھے۔ حضورؐ کے اٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے بات کرنے کھانا کھانے صوم و صلوٰۃ سے میدان جنگ تک حضور کے ہر قول و فعل، گفتار و کردار کو صحابہ کرامؓ نے لوح قلب پر نقش کیا ہے۔ اور امت محمدیہ نے حضورؐ کی ایک ایک ادا کو محفوظ کر لیا ہے۔ اور دوسروں تک کمال احتیاط کے ساتھ پہنچایا ہے کہ اس کی نظیر نہ آج تک پیش کر سکی ہے اور نہ ہی انشاءاللہ پیش کر سکے گی۔

سب سے اہم اور قابل غور بات یہ ہے۔ کہ صحابہ کرامؓ حضورؐ کے اقوال کے صرف ناقل ہی نہ تھے بلکہ انھوں نے حضور کی ایک ایک قول و سنت پر عمل کر کے دکھایا ہے۔ صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں اخلاق محمدیؐ چلتا پھرتا اور بولتا دکھائی دیتا تھا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ دنیا میں کسی عظیم سے عظیم ہستی کو بھی اتنے اطاعت گزار عقیدتمند اور جاں نثار، پیرو اور رفقاء نصیب نہیں ہوئے۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ آخر ایسا کیوں ہے۔ اس کے اسباب و علل کیا ہیں۔ اس کا جواب قرآن مجید یوں دیتا ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب: ۲۱) پوری انسانیت کیلئے اگر کسی کی زندگی معیار اور نمونہ ہے تو وہ حضور اکرمؐ کی حیات طیبہ ہے۔ اس لئے یہ مقدس زندگی اس کی سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اسے اہتمام و کمال سے محفوظ کر لیا جائے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام انبیاء و رسل بھی عملی درس ہدایت لیکر آئے تھے اور ان کی مقدس زندگیوں کو ان کے پیروکاروں کے حافظے نے محفوظ ہی نہیں رکھا۔ انسانی تاریخ میں ایک اور صرف ایک حیات طیبہ حضور خاتم النبیین (فداہ ابی و امی) کی ایسی ہے۔ جس کی پوری کی پوری زندگی اوراق ہی میں ہی نہیں۔ بلکہ حافظے میں ذہن و فکر میں بلکہ اعمال و کردار میں محفوظ رکھی گئی ہے۔ اور یہ اہتمام خود خدائے قدوس کی مشیت و حکمت کا کیا ہوا ہے۔ اپنے کلام قرآن

کی حفاظت اُس نے خود اپنے ذمہ لی اور اسوۂ حسنہ کی حفاظت صحابہ کرام رض کو سونپ دی۔ اس مشیت ایزدی کا صحابہ کرام نے ایسا اہتمام کیا کہ انسانی تاریخ اس کی مثال پیش نہیں کر سکتی دنیا کے تمام چھوٹے بڑے انسانوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا تمام وکمال محفوظ رہنا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ انسانوں کیلئے کامل نمونہ زندگی بس یہی ہے۔ پس جو زندگی اس کامل و مکمل نمونہ سے جتنی دور ہے اتنی ہی پست و بے وقعت ہے۔ اور جس فرد، معاشرے میں اس مقدس زندگی کی جتنی زیادہ جھلکیاں ہیں وہاں اُتنی ہی فلاح و سعادت کی قندیلیں روشن ہیں۔ انسانیت کی فلاح و بگاڑ کا انحصار حضورؐ کے اسوۂ حسنہ سے قربت و دُوری پر ہے۔ اور یہ وہ کلیہ ہے جس میں استثنا نہیں۔

یہ مختصر سی کتاب اس قابل تو نہیں ہو سکتی کہ اس میں حضورؐ کی زندگی کے چند ایک پہلوؤں پر معمولی سی بھی روشنی ہی ڈالی جا سکے۔ لیکن پھر بھی بطور تبرک اسوہ حسنہ چند خدوخال پیشِ خدمت ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

اخلاق کریم

آپؐ کے خلق کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں فرمایا "انک لعلی خلق عظیم" بے شک آپؐ خلق عظیم پر ہیں۔

> **اخلاق**
> پوچھا گیا "یا رسول اللہؐ! دین کیا ہے؟ فرمایا "نیک خلق"
> اسی طرح لوگوں نے پوچھا "افضل ترین عمل کون سا ہے؟" فرمایا
> "نیک خلق"

صادق الامین

حضورؐ نے اپنی پوری زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اور آپؐ کی دیانت، امانت، اور صداقت شک و شبہ سے بالاتر تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف قریش دشمنی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ دشنام د استہزار اور طعن و تشنیع کرتے تھے۔ لیکن پھر بھی آپؐ کو صادق اور امین جان کر اپنی امانتیں آپؐ کے پاس جمع رکھتے تھے۔ اس تمام دشمنی عداوت سنگدلی و دل آزاری کے باوجود صنادید قریش میں کسی ایک زبان نے بھی حضور اکرمؐ کی سیرت و اخلاق پر کبھی انگلی نہیں اُٹھائی۔

مکہ کی اُس زمانے میں ہوسناکیوں، سفلی جذبات اور جہالت کے دَور میں بھی رسول اللہ صلی جوانی کے زمانے کو اس قدر پاکیزگی شرافت و احتیاط کے ساتھ گزارا کہ کمال پاکدامنی کا اس سے زیادہ تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اُسی زمانہ میں اُس قوم نے آپؐ کو صادق الامین کا خطاب دیا جو آپؐ کی رسالت پر متشکک تھے۔ پھر بھی آپؐ کی راست بازی اور امانت ضرب المثل بن گئی۔

مجلس

حضورؐ اپنی مجلس میں سب سے پہلے ضرور تمندوں کی طرف متوجہ ہوتے اُن کی حاجت براری فرماتے۔ اگر کوئی ضرورتمند عرض مدعا میں ادب کی حدود سے تجاوز

کر جاتا۔ تو آپؐ حلم اور خندہ پیشانی سے برداشت کرتے۔ اور غصہ ظاہر نہیں فرماتے۔ آپؐ کسی کی بات کاٹ کر گفتگو نہ فرماتے۔ آپؐ کے دروازے پر دربان نہ ہوتا تھا لیکن مکمل سادگی اور بوریہ نشینی کے باوجود نبوت کا رعب و جلال ایسا طاری رہتا۔ کہ محفل میں سب لوگ بے حس و حرکت نظر آتے۔ بمصداق لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی۔

دشمنوں پر لطف و کرم

انتقام لینا فطرتِ انسانی کا خاصہ ہے۔ لیکن حضور اکرمؐ دشمنوں سے انتقام لینے کے قائل نہیں تھے۔ آپؐ اپنے بدترین دشمنوں سے حق میں بھی ہمیشہ دعا کیا کرتے تھے۔ کسی کے حق میں کبھی بد دعا نہیں کی۔ غزوۂ بدر میں قریشِ مکہ کی ایک معتد بہ تعداد قید ہو کر مدینہ منورہ آئی۔ اُن میں سے بہت سے ایسے بھی تھے۔ جنہوں نے حضورؐ کی مکی زندگی کے دوران حضورؐ اور صحابہ کرامؓ پر بے انتہا ظلم و ستم کئے تھے لیکن حضور اکرمؐ نے اُن سب کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ جنگِ احد میں حضورؐ کے دندان مبارک شہید ہو گئے سر مبارک اور چہرہ انور بھی زخمی ہو گیا۔ صحابہ کرامؓ نے رنج اور اضطراب کی حالت میں عرض کی "یا رسول اللہ علیہ وسلم اِن دشمنانِ دین کیلئے بد دعا فرمائیے"۔ آپ نے فرمایا "میں لعنت اور بد دعا کیلئے نہیں بلکہ لوگوں کو حق کی طرف بلانے کیلئے آیا ہوں"۔ اور دعا کی "الٰہی میری قوم کو ہدایت عطا فرما کہ یہ لوگ بے خبر ہیں"۔

احسان بر اعداء

مکہ مکرمہ میں اناج یمامہ سے آتا تھا۔ یمامہ کے حاکم مسلمان ہو گئے تو انہوں نے مکہ کی طرف غلہ کی برآمد بند کر دی۔ اس بندش سے مکہ میں کہرام مچ گیا۔ قریشِ مکہ نے سخت اضطراب اور بدحواسی کے عالم میں مدینہ شریف میں حضورؐ سے رجوع کیا۔ رحمت عالمؐ نے یمامہ کے حاکم ثمامہؓ کے نام پیغام بھیجا کہ اناج کی بندش اُٹھا لو۔ تو غلہ مکہ معظمہ میں پہنچنے لگا۔ حالانکہ یہ وہی اہل مکہ تھے جنہوں نے مسلسل تین سال تک آپؐ کے اہل خاندان والوں کا مقاطعہ کیا تھا۔ اور اناج نہیں پہنچنے دیا تھا ہاشمی بچے بھوک سے تڑپتے اور بلبلا اُٹھتے تھے۔ لیکن حضورؐ نے اس کے باوجود ان کے اناج کی بندش ختم کرائی۔

حضورؐ کا جذبہ ترحم میدانِ جنگ میں بھی اسی طرح رہتا تھا۔ بدر کے میدان میں لڑائی شروع ہونے سے پہلے مشرکینِ مکہ اسلامی لشکر کے حوض سے پانی پینے آئے۔ تو صحابہ کرامؓ نے روکنا چاہا۔ تو حضورؐ نے فرمایا "پانی پینے سے منع نہ کرو، پینے دو"۔ فتح مکہ کا دن بھی وہ عظیم الشان دن تھا جس کی مثال دنیا کی کوئی قوم پیش نہیں کر سکتی۔ دنیا میں عظیم سے عظیم فاتح ہو گزرے ہیں۔ لیکن فتح مکہ والی عفو و درگزر کی اور انسانی حقوق کے چارٹر کے سامنے اس سے پہلے اور اس کے بعد کوئی فاتح اس کی ادنیٰ مثال بھی پیش نہیں کر سکا۔ باوجود پوری قدرت ہونیکے اپنے اور صحابہ کرامؓ کے سخت سے سخت ترین دشمنوں کے بھی عفو و درگزر سے کام لیا۔ اور اعلان کیا کہ یہ یوم انتقام

نہیں، یوم رحمت نہیں"، حالانکہ بیشتر قریش مکہ کو یقین تھا کہ آج کا دن قتل اور خون ریزی کا دن ہے۔ اور آج قریش ذلیل ہونگے۔

لیکن اتنے بڑے شہر میں (جہاں قدم قدم پر وہ لوگ موجود تھے جو ساری عمر حضورؐ کے درپئے آزار رہے صرف تین آدمی مجرم قرار دیئے گئے، باقی سب معاف کر دئے گئے۔ معافی پانے والوں میں حضرت حمزہؓ کا قاتل وحشی، حضرت حمزہؓ کا جگر چبانے والی ابوسفیان کی بیوی ہندہ اور ابوجہل کا بیٹا عکرمہ بھی شامل تھے۔ یہ سب بعد میں مسلمان ہو گئے۔ ابولہب کے بیٹے خوف کے مارے چھپ گئے لیکن

درگذر فتح مکہ ایک طرف دس ہزار تلواریں، شہنشاہ عرب وعجم کے ایک اشارے کی منتظر ہیں۔ اور قریش مکہ سہمے ہوئے تھے۔ آپؐ نے سب کی طرف دیکھا اور دریافت کیا "تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں"۔ سب کو یقین ہو گیا کہ اب حضورؐ قتل عام کا حکم دیں گے لیکن آپؐ نے فرمایا۔

"آج میں تمہارے ساتھ وہی سلوک کروں گا جو حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا۔ آج تم پر کوئی مواخذہ نہیں خدائے برتر تمہارے قصور معاف فرمائے"

حضورؐ نے انہیں تلاش کرایا۔ اور نہایت مہربانی کا سلوک کیا۔ اس حسن سلوک کی وجہ سے وہ بھی مسلمان ہو گئے۔

ایثار و قربانی قیصر و کسریٰ کے نام فرمان بھیجنے والا۔ مملکت اسلامی کا تاجدار کئی کئی وقت فاقے کرتا ہے۔ اپنے ہاتھ سے جوتے گانٹھتا ہے۔ جب دوسروں کو مال غنیمت تقسیم کرتا ہے۔ تو خود آپؐ کی چہیتی بیٹی کے سر پر ثابت چادر نہیں ہوتی۔ دوسروں کو غلام اور کنیزیں بانٹی جا رہی ہیں۔ اور فاطمہ بنت محمدؐ چکی کی مشقت خود برداشت فرما رہی ہیں۔ حضورؐ نے اپنے خاندان پر صدقہ لینا سختی سے منع فرمایا۔

ایفائے عہد ایک بار ابو رافع قریش مکہ کے سفیر بن کر مدینہ منورہ آئے ہیں تو حضورؐ کے چہرہ انور کو دیکھ کر ان کے دل کی گرہ کھل جاتی ہے۔ عرض کی یا رسول اللہؐ! اب میں کافروں کے پاس نہ جاؤں گا۔ حضورؐ نے فرمایا نہ میں عہد شکنی کر سکتا ہوں نہ قاصدوں کو اپنے پاس روک سکتا ہوں تم اب لوٹ جاؤ اگر تمہارے دل کا حال یہی رہے۔ تو پھر مدینہ چلے جانا۔ ابو رافع مکہ واپس چلے گئے اور پھر واپس مدینہ آکر مسلمان ہو گئے۔ زمانہ اقتدار میں ایسی شرافت، خدا ترسی، بے نفسی اور ایفائے عہد کی مثال تاریخ کے اوراق میں یقیناً نہیں مل سکے گی۔

ملازموں سے سلوک: ہر ایک ملازم حضورؐ کی خدمت میں دس سال گزار دیتا ہے مگر کسی ناگوار

اور خلافِ طبیعت بات پر ملازم اپنے آقا سے جھڑکی تک نہیں سنتا ضبطِ نفس عالی ظرفی اور مزاج کا یہ اعتدال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی دوسرے انسان کو نصیب نہیں ہوا۔

جود و سخا جود و سخا کا یہ عالم کہ آٹے کی پوری بوری سائل کو دے دیتے حالانکہ گھر میں اس آٹے کے سوا اور کوئی چیز کھانے کی نہ ہوتی تھی۔ بکری کا سارا دودھ مہمان کی نذر کر دیتے تھے۔ اور پھر کاشانہ نبوت میں یہ رات فاقے سے گزرتی تھی۔ حضرت علیؓ نے ایک دفعہ کسی چیز کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا "یہ کیسے ممکن ہے کہ اصحاب صفہ کو چھوڑ کر تمہیں دے دوں"۔

حضور اکرمؐ نے عام اعلان فرمایا کہ جو مسلمان قرض چھوڑ کر فوت ہو جائے اُس کا قرض میں ادا کروں گا۔

عادات کسی سائل نے زبان مبارک سے "نہیں" کا لفظ نہ سنا ؎

ملتا نہیں کیا کیا دو جہاں کو تیرے در سے
اک لفظ نہیں ہے کہ تیرے لب پہ نہیں ہے!

حضور خوش طبع اور نرم خو تھے۔ اور اکثر تبسم فرمایا کرتے۔

سلام و مصافحہ میں ہمیشہ خود سبقت فرماتے۔ پھر انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر خوب مضبوط گرفت فرماتے۔ جو آپؐ کے پاس آتا اُس کی تعظیم فرماتے اپنی چادر بچھا کر اُن کو بٹھلاتے۔

جس کسی نے آپؐ سے محبت کی اُسے گمان ہوتا۔ کہ سب سے زیادہ آپؐ مجھ پر کرم فرماتے ہیں۔

آپؐ کم سخن۔ نرم گفتار، فصیح اور شیریں تقریر تھے۔ کبھی کسی سے غصہ بجز خدا کے واسطے نہ ہوا کرتے۔ آپؐ جو موجود فرماتے کھا لیتے۔ جس کھانے پر بہت سے ہاتھ ہوتے وہ آپؐ کو سب سے زیادہ محبوب ہوتا۔ گرم کھانا نہ کھاتے۔ بلکہ اس میں برکت نہیں ہوتی۔

ماہِ رمضان میں آندھی کی طرح ہوتے۔ کبھی کسی چیز کا سوال آپؐ سے ہوا۔ تو آپؐ نے وہ چیز عطا فرمائی۔ حضورؐ سب سے زیادہ قوی و بہادر تھے۔ اپنے صحابہ میں ایسے مل کر بیٹھتے۔ کہ گویا انہی میں سے ہیں۔ یہاں تک کہ اجنبی کو پوچھے بغیر معلوم نہ ہوتا کہ حضورؐ ان میں سے کون سے ہیں۔ سب لوگوں سے زیادہ آپؐ حیادار تھے۔ کسی مسکین اور یتیم کو اُس کے مفلس اور اپاہج ہونے کے سبب حقیر نہ جانتے اور کسی بادشاہ سے اُس کی بادشاہت کی وجہ سے نہ ڈرتے۔ بلکہ دونوں کو برابر اللہ کی طرف بلاتے۔

دوسروں کی عزت آپؐ کے قول و فعل سے کبھی کسی کی اہانت و تذلیل نہیں ہوئی۔ آپؐ اپنی ذات کیلئے کبھی کسی سے ناراض نہ ہوئے۔ لیکن اگر کوئی خدا کی مقرر کردہ حدود توڑتا تو غضب ناک ہو جاتے۔

یہ ناممکن تھا کہ کوئی آپؐ کو دیکھے آپؐ سے ملے اور آپؐ کی عظمت سے متاثر نہ ہو ایسی عظمت جو آنکھوں سے گزر کر دل پر قبضہ کر لیتی۔ کبھی کسی نے حضورؐ کی زبان مبارک سے بُری بات نہ سُنی بدکلامی نہ خود کرتے نہ اسے پسند فرماتے۔ اگر کوئی شخص اپنے قبیلہ یا بستی میں مکرم ہوتا۔ تو اُس کی تکریم باقی رکھتے۔ آپؐ کی مجلس میں بڑوں کی عزّت و توقیر کی جاتی۔ چھوٹوں سے نرمی و شفقت کا برتاؤ ہوتا۔

اخلاق کی برکتیں

حضور اکرمؐ کے اخلاق کو بیان کرنا اِس عاجز کے بس کی بات نہیں لہٰذا اِس پر ختم کرتا ہوں کہ حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کاموں سے عمر بھر احتراز کیا۔ تکبر[1]، بحث و تکرار[2] اور فضول اور لایعنی باتیں[3]۔ اِسی طرح تین باتوں سے لوگوں کو ہمیشہ محفوظ رکھا۔ کسی کی مذمت و اہانت نہ فرمائی۔ کسی پر عیب نہ لگایا۔ کسی کی ذات کے متعلق کوئی بات کرید کر استفسار نہیں فرمایا۔

اور اِسی اخلاق کی بدولت آپؐ نے ایک عظیم اور پاک جماعت قائم کی کہ۔

۱۔ زرخرید غلام "سلمان فارسی" منّا اہل البیت کے منصب پر فائز ہو جاتا ہے۔

۲۔ فاروق اعظمؓ جس کی سطوت و ہیبت سے قیصر و کسریٰ پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے بُت پرستوں کے زرخرید غلام بلال حبشیؓ کو آقا آقا کہہ کر پکارتا ہے۔

۳۔ وہ عمرو بن العاص جو نجاشی کے دربار میں مسلمان مہاجرین پر فرد جرم عائد کرتا ہے عمان کے بادشاہ کے پاس اسلام کا داعی بن کر جاتا ہے۔

۴۔ وہی خالد بن ولیدؓ جو جنگ اُحد میں بت پرستوں کے ایک ایسے رسالے کی کمان کر رہا تھا جس کے دوبارہ حملے سے حضورؐ کا دندان مبارک شہید ہو گیا تھا۔ وہ لات و عزیٰ کے بتوں کو اپنے ہاتھ سے گراتا ہے۔ اور اسلامی فتوحات میں سرگرم جوش کے مظاہرہ سے جنرل کا درجہ پا جاتا ہے اور رسول اللہؐ سے جنگ موتہ میں "سیف اللہ" کا لقب پاتا ہے۔

۵۔ وہی عروہ بن مسعود جو حدیبیہ میں کفار کا سفیر بن کر آیا تھا۔ اپنی قوم میں اسلام کی اشاعت میں جان قربان کر دیتا ہے۔

۶۔ وہی ابوسفیان بن حرب جو سات برس تک برابر آنحضرتؐ کے مقابلے میں برابر فوجیں لاتا رہا۔ اور مسلمانوں کے خلاف آتش فساد بھڑکاتا رہا۔ اسلام لاتا ہے تو نجران کے عیسائی علاقے پر حاکم مقرر ہوتا ہے۔

۷۔ وہی طفیل دوسی جو کانوں میں روئی ٹھونسے پھرتا تھا۔ کہ مبادا محمدؐ کی آواز کانوں میں

پڑ جائے ، بالآخر اپنے وطن واپس جا کر گھر گھر جا کر محمد کی آواز پہنچاتا ہے ۔

۸ ۔ وہی عبدیالیل ثقفی شخص جس نے طائف کے لونڈوں کو حضورؐ پر پتھر برسانے پر اکسایا تھا ۔ مدینے میں حاضر ہو کر ایمان سے مالا مال ہوتا ہے ۔

۹ ۔ یہ سب کرشمے اُس پاک اخلاق اور تعلیم کے تھے جس نے دلوں کو فتح کر لیا ، اور رُوحوں کو آلودگیوں سے پاک کر دیا ۔ ؎

رُکتے ہیں یہیں آکے قدم اہل نظر کے !
اُس کوچے سے آگے نہ زماں ہے نہ زمیں ہے
سلامٌ علی افضل الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔

عبادات حبیبِ خُدا حضرت محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عبادتِ خالق کون و مکاں ہر پاکیزہ روح کی غذا اور ہر قلب سلیم کیلئے آرام و چین کا وسیلہ ہے ۔ اِس لئے کہ معبودِ ارض و سما نے فرمایا ۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ

رسول اللہؐ کا اس باب میں جو حال تھا اُس کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے ۔ کہ جہالت ، فسق و فجور کے اُس دور میں جہاں شرک و بُت پرستی ہر طرف محیط تھی ۔ اور جس دور میں معبودِ حقیقی کی عبادت کا وجود ہی کہیں نہ ملتا تھا ۔ اور آپؐ پر ابھی قرآن حکیم کا نزول شروع نہیں ہوا تھا ۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کو بظاہر کوئی حکم نہیں ملتا تھا ۔ آپؐ مکہ کی آبادی سے کافی فاصلے پر جبل نور کی بہت اونچی چوٹی کے ایک غار جو "حرا" کے نام سے مشہور ہوئی ۔ جا جا کر عبادت الٰہی میں مصروف ہوتے تھے ۔ صحیح بخاری ، صحیح مسلم میں روایت ہے ۔ "وَکَانَ یَخْلُوْ بِغَارِ حِرَاءٍ فَیَتَحَنَّثُ فِیْهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّیَالِیْ ذَوَاتِ الْعَدَدِ" یعنی " آپؐ سب سے یکسُو ہو کر غارِ حرا میں کئی کئی دن معتکف رہتے تھے ۔ پھر اس عالم تنہائی میں صرف اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے ۔ یہاں تک کہ کئی کئی دن گھر بھی تشریف نہ لاتے تھے ۔

آپؐ کے ذوقِ عبادت کا اندازہ کرنے کیلئے بعثت اور نزولِ قرآن سے پہلے آپؐ کا یہ معمول ہی کافی ہے ۔ اس کے بعد جب نبوت کا دور شروع ہوا ۔ اور رسالت کی ذمہ داریاں آپؐ پر عائد ہو گئیں ۔ تو وحیٔ الٰہی کی رہنمائی میں آپؐ کی عبادات کا ایک ایسا معتدل اور متوازن نظام قائم ہو گیا ۔ جس کی تقلید اور پیروی اُمت کیلئے زیادہ زحمت و مشقت

طلب بھی نہ ہو۔ نماز ، روزہ ، زکوٰۃ ، اعتکافات ، صدقات ، قربانی ، عمرہ ، حج ، اذکار و
جیسی آپؐ کی تمام عبادات مختلف رنگ و بو رکھنے والے حسین وجمیل پھولوں کی طرح درخشاں ہیں

الصّلوٰۃ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک کو نماز میں جو کیفیت و لذت حاصل ہوتی تھی ۔ اس کا اندازہ قرۃ عینی فی الصّلوٰۃ اور قُم یا بلال ارحنی بالصّلوٰۃ جیسے ارشادات سے ہوتا ہے ۔ اور جو خوش نصیب بندے اس دولت سے کسی حد تک بہرہ ور ہوئے ہیں ۔ انہوں نے اپنی ریاضت کے مطابق اس اجمال کی تفصیل بھی لکھی ہے

ذوقِ ایں مے نہ شناسی بخدا تا نہ چشی !

مثلاً امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہٗ ایک مکتوب میں رقم فرماتے ہیں " نماز ہی میں بیمارانِ عشق و محبت کا چین و آرام ہے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ۔ اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا قَامَ فِی الصَّلٰوۃِ فَاِنَّمَا یُنَاجِی رَبَّہٗ ۔ ترجمہ " تم میں سے کوئی جب نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اُس وقت وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے دل کی باتیں کرتا ہے "۔

اس کیفیت کے سمجھنے میں حضرت امام ربانیؒ کا ہی اک اشارہ ہماری راہنمائی کر سکتا ہے " معلوم ہونا چاہیئے کہ دنیا میں نماز کا درجہ و مقام وہی ہے جو آخرت میں دیدار الٰہی کا ہے ۔ اس دنیا میں بندے کو مولا کا انتہائی قرب نماز میں ہی حاصل ہوتا ہے ۔ اور آخرت میں قرب (انتہائی) دیدارِ الٰہی سے ہوگا ۔ "

حضورؐ دل کی چاہت کے باوجود نفل نمازیں خاص گران اوقات میں بہت زیادہ نہیں پڑھتے تھے ۔ کیونکہ اگر آپؐ دن کا بڑا حصہ نماز میں مشغول رہتے تو آپؐ کی محبت اور تقلید میں یقیناً صحابہ کرام بھی ایسا ہی کرنے لگتے ۔ حکمتِ تشریع کا قول ہے کہ اگر پیغمبر اور اُس کے متبعین کوئی عبادت اہتمام اور پابندی سے کرنے لگیں تو وہ اُمت پر فرض ہو جاتی ہے ۔ اسی وجہ سے باوجود نماز چاشت کی بڑی بڑی فضیلتیں بیان کرنے کے خود پابندی سے حضورؐ نے یہ نماز نہیں پڑھی ۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی سے روایت ہے ۔ " اِنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَدَعُ وَھُوَ وَھُوَ یُحِبُّ اَنْ یَّعْمَلَ بِہٖ خَشْیَۃَ اَنْ یَّعْمَلَ بِہِ النَّاسُ فَیُفْرَضَ عَلَیْھِمْ ۔ (باب تحریص البنی) " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کو چھوڑ دیتے حالانکہ وہ عمل آپؐ کو محبوب ہوتا لیکن اس خوف سے چھوڑ دیتے کہ کہیں لوگ اس پر عمل کرنے لگیں اور وہ فرض نہ ہو جائے ۔ "

حافظ ابن قیم " زاد المعاد " میں لکھتے ہیں ۔ " قَدْ کَانَ یَتْرُکُ کَثِیْرًا مِّنَ الْعَمَلِ وَھُوَ

یحب ان یعمل به خشیة المشقة علیهم ۔" اور آپ ترک فرما دیا کرتے تھے بہت سے اعمال، آپؐ کو بہت محبوب ہوتے تھے صرف اُمت کی دقت کے خیال سے"۔ لیکن اِس کے باوجود رات چونکہ عام طور پر خلوت میں یعنی گھر میں گزرتی تھی ۔ اور دوسرے کاموں سے فراغت بھی ہوتی تھی ۔ اِس لئے رات کی نماز یعنی تہجد اِس قدر طویل پڑھتے کہ پاؤں میں ورم آ جاتا تھا۔

ابوداؤد میں حضرت حذیفہ کا ارشاد ہے کہ ایک دفعہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کی نماز پڑھتے دیکھا ۔ تو آپؐ نے چار رکعتوں میں سورۃ البقر، سورۃ آل عمران، سورۃ النساء اور سورۃ مائدہ پڑھیں ۔ گویا قریباً سوا چھ سپارے پڑھے ۔ صحیح مسلم و صحیح بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے ۔" کہ ایک رات کو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے لگا ۔ آپؐ نے اِس قدر طویل نماز پڑھی کہ میرے لئے آپؐ کے ساتھ کھڑے رہنا سخت مشکل ہو گیا ۔ اور میرے دل میں ایک بُرا خیال آنے لگا ۔ کسی نے پوچھا "بُرا خیال آنے لگا"؟ آپؓ نے فرمایا" خیال یہ کہ میں بیٹھ جاؤں اور آپؐ کو کھڑا رہنے دوں"۔ قربان جائیے اُن صحابہ کرامؓ کے ، جن کے نزدیک رسول اللہؐ کی معیت میں بیٹھ جانا بھی ایک بُرا خیال ہے ۔

وِتر عشاء میں کبھی اوّل شب گزارتے اور کبھی آخر شب ۔ غالب و اکثر آخر شب میں گزارتے ارشاد فرمایا :" جس کو اندیشہ ہو کہ آخر شب نہ اُٹھ سکے گا اُس کو جائز ہے کہ اوّل شب ہی وتر پڑھ لے ۔ وِتر میں ، اوّل رکعت میں سورۃ زالزال ، دوسری میں سورۃ الکافرون اور تیسری میں سورۃ اخلاص ۔ یا پہلی رکعت میں سورۃ سبح اسم ربک ، دوسری میں سورۃ الکافرون اور تیسری رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھا کرتے تھے ۔

صبح صادق کے بعد سنت صبح میں اکثر سورۃ الکافرون اور سورۃ اخلاص تلاوت فرماتے بعد ازآں، پہلوئے راست پر آرام فرماتے ۔ بعد ازاں مسجد تشریف لاتے ۔ اور امامت فرماتے اور نماز فجر کی فرض رکعتوں کو طوالِ مفصّل پڑھاتے ۔ سفر میں سورۃ الفلق اور سورۃ الناس بھی تلاوت فرماتے ۔ بعد نماز اور دُعا اصحاب کی طرف مُنہ کر کے بیٹھ جاتے ۔ اکثر بعد بقدر نیزہ سورج بلند ہونے کے دو رکعت پڑھتے اور اِس کی بہت فضیلت بیان فرماتے چنانچہ ارشاد فرمایا کہ" جو کوئی صبح کی نماز باجماعت پڑھے اور ذکرِ خدا میں تا طلوعِ آفتاب بیٹھا رہے اور پھر دو رکعت پڑھے اُس کا اجر مثل حج و عمرہ کے پورا ہوگا ۔

بعد زوال چار رکعت نماز ادا فرماتے ۔ اکثر اِس کو گھر پر پڑھا کرتے ۔ بعدہٗ چار رکعت قبل از ظہر ادا فرماتے ۔ اور چار رکعت فرض پڑھتے ۔ موسمِ گرما میں دیر کر کے اور موسم سرما

میں اوّل وقت ادا فرماتے ۔ عصر کے وقت قبل از فرض چار رکعت بعد ازاں چار رکعت فرض ادا فرماتے ۔ مغرب کے وقت غروبِ آفتاب کے بعد تین رکعت فرض ادا فرماتے ۔ اور بعد ازاں دو رکعت ادا فرماتے ۔ پھر صلوٰۃ اوابین ادا فرماتے ۔

عشاء کے وقت چار رکعت ادا فرمانے کے بعد چار رکعت فرض ادا فرماتے ۔ بعد ازاں دو رکعت ادا فرماتے ۔ پھر وتر ادا فرماتے اگر اوّل شب نہ پڑھے ہوتے ۔ تو اس کا ذکر پہلے تہجد میں آچکا ہے ۔

تلاوت سونے سے قبل سورۃ سجدہ ، سورۃ ملک پڑھتے ۔ سورۃ دُخان اور سورۃ زمر بھی تلاوت فرماتے ۔ یوم جمعہ کی بہت فضیلت فرماتے ۔

فرمایا " ان یوم الجمعۃ سید الایام " ۔ یعنی یوم جمعہ باقی ایام کا سردار ہے فرمایا ۔ کہ جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اُس وقت جو کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگا جائے وہ دعا قبول ہو جاتی ہے ۔ فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے روز سورۃ کہف تلاوت کرے ۔ اُس کے لئے ایک نور قدموں سے آسمان تک ہو گا ۔ ارشاد فرمایا " جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو " ۔

نماز عید الفطر میں دیر فرماتے ۔ اور نماز عید الضحیٰ جلد گزارتے ۔ عید مدینہ منورہ کے باہر ایک مخصوص جگہ گزارتے ۔ لیکن اگر بارش ہوتی تو مسجد میں گزارتے ۔ آپ کی عیدگاہ میں منبر نہ تھا ۔

صَوم آپ ماہ صیام میں عبادت کے نہایت حریص تھے ۔ ان ایام میں لوگوں کو فرماتے ۔ صدقہ و خیرات دیگر ایام کی نسبت زیادہ فرماتے ۔ کیا دن ، کیا رات نماز ، تلاوت یا اعتکاف میں معمور رہتے ۔ بعد یقین غروبِ آفتاب روزہ جلد افطار فرما لیتے ۔ اگر خرما موجود نہ ہوتا تو پانی سے روزہ افطار فرماتے ۔ باقی مہینوں میں بھی لگاتار کئی دفعہ روزے رکھتے ۔ کوئی مہینہ خالی نہ چھوڑتے ۔

عشرہ ذوالحجہ کے اوّل نو دن روزہ رکھتے ۔ روز عاشورہ کا بھی روزہ رکھتے ۔ ماہ شوال کے چھ روزوں کی نہایت تاکید فرماتے ۔ ارشاد فرمایا کہ " یہ چھ روزے رمضان کے ساتھ صیام کے برابر ہیں ۔ اور رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے تھے ۔

ہجرت کے بعد آپؐ نے صرف ایک حج کیا ۔ اُسی کو حجۃ الوداع کہتے ہیں ۔ آپؐ نے اپنی عمر میں ترسیٹھ ۶۳ اونٹ ذبح کئے ۔ آپؐ کا سن شریف بھی ترسیٹھ سال کا ہوا ہے ۔

ذکر آپ ہر وقت تسبیح ، تہلیل ، تقدیس ، تکبیر ، امر و نہی ، تشریع و تعلیم ذکر جنت و بہشت فرماتے ۔ ارشاد فرمایا " جس کو یہ پسند ہو کہ جنت کے گلزاروں میں جائے ۔ اُس کو چاہیئے

کہ ذکر باری تعالیٰ بکثرت کرے۔

ارشاداتِ قدسی

کسی نے دریافت کیا "اعمال میں کونسا افضل ہے"۔ ارشاد فرمایا "افضل یہ ہے کہ ایسے حال میں مرو کہ زبان ذکرِ الٰہی سے تر ہو۔

ارشاد فرمایا "صبح و شام اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زبان تر ہو"۔

ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ذاکر مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے۔ تو میں اُسے اپنے جی میں یاد کرتا ہوں یعنی میرے سوا کسی کو اُس کی خبر نہیں ہوتی۔ اور جب مجھ کو مجمع میں یاد کرتا ہے۔ تو میں بھی اُس کو اُس کے مجمع سے بہتر میں یاد کرتا ہوں۔ اگر بندہ میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو میں ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف آہستہ چلتا ہے تو میں اُس کی طرف جھپٹتا ہوں۔ یعنی دُعا قبول کر لیتا ہوں۔

ارشاد فرمایا "روزِ محشر اللہ تعالیٰ جن کو اپنے سایہ میں جگہ دے گا اُن میں سے ایک وہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کو تنہائی میں یاد کیا۔ اور اُس کے خوف سے رویا ہو۔

ارشاد فرمایا "بھلا میں تم کو وہ بات نہ بتا دوں جو تمہارے اعمال میں سب سے بہتر ہے۔ تمہارے مالک کے نزدیک بہت ستھری اور تمہارے اعمال میں سب سے اونچی اور تمہارے حق میں سونے چاندی سے بہتر ہو"۔ ایک صحابیؓ نے عرض کی "یارسول اللہؐ وہ کیا بات ہے"؟ فرمایا "ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا"

ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس کو میرا ذکر مجھ سے مانگنے سے مانع رہے۔ اُس کو وہ چیز دوں گا۔ کہ جو کچھ مانگنے والوں کو دیتا ہوں۔ اِس سے بہتر ہو"۔

ارشاد فرمایا "کہ جو لوگ کسی جگہ بیٹھے ہوں۔ اور خدا تعالیٰ کا ذکر نہ کریں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجیں۔ تو قیامت اُن کیلئے حسرت ہو گی۔ فرمایا "افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہؐ ہے۔

ارشاد فرمایا کہ دو کلمے زبان پر ہلکے اور میزان پر بھاری اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیارے ہیں۔ سُبحان اللہ و بحمدہٖ سُبحان اللہ العظیم و بحمدہٖ۔

ارشاد فرمایا "جو شخص پڑھے سُبحان اللہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ اِلَّا اللّٰہ واللّٰہ اکبر ولا حول ولا قوۃ اِلَّا باللّٰہِ العلی العظیم اُس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگر سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں"

ارشاد فرمایا "جو شخص سو مرتبہ سُبحان اللّٰہ کہہ لیا کرے اُس کیلئے ایک ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور ایک ہزار برائیاں اُس کے حساب سے دور کی جائیں گی۔

کمال اسی قدر زیادہ ہوگا۔

۵۔ فرمایا اے بھائی ناجنس اور مخالف طریقہ کی صحبت سے پرہیز کر اور بدعتی کی مجلس سے بھاگ مبادا کہ تیرے دل میں اس کی طرف میلان پیدا ہو جائے۔ اور وہ تیرے کارخانہ میں خلل ڈال دے۔ کیونکہ وہ مقتداء بننے کے لائق نہیں ہے۔

۶۔ اس وقت اکثر خام صوفی، ملحد، اور کافروں کے ساتھ دوستی رکھنے سے نہیں ڈرتے اور کہتے ہیں کہ فقیری کا راستہ کسی کے ساتھ بگاڑ پیدا کرنا نہیں۔ سبحان اللہ حضور سرور انبیاء رئیس الفقراء صلی اللہ علیہ وسلم جن کا قول ہے الفقر فخری ان کو حکم ہوتا ہے کہ اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کر اور ان پر سختی کر۔" یہ عجب فقراء ہیں کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم اور عظیم نبی اور پیشوا کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرتے ہیں

۷۔ فرمایا موجود حقیقی ایک ہے جو بزرگ و پاک اور ماسوا جسے عالم کہتے ہیں معدوم ہے۔ دوسرا یعنی افراد عالم کے حقائق معدوم ہیں وہ اعدام اپنے آئینوں میں کمالات کے انعکاس کے سبب سے ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ وجود ہیں حقیقت میں وجود نہیں ہیں۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ رح کی اولاد امجاد

۱۔ شیخ محمد صبغتہ اللہ رح ۱۰۳۲ھ میں پیدا ہوئے حضرت مجدد رح نے فرمایا "محمد معصوم اس فرزند میں اصلی نور دکھائی دیتا ہے۔ اس کا نام صبغتہ اللہ رکھو۔ آپ نے علوم معقول و منقول میں انتہا تک حاصل کیے۔ پھر اپنے والد گرامی کی خدمت میں رہ کر علم باطن میں بھی کمال تک رسائی کی۔ اور آپ کو خلافت و ولایت کامل دے کر رخصت فرمایا۔ ہزار آدمی وہاں آپ کے حلقہ میں شامل ہوئے۔ ۹۔ ربیع الاول ۱۱۲۱ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ اور سرہند شریف میں مزار مقدس ہے۔

حضرت خواجہ محمد عبید اللہ المعروف مروج الشریعت قدس سرہ

تعارف وولادت

حضرت خواجہ محمد عبید اللہ مروج الشریعت فرزند سوم حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رح ہیں۔ ولادت باسعادت یکم شعبان ۱۰۳۴ھ بمقام سرہند شریف ہوئی۔ آپ کی پیدائش کے دن حضرت عروۃ الوثقیٰ کو الہام ہوا۔ سلام علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث حیا۔ آپ کے چہرہ مبارک سے ایام طفولیت سے ہی آثار ولایت و ہدایت ہویدا تھے۔ مقامات معصومیہ (تصنیف خواجہ صغیر احمد ہمشیر زادہ خواجہ عبید اللہ) میں لکھا ہے کہ آپ کی عمر سات سال تھی کہ مولانا عبدالحکیم

سیالکوٹی سرہند شریف تشریف لائے۔ اور انہوں نے سوال کیا کہ دل گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔ وہ کس طرح ذکر کرتا ہے۔ حالانکہ گویائی صفت زبان کی ہے۔ آپ نے فی الفور جواب دیا۔ کہ زبان بھی گوشت کا ایک پارچہ ہی ہے۔ جس قادر مطلق نے اس کو گویائی کی صفت عطا کی ہے۔ کیا وہ دل کو یہ صفت نہیں دے سکتا۔ یہ جواب سن کر مولانا کی تشفی ہو گئی۔ آپ کے حلقہ میں اس قدر ہجوم ہوتا تھا کہ لوگوں کو بیٹھنے کی جگہ نہیں ملتی تھی۔

آپ نے ایک رمضان شریف کے اندر قرآن مجید حفظ کر لیا تھا یعنی آپ دن کو ایک پارہ یاد کر لیا کرتے تھے۔ اور رات کو سنا دیا کرتے تھے۔

وفات

انتقال سے قبل آپ نے پوچھا کہ نماز کا وقت ہے۔ خادم نے عرض کیا کہ ہے آپ نے تیمم کیا۔ بعد تیمم پیشانی پر ہاتھ رکھ کر کہا السلام علیکم یا رسول اللہ اور نماز کی نیت باندھی۔ اور سجدہ ہی میں جاں بحق تسلیم کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

تاریخ وصال ۱۹۔ ربیع الاول ۱۰۸۳ھ یوم جمعہ بمقام سنبھالکہ کے دہلی سے سرہند شریف آ رہے تھے۔ سرہند شریف میں آپ کے والد مبارک کے گنبد میں دفن ہوئے

حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ

تعارف و ولادت

حضرت خواجہ محمد اشرف رح فرزند چہارم حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم رح تھے۔ ولادت باسعادت ۱۰۸۵ھ میں ہوئی۔ علوم معقول و منقول، کلام و تفسیر و حدیث میں کمال پر پہنچے ہوئے تھے۔ آپ نے بہت سی کتب پر شرح و حاشیہ لکھا تھا۔ حضرت عروۃ الوثقی رح نے فرمایا کہ اگرچہ عمر باقی بہت تھوڑی رہ گئی ہے لیکن بعنایت الٰہی تمہیں ایک ہی توجہ میں مقامات طے کرا دوں گا۔ چنانچہ ایک ہی توجہ میں تمام نسبت مجددیہ اور جمیع احوال و اسرار باطن سے مشرف فرمایا۔

یہ حضرت عروۃ الوثقی رح کے کمال تصرف اور حضرت خواجہ محمد اشرف رح کی استعداد قابلیت کی کمال ہے۔ اس سے زیادہ اور کوئی تصرف اور کرامت ہو نہیں سکتی۔ آپ با استقامت طریقت و شریعت جیسے موصوف تھے۔ زندگی بھر طالبان حق کی رہنمائی میں مشغول و مصروف رہے

وفات

آپ کا آخری کلام حسبی اللہ نعم الوکیل تھا۔ آپ کا وصال ۱۱۱۷ھ میں ہوا۔

حضرت شیخ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ

ولادت:- آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ رح کے فرزند ششم اور سب سے چھوٹے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۵۸ھ بمقام سرہند ہوئی۔

تعلیم: آپ نے تھوڑی مدت میں قرآن شریف اور کتب متداولہ کی تعلیم مکمل کی۔ مگر معاملہ حال کو بھی مقدم رکھا۔ اور گیارہ سال کی عمر میں مشرف بزیارت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحالت خواب ہوئے۔ اور والد ماجد سے معاملہ بیان کیا تو حضرت عروۃ الوثقیٰ رح نے فرمایا کہ تمہیں انشاء اللہ تعالیٰ ولایت نصیب ہوگی۔ اٹھارہ سال کی نوجوانی میں آپ بشارت ولایت احمدی عطا ہوئی۔ اور بیس سال کی عمر میں جملہ کمالات و خصوصیات طریقہ سے سرفراز ہوئے۔ اور اسی اثناء میں والد بزرگوار کا وصال ہوا۔

فرخ سیر بادشاہ آپ کا مرید تھا۔ اور اکثر اعیان سلطنت حلقہ میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

وفات:- آپ نے ۵ جمادی الثانی ۱۱۳۰ھ بمقام دہلی انتقال فرمایا۔ اور آپ کا جسد خاکی سرہند شریف متصل مقبرہ حضرت عروۃ الوثقیٰ مدفون ہوا۔

حضرت خواجہ سیف الدین رح

ولادت:- آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ رح کے پانچویں فرزند ارجمند تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۵۵ھ بمقام سرہند شریف ہوئی۔

تعلیم: آپ نے عین شباب میں اپنے والد بزرگوار سے تمام کمالات مجددیہ کے حصول کی بشارت پائی۔

مقام:- حضرت اورنگ زیب عالمگیر رح نے حضرت خواجہ محمد معصوم رح سے التجا کی کہ میری ہدایت و توجہ کے لیے اپنا کوئی خلیفہ روانہ فرمادیں تو آپ نے اپنی قیومیت کے پینتالیسویں سال اپنے صاحبزادے خواجہ سیف الدین کو دہلی بھیجا تو بادشاہ بے حد اعزاز و اکرام سے شہر اور پھر قلعہ میں لایا۔ وہاں آپ نے دو ہاتھیوں کی مورتیاں جو کہ وہاں نصب تھیں توڑنے کا حکم دیا۔ اور دوسرے دن ارشاد فرمایا کہ تمام گویوں اور بے ریش ناچنے والے لڑکوں اور تمام اہل بدعت کو ہندوستان کے ممالک محروسہ سے نکال دیا جائے۔ پھر حیات بخش صرباغ میں سے سونے کی مچھلیاں جن کی آنکھوں میں جواہرات جڑے ہوئے تھے، کو دیکھ کر فرمایا کہ جب تک یہ مچھلیاں نہ توڑی جائیں، میں یہاں نہ بیٹھوں گا۔ بادشاہ آپ کے ارشادات کی تعمیل بے چون و چرا کرتا تھا۔ پھر ایک دن آپ نے نغمہ و

سرود کا جنازہ بنا کر نکلوایا۔ اور دفن کر دیا۔

حضرت شیخ نے امر معروف و نہی منکر اس طرح کیا کہ اُن سے پیشتر اس قسم کا احتساب کسی نے نہ کیا تھا۔ آپ کے والدِ بزرگوار آپ کو محتسبِ امت فرمایا کرتے تھے۔

اس طرح آپ کی برکت سے بادشاہ و شہزادگان، بیگمات اور جملہ امیر و وزیر داخلہ سلسلہ مجددیہ ہوئے اور بعد ازاں آپ سرہند شریف واپس تشریف لے آئے۔

آپ اکثر آخر شب حضرت مجددؒ کے مزار پُر انوار پر حاضر ہو کر یہ شعر پڑھا کرتے ہے

من کیستم کہ با تو دمِ دوستی زنم   چندیں سگانِ کوئے تو یک کمترین منم

آپ کی خانقاہ میں کم از کم چار صد آدمی ہر وقت جمع رہتے اور ہر شخص کی حسبِ فرمائش کھانا تیار رہتا۔ اور باوجود اس تنعم کے سالک مقاماتِ بلند اور کشف و کرامات کے مراتب قلیل عرصہ میں حاصل کر لیتے تھے۔

وفات

مرض الموت میں ایک طبیب جس کے عقائد خلافِ اہل سنت و جماعت تھے، کو لایا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ "یہ کون سا وقت ہے کہ میرے مخالف کو میرے سامنے لایا گیا ہے۔" چنانچہ اس طبیب کو اسی وقت نکال دیا گیا۔ اور آپ نے ۱۹ جمادی الاول ۱۰۹۵ھ میں وصال فرمایا مرقدِ مبارک سرہند شریف میں ہے۔

وصل بست و ہشتم

رحمۃ اللہ حضرت خواجہ محمد نقشبند المعروف نقشبند ثانی قدس سرہٗ

ولادت باسعادت:۔ حضرت خواجہ نقشبند رح حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ رح کے فرزند دوم تھے۔ اور ولادتِ باسعادت ذی قعدہ ۱۰۳۴ھ یعنی چند ماہ بعد وصال حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ہوئی۔ حضرت مجددؒ نے آپ کی پیدائش سے کافی پہلے اپنے فرزند خواجہ محمد معصوم کو فرمایا تھا۔ تمہارا لڑکا میری وفات کے بعد آئیگا۔ وہ عجائب روزگار اور صاحبِ معارف و اسرار ہوگا۔ اور کثیر التعداد خلقت اُس سے فیضیاب ہوگی۔

تعلیم:۔ آپ نے اکثر کتب اپنے عم مکرم خواجہ محمد سعید سے پڑھیں اور ایسی تحقیق و

تدقیق سے مطالعہ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ خواجہ محمد سعید نے فرمایا کہ یہ مجھ سے پڑھنے نہیں آتے بلکہ مجھے پڑھانے آتے ہیں۔ آپ نے فقہ و حدیث اور جمیع علوم منقولات و معقولات نہایت کوشش سے حاصل کئے اور کمال حاصل کر کے فارغ التحصیل ہوتے۔

بیعت و خلافت

علم قال کے ساتھ ساتھ آپ علم حال بھی والد بزرگوار سے حاصل کرتے رہے۔ اور بیعت ہو کر قلیل مدت میں ایسے مقامات و حالات تک پہنچے کہ عقل و فکر سے باہر ہے۔

مقام

۱۔ ایک دفعہ آپ نے بعض حقائق و معارف اپنے والد گرامی قدر کے سامنے بیان فرمائے تو انہوں نے فرمایا۔ کہ یہ اسرار مقطعات قرآنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو آقائی بخشی۔

۲۔ حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رح نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو خلعت قیومیت سے سرفراز فرمایا۔ الحمد للہ کہ وہ خلعت تم کو بھی عطا ہوا۔ مبارک ہو۔ اسی لیے آپ کو قیوم ثالث کہتے ہیں۔

۳۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو اسرار و معارف حضرت والد بزرگوار رح کی حیات میں وارد ہوا کرتے تھے۔ اُن کی خدمت میں عرض کر کے سینہ کا بخار نکال لیا کرتا تھا۔ ان کے انتقال کے بعد حالات مثل موسلا دھار بارش نازل ہوتے رہے لیکن کوئی محرم نہیں کہ اس سے کہکر سینہ کی عقدہ کشائی کر لیا کروں۔ اور فرمایا:۔

فریاد حافظ ایں ہمہ آخر بہرزہ نیست ہم قصہ غریب و حدیث غریب است

۴۔ فرمایا، ایک روز نانی صاحبہ کی حویلی کی ایک کوٹھڑی میں رہتا تھا، کہ ناگہاں ایک فرشتہ بشکل انسان کوٹھڑی کے اندر آیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے۔ میں نے یہ سن کر تواضع سے سر جھکا دیا۔

وفات

آپ کی وفات جمعۃ المبارک ۲۹۔ محرم الحرام ۱۱۱۴ھ اکیاسی برس کی عمر میں ہوئی۔ اپنے والد بزرگوار کے مقبرہ کے شمال میں علیحدہ مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

وصل بست و نہم

حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ

تعارف و ولادت باسعادت:۔ آپ حضرت نقشبند ثانی رح کے پوتے اور خلیفہ

اعظم ہوئے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت بروز دوشنبہ ۵ ذی قعد ۱۰۹۳ھ میں ہوئی۔ آپ کا نسب نامہ خواجہ محمد زبیر بن خواجہ شیخ ابوالعلی بن خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ بن خواجہ محمد معصوم بن امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ ہے۔

آپ صرف تیرہ برس کے تھے کہ آپ کے والد گرامی قدر شیخ ابوالعلی کا انتقال ہو گیا۔ اسی لیے آپ کی پرورش جد بزرگوار حضرت نقشبند ثانی رح کے سپرد ہوئی۔ کم سنی ہی میں آپ پر استغراق غالب ہو جایا کرتا تھا۔

علوم ظاہری و باطنی

علوم ظاہری و سلوک باطنی یہ تمام و کمال اپنے جد بزرگوار سے حاصل کیا۔ یکم صفر ۱۱۱۲ھ کو قیوم رابعہ کا مقام عطا ہوا۔

معمولات، زہد و عبادت

آپ نہایت کثیر العبادت تھے۔ نماز تہجد میں ساٹھ ساٹھ مرتبہ سورۂ یٰسین شریف پڑھا کرتے۔ تہجد کے بعد از نماز فجر چاشت تک مراقبہ میں رہتے پھر خلقت کو اپنی توجہ سے نوازتے قیلولہ کے بعد نماز فی الزوال ادا فرماتے۔ اس کے بعد کھانا تناول فرماتے، کہ آپ کے کھانے کا یہی معمول رہا۔ پھر نماز ظہر ادا فرماتے اور نماز عصر کے بعد مشکوٰۃ شریف یا مکتوبات شریف کا درس دیا کرتے۔ بعد از نماز مغرب صلوٰۃ اوابین میں دس پارہ قرآن تلاوت فرماتے۔ بعد ازاں حلقہ فرماتے پھر بعد از نماز عشاء حلقۂ لسناء ہونا اور نصف شب کے قریب چند گھڑی کے واسطے استراحت فرماتے آپ کا دائمی وظیفہ یہ تھا دن کو ۲۴ ہزار کلمہ طیبہ۔ ۱۵ ہزار اسم ذات اور رات کو ۱۰ ہزار کلمہ شریف روزانہ

وفات

اسٹھ برس کی عمر میں ۴۔ ذی قعد ۱۱۵۲ھ کو دار فانی سے رخصت ہو کر سرہند شریف میں مدفون ہوئے۔

مقام: ۔ ایک مرتبہ کسی تقریب میں جامع مسجد کے قریب سے گزرے سواری کے ساتھ ہجوم خلائق بے حد تھا۔ حضرت شاہ گلشن رح نے جامع مسجد میں آپ کی سواری کی رونق دیکھ کر اپنے سر سے کملی اتار کر کہا اس کو جلا دو۔ خادموں نے سبب دریافت کیا تو فرمایا اس امیر کی سواری میں اس قدر نور ہے۔ کہ میں اس کا ایک شمہ بھی کبھی اپنی کملی میں نہیں دیکھا حالانکہ تیس سال سے اسی کملی میں ریاضت کر رہا ہوں کسی نے کہا یہ حضرت خواجہ محمد زبیر رح ہیں۔ فرمایا الحمد للہ! کہ ہمارے پیرزادہ ہیں اور ہماری آبرو باقی رہ گئی۔

ایک شخص نے عرض کیا کہ تمام نسبت خاندان مجددیہ مجھ کو ایک ہی توجہ میں عطا فرما دیں آپ نے فرمایا۔ یہ معمول نہیں ہے کہ اگر نسبت ایک ہی توجہ میں کی جائے تو اس کا تحمل حوصلہ بشریت سے باہر ہے۔ مگر سائل اپنے سوال پر مصر رہا۔ اور مزید الحاح و زاری سے عرض گزار ہوا۔ ناچار آپ نے ایک

ہی توجہ سے تمام نسبت القا فرمائی۔ مگر وہ شخص تاب نہ سکا۔ اور فی الفور مر گیا۔

کرامت آپ کا ایک کثیر العیال مرید سخت علیل تھا کہ حالتِ نزع تک پہنچ گیا آپ کو اس پر بہت رحم آیا اور ازراہِ شفقت اس کو اپنے ضمن میں لے لیا۔ اور اس کو شفاء کاملہ ہوگئی۔ اور مدت تک زندہ رہا جس وقت آپ کا انتقال ہوا۔ اسی وقت وہ شخص بھی فوت ہوگیا۔

وصل سی ام

حضرت قطب الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف، ولادت باسعادت آپ کا اسم گرامی **شاہ** قطب الدین بخاری عرف محمد اشرف اور ولادت ملک ماوراء النہر میں ہوئی۔

علوم ظاہری و باطنی: - آپ نے ماوراء النہر میں مختلف جگہوں سے حدیث، فقہ، تفسیر، معقولات و منقولات میں کمال حاصل کیا۔ اور پیر کامل کی تلاش میں سرہند شریف پہنچ گئے۔ اور خواجہ محمد زبیر رح سے بیعت فرما کر خلعت خلافت — اور اجازتِ بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور بعد از انتقال پیر روشن ضمیر مسندِ شیخیت پر متمکن ہوئے اور کچھ عرصہ سرہند شریف میں رہ کر طالبانِ حق کو رشد و ہدایت سے نوازا۔

فانی سرہند ایک دفعہ ایک صاحبزادہ صاحب سے کسی بات پر رنجش پیدا ہوئی، تو خواجہ قطب الدین کی عزت و رنجیدگی سے سرہند شریف تباہ و برباد ہو گیا۔ اسی واسطے امام رفیع الدین رح کو بانی سرہند اور خواجہ قطب الدین کو فانی سرہند کہتے ہیں اس کے چھ سال تک سرہند میں لرزہ و زلزلہ رہا۔ اس لیے آپ وہاں سے رخصت ہو گئے۔

وفات آپ کی وفات ۱۱ رجب ۱۱۸۰ھ میں مدینہ شریف میں ہوئی وہیں آپ کا مزار مبارک حضرت آدم بنوری رح اور خواجہ محمد پارسا کے پاس مدینہ منورہ میں ہے۔ اور آب سقفِ روضۂ عثمانی آپ کے مرقد پر گرتا ہے۔

مکتوباتِ مجدّدیہ سے اقتباسات

کلمہ شریف

ہر وقت اس کلمہ طیبہ کا تکرار رہنا چاہیے۔ کیونکہ نفس امارہ ہر وقت خباثت کرنے پر تلا رہتا ہے۔ اس کلمہ مبارک کے فضائل میں وارد ہوا ہے کہ اگر تمام آسمانوں اور زمینوں کو ایک پلّہ میں رکھیں اور اس کلمہ مبارک کو دوسرے پلّہ میں رکھیں تو اس کا پلّہ دوسرے پر غالب رہے گا۔

مکتوب ۵۲ : دفتر دوم۔

مُحافظت

دو چیزوں کی محافظت ضروری ہے ، ایک صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت دوسرے شیخ مقتدا کی محبّت و اخلاص، ان دو چیزوں کی محافظت کے ساتھ اور جو کچھ دے دیں سب نعمت ہی نعمت ہے۔ اگر کچھ نہ بھی دیں۔ لیکن یہ چیزیں راسخ اور مضبوط ہوں۔ تو پھر کچھ غم نہیں۔ آخر ایک دن دے دیں گے۔ اور اگر نعوذ باللہ ان دو چیزوں میں سے کسی ایک میں خلل پڑ جائے اور احوال و ذوق بھی بدستور اپنے حال پر رہیں تو ان کو استدراج جاننا چاہیئے۔ اور بربادی خیال کرنا چاہیئے وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ الْمُوَفِّقُ ۔ (اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔

مکتوب ۲۸۰ : دفتر اوّل

طریقۂ نقشبندیہ

اور طریقہ صوفیہ میں سے طریقہ عَلیہ نقشبندیہ کا اختیار کرنا بہت مناسب ہے کیونکہ ان بزرگواروں نے سنّت کی متابعت کو لازم پکڑا ہے۔ اور بدعت سے اجتناب کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر ان متابعت کی دولت حاصل ہو۔ اور احوال کچھ بھی نہ ہوں تو خوش ہیں۔ اور اگر احوال کے باوجود متابعت میں فتور جانیں تو احوال کو پسند نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ ان بزرگوں نے سماع و رقص کی محفلوں کو پسند نہیں کیا

مکتوب ۲۶۶ : دفتر اوّل

وصل

ذکرِ مبارک، حضرت حافظ سید محمد جمال اللہ صاحب رام پوری قدس سرہ العزیز

تعارف:- اسمِ مبارک آپ کا سید جمال اللہؒ اور والد گرامی کا نام سید محمد درویش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھا۔ آپ بخاری سید تھے۔ نسب نامہ حضرت امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ تک پہنچتا ہے۔

تعلیم:- آپ نے علوم شریعت میں کمال حاصل کیا۔ اور قرآن الکریم کے حافظ تھے۔ اور خوش الحانی سے قرآن مجید کی تلاوت فرمایا کرتے۔

حالات:- آپؒ کے حالاتِ زندگی کی تفصیل نہیں ملی۔ آپ کو سیر و سیاحت کا بہت شوق تھا۔ اس لئے آپ نے مکمّل سپاہیانہ تربیت حاصل کر کے کمال حاصل کیا۔ بخارا شریف سے سیر و سیاحت کرتے ہندوستان میں مختلف مقامات پر زیارات مشائخ سے مستفید ہوتے رہے۔ اکثر بزرگانِ وقت کی صحبت میں رہے۔ اسی دوران بالآخر حج کی سعادت نصیب ہوئی اور پھر سرہند شریف (ہندوستان) میں قیام پذیر ہو گئے۔

بیعت:- سید صاحب اُن مبارک ہستیوں میں سے تھے جن نفوس قدسیہ کو اللہ تعالیٰ نے دین کی نصرت و حمایت کیلئے صبح ازل سے چن لیا تھا۔ باوجود شوق سیر و سیاحت کے جب آپ قیام سرہند شریف کے دوران حضرت قطب الدین بخاری رحمت اللہ تعالیٰ کی زیارت سے مستفید ہوئے۔ تو وہیں دل دے بیٹھے۔ اور بیعت ہو کر عرصہ قلیل میں مجازِ طریقت ہو گئے اور مستقل سکونت سرہند شریف میں اختیار کر لی۔

سرہند شریف کی ویرانی کے بعد آپ رام پور منتقل ہو گئے۔ اور آخر وقت تک رام پور، المعروف مصطفےٰ آباد میں رہے۔ اتباعِ سنّت کا نہایت التزام و اہتمام کرتے۔ آپ اعمالِ ظاہری و باطنی میں کمال تک پہنچے ہوئے تھے۔ دِل عشق الٰہی سے معمور تھا صاحب دل تھے ؎

جہاں پر خون ہو کر دل نگاہوں سے ٹپکتا تھا!
وہیں محوِ عبادت بندگی محسوس ہوتی ہے

نگاہ کی تاثیر:- اپنے عصر میں فضائل و کرامات میں آپ کا وجود بے نظیر تھا۔ آپ کے فیضان سے کثیر خلقت نے فیوضات و برکات حاصل کیں۔ وظائف و

اذکار کی کثرت آپ کا معمول تھا۔ آپ کی نگاہ میں اس قدر تاثیر تھی۔ کہ جو بھی ایک دفعہ دیکھ لیتا فریفتہ ہو جاتا۔ اور تازندگی آپ کا غلام ہو جاتا۔ رام پور شریف میں ایک دن آپ نے اپنے خلفاء سے کہا۔ "آج ہمارا دل چاہتا ہے کہ احمد شاہ بادشاہ کے قلعہ اور باغ دیکھیں۔ اس لیے اپنے وظائف اور نوافل سے فارغ ہو جائیں کیونکہ معمولات میں کمی نہ ہونے پائے۔ دوستوں نے معمولات سے فارغ ہو کر عرض کی۔ کہ حضور ہم تو فارغ ہو چکے ہیں۔ چنانچہ آپ بھی معمولات سے فارغ ہو کر دوستوں کے ہمراہ قلعہ شاہی کے نزدیک باغ میں تشریف لے گئے۔ قلعہ میں اُس وقت قلعہ میں حضرت خواجہ سید فیض اللہؒ سپہ سالار کے فرائض انجام دیتے تھے۔ اور کسی کام سے قلعہ کی دیوار پر آئے تو آپ کی نظر مبارک سید شاہ حاجی جمال اللہؒ پر پڑی آپ کے دل پر فوراً اثر ہوا، دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں اور حضرت خواجہ کی کیفیت بدل گئی۔ آپ کی قوت برداشت ختم ہو گئی۔ اور فوراً دیوار سے اُتر کر حضرت سید جمال اللہؒ کے قدموں میں گر گئے۔ اور بے ہوش ہو گئے۔ کئی گھنٹے بعد ہوش حواس درست ہوئے تو اضطراری کیفیت میں زبانِ حال سے کہہ رہے تھے۔ ؎

وہ میرا رونق محفل کہاں ہے
میری بجلی میرا حاصل کہاں ہے
مقام اُس کا ہے دل کی خلوتوں میں
خدا جانے مقام دل کہاں ہے۔

لیکن مقام دل پر تو پہنچ چکے تھے۔ اور مقام دِل کی کرشمہ سازیاں شروع ہو چکی تھیں دل ہار کر مقام دل حاصل کر لیا تھا۔ ہوش میں آتے ہی داخل سلسلہ نقشبندیہ ہونے کی استدعا کی کہ ع

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں!

چند لمحات میں روحانی رشتہ قائم ہو چکا تھا۔ اور شاہ جمال اللہ رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے خواجہ فیض اللہ تیراہی کو اپنے دست حق پر بیعت فرما کر مستیوں اور سرشاریوں کے لامتناہی سلسلہ میں منسلک کر لیا۔ خواجہ فیض اللہؒ کا دست مبارک اپنے فیض یافتہ خلیفہ سید محمد عیسیٰؒ کے مقدس ہاتھ میں دے دیا۔ کہ حضرت خواجہ کی تربیت کامل فرمائیں۔

حضرت سید شاہ جمال اللہ نے ایک کثیر تعداد کو داخل سلسلہ نقشبندیہ کیا۔

فیضانِ ولایت

حضرت شاہ جمال اللہؒ ایک دفعہ دہلی سے بطرف رام پور، اپنے دوستوں کے ہمراہ جا رہے تھے کہ اثنائے راہ شکار کرنے کی خواہش ہوئی۔ اور ایک جنگل کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ نے اپنے خادم شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک جگہ کھڑا کیا اور فرمایا "اسی جگہ ٹھہریں واپسی پر ہم آپ کو ساتھ لیں گے اور

پھر رامپور چلیں گے۔ لیکن شکار کرتے کرتے دیر ہوگئی چنانچہ آپ وہاں سے بمعہ اپنے دوستوں کے ایک نزدیکی گاؤں میں شب بسری کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ وہاں سے رامپور چلے گئے کہ شاہ درگاہی عزنوی خود بخود رامپور پہنچ جائیں گے لیکن شاہ درگاہی رامپور نہ پہنچے اور آپ نے بھی کچھ زیادہ خیال نہ کیا۔ قریباً ایک سال بعد آپ پھر اتفاقاً دہلی تشریف لے جا رہے تھے راستے میں اُسی مقام پر نہایت غمگین اور گرد آلود پوشاک میں شاہ درگاہی کھڑے ہیں۔ آپ نے کمال شفقت سے پوچھا "اِس جگہ کب سے کھڑے ہو" تو شاہ درگاہی نے جواب دیا "آپ نے ہی۔ مجھے اِس جگہ کھڑا کیا تھا لیکن آپ واپس نہ آئے۔ اور میں اِسی جگہ کھڑا رہا

مِٹا دیا میرے ساقی نے عالمِ من و تو　　　پلا کے مجھ کو مے لا اِلٰہ الاّ ہُو

یہ حال دیکھ کر حضرت سید شاہ جمال اللہؒ جوش میں آئے اور آپ کو سینہ سے لگایا۔ اور شاہ درگاہیؒ کو تصوف و سلوک کی اعلیٰ منازل طے کر دیں۔ اور فرمایا "جو کوئی تیرے ہاتھ میں ہاتھ دے گا۔ اُس کو خدا کی معرفت حاصل ہوگی۔ مُرشد کے حکم کی تعمیل اِسی کو کہتے ہیں۔ اور اِسی سے مُرید کو فیض اور برکت حاصل ہوتی ہے اور تربیت باطنی ہوتی ہے۔ یعنی ؎

اُسی دریا سے اُٹھتی ہے وہ موجِ تند جولاں بھی
کہ نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہہ و بالا

تسلیم و رضا کا پیکر بن جانے کے بعد ہی مرید باصفا کو یہ منصب حاصل ہو سکتا ہے محبّت کا دِل باتوں سے نہیں جیتا جا سکتا۔ بہت سے صحراؤں اور بیابانوں کی خاک چھاننا پڑتی ہے۔ تب کہیں جا کر حسن (مُرشد) کی بارگاہ میں شرفِ قبولیت نصیب ہوتا ہے۔

مشہور ہے۔ کہ حضرت سید شاہ جمال اللہؒ حضرت خواجہ سید محمد عیسیٰؒ کے وصال کے بعد آپ کے مزار اقدس پر دوستوں نے بارہا دیکھے۔ کہ مرقد مقدس پر توجہ کرتے دیکھے

اجازت حضرت خواجہ فیض اللہ

حضرت خواجہ فیض اللہؒ کو قبلہ عالم سید جمال اللہؒ نے خرقہ و اجازت طریقت دے کر افغانستان جانے کو فرمایا۔ آپؒ اِس متاعِ بے بہا کو لے کر اپنے وطن روانہ ہوئے۔ ؎

جسے مِلا یہ متاعِ گراں بہا اُسکو　　　نہ سیم و زر سے محبت ہے نہ غمِ افلاس

سفرِ آخرت

چار صفر المظفر ۱۹۰۹ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ روضۂ اقدس رامپور متصل دروازہ عیدگاہ مرجع خاص و عام ہے۔ تاریخ وفات منظر حیاؒ سے نکلتی ہے۔

خلفاء

(۱)۔ سید محمد عیسیٰؒ (۲)۔ خان تیراہیؒ (۳)۔ سید ملا امان

تیراہی۔ (۴) شاہ درگاہی غزنوی رح (۵) وارث خان بنارسی۔ (۶) سید محی الدین تیراہی۔

وصل

ذکر مبارک حضرت سید محمد عیسیٰ رحمت اللہ علیہ

تعارف آپ کے حالات کتب میں بہت ہی کم ملتے ہیں۔ آپ کا نام گرامی، محمد عیسیٰ اور ملک رسول سے تھے۔ مصنف "انوار تیراہی" قبلہ عالم قاضی محمد عادل شاہ رح نے آپ کی ولادت و وصال بمقام چوڑہ شریف مضافات ملتان گنڈا پور لکھا ہے۔ لیکن اب معلوم ہوا ہے۔ کہ گنڈہ پور ایک قبیلہ کا نام ہے جو کہ صوبہ سرحد میں ضلع بنوں اور اور ڈیرہ اسماعیل خاں کے علاقہ میں آباد ہے۔

قبلہ صاحبزادہ غلام نقشبند رح کی زبانی علم ہوا۔ کہ اصل جگہ کا نام "چودھواں" جو کہ ایک مشہور قصبہ تحصیل کلاچی میں ہے۔ جہاں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اور وہیں آپ کا مرقد پرانوار ہے۔ صاحبزادہ صاحب کے بیان کے مطابق قصبہ چودھوان کی بالغ اکثریت حافظ قرآن ہیں۔ مستورات کی بھی معتدبہ تعداد حافظ قرآن ہیں۔ شاذونادر ہی کوئی ایسا ہوگا جو اگر حافظ قرآن نہ ہوگا تو قاری ضرور ہوگا۔

معارف علوم ظاہری میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ بیعت حضرت سید شاہ جمال اللہ رح سے مستفیض ہو کر ایک عرصہ تک اپنے روشن ضمیر پیر کامل کی خدمت بابرکت میں علوم باطنی سے فیض یاب ہوئے۔ تو مرشد باصفا نے تاج خلافت سے نوازا۔ اس عزت افزائی پر بارگاہ خداوندی میں مقبولیت حاصل کرنے کے لئے مراقبات و مجاہدات اس کثرت سے کئے اور مقامات باطنی اس قدر تیزی سے طے کئے۔ کہ یاران صحبت بھی حیران و سرگرداں ہو گئے۔

تربیت حضرت خواجہ فیض اللہ رح اسی وجہ سے سید حضرت شاہ جمال اللہ رح نے اپنے مرید خاص قبلہ عالم حضرت خواجہ فیض اللہ کو دوسرے خلفاء کے ہوتے ہوئے بھی تربیت کے لئے حضرت سید محمد عیسیٰ رح کے سپرد کیا۔ تو آپ نے مرشد برحق کے فرمان کے مطابق حضرت خواجہ فیض اللہ کی تربیت دل و جان اور خلوص سے فرمائی۔

اور قلیل عرصہ میں مقامات عظیمہ سے نوازا۔ اور دیگر مخلوق خدا کو فیضان ظاہری و باطنی سے نوازا۔

خاکِ شفا

حضرت خواجہ فیض اللہ رح ہر سال تیزئی شریف سے چودھواں شریف تحصیل کلاچی حضرت سید محمد عیسیٰ رح کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ جب احبابِ طریقت تیار ہو کر آپکے پاس آئے تو آپ سخت بیمار تھے فرمایا" آج میرے وجود میں طاقت بالکل نہیں ہے آپ کو اجازت ہے کہ آپ حضرت عیسیٰ رح کی خدمت میں حاضر ہوں۔ لیکن میری عرض ہے جو اُن کو ضرور پیش کریں" کہ آپ کا غلام فیض اللہ آپ کا دیدار کے تمنائی ہے۔ برائے خدا محروم نہ فرمایا جائے۔ اور دوم یہ کہ قبلہ سید صاحب کے قدم مبارک کے نیچے سے خاکِ شفا اُٹھا کر لے آئیں جو کہ میری جان کی تریاق ہے کیونکہ

؎ آں کہ ارزد صید را عشق است و بس؛ لیکن او کے گنجد اندر دام کس؛

خلیفہ ملا شیر خاں سکنہ دریمند واقع علاقہ تیراہ۔ سید ملا امان غزنوی اور وارث خاں بنارسی آپ رح سے رخصت ہو کر بیس روز کی مسافت کے بعد چودھواں تحصیل کلاچی میں حضرت خواجہ سید محمد عیسیٰ رح کی خدمت اقدس میں حاضری دی۔ تو حضرت خواجہ رح نے اُسی وقت دریافت کیا "دیوانہ تمہارے ساتھ کیوں نہیں آیا؟ خیریت تو ہے"؟ (خواجہ صاحب پیار سے سید فیض اللہ رح کو "دیوانہ" کہا کرتے تھے) دوستوں نے عرض کی "آپ کا دیوانہ ایک عرصے سے بیمار ہے۔ باوجود کوشش بسیار کے، بیماری کی وجہ سے ملاقات سے محروم رہ گیا ہے آپ سے طلب دُعا برائے شفاء مرض ہے۔ اور زیارت سے مشرف ہونے کی آرزو کرتا ہے۔ ؎

گرمیٔ آرزوٗ فراق شورشِ ہائے ہوٗ فراق موج کی جستجو فراق قطرہ کی آبروٗ فراق

خواجہ صاحب رح نے فرمایا "میرے دیوانے کو میری اسلام علیکم کے بعد کہنا کہ میری ملاقات کے لئے روانہ نہ ہو فقیر خود اُس کے پاس پہنچ کر ملاقات کرے گا"۔ چنانچہ دوستوں نے قدرے خاکِ پا لی اور واپس آکر خواجہ فیض اللہ رح کو مرشدِ باصفا کے آنے کی خبر دی۔ ؎

مژدۂ دل کہ دگر بادِ صبا باز آمد؛ ہدہد خوش خبر از شہر سبا باز آمد؛

اِس کے ساتھ ہی آپ نے دوستوں سے اپنی امانت طلب کی۔ دوستوں نے خاکپائے مبارک دی تو فرمایا۔ ؎

اِس خاک کو اللہ نے بخشا ہے وہ مقام کرتی ہے چمک جن کی ستاروں کو عرق ناک

آپ نے اُسی وقت پانی طلب کیا۔ اور خاکپائے مرشدِ باصفا پانی میں حل کر کے نوش جاں کیا۔ اُسی وقت خاکِ شفا نے اثر کیا۔ اور دو تین روز کے عرصہ قلیل میں صحتیاب ہو گئے اور آپ کے جسم مبارک میں کوئی بیماری نہ رہی۔ ؎ ہے ذوقِ تجلی اِسی خاک میں پنہاں۔

وفات

علاقہ گنڈہ پور تحصیل کلاچی میں "چودھواں" کے قصبہ میں ۷، ذوالحجہ ۱۲۲۰ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ مرقد اقدس مرجع خاص و عام ہے۔

آپ کے تین فرزند تھے۔ ۱۔ خواجہ پیر محمد، ۲۔ خواجہ جان محمد، ۳۔ علی محمد صاحب اور آپ کی وفات کے بعد خواجہ جان محمد نے مسند مشیخت سنبھالی۔

کرامات

ایک دفعہ حضرت خواجہ فیض اللہ، حضرت سید محمد عیسیٰ چودھواں شریف کی طرف برائے ملاقات عازم سفر ہوئے۔ کہ رستہ میں آپ سخت بیمار ہو گئے اور ایک قصبہ میں مسجد میں فروکش ہو گئے۔ اضطراب و بے قراری کے عالم میں اپنے شیخ پیرو مرشد کو یاد فرمایا ؎

پر تو حسنت نہ گنجد در زمین و آسمان
درمیان سینہ حیرانم کہ چو جا کردہ ای۔

محبت نے جلوہ گری کی۔ اور اپنے معجزات دکھائے۔ کہ عین شام کی نماز میں حضرت سید محمد عیسیٰ اسی مسجد میں شامل نماز ہوئے۔ اور نماز ادا کرنے کے بعد دریافت کیا "یہاں ایک مسافر بیمار ہے؟ کسی کو اس کے قیام کا پتہ ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ ایک بیمار مسافر حجرہ مسجد میں فروکش ہے۔ چنانچہ خواجہ صاحب حجرہ میں تشریف لے گئے آپ کو دیکھتے ہی خواجہ فیض اللہ پر وجد طاری ہو گیا۔

یہ گھڑی محشر کی ہے اور تو عرصہ محشر میں ہے

اور محبت کے دل میں اپنے سے زیادہ محبوب کی طلب کا احترام ہوتا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت خواجہ سید محمد عیسیٰ نے اپنا دست اقدس حضرت سید محمد عیسیٰ اللہ کے سینہ مبارک پر رکھا۔ آپ فی الفور ہوش میں آگئے۔ دریافت کیا "کچھ کھانے کو دل چاہتا ہے؟" خواجہ فیض اللہ نے جواب دیا "یہ جو دیدار کی نعمت اچانک حاصل ہو گئی۔ اس سے زیادہ کوئی اور طلب نہیں۔ کہ اس نے تلخیوں کو شیرینیوں میں بدل دیا ہے۔"

خواجہ محمد عیسیٰ نے اپنے جامہ سے قدرے ہریسہ نکالا۔ اور فرمایا۔ اس میں سے تھوڑا سا نوش کر لیجئے"۔ اگرچہ آپ کی طبیعت کھانے کی طرف مائل نہ تھی لیکن پھر بھی بطور تبرک اور حکم حضور واجب العمل سمجھ کر دو چار لقمے نوش جان کئے فی الفور حجابات اٹھ گئے۔ اور آپ کو غذا کی ایسی اشتہا پیدا ہوئی کہ سبحان اللہ۔ آپ نے دسترخوان پر موجود تمام ہریسہ نوش جاں فرما لیا۔ پھر صبح تک آرام سے سوتے رہے۔ اور دوسرے روز آپ کو صحت مطلق حاصل ہو گئی۔ خواجہ محمد عیسیٰ نے دریافت کیا "آپ کو میری بیماری کے بارے میں کیسے علم ہوا۔ تو آپ نے جواب دیا۔ کئی روز سے اضطرابی کیفیت تھی تو میں تمہاری طرف روانہ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس پہنچا دیا ایک دو روز اکٹھے رہے پھر برائے ملاقات حضرت خواجہ سید جمال اللہ روانہ ہو گئے۔

ایک دفعہ حضرت خواجہ فیض اللہؒ نے حضرت سید محمد عیسےؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ مجھ کو ایک دوست جو کہ زمانہ طالب علمی میں میرا ہم سبق رہا ہے ، کی یاد نے بہت ستایا ہے اُن کا نام حضرت جیؒ ہے ۔ پشاور میں رہتا ہے ۔ میں چاہتا ہوں کہ اُس سے میری ملاقات ہو جائے ۔ سات سال تک درس مکتب میں میرے ساتھ رہا ۔ اور اُس کی ذات سے مجھے دینی و دنیاوی فوائد حاصل ہوئے ۔ حضرت خواجہ محمد عیسےؒ نے فرمایا "میرے ساتھ اُس وادی میں چل" ۔ اُس وادی میں پہنچ کر ایک جگہ مراقبہ میں متوجہ ہوئے تو دیکھا دُور سے دو آدمی چلے آرہے ہیں نزدیک پہنچ کر اُنہوں نے السلام علیکم فرمایا ۔ خواجہ محمد عیسےؒ نے وعلیکم السلام کہہ کر نہایت ادب سے مصافحہ فرمایا ۔ اُن دونوں میں ایک حضرت جیؒ صاحب تھے ۔ جو کہ خواجہ فیض اللہؒ کے ہم سبق تھے ۔ آپ اُن سے ملکر بہت خوش ہوئے ۔

چہ خوش باشد کہ بعد از انتظارے

حضرت خواجہ محمد عیسےؒ نے فرمایا "اے دیوانہ! تو نہیں جانتا یہ دوسرا شخص کون تھا" عرض کی "حضرت میں نہیں جانتا" ۔ فرمایا "یہ دوسرا حضرت خضر علیہ السلام تھے ۔ اگر کچھ مانگتا ہے تو مانگ لے" ۔ عرض کی یا حضرت! میرے خضر تو آپ ہیں" ۔ مجھے جو کچھ لینا ہے آپ سے لینا ہے اور حضرت خضر علیہ السلام مجھے آپ ہی کی برکت سے ملے ہیں" ۔

صاحبزادگان

حضرت خواجہ محمد عیسیٰؒ کے دو فرزند تھے ۔ وقت وصال دونوں کو بلا کر فرمایا "میرے بعد میرے خلیفہ خواجہ محمد فیض اللہؒ کے پاس جا کر بیعت کر لیں ۔ اور جب تک تصوف کی منازل طے نہ ہو جائیں اُن کی خدمت چھوڑ کر کہیں نہ جانا" ۔

چنانچہ بعد از وصال دونوں صاحبزادگان نے حضرت خواجہ فیض اللہؒ کے پاس آکر آپ کی بیعت کر لی ۔ اور باطنی علوم حاصل کرتے رہے ۔ بڑے صاحبزادے کا گزر جب فنافی الشیخ کی منزل سے ہوا ۔ تو اُن پر مجذوب کا حکم صادر آیا ۔ اور ادائیگی احکام شریعت ملحوظ خاطر نہ رہی ۔ اس عالم میں حضرت خواجہ نور محمدؒ عرف باداجیؒ نے صاحبزادہ کی خدمت عرض کی کہ آپ جماعت میں حاضر نہیں ہوتے کیا وجہ ہے ؟" فرمایا "اس میں میری کیا خطا ہے کہ جب میں امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں تو امام صاحب کا اعمال نامہ میرے سامنے ہوتا ہے ۔ اور اُس کے حالات دیکھ کر نماز سے رہ جاتا ہوں ۔ چنانچہ صاحبزادہ صاحب اسی وقت روپوش ہو گئے اور اپنے والد گرامی قدر کے مزار پر رہائش اختیار کر لی ۔

لہ "حضرت جیؒ" کا مزار مبارک دریائے اٹک کے کنارہ پر متصل شہر "اٹک" واقع ہے اس وقت ہزارہا لوگ آپ کے مزار پر جاتے ہیں اور صحتیاب ہو جاتے ہیں جمعرات کو تو راستہ نہیں ملتا ۔ آپکی اولاد نرینہ نہیں تھی ۔

وصل

ذکر مبارک حضرت خواجہ محمد فیض اللہ تیراھی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ

بانی خاندان چوراسیہ

تعارف تاریخ ولادت باسعادت معلوم نہیں ہے صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ آپ کی جوانی کے ایام میں احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ حضرت خواجہ محمد فیض اللہ خاندانِ سادات میں سے تھے۔ اور آپ کا شجرۂ نسب سادات خاندان اُچ شریف سے ملتا ہے۔ جن کا شجرہ نسب پیرانِ پیر غوث الاعظم حضرت سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ بغدادی سے ملتا ہے اس طرح آپ گیلانی سادات خاندان کے نورِ چشم تھے۔ مفصل شجرہ شریف قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد بن سید محمد فیض اللہ رح المعروف "باداجی" صاحب کے ضمن میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

والد مکرم خواجہ محمد فیض اللہ رح کے والد گرامی کا اسم "محمد" عرف سید خان محمد رح تھا اپنے وقت کے عظیم مفتی اور علوم ظاہری میں کامل تھے۔ درس دینے پر مہارت تامہ رکھتے تھے، کوہاٹ شہر کے قریب دیجوار میں موضع شادی خیل میں ایک عرصہ تک درس دیتے رہے آپ کے علم فضل کا ایک عالم گرویدہ تھا۔

اپنے فرزند خواجہ سید محمد فیض اللہ رح کو اکیس برس کی عمر میں تمام علوم ظاہری کی تکمیل کرادی آپ فن خطاطی میں بے مثل تھے۔ مشہور ہے کہ قوم اکوڑا خیل جو کہ قرب دیوار کوہاٹ میں ایک نئی آبادی بنانے کا ارادہ رکھتی تھی۔ لیکن اس جگہ پتھر سخت اور گول ملتے تھے اور دن کو ان پتھروں سے دیوار بناتے تھے۔ رات کو گر جایا کرتی ہے جب لوگوں بالاتفاق رائے دی کہ اگر قاضی سید جان محمد رح اپنے ہاتھ سے اس کی بنیاد رکھ دیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس آبادی کو جلد آباد فرما دے گا۔ چنانچہ سب نے حاضر خدمت ہو کر حضرت قاضی سید خان محمد رح سے عرض کی۔ آپ بلا تکلف تشریف لائے اور بسم اللہ شریف پڑھ کر اپنے دست اقدس سے پتھر نصب کیا اور فرمایا اس آبادی کا نام ٹیری ہے۔ اور اب وہ ایک اعلیٰ درجہ کا شہر ہے۔ یہ جگہ اب تحصیل نواب صاحب کے نام سے مشہور ہے۔

یہ آپ کے کشف و کرامات کا کرشمہ ہے۔ کہ خٹک اور افغان قوم میں اب تک کوئی بھی باہمی تنازعہ ہو جاتا ہے تو سب مل کر خانقاہ مبارک پر حاضر ہوتے ہیں اور فیصلہ کرایا جاتا ہے۔ کیونکہ

؎ چراغ مقبلاں ہرگز نہ میرد ۔۔۔ اگر گیتی سراسر باد گیرد

آپ کا مزار مبارک متصل ضلع الاچی ہے۔

تعلیم

جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے کہ آپ نے علوم ظاہری کی تعلیم والد مکرم قاضی سید خان محمد رح سے حاصل کی اور اکیس سال کی قلیل عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔ اور تھوڑے سے ہی عرصہ بعد شادی ہوگئی۔

احمد شاہ ابدالی کی فوج سے وابستگی

احمد شاہ ابدالی جو حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رح کی دعوت پر ہندوستان پر حملہ کرنے والا تھا آپ نے بھی قلیل عرصہ میں فنون جنگ کی تربیت حاصل کی اور احمد شاہ ابدالی کی فوج میں شامل ہوگئے۔ اور عرصہ قلیل میں سپاہی کے فرائض سرانجام دینے کے لئے قلعہ رام پور میں تعینات ہوگئے۔

بیعت

شاہ جمال اللہ رح کے حالات میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ خواجہ سید محمد فیض اللہ رح قلعہ رامپور میں سپہ سالاری کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ کہ ایک دن قلعہ سے باہر شاہ جمال اللہ رح باغ میں اپنے عقیدتمندوں کے ہمراہ سیر کر رہے تھے۔ خواجہ فیض اللہ رح کی نظر جب آپ پر پڑی تو دل کا دروازہ کھل گیا۔ دل کا دروازہ کھلنا ہی کرم کی علامت ہوتی ہے۔ کرم کا ہاتھ اٹھا اور صدا مقبول ہوگئی۔ فوراً قلعہ کی دیوار سے اترے شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قدموں میں سر رکھ دیا۔ ؎

در ازل تقدیر یوسف بانہ لیجا رفتہ بود   در نہ شاہے گدائے کے بہ بازار آورد

قدموں میں ہی بے ہوش ہوگئے کئی گھنٹے بعد جب حواس درست ہوئے۔ تو عجب کیفیت تھی وہ دل سے تیری نگاہ جگر تک اتر گئی۔   دونوں کو اک اداہیں رضامند کر گئی

اور زبان حال سے کہہ رہے تھے۔ ؎

ہن میں دیکھیا سوہنا یار   جس دے حسن دا گرم بازار

مینوں رہی نہ کچھ سنبھال!   مینوں مڑنا ہویا محال!

ہوش میں آنے کے بعد داخل سلسلہ نقشبندیہ ہونے کی استدعا کی۔ لمحات میں دنیائے دل بدل چکی تھی عشق اپنا جال بچھا چکا تھا۔ اور اب ؎

مینوں مڑنا ہویا محال   میں رہساں مرشد نال

کہہ کر احمد شاہ ابدالی کی سپہ سالاری پر لات ماری اور مرشد کے ساتھ ابدی تعلق جوڑ لیا ؎

نگاہِ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں۔

مے خانہ مرشد سے ایک لازوال نشہ اور سرشاری عطا ہوئی۔ اور تقدیر حقیقتاً بدل چکی تھی حضرت سید شاہ جمال اللہ نے خواجہ فیض اللہ کو اپنے دست حق پر بیعت فرما کر ان کا ہاتھ اپنے

حاضر جناب خواجہ سید محمد عیسٰیؒ کے ہاتھ میں دے دیا۔ کہ اس کی تکمیل تمہارے ذمہ ہوئی ہے۔

ایک عرصہ بعد جب خواجہ سید محمد عیسٰیؒ عازم چودھواں تحصیل کلاچی ہوئے۔ تو آپ نے حضرت سید محمد فیض اللہ کو حضرت شاہ جمال اللہؒ کی خدمت میں حاضر باشی پر مامور کر دیا۔ آپؒ چار سال اس خدمت پر مامور رہے۔ اور خواجہ سید محمد فیض اللہؒ کو مرشد سے عظیم فیض حاصل ہوا۔

وطنِ مالوف کو واپسی

چار سال کی خدمت کے بعد حضرت سید شاہ جمال اللہ نے آپؒ کو وطن واپس جانے کی اجازت عطا فرمائی۔ اور فرمایا ملک افغانستان چلو اور اہل دنیا کو نور ہدایت سے منور کرو۔

اس طرح آپؒ تقریباً اٹھارہ سال بعد وطن واپس آئے تو کوہاٹ شہر کے نواح میں موضع ڈوڈہ میں قیام فرمایا کیونکہ آپؒ کو اسی جگہ اپنے بزرگوں سے واقفیت تھی۔ اس وقت موضع ڈوڈہ میں تپ کی بیماری عام تھی۔ اس لئے خلقت نے آپ کی خدمت میں آنا شروع ہو۔ تعویذ اور دم کرانا شروع ہو گیا۔ جو کہ بہت اثر پذیر ثابت ہوا۔ آپ نے اس جگہ تین ماہ قیام فرمایا۔ اور خلق خدا کو ظاہری اور باطنی فیض سے نوازا۔

دوسری شادی

انہی دنوں قاضی عبدالحمیدؒ جو کہ مفتی علاقہ کوہاٹ تھے۔ اور خواجہ سید محمد فیض اللہ کے والد بزرگوار کے شاگرد رشید تھے حضرت کی خدمت میں عرض کی۔ میری لڑکی کو اگر عقد میں قبول فرمالیں۔ تو بے حد مہربانی ہوگی اور غریب نوازی ہوگی۔ مزید بتایا کہ وہی لڑکی عربی درسیہ کتب اور کتب فقہ میں کامل دسترس رکھتی ہے

حضرتؒ نے فرمایا "میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہہ سکتا، استخارہ کے بعد جو حکم ہوگا۔ اس کے مطابق عمل کروں گا"۔ چنانچہ اسی ہفتہ آپ نے قاضی عبدالحمیدؒ کو بتایا کہ اجازت مل چکی ہے۔ تو قاضی صاحب نے کمال عزت و حرمت سے اپنی بیٹی کا عقد کر دیا۔

آپ کے استخارہ میں آپ کو اشارہ ہوا تھا۔ کہ جو فیضانِ الٰہی آپؒ کیلئے امانت رکھے ہوئے ہیں وہ اسی نکاح کے بعد ودیعت ہوں گے۔ کہ جو فرزند آپ کو اس بیوی کے بطن سے عطا ہوگا۔ وہ دارین ہوگا۔ اس کے علم ظاہری و باطنی کے نور سے ایک عالم فیضیاب ہوگا۔ وہ وارث علومِ امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ ہوگا۔ سلسلہ نقشبندیہ کو اس سے وہ عروج حاصل ہوگا کہ کثیر التعداد نسل انسانی داخل سلسلہ ہوگی۔ اور سلسلہ نقشبندیہ کو فروغ حاصل ہوگا۔ موجب برکات عالم اور باعث شوکت اسلام ہوگا۔

اس عقدِ ثانی کے بعد اس نے تقریباً چھ ماہ اسی جگہ قیام کیا۔ اور پھر اپنے آبائی وطن تیراہ شریف کو جانے کا قصد کیا۔

تیزئی شریف میں آمد

آپ تقریباً اٹھارہ سال بعد تیزئی شریف میں پہنچے آپ کی پہلی، بیوی جو آپ کے والد مکرم کی حیات میں نکاح میں آئی تھیں۔ اُن کے بطن سے ایک لڑکی بھی تھی۔ جو اب اُنتیس سال کی ہو چکی تھی جب آپؒ اُس مکان پر پہنچے۔ تو پہلی بیوی صاحبہ نے اٹھارہ برس کی مدت کے بعد آپؒ کو دیکھا تو آپ کو پہچاننے سے انکار کر دیا۔ کہ آپ جوانی کے عالم میں لباس سپاہ گری میں گھر سے روانہ ہوئے تھے اور اس طرح ڈاک کا نظام نہ ہونے کی وجہ سے اپنی خیریت کی کوئی اطلاع گھر نہ دے سکے۔ اس لئے پہلی بیوی صاحبہ نے کہا مجھ کو یقین نہیں ہے کہ یہی میرے خاوند ہیں۔ اس لئے میں غیر محرم کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دے سکتی۔

"اس طرح تین ماہ تک آپؒ اپنی چھوٹی بیوی صاحبہ کے ہمراہ دوسری جگہ اُسی گاؤں میں رہے۔ کہ ایک دن اتفاقاً ایک جنازہ پر مولوی شیر محمد صاحبؒ سے ملاقات ہوگئی۔ جو کہ ایام تعلیم میں آپؒ کے ہم سبق رہے تھے۔ انہوں نے فوراً آپ کو پہچان لیا اور دریافت کیا اس قدر طویل مدت آپ کہاں رہے تھے۔ تو آپ نے بتایا کہ احمد شاہ ابدالی کی فوج میں ملازمت کے سلسلہ میں رام پور قیام رہا۔ اور اب وہاں سے رخصت ہو کر تین ماہ سے یہاں گاؤں آیا ہوا ہوں۔ لیکن قدرت الٰہی ہے۔ کہ کوئی شخص مجھ کو پہچانتا ہی نہیں حتیٰ کہ بیوی صاحبہ نے بھی پہچاننے سے انکار کر دیا ہے۔ اور مجھ کو غیر محرم سمجھتی ہے۔ اور اب ایک مسافر کی طرح رہ رہا ہوں۔ میری دوسری بیوی بھی ہے۔"

حضرت مولوی شیر محمدؒ نے گاؤں کے لوگوں کو اکٹھا کیا۔ اور بتایا کہ یہ تمھاری غلطی ہے یہ خواجہ سید محمد فیض اللہؒ ہیں میں خود ایک عرصہ ان کے والد مکرم کی خدمت میں تعلیم حاصل کرتا رہا ہوں۔ اور آپؒ میرے ہم سبق رہے ہیں۔ اس وقت سب لوگوں کو تصدیق اور اطمینان ہوا۔ اور آپ کی پہلی بیوی نے بھی گھر داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ اور سب خوش و خرم رہنے لگے۔

دونوں بیویوں میں محبت و ایثار

عقل مفاد پرست ہوتی ہے۔ خود غرضی اس کی طینت میں شامل ہے۔ اپنا گھر اجاڑ کر محبوب کا بول بالا کرنا اہل محبت کا شیوہ ہے۔ محبت سب کچھ نثار کرنے کے بعد بھی راضی نہیں ہوتی۔ یہی چاہتی ہے کہ ہزار جان ہوں تو سب نثار کر دوں۔ اور محبت بھی کسی اللہ والے کے صدقے ملتی ہے۔ یہ خواجہ سید محمد فیض اللہؒ کے فیض کا ہی کرشمہ تھا۔ کہ وہی بیوی جو آپ کو گھر آنے کی اجازت نہ دیتی تھیں۔ انہوں نے نذر مانی۔ کہ اگر اللہ جل شانہٗ حضرت خواجہ سید محمد فیض اللہؒ کو فرزند ارجمند عطا کرے گا۔ تو میں ہر روز سو رکعت نماز نذرانہ تا زندگی ادا کروں گی۔

اللہ اللہ! محبت کے سرچشمہ کا کیا ہی عظیم فیض ہے، ایثار، محبت کی فطرت ہے اور محبت

کی فطرت سے مجبور!

چھوٹی بیوی صاحب نے وعدہ فرمایا۔ کہ اگر اللہ تعالے نے مجھ کو فرزند عطا کیا تو میں اسی وقت بڑی بیوی صاحبہ کو بخش دوں گی۔ اور میرا اس سے کوئی واسطہ نہ ہوگا۔ ؎

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی　　سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

چھوٹی بیوی صاحبہ کا یہ ایثار یقیناً فیضان نظر کا کرشمہ تھا۔ کہ محبت ازل سے ایثار پیشہ ہے ایثار سے ہی محبت کو زندگی ملتی ہے۔ اور ایثار سے ہی سرمدی راحتیں نصیب ہوتی ہیں۔ محبت کے احترام میں قدرت اپنے قانون بدل لیتی ہے، آتش نمرود گلزار بن جاتی ہے، دریا رستہ دے دیتے ہیں۔ صحراؤں کی وسعتیں سمٹ جاتی ہیں۔

یہ قدرت کے قانون میں تبدیلی ہی تھی کہ جب اسی سال اللہ تعالیٰ نے چھوٹی بیوی کو فرزند عطا کیا۔ تو فوراً بڑی بیوی صاحبہ نے اپنے دامن میں اٹھا کر دودھ پلانا شروع کیا۔ اور احترام محبت میں قدرت نے اپنا قانون بدل دیا۔ اور بڑی بیوی صاحبہ کے دودھ اترنے لگا۔ گویا فرزند انہی کے تولد ہوا ہے۔

اولاد

حضرت خواجہ محمد فیض اللہ نے فوراً اپنے فرزند کا نام مبارک نور محمد رح رکھا۔ اور فرمایا کہ عقد ثانی کے وقت جو استخارہ کیا تھا۔ اس میں مجھے بشارت دی گئی تھی۔ کہ یہ لڑکا جانشین حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز ہوگا۔ اور سلسلہ نقشبندیہ کو اس کے وجود سے بفضل ایزدی اس قدر فروغ نصیب ہوگا کہ زمانہ حال میں شاذ و نادر ہی ایسا وجود ہوگا۔ اور حلقہ ارادت بہت وسیع ہوگا۔ اور ایک عالم ان سے فیض حاصل کرے گا۔ حضرت خواجہ نور محمد رح نے بچپن میں اپنی والدہ کلاں سے دو سال سے زیادہ عرصہ دودھ پیا اور اس عرصہ میں اپنی حقیقی والدہ سے ایک دفعہ بھی دودھ نہیں پیا۔

چھوٹی بیوی صاحب کے بطن سے دوسرا لڑکا "گل محمد" پیدا ہوا۔ تو خواجہ سید محمد فیض اللہ نے فرمایا۔ یہ فرزند بھی خوش نصیب اور صاحب کرامت ہوگا۔ ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ علوم باطنی میں بھی یگانہ روزگار ہوگا۔" غرضیکہ حضرت خواجہ محمد فیض اللہ کے ہاں پانچ فرزند ہوئے۔ اور ہر ایک اپنے اپنے مرتبہ میں لاثانی تھے۔

۱۔ خواجہ نور محمد ابتدا سے تصوف میں شغل رکھتے تھے۔ لیکن اگر کسی کو کسی مسئلہ کی ضرورت پڑ جاتی۔ تو آپ ایسی کتاب کا حوالہ دیتے اور ثبوت فراہم کرتے کہ اس کی تسلی ہو جاتی۔

۲۔ حضرت خواجہ گل محمد، صاحب نسبت تھے۔ علوم ظاہری میں آپ کو اس قدر فضیلت تھی، کہ افغانستان میں آپ کی شاگردی سے کوئی خالی نہ ہو گا۔ آپ صاحب تالیف تھے اور آپ کی بہت

اسی کتابیں عربی، فارسی، اور افغانی زبان میں منظوم ہیں۔ خوش نویسی میں کمال حاصل تھا۔

۳۔ حضرت جان محمدؒ، اپنے وقت کے قاضی اور قوم افغان میں آپ کی بات فیصلہ کن سمجھی جاتی تھی۔

۴۔ حضرت صالح محمدؒ، علم و حکمت بالخصوص پانی کا چشمہ دریافت کرنے میں ایسی استعداد کے مالک تھے۔ کہ لوگ دور دراز تک آپ کو جانتے تھے۔

۵۔ حضرت محمد نورؒ، دائمی چلہ کشی اور خلوت و گوشہ نشینی میں رہے۔

وفات

آپ ۲۰ ربیع الاول ۱۲۳۰ھ کو اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی میں کوچ کر گئے۔ آپ کا مزار مبارک تیرائی شریف تیراہ شریف میں مرجع خاص و عام ہے۔

کرامات

جب حضرت خواجہ محمد فیض اللہؒ بمقام تیرائی شریف قیام فرمایا تھے تو مسجد کے قریب ایک چبوترہ تھا جس پر آپ تشریف رکھتے تھے اور کتاب لکھا کرتے تھے۔ اس چبوترے کے ساتھ دو قد آور درخت تھے۔ جو زیتون کے تھے لیکن کافی مدت سے خشک تھے۔ آپ جس وقت پانی پیا کرتے تھے۔ تو بقایا پانی درختوں کے دامن میں ڈال دیا کرتے۔ تو ایک ماہ کے قلیل عرصہ میں۔ آپ کے پانی اور دعا کے اثر سے دونوں درخت سرسبز ہو گئے۔ اور کہا جاتا ہے کہ اب تک وہ درخت سرسبز ہیں۔ گرد و نواح کے لوگ آپ کی اس کرامت سے واقف ہیں۔

ایک دفعہ شہر کوہاٹ میں حضرت حاجی عبداللہؒ نقشبندی کے حجرہ مبارک میں چلہ میں تھے۔ اس کے بعد تین، چار روز تک آپ روضہ مبارک میں بیٹھے رہے۔ اس کے نزدیک ایک سید شہزادہ صاحب بھی قیام فرمایا تھے۔ رات کے وقت اکثر اوقات ملاقات ہوا کرتی تو سید شہزادہ صاحب اکثر مرشد کامل کے نہ ملنے کا ذکر کرتے۔ ایک دن خواجہ سید محمد فیض اللہؒ نے فرمایا "اولیاء تو بہت ہیں کوئی متلاشی ہی نہیں ملتا۔ شہزادہ صاحب نے عرض کی "میں متلاشی صادق ہوں" خواجہ صاحبؒ نے فرمایا۔ "عاشق نہیں معشوق" پھر تین دفعہ تکرار کی۔ اور فرمایا کہ کسی بزرگ کے متلاشی ہو تو موضع طور رد کے علاقہ میں سید صاحب، صاحب کمال ہیں۔ ایک نظر سے اہل اللہ بنا دیتے ہیں۔ شہزادہ صاحب نے عرض کی "مجھے پتہ بتائیے میں اسی وقت جاتا ہوں۔ اور گودڑی کاندھے پر رکھ کر تیار ہو گئے۔ اور کہا "السلام علیکم میں جاتا ہوں"۔ پھر فرمایا موضع چودھواں میں ایک اور سید صاحب ہیں جن کی ولایت سے ایک زمانہ نے فیض پایا ہے۔ شہزادہ صاحب نے عرض کیا "ان کا پتہ بتائیں میں ادھر کو جاتا ہوں"۔ حضرت خواجہ سید محمد فیض اللہؒ

نے جان لیا کہ واقعی شوق سچا ہے تو فرمایا میرے پاس آؤ ۔ اور حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے ۔ پہلے بیعت فرمایا اور ایک نگاہ کی ۔ اس کے بعد سید شہزادہ صاحب کو پھر کسی دوسرے سے کچھ دریافت کرنے کی ضرورت نہ رہی ۔ اور قلیل عرصہ میں خلافت سے مشرف ہو کر صاحب مجاز ہوئے ۔ اب بھی اُن کی اولاد موجود ہے ۔ اور حضرت باباجیؒ کے مزار اقدس پر حاضری دیتی ہے ۔

آپؒ کو ایک مرتبہ عالم خواب میں حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا حضرت سید شاہ جمال اللہؒ اور خواجہ محمد عیسےؒ بھی ساتھ تھے

خلفاء

آپؒ کے پانچوں صاحبزادگان

۱ ۔ خواجہ نور محمدؒ ۲ ۔ خواجہ گل محمدؒ ۳ ۔ خواجہ جان محمدؒ

۴ ۔ خواجہ صالح محمدؒ ۵ خواجہ محمد نورؒ

دیگر

۶ ۔ سید شہزادہ صاحبؒ ، جن کا ذکر اوپر ہوا ہے ۔ ۷ ۔ شیر محمدؒ ۔

۸ ۔ زادہ محمد شاہ صاحبؒ ۹ ۔ مولوی محمد امین صاحبؒ

وصل سی و چہارم

ذکر مبارک خواجہ خواجگان سید نور محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ المعروف باباجی قدس سرہ العزیز

پیر چوراہیؒ

لاریب ہے مشائخ عصر کا اعتراف ،
اس نور کی بستی میں تو طریقت کا تاج ہے ۔

کونسی "نور کی بستی" ؟

نام ، لاشعوری میں زبان پر لطافت و شیرینی پیدا کر رہا ہے ۔ اور روکنے سے رُکتا ہی نہیں ، یعنی !!!

چورہ شریف ۔ چورہ بگو کہ چوراست این بقعہ نوراست

آستانہ عالیہ نوریہ چورہ شریف ، بہتی ندی کے کنارے سنگلاخ چٹانوں پر میرے مرشد کا مسکن ، راولپنڈی سے ۱۰۸ کلومیٹر ، کوہاٹ سے ۷۰ کلومیٹر اور اٹک سے ۵۰ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے ۔

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہین ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں

نور کی اِس بستی کا نام چورہ شریف پڑنے کی وجہ تسمیہ تو معلوم نہیں ہوسکی، تاہم صاحبزادگان میں سے ایک نے بتایا کہ دربا عالیہ کے مشرق کی طرف زمانہ قدیم میں ایک گاؤں تھا۔ جس کا نام معلوم نہیں ہوسکا۔ لیکن جب امتدادِ زمانہ کے باعث وہ تباہ و برباد ہوگیا۔ تو اس کے جنوب میں موجودہ گاؤں آباد ہوا۔ اور لوگوں نے اِسے "چورہ" کے نام سے پکارا (کیونکہ پہلا گاؤں چورہ ہوچکا تھا) اِس گاؤں میں حضرت باواجیؒ کے مخلص مریدین تھے جو آپ کے پاس تیراہ شریف میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ "چورہ" گاؤں کے اِنہی مُریدین میں حضرت قبلہ عالم، باباجیؒ کا ایک مخلص مُرید اور خلیفہ میاں فقیر محمدؒ رہائش پذیر تھا۔ کہ ایک رات حضرت باباجیؒ بمعہ مشائخ نقشبندیہ نے فقیر محمد کو چورہ گاؤں سے ایک میل کے فاصلے پر شمال کی طرف ایک آب کس (ندی) کے کنارے جگہ دکھائی اور حکم دیا کہ اِس جگہ ایک مسجد بنائی جائے۔ اور آبادی کیلئے بھی جگہ تجویز فرمائی۔ روضہ مبارک اور مزاراتِ اولاد مبارک کی جگہ علیحدہ علیحدہ دکھلائی۔

صُبح کو میاں فقیر محمدؒ نے احباب کو جمع کیا اور ساتھ لاکر وہ جگہ بتائی۔ سب احباب اِس جگہ کو نشان زدہ کرنے کیلئے پتھر نصب کیا۔ اور مسجد کی بنیاد رکھی۔ یہ پیشین گوئی حضرت باباجیؒ باواجیؒ کے چورہ شریف تشریف لانے سے گیارہ سال قبل وقوع پذیر ہوئی اور اُس وقت آپؒ ابھی مُلک تیراہ شریف بمقام تیزئی شریف میں قیام فرما تھے۔

گیارہ سال بعد!

جب حضرت باواجیؒ اُسی نشان زدہ جگہ پر جو برلب کستی (ندی) واقع ہے قیام فرما تھے۔ اور پھر وہاں مختصر سی آبادی وجود میں آگئی۔ تو اُسی گاؤں چورہ کی نسبت سے آپؒ کے قیام کی جگہ بھی چورہ شریف زبانِ زد خاص و عام ہوگئی۔

اِس بات کا تو شاید کوئی تاریخی ثبوت نہ مل سکے کہ پہلا گاؤں چورہ ہوا یا نہیں اور اگر ہوا تو کیسے ہوا؟ لیکن یہ اب ایک حقیقت ہے کہ ذات حق کا مُتلاشی صادق جو بھی اِس دربار سے صِدق دل سے وابستہ ہوجاتا ہے۔ تو بُزرگان چورہ شریف کی نگاہِ کرم کے طفیل اب بھی اُس کا ظاہری جسم چورہ چورہ ہوجاتا ہے۔ اور پھر اِس ظاہری جسم کے چورہ ہونے کے بعد!! بزرگان نقشبندیہ چوراسیہ کی کرم فرمائیوں کے صدقے، اُس کو وہ مقام حاصل ہوجاتا ہے۔ کہ دنیا اُن کی غلام ہوجاتی ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

دِماغوں سے آؤ دِلوں کی طرف | اُٹھاؤ قدم منزلوں کی طرف
فقیروں کی صحبت بڑی چیز ہے | کبھی آؤ اِن محفلوں کی طرف!

اِسی طرح ؎

تمنا دردِ دل کی ہے تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

قطب الارشاد، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ اپنے مکتوب ۲۰۲ جلد اوّل میں فرماتے ہیں ؎

زاں رومی کہ چشم تست احول
معبود تو، پیر تست، اوّل

ترجمہ "چونکہ تیری نظر اوّل میں احول (ایک کو دیکھنے والی) ہے۔ اس لئے اوّلاً تیرا قبلہ گاہ تیرا پیر و مرشد ہے"۔ پیر رومی نے فرمایا ؎

پیرِ کامل صورتِ ظلّ
یعنی دید پیر، دیدِ کبریا!

ولادت

آپ کا اسم مبارک سیّد نور محمدؒ، المعروف باباجیؒ والد گرامی کا نام سیّد محمد فیض اللہؒ۔ بقول مصنّف "انوارِ تیراہی" قاضی سیّد محمد عادل بادشاہ' قبلہ عالم حضرت باباجیؒ نے ایک استفسار کے جواب میں فرمایا "سن پیدائش ۱۱۰۹ھ ہے۔ آپ کی پیدائش حضرت سید محمد فیض اللہؒ کی دوسری بیوی جو کہ مفتی علاقہ کوہاٹ قاضی عبداللہ کی صاحب زادی صفریٰ کے بطن سے ہوئی۔ اس کا مفصل ذکر خواجہ سید محمد فیض اللہؒ کے ضمن میں ہو چکا ہے اور استخارہ کے بعد ہی آپ نے قاضی مفتی عبدالمجید کی صاحبزادی کے ساتھ عقد ثانی کیا تھا۔ اور استخارہ کے بعد ارشارہ ہوا تھا کہ فیضان الٰہی جو آپ کے لئے امانت رکھے ہوئے ہیں۔ وہ آپ کو اس نکاح کے بعد ودیعت ہوں گے۔ اور جو فرزند پیدا ہوگا اُس کے علم ظاہری و باطنی سے ایک عالم صحت یاب ہوگا اور حضرات نقشبندیہ خصوصاً امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ العزیز کا نائب ہوگا کہ اس سے سلسلہ نقشبندیہ کو تقویت اور وسعت حاصل ہوگی۔

چنانچہ آپؒ کی پیدائش ہوئی۔ تو قبلہ سید محمد فیض اللہؒ نے فرمایا "مجھے تین دن پیشتر اس کی بشارت ہو چکی ہے۔ اور فرزند سلسلہ نقشبندیہ اور اسلام کے لئے باعث تقویت ہوگا"۔ ایک دفعہ عالم خواب میں آپ کو خواجہ خضر علیہ السلام، سید جمال اللہؒ اور سید محمد عیسیٰؒ نے بھی خواجہ سیّد نور محمدؒ کی پیدائش پر مبارک باد دی۔ آپ کی پیدائش بمقام تیرزئی شریف علاقہ تیراہ شریف میں ہوئی۔

شجرۂ نسب

آپؒ کا شجرہ نسب اُچ شریف کے مشہور بخاری خاندان سے ملتا ہے جن کا شجرہ نسب پیران پیر غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے واسطہ سے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔

مندرجہ بالا شجرہ نسب اُچ شریف سے باقاعدہ تصدیق شدہ ہے۔ اس تصدیق شدہ شجرہ نسب (جو کہ یکے از بزرگان چورہ شریف پیر عجائب علی شاہؒ نے مؤلف کو کمال نوازش اور کرم نوازی سے عطا کیا ہے) کا عکس کتاب ہذا میں شامل کیا گیا ہے۔ یہ مصدقہ شجرہ نسب ایک محنت شاقہ کے بعد پیر

شجرۂ نسب ساداتِ چوراہیہ

خواجۂ خواجگان، خواجہ سید نور محمد المعروف حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ بن خواجہ فیض اللہؒ

احمد گل — خواجہ فقیر محمدؒ — خواجہ دین محمدؒ — خواجہ شاہ محمدؒ

عجب گل

شہزادہ گل

گل نبیؒ — محمد نبیؒ — احمد نبی — سید شاہ — قلندر شاہ

دوران بادشاہؒ — سید بادشاہؒ — محمد نادر بادشاہؒ — نور شاہؒ — محمد نور بادشاہؒ

دلبر حسین — معصوم بادشاہؒ — محبت شاہؒ — عجائب علی شاہؒ — نسیم علی شاہؒ

واجد حسین — محمد اشرف — حامد علی شاہؒ — آفتاب حسین شاہؒ — سعادت علی — علی اقتدار دارا

تنویر عباس — ظہور علی شاہ — خلیل الرحمٰن

فاروق الاسلام — علی جواد شاہؒ

حیدر شاہ — سرور شاہ — محبوب شاہ — روشن دین

محمد فضل شاہ — محمد علی شاہ — انور شاہ — محمود شاہ — افسر علی شاہ — نذیر احمد — خورشید احمد — محمد شفیع

محمد کبیر علی شاہ — محمد شبیر علی شاہ — حیدر شاہ — ظفر علی شاہؒ — غلام جیلانی

ثقلین حیدر — فضل عثمان — غلام نقشبند — غلام مجدد — غلام مرشد — غلام زاہد — غلام احمد

احمد مقتدی — بدیع الدین — سمیع اطہر — رحیم شاہ — لطف شاہ — محمد صدیق — محمد امین

مقبول حسین — افتخار حسین — اختر حسین — عاشق حسین

الطاف حسین — عنایت علی شاہ — مطیع قادر

دیدار شاہؒ — قاضی محمد عادل شاہؒ — حضرت شاہؒ — سیدن شاہؒ

احمد شاہؒ — رسول شاہؒ — محمد عمر — طاہر شاہؒ — گل بادشاہ — محمد یوسف — عبدالرحمٰن — فضل الرحمٰن — امیر بادشاہ — امیر احمد شاہ

منظور حسین — بُھل حسین — ناصر حسین — محمود شاہ — حسن شاہ — خالد شاہ — انور شاہ — اجمل شاہ — جمیل شاہ

مظفر حسین — عابد حسین — اعجاز حسین — اقبال حسین — افضال حسین — ... خان — انور حسین — تصدق حسین — رضا حسین — طاہر حسین

عبدالرب — محمد شریف — مخدوم حسین — خادم حسین — ارشاد حسین — گلزار حسین — اسرار حسین — تسنیم حسین

محمد کلیم — محمد طاہر — محمد مظہر — رشید احمد — محمد حسین — سردار — بادشاہ — جنان شاہ — تصور امیر — صفدر امیر — مقدس امیر — آصف امیر — ناصر رضا — عامر رضا — شاہد رضا

عادل شاہ — جاوید شاہ — وحید شاہ — امام شاہ — غلام شاہ

امیر — اکبر شاہ — محمد بخش — محمود شاہ — محمد سعید شاہ — حسن شاہ

فدا حسین — مشتاق حسین — اکرام حسین — محمد ایوب شاہ — ممتاز حسین — سجاد حسین

اظہار حسین — حماد حسین — اشفاق حسین — اشتیاق حسین — علی عباس حسینی — رضی عباس حسینی

محمود الحسن — مسعود الحسن — مختار الحسن — محمد طفیل — محمد طیب

شوکت محمود — غیاث محمود — ظفر مسعود، بدر مسعود — طارق مسعود — سیف اللہ خالد — اسد اللہ غالب — انوار السعید — ضیاء السعید

عکس شجرہ نسب مصدقہ اُچ شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نسب ... [illegible]

... [illegible]

خواجہ نور محمد بن فیض اللہ بن محمد بن علی ولی محمد بن شیخ سلیمان بن شیخ الاسلام
بن عبدالرسول بن موسیٰ بن عبدالقادر بن حسن بن محی الدین بن ابو صالح
بن عبدالرزاق بن حضرت عبدالقادر جیلانی بن ابی صالح بن موسیٰ جیلی
بن عبداللہ جیلی بن یحییٰ بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ
بن موسیٰ الجون بن عبداللہ المحض بن حسن مثنیٰ بن امام حسن بن
حضرت علی کرم اللہ وجہہ - از مادر سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا بنت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم -

شجرہ نسب از اُمر شد

نور شاہ بن محمد گل نبی بن فقیر محمد بن نور محمد بن فیض اللہ بن محمد بن ولی محمد بن
بن شیخ ... سلطان بن شیخ الاسلام ابن عبدالرحمن بن موسیٰ بن
بن عبدالقادر بن حسن بن محی الدین ابو النصر بن ابو صالح بن سید ... رزاق بن سراج
السالکین قدوۃ العالمین حضرت سید عبدالقادر جیلانی بن ابی صالح بن موسیٰ جنگی

بن عبداللہ الجیلی بن یحییٰ زاہد بن محمد مورث بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ الوارث
بن موسیٰ الجون بن شاہ عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن امام حسن بن حضرت علی المرتضیٰ

وازمادر حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا بنت حضرت خاتم الرسل
هادی السبل خاتم النبیین وسید المرسلین محمد مصطفیٰ صلعم برحمتک یا ارحم

بپسر ... شجرہ را اجازت بہ پسران خود یعنی محمد ...
وسید ... شاہ ... شاہ دادم

تا کہ خلق خدا را بدیں طریق مستقیم رہنمایی نماید محمد گل
فقیر محمد گل نبی

مہر حضرت خواجہ گل نبیؒ

سید نور محمدؒ بن سید فیض اللہ
بن سید خان محمدؒ بن سید علی محمدؒ بن
سید شیخ سلیمانؒ بن سید عبدالرحمن بن
سید شیخ علی خان شاہ بن سید ملوک شاہ
بن سید جلال شاہؒ بن سید عزیز شاہؒ بن
سید حبیب شاہؒ بن سید کاکہ شاہؒ بن
سید حسین شاہؒ بن سید ابوبکر شاہ بن سید
حسن شاہؒ بن سید بہاؤالدین شاہؒ
بن سید یٰسین شاہؒ بن سید خواجہ شاہؒ
بن سید ادریس شاہؒ بن سید ماندرد
شاہؒ بن سید اعلان شاہؒ بن سید
نور شاہؒ بن سید خواجہ سلیمان شاہ بن
سید امیر زمان شاہ بن سید قائم شاہؒ بن سید نظام شاہؒ بن سید جلال شاہؒ بن سید سید شاہؒ بن سید بہاؤالدین شاہؒ
بن سید شہاب الدین شاہؒ بن سید فتح شاہؒ بن سید حضرت شاہؒ بن سید مبین شاہؒ بن سید شیخ شاہؒ بن سید ثابت شاہؒ بن سید
موسیٰ شاہؒ بن سید قادر شاہؒ بن سید عثمان شاہؒ بن سید عبدالوہاب شاہؒ بن سید محی الدین شاہؒ بن سید عبدالقادر جیلانیؒ
بن سید ابی صالح شاہؒ بن سید موسیٰ شاہؒ بن عبداللہ شاہ جیلیؒ بن سید یحییٰ شاہؒ بن سید محمد مورث شاہؒ بن سید
داؤد شاہؒ بن سید موسیٰ شاہؒ بن سید عبداللہ الجوارث شاہؒ بن سید موسیٰ شاہؒ بن سید عبداللہ شاہؒ بن سید
حسن المثنیٰؓ بن سید حسنؓ بن حضرت علی علیہ السلام ابن طالب رضی اللہ عنہ

سید عجائب علی شاہ خود بہ نفس نفیس اچ شریف جا کر تصدیق کرا کے لائے تھے کیونکہ ان کو ان کے چچا پیر سید نادر شاہ کے کاغذات سے یہ قلمی، شجرہ ملا تھا۔

ہمت

اور خلقت کے عیوب اور گناہوں اور ان کی لغزشوں سے درگذر کرنا۔ اور ان کو معاف کر دینا ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

غلاموں اور نوکروں پر مشفق و مہربان رہنا چاہیئے ان کی کوتاہیوں پر مواخذہ نہ کرنا چاہیئے۔

حضرت مجدد الف ثانی رح مکتوب ۳۴/۳

بچپن تعلیم

جیسا کہ اوپر سید محمد فیض اللہ رح کے حالات کے ضمن میں بیان ہوا ہے۔ آپ کی پیدائش کے فوراً بعد آپ کی بڑی والدہ صاحبہ نے آپ کو اٹھا کر دودھ پلانا شروع کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی والدہ صاحبہ کو دودھ اترنا شروع ہو گیا۔ کہ گویا فرزند انہی کے ہاں تولد ہوا ہے۔ اس طرح آپ دو سال سے کچھ زائد عرصہ اپنی بڑی والدہ صاحبہ سے دودھ پیتے رہے۔ آپ نے مطلق اپنی حقیقی والدہ سے دودھ نہ پیا۔ آپ مادرزاد ولی تھے۔ چنانچہ نشانات ولایت آپ کی صغر سنی میں ہی ظاہر ہونے لگے۔

ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی اور علوم متداولہ میں قابلیت کے مقام تک پہنچے اسی دوران میں آپ نے اپنے قلم سے ایک نسخہ قرآن مجید مکمل کیا۔ جو آج بھی پیر سردار شاہ مد ظلہ کے پاس موجود ہے۔ اس کے آخر میں یہ الفاظ رقم ہیں۔ "قرآن مجید بدست خواجہ نور محمد رح ۲ ربیع الاثانی ۱۲۲۷ھ از شاگرداں میاں نصر اللہ نور اللہ مرقدہٗ ساکن کھودوپور۔

باطنی فیض

اپنے والد گرامی سے بیعت کر کے باطنی فیض کی منزلیں تیزی سے طے کیں اور اجازت بیعت و خلافت ہر چہاردہ خانوادہ سے مستفیض ہوئے۔ خصوصاً سلسلہ عالیہ صدیقیہ نقشبندیہ، قادریہ چشتیہ سہروردیہ میں اجازت بیعت حاصل کی۔ جو کہ آپ کے والد گرامی سید محمد فیض اللہ رح کو سلسلہ بسلسلہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رح نقشبندی، فاروقی سے ودیعت ہوئی۔

نقل مکانی از تیرئی شریف

قبلۂ عالم حضرت باوا جی رح تقریباً اسی سال تیرئی شریف در ملک تیراہ شریف میں قیام پذیر رہے اور اپنے فیض و کرم، رشد و ہدایت، خلق و محبت کے ایسے چشمے جاری فرمائے جن سے ابھی اس علاقہ میں زندہ و پائیدار ہے۔

آپ کے بیشتر مخلصین، مریدین اور خلفاء کا تعلق علاقہ پنجاب اور اس کے نواح سے تھا۔ جبکہ آپ کی سکونت آزاد پٹھان قبائل کے علاقہ ملک تیراہ شریف میں تیرئی شریف کے مقام پر

تھی ۔جہاں رسل رسائل کے انتظامات بالکل ناکافی تھے ۔اور علاوہ اس کے لوٹ مار اور رہزنی نقصان کا ہمیشہ خدشہ رہتا تھا ۔اس لئے کئی یارانِ طریقت نے خدمت اقدس میں استدعا کی ۔کہ آپ یہاں سے علاقہ پنجاب کی طرف تشریف لے چلیں تو آپ کی خدمت اور ملازمت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کریں گے ۔

ویسے تو تمام مریدین کی یہی استدعا تھی لیکن آپ کا مخلص معتقد میاں احمد فقیر ساکن چورہ کا تو یہ حال تھا کہ درویش لاہوری علامہ اقبال ؒ نے شاید اُسی کے حسبِ حال فرمایا ؎

اے پناہِ من حریم کوئے تو ! من بامیدے رمیدم سوئے تو

اور حال یہ تھا بقول غالب ؎

کب وہ سنتے ہیں کہانی میری ! اور پھر وہ بھی زبانی میری
خلشِ غمزدہ خون ریز ۔نہ پوچھ دیکھ خوں نابہ فشانی تیری !!

اور پھر یہ خون نابہ فشانی ہی تھی کہ قبلۂ عالم حضرت باداجی ؒ تیزئی شریف سے نقل مکانی فرما کر موضع دراوڑ جو کہ تیزئی شریف سے تقریباً ۵۱ میل کے فاصلے پر ہے ،سکونت اختیار فرمائی لیکن میاں احمد فقیر اور دیگر مخلصین کا اصرار اس حد تک بڑھا کہ بقول اعظم چشتی ؎

جے سوہناں میرے ویڑے آوے تے میں صدقے ہو ہو جاواں
پلکاں نال بہاری دیواں نالے دِل دی سیج سجاواں !
خاک مقدس قدم او ہدے دی تے میں چم چم سینے لاواں !
اعظم سر قدماں تے رکھاں ۔اکھاں پیراں ہیٹھ وچھاواں

تو اس شوق دید کے بدلے ہی حضرت باداجی ؒ ۱۲۸۷ھ میں موضع دراوڑ سے ۷۵ میل کے فاصلے پر ضلع اٹک میں موضع چورہ گاؤں سے دو میل کے فاصلے پر کسی (ندی) کے کنارے جہاں پر گیارہ برس قبل میاں احمد فقیر ؒ سکنہ چورہ نے مسجد کی بنیاد رکھی تھی ۔ ویران سنگلاخ چٹان پر ڈیرہ لگایا ۔اور وہیں کے ہو رہے ۔اور اسی جگہ بعد میں دربارِ عالیہ نوریہ چورہ شریف رشکِ جناں مشہورِ عالم ہوا ۔ ع

عقل را او صاحب اسرار کرد عشق را او تیغ جوہر دار کرد
کاروانِ شوق را او منزل است ماہمہ یک مشت خاکیم او دل است
آمداز پیراہنِ او بوے ، او دارِ مارا نعرۂ اللہ ہو !
نعرہ ہا زد تا فتاد اندر سجود ! شعلۂ آوازِ او بود او نبود ۔

اس جگہ قبلہ عالم حضرت باداجی ؒ نے تقریباً ڈیڑھ سال قیام فرمایا ۔اور میاں احمد فقیر نے

نے ایسی تندہی سے خدمت کی کہ یادگارِ زمانہ ہوگئی۔ اور زبانِ حال سے کہہ رہا تھا۔ ؎

خدا کا شکر ہے اب کوئی آرزو ہی نہیں ۔۔۔ بھلا ہوا کہ غمِ دوجہاں سے گزرا ہوں،

اور پھر وہ واقعی غمِ دوجہاں سے گزر گیا۔ کہ حضرت باواجیؒ پورہ شریف تشریف لانے کے تقریباً ۲½ سال کے قلیل عرصہ بعد ۱۳ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ کو اس دنیائے فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف نقل مکانی فرما گئے۔ اور ابدی زندگی پا گئے کیونکہ بقول اقبالؒ ؎

موت کو سمجھتے ہیں غافل اختتامِ زندگی ۔۔۔ ہے یہ شامِ زندگی، صبحِ دوامِ زندگی۔

؎ موت تجدیدِ مذاقِ زندگی کا نام ہے،

خواب کے پردے میں بیداری کا اک پیغام ہے۔

قَالُوْا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

میاں احمد فقیر نے اپنے ہاتھ سے حضرت باواجیؒ کی قبر مقدس تیار کی۔ اور اسی روز سے آپؒ کے مزارِ اقدس کا غلام ہو کر تین سال زندہ رہا۔ اور جب یاد ستاتی تو یہ صدا دیتے ؎

اے کہ از ہجر تو سوزاں سینہ ہا ۔۔۔ اے کہ در یاد تو گریاں دیدہ ہا،

آتشِ عشقِ تو سامانم بسوخت ۔۔۔ گاہ دل را سوخت گہ جانم بسوخت

قطعہ تاریخ وفات حضرت باواجیؒ۔ از خلیفہ مولوی مست علی سکنہ متراں والی ضلع سیالکوٹ۔

رفت نورِ محمدؐ از دنیا ۔۔۔ کہ ہم عمر خود نگفتہ دروغ

مست مسکین کہ ہست خادم او ۔۔۔ سال تاریخ او بگفت فروغ
۱۲۸۶

حلیہ مبارک قد مبارک دراز، چہرہ گندم گوں سرخ، سینہ فراخ، ریش مبارک کے بال سفید، پیشانی کشادہ تھی۔ زلف مبارک شانوں تک معلق رہتی، آنکھیں لمبی لیکن نہایت موزوں، ہاتھ کی انگلیاں نہایت کشادہ تھیں۔ چہرہ مبارک بارعب اور پرتاثیر کہ دیکھنے والا دیکھتا رہ جاتا۔ چال میانہ اور پُر وقار اور صدیقی انوار و برکات ظاہر و ہویدا تھے۔ لیکن طبیعت میں جمالیت غالب تھی۔

اخلاق و عادات ہر کہ و مہ سے شفقت سے پیش آتے۔ سائل کو ہمیشہ راضی کر کے وداع فرماتے۔ ایک دفعہ کسی کی دعوت قبول فرما لیتے تو پھر اس کے بعد خواہ کوئی بھی دعوت کے لیے کہتا آپ بلا رعایت اس کی دعوت نہ مانتے۔ بلکہ زیادہ اصرار پر کوئی اور وقت دے دیتے۔

کبھی کسی کو آپؒ نے کوئی نقصان نہ پہنچایا۔ کسی کی بات سن کر دوسرے سے کبھی بدظن نہ ہوتے۔ بلکہ حتی الوسع ہر کسی کی دلجوئی فرماتے۔ کسی سے اگر کوئی احسان لیتے تو،

کوشش کرتے کہ اُس کے احسان کا بدلہ اُس سے گنا ادا ہو۔

اُمراء، علماء اور مشائخ کی مجلس میں اگر آپ تشریف رکھتے تو تمام لوگ مرعوب رہتے۔ حالانکہ آپؒ نہایت خوش خلق تھے لیکن آپؒ کے سامنے کسی کو لب کشائی کی جرأت نہ ہوتی۔ سفر و حضر میں اپنے ہمراہیوں کے آرام کا خاص خیال رکھتے۔ جو شخص بھی صدقِ دل سے ایک دفعہ آپؒ کے حلقہ میں داخل ہو جاتا۔ آپؒ کا ہمیشہ کے لئے گرویدہ ہو جاتا۔ کیونکہ ؎

اِک جہاں اُن کے الطاف و کرم سے ہے مستفیض

جو کچھ حاضر ہوتا برضا و رغبت تناول فرما لیتے۔ شب بیداری و مراقبہ اور ذکر کثیر آپ کی فطرت بن چکی تھی۔ شریعت مطہرہ کی مطابقت درویش لاہوری علامہ اقبالؒ کے قول کے عین مطابق تھی ؎

باتو گویم سِرِّ اسلام است شرع ؛ شرع آغاز است انجام است شرع

تابع حق دیدنش نادیدنش ؛ خوردنش، نوشیدنش، خوابیدنش

حضرت باواجیؒ کے معمولات و اوراد آپ کا یہ معمول تھا کہ آخر تہائی شب سے آپ بیدار ہوتے۔ اور فرمانِ خداوندی وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ۝ کی تعمیل میں تہجد کی بارہ رکعت نفل ادا کرتے اور ایک تسبیح استغفار پڑھ کر مراقبہ فرماتے۔ پھر سبح گردانی ذکر نفی اثبات فرماتے تھے۔ بعد از صبح صادق سنت فجر دو رکعت ادا کر کے تھوڑی دیر کے لیے دائیں پہلو پر لیٹ کر قیلولہ فرماتے۔ پھر نمازِ فجر باجماعت ادا کر کے مراقبہ اور ذکر نفی اثبات میں مشغول ہو جاتے۔ اور نماز اشراق تک کسی سے کوئی کلام نہ فرماتے۔

اس دوران ایک دفعہ سورۃ فاتحہ اور سورۃ البقر مفلحون تک آیت الکرسی اور آیت ثم انزل علیکم تا صدور پڑھتے۔ پھر سورۃ یٰسین، سورۃ کافرون، سورۃ اخلاص، سورۃ ہائے معوذتین، پڑھ کر ایک تسبیح درود شریف پڑھا کرتے۔ اس کے بعد نماز اشراق کے چار رکعت نفل ادا کر کے متوجہ یارانِ طریقت ہوتے۔ اور جو یار بیعت کے ارادے سے حاضر ہوتے۔ اُن کو بیعت فرما کر توجہ فرماتے۔ بعد ازاں کھانا تقسیم ہوتا۔ حضرت باواجیؒ خود بھی یاراںؓ کے ساتھ ہی کھاتے۔ پھر کچھ دیر آرام فرماتے۔ زوال کے بعد وضو فرما کر نفی اثبات کی تسبیح فرماتے۔ پھر نمازِ ظہر باجماعت ادا کر کے ایک مرتبہ سورۃ نوح پڑھتے۔

بعد از نمازِ ظہر آپؒ عقیدتمندوں پر توجہ فرماتے۔ اور جو عقیدتمند رخصت ہونا چاہتے۔ انہیں اجازت رخصت فرماتے۔ نمازِ عصر کے وقت آپ ہمیشہ پہلے چار رکعت سنت ضرور ادا

کرتے۔ اور پھر نمازِ عصر ضرور ادا کرتے۔ بعد از نماز عصر عقیدتمندوں کے ساتھ مل کر مراقبہ کیا کرتے۔ مغرب کی نماز باجماعت ادا کر کے چھ رکعت نفل اوابین ضرور ادا فرماتے۔ اور سب عقیدتمندوں کو ادا کرنے کی تاکید فرماتے۔ پھر سورۃ واقعہ کی تلاوت کرتے۔ اور پھر دوستوں کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرماتے۔

نمازِ عشاء کی پہلی چار رکعت سنّت ضرور ادا فرماتے۔ اور بعد از ادائیگی نماز عشاء وتر سے پہلے یہ دعا فرماتے سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ۔ پھر ایک بار سورۃ تبارک الّذی ایک مرتبہ اسمائے حُسنہ ایک مرتبہ آخری آیات سورۃ بقر ایک مرتبہ آیت ثُمَّ اَنزَلَ علیھم تا معدود اور آخر سورہ بنی اسرائیل اور آخر سورہ کہف آخر سورہ حشر اور آخری دس سورہ شریف پڑھ کر استراحت فرماتے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

خوارق و کرامات

اولیائے کرام سے کرامات کا ظہور ہوا ہے۔ ان کرامات و خوارقات کا ظہور برائے تقویت یقین و ایمان ہوتا ہے گو یہ ضروری نہیں کہ ہر ولی سے کرامات ظاہر ہوں۔ جیساکہ شیخ الشیوخؒ نے عوارف میں لکھا ہے کہ بعض کم رتبہ افراد سے کثرت خوارق کا ظہور ہوتا ہے۔ اور ان سے بلند مرتبہ والوں سے اس کثرت سے ظہور نہیں ہوتا۔

قبلہ عالم حضرت باواجیؒ سے بھی کافی خوارق و کرامات کا ظہور ہوا ہے۔ جن میں سے چند ایک برائے تقویت یقین پیش خدمت ہیں۔ ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؛ چشمہ آفتاب راچہ گناہ

گفتہ او گفتہ اللہ بود

1۔ قبلۂ عالم حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص عقیدتمندوں میں سے ایک غلام ساکن کنٹ مستری جان محمدؐ کی اولاد نہیں تھی اور نہایت پریشان رہتا تھا۔ ایک روز خیال آیا۔ یہ آلاتِ آہنگری میرے کسی کام کے نہیں۔ کیونکہ ان کو کام میں لانے والا میرا وارث نہیں ہے۔ اس لئے میاں نیک محمد جو کہ حضور کا قدیمی غلام تھا۔ کو ساتھ لے کر جو افغانی زبان جانتا تھا۔ بمعہ آلات آہنگری بمقام ڈراڈہ شریف حاضر خدمت ہوا۔ اور حال عرض کی۔ کہ میرا کوئی فرزند نہیں۔ اس لئے یہ آلات ہمارے کسی کام کے نہیں۔ بندہ اب تک اپنا مطلب دلی عرض نہیں کیا تھا لیکن باعث پیری اب مجبوراً حال عرض کیا ہے ؎

رحم کن برما کہ ناکارہ ایم چارۂ ما کن کہ ما بے چارہ ایم

لہٰذا العیز سایہ بلند پایا حضور کے ہمارا کوئی آسرا نہیں۔ بندہ بڑی امیدوں کے ساتھ حاضر خدمت ہوا ہے۔ حضور نے کمال شفقت سے اُس کے سر پہ ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ اللہ ربّ العزت

تمہاری حالت پر عنقریب اپنی عنایات اور کرم نوازیاں فرمائے گا۔ اور رخصت کے وقت پھر دعا فرمائی اور فرمایا "اللہ تعالیٰ تمہیں دو بیٹے اور ایک بیٹی عطا فرمائے گا پہلے لڑکے کا نام سلیمان اور دوسرے لڑکے کا نام غلام محمد اور بیٹی کا نام عائشہ بی بی رکھنا۔ لیکن افسوس کہ سلیمان تمہارے سینے پر داغ مفارقت دینے والا ہوگا لیکن اس سلسلے میں تمہارے غلام محمد کو صاحب اولاد کرے گا۔ جان محمد نے عرض کی کہ اگر حضور کرم فرمادیں اور آپؒ کا سایہ میرے سر پر ہو تو کیا بات ہے ؎

آنچہ اندر پردۂ غیب است گوئے　　　　بو کہ آب رفتہ باز آید بجوئے

بفضل ایزدی جیسا حضرت باواجیؒ کے منہ سے ارشاد ہوا تھا۔ بعینہ ویسا ہی ہوا۔ کیونکہ ؎

گفتہ او گفتہ اللہ بود　　　　گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اسی مذکورہ خلیفہ جان محمد ساکن کنٹ کو گاؤں میں ایک شخص ناجائز تنگ کرتا اور نقصان پہنچاتا تھا۔ حضرت باواجیؒ نے کچھ مخلصین کو خواب میں مشرف بزیارت کرکے عالم خواب تاکید فرمائی کہ فلاں آدمی جو خلیفہ جان محمد کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اس کو منع کر دو۔ ورنہ اس کا انجام بہت برا ہوگا۔ سب یارانِ طریقت نے باری باری اس شخص کو سمجھایا لیکن اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ بلکہ پہلے سے زیادہ خلیفہ جان محمد کے درپے آزار ہوا۔

ایک دفعہ گاؤں کے لوگ ایک تماشا دیکھنے جا رہے تھے۔ وہ شخص بھی اپنی گھوڑی پر تماشا دیکھنے جا رہا تھا۔ کہ راستہ میں گھوڑی نے اس کو ایسا گرایا کہ اس کے وجود کا ایک عضو ٹوٹ گیا۔ اور اس جگہ فوت ہوگیا۔

مباش درپے آزار و ہرچہ خواہی کن　　　　کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست

۳۔ ایک دفعہ حضرت باواجیؒ علاقہ پنجاب میں مختلف معتقدین سے ہو کر واپس آ رہے تھے۔ کہ دریائے اٹک (سندھ) کے کنارے پر ایک کشتی میں سوار ہوئے۔ ایک فقیر مسمی بابا جمال اورنگ آبادی جو کہ حضورؒ کو نذر شکرانہ دینا چاہتا تھا۔ جب کشتی چلی تو اس نے ملاح کو آواز دی "ذرا کشتی کو روکنا" ملاح نے کشتی کھڑی کی۔ تو فقیر بابا جمال کنارہ پر کھڑا ہو کر روپیہ دینے لگا۔ تو روپیہ ہاتھ سے دریا میں گر گیا تو بابا جمال پریشان ہو کر رونے لگا۔ کہ میری نذر قبول نہیں ہوئی یہ میری بدقسمتی ہے حضرت باواجیؒ نے فرمایا "یہ خلوص دل سے دیا ہوا صدقہ بارگاہ ایزدی میں قبول ہو چکا ہے۔ تلاش کرو ضرور مل جائے گا۔

حضورؒ کی زبان سے نکلا ہوا لفظ پورا ہو کر رہا۔ ورنہ دریائے سندھ، وہ دریا ہے جس

کی گہرائی سے کچھ ڈھونڈ لینا جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ اور ناممکن ہے۔ بمطابق فرمان حضورؒ فقیر بابا جمال نے پانی میں ہاتھ ڈالا تو پہلی مرتبہ ہی دسی روپیہ اُس کے ہاتھ آیا۔ اور حضرت باواجیؒ کی خدمتِ بابرکت میں نذر پیش کیا۔

حاضرین نہایت متعجب ہوئے۔ اور طوقِ غلامی سے مشرف ہوکر داخل طریقہ عالیہ نقشبندیہ ہوئے۔ اور فقیر بابا جمال کو اُسی روز سے جذبہ جاری ہوگیا۔ اور ہر وقت جذبہ میں مست رہتا۔ ؎

ہر ایک نے تجھے اپنی نظر سے پہچانا
جُدا جُدا ہے تیرا انداز دلربائی کا

۴۔ قبلۂ عالم حضرت باواجیؒ نے جب حاجی نامدار شاہ کو خلافت اور خلعتِ فقیری سے نوازا۔ اور مجازِ اشاعت طریقہ نقشبندیہ فرمایا۔ تو اُس کے چند سال بعد اپنی خاص عنایات و اکرام سے خلیفہ حاجی نامدار شاہ کے فرزند مسمّی غلام نبی کو نسبت فخر دامادی سے نوازا۔ اور عزیزہ غلام نبی کو ہمیشہ اپنے گھر رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ تو غلام نبی تقریباً ایک برس حضورؒ کے پاس بمقام تیزئی شریف رہا۔ اور بعد ازاں اپنے وطن ننھیال شریف (پنجاب) جانے کو تیار ہوا۔ تو حضرت باواجیؒ نے فرمایا۔ وہاں جانے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اس لئے فقیر جانے کی اجازت نہیں دے سکتا اور اگر اپنی مرضی سے جائے گا تو سخت پریشان و پشیمان ہوگا۔ لیکن بقول غالب ؎

ہوگئی ہے غیر کی شیریں بیانی کارگر

یعنی بعض ظاہری دوستوں جو کہ بظاہر حضرت باواجیؒ کے غلام بنے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنی شیریں بیانی سے حضورؒ کے فرمان کو دل میں نہ آنے دیا۔ اور حضورؒ کی ناراضگی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے وہاں سے روانہ ہوگئے اور پھر وہاں سے ضلع ہزارہ چلے گئے

لیکن فقیر کے مُنہ سے نکلی ہوئی بات کب ٹل سکتی تھی۔ القصہ اُس جگہ غلام نبی کو بغیر کسی ظاہری تکلیف کے ایسا جنون ہوگیا کہ اُس کی گردن بھی کج ہوگئی۔ اور ہوش و حواس مطلق جاتے رہے۔ باوجود کثرت علاج کے کچھ افاقہ نہ ہوا۔

طلبِ حلال ارشادِ نبویؐ ہے کہ عبادت کے دس حصوں میں سے نو حصے طلب حلال کے ہوتے ہیں۔
اسی طرح فرمایا "جو شخص تھکا ماندہ رات کو گھر آئے۔ اور اُس کی تھکاوٹ و ماندگی کا سبب یہ ہو کہ دن بھر طلب حلال میں کوشاں رہا ہے تو وہ جب سوتا ہے تو بخشا ہوا ہوتا ہے اور صبح کو بیدار ہوتا ہے تو اُسے حق تعالیٰ کی خوشنودی ملتی ہے
(کیمیائے سعادت)

تو سب نے متفق ہو کر کہا کہ یہ سب کچھ حضورؒ کی نافرمانی کی بدولت ہوا ہے۔ جب تک حضرت باواجیؒ معاف نہ فرمائیں گے۔ فائدہ نہ ہوگا۔ چنانچہ سب یارانِ طریقت نے اتفاق سے غلام نبی کو تیزنی شریف پہنچا کر قبلہ عالم حضرت باواجیؒ سے دعائے صحت کی التجا کی۔ تو حضورؒ نے فرمایا ؎

گر صد ہزار لعل و گہر مے دہی چہ سود دل را شکستہ ئی نہ کہ گوہر شکستہ ئی

لاچار سب خاموش ہو گئے۔ دوسرے دن اور پھر تیسرے دن مکرر التجا کی تو حضورؒ نے فرمایا۔ کہ فقیر نے پنجاب جانے سے منع کیا تھا۔ تو تمام یاران سر برہنہ حضرت باواجیؒ کے قدموں میں گر گئے۔ اور خدا رسول کا واسطہ دے کر معافی طلب کی۔ تو بقول کسے ؎

سائل ہوئے ہم تو وہ بھی اہل کرم ہوئے۔

حضرت باواجیؒ نے اُن سب کی انکساری دیکھ کر نہایت شفقت فرمائی اور دعائے صحت بارگاہ الٰہی سے کی۔ کئی دن تک متواتر بعد از نماز فجر دم فرماتے رہے۔ تو غلام نبی کو تھوڑے دنوں میں صحتِ کاملہ عطا ہوگئی۔ اور پھر تقریباً چھ ماہ تندرستی کی حالت میں حضورؒ کی خدمت میں رہے۔ تو پھر بطریق اوّل پنجاب جانے کا ارادہ کیا۔ قبلہ حضرت باواجیؒ نے فرمایا کہ اگر اپنی مرضی سے جاؤ گے تو پھر سخت پشیمان ہو گے۔ لیکن غلام نبی بخلاف مرضی حضورؒ وہاں سے روانہ ہو گئے۔

جب موضع نھتیال شریف۔ جہاں اُن کے والد بزرگوار کا مزار ہے، پہنچے۔ ابھی دو تین دن ہی گزرے تھے۔ کہ پھر اُسی طرح بحالت جنون اور عقدا للسان بیمار ہو گئے۔ پھر چند دوست باواجیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور دعائے صحت کی التجا کی۔ اور غلام نبی کا تمام حال سنایا تو حضورؒ نے فرمایا اب تقدیر کے آگے کوئی چارہ نہیں۔

سب نے دست بستہ عرض کی کہ یا حضرت، غلام نبی بیماری کے سبب اپنے بدن کے کپڑے پھاڑ دیتا ہے اور برہنہ ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ اُسے صبر عطا فرمائے" چنانچہ غلام نبی اُس روز سے کپڑے پھاڑنے سے باز آگیا۔ لیکن جنون و عقدا للسان تا دمِ مرگ رہی۔ اور تقریباً تیس برس اسی تکلیف میں مبتلا رہ کر ۷ رجب المرجب ۱۲۸۸ھ یعنی حضورؒ کی ولادت کے دو سال بعد داعی اجل کو لبیک کہا۔

۵۔ ایک مرتبہ تیزنی شریف میں حضورؒ کے باغ میں سے محمد نور نے چوری کھیرے توڑے حضرت باواجیؒ کو پتہ چلا تو فرمایا اللہ تعالیٰ اُس کو اپنی مصیبت میں گرفتار کرے گا۔

اس کے بعد تھوڑے ہی دن گزرے تھے۔ کہ اُس کے ہاتھ سے خون ناحق ہوگیا۔ اور ایسی تکلیف میں گرفتار ہوا کہ آخر عمر تک یاد رہا۔ اور اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد اُس کی

ایک آنکھ کی نظر بھی جاتی رہی ۔ ہمیشہ کہتا تھا مجھے باواجیؒ کی بد دعا نے برباد کیا ہے ؎

آپسر باولیاء کمتر ستیز درز حماقت آبروئے خود مریز!

۶ ۔ ایک مرتبہ محمد شاہ نامی صحبت بداں میں گرفتار ہوا ۔ اور حضور کی نورچشمی جو کہ سب فرزندوں میں سے خورد سال تھی ۔اُس کا زیور چوری کر کے لے گیا ۔ اور ساتھ ہی تلوار جو اُن کے گھر تھی ۔ وہ بھی لے گیا ۔

حضرت باواجیؒ کی خدمت عالیہ میں عرض کی گئی کہ محمد شاہ شام کے وقت گھر آیا تھا اور زیور بمعہ تلوار چوری کر کے لے گیا ہے ۔" حضورؒ نے اپنے چھوٹے فرزند حضرت شاہ محمد کو فرمایا "محمد شاہ کا پتہ لگاؤ" ۔ اُنہوں نے پتہ کر کے بتایا کہ موضع چنگی چلا گیا ہے ۔ آپؒ نے فرمایا ۔ صبح سے پہلے اُس سے ملو اور کہو کہ زیور اور تلوار دے دے ۔ اور فرمایا ۔ انشاء اللہ تعالےٰ اُس کی زندگی کل کا دن ہے ۔

حضرت شاہ محمدؒ حسب الحکم تشریف لے گئے ۔ اور محمد شاہ سے زیور اور تلوار ظہر کی نماز سے پہلے لے گئے عصر کی نماز کے وقت اُس کی گردن پر ایک ذراسی سُرخ سی علامت ظاہر ہوئی اُسی وقت کہنے لگا یہ باواجیؒ کی بددعا کا اثر ہے اور یہ میری موت کی نشانی ہے ۔ اب میری زندگی محال ہے ۔ چنانچہ عشاء کی نماز سے پہلے ہی اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گیا ۔

کہیں کیا جو پوچھے کوئی ہم سے میرؔ ؎
جہاں میں تم آئے تھے کیا کر چلے ؛

۷ ۔ مرید کو راہ راست پر لانا

قبلۂ عالم حضرت باواجیؒ سے ایک شخص "بخشا" قوم لوہار ساکن رنگلی بیعت بر دست حق ہوا ۔ حضورؒ نے بوقت بیعت اجتناب معصیات و منہیات بہت تاکید فرمائی ۔ لیکن شامت اعمال کہ اُس نے پھر صحبت بداں اختیار کی ۔ اور حضورؒ کے ساتھ کئے ہوئے عہد سے بے وفائی اختیار کی ۔ اور یہ خیال نہ کیا کہ بقول سعدیؒ ؎

بود بے وفائی سرشت زناں ، میاموز کردار زشت زناں ۔

صحبتِ نااہلاں کے نتیجہ میں ایک عورت سے آشنائی کر لی ۔ حضورؒ نے رات کے وقت خلیفہ احمد فقیر ساکن چورہ کو عالم خواب میں فرمایا کہ اس وقت موضع رنگلی میں بخشا لوہار کو اطلاع کہہ دو کہ اس فعل ذمیمہ سے باز آجائے ورنہ تم پر ایسی آفت نازل ہوگی کہ جو تمہارے خواب و خیال میں بھی نہ ہو" ۔

میاں احمد فقیر اسی وقت رات کو ایک چھڑی برائے حفظ جان لے کر تقریباً آدھی رات

کے وقت موضع رنگلی پہنچ گیا۔ اور وہاں سے یارِ طریقت مسمی شیر محمد ساکن نہتیاں کو ساتھ لے کر موضع رنگلی پہنچے اور بخشا لوہار کو ملے اُس نے پوچھا "رات کے وقت کس طرح آئے ہو؟" تو میاں احمد فقیر نے بتایا کہ حضرت باواجیؒ نے ہمیں عالم خواب میں حکم دے کر تمہارے پاس بھیجا ہے اور تاکید فرمائی ہے کہ گناہ سے بچو اور توبہ کرو، ورنہ تم ایسے مصائب میں گرفتار ہو جاؤ گے کہ جن کا تم اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ بخشا لوہار نے وعدہ کر لیا کہ میں نے اسی وقت توبہ کر لی۔ اور آئندہ انشاء اللہ کوئی گناہ نہیں کروں گا۔ چنانچہ صبح میاں احمد فقیر اور شیر محمد واپس آگئے۔

تھوڑے دن گزرے تھے کہ بخشا لوہار اپنی عادت سے مجبور ہو کر اُس عورت کے پاس چلا گیا۔ اتفاقاً عورت کے خویش کو پتہ چل گیا۔ اور انھوں نے موقع پر پکڑ لیا۔ اور اس قدر مارا کہ چلنے پھرنے کے قابل نہ رہا۔ بلکہ انھوں نے ہڈیاں تک توڑ ڈالیں۔ اس کے قریباً ایک ہفتہ بعد ہی بخشا لوہار مرض جذام میں مبتلا ہو گیا۔ اور اہل دیہہ نے گاؤں سے نکال دیا۔ وہ ایک سال اسی بیماری میں مبتلا رہا۔ ایک دن خیال آیا کہ حضرت باواجیؒ کے حضور معافی کا طلبگار ہونا چاہیئے یارانِ طریقت کے ساتھ حضور کی خدمتِ بابرکت میں ڈرا ڈرا حاضر ہوا۔ اور عرض کی ؎

ہم بھی کیا زندگی گزار گئے، دل کی بازی لگا کے ہار گئے،

اور

اب تو میں نہ دین کا رہا نہ دنیا کا۔

حضور نے فرمایا جب تمھیں خبردار کر دیا گیا تھا تو پھر تمہاری غفلت کا کیا عذر۔ وہ عرض کرنے لگا اب رسوائے زمانہ ہو گیا ہوں۔ ؎

بچھڑ رہے ہیں تو اور بھی رسوا کریں گے لوگ کہ آپ بھی علاج گردش دوراں نہ کر سکے

"اب آپ کے سوا میرا دستگیری کرنے والا کوئی نہیں ہے خدا کے لیئے محروم نہ فرمایا جائے" اور زار زار رونے لگا۔ پھر چیخ مار کر بیہوش ہو گیا۔ حضرت باواجیؒ کو اُس کی حالت پر رحم آگیا دریائے رحمت جوش میں آگیا۔ ؎

دل سے نگاہ تیری جگر تک اُتر گئی دونوں کو اک ادا میں رضامند کر گئی

مریض اسی وقت وجد میں آگیا۔ دیر بعد جب کچھ تسکین ہوئی تو حضرت باواجیؒ نے اپنے دستِ مبارک سے کوزہ پکڑ کر اُس کے ہاتھ دُھلائے۔ اور اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا۔ اور چار دن کے قلیل عرصہ میں بالکل صحت یاب ہو گیا۔ ؎

بندگانِ حق چوں جاں را باختند،
اسپِ ہمت تا ثریا تاختند

بقول مصنف "انوار تیراہی" اس کے بعد مسمی تیس سال تک صحیح تندرستی سے زندگی بسر کرتا رہا۔

۸۔ ایک بار حضور کے غلاموں میں سے ایک حاجی صاحب آپؒ کے نزدیک ہی رہتا تھا۔ اور کچھ مولیشی اُس کے پاس رہا کرتے تھے۔ ایک دن بمعہ مولیشیاں جا رہا تھا کہ ایک نر گاؤ جو باقی مولشیوں کو کھا تو مر جاتے۔ پاس سے حضور گزر رہے تھے۔ انہوں نے کہا آمین۔ وہی نر گاؤ ایک جگہ سے گر کر مر گیا۔ وہ اُسی وقت حضرت باواجیؒ کے پاس حاضر ہوا۔ اور عرض کی "میرے گاؤ کو آپ نے ہلاک کیا ہے کیونکہ آپؒ نے آمین کہی تھی۔

قبلہ حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ سب کچھ خدا کی مرضی سے ہوا ہے

۹۔ نگاہِ ولی :۔ ایک مرتبہ حضرت باواجیؒ نے دریائے سندھ کی دوسری طرف تشریف لے جاتا تھا۔ وہاں صرف ایک ہی کشتی تھی۔ جو سردارانِ سکھاں نے اپنے رُعب سے اپنے لئے خاص کرالی تھی۔ سردار سپاہی جو کہ تعداد میں سولہ(۱۶) تھے۔ پہلے کشتی میں بمعہ اپنے گھوڑوں کے سوار ہو گئے۔ باقی جو تھوڑی سی جگہ بچی۔ بڑی مشکل سے ملاحوں نے اُس جگہ حضرت باواجیؒ اور اُن کے غلاموں کو سوار کیا۔ تو سکھوں کے سپاہیوں میں سے ایک سپاہی بڑی سختیوں سے بولا کہ حضرت تختہ سے نیچے کھڑے رہیں کیونکہ تختہ پر ہمارے کھانے کی چیزیں رکھی ہیں۔ اُن کو آپ نہ چھوویں حضرت باواجیؒ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ تم کو چھو جانے کی تکلیف سے بچا دے۔

اتنے میں کشتی روانہ ہوئی۔ کشتی کنارہ پر نہ پہنچی تھی۔ کہ آپ کی نگاہ خاص کے اثر سے تمام سکھ سپاہی مشرف باسلام ہو گئے۔ اور دریا پار کر کے موضع خوشحال گڑھ پہنچ کر سب نے حجامت بنوا کر اور طہارت کر کے نماز ظہر ادا کی۔ اور سب بمعہ ملاح بیعت طریقہ نقشبندیہ ہوئے۔ ؎

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی، بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

۱۰۔ نگاہِ ولی : ایک مرتبہ حضرت باواجیؒ سفر پنجاب کے موقع پر ڈھوک گیدڑاںوالی میں تشریف فرما ہوئے۔ اور دعوت حضور کے غلام مسمیٰ نواب خاں نے کی۔ اس علاقہ میں رسم ہے۔ کہ مہمان کے آگے گھی شکر میں ملا کر رکھتے ہیں۔ حضور اکثر کھانا مسجد میں ہی تناول فرمایا کرتے تھے۔ جب کھانا مسجد میں لایا گیا۔ تو نواب خاں نے دیکھا کہ گھی میں شکر نہیں ڈالی گئی۔ فوراً ایک آدمی کو ایک قریبی ہندو کی دوکان سے شکر لانے کیلئے بھیجا۔ اُس ہندو نے دریافت کیا کہ شکر کیا کرو گے۔ اُس نے کہا ایک بزرگ مسجد میں تشریف فرما ہیں اُن کے لئے چاہیئے۔ اُس ہندو نے کہا "میں خود شکر لے کر حاضر ہوتا ہوں"۔

جس وقت وہ مسجد میں پہنچا۔ تو دیکھا کہ سب دوست حالتِ وجد میں ہیں۔ اتنی دیر میں اُس ہندو کو بھی وجد آ گیا۔ کچھ دیر بعد جب تسکین ہوئی۔ تو ولی کی نگاہ سے دنیا ہی بدل چکی تھی۔ ؎

اپنا ہی عکس پیش نظر دیکھتے رہے آئینہ روبرو تھا جدھر دیکھتے رہے ۔

اس آئینہ کو دیکھتے ہی حضرت باواجی رہ کے دستِ حق پرست پر مشرف باسلام ہو گئے۔ اور داخلِ سلسلہ نقشبندیہ ہو گیا۔ حضورؒ نے فرمایا "اب یہ تمہارا سب کا بھائی ہو گیا ہے"۔

اسی مجلس میں ایک مسلمان بھائی نے اپنی لڑکی اس کے نکاح میں دے دی۔ اور دوسرے نے اپنے گھر کا ایک حصّہ اس کو دے دیا۔ حضورؒ نے اس کا نام شیخ احمد رکھا۔ مدت تک زندہ رہا۔ اب اس کی اولاد بقول مصنف "انوار نیرامی" زندہ ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

۱۱۔ ایک مرتبہ جلال ولد میاں ملاں بہادر جنگل میں سے گزر رہا تھا۔ کہ اُسے اس جگہ ایک آدمی کی لاش نظر آئی۔ اور تھانہ میں جا کر راجہ سید خاں ڈپٹی انسپکٹر کو بتایا کہ فلاں جگہ ایک آدمی کی لاش نظر آئی ہے۔ راجہ صاحب صبح وہاں گئے۔ اور کچھ آثارِ تفتیش نہ پا کر لاش کو دفن کرنے کی اجازت دی۔ اور رپورٹ میں درج کیا کہ لاش بھیڑیئے کا شکار ہے۔

جب رپورٹ افسرانِ بالا تک پہنچی تو ہدایت ملی کہ اگر یہ واقعی درست ہے۔ تو بھیڑیئے کو ڈھونڈ کر یا مار کر اطلاع دی جائے۔ راجہ صاحب بہت فکرمند ہوئے۔ کوشش کے باوجود نہ تو افسران مانے۔ اور بھیڑیئے کے پکڑنے یا مارنے پر مُصر رہے۔ اس پریشانی کے عالم میں اپنے دوستوں کے ہمراہ حضرت باواجیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اپنی حالت عرض کی۔ قبلہ عالم حضرت باواجیؒ نے نگاہ التفات فرمائی اور فرمایا "ایک دفعہ پھر کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری کوشش میں کامیابی عطا فرمائے گا۔

راجہ صاحب واپس آئے۔ اور اُسی رات مختلف جگہوں پر کوڑکیاں نصب کیں اور صبح جب جا کر دیکھا تو وہاں ایک بھیڑیا پھنسا ہوا تھا۔ چنانچہ اُس کو لے کر اپنے افسران ایس پی کے پاس لے گیا۔ تو ایس پی ان کے کمال پر بہت خوش ہوا۔ اور اسی وقت بیس روپے ترقی کا حکم صادر کیا۔ ؎

ذرّوں کو سر چڑھائے یہ کس کا دماغ ہے وہ گُل ہیں جن کے ذکر سے دل باغ باغ ہے

۱۲۔ مذکورہ راجہ سید خاں ڈپٹی انسپکٹر پولیس پنڈ سلطانی اس قدر مشتاق حضرت باواجیؒ کا ہو گیا۔ کہ اکثر اوقات اپنی ملازمت سے بہانہ کر کے موضع ڈراوڑ میں حضورؒ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتا۔ اور آپ کی نگاہ کرم نے راجہ صاحب کو اس طرح گرویدہ بنا لیا۔ کہ سبحان اللہ! دل اس آواز پہ اس طرح کھنچے جاتے ہیں۔ گویا کہ ؎

دل اس آواز پہ اس طرح کھنچے جاتے ہیں گویا ذرّے سوئے خورشید اُڑے جاتے ہیں

اور تھوڑے عرصہ میں مجاز طریقہ اور خلافت حاصل کر کے واپس ہوا۔ اُس روز سے ہمیشہ چوروں کو بلا تحقیقات اپنے کشفِ باطنی سے پہچان لیتا تھا۔ اور ماخوذ کر کے چالان کرتا تھا۔ اور کبھی غلطی واقع نہیں ہوئی۔

ایک دفعہ حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو حضورؒ نے فرمایا کہ تمہارا کشف باطنی چوروں کے حق میں مصیبت ہوگیا ہے۔ عرض کی حضرت! دُعا فرمائیں کہ میرے حلقہ میں ایسے واقعات وقوع پذیر نہ ہوں۔ آپ نے دعا فرمائی۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دن سے کوئی چالان راجہ سیّد خان کی طرف سے تا زندگی عدالت میں نہ پہنچا۔ جب کچھ عرصہ تک کوئی چالان وغیرہ عدالت میں نہ پہنچا تو افسر ضلع ایس پی نے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے۔ کہ راجہ سیّد خاں کے علاقہ سے کبھی کوئی چالان عدالت میں نہیں پہنچا۔ تو سب حاضرین نے یک زبان ہو کر کہا راجہ صاحب تو نوکری وغیرہ تھوڑے ہی کرتا ہے۔ کہ وہ تو رات دن فقیروں کی مجلس میں رہتا ہے۔

ایس پی نے تحقیقات کیلئے ملک رحمت خاں انسپکٹر حافظ آبادی کو بھیجا۔ ملک رحمت خاں انسپکٹر کو موقع سے معلوم ہوا۔ کہ راجہ سیّد خاں حضرت باواجیؒ کی حاضری میں ہے۔ چنانچہ حاضرِ خدمت برائے حقیقت حال ہوا۔ اور حضورؒ کے فیض سے سرشار ہو کر فوراً مشرف بیعت ہو کر سرحلقہ فقراء ہوا۔ ۔

شق ہو گیا ہے سینہ خوشا لذت فراغ
تکلیفِ پردہ داری زخمِ جگر گئی

چنانچہ ملک رحمت خاں نے واپس آ کر ایس پی کی تسلّی کر دی۔

۱۳۱۔ ایک مرتبہ خلیفہ احمد شاہ افغان جو کہ سرحلقہ یاران حضرت باواجیؒ تھا۔ یارانِ طریقت کے حلقہ میں ذکر الٰہی میں مشغول ہوئے۔ لیکن کسی یار کو جذبہ ومحبت الٰہی سے وجد نہ ہوا۔ تو ایک یار نے عرض کی آج مراقبہ کے وقت خلیفہ احمد شاہ نے توجہ بند کر دی ہے کہ کسی کو وجد نہیں ہوا۔ خلیفہ احمد شاہ اس دن حضرت باواجیؒ سے تیس میل کے فاصلہ پر تھا کہنے لگا فقیر نے توجہ بند نہیں کی۔ حضرت باواجیؒ اس وقت موضع چنگی میں نمازِ عصر کیلئے کھڑے تھے۔ اور نماز کی طرف حضور تھا۔ مریدوں کو کس طرح جذبہ حاصل ہوتا۔ اب حضور نماز سے فارغ ہو چکے ہیں۔ مراقبہ کرو اور حضور کی توجہ کا فیض دیکھو۔

پھر حضرت باواجیؒ کا ایسا فیض ہوا۔ اور سب کو ایسا وجد ہوا۔ کہ بیان سے زبان عاجز ہے۔ ایک یار نے کہا ہم اس بات کی حضرت باواجیؒ سے تحقیق کریں گے۔ جب حضرت باواجیؒ کی خدمت میں عرض کی۔ تو حضورؒ نے تصدیق کر دی۔ کہ واقعی اس وقت موضع چنگی میں نمازِ عصر میں مشغول تھا۔ یہ واقعہ سن کر حضورؒ نے خلیفہ احمد شاہ کو بلایا اور کہا کہ صوفی کو ہرگز اظہار

حال میں ہرگز نہیں آنا چاہیئے۔ تمھیں کیا ضرورت ہے۔ کہ یاروں میں میرا حال ظاہر کرتا ہے۔ اگر آئندہ ایسا ہوا تو تمھیں حلقۂ یاراں سے نکال دیا جائے گا۔ خلیفہ احمد شاہ کو وجد ہوا۔ اور اس نے وعدہ کیا ؎

من آں خاکم، کہ ابر نوبہاری
کند از لطف بر من قطرہ باری

۱۴۔ ایک مرتبہ ریاست پونچھ کے موضع ریاسی میں ایک حاجی صاحب حضرت باواجی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی خدمات پیش حضور کیں۔ حضور نے اپنی گھوڑی جو کہ سردار امیر صاحب الاچی علاقہ کوہاٹ کی نذر شدہ تھی۔ حاجی صاحب کے سپرد کی اور فرمایا اس کی خدمت تمہارے ذمہ ہے۔ ایک دن حاجی صاحب گھوڑی کو ایک باغ میں لے گئے۔ اور اسے گھاس چرنے کیلئے چھوڑ دیا۔ اور سر بمراقبہ ہوئے۔ لیکن دل میں نہایت بداعتقادی پیدا ہوئی۔ اور سوچا کہ جو لوگ خدمت باواجی میں اگر جذبہ میں ہوئے ہیں بالکل غلط ہے اور اپنی صفائی قلب بناتے ہیں محض جھوٹ اور فریب ہے۔

اتنے میں گھوڑی نے حاجی صاحب کے قریب آکر گریبان میں پھونک ماری۔ حاجی صاحب کو ایسا جذبہ ہوا کہ جس کا اندازہ وہ خود بھی نہ کر سکے۔ اور اسی وقت سے صاحب کشف ہو گئے۔ ایک مدت بعد وہی گھوڑی خلیفہ خان عالم صاحب باولی شریف والوں کو خدمت گزاری کے واسطے ڈھاوڈرے سے روانہ ہوئی۔ گھوڑی مذکورہ حضور کو دیکھ اتنا روئی کہ یار اس طرف دیکھ نہیں سکتے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ شاید اس گھوڑی کی ہمارے ساتھ آخری ملاقات ہے۔ دو منزل پر جب کمبٹ نواح کوہاٹ میں پہنچے تو وہ گھوڑی بیمار ہو کر مر گئی۔

۱۵۔ اللسان کیمیا ر تا ثیر

حضور کے غلاموں میں سے ایک غلام مسمی محمد ولد حیات جو کہ بھوسے مار (علاقہ پورہ شریف) میں رہتا تھا۔ اور باعث قحط سالی اور اخراجات کثیر عیال بہت تنگی سے گزارہ کرتا تھا۔ آپ کے پاس مسجد میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ کئی روز سے افاقہ میں ہوں آج مجبور ہو کر عرض گزار ہوا کہ علاقہ پشاور جانے کی اجازت عطا ہو۔

آپ نے دریافت فرمایا۔ کیا کچھ کام جانتا ہے؟ عرض کی حضور ریت سے سونا نکالنا جانتا ہوں۔ قبلہ عالم نے فرمایا "صبح اپنا سامان، جو اس کام میں درکار ہوتا ہے لے کر آنا۔ چنانچہ دوسرے روز بمعہ سامان حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا "میرے ساتھ ہاتھ ملایا، اور سورۃ یٰسین شروع کرو۔ مشرق کی طرف جاؤ اور کسی سے بات نہ کرو، جس جگہ سورہ یٰسین ختم ہو جائے۔ اسی جگہ ریت کو لے کر پانی میں دھو ڈالو، سونا نکل آئے گا۔ غلام نے اسی طرح

عمل کیا۔ اور اسی روز اُسے ڈیڑھ تولہ کے قریب سونا مل گیا

پھر دوسرے روز خود بخود اُس جگہ سونا نکالنے کی اُمید سے ریت سے کر دھونے لگا لیکن ایک رتی برابر بھی سونا نہ نکلا۔ حضورؒ کی خدمت میں آکر حال عرض کیا۔ آپؒ نے فرمایا "میاں محمد! یہ کام کسی زبان اور وقت پر موقوف ہے۔ خدا کے بندوں کی زبان سے جب کوئی بات نکلتی ہے پوری ہو جاتی ہے۔

۱۶۔ ایک ہندو سُنار بخشی روڑہ ساکن بنڈ، مرض تپ دق میں مبتلا ہو کر، حضرت باوا جیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضورؒ نے اُس کو مبلغ بیس روپے دے کر ایک ہنسلی بنانے کیلئے کہا۔ دوسرے ہی روز سُنار مذکور اپنے بھائی کی مدد سے ہنسلی تیار کر کے حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی۔ کہ میں زیادہ دُعا نہیں جانتا۔ اگر ہنسلی میں، میری طرف سے کوئی کھوٹ ملایا گیا ہو تو اس کے عوض میری بیماری قائم رہے۔ اور اگر کھوٹ نہیں ملایا گیا تو آپ دُعا کریں کہ میری بیماری جاتی رہے۔

آپؒ نے اسی طرح دُعا کی۔ اور اللہ رب العزت نے اُس کو تھوڑے ہی عرصہ میں صحت کاملہ عطا فرمائی۔ اور اُس کے بعد تقریباً پچیس سال اُس دعا کے اثر سے زندہ رہا۔

۱۷۔ حضرت باوا جیؒ کا ایک جانثار نابینا، سید نجیب ساکن موضع سلطان پور ضلع اٹک کا رہنے والا تھا۔ اور مؤلف تفسیر سورۃ والضحیٰ اور رسالہ منظوم عشق پنجابی تھا۔ ایک انگریز کی لڑکی کو دل دے بیٹھا۔ اور ایسا عشق ہوا کہ شب و روز اُس کو رونے کے سوا کوئی کام نہ تھا۔ اور جب ایک دن وہ لڑکی اتفاق سے ملی۔ تو لڑکی نے بہت سخت باتیں کیں۔ سیّد صاحب کو لڑکی کی باتوں نے بسمل کر دیا۔ ان دنوں ایک طالب علم مولوی شیخ احمدؒ پڑھا کرتا تھا۔ اُسے کہنے لگا۔ کہ چل کر حضرت باوا جیؒ کی خدمت میں عرض کر دیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس تکلیف سے نجات بخشے اور دوسرے روز دراوڑ شریف روانہ ہو گئے۔ قریب پہنچ کر سوچا کہ زبانی سوال تو ہم کر نہیں سکیں گے اس لئے بہتر ہے کہ اپنے سوال کو کاغذ پر لکھ کر پیش کریں

چنانچہ یہ مسودہ منظوم لکھا اور خدمتِ حضور میں حاضر ہو کر پیش کیا۔ ؎

ای تابانِ اوج قل ہو اللہ احد	دی سہی سرو بلند از باغ اللہ الصمد
میزنی بر شیشہ دلہا صیقلے از لم یلد	نور لم یولد ز تو مر سینہ ہا را میرسد
لشکر اشراک را از ملک دل بروں کشی	با سپاہے۔ لم یکن یعنی لہ کفواً احد
آفتاب نور احمدؐ تافتہ بر کائنات	زاں سبب ذات تراحق نور ہر دم میدہد
اِسم تو بیشک موافق با مسمّٰے آمدہ	زانکہ آں نور محمد از رخت سر میزند،

کشور دین متین آباد شد از علم تو
لذتِ عین الیقین را می چشند از عشق تو

لشکر حق الیقین را قوت از تو میشود
طالب حق الیقین قوت نگاہت میخورد

سالکا نرا رہنمائے عاشقاں را دلربا!
عابداں را مقتدائے اہل عرفا نرسند

صد ہزاران لعنت حق باد برا عدائے تو
کفر بینم بلا شک با جناب تو ہند

عاجز و مسکین و محتاج و گدا ایم اے شہا
بر نمی آید ز دستم خدمتے کیں جا سزد

بست معذوری دو پایم مفلسی دستم گرفت
من چہ گویم حال زار داند آں ذات احد

بر درت افتادہ گویم الغیاث و الغیاث
کن نگہ بر من کہ تسکین دلم حاصل شود

پیش تو بے توشہ آمد بندہ سید نجیب
باکرم توشہ دارش تا براحت میرود

کاتب ایں بیتہا شیخ احمد اے جناب
با خطائے صد ہزاروں ہم گناہ بے عدد

طالب عشق الٰہی آمدہ نزدیک تو!
قطرہ از بحر کرم بر خاک پائے تو چسکد

حضورؒ نے عرض سنتے ہی ہاتھ اٹھا کر بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے سید نجیب کو وہ مرتبہ عطا فرمایا۔ کہ سب لوگ سید صاحب کے تابع ہوگئے اور امام العارفین مشہور ہوئے۔ اس رنگریز کی لڑکی دیوانی ہو کر چند روز بعد انتقال کر گئی۔

۱۸۔ ایک مرتبہ قبلہ عالمؒ کی خدمت میں ایک درویش نے حاضر ہو کر عرض کی۔ کہ میری اولاد نہیں ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اولاد نصیب فرمائے۔ اور تعویذ بھی عطا فرمائیں۔ حضورؒ نے دعا فرمائی۔ اور فرمایا کہ اس وقت میرے پاس قلم اور کتاب تعویذات نہیں ہے کسی دوسرے وقت آکر تعویذ لے جاؤ۔ آپ اسی جگہ جب مسجد میں استراحت فرما ہوئے۔ تو خواب میں حضرت خضر علیہ السلام حضرت باواجیؒ کو یہ نقش دکھا گئے۔ اور دیوار مسجد پر تحریر کر گئے۔ اور فرمایا کہ اگر کوئی اور تعویذ بھی لکھیں تو بھی ضرور اس نقش کو بمعہ آیت شریف لکھ دیا کریں مجرب ہے۔ اور بقول مصنف "انوار نیر الہٰی" ان کے خاندان میں یہ تعویذ تجربہ شدہ اور فائدہ مند ثابت ہوا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ان اللہ یمسک السمٰوٰت والارض ان لا دلئن ان امسکھما من احد من بعدہ انہ کان حلیماً غفوراً۔ اللھم امسک ولد ھانی بطنھا۔

۹	۸		
۵	۱		

۱۹۔ تصرف ولایت: ایک مرتبہ سردار خدا بخش خاں و خانصاحب محمد بخش خاں ساکنان سرائے صالح ضلع ہزارہ نے ایک بھینس حضرت باواجیؒ کی خدمت میں پیش کی۔ وہ شیر دار ہوگئی۔ لیکن کسی کو پاس

نہ بھٹکنے دیتی۔ اور تمام غلام عاجز آ گئے۔ اور حضرت باواجیؒ کی خدمت میں حال عرض کیا۔ حضورؒ نے فرمایا اُس کو میرے پاس لاؤ۔ اور دودھ دھو لو۔

چنانچہ بھینس کو حضورؒ کے سامنے لاکر دودھ دھو لیا گیا۔ اور اس نے کوئی عذر نہ کیا۔ دوسرے وقت بھینس نے پھر وہی تکلیف دی۔ حضورؒ نے پھر کہا اس کو میرے سامنے لاکر دودھ دھو لو۔ اس دفعہ پھر بغیر تکلیف کے دودھ دے دیا۔ اس پر حضورؒ نے فرمایا یہ بھینس میری غیر حاضری میں دودھ نہ دے گی۔ پھر اسی طرح ہوا کرتا جب تک وہ بھینس حضرت باواجیؒ کو دیکھ نہ لیتی دودھ نہ دوہنے دیتی

ایک دفعہ حضورؒ دیر تک مسجد میں رہے۔ اور مویشیوں کو چراگاہ میں لے جانے کا وقت آ گیا تو اس بھینس کو چھوڑ دیا گیا۔ قبلہ عالم حضرت صاحبؒ واپس تشریف لائے تو اس کا دودھ دھویا گیا اور دودھ گھر پہنچایا گیا۔ سبحان اللہ! اہل اللہ پر تو جانور بھی فدا ہوتے ہیں۔ مولانا رحمؒ کیا موقع کے مطابق فرماتے ہیں۔ ؎

اولیا را در دروں ہم نغمہاست طالباں را زاں حیات بے بہاست

۲۰ — ایک زمیندار محمد اعظم، حضرت باواجیؒ کے پاس ڈراوڑ شریف میں حاضر خدمت ہو کر داخل سلسلہ نقشبندیہ ہوا۔ اُس پر حضورؒ کا فضل و کرم ہوا۔ اور فیض باطنی سے اس قدر حاصل ہوا کہ تمام خلفائے وقت اس پر فدا ہونے لگے۔ خلیفہ محمد اعظم کو حضور کے مویشیوں کی خدمت گزاری سونپی گئی۔ وہ اس کو فخر دارین سمجھنے لگے۔ اور کئی سال تک یہ خدمت سرانجام دی۔ قبلہ عالمؒ کے وصال کے بعد مذکور محمد اعظمؒ کی بینائی کسی سبب سے ضائع ہو گئی اور کارِ خدمت سے معذور ہو گئے۔ حالانکہ اُس کی دلی تمنا تھی کہ وہ حضورؒ کے مال مویشی کی خدمت میں ہی رہیں۔ لیکن بباعث نابینائی عاجز ہوا۔ اور اپنے کمال شوق و محبت سے حضورؒ کے مزار اقدس کی صفائی پر مامور ہو گیا۔

کچھ عرصہ تک یہ خدمت انجام دیتے رہے۔ ایک دن معمول سے فراغت کے بعد مزار اقدس پر مراقبہ میں تھا۔ کہ حضرت باواجیؒ کو اپنی زندگی کے لباس میں دیکھا کہ جبہ مبارک پہنے ہوئے ہیں۔ اور پوچھا محمد اعظمؒ! کیا حال ہے؟ وہ کچھ عرض کرنے ہی لگا ہی تھا حضورؒ نے ایک طمانچہ اُس کے مُنہ پر مارا۔ اور طمانچہ ایسے زور سے پڑا کہ وہ بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو آنکھوں میں بینائی محسوس ہوئی اور نظر اسقدر تیز ہو گئی کہ جیسی جوانی کے وقت تھی۔ سب دوست دیکھ کر سخت حیران و متعجب ہوئے جب کوئی حقیقت دریافت کرتا تو کہتا یہ مقام خاموشی کا ہے ؎

چوں چراغے نور شمع را کشید ہر کہ دید آں را یقیں آں شمع دید

جلالِ محمد

---

۲۱ — ایک زمیندار خدا بخش سکنہ پوڑ لیسوال ضلع راولپنڈی مسجد میں آب رسانی کی خدمت پر تھا۔ حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہوا۔ قلیل عرصہ میں خلافت

حاصل کر کے مجاز طریقت ہوا ۔ حضورؒ نے وقت رخصت پتھر کا روڑہ (ٹکڑا) دم کر کے دیا ۔ اور فرمایا ۔ "ایک تالاب بناؤ اور اس کے کنارے پر اس روڑہ کو دبا دو ۔" اس نے ایسا ہی کیا ۔ اور فضل ایزدی سے اس تالاب کے کنارے ایک عمدہ باغ تیار ہوا ۔

خلیفہ خدا بخش سی والا مشہور ہوئے ۔ ہمیشہ صائم رہتے ۔ ایک دفعہ کسی کی بدخواہی کی بدولت آپ پر کیمیا گری اور تیاری آلات حرب کی تہمت لگائی گئی ۔ انگریز حکومت کے حکم سے گرفتار ہوئے کہ خلیفہ خدا بخش آلات حرب تیار کرنے میں مصروف ہے ۔ اور باغی ہونا چاہتا ہے ۔ قید کرنے کیلئے جب پولیس نے ہتھکڑی لگائی تو وہ اسی وقت ٹوٹ گئی ۔ دوسرے ہاتھ میں لگائی گئی تو وہ بھی ٹوٹ گئی ۔ جس ہاتھ میں ہتھکڑی لگائی جاتی وہ فوراً ٹوٹ جاتی ۔

ملازمین پولیس نے افسران بالا کو اطلاع دی ۔ حکم ہوا کہ اس کو حوالات میں رکھو صبح دیکھیں گے تمام رات وہ پولیس آفیسر ڈرتا رہا ۔ حضرت باواجیؒ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اگر خلیفہ خدا بخش کو نہ چھوڑا تو تمہارے ساتھ وہ سلوک کیا جائے گا کہ تمہاری اولاد کو سات پشتوں تک یاد رہے گا ۔" ادھر حضورؒ خدا بخش کو تمام شب حوالات میں تسلی دیتے رہے ۔ کہ فکر نہ کرو یہ مصیبت آج ہی مل جائے گی ۔ آپؒ نے خدا بخش کی طرف ایک درویش مسمی خدا بخش اکنہ گرچہ کو تسلی کے واسطے بھیجا ۔ کہ بالکل اطمینان رکھیں مشائخ نقشبندیہ تمہاری مدد پر ہیں ۔۔ چنانچہ علی الصبح وہ پولیس آفیسر، خلیفہ خدا بخش سے خود معافی کا طلبگار ہوا ۔ اور آپ کو باعزت رہا کر دیا ۔ بقول عطارؒ ؎

حب درویشاں کلید جنت است ۔ دشمن ایشاں سزائے لعنت است

"تاریخ وفات خلیفہ خدا بخش ۱۲۹۲ھ مزار متصل پوڑیسوال بر کنارہ تالاب" ۔

۲۲ ۔ ایک زمیندار میر اعظم ساکن ڈراوڑ شریف نے اپنی بیوی کو بوجہ ناسازی حالات اپنے عقد سے علیحدہ کر دیا تھا ۔ اس بیوی کے بطن سے ایک لڑکا بعمر دس سال ایک روز اپنی والدہ سے ملنے چلا گیا ۔ میر اعظم اس پر آپے سے باہر ہو گیا ۔ اور تلوار نکال کر لڑکے کو جان سے مارنے کے درپے ہوا قریب ہی حضرت باواجیؒ تشریف فرما تھے ۔ لڑکا خوف کے مارے دوڑ کر حضورؒ کے پاس آگیا ۔ آپؒ نے اسے اپنے دامن میں لے لیا ۔ میر اعظم تلوار نکالے ہوئے حضور کے پاس آگیا ۔ اور بڑے تکبر سے مخاطب ہو کر کہا "اس لڑکے کو چھوڑ دو" اور اپنے دامن سے نکال دو"

حضورؒ نے نہایت ملائمت اور شفقت سے فرمایا "لڑکا بیچارہ روتا ہے اور سہم گیا ہے ۔ فقیر نے اپنے دامن میں لے لیا ہے ۔ اس لئے اس پر رحم کرو ۔ اور اس کو کچھ نہ کہنا" لیکن اس بداندیش نے اثر نہ ہوا ۔ اور بے دریغ تلوار چلائی ۔ اور حضور کی آستین قمیص پھٹ گئی ۔ آپؒ نے ناراض ہو کر فرمایا ۔ اچھا! لڑکے کا خدا حافظ ہے ۔ کیونکہ ؎

ہست سلطانے مسلم مرا او دہ را نیست کس را زہرہ چوں وچرا.

حضورؒ نے جونہی لڑکے کو چھوڑا۔ وہ گھر کی طرف دوڑا۔ میراعظم اس کو مارنے کیلئے پیچھے دوڑا۔ زیادہ سے زیادہ تیس قدم گیا ہوگا۔ کہ پیٹ میں درد پیدا ہوا۔ اور دوڑتا ہوا سر کے بل زمین پر گرا۔ اور ایک دو گھڑی میں جاں بحق ہوگیا۔

ہر کہ ستیزہ کند مہتراں ؛ آبروئے خود بریزد بے گماں ؛

۲۳ــــ آدابِ ولایت :۔ ایک مرتبہ علمائے تیراہ شریف نے ایک مسئلہ شرعی میں حضرت باوا جیؒ کو منصف قرار دیا۔ اور آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان دنوں میں حضرت صاحب کے پاس فقہ وحدیث اور تفسیر کی تعلیم کے لئے مولوی شرافت رہا کرتا تھا۔ جو درویش کو تعلیم دیا کرتا تھا۔ وہ بھی اس مجمع علماء میں مسئلہ کی تحقیق پر گفتگو کرنے لگا۔ اور تقریر شروع کی۔ چونکہ حضورؒ کو پسند نہ تھی۔ حضور نے بڑے تحمل سے فرمایا۔ کہ ملاں شرافت تمھیں سمجھ نہیں آئی چپ ہو جاؤ۔ قدرت خداوندی سے شرافت علم سے بے بہرہ ہو گئے۔ اور تقریر کی زبان بھی بند ہو گئی۔ جو طالب علم شرافت سے تعلیم پاتے تھے۔ سب حیران و پریشان ہوئے۔ اور سب شاگرد تھوڑے دن انتظار کر کے اپنے اپنے گھر کو رخصت ہو گئے۔

اس واقعہ کو آٹھ سال کا طویل عرصہ گزر گیا۔ کہ ایک روز حضرت باوا جیؒ اپنی مسجد مبارک میں نماز نفل اشراق ادا کر کے دعا فرما رہے تھے۔ کہ دیکھا ملاں شرافت دیوار صحن مسجد پر سر رکھ کر رو رہا ہے۔ اور زبانِ حال سے کہہ رہا تھا ؎

بے گریہ کے شگفتگی دل میسر است گلشن زفیض قطرۂ بشنود نما شود

قبلہ عالمؒ کو اس کی حالت دیکھ کر بے حد رحم آیا۔ اور فرمایا "ملاں شرافت کیا حال ہے؟" اسی استفسار پر فضل الٰہی شامل حال ہوا۔ اور ملاں شرافت کی زبان کی گرہ کھل گئی۔ اور پکار اٹھا ؎ رک گیا تھا جو، کبھی آنکھ سے گرتے گرتے آج وہ اشک علاج غم عصیاں نکلا

حضرت باوا جیؒ نے بلا کر گلے لگا لیا۔ دعا فرمائی۔ اور حال دریافت کیا۔ ملاں شرافت نے عرض کی کہ حضورؒ نے عرض کی کہ حج یہاں تک کہ نماز کی ادائیگی بھی یاد نہیں رہی۔ حضرت باوا جیؒ نے فرمایا "جاؤ! مسجد میں طالب علموں کو سبق پڑھانا شروع کر دو۔ اللہ تعالیٰ علم وافر عطا فرمائے گا۔ آپ کے ارشاد کی بدولت اس دن سے ملاں شرافت بیس سال کے زیادہ عرصہ تک زندہ رہے اور تیراہ شریف میں علم دین کی تعلیم دیتے رہے۔ ؎

ہر کہ او باصالحاں ہمدم شود در حریم خاص حق محرم شود ؛ ؛

آں کہ بخشد بے یقیناں را یقین — آں کہ لرزد از سجود او زمین؛

۴۳۔ کارساز ہمدماں ۔ ؎

از غم دیں درویش چوں لالہ داغ — در شب خاور وجود او رچراغ

ایک دفعہ حضرت باواجی موضع لحاظ جو کہ عین وسط ملک تیراہ شریف میں ہے تشریف لے گئے۔ ساکناں دیہہ مذکور نے آپ کی خدمتِ بابرکت میں عرض کی کہ ہمارے گاؤں میں پانی تقریباً ایک میل سے لانا پڑتا ہے۔ اور ہم لوگوں کا سخت مشقت کا سامنا ہے۔ کیونکہ ہمارا گاؤں کافی اونچی جگہ ہے اور پانی تقریباً ایک میل دور نشیب سے لانا تکلیف دہ ہے اس لئے عرض گذار ہیں۔ کہ دعا کریں کہ پانی کہیں نزدیک ملنے کی سبیل بن جائے۔

حضور نے فرمایا "آج ہم استخارہ کریں گے۔ اور تم لوگ بھی استخارہ کرو، جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا۔ اس پر عمل کریں گے"؛ استخارہ کی ترکیب اس طرح بتائی۔ نماز عشاء کے بعد وضو کرکے دو رکعت نفل بہ نیت استخارہ پڑھ کر یہ دعا ایک دفعہ پڑھ کر سو جائیں۔

دعاء استخارہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَ اَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْم فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِہٖ فَاَخُوْذُہٗ عَنِّیْ وَاَمْرِیْنِیْ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ ۃ

اور فرمایا "نفلوں کی قرأت میں پہلی رکعت میں سورۃ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھیں"۔ حسب الارشاد سب لوگوں نے عمل بموجب فرمان کیا۔ اور صبح مسجد میں بعد از نماز فجر سب لوگوں نے حاضر ہو کر کہا کہ آپ کی طرف سے ہماری مشکل کشائی کا اشارہ ہو رہا ہے۔ اور کہا ؎

گفتم اے بینندۂ اسرار جاں — بر تو روشن ایں جہاں و آں جہاں

آنچہ اندر پردۂ غیب است گوئے — لو کہ آب رفتہ باز آید بجوئے؛

حضور نے فرمایا "خداوند کریم کا ہمیشہ طالب و امیدوار ہونا چاہیئے۔ لیکن کوشش شرط ہے"۔ یارانِ طریقت نے عرض کی ہم حاضر ہیں۔ جیسا حضورؒ کا ارشاد ہو۔ فرمایا چلو! اور ہاتھ اٹھا کر بدرگاہ قاضی الحاجات دعا کریں۔ پھر مسجد سے روانہ ہو کر مع یارانِ طریقت روانہ ہوئے، کچھ دور جا کر یکبارگی ایک جگہ ٹھہر گئے۔ فرمایا۔ اسی جگہ ٹھہرنے کا حکم ہے۔ اس جگہ آپؒ نے دو رکعت نفل ادا کئے۔ بعد ازاں سورۃ فاتحہ پڑھ کر کسی (کدال) سے کہ اس جگہ پتھر نکالنے کیلئے تین ضربیں لگائیں۔ ہر دفعہ بسم

اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے تھے۔ تیسری ضرب پر بحکم الٰہی پتھر ہل گیا۔ حاضر دوستوں نے مل کر اُس پتھر کو وہاں سے علیحدہ کیا۔ پتھر کے باہر آتے ہی اُس جگہ سے صاف شفاف پانی کا چشمہ بڑے زور سے جاری ہوا۔ آپؒ نے فرمایا "اس کو نہر کی صورت آبادی کی طرف لے چلو" اور اُسی جگہ حضورؒ نے تین عدد گائے کی قربانی کا صدقہ ادا فرمایا۔

سب لوگ پانی کی نہر بنانے میں مصروف ہو گئے۔ جب پانی گاؤں کے نزدیک پہنچایا گیا۔ تو راستہ میں ایک زمیندار اپنی زمین سے پانی کی نہر گزارنے پر مانع ہوا۔ حاضرین سب پریشان ہوئے سب نے عجز و منت سے عرض کی کہ اس میں تمام گاؤں کا فائدہ ہے۔ تمھارا بھی اللہ بھلا کرے گا۔ لیکن زمیندار اپنی ضد پر قائم رہا اور پانی نہ گزرنے دیا۔ آخر حضرت باواجیؒ نے خود اپنی زبان مبارک سے فرمایا "پانی گزر جانے دو۔ تمام آبادی پر رحم کرو۔ کیونکہ تمھاری زمین کے سوا پانی گزارنے کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے۔ اس لئے اپنی زمین میں سے پانی گزارنے کی اجازت دے دو۔ لیکن اس ناعاقبت اندیش زمیندار نے کہا۔ "اگر مجھ کو قتل بھی کر دیں تو بھی میں اپنی زمین میں سے پانی گزرنے کا راستہ نہیں دوں گا"۔ حضورؒ نے فرمایا "اچھا چلو! اب اللہ تعالیٰ خود اس نہر کے گزرنے کا راستہ بنا دے گا۔ چنانچہ سب حاضرین نے واپس آکر نماز عصر مسجد میں پڑھی۔

اُسی رات قریباً نصف شب کے قریب ایک عظیم آواز آئی۔ سب لوگ جاگ گئے اور حیران ہوئے کسی کو بعد ازاں نیند نہ آئی۔ صبح جب سب لوگ مسجد میں نماز کیلئے گئے۔ تو دیکھا کہ اس پتھر میں ایک تین گز گول سوراخ ہوا ہے۔ اور پانی اس میں سے جا رہا ہے۔ اور اس آگے پانی کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔ اور اس زمیندار کی زمین گزرنے کے بعد گاؤں کے نزدیک پانی باہر نکل رہا ہے اور اس طرح گاؤں میں پانی پہنچ گیا۔ یہ دیکھ کر سب لوگ حضورؒ کے دست مبارک پر بیعت ہو گئے۔ بقول اقبالؒ ؎

بندۂ حق وارث پیغمبراں   او نگنجد در جہان دیگراں

یکے از بزرگان چورہ شریف جناب پیر محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "میں جب ۱۹۵۱ء میں چند احباب کے ہمراہ تیراہ شریف لے گئے تو چشمہ مذکور بدستور جاری تھا۔

۲۵   اولیاء اللہ کی بے ادبی

؎ پیش مرحوم ہر کہ را نبود ادب   گر بریزد آبرو نبود عجب
ہر کہ ستیزہ کند با مہتران   آبروئے خود بریزد بے گماں (عطارؒ)

قبلہ عالمؒ کے مویشیوں کی پاسبانی کے لئے ایک درویشی بنام ملا شمیر حاضر رہتا

تھا۔ ایک دفعہ حضورؒ کے مال مویشی کو جنگل کی طرف گھاس چرانے کیلئے گیا۔ اتفاق سے ایک زمیندار کے کھیت میں چلے گئے۔ اور مالک زمین وہاں پہنچ گیا۔ اور وہ کُل مال مویشی حضورؒ کا اپنے گاؤں لے گیا۔ ملا شمیر نے بہت منت سماجت کی کہ یہ مویشی حضرت باداجیؒ کے ہیں ان کو چھوڑ دو، لیکن اس شقی القلب پر کوئی اثر نہ ہوا۔

ملا شمیر نا اُمید ہو کر حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض حال کیا۔ حضورؒ اپنی سمند رنگ گھوڑی جو آپؒ کی خاص سواری تھی۔ پر سوار ہو کر اس زمیندار کے گھر تشریف لے گئے۔ زمیندار نے مکئی کی چھلیاں گھوڑی کے آگے رکھیں اور حضورؒ کو چارپائی پر بٹھایا۔ حضورؒ نے فرمایا "میری گھوڑی کو کچھ نہ کھلانا تاوقتیکہ ہمارے مال مویشی ہمارے سپرد کر دو۔ اُدھر گھوڑی نے بھی چھلیوں کو منہ نہ لگایا۔

وہ شقی القلب زمیندار کہنے لگا کہ اگر حضرت باداجیؒ اپنے پیران کو بھی ساتھ لاویں اور میرے قدم پکڑیں پھر بھی مال مویشی نہیں دوں گا۔ حضورؒ نے نہایت تحمل و بردباری سے فرمایا ؎

مکن مردم آزاری اے تیز رائے   کہ ناگاہ رسد بر تو قہر خدائے

حضورؒ اسی وقت اپنی گھوڑی پر سوار ہو کر اپنے گھر تشریف لے آئے۔ اسی اثناء میں اس زمیندار کا جوان چوبیس سالہ بیٹا دردِ شکم میں مبتلا ہوا۔ اور تقریباً دو ساعت بعد اس کی حالت بے حد خراب ہوگئی۔ اہل محلہ نے اس کو کہا کہ تمہارے گھر سے حضرت باداجیؒ ناراض ہو کر گئے ہیں جب تک وہ راضی نہ ہونگے۔ تمہارے بیٹے کو شفا مشکل ہے۔ اس بدنصیب زمیندار نے پانچ صد روپیہ لے کر مع ایک بکرا، تمام مال مویشی کے ہمراہ حضرت باداجیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ میرا ایک ہی لڑکا ہے خدا کے واسطے دُعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت اس کو شفاء عطا کرے۔

آپؒ نے فرمایا "تمہارا کام ہمارے بس سے باہر ہو گیا ہے۔ تم نے پیرانِ عظام کی بے ادبی کی ہے۔ باادب، بانصیب بے ادب، بے نصیب۔ اور اسی دوران خبر ملی کہ لڑکا فوت ہو گیا ہے۔ درحقیقت یہ مصیبت صرف بزرگوں کی بے ادبی کرنے سے ہی پہنچی تھی۔

؎ کردم از عقل سوالے کہ بگو ایمان چیست   عقل در گوش دلم گفت کہ ایماں ادب است
چشم بکشا در بیان جملہ کلام اللہ را   آیت آیت ہمہ ایں معنی کہ قرآن ادب است

۲۶

از مقام ذوق و شوق آگاہ شو؛   ذرہ صیاد مہر و ماہ شو،
عالم موجود را اندازہ کن،   در جہاں خود را بلند آوازہ کن،

محدث و مفسر، جامع المنقول والمعقول مولوی نور حسین صاحب نور اللہ مرقدہ؛ ساکن نتھیال، بچپن کی عمر میں ایک دفعہ باہر گئے۔ تو راستہ میں آپ کو ایک روپیہ محمود شاہی ملا جس پر

کلمہ طیبہ نقش تھا۔ آپؒ نے وہ روپیہ لاکر اپنے والد صاحب مولوی نور عبد اللہؒ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کی کہ اس دفعہ جب آپ تیراہ شریف لے جائیں۔ تو مجھ کو بھی اطلاع دیں۔ اور ساتھ لے جائیں۔ وہاں باداجیؒ سے دعا کرائیں کہ مجھے علم نافع نصیب ہو۔

تقریباً ایک ماہ بعد ہی کچھ دوستوں نے تیراہ شریف جانے کا پروگرام بنایا تو مولوی نور عبد اللہؒ بھی اپنے فرزند مولوی نور حسین کو ہمراہ لے کر حضورؒ کی قدم بوسی کیلئے حاضر ہوا۔ حضورؒ نے دیکھ کر کہا "تمہارے کم سن لڑکے نے سفر کی تکالیف و مصائب کو کس طرح برداشت کیا ہے" تو عرض کیا کہ حضورؒ پہلے اس کو بیعت فرمائیں اور دعا فرمائیں کہ اللہ اس کو علم نافع عطا فرماتے۔ اور یہ حافظہ بھی اچھا ہو جائے۔ چنانچہ حضورؒ نے مولوی نور حسین کو داخلِ سلسلہ نقشبندیہ فرمایا۔ اور فرمایا۔ کہ ہر نماز کے بعد بارہ مرتبہ یہ دعا مع بسم اللہ شریف پڑھا کرے۔ "بسم اللہ الرحمن الرحیم رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی رب زدنی علما وفہما رب زدنی علماً۔

اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس لڑکے کو عالم کرے گا۔ اس کے علم سے خلقِ خدا کو اس قدر فیض ملے گا کہ بیان سے باہر ہے۔ واپسی پر دونوں عبد اللہؒ صاحب نے اپنے فرزند کو علم حاصل کرنے کیلئے موضع چکی روانہ کیا۔ اس جگہ سے فراغت پاکر ریاست کپورتھلہ میں موضع تلونڈی ڈیٹی مولانا مفتی عبد اللہ صاحب سے علم فقہ و معقولات پڑھ کر بمقام نوراجہ تشریف لے گئے اور باقی کتب ادب و حدیث سے فارغ ہو کر وہیں ملازم ہو گئے۔ اور تقریباً ۱۳ سال تک رہے لیکن گھر گھر میں کوئی اطلاع نہ دی۔ اور مولوی نور عبد اللہ اپنے فرزند کی خبر نہ ملنے سے شب و روز روتا رہتا تھا لوگوں کا خیال تھا کہ مولوی نور حسین اب اس دنیا میں نہیں ہے۔ اگر ہوتا کہ گھر ضرور اطلاع دیتا مولوی نور عبد اللہ نہایت پریشانی و آزردگی کی حالت میں ایک مرتبہ قبلہ عالم حضرت باداجیؒ کی خدمت میں بھوسے مار (اچوڑہ شریف) حاضر ہوا۔ اور نہایت عاجزی سے عرض گزار ہوا کہ آپ کا غلام نور حسین عرصہ ۱۳ سال سے مفقود الخبر ہے۔ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اُس کو خیریت سے گھر لائے ۔

بندہ مومن سر افلی کند　　بانگ او بر کہنہ را بر ہم زند (اقبالؒ)

آپؒ نے مع حاضرینِ مجلس دعائے خیر فرمائی۔ اور فرمایا "انشاء اللہ جلد ہی اُس کی کوئی خبر ملے گی۔ تقریباً ایک ہفتہ بعد اُس کا خط عربی زبان میں آیا۔ خط کا مضمون یہ تھا

"میں تمام علوم عربی، فارسی سے فارغ التحصیل ہو کر بہ شغل تعلیم مشغول ہوں۔ زیادہ سے زیادہ چھ ماہ تک آپ کی قدم بوسی کو حاضر ہوں گا"۔

مولوی نور حسین جب اپنے ملک تشریف لائے تو حضرت باداجیؒ کی دعا کام کر چکی تھی۔ علم و فضل میں مولوی نور حسین کی اپنے زمانے میں کوئی برابری نہ کر سکا۔ اور سب علما آپ کے تابع ہوئے۔ حضرت باداجیؒ کی اولاد میں سے بیشتر صاحبزادگان کی تربیت ظاہری میں ممد و معاون ثابت ہوئے۔ خاص طور پر مصنفِ "انوار تیراہی" قبلہ قاضی سید محمد عادل شاہؒ اور ان کے بھائی قبلہ سید محمد دیدار شاہؒ تقریباً تین سال ان سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ یہ حضرت باداجیؒ کی دعا اور فیض کا نتیجہ تھا۔ ~

دیں مجو اندر کتب اے بے خبر! علم و حکمت او کتب دیں از نظر،

۲۷

اے پسر با مہتراں کمتر ستیز از حماقت آبجو رُئے خود مریز

ہر کہ با مردم ناسازد در جہاں زندگانی تلخ دارد بے گماں

ایک مرتبہ حضرت باداجیؒ پنجاب تشریف لائے۔ آپؒ کے ساتھ آپکے فرزند حضرت خواجہ دین محمدؒ بھی تھے۔ اثنائے راہ آپؒ کا ایک غلام نور محمدؒ مخلص و جانفدا حضور کو اپنے غریب خانہ موضع میاں کی ڈھوک جانے کی التجا کی۔ آپؒ نے منظور فرمایا۔ حضرت باداجیؒ کے ہمراہ قاضی مولوی محمد شاہ اونگ آبادی ساکن کوٹ چھجی، سید محمد شاہ ساکن دھولہ، مولوی محمد عمر افغان، مولوی شیر محمدؒ مدوکالس ضلع جہلم اور خلیفہ مولوی حسن علی بھوت مار، مولوی نور عبداللہ نتھیال تشریف تھے۔

اس گاؤں میں آپ رات ٹھہرے۔ تو بعد از نماز عشاء منادی ہوئی "اس موضع میں علاقہ تیراہ سے ایک فقیر آیا جو کہ دائرۂ اسلام سے نعوذ باللہ خارج ہے۔ اگر وہ ہمارے مولوی صاحبان سے بحث نہ کریں۔ اور تحقیقِ مسائل پر رُوبرُو اور بالمشافہ گفتگو نہ کریں۔ تو کوئی مسلمان اُن سے اسلام علیکم نہ کرے۔ اور اُن کو اور اُن کے مریدوں کو مسجد میں نہ آنے دیں"۔ قبلہ عالمؒ نے فرمایا فقیر کو بحث و مباحثہ سے کچھ غرض نہیں، میں تو ایک فقیر آدمی ہوں۔ ہاں اگر میرے عمل و فعل میں کوئی بات خلافِ شریعت ہو تو مولوی صاحبان کو اختیار ہے کہ ہم کو آگاہ کیا جائے۔

صبح کے وقت اُن کی طرف سے مولوی عبداللہ سکنہ نوتھ اور مولوی شیر محمد سکنہ دمال مباحثہ کیلئے تیار ہوئے۔ اور حضورؒ کی طرف سے محمد شاہ صاحبؒ اور خواجہ دین محمدؒ مقرر ہوئے۔ خدا کی قدرت کہ قلیل عرصہ میں خلق خدا کثیر تعداد میں جمع ہوگئی۔ بعد از نماز اشراق مباحثہ شروع ہوا۔ اور فریقین کی طرف سے مولوی محمد حسن صاحب جو کہ فریقِ ثانی کے استاد بھی تھے۔ منصف مقرر ہوئے۔ پہلے مولوی عبداللہ فریقِ ثانی نے سوال کیا۔ کہ حضرت باباصاحب نسوار سونگھا کرتے ہیں اور یہ شریعت میں حرام ہے۔ اس لئے ہم نسوار سونگھنے والے کو کافر جانتے ہیں اور ہمارے پیشوا صاحب سوات کے رُوبرُو اس کی حرمت پر اجماع ہو چکا ہے

اس پر خواجہ دین محمدؒ نے استفسار کیا کہ نسوار کی حرمت کی کیا دلیل ہے۔

مولوی عبداللہؒ نے فرمایا "یہ آیت شریف نسوار کی حرمت کی دلیل ہے۔ انما الخمر والمیسر والازلام میسر کے معنی نسوار ہیں۔

حضرت خواجہ دین محمدؒ نے فرمایا "تفسیر کا نام بتاؤ" جس کے معنی نسوار لکھے ہیں" مولوی عبداللہؒ نے کہا کہ ہم کہتے ہیں" خواجہ دین محمد نے فرمایا تمہارا کہنا کوئی

صحبت

حضرت خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا "ہمارا طریق صحبت ہے کیونکہ خلوت میں شہرت ہے شہرت میں آفت ہے اور صحبت سے مراد، موافقان طریقت کی صحبت ہے نہ کہ مخالفان طریقت کی۔ کیونکہ ایک دوسرے میں فانی ہونا صحبت کی شرط ہے جو بغیر موافقت کے میسر نہیں"

(حضرت مجدد الف ثانیؒ)

مکتوب: ۲۶۵۔ دفتر اول

دلیل اور سند نہیں ہوسکتی"۔ اتنے میں منصف مولوی محمد احسن نے فرمایا کہ اس مسئلہ کو چھوڑو کوئی اور سوال کرو۔۔۔ پھر مولوی عبداللہ نے سوال کیا کہ ذکر جہر حرام ہے تم اپنے مریدوں سے ذکر جہر کراتے ہو"۔ آپؒ نے فرمایا "طریقہ نقشبندیہ میں ذکر خفی ہے۔ لیکن ہم ذکر جہر کو بھی حرام نہیں سمجھتے ہیں اور قرآن مجید سے ذکر جہر ثابت ہے۔ اسی دوران نماز ظہر کا وقت ہوگیا۔ اذان ہوگئی۔

مولوی عبداللہ نے کہا مجلس برخواست حضرت خواجہ دین محمدؒ نے کہا "میرے ہاتھ میں کتاب "تحفۃ الجمالؒ" ہے اس کا مطلب دیکھیں وہ پہلوتہی کرنے ہی والے تھے۔ کہ حضرت صاحب نے وہ کتاب منصف صاحب کے ہاتھ میں دے دی۔ مولوی محمد احسن صاحب کے ہاتھ میں دے دی۔ مولوی محمد احسن صاحب نے اپنے تلمیذ عبداللہ صاحب سے کہا "ہم اس کتاب کو نہیں مانتے۔ اتنے میں مجلس برخاست ہوگئی فریق ثانی مولوی عبداللہؒ نے مسجد میں جاکر ایک منادی والے کو مسجد کی چھت پر چڑھا کر منادی کرادی کہ فقیر صاحب تیراہ والے شریعت میں ہار گئے ہیں۔ ان کا طریقہ اچھا نہیں۔ اس لئے کوئی اُن سے میل جول اور السلام علیکم نہ کرے۔

اتنے میں حضرت باوا جیؒ کا ایک مخلص مُلاّں بہادر نے عرض کی اگر حضورؒ کا حکم ہو تو میں بھی منادی کر دوں۔ آپؒ نے فرمایا "ہرگز نہیں"! اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔ قولہ تعالیٰ۔ تلک الدار الآخرۃ اور فرمایا کم من فئۃ قلیلۃ الیٰ فھزموا باذن اللہ

صبر و علم و حلم تریاقِ دل اَند ؛ حرص و بغض و کینہ زہر قاتل اَند

آپ نے دعا فرمائی اور خاتم پر یہ آیت شریف پڑھی "کم من فئۃ قلیلۃ الیٰ فھزموھم باذن اللہ"

اتنے میں غیرت خداوندی نے جوش مارا کہ منادی کرنے والا مسجد کی چھت سے اُترنے سے پہلے ہی حواس باختہ ہوکر مالیخولیا کے مرض میں مبتلا ہوگیا۔ اس کے بعد ایک سال تک اسی جنون میں گاؤں میں رہا۔ اور غلاظت اور گندگی میں رسوا ہوکر مرگیا۔ تمام گاؤں والوں نے اس واقعہ سے عبرت حاصل کی۔

راحتے نہ بود حسود شوم را ؛ کاذب بدبخت را نبود وفا

نیز ؎

نیشتر بر قلب درویشاں مزن جان خود در آتش سوزاں مزن ؛

۲۹ ؎

جان من سوئے من انداز لگا ہے گاہے

بشنو احوال دل چشم براہے گاہے

قبلہ عالم حضرت باداجیؒ جب تیرتی شریف سے ڈراڈر شریف میں مقیم ہوئے ۔ تو اس گاؤں کے دو نامی گرامی چور و رہزن ، جہان خاں اور شریف خاں قوم افغان آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر داخلِ سلسلہ نقشبندیہ ہونے کی عرض کی ۔ حضورؒ نے فرمایا ۔ آپ کو میری نصیحت پر عمل کرنا ہوگا ۔ دونوں نے عرض کی ہم بسر و چشم حاضر ہیں ۔ آپؒ نے فرمایا " جس کام سے اللہ رب العزت ناخوش ہو اس کو ترک کر دیں ۔ اور خصوصاً اپنے پیشہ چوری وغیرہ سے توبہ کریں "

انہوں نے یہ حکم منظور کر کے آپؒ سے بیعت کی ۔ حضورؒ نے پھر ثابت قدم رہنے کی تاکید فرمائی ۔ اسی دوران حضورؒ کا ایک غلام آ کر عرض گزار ہوا کہ جہان خاں کافی عرصہ سے میرے ساتھ عداوت رکھتا ہے ۔ میں غریب آدمی ہوں ، آپ برائے خدا جہان خاں کو منع فرما دیں ۔ کیونکہ میں رات دن اس کے ظلم کے خوف سے لرزاں رہتا ہوں ۔ حضورؒ نے دونوں بھائیوں کو پھر تاکید فرمائی اور فرمایا ؎

منہ پائے بیروں ز کوئے وفا کہ از دوستاں نیز زد جفا

دونوں بھائیوں نے وعدہ کیا کہ یہ اب ہمارا بھائی ہے ۔ ہم اس کو بالکل تکلیف نہیں دیں گے ۔ لیکن انسان جس بری عادت میں مبتلا ہو جائے وہ مشکل ہی جاتی ہے ۔ عین آخری عشرہ ، ماہ رمضان میں جہان خاں و شریف خاں بمعہ اپنے حواریوں کے رات کے وقت اسی غلام اللہ نور کے گھر کی دیوار میں نقب لگا کر مال و اسباب لوٹنے لگا ۔ اتنے میں اللہ نور کا جوان سال لڑکا بعمر ۱۵ سال بیدار ہوتے ہی " چور چور " پکارنے لگا ۔ گھر کے سب آدمی جاگ اٹھے ۔ اس لڑکے نے جہان خاں کو ایسا قابو کیا کہ اس کو جان چھڑانا مشکل ہو گیا ۔ گھر والے چراغ روشن کر کے لائے ۔ اور جہان خاں کو شناخت کیا ۔

نقب کے باہر جو چور کھڑے تھے وہ جہان ۔ کو آواز دے کر پکارتے تھے کہ اگر تم کہیں تو ہم بندوقیں چلا دیں ۔ اور تم کو چھڑا لیں " ۔ جہان خاں نے اندر سے آواز دی " تم سب چلے جاؤ ، میں آرام سے ہوں ۔ مجھے گھر والوں نے نہیں پکڑا ۔ بخدا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں ۔ کہ حضرت باداجیؒ نے مجھے اپنے دستِ مبارک سے پکڑا ہے ۔ اور اس لڑکے کے ہاتھ میں دے دیا ہے اتنے میں سحری کا وقت ہو گیا ۔ تو جہان خاں نے اللہ نور سے کہا مجھ کو چھوڑ دو ، میں حضرت باداجیؒ کا قیدی ہوں کہیں نہیں جا سکتا ۔ پھر دونوں نے مل کر کھانا کھایا ۔ صبح کے وقت حضرت باداجیؒ اللہ نور کے

گھر تشریف لائے۔ اور جہاں خاں کو فرمایا "میں نے تم کو منع کیا تھا"۔ اُس نے عرض کیا "حضرت میرا قصور ہے۔ اللہ نور اور اس کا بیٹا بہادری نہ جتلاویں کہ مجھے حضورؒ نے پکڑ لیا تھا"۔ آپ سے میرا کیا زور ہے؟ اور اب میں انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ہمیشہ کیلئے توبہ کرتا ہوں۔ اور معافی کا خواستگار ہوں۔ ؎

ہر کہ از صدقِ دل صافی بود
خرقہ بالقمہ کافی بود

نماز

جان لے کہ نماز کا ٹھیک ہونا اور اس کا کمال فقیر کے نزدیک فرائض اور واجبات سنن اور مستحبات نماز کا اسطرح بجالانا ہے جس کا بیان فقہ کی کتب میں مفصل آچکا ہے ان چار امور کے علاوہ کوئی اور ایسا امر نہیں جس کا نماز کے کامل ہونے میں دخل ہو۔ نماز میں خشوع و خضوع بھی انہی چار امور میں درج ہے اور حضور قلب بھی انہی چار امور سے وابستہ ہے

(حضرت مجدد الف ثانیؒ) ۵/۱۳۰

حضورؒ نے فرمایا۔ ؎

زہر نفس بقیامت شمار خواہد بود
گرہ مکن کہ گنہگار خوار خواہد بود

جہاں خاں رونے لگا اور حضورؒ کے قدموں میں گر گیا۔ ؎

وہ نفس [illegible] ہیں کہ مٹا سکتی ہے دنیا
لیکن مجھے اُس در سے اُٹھانا آسان نہیں

۳۰ — اسرارِ اولیاء اللہ

تو زندگی سمجھتا ہے جس کو وہی ہے موت
میں جس کو موت کہتا ہوں وہ زندگی ہے اور

ایک دفعہ حضرت باواجیؒ مسجد مبارک بھوڑے مار (چورہ شریف) میں تشریف فرما تھے۔ اس روز بہت سے احباب و عقیدت کیش دُور دراز سے حاضر تھے۔ اشراق کے وقت حضورؒ نے آرام فرمانے کا قصد کیا۔ اور خلیفہ مُلاں بہادرؒ نے حضورؒ کے بدن کو آہستہ آہستہ دبانا شروع کیا ایک مرتبہ ہاتھ مبارک دبایا تو حضرت صاحب کے ہاتھ کی جلد کی پشت پر زخم ہو گیا۔ اور خون جاری ہو گیا۔ زخم تقریباً تین انچ تھا۔ لیکن حضور کے مُنہ سے اُف تک نہ نکلی۔ لیکن یہ حالت دیکھ کر مُلاں بہادر بے حد ڈرا۔ اور پریشانی کی حالت میں موچی کے پاس گیا اور اُس سے کہنے لگا "میرا یہ ہاتھ کاٹ ڈالو جس نے حضورؒ کو تکلیف میں مبتلا کیا ہے"۔ موچی کہنے لگا۔ کیا تو پاگل ہو گیا ہے۔ اور مجھے قید کرانا چاہتا ہے؟ تو تو مجنوں ہو گیا ہے"۔ مُلاں بہادر کہنے لگا "میں مجنوں نہیں ہوں میرے ہاتھ گناہِ عظیم کیا ہے اس لئے میرا یہ ہاتھ کاٹنے کے قابل ہے"۔

موچی کے انکار پر مُلاں بہادر لوہار مسمیٰ غلام محمد کے پاس گیا اور ہاتھ کاٹنے کے واسطے اصرار کیا۔ چند حاضرین نے سوچا کہ اگر اس حضرت باواجیؒ کے پاس نہ لے کر گئے تو عین ممکن ہے کہ مُلاں بہادر اپنا ہاتھ کاٹ لے۔ لیکن مُلاں بہادر نے کہا ؎

دوستو! نام خدا اب مجھے آواز نہ دو ؛ سخت دشواری اب لوٹ کے آنا میرا ؛

لیکن سب لوگ ملاں بہادر کو پکڑ کر حضورؒ کی خدمت میں لے گئے اور حال عرض کیا۔ ملاں بہادر بے چارہ روتا اور کانپتا تھا۔ آپؒ نے نہایت ملائمت سے پوچھا "ملاں بہادر! کیا بات ہے"؟ ملاں بہادر نے ڈرتے ڈرتے عرض کی حضورؒ مجھ سے گناہ سرزد ہوا ہے آپ کے ہاتھ مبارک کو دباتے وقت زخم آ گیا ہے۔ اس لئے میں اس ہاتھ کو کاٹ ڈالنا چاہتا ہوں"۔ حضورؒ نے سب دوستوں اور حاضرین کو عرض کیا "سب آ کر دیکھو کہاں زخم ہوا ہے"؟ اور ملاں بہادر کی تسلی کرو۔ میرے دونوں ہاتھ دیکھو"۔ سب نے دیکھا لیکن حضورؒ کے دونوں ہاتھوں میں سے کسی ہاتھ پر کوئی زخم نہ تھا۔

ملاں بہادر بے اختیار پکار اٹھا ؎

اُن کو منظور نہیں جان سے جانا میرا ورنہ مشکل تو نہ تھا ہوش میں آنا میرا

بقول اقبالؒ ؎

تا دلش سرّے ز اسرار خداست حیف اگر از خویشتن ناآشناست

۱۳۔ اتباعِ سنّت

مصطفےٰ داد از رضائے او خبر ؛ نیست در احکام دیں چیزے دگر

حضرت باواجیؒ اپنے عقیدتمندوں کو اتباع سنّت، امر و نہی کی بہت تاکید فرمایا کرتے تھے حتیٰ کہ جس شخص کے متعلق معلوم ہو جاتا کہ اُس کو حقہ نوشی وغیرہ کی عادت ہے اُس کو ختم خواجگان، جو بعد از نماز عشاء ہوا کرتا تھا اُس میں شامل ہونے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ اور یارانِ طریقت کو نہایت اصرار سے حقہ نوشی سے منع فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے آپؒ کے عقیدتمندوں میں کوئی شخص حقہ نوش نہیں ہوتا تھا۔ ایک دفعہ آپؒ کے غلاموں میں ایک شاہ احمد ساکن جلوال نے چند نااہلوں کی صحبت میں نشست و برخاست کی وجہ سے حقہ نوشی اختیار کر لی۔

اُسی ہفتہ ایک رات چارپائی پر سویا پڑا تھا۔ کہ عالم خواب میں حضرت باواجیؒ نظر آئے۔ آپؒ نے غصے سے کہا کہ تم نے میرے منع کرنے کے باوجود حقہ نوشی شروع کر دی ہے۔ اور ساتھ ہی حضورؒ نے خواب میں اُس کے منہ پر ایک طمانچہ مارا جس سے اُس کی گردن ٹیڑھی ہو گئی۔ فوراً چیخ اٹھا۔ گھر والے آ گئے۔ دیکھا اُس کے منہ پر سخت ورم ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ گھر والوں کے دریافت کرنے پر بتایا کہ مجھے عالم خواب میں حضرت باواجیؒ نے طمانچہ مارا ہے اور فرمایا تو میرا مرید ہو کر حقہ نوشی کرتا ہے۔ اس لئے مجھے فوراً حضورؒ کے قدموں میں لے چلو ؎

ساقی نے بزمِ خاص میں مجھ کو بلا لیا مجھ کو شریکِ محفلِ رندانہ دیکھ کر

آخر اُس کے قریبی عزیز اُس کو چارپائی پر ڈال کر حضرت باواجیؒ کی خدمت میں لے گئے۔ تو حضورؒ

نے فرمایا کہ جو میرا مرید ہوگا فقیر اس کو حقہ نوشی نہیں کرنے دے گا۔ کیونکہ ؎

چوں فاش گشت اعظم اہل سر حقیقت را — در جلوہ گہ کثرت از کار ہمی گنجد

اُس نے آئندہ کیلئے توبہ کی۔ اور وعدہ کیا کہ آئندہ شریعت مطہرہ کے خلاف کوئی کام کرے گا

آپؒ نے ارشاد فرمایا ؎

از شریعت گر نہی بیروں قدم — در ضلالت افتی و رنج والم

۳۲ ؎ فقر و درویشی شغلئے مومن است

زانکہ اندر وے صفائے مومن است

حضرت باوا جیؒ کے مخلص عقیدت کیش میاں عبیداللہ و میاں سعداللہ دونوں حقیقی بھائیوں قوم قریشی ساکن کوٹ چھچھ ضلع اٹک کا ایک ٹکڑا زمین کا موضع جلالی متصل اٹک میں تھا۔ میاں سعداللہ نے ایک کنواں اپنی زمین میں آبپاشی کیلئے لگایا تھا جو بہت اچھا کام دے رہا تھا۔ اسی دوران ایک مخالف جو کہ میاں صاحب سے دلی عداوت رکھتا تھا، نے اس کنویں کے نزدیک اپنی حد میں پانی کا کنواں لگوا لیا جسکی وجہ سے میاں سعداللہ کے کنویں کا پانی بہت کم ہو گیا۔ اس سے اس کی زراعت کو کافی نقصان پہنچا۔ چنانچہ میاں سعداللہ نہایت اندوہناک ہو کر حضرت باوا جیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور تمام ماجرا عرض کیا۔ ؎

اے چوں شہ مرا برداشت از خاک — سر دگر بگذرانم سر ز افلاک

من آں خس کم کہ ابر نو بہاری — کند از لطف بر من قطرہ باری

حضورؒ نے تین عدد سنگریزے پکڑ کر دم کر کے دیئے اور فرمایا کہ ان کو اپنے کنویں میں ڈال دو میاں صاحب نے آپؒ کے فرمان کے مطابق عمل کیا اور گوہر مقصود حاصل کیا۔ اُس روز سے کنویں کا پانی کم نہیں ہوا۔ مخالف زمیندار یہ حالات دیکھ کر پشیمان و تائب ہوا۔ ؎

باکریماں کارہا دشوار نیست

۳۳ — حضورؒ کا ایک مسکین غلام میاں منگا ساکن زنگی ضلع اٹک، مرض جذام میں مبتلا ہو کر بے حد اندوہ گیر ہوا۔ علاج کثیر سے کچھ فائدہ نہ ہوا نہ ہوا۔ تو آخر لاچار ہو کر در اقدس پر حاضر ہوا کیونکہ مولانا رومؒ نے فرمایا۔ ؎

ھین کہ اسرافیل وقت اند اولیاء — مردہ را زایشاں حیات و نما

میاں منگا حضورؒ کی خدمت میں گریہ و زاری کر کے عرض کرنے لگا۔ کہ میرے کھانے پینے کا انتظام بھی مشکل ہو گیا۔ کوئی شخص میرے ساتھ کھانے پینے کو تیار نہیں۔ اور اس معذوری کی وجہ سے بے سہارا و بے آسرا ہو گیا ہوں۔ اب آپؒ کے سوا میرا اس دنیا میں کوئی نہیں۔ حضورؒ نے

نہایت ملائمت و شفقت سے فرمایا۔ اچھا، تمہارا ابھی اللہ تعالیٰ حافظ ہے۔ کوئی فکر اپنے دل میں آنے دینا۔ آپؒ اپنے ذکر نفی اثبات میں مشغول رہے۔ اسی دوران لنگر کا کھانا درویشوں کے لئے لایا گیا۔ حضورؒ نے اپنے دستِ اقدس سے منگا کے ہاتھ دھلائے اور کھانا اپنے مبارک ہاتھوں سے کھلایا۔ ہر لقمہ پر آپؒ یہ دُعا پڑھتے تھے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہٖ شئی فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم۔ اللہ ربّ العزت کے فضل و کرم سے ایک ہفتہ کے قلیل عرصہ میں اُس کو شفائے کاملہ حاصل ہوگئی۔ ع

دست شفا رسید مرض خود بخود گریخت

جب حضور تیز ئی شریف سے چورہ شریف لے آئے۔ تو ہر وقت حضور اقدسؒ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ اور آپؒ کے وصال کے بعد خادم دربار ہو کر صاحبزادگان کی خدمت میں رہتا اور قلبہ رانی کے کام میں مصروف رہتا۔ جب بھی کوئی حضور کا ذکر لیتا تو زار و قطار رونے لگتا۔ ع

اوّل اے جاں زدلم صبر و قرار م بردی باز دیدی نہ بدز دیدہ نگاہے گاہے

۴۳ ——— ع

در نگاہش روزگار شرق و غرب حکمت او راز دار شرق و غرب

حضرت باواجیؒ اپنے خلیفہ خاص حاجی نامدار شاہؒ کی وفات کے بعد برائے فاتحہ خوانی نتھیال شریف تشریف لائے۔ تو حضورؒ کے ایک غلام بوڑھے حجام نے دعوت کیلئے التجا کی۔ جو کہ آپؒ نے بہ کمال التفات قبول و منظور فرمائی۔ اُس حجام نے جب دریافت کیا تو معلوم ہوا۔ کہ حضورؒ کے ساتھ تقریباً پچاس آدمی ہیں۔ گھر جا کر اپنی اہلیہ سے کہنے لگا "آج کی حضورؒ کو دعوت تو کہہ آیا ہوں مگر اب معلوم ہوا ہے کہ آپؒ کے ساتھ پچاس سے زیادہ آدمی ہیں۔ لیکن کھانے کا انتظام بہت ہی کم ہے۔" پھر سوچا جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا۔ وہی ہوگا۔ فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

نمازِ مغرب کے بعد جب کھانا حضورؒ کے سامنے رکھا گیا۔ تو آپؒ نے اپنی چادر مبارک کھانے پر ڈال دی اور کھانا مہمانوں کے سامنے پیش کرکے کھانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ سب یارانِ طریقہ کھانا کھا چکے۔ تو کھانا بدستور موجود تھا۔ جبکہ اُسے تین سو سے زیادہ درویشوں نے کھایا تھا۔ سب لوگ نہایت حیران ہوئے۔ ع

درون دیدہ نگہ دارم اشک خونیں را کہ من فقیرم و ایں دولت خداداد است

جب حضورؒ مسجد میں تشریف لائے تو اسی بوڑھے حجام نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ ہمارے گھر میں غلہ کی نہایت کمی رہتی ہے" تھوڑے سے غلہ کے دانے حضورؒ کی خدمت میں پیش کئے کہ اگر حضورؒ دم فرما دیں تو میں انہیں اپنے غلہ میں ملا دوں گا اُمید ہے کہ اس میں برکت ہوگی" حضورؒ

نے کچھ دم فرمایا۔ اور وہ غلہ کے دانے بوڑھے حجام کو دے کر فرمایا بسم اللہ شریف پڑھ کر وضو سے غلہ میں سے جسقدر ضرورت ہو نکال لیا کریں۔

چنانچہ خدائے بزرگ و برتر کے فضل و کرم سے ایک سال سے زیادہ اس غلہ میں برکت رہی کہ ایک دن اُس کی اہلیہ نے سارے غلہ کو ترازو دے کر وزن کیا تو معلوم ہوا۔ کہ غلے کا صرف تیسرا حصہ خرچ ہوا ہے۔ شومئی قسمت اُس عورت نے ایک مرتبہ بغیر وضو کے غلہ نکال لیا۔ اُسی دن سے غلہ میں کمی شروع ہو گئی۔ حجام نے بہت افسوس کیا مگر بے سود۔!

۳۵ —— مصنف "انوارِ تیراہی" جناب سیّد محمد عادل شاہؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ اپنے ایامِ طفولیت میں باہر جنگل میں گئے۔ اور اُس جگہ ایک زہریلا سانپ نظر آیا۔ بوجہ بچہ ہونے کے اُس سے کھیلنے لگا۔ نتیجۃً سانپ نے بائیں پاؤں پہ کاٹ لیا۔ اتنے میں میاں کریم بخش وہاں پہنچ گیا۔ اور آپ کو حضرت باواجیؒ کی خدمت میں لے آیا۔ اور سانپ کے کاٹنے کی اطلاع دی۔ حضورؒ نے ورم کی جگہ ہاتھ لگایا اور دم فرمایا۔ درد ایسا غائب ہوا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ ع

بندہ یک مردِ روشن دل شوی　　بہ کہ بر فرقِ سرِ شاہاں روی

۳۶ —— جب حضرت باواجیؒ تیراہی شریف سے ڈراؤڑ تشریف فرما ہوئے۔ تو سب درویشوں نے مل کر عرض کی کہ ہمیں پانی کی بہت تکلیف ہے۔ تقریباً ایک میل دُور بلندی سے لانا پڑتا ہے۔ چنانچہ ایک دن آپؒ نے سب اہل دیہہ سے فرمایا کہ کل صبح سب لوگ چھوٹے بڑے حاضر ہو جاؤ، تاکہ بارگاہِ ربّ العزت میں پانی کیلئے عرض کی جائے۔ چنانچہ صبح کے وقت سب لوگ آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت قبلہ عالم نے بارگاہ خدائے ذوالجلال میں دُعا فرمائی۔ پھر آپؒ سب لوگوں کے ساتھ مشرق کی طرف ایک جگہ ٹھہرے اور ارشاد فرمایا اس جگہ ایک پتھر اٹھاؤ۔ سب لوگوں نے مل کر بسم اللہ شریف پڑھ کر پتھر اٹھایا۔ فی الفور چشمہ جاری ہو گیا۔ حضور وہ پانی لے کر مسجد میں تشریف لاتے۔ سب اہل دیہہ اور درویش وہ پانی استعمال کرتے رہے۔

حضورؒ نے تقریباً نو سال اُس جگہ قیام کیا۔ سب چشمے کے پانی سے فیضیاب ہوتے رہے اُس کے بعد آپؒ وہاں سے نقل مکانی فرما کر چورہ شریف تشریف لے آئے جو کہ وہاں سے تقریباً ۷۵ میل کے فاصلہ پر انگریزوں کی حکومت میں واقع تھا۔ حضورؒ کے وہاں سے تشریف لانے کے بعد ڈراؤڑ شریف کا وہ چشمہ خشک ہو گیا۔ اور وہاں اُس کا نام و نشاں تک نہ رہا۔ تقریباً ایک برس کے بعد ڈراؤڑ شریف سے بہت سے لوگ آپؒ کی خدمت میں چورہ تشریف لائے اور عرض کی کہ وہ چشمہ پھر سے جاری ہو جائے آپؒ نے فرمایا "وہ چشمہ اللہ تعالیٰ نے صرف درویشوں کی خاطر عطا کیا تھا اب چونکہ وہاں سے نہیں رہے اس لئے پانی بھی نہیں رہا۔

۳۷ - ع

قائد اندر مقام و منزلش
مرد ذوق انقلاب اندر دلش

حضرت باواجیؒ کے مریدوں میں سے ایک قاسم شاہ جو کہ موضع رنگلی ضلع اٹک کی مسجد میں امام تھا۔ آپؒ سے بداعتقاد ہوگیا۔ اسی گاؤں میں بختاور حجام اور فقیر محمد زمیندار جو کہ حضورؒ کے مخلص مرید تھے۔ اسی مسجد میں نماز پڑھتے تھے۔ ان کو مولوی قاسم شاہ ہر روز کوئی نئی بات بداعتقاد کرنے کے لئے سناتا۔ اور حضورؒ کی بدگوئی اور بے ادبی کرتا۔ وہ بے چارے خاموش رہتے اور خاموشی سے واپس چلے جاتے۔ ایک روز مولوی صاحب نے کہا "تمہارے بال بہت لمبے ہیں اور شرعاً حرام ہیں ان کو چھوٹے کرا لو ورنہ مسجد میں نہ آیا کرو"۔ بلکہ اگلے دن حجام کو بلا کر دونوں کے بال کٹوا دیئے۔ دونوں بیچارے اسی طرح حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے کٹے ہوئے بال دیکھ کر آپؒ نے حال دریافت فرمایا۔ دونوں نے عرض کی کہ مولوی قاسم شاہ آپ سے بداعتقاد ہوگیا ہے۔ اور ہم کو تنگ کرتا ہے جبراً ہمارے بال بھی کٹوا دیئے ہیں۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا" اللہ تعالےٰ اُس کو اس کا بدلہ دے گا۔ ع

لاجرم از قوت مرد بدظن است کاروان خویش را خود راہزن است

دونوں واپس گاؤں آگئے۔ چند دن بعد مولوی قاسم شاہ کو عالم خواب میں حضرت باواجیؒ نظر آئے۔ آپؒ نے اُس کے منہ پر ایسا طمانچہ مارا کہ قاسم شاہ کا پاخانہ و پیشاب دونوں خارج ہوگئے اور سخت بیمار ہوگئے۔ صبح اپنی والدہ صاحبہ کو بتایا۔ کہ جب تک حضرت باواجیؒ مجھ سے راضی نہ ہوں گے اُس وقت تک میرے صحت یاب ہونے کی کوئی امید نہیں۔ چنانچہ مولوی قاسم شاہ کو چارپائی پر ڈال کر حضورؒ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اور قاسم شاہ معافی کا خواستگار ہوا۔ آپؒ نے ازراہ کرم دُعا فرمائی اور ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اپنا رحم کرے گا۔ گاؤں واپس آکر بیماری جاتی رہی اور بالکل تندرست ہوگیا۔؛ اسی اثنا میں حضرت باواجیؒ کا وصال ہوگیا۔ مولوی قاسم شاہ پھر بداعتقاد ہوگیا اور یاران طریقت کی مخالفت کرنے لگا اور اُن کو تنگ کرنے لگا۔ ع

پست فکر و دُوں نہاد و کور ذوق مکتب و ملائے او محروم شوق؛

آخر ایک دن مولوی صاحب مسجد میں نماز تہجد کیلئے آئے تو حضرت باواجیؒ کو بمعہ اپنے درویشوں کے دیکھا۔ حضورؒ نے فرمایا "قاسم شاہ تمھیں ہماری بدگوئی کرتے ہوئے شرم نہیں آتی" اور آپؒ نے اُس کو ایک زور دار طمانچہ مارا اور غائب ہوگئے؛ اُسی روز سے قاسم شاہ صرع (مرگی) کی بیماری میں مبتلا رہو گیا۔ باوجود کثرت علاج و دم اس بیماری میں تادم مرگ مبتلا رہا۔ ہمیشہ دوستوں سے کہا کرتا یہ سب حضرت باواجیؒ کی بے ادبی کے سبب ہے اسلئے شفا ناممکن ہے۔ ع

حکمت دین دل نوازی ہائے فقر قوت دیں بے نیازی ہائے فقر

جب تک زندہ رہا۔ ہر جمعرات کو آپؒ کے مزار اقدس اپنی داڑھی سے جاروب کیا کرتا۔

۳۸ —— اج کھول مے خانہ ساقی بھر پیمانہ
تیری مست نظر دا ہویا جگ مستانہ

ایک دفعہ حضرت باداجیؒ کے مال مویشی ایک غلام چرا رہا تھا۔ کہ ایک بچھڑا گم ہو گیا۔ اور کسی دوسرے کے مویشیوں میں مل کر کہیں دور چلا گیا۔ اور نہ مل سکا۔

اس بات کو کئی سال گزر گئے۔ اتفاقاً ایک مرتبہ حضورؒ اسی گاؤں میں تشریف لے گئے۔ جہاں آپؒ کا وہ بچھڑا تھا۔ آپؒ نے اس بچھڑا کو دیکھا۔ جو اس وقت جوان ہو چکا تھا۔ فوراً پہچان لیا۔ اور فرمایا "اگرچہ یہ بچھڑا عمر رسیدہ ہو گیا ہے لیکن میں نے پہچان لیا ہے اور میرے مال مویشی کی نسل میں سے ہے۔ اور میرا ہے۔" وہ زمیندار جس کے پاس وہ بچھڑا تھا وہ کہنے لگا۔ یہ میرے گھر میں، پانچ سال سے ہے۔ اور میرا اپنا مال ہے۔ حضورؒ نے اپنا محلہ کو تمام حالات بتائے۔ مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر آپؒ نے فرمایا "اگر آپ لوگ اس فیصلہ کو دیکھنا چاہیں تو صبح سب لوگ اپنے اپنے مال مویشی کو میدان میں لاویں۔ خدائے عزوجل خود فیصلہ فرما دے گا۔ کہ حق پر کون ہے؟ اس پر سب راضی ہو گئے۔

اگلے دن سب لوگ اپنے اپنے مویشی لے کر گاؤں سے باہر ایک جگہ اکٹھے ہو گئے۔ حضورؒ نے اس زمیندار سے فرمایا" اگر وہ بچھڑا تمہارا ہے تو اس کو آواز دے کر بلا لو ورنہ میں اس کو بلاؤں گا۔ زمیندار نے بہت آوازیں دیں مگر بچھڑے نے کوئی پرواہ نہ کی۔ بالآخر جب حضرت باداجیؒ نے ایک بار آواز دی بچھڑے نے فوراً حاضر ہو کر قدموں میں سر رکھ دیا۔ ع

از حکم داور تو گردن مپیچ کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

اس زمیندار نے اسی وقت توبہ کی اور اقرار کیا کہ بچھڑا بلا شبہ حضورؒ کا ہے۔ اور بیعت ہو کر غلام خاص کا درجہ حاصل کیا۔

۳۹ —— ع دل مضطر تیرے نالوں کا جواب آیا ہے
بے نقاب آج کوئی حسن مآب آیا ہے

۳۹۔ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں سردار صاحب سردار محمد اکرم خاںؒ نے حضرت قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر استدعا کی کہ مجھے میرے دشمن بہت ستا رہے ہیں۔ آپؒ نے فرمایا کہ عشاء کی نماز کے بعد پانچ مرتبہ سورہ لئیلاف پڑھ لیا کریں۔ کوئی شخص تم پر غالب نہ آسکے گا۔ چنانچہ اس کا فیض اس کی بعد کی زندگی میں رہا۔

۴۰ —— ع گر توانی گریہ در ماتم بیا
شاد کن ایں بندۂ بے دام را

حضرت باواجیؒ کی خدمت میں ایک غلام بنام ولی رہا کرتا تھا۔ ایک دفعہ آپؒ آرام فرما رہے تھے اور ولی پنکھا ہلا رہا تھا۔ کہ اس کے دل میں خیال آیا کہ میں کتنے عرصہ سے حضور کی خدمت میں ہوں۔ لیکن مجھ کو کچھ فیض حاصل نہیں ہوا۔ اور بے قراری میں غزل پڑھی کہ تمام حاضرین وجد میں آگئے حضرت باواجیؒ نے بھی خوش ہو کر کہا کہ جاؤ آج کی تاریخ سے ولی، ولی بن گیا ہے۔

ولی آپؒ کی دعا سے ولی بن گیا۔ اور پشاور میں اکثر احباب اُن سے فیضیاب ہوئے۔

ع

این محال است کہ یک لحظہ فراموش کنم
عشق دادی کہ گرفتار ادا کردی

حضرت باواجیؒ کے خلفاء

ع

شاب آمد دلیل آفتاب
گر دلیلت باید از وے رومتاب

حضرت باواجیؒ نے اپنی ظاہری حیات میں ایک عظیم اکثریت کو سلسلہ نقشبندیہ سے مستفیض فرمایا۔ جن میں آپؒ کے اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اخلاق عالیہ، فقر، درویشی، جمال، جلال، عبادات، کشف و کرامات، لطائف قلب اور دیگر عوامل کا حصہ تھا۔ آپؒ کی مقبول العام ہر صفت شخصیت کی پنجاب، سندھ، سرحد، کابل اور ہندوپاک کے کثیر التعداد مسلمانوں میں، مقبولیت ہوئی۔

سب سے پہلے آپؒ نے اپنے چاروں صاحبزادگان حضرت خواجہ احمد گلؒ، حضرت خواجہ فقیر محمدؒ المعروف حضرت باباجیؒ چورا ہی، حضرت خواجہ دین محمدؒ المعروف حضرت ملاجیؒ، اور حضرت خواجہ شاہ محمدؒ المعروف حضرات خورد کی ایسی تربیت ظاہری و باطنی فرمائی کہ کم ہی کسی کی ساری کی ساری اولاد ایسی ظاہری و باطنی طور پر عظیم مقامات و مکاشفات اور واردات سے مستفیض ہوئی ہو گی۔ پھر صرف اولاد ہی نہیں۔ آپؒ کے صاحبزادگان کی اولاد میں آج بھی حضرت باواجیؒ کے فیض سے دربار عالیہ چورہ شریف میں کثیر التعداد اولیائے کاملین موجود ہیں۔ حضرت باواجیؒ کے صاحبزادگان سے دنیا میں ایسا فیض عام ہوا کہ انہیں کے صدقے باولی شریف علی پور شریف راولپنڈی، موہڑی شریف، نگہ

شریف پشاور، شیخ نور مکان شریف، لدھیانہ، پونچھ شریف، بسائیں شریف، پنج وڑ، سرانوالی میں سلسلہ نقشبندیہ کا فیض ایک دنیا میں عام ہوا۔ ایسے ہی موقع پر شاید، کسی نے کہا تھا۔

ع آفتاب آمد دلیل آفتاب

حضرت باواجیؒ کے جملہ چہار صاحبزادگان بلا شبہ اپنے زمانہ میں سلسلہ نقشبندیہ کے آفتاب تھے۔ آئندہ صفحات میں ان کا ذکر انشاء اللہ ہوگا۔ اب حضرت باواجیؒ نے اپنی اولاد کے علاوہ جن ہستیوں سے فیضیاب کر کے خلافت عطا کی۔ ان کا ذکر مختصراً عرض ہے۔

خلفاء اور روحانی جانشین حضرت باواجیؒ

۱۔ حضرت عجب نور رحمتہ اللہ علیہ

۲۔ حضرت اللہ نور رحمتہ اللہ علیہ

حضرت باواجیؒ نے سب سے پہلے ایک قلیل عرصہ میں حضرت اللہ نور رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت عجب نور رحمتہ اللہ علیہ قوم خٹک دونوں حقیقی بھائیوں کو سلسلہ نقشبندیہ میں ترویج کیلئے خلافت عطا فرمائی ان دونوں بھائیوں کو افغانستان میں ایسی شہرت نصیب ہوئی۔ کہ ان کو بیعت کرنے کی فرصت محال ہو گئی ملک افغانستان میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ شروع ہوئی۔ سلسلہ نقشبندیہ کو وہ دور دورہ ہوا کہ تمام خلفاء میں اس کی مثال ناپید ہے۔

ایک دن ایک درویش جو کہ سلسلہ چشتیہ سے منسلک تھا۔ دونوں بھائیوں کے پاس آیا۔ اور اس بات کا ذکر ہوا کہ اولیائے سندھ زبردست ہیں کہ اولیائے افغانستان۔ لیکن بقول غالب

ع یہ وہ در نہیں کہ پیدا کرے کوئی۔

خلیفہ اللہ نورؒ نے بعد از نماز عشاء مسجد میں حاضرین مجلس کے سامنے ایک پتھر لا کر رکھا۔ اور چشتی صاحب سے کہا کہ آپ اس پر توجہ فرمائیں اور فقیر بھی توجہ کرے گا۔ چشتی صاحب نے ذکر الٰہی شروع کیا۔ اور اسمائے الٰہی کی کافی ضربیں لگائیں۔ لیکن پتھر پر اس توجہ کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اس وقت خلیفہ اللہ نورؒ نے بسم اللہ شریف اور کلمہ تمجید پڑھ کر متوجہ ہوئے اور اسم ذات سے ضربیں دیں۔ بفضل الٰہی پتھر اس جگہ سے حرکت میں آیا، تو اس پتھر کو بطور تبرک علاقہ کا سردار اپنے گھر لے گیا۔ اور اس گاؤں کی کثیر تعداد داخل سلسلہ نقشبندیہ ہوئی۔ ع

کی ایک ہی نگاہ کہ بس خس و خاشاک ہو گئے

۳۔ خلیفہ حاجی سید نامدار شاہؒ کنجیال شریف

سید نامدار شاہؒ موضع کاٹ جو کہ دراوڑ شریف سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ایک مولوی صاحب سے کتاب "شرح الیاس" پڑھا کرتے تھے۔ کہ رات کے وقت حضرت باواجیؒ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں

"تم فوراً میرے پاس موضع تیزئی شریف چلے آؤ۔ اور بیعت حاصل کرو"۔ جب آپ بیدار ہوئے تو طبیعت بے قرار ہو گئی۔ آپ کے استاد نے چہرے کی پریشانی کا سبب دریافت فرمایا۔ تو آپ اپنا خواب بیان کیا۔ آپ کے استاد نے اُسی وقت ایک رفیق ساتھ دے کر آپ کو تیزئی شریف روانہ فرمایا۔ جس وقت آپ تیزئی شریف کی مسجد میں پہنچے۔ تو خواجہ گل محمدؒ حضورؒ کے چھوٹے بھائی سے ملاقات ہوئی۔ دریافت حال پر سید نامدار شاہؒ نے خواب بیان فرمایا۔

آپؒ نے فرمایا کہ اگر بیعت کرنا چاہتے ہو تو میں بیعت کروں گا۔ سید نامدار شاہؒ نے عرض کی جس صورت نے مجھے خواب میں دیدار عطا فرمایا میری بیعت صرف اُسی سے ہوگی۔ اتنے میں حضرت باواجیؒ تشریف لے آئے۔ ع

بزمِ ہستی میں ہمیں لائی ہے چاہت تیری   تو نہ اس بزم میں ہوتا، تو نہ آتے ہم بھی

سید نامدار شاہؒ نے فوراً خواب مبارک والی صورت پہچان لی۔ اور بیعت ہو کر داخل سلسلہ نقشبندیہ ہوئے۔ حضرت سید نامدار شاہؒ نے حضورؒ کی خدمت میں ایک عدد سُرمہ دانی اور ایک پیسہ نانک شاہی بطور نذر پیش کیا۔ اور نہایت عاجزی سے عرض کی "یہ پیسہ نانک شاہی مجھے ایک نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد عطا ہوا ہے"۔ تو حضرت باواجیؒ نے قبول فرما کر دُعا فرمائی کہ اللہ تعالےٰ تمہیں عظیم دولتِ ایمان نصیب فرمائے گا۔

حضرت خواجہ نامدار شاہؒ عرصہ چھ سال حضورؒ کی خدمت میں لکڑیوں کی فراہمی اور درویشوں کی پرورش و پرداخت پر مامور رہے۔ اس عرصہ میں آپؒ کو سر دھونے کی فرصت بھی نہ مل سکی۔ ایک مرتبہ خواجہ گل محمدؒ نے زبردستی آپؒ کا سر مبارک دھو ڈالا۔ لیکن سر کے بال ایسے اُلجھے ہوئے تھے کہ ان میں کنگھی نہیں چل سکتی تھی۔ خواجہ گل محمدؒ تمام دن ایک ایک بال علیحدہ کرتے رہے۔ اور شام تک بڑی مشکل سے سید نامدار شاہؒ کو خلافت و اجازتِ بیعت سلسلہ نقشبندیہ عطا فرمائی۔

اُنہی دِنوں اتفاق سے حضورؒ کے فرزند کلاں احمد گلؒ جو کہ تین کوس کے فاصلہ پر تعلیم حاصل کرنے گئے تھے۔ کی بیماری کی خبر ملی۔ تو حضورؒ بہت پریشان ہوئے۔ فرمایا عجب نورؒ! اگر تمہارا جانا ہو سکتا ہو تو جا کر میرے فرزند کو اس جگہ لے آؤ۔ عجب نورؒ نے عرض کی کہ مجھے ایک ضروری کام ہے اس لئے معذرت خواہ ہوں۔ اسی طرح اُس نے بھی کہا کہ گھر میں ایک ضروری کام ہے۔ اتنے میں سید نامدار شاہ دست بستہ عرض گزار ہوئے کہ غلام حاضر ہوتے تعمیلِ ارشاد کیلئے دل و جان سے حاضر ہوں۔ ع

صنم آنم کہ از یکے جلوۂ دل و جانم سوخت   چیست یک جاں کہ برآں شاہ فدائے کردی

سید نامدار شاہ اُسی وقت روانہ ہوئے۔ اور حضرت صاحبزادہ احمد گلؒ کو حضرت باواجیؒ کے پاس لے آئے۔ حضورؒ کو رات کو استخارہ کے ذریعہ حکم ہوا کہ سید نامدار شاہ کو خلیفہ بنا کر پنجاب کیطرف

روانہ کر دیا جائے۔ صبح کے وقت حضورؒ نے دعا فرمائی۔ اور فرمایا "اللہ تعالیٰ تیرے فیض سے ایک جہاں کو منور فرمائے گا"۔ اور حضورؒ نے شجرہ شریف نقشبندیہ معہ اجازت خلافت دے کر پنجاب روانہ فرمایا۔ پنجاب پہنچتے ہی اس قدر خلقِ خدا اس قدر آپؒ سے فیض یاب ہوئی۔ کہ قلم شمار سے قاصر ہے

ع
آبروئے ما ز استغنائے اوست
سوز ما از شوق بے پروائے اوست

آپؒ کا مزار مبارک نتھیال شریف نزد بسال ضلع اٹک میں اب بھی مرجع خاص و عام ہے۔

۴۔ خلیفہ حسن علی بھوت مار نزد بسال اٹک

ع
در نگاہش مستی ارباب ذوق
جوہر جانش سراپا جذب و شوق

مولوی حسن علی صاحب، ایک دفعہ حضرت حضرت باداجیؒ کے ساتھ پنجاب کے سفر سے واپس آکر الاچی نزد کوہاٹ شہر قیام پذیر تھے۔ کہ مولوی حسن علی کو حضورؒ کی نسبت بدظنی شروع ہوگئی اور رفتہ رفتہ اس طرح سوچنے لگے۔ اور فکر مند ہوئے کہ تپ شروع ہوگئی۔ تو اور زیادہ بدگمان ہوگیا۔ اور سوچنے لگا۔ کہ دن کو تو مناسب نہیں لیکن رات کو جس وقت سب لوگ سو رہے ہونگے میں بھاگ جاؤنگا یہ کیا فقیری ہے؟ کہ دن رات سفر میں خراب ہوتے رہیں۔

اتفاقاً اُسی رات آپ کا قیام الاچی متصل کوہاٹ ہوا۔ اور دعوت سردار حسن گل خاں سردار امیر خاں اور سردار سمند خاں صاحب نے کی لیکن حسن علی نے بوجہ تپ کھانا نہ کھایا۔ حضرت باداجیؒ نے گوشت کے شوربہ میں نرم کر کے رکھی۔ اور تقریباً نصف شب گزری ہوگی۔ کہ حضورؒ چراغ روشن کر کے فقیر حسن علی کے پاس تشریف لے گئے۔ اور استفسار فرمایا کہ حسن علی کیا حال ہے؟ کہا یا حضرت تپ کا بہت دور ہے۔ اور سخت تکلیف و مصیبت میں ہوں۔ پھر پوچھا کچھ کھانے کو دل چاہتا ہے؟ حسن علیؒ نے کہا "بالکل نہیں" آپؒ نے فرمایا "اچھا تھوڑی سی نسوار استعمال کرو۔ اور حضورؒ نے اپنے دستِ مبارک سے حسن علیؒ کو نسوار دی۔ اُسی وقت بخار اُترنے لگا اور ہوش و حواس درست ہوگئے۔

آپؒ نے پھر پوچھا "اب کچھ کھانا ہے؟ اُس نے عرض کی "حضورؒ اب دل چاہتا ہے"۔ حضرت باداجیؒ نے وہ گوشت روٹی جو رکھی ہوئی تھی حسن علی کو کھانے کو دے دی۔ اُس کے روٹی کھانے کے بعد حضورؒ نے فرمایا "حسن علی! ایک دو روز کے بخار سے تم بداعتقاد ہو چلے ہو۔ فقیر کو تو انتہا درجہ ثابت قدم ہونا چاہیئے۔ اور استقامت اس درجہ ہونی چاہیئے جیسا کہ ربّ العزت نے فرمایا ہے۔ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ انّ الذین قالو ربنا اللہ ثم استقامو تتنزل علیھم الملٰئکۃ الّا تخافو ولا تحزنو وابشرو بالجنۃ التی کنتم توعدون"۔

اور نقیر میں تو ہزاروں قسم کے وہم اور بد اعتقادی کے خیالات ظاہر ہوتے ہیں لیکن اس منجدھار سے کامران وہی نکلتے ہیں جو ثابت قدم رہتے ہیں۔ اور استقامت اختیار کرتے ہیں۔

فقیر حسن علی حضورؒ کے قدموں پر گر پڑا۔ اور بے حد پشیمان ہوا۔ معافی کا خواستگار ہوا آپؒ نے فرمایا "اہل اللہ کسی سے ناراض نہیں ہوتے۔ نہ غصہ میں آتے ہیں بعض اوقات جب کوئی خفگی ظہور میں آتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اور اس میں وہ مجبور ہوتے ہیں۔" آپؒ نے خلیفہ حسن علی کو گلے لگایا۔ اور اجازت و وظائف و قصائد شریف کی عطا فرمائی۔ اسی اثناء میں خلیفہ حسن علی کو وجد ہوا۔ اور حالت وجد میں یہ بیت ورد زبان رہا۔ ع

ماہ من در نیم شب کاکل پریشاں کرد و رفت

خود پریشاں بود ما را ہم پریشاں کرد و رفت

اللہ تعالیٰ نے خلیفہ حسن علیؒ کو وہ مقام بخشا کہ کم ہی لوگ اس سے فیضیاب ہوئے ہوں گے آپؒ کی وفات چھ ۶ ہجری ۱۲۹۰ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک موضع بھوت مار متصل بسال ضلع اٹک میں ہے۔

۵۔ خلیفہ میاں فقیر محمدؒ سکنہ چورہ ضلع اٹک

ع فقر ذوق و شوق تسلیم و رضا ست — ما امینیم ایں متاع مصطفیٰ است

میاں فقیر محمد حضرت باواجیؒ کے خواصوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپؒ ہی کے اصرار پر حضورؒ اپنے اجداد کے وطن تیراہی شریف سے نقل مکانی فرما کر پنجاب کے ضلع اٹک میں میاں فقیر محمدؒ کے گاؤں کے باہر ڈیرہ لگایا۔ جو اب دربارہ عالیہ چورہ شریف کے نام سے موسوم ہے۔ جیسا کہ پہلے اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ آپکی نقل مکانی سے تقریباً گیارہ سال پہلے حضرت باواجیؒ نے عالم خواب میں میاں فقیر محمدؒ وادی اٹک میں برلب آب کس وہ جگہ دکھائی جہاں پر آپؒ کو ڈیرہ لگانا تھا۔ اور روضہ مبارک کے علاوہ اپنی اولاد کے مزارات کیلئے بھی جگہ بتائی۔ چنانچہ فقیر محمدؒ نے اہل دیہہ کو ساتھ لیکر پتھر اکٹھے کئے اور آبادی کیلئے نشانات نصب کئے۔ اور مسجد کی بنیاد رکھی۔

پھر گیارہ سال بعد حضرت باواجیؒ نے اسی جگہ ڈیرہ لگایا۔ جہاں سے اکناف عالم میں فیض نقشبندیہ کا میکدہ جاری ہوا، اور ہے۔ جب حضرت باواجیؒ چورہ شریف تشریف لائے۔ اور ڈیڑھ سال بعد واصل بحق ہوئے تو خلیفہ مذکور نے خود اپنے ہاتھوں سے حضورؒ کی قبر مبارک تیار کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اور اپنی باقی تین سالہ زندگی حضورؒ کے روضۂ اقدس پر غلام اور خادم بن کر رہے۔ کیونکہ ع

یہ بے نیازی رہے سلامت ہو لاکھ تیری ادا قیامت،
جھکی ہے تیرے در پہ آقا، اُٹھے جبیں تو جبیں نہیں ہے

میاں فقیر محمدؒ کے بیعت ہونے کا قصہ بھی عجیب ہے۔ کہ ایکدفعہ حضرت باواجیؒ پنجاب کے سفر پر تھے۔ کہ آپؒ کا ارادہ موضع اورنگ آباد سے رنگلی جانے کا ہوا۔ تو حضورؒ کے خلیفہ خاص میاں احمد فقیر نے عرض کی کہ حضورؒ میرے غریب خانہ چورہ شریف میں بھی تشریف لے چلیں۔ حضورؒ نے اسے منظور فرمایا۔ اُسوقت آپؒ کے ساتھ کافی درویش تھے۔ راستہ میں میاں احمد فقیرؒ کے حقیقی بھائی میاں فقیر محمد کاشتکاری میں مصروف تھے۔ اور میاں فقیر محمد نے تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے حضورؒ کو سلام علیکم بھی نہ کہی۔ خلیفہ میاں احمد فقیر کو سخت شرمندگی ہوئی۔ حضورؒ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ حضور یہ میرا حقیقی بھائی ہے جس نے حضورؒ کو، سلام بھی نہیں کیا۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو راہ راست پر لائے۔

صحبتش از بانگے کہ برخیزد ز جاں ! سنے نہ نور آفتاب خاوراں !

حضورؒ نے دعا فرمائی۔ آپؒ موضع رنگلی نہیں پہنچے تھے کہ میاں فقیر محمدؒ کو ایسا مہیب و دردناک واقعہ نظر آیا کہ کاشتکاری چھوڑ کر حضورؒ کے پیچھے دوڑ پڑا۔ اور جلد ہی حضورؒ سے جا ملا۔ حضورؒ اس وقت گھوڑی پر سوار تھے۔ کہ میاں فقیر محمدؒ سائل بیعت ہوا۔ حضورؒ نے سواری کی حالت میں میاں فقیر محمد کو بیعت فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو عظیم مراتب عطا فرمائے اور ایسا صاحب کشف ہوا کہ قلم بیان سے قاصر ہے۔ ؏ جانم از سوز کلامش در گداز
دست او بوسیدم از راہ نیاز (اقبالؒ)

۶۔ خلیفہ میاں احمد فقیرؒ سکنہ چورہ ضلع اٹک

خلیفہ میاں احمد فقیرؒ ایک عظیم شخصیت ہیں۔ آپؒ نے تھوڑے ہی عرصہ میں خلافت و اجازت بیعت حاصل کرلی۔ آپؒ حضورؒ کے عظیم پایہ کے خلفاء میں سے تھے۔ یہ وہی میاں احمد فقیر تھے جن کی مخلصانہ کوششوں اور پیہم اصرار پر حضرت باواجیؒ نے آباؤ اجداد کے وطن کو خیرباد کہہ کر علاقہ پنجاب میں میاں احمد فقیرؒ کے گاؤں کے باہر ڈیرہ لگایا۔

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے کہ آپؒ کے بھائی میاں فقیر محمد حضورؒ کی طرف راغب نہ تھے تو خلیفہ میاں احمد فقیرؒ نے ہی عرض کی تھی کہ حضورؒ یہ میرا حقیقی بھائی ہے لیکن اس کی توجہ آپؒ کی طرف نہیں اس لئے دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت نصیب فرمائے۔ چنانچہ آپؒ کی اُس دُعا کے بدلے میاں فقیر محمدؒ کو وہ مراتب حاصل ہوئے کہ خلافت و اجازت حاصل کرکے عظیم مراتب کا حامل ہوا۔

خلیفہ میاں احمد فقیرؒ کا یہ حال تھا کہ ؏
صدق و اخلاص از نگاہش آشکار دین و دولت از وجودش استوار، (اقبالؒ)

۷۔ خلیفہ جان محمد رحمۃ اللہ علیہ ساکن کنٹ

راز دان خیر و شر گشتم ز فقر؛
زندہ و صاحب نظر گشتم ز فقر،

ایک دفعہ حضرت باواجی اپنے گھر کی دیواریں بنا رہے تھے۔ اور تمام کام خلیفہ جان محمدؒ کے سپرد تھے دن خلیفہ جان محمد کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ دل کی صفائی کس طرح پیدا ہوتی ہے۔ اور اولیا اپنے مریدوں کو کس طرح تابع کر لیتے ہیں۔ شاید کوئی چیز دم کر کے کھلا دیتے ہیں یا کچھ پڑھتے ہیں بقول اقبالؒ ع

خرد واقف نہیں نیک و بد سے
بڑھی جاتی ہے اپنی حد سے،
خدا جانے مجھے کیا ہو گیا ہے
خرد بیزار دل سے دل خرد سے،

خلیفہ اسی ادھیڑ بن میں تھا۔ کہ حضرت باواجیؒ تشریف لے آئے اور فرمایا جان محمدؒ! میرے نزدیک آؤ۔ جب خلیفہ جان محمد قریب آیا تو حضورؒ نے فرمایا "یہ نسوار لے لو، یہ بھی عجیب چیز ہے" جب جان محمدؒ نے نسوار لے لی تو اس کے دل میں ایسی روشنی، کشش و کشف پیدا ہوا کہ سبحان اللہ

فوراً دل میں خیال آیا یہ جو تبدیلی دل میں ہوئی ہے یہ سب نسوار کا اثر ہے کوئی کرامت یا بزرگی نہیں"۔ یہ تبدیلی صرف نسوار لینے سے آئی ہے"۔ اس لئے سوچا کہ جب حضورؒ آرام فرما رہے ہوں گے میں نسوار کی ڈبیہ لے کر چلا جاؤں گا۔ اور میں بھی اپنے مریدوں کو اسی نسوار سے صفائی قلب کرایا کروں گا چنانچہ جان محمدؒ نے ایسا ہی کیا۔ اور حضورؒ کی نسوار چرا کر لے گیا۔ جب اُس نے وہی نسوار خود استعمال کی تو کچھ صفائی قلب وغیرہ نہ ہوئی اور نہ ہی مکاشفہ ہوا۔ چنانچہ پھر واپس آکر نسوار کی ڈبیہ حضورؒ کے پاس رکھ کر چلا گیا۔ نمازِ ظہر کے وقت جب حضرت باواجیؒ نے جان محمدؒ سے فرمایا۔

"جان محمد! معمولی اور پست خیالات کو ذہن میں نہیں آنے دینا چاہیئے۔ اور اعتماد، یقین اور اعتقاد پر استقامت اختیار کرنی چاہیئے۔

علم کا مقصود ہے پاکیٔ عقل و خرد
فقر کا مقصود ہے عفت قلب و نگاہ

اسی دن سے جان محمدؒ نے ترکِ رہائش گھر کی اور حضورؒ کی غلامی میں قلب و نگاہ کی عفت میں مصروف ہو گئے۔ اور عظیم مراتب حاصل کئے۔

خلیفہ مولوی فضل الدین موضع خونی چک متصل گجرات

مولوی فضل الدینؒ حضرت باواجیؒ کے خلیفہ خاص تھے۔ اور نہایت مخلص عقیدتمندوں میں سے تھے۔ ایک دفعہ بہت سے دوسرے خلفاء کے ساتھ مولوی فضل الدین صاحب بھی حضرت باواجیؒ کی خدمت میں حاضر تھے کہ لنگر کا وقت ہو گیا۔ اس روز تمام درویشوں کیلئے کھچڑی تیار کی گئی تھی حضورؒ نے خلیفہ خان عالمؒ، مولوی فضل الدینؒ، مولوی مست علیؒ کو ایک جگہ کھانے پر بٹھایا۔ اتفاقاً کھچڑی میں روغن زرد جو کہ کھچڑی میں ڈالا گیا تھا۔ مولوی فضل الدین کی طرف چلا گیا۔ حضرت قبلہ عالمؒ نے خلیفہ خان

عالم سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ آج تو مولوی فضل الدین اپنے کشف کے ذریعے تمام روغن زرد اپنی طرف کھینچ کر لے گئے ہیں۔ حضرت صاحبؒ کا یہ کہنا تھا کہ مولوی فضل الدین صاحبؒ کو عجیب کشف اور صفائی قلب حاصل ہوگئی۔ ؎

دل نزدیں سرچشمہ برقوت است دیں ہمہ از معجزات صحبت است

مولوی صاحب کو خلافت و اجازتِ بیعت حاصل ہوگئی۔ کشف و کرامات کی بہتات کے علاوہ سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج و ترقی کیلئے عظیم کوشش سرانجام دی۔

مولوی صاحبؒ ایک سو سال سے زائد عمر پاک میں ماہ شعبان ۱۳۲۵ھ میں واصل بحق ہوئے مزار مبارک موضع خوئی چک متصل شہر گجرات ہے۔

۹۔ خلیفہ خان عالمؒ، باولی شریف گجرات

حضرت قبلہ عالم باداجیؒ نے خلیفہ خان عالم باولی شریف والوں کو اپنی خاص گھوڑی سمند رنگ کی خدمت اور نگہداشت پر مقرر فرمایا۔ تو خلیفہ خان عالمؒ نے اس حد تک گھوڑی کی خدمت کی کہ قلم بیان کرنے سے عاجز ہے۔ خلیفہ خان عالمؒ گھوڑی کے قدموں پر دونوں ہاتھ لگا کر اپنے تمام جسم پر پھیرتے جب تک گھوڑی سامنے رہتی۔ آپ کھڑے رہتے۔ اور جو کوئی مریض خلیفہ صاحب کے پاس آتا۔ تو آپ گھوڑی کے دہانہ کو دھو کر وہ پانی پلا دیتے اللہ تعالیٰ اس کو شفا دیتا۔

آپ ضلع گجرات کے موضع کہری نزد جلال پور جٹاں میں تولد ہوئے۔ پھر شادی خانہ آبادی کے بعد مستقل طور پر باولی شریف (گجرات جہلم جی ٹی روڈ) میں مقیم ہوگئے۔ حضرت باداجیؒ سے بیعت حاصل کر کے تھوڑے ہی عرصہ میں خلافت و اجازت بیعت حاصل کرلی۔ آپ متبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ شب بیدار عابد و زاہد تھے سید حاجی نامدار شاہ اور سید پیر جماعت علی شاہؒ لاثانی اور دیگر بزرگان امت سے خصوصی تعلقات تھے۔

آپؒ کا وصال ۳ ذوالحجہ ۱۲۹۸ھ میں ہوا۔ مزار اقدس باولی شریف سے جنوب کی طرف ایک ٹیلہ پر واقع ہے۔

۱۰۔ میاں صوبہؒ کھاریاں ضلع گجرات

حضرت باداجیؒ کے غلاموں میں سے ایک باوفا غلام تھے۔ حضورؒ کی خدمت میں حسب الحکم خلیفہ حاجی نامدار شاہؒ کے ذمہ آب رسانی برائے لنگر تھی۔ ایک دفعہ خلیفہ خان عالم باولی شریف، خلیفہ سید جنگ شاہؒ آلومہار شریف اور دیگر خلفاء حضورؒ کی آستانہ بوسی کیلئے دراوڑ شریف حاضر ہوئے۔ تو حضورؒ نے رات کو فراغت طعام کے بعد دوستوں کو توجہ اور مراقبہ سے مسرور فرمایا۔ اور پھر فرمایا میں اپنے حجرہ میں جاتا ہوں

کہ میرے مہمان آنے والے ہیں۔ اُن کی خاطر داری ضروری ہے۔ آپ سب آرام فرمادیں۔

جب حضرت باواجیؒ تشریف لے گئے۔ تو سب دوستوں کو خیال گذرا۔ کہ وہ کوئی خاص مہمان ہونگے جن کی خاطرداری کیلئے حضورؒ تشریف لے گئے ہیں۔ فقیر میاں صوبہ بول اُٹھا کہ حضرت باواجیؒ رات کو سرچشمہ پر عبادت کرنے جایا کرتے ہیں۔ اس جگہ عجیب مشاہدات اور قابل دید نظارے ہوتے ہیں۔ یہ سن کر سب حاضرین نے میاں صوبہ سے اصرار کیا کہ اگر تم ہمیں وہاں لے چلو تو ہم بھی ان مشاہدات سے فیض پائیں۔

چنانچہ میاں صوبہ سب کو ساتھ لے کر قصبہ ڈراوڑ شریف سے تقریباً نصف میل باہر لے گیا۔ جہاں چاند کی روشنی میں سب دوست ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ دیکھا کہ حضرت باواجیؒ کے گرد جنگل کے صدہا شیر کھڑے ہیں۔ اور حضورؒ ہر ایک کو ایک ایک لقمہ برلسیہ اپنے کاسہ مبارک سے دیتے ہیں۔ جب حضورؒ فارغ ہوئے تو آپؒ نے چشمہ سے وضو کیا۔ نفل ادا کئے۔ اور بعد از دعا ہر ایک شیر باری باری حضورؒ کے سامنے سر بسجود ہو کر جاتا تھا۔ اور حضورؒ ہر ایک کے سر پہ ہاتھ پھیرتے تھے۔ یہاں تک کہ سب چلے گئے۔ پھر حضورؒ مسجد کی طرف متوجہ ہوئے۔ سب یاران طریقت ڈر کے مارے راستہ سے ایک طرف ہو گئے۔ اور سب دوست واپس آ گئے۔

صبح نماز فجر کے بعد حضورؒ نے فرمایا "میاں صوبہ سے کہہ دو کہ میرے سامنے نہ آئے۔ حاضرین نے عرض کی کہ حضورؒ ناراضگی کا سبب کیا ہے۔؟ تو فرمایا "میاں صوبہ نے میرا راز افشا کیا ہے۔ اسلئے ہم میاں صوبہ کو دیکھنا نہیں چاہتے"۔ اس کے بعد میاں صوبہ تقریباً چار برس حضورؒ کے پاس رہا لیکن اس دوران حضورؒ نے کبھی اس سے بات بھی نہیں کی۔ وہ رات دن روتا رہتا تھا۔ اور زبان حال سے کہتا تھا

ع بستہ ام دل باسر زلف کسے / دانم ایں آغاز بے انجام را
چوں نہادم پا بہ راہ عاشقی / سوختم سامان ننگ و نام را
یا قفس را از نگاہم دور کن / یا قریب آشیاں نہ دام را

ایک دن بخت نے یاوری کی کہ حضورؒ مسجد کی طرف آ رہے تھے۔ کہ میاں صوبہ چیخ مار کر حضورؒ کے قدموں میں گر گیا اور کہا ع

در کوئے تو مردن بہ از روئے تو دور"

رحمت جوش میں آئی اور فرمایا "جاؤ! تم کو خلافت اور اجازت بیعت ہے۔ لیکن اس سے پہلے میری وصیت ہے کہ پہلے میرے خلیفہ نادر شاہؒ کی قبر پر تین سو ختم قرآن پڑھو اور دوسرے میرے پوتے قاضی عادل شاہؒ سے قرآن شریف کا درس شروع کرو"۔ خلیفہ میاں صوبہ نے مندرجہ بالا دونوں وصیتوں پر عمل کرنے کے بعد حضرت باواجیؒ کے وصال کے بعد آپؒ کی قبر مبارک پر بھی ایک صد مرتبہ قرآن ختم کیا۔

ع نقش قرآن تا دریں عالم نشست / نقش ہائے کاہن و پاپا شکست

فاش گویم آنچہ در دل مضمر است — ایں کتاب نیست چیزے دیگر است

خلیفہ میاں صوبہ دریا سے رخصت ہو کر کھاریاں تشریف لے گئے۔ اور خلقِ خدا کو اپنے فیض سے نوازا۔ مزار شریف متصل اسٹیشن کھاریاں ضلع گجرات مرجع خاص و عام ہے۔

۱۱۔ خلیفہ خدا بخشؒ بنی والاؒ سکنہ پوڑ لیسوال ضلع راولپنڈی

خلیفہ خدا بخش حضورؒ کے نہایت مخلص عقیدتمند تھے۔ اور خلافت عطا ہونے سے پہلے حضورؒ کی خدمت کی خدمت خانہ کیلئے آب رسانی پر مامور رہے۔ جب خلافت واجازت بیعت سے سرفراز ہو کر اپنے وطن روانہ ہونے لگے تو حضورؒ نے ایک "روڑہ" پتھر دم کر کے دیا۔ کہ اپنے گاؤں میں ایک تالاب بناؤ اور اُس کے کنارے اِس پتھر کو دفن کردو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ نتیجۃً تالاب کے کنارے ایک نہایت عمدہ باغ تیار ہوا۔ مفصل واقعہ حضورؒ کی کرامات میں بیان کیا جا چکا ہے۔ (کرامت نمبر ۲۱)

حضرت باواجیؒ کے محبِ خاص ہونے کی وجہ سے آپ پر عنایات و فیضان تھا۔ آپؒ نے خلقِ خدا کو اپنے فیض سے مالا مال فرمایا۔ ۱۲۹۳ھ میں وفات پائی۔ آپؒ کا مزار مبارک اپنے گاؤں سے باہر برلبِ تالاب، پوڑ لیسوال ضلع راولپنڈی میں ہے۔

۱۲۔ خلیفہ صاحبزادہ محمد بخشؒ باولی شریف

آپ خلیفہ خان عالمؒ کے صاحبزادے تھے۔ اور حضور سے بیعت ہو کر خلافت واجازت بیعت سرفراز ہوئے۔ بڑے ہی صادق الاعتقاد تھے۔ اپنے قبلہ والدؒ کی طرح بے شمار مسلمانوں کو سلسلہ نقشبندیہ سے منسلک کیا۔ لیکن افسوس! کہ آپؒ کی اولاد اس دنیائے فانی میں باقی نہ رہی۔

۱۳۔ خلیفہ احمد شاہؒ افغان

آپؒ نہایت خلیق اور عابد و زاہد تھے۔ حضرت باواجیؒ سے خلافت حاصل کر کے کثرتِ مراقبہ کی وجہ سے عظیم مقام پر فائز المرام ہو گئے۔ ایک دفعہ اپنے یارانِ طریقت میں ذکرِ الٰہی میں مصروف تھے کہ کسی یار کو بھی وجد نہ ہوا۔ بعد از فراغت ایک یارِ طریقت نے کہا "آج مراقبہ کے وقت شاید حضرت باواجیؒ نے توجہ بند کر دی اس لئے کسی کو وجد نہ ہوا۔ تو خلیفہ شاہ جو اس وقت حضرت باواجیؒ سے تقریباً تیس میل کے فاصلہ پر تھے، فرمایا کہ حضورؒ نے توجہ بند نہیں فرمائی۔ بلکہ آپؒ اس وقت موضع جُنگی میں نمازِ عصر میں کھڑے تھے۔ اب حضورؒ نماز ادا کر چکے ہیں۔ اب مراقبہ کرو اور فیض پاؤ۔ اسی ہفتہ میں حضورؒ سے ملاقات ہوئی۔ تو ایک دوست نے حضورؒ سے دریافت فرمایا کہ واقعی فلاں دن فلاں وقت آپ موضع جُنگی میں تھے"؟ تو حضرت باواجیؒ نے خلیفہ احمد شاہ کو بُلا کر

تنبیہ فرمائی۔ کہ اگر آئندہ میرا حال ظاہر کیا تو حلقۂ یاران طریقت سے نکال دیا جائیگا۔ اور فرمایا صوفی کو اظہار حال نہیں کرنا چاہیئے۔ ؎

یارب ایں آتش کہ در جان من ست	سرد کن بر من چوں کردی بر خلیل

منہ پائے بیروں ز کوئے وفا	کہ از دوستاں می نیرزد جفا

۴۴۔ خلیفہ ملاں بہادر گڑھی

خلیفہ ملاں بہادر حضورؒ کا جاں نثار خادم تھا۔ ہر وقت حضورؒ کی خدمت میں رہتا۔ ایک دفعہ حضرت باداجیؒ کو دبا رہا تھا کہ حضورؒ کے ہاتھ کی پشت پر زخم آگیا۔ ملاں بہت پریشان ہوگیا۔ پہلے موچی کے پاس اور پھر لوہار کے پاس گیا کہ میرا ہاتھ کاٹ دو۔ کہ اس ہاتھ سے گناہ عظیم سرزد ہوا ہے۔ یار لوگوں کو پتہ چلا۔ تو خلیفہ ملاں بہادر کو حضورؒ کی خدمت میں لائے۔ وہ بہت ڈر رہا تھا۔ حضورؒ نے دریافت فرمایا "ملاں بہادر کیا بات ہے؟" عرض کی حضورؒ آپ کے ہاتھ مبارک کو دباتے وقت مجھ سے زخم آگیا"۔ تو آپ نے فرمایا" سب دوست اکر دیکھو جب دیکھا تو وہاں زخم کا نشاں بھی نہ ملا۔

ایک دفعہ خلیفہ ملاں بہادر اپنی زراعت دیکھنے گیا۔ تو خیال آیا۔ اگر میں اس جگہ کنواں بنالوں تو سبزی وغیرہ حضرت باداجیؒ کے مخلص عقیدتمندوں کیلئے پہنچا سکتا ہوں۔ تو باعث و آرائش و آسائش یاران و خاندانِ حضورؒ ہو کر میرے لئے سعادت دارین ہو جائیگا۔ چنانچہ دوسرے دن اپنے بیٹوں کو ساتھ لے کر کنواں، کھودنے لگ گیا۔ تین چار گز کھودنے کے بعد نیچے پتھر بہت سخت معلوم ہوا۔ ناچار دوسرے ہفتہ دوسری جگہ کنواں کھودنا شروع کیا۔ اُس کے نیچے بھی بہت سخت پتھر آگیا۔ تو خلیفہ ملاں بہادر حضرت باداجیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا۔ حضورؒ نے فرمایا" ایک پتھر لاؤ میں دم کردوں" ملاں بہادر پتھر لایا۔ تو حضورؒ نے اُس پر اپنے لب مبارک لگا کر دم فرمایا۔ اور فرمایا اس پتھر کو کنویں میں زور سے ڈال دو۔ اللہ تعالیٰ کنویں میں بہت زیادہ پانی جاری کردے گا۔ مگر ہمارا شکرانہ ضرور پہنچا دینا"۔ عرض کیا حضور جو فرمائیں بسروچشم تو حضورؒ نے فرمایا" میرے واسطے ایک مُرغ لے آنا جو میرا رفیق سحری ہوا کرے۔

مُلاں بہادر خوشی خوشی چلا گیا۔ اور تعمیلِ حکم کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اُس کنویں سے صاف شفاف پانی کا چشمہ جاری ہوا۔ اور ملاں بہادر حسب وعدہ سبزی وغیرہ حضورؒ کی خدمت میں پیش کرتا رہا ؎ منہ پائے بیروں ز کوئے وفا کہ از دوستاں نیرزد جفا۔

اِن کے علاوہ قبلۂ عالمؒ کے اور بھی بہت سے خلفا ہیں جو اپنے وقت کے صاحب کشف و کرامات اور سلسلہ نقشبندیہ کے مایۂ ناز گوہر تھے۔ لیکن افسوس! اُن کے حالات معلوم نہیں ہوسکے اس لئے صرف ناموں پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

۱۵ ۔ سید مرتضیٰ شاہؒ ، مکان شریف ضلع گورداسپور ۔

۱۶ ۔ سید چنن شاہؒ ، آلومہار شریف ضلع گوجرانوالہ

۱۷ ۔ سید حبیب اللہ شاہ انڈولی ۔ ۱۸ ۔ محمد شریف فتح جنگ ضلع اٹک

۱۹ ۔ ملا محمد نصیر ملکت مالا ۲۰ ۔ حافظ خواجہ الدین راجو والا

۲۱ ۔ حافظ عبد اللطیف پشاور ۲۲ سید حبیب شاہ بسائیں ۔ پونچھ

۲۳ ۔ ملا مرید بھٹو ۔ ۲۴ ۔ ملا بشیر بھٹو

۲۵ قاضی میاں محمدؒ پنڈسی ۲۶ ۔ حاجی سرخسرو رجوعیہ ضلع جھنگ

۲۷ ۔ میاں محمود لانی والا ۲۸ میاں احمد کراچی

۲۹ ۔ محمد عظیم سوواں والا ۳۰ ۔ میاں محمود پنوڑی والا ۔

۳۱ ۔ حاجی صاحب ایاسی ۳۲ ۔ عبید اللہ کوٹ چھچی

اخلاق و عادات

اتباعِ سنت

ویسے تو اتباعِ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سلسلہ نقشبندیہ کی اصل ہے ۔ لیکن حضرت باواجیؒ اپنے جملہ اقوال وافعال ، حرکات وسکنات ، خورد ونوش ، سفر وحضر ، غرضیکہ تمام امور میں اتباعِ سنت کو اولیت دیتے بلکہ کوئی بھی کام کرنا ہوتا ، تو پہلے یہ دیکھتے کہ اس سلسلہ میں اسوۂ حسنہ کا طریق کار کیا ہے اور سنت وسیرت کی پوری پوری تقلید فرماتے ۔ اپنے علاوہ اپنے ملنے والوں ، مریدوں ، اور خلفاء کو بھی سنت رسولؐ کی تقلید کی تاکید فرماتے ۔ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوئی بات گوارا نہ کرتے ۔

جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا جاچکا ہے ۔ کہ ایک دفعہ ایک مرید شاہ احمد باوجود منع کرنے کے حقہ نوشی میں مشغول ہوگیا ۔ تو ایک رات عالمِ خواب میں حضورؒ نے اُسے ایسا طمانچہ رسید کیا کہ اُس کی گردن ٹیڑھی ہو گئی ۔ اُس کے عزیز اُسے چارپائی پر ڈال کر حضورؒ کی خدمت میں لائے ۔ تو آپؒ نے فرمایا جو میرا مرید ہوگا وہ سنت رسول کا پابند ہوگا ۔ اور خاص طور پر حقہ نوشی نہیں کرے گا ۔

آپؒ ہمیشہ اپنے ہر کام میں اتباعِ سنت کا خاص خیال رکھتے ۔ اور فرمایا کرتے شریعت کے بغیر طریقت کوئی چیز نہیں ہے ۔ ع

پس طریقت چیست اے والاصفات — شرع را دیدن اعماقِ حیات

از شریعت احسن التقویم شو — وارثِ ایمانِ ابراہیم شو

ادب در رعایت حقوق

اپنی اور دوسروں کی حرمت کا خیال رکھتے ۔ ہمیشہ اپنے سے بڑوں کا ادب کرتے ۔ اور چھوٹوں پر شفقت فرماتے ۔ اپنے تمام حالات و افعال کو حضور اکرمؐ کی متابعت میں صرف فرماتے ۔

ادب آنند زاں ادیب کہ او ؛ ادب از حضرت خدا آموخت
بر کسے خواں سبق کہ در ہمہ حال سبق از لوح کبریا آموخت ،

آپؒ ہر ایک کا حق بالالتزام ادا کرنے کی کوشش فرماتے ۔ آپؒ کی محبت و شفقت غربا ، و مساکین کے لئے بھی تھی ۔ ان کی انتہائی تعلیم فرماتے ۔ سلام کہنے میں ہمیشہ تقدم فرماتے ۔ بعض عقیدتمندوں نے ایک دفعہ کہا کہ آپؒ انتہائی معمولی آدمی کو پہلے سلام کہتے ہیں حالانکہ پہلے آپؒ کو سلام کرنا ان کا فرض ہے کیونکہ چھوٹوں کو بڑوں کی تعظیم کرنی چاہیئے تو حضورؒ نے فرمایا کہ محبت دنیا کے بنائے ہوئے قوانین سے بے نیاز ہوتی ہے یہ ناقص انسان کے بنائے ہوئے ضابطے ہیں ۔ کہ چھوٹا بڑے کو سلام کہے چھوٹوں سے ایسی توقع رکھنے سے آدمی میں تکبر پیدا ہوتا ہے ۔ اس طرح توقع رکھنے سے جب عادت راسخ ہو جاتی ہے ۔ تو پھر وہ بڑوں سے بھی یہی توقع رکھنے لگتا ہے ۔ حالانکہ نبی کریمؐ نے فرمایا مسلمانوں میں سلام میں پہل کرنے والے کو دس نیکیاں ملتی ہیں ۔ اور جواب دینے والے کو ایک نیکی ملتی ہے ۔ تو میں کیوں نہ سلام میں پہل کر کے دس نیکیاں حاصل کرنے کی کوشش کروں ۔ فرمایا حضورؐ نے چھوٹے بڑے کی تمیز مٹا دی تھی ۔ یہ تمیز شیطانی ذہن کی پیداوار ہے ۔ اس لئے صحابہؓ ، ایک دوسرے کو سلام کہتے وقت مقام و منصب کا کوئی خیال ملحوظ نہ رکھتے تھے ۔ بلکہ ہر ایک کی کوشش ہوتی تھی کہ دوسرے کو ملتے وقت سلام میں سبقت لے جائیں ۔

عاجزی وانکساری

عاجزی وانکساری حضورؒ کا شعار تھی ۔ اور آپؒ کے عقیدتمندوں اور دیگر حاضرین کو بے حد متاثر کرتی تھی ۔ اس فیض و صحبت کا نتیجہ یہ تھا کہ تمام خلفاء و مریدین مخلص و عاجزی و انکساری کا پیکر بن گئے تھے ۔ جب بھی کوئی غریب و مسکین پرانے اور پھٹے ہوئے کپڑوں میں آپؒ کے پاس حاضر ہوتا تھا ۔ تو آپؒ اس کے لئے سب سے پہلے دعا فرماتے اور اس کی دلدہی فرماتے آبدیدہ ہو کر فرماتے لے اللہ ! اس غریب مسکین کو صراط مستقیم پر استقامت فرما ۔

عفو و درگذر

عفو و درگذر حضورؒ کا خواصہ تھی ۔ اگر کسی سے آپؒ کے حق میں زیادتی ہو جاتی ۔ تو اسے اللہ تعالےٰ کیلئے معاف فرما دیتے ہمیشہ فرمایا کرتے کہ رسول اللہؐ کبھی اپنی ذات کیلئے کسی سے بدلہ نہ لیتے ۔ معمولی لغزشوں اور کوتاہیوں پر درگذر فرماتے ۔ بلکہ عموماً اگر کسی کی غلطی سے یا کوتاہی سے آپؒ کو کوئی تکلیف پہنچتی ۔ تو خندہ پیشانی سے برداشت فرماتے ۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے کہ خلیفہ حسن علی آپؒ کی طرف سے بدظن ہو گیا ۔ تو اس کو نہ صرف آپ نے معاف فرمایا بلکہ کمال شفقت و الطاف سے اعلےٰ مقامات طے کرا کے خلافت

عطا فرمائی۔ اسی طرح حالانکہ میاں فقیر محمد سکنہ چورہ نے آپؒ کے ساتھ اچھا رویّہ اختیار نہ کیا تھا۔ اور آپؒ کی پروا نہ کی تھی۔ جب اُس کے لیے اُس کے بھائی میاں احمد فقیر نے دعا فرمانے کی گزارش کی تو آپؒ نے اُس کو معاف فرما کر نہ صرف دُعا فرمائی بلکہ تھوڑے عرصہ میں منازل سلوک طے کرائیں اور خلافت سے نوازا۔ ملاں شرافت نے حالانکہ بزرگوں کی شان میں گستاخی کی تھی۔ تو ایک عرصہ بعد جب وہ صدقِ دل سے معافی کا طالب ہوا۔ تو حضورؒ نے نہ صرف اُس کو معاف فرمایا بلکہ اعلیٰ مقامات سے نوازا۔

حِلم

حضرت باواجیؒ ہمیشہ ہر کسی سے نرمی و ملائمت، حلم و بردباری سے کلام فرماتے اور اکثر اپنے ذاتی نقصان ہونے پر بھی کبھی کسی پر غصہ نہ فرماتے۔ اور اگر آپؒ کسی کے منہ سے اپنے متعلق کوئی خلافِ آداب یا بُرا کلمہ اپنی ذات کے متعلق سُن بھی لیتے تو اُس سے اعراض فرماتے اور جواب دینے سے گریز فرماتے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں جو کوئی بُرا کلمہ برداشت کرتا ہے اُس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

حُسنِ خلق اور مروّت

حضور نبی کریمؐ کے متعلق یہ فرمانِ الٰہی "اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ" ہمیشہ حضرت باواجیؒ کے مدِنظر رہتا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "لوگوں سے ہمیشہ نیک خلق سے پیش آؤ" کے نمونہ کے مصداق تھے۔ ہر چھوٹے بڑے، بزرگ و خورد، عالم و جاہل کے ساتھ اخلاقِ حسنہ سے پیش آتے اپنے اِسی اخلاقِ حسنہ کی بدولت آپؒ نے لوگوں کے دِل جیت لئے اور ہزاروں بندگانِ خدا کو راہِ راست پر گامزن فرمایا۔

آپؒ سب سے مروت سے پیش آتے مروت میں آپ کو اکثر اوقات تکالیف بھی برداشت کرنا پڑیں اور نقصان بھی ہوتا۔ لیکن اِس کے باوجود آپ مروّت کو ہاتھ سے نہ چھوڑتے تیامیٰ، بیوگان اور مساکین پر ہمیشہ شفقت و محبّت فرماتے۔

محبّتِ مساکین

حضرت باواجیؒ غریبوں

حلم کی اقسام

حضرت سری سقطیؒ سے پوچھا گیا حلم کیا ہے؟ فرمایا

حِلم کی پانچ اقسام ہیں۔

۱۔ حلم عزیزی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بندہ پر ہے جس کے ذریعے وہ ظالم کو معاف کر دیتا ہے۔ جو اُسے سزا دے اُسے وہ دہ دیتا ہے اور صلہ رحمی کرتا ہے۔

۲۔ دوسرا حلم وہ ہے جس کا اظہار آدمی ثواب کی امید پر اپنے غصہ کو پی جانے سے کرتا ہے لیکن اُس کے دل میں کراہت پیدا ہوتی ہے۔

۳۔ تیسرا حلم مذموم ہے یعنی انسان ریا کے طور پر اپنے ہمنشینوں کو دکھانے سنانے کیلئے اپنی حق تلفی کرنے والے سے حلم کرے مگر دِل میں دشمنی بھری ہو۔

۴۔ چوتھا حلم کبر ہے یعنی وہ شخص دوسرے کو قابلِ جواب نہیں سمجھتا۔

۵۔ پانچواں حلم اپنی ذلت وخواری کے سبب ہے۔

مسکینوں سے ہمیشہ محبت و شفقت سے پیش آتے امیروں اور تونگروں کی ہم نشینوں سے عموماً دور رہتے اور یہ حقارت کی وجہ سے نہ تھی۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر عمل کرنے سے کہ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّ احْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ ۔(یعنی اے اللہ مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مجھے مسکینی پر موت دے اور قیامت میں مساکین کے زمرے میں حشر فرما۔

اور فرماتے کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام باوجود اس قدر سلطنت کے جب مسجد میں جاتے تو مسکینوں کے ساتھ بیٹھتے۔ اور فرماتے مسکین مسکینوں کے پاس ہی بیٹھتا ہے۔

مہمان نوازی

حضرت باداجیؒ کی مہمان نوازی ضرب المثل تھی۔ آپؒ کا لنگر عام تھا۔ مرید، خلیفہ واقف ناواقف، زائر یا محض اجنبی، آپؒ کی نظر میں سب یکساں تھے۔ اور آپ کے لنگر سے ہر ایک کو ایک ہی قسم کا کھانا ملتا۔ امیر، غریب، بچہ بوڑھا سب برابر تھے۔ دن ہو یا رات، صبح ہو یا شام، سردی گرمی، آندھی، بارش ہر حال میں مہمان کی تواضع اس انداز میں فرماتے کہ ایک اجنبی کے دل میں بھی آپؒ کی تواضع، محبت و ایثار کا نقش جم جاتا۔ اور اس کے ذہن میں ہمیشہ کیلئے ایک یادگار قائم ہو جاتی۔

حقیقت تو یہ ہے کہ آج حضرت باداجیؒ کے وصال کو ایک صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے لیکن صاحبزادگان چورہ شریف کی مہمان نوازی اور ایثار حضرت باداجیؒ کی دعا کی برکت سے آج بھی ضرب المثل کی حیثیت رکھتی ہے اور یہ لنگر و مہمان نوازی صرف عرس پاک کے دنوں میں ہی نہیں بلکہ عام دنوں میں بھی جاری و ساری رہتا ہے۔

حضورؒ کا یہ خاصہ تھا کہ پہلے تمام مہمانوں اور حاضرین کو کھانا کھلاتے اور خود بعد میں حسب ضرورت تناول فرماتے آپؒ بے حد کم خوراک کھاتے تھے۔ آپؒ کے دربار سے کبھی کوئی سائل خالی نہ گیا۔

تدریسیں

فرمایا "آدمی کو دو چیز درست اور دو چیز شکستہ چاہیئے۔

۱۔ دیں درست ۲۔ یقین درست ۳۔ دست شکستہ ۴۔ پا شکستہ

۱۔ دیں درست سے مراد قولاً فعلاً، اعتقاداً موافق شرلیت ہو۔

۲۔ یقین درست کے معنی مواعید الٰہی پر پورا پورا یقین ہو۔

۳۔ دست شکستہ کا مطلب ارشادہً یا صریحاً کسی سے کسی چیز کا طالب نہ ہو۔

۴۔ پا شکستہ سے مراد کہ کسی کے پاس کسی غرض سے نہ جاوے۔ یعنی محتاجی نہ کرے۔

فرمایا "فقر و فاقہ کمال طریقہ ہے"

فرمایا فقیر کے "ف" سے مراد فاقہ "ق" سے مراد قناعت اور "ر" سے مراد ریاضت اور "ی" سے مراد یادِ الٰہی ہے اگر کوئی شخص یہ امور بجالائے تو "ف" سے فضلِ الٰہی، "ق" سے قربِ مولا "ی" سے یاریٔ خدا اور "ر" سے رحمتِ الٰہی اسے مراد حاصل ہو۔ ورنہ "ف" سے فضیحت، "ق" سے قہرِ الٰہی، "ی" سے یاس اور "ر" سے رسوائی ملے۔

جمعیت سرہند

اہل اللہ کا اس طرح اکٹھا ہونا اور اس طرح للہ فی کی جمعیت جو آج سرہند میں میسر ہے اگر تمام جہاں کے گرد پھرو گے۔ تو بھی معلوم نہیں اس دولت کا سوواں حصہ بھی کہیں پا سکو۔ اور اس ماجرا کی کیفیت حاصل کر سکو

(حضرت مجدد الف ثانیؒ مکتوب ۲۲۶)

فرمایا "طالب ذوق و شوق اور کشف و کرامت طالب خدا نہیں"۔

فرمایا "جس طرح طلبِ حلال مومنوں پر فرض ہے اسی طرح ترکِ حلال عارفوں پر فرض ہے کیونکہ درویشوں کی فاقہ کی رات معراج کی رات ہے۔

فرمایا "جو مخدوم بننا چاہتا ہے اُس کو چاہیئے کہ پیر کی خدمت کرے کیونکہ ع

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد ہر کہ خود را دید او محروم شد

فرمایا "رضائے پیر و مرشد سبب قبولیت خلق و خالق ہے۔ آزردگی پیر سبب نفرت حق اور خلق ہے"۔ فرمایا "پیر کی رفتار سے وہ کچھ حاصل ہوتا ہے جو کسی مجاہدہ اور ریاضت سے حاصل نہیں ہو سکتا"

فرمایا "ہر روز پچیس ہزار مرتبہ اسم ذات کا ذکر ضروری ہے"۔

فرمایا "فقیر دل کی مراد سے خالی ہونے کو کہتے ہیں۔ نہ کہ ہاتھ کے خالی ہونے کو"۔

فرمایا "لوگوں کے عیب کو نیکی کی طرف تاویل کرو۔ اور اپنی اچھی باتوں کو عیب کی طرف تاویل کرو۔ پھر فرمایا "میں تو ہر ایک کو نیک ہی جانتا ہوں" جیسا کہ سعدی شیرازیؒ نے فرمایا ع

مرا پیر دانائے مرشد شہاب دو اندرز فرمود بر روئے آب

یکے آں کہ بر خویش خود بیں مباش دوم آنکہ بر غیر بد بیں مباش

فرمایا "طالبان حق کو چاہیئے کہ ایک لمحہ جناب الٰہی سے غافل نہ ہوں تاکہ توجہ الی اللہ بلا مزاحمتِ اغیار ہو کہ اسی کو دوام حضور بھی کہتے ہیں بلکہ دل یہ ہو جائے۔ اور کوئی مقصود سوائے اللہ تعالیٰ کے دل میں نہ رہے۔

فرمایا "جو شخص اللہ تعالیٰ سے دنیا طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو آخرت سے محروم رکھتا ہے۔ لیکن دوستانِ الٰہی کیلئے دنیا راحت کی جگہ نہیں۔ راحت کی جگہ آخرت ہے۔

فرمایا "ترکِ دنیا دل سے ہوتی ہے، نہ کہ اسباب سے۔

فرمایا" طالب مولا کو سوائے ذاتِ باری کے کسی اور سے محبت نہیں ہونی چاہیئے"۔

فرمایا" سب سے بڑا کام یہ ہے کہ شریعت پر استقامت رکھے۔

فرمایا" ذکر اسم ذات سے جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور نفی اثبات سے سلوک۔

فرمایا" جس قدر طالب میں شکست و عاجزی زیادہ ہوتی ہے اسی قدر فیض اُس پر زیادہ وارد ہوتا ہے

فرمایا" سالک کو چاہیئے کہ نیچی نظر رکھ کر چلا کرے"۔ ع

خوئے سگاں ہست بہر سو نگاہ ؎ شیر سر افگندہ رود سوئے راہ

فرمایا" زیادہ بولنا اور ہنسنا غفلت سے ہے"۔

فرمایا" سلوک حاصل کرنے کی چند شرطیں ہیں اوّل استعداد کامل دوم پیر کامل، سوم فیض الٰہی"۔

فرمایا" ایک مراد ہوتے ہیں ایک مرید، مراد وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف کھینچے اور مرید وہ ہے جو خود محنت و ریاضت کرکے مقام حاصل کرتے ہیں۔

فرمایا" مدار کار دو چیزوں پر ہے۔ اوّل محبت پیر دوم اتباع شریعت۔

فرمایا" پرہیزگاری عبادت میں نہیں گناہوں سے بچنے میں ہے۔

فرمایا" فقر بڑی دولت ہے یہ دولت جس قدر ہو سکے پوشیدہ رکھنی چاہیئے۔

فرمایا" خواہ دوست ہو یا دشمن سب سے اخلاق سے پیش آنا چاہیئے۔

مجذوب زمانہ خواجہ سید احمد گل نور اللہ مرقدہ

ولادت بچپن

خواجہ خواگان حضرت سید نور محمد المعروف حضرت باداجی کے دو فرزند چھوٹی عمر میں فوت ہوگئے تھے یعنی اُن کی عمر ایک ماہ سے زیادہ نہ ہوئی تھی۔ اس کے بعد آپ کی طبیعت کچھ پریشان رہتی تھی۔ تو حضرت سید خواجہ فیض اللہ آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو چشمہ کے کنارے لے گئے۔ اور نہایت شفقت پدرانہ سے فرمایا۔ اس چشمہ کا پانی اس گاؤں کو سیراب کرتا ہے لیکن تمہارے وجود تمام ملک ہندوستان کو فیضان الٰہی سے سیراب کرے گا۔ اور تمہارے وجود کے چشمہ سے ہزار ہا چشمہ ہائے فیض جاری ہونگے لیکن یہ کام صبر سے ہوگا۔

تین سال بعد حضرت خواجہ سید احمد گل کی ولادت باسعادت ہوئی اور جب حضرت باداجی نے آپ کو گود میں لیا تو آپ پر مجذوبیت غالب آگئی۔ حضرت خواجہ فیض اللہ فرماتے تھے کہ مجذوبیت اسی پر ختم ہوگی۔

مجذوبیت

جب آپ کی عمر پندرہ سال ہوئی تو یہ حالت ہوگئی تھی کہ اگر نماز میں کھڑے ہوئے تو تمام دن نماز میں کھڑے رہتے اگر بیٹھ جاتے تو بیٹھے ہی رہتے اور اگر دعا مانگنے لگتے تو دعا مانگنے میں ہی دن گزر جاتا۔ سالہا سال پانی نہیں پیا۔ بلکہ بارہ برس میں ایک مرتبہ بھی پانی پینا ثابت نہیں ہوا۔ آپ کا وجود کشف و کرامات سے بھرپور تھا۔

وفات

آپ کی وفات غالباً ۱۲۹۵ھ میں ہوئی مزار مبارک موضع ڈھول رغہ علاقہ کوہاٹ میں ہے۔ حضور کی وفات کے بعد ایک مولوی صاحب سکنہ کرلرغہ علاقہ کوہاٹ نے اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ حضرت سید احمد گل قبر میں مسخ ہوگیا ہے۔ اس لئے اُس کو قبر سے نکال کر قبرستان سے دور لے جا کر دفن کردو۔ کیونکہ قبرستان والوں کو عذاب ہوتا ہے۔

اس پر چند شقی مرید جا کر حضور کو قبر سے نکالنے پر آمادہ ہوگئے جس وقت قبر پر پہنچے۔ تو ایک شخص قبر کو اکھاڑنے پر تیار ہوا۔ غیب سے اُس آدمی کی گردن پر ایک پتھر لگا۔ اور اسی جگہ اُس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ باقی سب لوگ اُسے اٹھا کر لے گئے۔ دو روز بعد وہ مرگیا۔ اور خداوند کریم کے فضل سے حضور کی قبر مبارک صحیح سلامت رہی۔ بلکہ سب اہل دیہہ نے اُس مولوی کو بہت ملامت کی۔

کرامات تصرفات

۱۔ ایک دفعہ خیر محمد لوہار ساکن پورہ نے حضرت خواجہؒ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ میرے کمر میں درد رہتا ہے۔ دم فرما دیں آپؒ نے از راہ تلطف فرمایا۔ شکرانہ چاہیئے تمام عمر درد نہ ہوگا۔

خیر محمد نے اپنی جیب سے ایک اٹھنی حضور کی خدمت میں پیش کی "حضور! یہی حاضر ہے" آپؒ نے دم کرنے کے بعد فرمایا "تمام عمر درد نہ ہوگا"۔ وہ اس کے بعد بیس سال تک زندہ رہا لیکن پھر کبھی درد نہ ہوا

۲۔ مصنف "انوار تیراہی" قاضی سید محمد عادل شاہؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ کے ساتھ ضلع جہلم و راولپنڈی جانے کا اتفاق ہوا۔ چند خلفا بھی ساتھ تھے۔ ہر روز عجیب قسم کے واقعے ظہور میں آتے رہتے۔ موضع سلوکی میں ایک راجہ سید خاں صاحب کشف تھے۔ تمام شب وہ حضورؒ کے مقابلہ پر رہا۔ لیکن آخر برابری نہ کر سکنے کی وجہ سے عاجزی اختیار کی۔

موضع بھاگ میں شب باشی کا اتفاق ہوا۔ تو خلیفہ میاں احمد نے شکرانہ پیش کیا۔ اور کہا کہ حضورؒ کے کپڑے بھی تیار ہیں۔ بوالپسی لیتے جائیں۔ جب آپؒ مسجد میں تشریف لائے تو فرمایا میاں احمد کی عمر اس دنیائے فانی میں صرف دو ہفتہ باقی ہے۔ اس لئے واپسی پر ہماری ملاقات نہیں ہو سکتی۔ لہذا ہماری امانت اسی وقت لے لیں۔ چنانچہ جب باقی مواضعات سے فارغ ہو کر اس جگہ پہنچے تو میاں احمد کا انتقال ہو چکا ہے۔

۳۔ ایک دفعہ ضلع جہلم میں موضع بنوٹ میں آپؒ کا قیام ہوا۔ رات کے وقت قاضی سید محمد عادل شاہؒ کو بلا کر فرمایا۔ اس وقت دو آدمی سہال روانہ کرو۔ تاکہ صبح ہمارے پہنچنے سے پہلے محمد عمر کے گھر میں جو بکرا ہے اس کو ذبح کیا جائے۔ عرض کیا ایسی بھی کیا جلدی ہے؟ تو آپؒ نے فرمایا مولوی محمد عمر نے فقیر کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو فرزند عطا فرمائے گا تو میں یہ بکرا ذبح کر کے درویشوں کو کھلا دوں گا۔ لیکن اس کے گھر میں لڑکی پیدا ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس لڑکی کی شکل و صورت دکھا دی ہے جس وقت ہم موضع سہال پہنچیں گے تو لڑکی پیدا ہو چکی ہوگی۔ پھر مولوی عمر وہ بکرا ہرگز ذبح نہ کریں گے۔ اور فرمایا اس لڑکی کے دائیں پہلو پر بقدر تین انگلیوں کے داغ سیاہ قدرتی ہو گا۔ چنانچہ شام کو مرد بخش اور نیاز علی سکنہ لیٹری علاقہ جہلم کو روانہ کر دیا گیا۔

جب صبح سے پہلے وہ سہال پہنچے تو معلوم ہوا کہ مولوی عمر کے گھر لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ اور اس نے بکرا ذبح نہیں کیا۔ اشراق کے وقت تمام لوگ حضرت احمد گلؒ کے ہمراہ سہال پہنچ گئے۔ تصدیق کرنے پر معلوم ہوا کہ لڑکی کے دائیں پہلو پر اسی قدر قدرتی سیاہ داغ ہے۔

۴۔ ایک دفعہ حضورؒ بمعہ قاضی صاحبؒ علاقہ جہلم میں ہاڑ ساون بھادوں تین رہے۔ تو حضورؒ نے ان تین ماہ کے دوران ایک بار بھی پانی نہیں پیا۔ ان دنوں گرمی کی شدت تھی۔ اور

پیاس بہت لگتی تھی۔

۵۔ ایک دفعہ آپؒ بھورے مار متصل چورہ شریف تشریف لے گئے۔ اُس جگہ کسی نے آپؒ کو پانی نہ پوچھا۔ جب آپؒ واپس گھر چورہ شریف تشریف لائے۔ تو حضرت باداجیؒ کے مزار اقدس پر حاضری دی اور تیراہ شریف واپس جانے کی اجازت حاصل کی گھر میں ہمشیرہ صاحبہ سے جو لنگر خانے کی مختار تھیں۔ آپؒ سے دریافت کیا کہ آپؒ بھورے مار تشریف لے گئے تھے۔ وہاں کچھ کھایا پیا کہ نہیں" فرمایا "بھورے مار کو آگ لگ جائے"۔ ایک گھنٹہ سے زیادہ نہ گزرا تھا کہ موضع بھورے مار کو آگ لگ گئی۔

توبہ حسن بصری کی روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی اتنے گناہ کرے کہ زمین سے آسمان تک بھر جائے۔ پھر توبہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں آیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" اے ابن آدم! اگر تو زمین کے برابر گناہ سے کر میری طرف آئے گا۔ تو میں اُسکی برابر مغفرت کر دوں گا۔

قدسیہ فرمایا "فقیر نے دیکھا کہ رات تمام انبیاء اولیاء اس مسجد میں جمع ہوئے۔ اُن میں سے ایک صاحب نے مجھ کو فرمایا "جب کسی جانور کے بدن میں کیڑے پڑ جائیں تو قدرے مٹی لے کر اُس پر تین بار یہ آیت شریف پڑھ کر دم کریں۔ اور زخم پر ڈال دیں سب کیڑے دفع ہو جائیں گے۔ "آیت شریف"

بسم اللہ الرحمن الرحیم - یا ایہا الذین آمنوا اصبروا و صابروا و رابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون ۝

خواجہ سید فقیر محمد المعروف باباجی چوراہیؒ

تعارف و ولادت حضرت قبلہ عالم خواجہ سید نور محمد عرف حضرت باداجیؒ کے دوسرے فرزند کا نام فقیر محمد۔ اسم بامسمیٰ ہے۔

چیست فقرا ے بندگان آب و گل
یک نگاہ راہ بین و یک زندہ دل،

فقر ذوق و شوق و تسلیم و رضا است
ما امینیم ایں متاع مصطفےٰ است

تعلیم و بیعت

آپؒ نے علوم ظاہری اپنے والدگرامی حضرت باواجیؒ سے حاصل کئے۔ بیعت اور سلوم باطنی بھی علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد اپنے والدگرامی سے حاصل کئے اور اُن میں اس درجہ کمال حاصل کیا کہ شاید و باید۔ ایام صغر سنی سے ہی ذکر و فکر، مراقبہ اور اتباع شریعت میں مصروف رہے آپؒ اپنے وقت کے ابدال تھے۔

مقام

بوقت ولادت حضرت خواجہ سید فیض اللہؒ نے اپنے لب مبارک خواجہ فقیر محمدؒ کے منہ میں ڈال دیئے اور فرمایا یہ لڑکا بڑا نیک بخت ہوگا۔ اس کے وجود سے کثیر دُنیا کو فیض عظیم حاصل ہوگا چنانچہ آپؒ کا چہرہ مبارک انوار الٰہی سے درخشاں تھا۔

آپؒ کو وہ کمالات حاصل تھے کہ جو دوسروں کو اس وقت بہت ہی کم حاصل تھے۔ قرآن مجید کے ہر ایک حرف کے جملہ فوائد و خواص اسرار و نکات ایسے معلوم تھے کہ دُوسروں کو اُن کا سمجھنا دشوار تھا اپنے وقت میں مرجع اہل اللہ تھے۔ روزِ ولادت با سعادت آپؒ اپنی والدہ محترمہ کا دودھ نہ پیتے ہر چند کوشش فرمائی۔ لیکن لاحاصل۔ اتنے میں حضرت خواجہ فیض اللہؒ تشریف لے آئے۔ اور آپؒ کی اپنی زبان مبارک و لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈال دیا۔ تو آپ نے والدہ مکرمہ کا دودھ پیا۔

واصل الی اللہ

آپؒ چند روز علیل رہے۔ اور بتاریخ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ مابین ظہر و عصر اس عالم جاودانی سے سدھار گئے۔

خوارق و کرامات و تصرفات

گفتہ او گفتہ اللہ بود

حضرت خواجہ فقیر محمد امرتسر میں مسجد خیر دین مرحوم میں تشریف فرما تھے کہ ایک برقعہ پوش عورت حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میں بیوہ ہوں۔ میرا لڑکا علی محمد بی۔ اے میں تعلیم حاصل کر رہا تھا کہ اُس کا والد فوت ہوگیا۔ گھر کا سامان بیچ کر لڑکے کی تعلیم جاری رکھی۔ لیکن میری بدقسمتی کہ سب کچھ خرچ کر دینے کے بعد بھی لڑکا فیل ہوگیا۔

اب مزید تعلیم دلوانا میرے بس کی بات نہیں۔ اس طرح سابقہ محنت اور خرچہ رائیگاں گیا ہے۔ وہ عورت رونے لگی۔ تو حضورؒ نے عورت کو تسلی دی۔ اور فرمایا فکر نہ کرو لڑکا پاس ہو جائیگا۔ تسلی اور تشفی دے کر رخصت فرمایا" ناواقف لوگ سمجھے کہ محض تسکین دینے کی خاطر حضور نے اُس عورت کو یہ بات کہہ دی ہے۔ لیکن اُسی دن شام کو اطلاع آگئی کہ علی محمد پاس ہے پہلے اطلاع غلط دی گئی ہے اصل میں ایک سکھ لڑکا فیل ہوا ہے۔

سبحان اللہ! ع

شاہ بن جاؤں میں اگر مجھ کو ؛ اپنے کوچے کا تو گدا جانے

ہمارے برادر طریقت علی محمد پسرور میں مجسٹریٹ رہے ہیں۔ قبلہ عالم حضرت محمد شفیع فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ راولپنڈی پلیٹ فارم پر اُن کو نماز عصر کے بعد تسبیح پڑھتے دیکھا۔ یہ وہی علی محمد سینئر سب جج تھے۔ اور بعد میں سیشن جج کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ ع

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

۲۔ حضرت خواجہ ایک دفعہ چک قریشیاں میں مولوی غلام نبی کے گھر تشریف فرما تھے۔ کہ کچھ مستورات حاضر ہوئیں۔ آپؒ اس وقت باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ اس پر مولوی غلام نبی نے ایک سے مخاطب ہو کر کہا "جی صاحبہ! آپؒ کے کام کبھی ختم نہ ہوئے۔ آپ بار بار حضورؒ کو تکلیف دیتی ہیں۔ حضرتؒ نے دیں کھڑے کھڑے فرمایا "کہ کلمہ پڑھیں"۔ مولوی صاحب نے عرض کیا۔ کہ یہ تیسری عورت برہمن ہے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا "ہیں باہمنی مسلمانی نہ جان سی، کلمہ پڑھا ناسی پڑھا چھوڑسی" سب کو کلمہ تلقین فرمایا اور واپس مسجد میں تشریف لے گئے۔ دیگر لوگوں نے سنا تو حضور کی سادگی پر ہنسنے لگے۔ کہ برہمنی کو کلمہ کا کیا اثر ہوگا۔ لیکن ع

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

چنانچہ وہ برہمنی علی پور شریف میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی اور مسلمان ہوگئی حضورؒ نے مراقبہ تلقین فرمایا۔

۳۔ ع
منزلیں دیکھتا ہے جو سالک
مست کو کیا خبر وہ کیا جانے

ڈھوک گرجہ (راولپنڈی سے چار کوس کے فاصلہ پر ہے) میں ایک شخص پیر بخش نے پانی کی قلت کی وجہ سے رفاہ عامہ کیلئے کنواں لگایا۔ مگر پانی نہ نکلا۔ پیر بخش نے راولپنڈی میں حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ تو آپؒ نے ارشاد فرمایا "پانی آجائے گا، اس کے سنبھالنے کی تجویز کرو۔ جب وہ گھر پہنچا تو پوتے نے کہا "بابا کنوئیں میں پانی آگیا ہے۔ تو بہت حیران ہوا۔ جا کر دیکھا۔ واقعی پانی آگیا تھا۔ خوش ہوا کہ حضورؒ سے دعا کرائی تھی۔ پانی کسی پہاڑی علاقے کا معلوم ہوتا تھا اس کے ارد گرد زمین میں اور بھی کنوئیں کھود دئے گئے اور پانی کی تکلیف سے رہائی حاصل ہوئی۔

جہاں سرمستیاں تقسیم ہوتی ہیں نگاہوں میں وہ اہل دل کا میخانہ بڑی مشکل سے ملتا ہے

۴۔ ایک دفعہ "مرچال" میں مسجد میں قیام پذیر تھے۔ کہ میاں محمد مستری حاضر خدمت ہوا۔ آپؒ نے خیریت دریافت پوچھی تو اس نے عرض کی کہ میرے لڑکے کو لقوہ ہو گیا ہے۔ حضورؒ نے ارشاد فرمایا "جنگلی

کبوتر کا شوربہ لاؤ" اس نے عرض کی "ہمارے ہاں جنگلی کبوتر نہیں ہوتے۔ حضورؒ نے فرمایا "مل جائیگا" جب وہ گھر پہنچا تو دیکھا کہ جنگلی کبوتر گھر میں بیٹھا ہے۔ اس نے آسانی سے اس کو پکڑ لیا۔ کبوتر نے اڑنے کی کوشش نہیں کی۔ اسے ذبح کر کے شوربہ لڑکے کو پلایا گیا۔ لڑکا بالکل تندرست ہو گیا۔

آنکہ بخشد بے یقیناں را یقین ، آنکہ لرزد از سجود او زمین

اور دوست جو حاضر تھے۔ سخت حیران تھے کہ جنگلی کبوتر کہاں سے آیا۔ اور پھر اس نے اڑنے کی کوشش ہی نہ کی۔ ع گفتۂ او گفتۂ اللہ بود۔

۵۔ حضورؒ ایک دفعہ سفر پنجاب تشریف لے جا رہے تھے۔ چورہ کے ایک زمیندار لبسن کو معلوم ہوا۔ تو لنگر سٹیشن پر جا کر ملاقات کی اور عرض کی کہ میرا ارادہ بند باندھنے کا تھا۔ پہلے کئی دفعہ بند باندھا ہے۔ لیکن ہر دفعہ ٹوٹ جاتا ہے۔ حضورؒ نے چند کنکریاں لے کر دم فرمایا۔ اور کہا کہ یہ کنکریاں بند میں رکھ دینا۔ اس نے بموجب فرمان بند بنایا۔ اور اس میں دی ہوئی کنکریاں رکھ دیں۔ اس کے بعد بارہا پانی بند کے اوپر سے گزرتا رہا لیکن بند کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ وہ بند اب بھی موجود ہے۔

ع تا تو انی گردن از حکمش میپیچ ، تا نہ پیچد گردن از حکم تو ہیچ

۶۔ مولانا مولوی محمد حسین حضور میں بہت بڑے بزرگ تھے۔ اس زمانہ میں بی اے تھے۔ حافظ سید جماعت علی شاہؒ کے غلاموں میں سے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ خواجہ فقیر محمدؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہ صاحب نے عرض کی کہ حضور محمد حسین حاضر ہے۔ آپؒ نے فرمایا "اچھا ہوگا" دوسری دفعہ پھر قدم بوسی فرمائی قبلہ شاہ صاحب نے پھر سفارش فرمائی۔ تیسری دفعہ عالی گوہر شاہ صاحب کی معیت میں پھر زیارت نصیب ہوئی۔ آپؒ نے پھر سفارش فرمائی۔ حضورؒ نے فرمایا۔ شاہ صاحب فکر نہ کرو۔ محمد حسین فقیر ہوسی (ہوگا) اسی ارشاد سے انگریزی اور کالج کی لو جاتی رہی۔ اور درویشوں کی صحبت میں لذت محسوس کرنے لگا۔ اس کے ہم جماعت اس سے کہتے کہ تم نے بی۔ اے کی قدر گنوا دی۔ لیکن وہ کہتا۔ ع

اے خوش آں منعم کہ چوں درویش زیست ، در چنیں عصرے خدا اندیش زیست (اقبالؒ)

۷۔ آپؒ کے صاحبزادے قبلہ سید شاہؒ نے ایک دفعہ مقرب خاں کو مصریال سے کچھ اشیاء دے کر حضورؒ کی خدمت میں بھیجا۔ وہ اشیاء لیکر حاضر ہوا۔ حضورؒ نے اسی وقت ارشاد فرمایا "فوراً سیدھے گھر چلے جاؤ" مقرب خاں نے عرض کی کہ حضرت صاحب نے فرمایا تھا۔ کہ مصریال جلدی واپس آنا۔ حضورؒ نے پھر فرمایا "اپنے گھر سے ہو کر مصریال جانا" مقرب خاں بھرپور ضلع جہلم کا باشندہ تھا۔ جب گاؤں پہنچا رستے میں ایک عورت ملی دریافت کیا گیا تمھیں خبر مل گئی ہے؟ مقرب خاں نے پوچھا "کیا خبر؟" اس نے بتایا کہ تیرا والد فوت ہو گیا ہے۔ گھر پہنچا تو میت کو غسل دیا جا رہا تھا۔ چنانچہ جنازہ میں شامل ہو گیا۔ سب اہل دیہہ حیران ہوئے۔ اور دریافت کیا کہ تم کیسے وقت پر پہنچ گئے؟ بتایا کہ حضرت خواجہ

نے گھر جانے کی تاکید کی تھی۔

فارغ ہو کر جب مصریاں پہنچے تو آپؒ نے دیر سے آنے کی وجہ پوچھی تو عرض کی حضرت خواجہؒ نے گھر جانے کی تلقین فرمائی تھی اور گھر کے حالات بیان کئے۔

تقویٰ

تقویٰ۔ بشر بن حارث حافیؒ کی بہن نے امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا کہ فرقہ ظاہریہ کی مشعلیں گزرتی ہیں۔ کیا ان مشعلوں کی روشنی میں سوت کاتنا ہمارے لئے جائز ہے۔ امامؒ نے فرمایا" تمہارے ہی گھر سے تقویٰ نکلا ہے۔ ان شعلوں کی روشنی میں سوت نہ کاتا کرو"
("غنیۃ الطالبین" حضرت غوث الاعظمؒ)

۸۔ ایک دفعہ حضورؒ صاحبزادہ غلام محی الدین باوکی شریف والے اور حافظ مہر دین کے ساتھ دریائے جہلم کے عبور کرنے کیلئے کشتی میں سوار تھے۔ وسط میں حافظ مہر دین کے منہ سے نکلا" پانی کس قدر گہرا ہوگا۔ صاحبزادہ صاحب خوش مزاج تھے فرمایا" دریا میں کود کر دیکھ لو۔ حافظ صاحب نے بغیر سوچے سمجھے دریا میں چھلانگ لگا دی۔ تیرنا بھی نہ جانتے تھے۔ اور عین منجدھار میں جا پڑے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا" صاحبزادہ صاحب! حافظ غرق ہو گئی کہ نہ ہوسی"۔ عرض کیا کہ حضورؒ کے ہوتے ہوئے غرق ہوتا ہے تو پھر کنارے پر بھی سلامتی محال ہے۔ یہ سن کر آپؒ خاموش رہے۔ جب کشتی کنارے پر پہنچ گئی۔ تو حافظ پہلے ہی دریا کے کنارے پر موجود تھے۔ حافظ مہر الدین نے خود حضرت محمد شفیعؒ کو بتایا کہ جب غوطہ کھانے لگا۔ تو یکدم میں نے محسوس کیا کہ میں کنارے پر ہوں۔ ع

چہ باک از موج بحراں راکہ باشد نوح کشتیباں۔

۹۔ حضورؒ ایک مرتبہ چک قریشیاں ضلع سیالکوٹ تشریف لائے وہاں ایک بیل کو بہت سے آدمی رسی سے باندھ کر لائے اور عرض کی کہ یہ بیل دیوانہ ہے۔ اور کاٹتا ہے۔ آپؒ نے کچھ پڑھ کر دم فرمایا اور حکم دیا" اس کو چھوڑ دو" چنانچہ رسی کھول دی گئی۔ بیل چپ چاپ کھڑا رہا۔ وہ اسے گھر لے گئے۔ بیل بالکل تندرست ہو گیا۔ حضورؒ انور کے تمام خلفاء کو دم کی اجازت ہے۔

۱۰۔ تصرفاتِ ولی۔ ایک دفعہ حضور علاقہ سپنڈی کیمپ موضع بن جو کہ چورہ شریف سے بارہ کوس مشرق کو ہے۔ کی مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اور مسجد میں انبوہ کثیر تھا۔ کہ آپؒ اچانک اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ارشاد فرمایا کہ فوراً اشیاء باہر نکالو۔ کسی نے عرض کیا کہ حضورؒ مجلس بہت پر لطف تھی۔ فرمایا" باتیں پھر کریں گے پہلے سامان باہر نکالو۔ آپ مسجد کے اندر ٹھہرے رہے۔ سامان نکل چکا۔ تو آپؒ باہر تشریف لاتے۔ فی الفور مسجد کی چھت گر گئی۔ تمام لوگ اور حاضرین حیران و پریشان رہ گئے۔ ع

کہ من فقیرم و ایں دولتِ خدا داد است۔

۱۰۔ ایک دفعہ آپؒ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ میں ہر دو شاہ صاحبان علی پوری ہمراہ تھے۔ کہ لوگوں

نے عرض کیا۔ کہ کنواں لگوایا تھا۔ مگر پانی کھاری نکلا حضورؒ کنویں پر تشریف لے گئے۔ لعاب مبارک کنویں میں ڈالی۔ اور دُعا فرمائی۔ اُس روز سے آج تک پانی میٹھا ہے۔

تیغِ ایوبی نگاہِ ، بایزید ، گنج ہائے ہر دو عالم را کلید

۱۱۔ **برکات** ایک گاؤں سیدوں کا تھا۔ سوائے ایک دو گھروں کے باقی سب شیعہ تھے آپ کی تشریف آوری کے بعد اللہ تعالیٰ نے سب کو ہدایت بخشی اور وہ سب لوگ سنی العقیدہ ہو گئے اور عارف صادق بن گئے اور وہ ایسے صوفی بن گئے۔ کہ علاوہ نماز روزہ کے صاحبِ ذکر و تہجد گزار عابد و زاہد بن گئے کیونکہ ع عقل و دل راستی از یک جام مے!

۱۲۔ ایک دفعہ آپؒ موضع ڈیریا نوالہ ضلع سیالکوٹ مسجد پٹھاناں میں مقیم تھے۔ وہاں پر ایک صاحب ولی داد خاں نے عرض کی۔ کہ میرے گھر چھ لڑکیاں ہیں مگر لڑکا نہیں ہے۔ آپؒ نے قند سیاہ یعنی گڑ دَم کر کے دیا۔ اور فرمایا" اپنی بیوی کو کھلا دو اور دُعا فرما کر کہا اللہ تعالیٰ لڑکا عطا فرمائے گا۔ اُس کا نام محمد شریف رکھنا۔ جب آپؒ دوسرے سال تشریف لائے تو ولی داد نے بچہ حاضر کر کے عرض کی یہ وہی لڑکا ہے جس کا نام آپ نے محمد شریف رکھا تھا۔ ع

"تا ضمیرش رازدانِ فطرت است، مردِ صحرا پاسبانِ فطرت است" (اقبال)

۱۳۔ **شفائے مرض** ۔ ایک مرتبہ حضورؒ کے پوتے حضرت محمد شفیعؒ کے شکم میں ایسا درد شروع ہوا کہ برداشت سے باہر تھا۔ حضورؒ کو اطلاع دی گئی آپؒ نے آ کر پیٹ پر دم فرمایا آپؒ نے سبابہ دائیں ہاتھ مبارک کا ران پر رکھ کر التحیات للہ تا عبدہٗ و رسولہٗ پڑھ کر دم فرمایا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اُسی روز مجھ کو شفا عطا ہو گئی۔ دوسرے روز پھر خدمت میں حاضر ہوئے آپؒ نے فرمایا" حضر حال ہے؟" عرض کیا کہ حضرت کی دعا سے آرام ہے۔ لیکن ایک عرض ہے کہ مجھے اکثر دردِ شکم رہتا ہے۔ اس لئے مجھے اجازت فرما دیں۔ بہت مہربانی ہوگی۔ آپ نے نہایت مہربانی سے اجازت مرحم فرمائی۔

۱۴۔ **غیرت و عفو** ۔ کچھ عرصہ حضور کی رہائش لحاظ شریف ملک تیراہ شریف میں رہی۔ وہاں ایک چور نے آپؒ کے گھر میں نقب لگا کر کچھ سامان چوری کر لیا۔ حضورؒ باوجود معلوم ہونے کے اُس سے چشم پوشی فرماتے رہے لیکن قدرت الٰہی غیرت میں آئے۔ تو اُس کی اولاد میں تمام لولے ہو گئے۔ اور اُس کے بعد پیدائش میں لولے ہونے لگے۔ ع

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد ؛ میلش اندر طعنہ پاکاں برد
تا دل مرد

آخر اُس کے دوست نے مشورہ دیا۔ کہ حضرت خواجہ سے معافی مانگنی چاہیئے۔ اور دُعا کرائی

چاہیے۔ تو وہ کہنے لگے مجھے شرم آتی ہے۔ لیکن وہ دوست اُس کو حضورؒ کی خدمت میں لے گیا۔ اور حضورؒ کی خدمت میں معافی کی درخواست کی حضرت صاحب نے کمال شفقت سے اُس کو معافی دی۔ اور اپنا مال بھی معاف کر دیا۔ اُس روز سے اُس کی اولاد صحیح ہوگئی۔

۱۵۔ بے ادب۔ مولوی علم دین سکنہ گنگی ضلع گجرات حضورؒ کی خدمت میں قرب کی وجہ سے بڑے مرتبہ پر پہنچا۔ حضرت قبلہ عالم ہر دو شاہ صاحبان علی پوری اور دیگر خلفا کی بڑی عزت فرمایا کرتے تھے۔ مگر مولوی علم دین گستاخ ہوگیا تھا۔ باوجودیکہ شاہ صاحبان اُس کو حاجی صاحباں کہہ کر پکارتے تھے۔ لیکن وہ ہمیشہ شاہ صاحبان کو جماعت علی کہہ کر بلاتا۔ وہ حضورؒ کی گھوڑی کی خدمت کرتا تھا۔ پھر ایک دفعہ وہ حضورؒ کی گھوڑی پر سوار ہوا۔ تو کسی نے حضورؒ سے عرض کی کہ مولوی علم دین آپؒ کی گھوڑی پر سوار ہوتا ہے۔ آپؒ نے کوئی اہمیت نہ دی۔ پھر کسی نے بتایا کہ اُس نے آپ کی اجازت کے بغیر آپؒ کی گھوڑی فروخت کر دی ہے۔ تو حضورؒ نے ایک شخص محمد دین کو بھیجا کہ اُسے کہو کہ گھوڑی واپس کرے۔ مگر اُس نے کوئی پرواہ نہ کی جس شخص کے پاس گھوڑی فروخت ہوئی۔ جب اُس کو اصل حقیقت معلوم ہوئی وہ گھوڑی لیکر حاضر ہوگیا۔ لیکن مولوی علم دین جس نے آپؒ کے فرمان کی پروا نہ کی تھی۔ اور سارا وزیرآباد اُس کا مرید تھا۔ حضورؒ کی ناراضگی دیکھ کر سب برگشتہ ہوگئے۔ اور باقی عمر ذلیل رہا۔ حضور اِس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد رحلت فرما گئے۔ اور ایک تحریر اپنی لطائف کی کتاب میں اُس کے عاق کرنے کی چھوڑ گئے۔ اُس شخص کی حالت قابل عبرت تھی۔ اُس کی عورت تک اُسے جواب دے گئی۔ گھر ویران ہوگیا۔ کیونکہ ع

بے ادب محروم ماند از فضل ربّ

۱۶۔ رُشد و ھدایت۔ حضرت خواجہؒ جامع مسجد خیر دین امرتسر میں تھے۔ ضعیف العمری میں بیٹھنا دشوار تھا۔ اِس لیے لیٹے ہوئے مراقبہ میں تھے۔ حافظ شاہ صاحب علی پوری حاضر خدمت تھے اور پاؤں دبا رہے تھے۔ حضورؒ نے رُخ مبارک سے کپڑا اٹھا کر فرمایا "حافظ جی! کیہہ آکھسی" عرض کیا "حضور یہ جو شخص کتے پکڑے ہوئے ہے اُس کا نام غلام رسول تھا۔ میرے ایک دوست مولوی کا لڑکا ہے لیکن اب عیسائی ہوگیا ہے۔ کثیر فہمائش کے باوجود اِس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اِس کے مرتد ہونے کا ہمیں بہت رنج ہے۔ اِس لیے اِس کو لے کر حاضر خدمت ہوا ہوں۔ کہ حضور اِس کو ہدایت فرمائیں۔ آپؒ نے ایک نظر اُس کی طرف دیکھا۔ اور فرمایا "اوکڑیا! اپنا ورثہ تاں کوئی نہ چھوڑسی تے کلمہ اساڈا تیرا نا ورثہ ہوسی۔ توں کیوں چھوڑسی"۔ آپ نے کوئی دلیل نہ دی بس یہی فرمایا کہ معاً اُس پر کیفیت طاری ہوگئی۔ اور زار و قطار رونے لگا۔ عرض کی حضورؒ اب پھر وارث کرا دیں۔ آپ نے اُس کو کلمہ کی تلقین فرمائی۔ اور توجہ فرمائی پھر دعائے خیر کے بعد ارشاد فرمایا "جاؤ غسل کر کے کپڑے بدل

کر آہ ... تو اسی وقت ہاتھ سے چھوٹ گئے تھے اسی طرح آہ و زاری کرتا ہوا گھر چلا گیا۔ یہ تھوڑی دیر بعد غسل کر کے اور کپڑے تبدیل کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اور مستحق مزید عنایات و خیر و برکت ہوا۔ ع

ساقی تیرا کرم کہ مے قلب و نگاہ میں
پہلے کچھ اور تھی مگر اب روشنی ہے اور

۱۷۔ مستجاب الدعا۔ موضع لونکی ضلع گوجرانوالہ میں ایک دفعہ تشریف فرما تھے کہ حافظ مہرالدین نے عرض کی کہ میرے چھوٹے بھائی سن رسیدہ ہو گئے مگر کوئی فرزند نہیں۔ آپ نے تعویذ عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ لڑکا دے گا اس کا نام عبداللطیف رکھنا۔ آئندہ سال آپ تشریف لے گیا۔ تو عبداللطیف کو خدمت بابرکت میں پیش کیا گیا۔ کہ آپ کا عبداللطیف سلام کیلئے حاضر ہے حضورؒ نے خوش ہو کر فرمایا "دو اور ہونگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ع

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس انکی الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

۱۸۔ ایک دفعہ حضورؒ ڈیرہ پٹھانہ ضلع امرتسر میں حافظ مہرالدین نے عرض کی کہ چودھری ولی داد ہمارا مخلص پیر بھائی رہتا ہے اس کے ہاں لڑکا نہیں ہے۔ خیال تھا۔ اگر کوئی وارث ہو جائے تو درویشوں کے ہاتھ دھلا دیا کرتا۔ آپؒ نے تعویذ دیا۔ دوسرے سال جب آپ تشریف لائے تو پھر عرض کی۔ حضورؒ متحیر ہوئے۔ ارشاد فرمایا "اچھا! گڑ لاؤ"۔ آپ نے دم کر کے دیا اور فرمایا "نام محمد شریف رکھنا۔ دوسرے سال آپ تشریف لائے تو محمد شریف کو سلام کیلئے خدمت میں پیش کیا گیا۔

۱۹۔ عطاء ایک درویش نے عرض کی کہ مجھے کشف قبور کا بہت شوق ہے۔ آپؒ نے فرمایا "اچھا! قبرستان میں جا کر تین مرتبہ سورۃ الملک پڑھکر مراقبہ کریں۔ درویش نے کہا "یہ تو میں پہلے بھی پڑھا کرتا ہوں۔ فرمایا "تم پہلے اپنی مرضی سے پڑھتے تھے۔ اب میری اجازت سے پڑھو اس روز وہ حسب الارشاد قبرستان میں سورۃ ملک پڑھ کر مراقبہ میں گیا۔ تو ایسا کشف حاصل ہوا کہ اپنے وقت میں نظیر نہ رکھتا تھا۔

حلیہ مبارک

حضرت خواجہ فقیر محمدؒ کا قد مبارک دراز، چہرہ گندم گوں، بینی سرخ و دراز۔ ریش مبارک سفید چشم مبارک موزوں اور گیسو مبارک شانوں تک معلق رہتے۔ رات سرمہ طاق سلائیاں لگاتے پیشانی کشادہ۔ بالوں پر حنا لگاتے۔ انگشت مبارک نرم اور لمبی، سینہ فراخ اور باوجود ضعیف العمری کے بینائی اور سماعت میں کچھ فرق نہ تھا۔ جب باہر تشریف لے جاتے تو سر پر لنگی رکھ لیتے

پیرانہ سالی کے باوجود رفتار کافی تیز ہوا کرتی تھی۔ بلکہ بہت سے آدمیوں سے آگے بڑھ جاتے۔

معمولات

نماز تہجد کے بعد ذکر میں مشغول رہتے۔ پھر بعد از نماز فجر طلوع آفتاب تک مراقبہ میں رہتے۔ پھر تلاوت قرآن پاک دو تین سی پارہ کے بعد ختم شریف پڑھتے۔ طعام قبل از دوپہر تناول فرما کر قیلولہ فرماتے۔ اکثر اوقات نماز ظہر کے وضو سے عشاء تک کی نمازیں ادا کرتے۔ ظہر کے بعد بھی تلاوت قرآن فرماتے۔ اس کے بعد احباب کی حاجات کی طرف متوجہ ہوتے۔ حاضرین کو دعا اور تعویذ حسب ضرورت دیتے۔ نماز عصر کے بعد ختم شریف حضرت خواجہ محمد معصومؒ پڑھا کرتے۔ نماز باجماعت ادا کرنے کے عادی تھے۔ بعد از نماز مغرب طعام تناول فرماتے۔ نماز عشاء، اول وقت میں ادا فرماتے جہاں کہیں بھی تشریف لے جاتے۔ آپ کا قیام مسجد میں ہی ہوتا۔ تعویذ نویسی زیادہ پسند نہ تھی۔ اکثر دعا فرماتے اور اسی سے لوگوں کے اکثر مسائل حل ہو جاتے۔ بفضل ایزدی چاروں طریق سلاسل کے صاحب مجاز و ارشاد تھے۔ لیکن عموماً نقشبندیہ طریق میں بیعت فرماتے۔ آپ کو اشعار سے بھی کسی قدر دل لگی تھی۔ بعض اوقات صرف بیعت فرما کر خلفاء سے حلقہ کراتے۔ کبھی کبھی خود بھی توجہ فرماتے۔ اکثر پڑھتے۔

یا رسول اللہ انظر حالنا یا حبیب اللہ اسمع قالنا
اننی فی بحر ہم مغرق خذ یدی سہل لنا اشکالنا

قصیدہ بردہ شریف سے بھی بعض اشعار پڑھتے۔ بالخصوص یہ شعر زیادہ پڑھتے

ان الرسول لنور یستضاء بہ مہند من سیوف اللہ مسلول

اخلاق و عادات

لباس سادہ نیلگوں لباس عموماً پہنتے۔ پاجامہ سفید، سر پر کلاہ اور اس پر لنگی خطدار یا سبز دستار رکھتے۔ بدن پر کبھی لنگی نیلگوں یا چادر اوڑھتے۔ پاپوش پوٹھوہاری استعمال کرتے۔ ہاتھ میں ہمیشہ اعصا رکھتے۔

عادات طبیعت میں تصنع و تکلف نام کو نہ تھا۔ مسکنت، تمکنت، وقار آپ کی شخصیت سے ظاہر تھا۔ طبیعت میں حمالیت اس قدر تھی کہ سالہا سال کسی پر غصہ نہ فرماتے۔ اور کبھی کسی کو آپ سے ضرر نہ پہنچا۔ چہرہ انور سے انوار برکات صدیقی عیاں تھے۔ شکستہ دلوں کی دلجوئی فرماتے۔ غریب و امیر میں کوئی تمیز نہ فرماتے۔ ہر ایک سے ایک جیسا سلوک فرماتے۔ سفر و حضر میں جیسی بھی جگہ مل گئی اسی

پر مطمئن ہو جاتے۔ ہر ایک کا احسان یاد رکھتے

محفل سفر میں خلفاء و درویش ہمراہ رہتے۔ محفل آرائی و زیبائش سے متنفر ہوتے لیکن سفر میں درویشوں تکلیف نہ دیتے۔ آپؒ کی مجلس میں امراء وعلماء و فقراء سب موجود رہتے۔

دعوت اگر ایک دفعہ کسی کی دعوت قبول کر لی تو پھر کسی دوسرے کی دعوت کو کبھی ترجیح نہ دی۔ خمیری روٹی اور کھچڑی بہت مرغوب تھی۔ کسی خاص چیز کے عادی نہ تھے۔ جو کچھ موقع پر حاضر ہوتا بہ رضا و رغبت کھا لیتے۔ ہمیشہ پاکیزہ اشیاء پسند فرماتے۔ آخر وقت میں احباب راولپنڈی کے اصرار پر چائے پینا شروع کی۔

عفو و درگزر آپؒ تحمل و بردباری میں بے مثال تھے۔ اگر کسی سے کوئی قصور یا خطار ہو جاتی، تو معاف فرما دیتے۔ کسی کی کوتاہی یا غلطی سے درگزر فرماتے اور ساتھ ہی یہ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا تمھارا دونوں کا گناہ معاف فرمائے۔

مجلس مجلس، جو کوئی آپؒ کی مجلس میں ایک بار بیٹھتا۔ آپؒ کا گرویدہ ہو جاتا۔ اور اُٹھنے کو جی نہ چاہتا۔ آپؒ ہر ایک کو اس کی باطنی حیثیت اور دلی اخلاص کے مطابق، دوست بناتے۔ جس کو دوست بناتے اُس کو ایسا مطمئن فرماتے کہ پھر اُس کو کوئی حاجت نہ رہتی باوجودیکہ آپؒ نہایت خوش اخلاق تھے، پھر بھی آپ پُر وقار اور بارُعب نظر آتے۔ اور کسی کو مجلس میں لب کشائی کی جرأت نہ ہوتی۔ غلاموں کو لفظ مرید کہہ کر نہ پکارتے بلکہ لفظ "یار" یا "دوست" سے بلاتے ایک دن آپؒ کے نبیرہ کہہ دیا کہ فلاں شخص تو ہمارا مرید ہے تو آپؒ سخت ناراض ہوئے۔ پھر بلوا کر فرمایا کہ میرے باپ دادا میں سے کسی نے مرید نہیں پکارا۔ اور نہ میں نے پکارا۔ تم اس قابل کیسے ہو گئے کہ مرید کہہ کر بلاؤ اور تنبیہہ فرمائی کہ آئندہ ایسا ہرگز نہ کرنا۔

ارشادات

آپؒ اکثر اوقات فرمایا کرتے اپنا باطن درست کرو۔ کیونکہ بعد از مرگ اعمالِ باطن ہی سے نجات مل سکے گی۔ مگر ظاہر احکام شرعیہ کا لحاظ بھی بہت ضروری ہے۔ کیونکہ ظاہری درستگی کے بغیر باطنی اعمال کی درستگی ناممکن ہے۔

آپؒ نے فرمایا خدا سے خدا کے لئے پیار کرو، اور یاد کرو۔ کیونکہ مقصد کیلئے یاد کرنا مقصد کی یاری ہے۔ خدا کی یاد بلا اغراضِ نفسانی ہونی چاہیئے۔

آپؒ اکثر اپنے احباب سے یہ حدیث قدسی بیان فرماتے۔ "اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو فرماتا

ہے کہ جو شخص میرے حکم پر راضی نہیں میری بلا پر صابر نہیں، میری نعمتوں پر شاکر نہیں، اور میرے عطیہ پر قانع نہیں، وہ شخص میرے سوا کسی اور کو اپنا رب بنالے۔

عموماً یہ حدیث بیان فرماتے **خیر الناس من ینفع الناس** ، یعنی "بہتر شخص وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچاتے۔

وصیّت

آپؒ کی آخری وصیت جو احباب کو فرمائی وہ یہ ہے۔

۱۔ جس جگہ جاؤ، تو یاروں میں گھر نہ کر نہ چھوڑ جاؤ، یعنی لوجہ تکلیف۔ یاروں کو یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے کہ خدا کا شکر ہے کہ پیر صاحب چلے گئے۔

۲۔ یاروں کا آپس میں حسد و کینہ نہیں ہونا چاہیئے جس کو خدا خیر و برکت دے اس سے مستفید و مستفیض ہونا چاہیئے۔

۳۔ سفر میں ذکر کو ہر حال میں مقدم رکھنا چاہیئے۔ اگر کسی جگہ ذکر میں کچھ قصور واقع ہو تو اس جگہ نہ رہیں کیونکہ وہاں کے لوگ خیر و برکت سے محروم رہ جائیں گے۔

۴۔ یاروں کے ساتھ سیر کو ہرگز نہ جانا چاہیئے۔ جب تک وہ خود خواہش مند نہ ہوں۔

۵۔ پیروں کو چاہیئے کہ بغیر انتظار ہی چلائے جاویں تاکہ لوگوں کو کسی طرح کی بدگمانی یا بد اعمال پیدا نہ ہو۔

صاحبزادگان

آپؒ کے پانچ صاحبزادگان تھے۔ جناب نثار نبیؒ، جناب محمد نبیؒ، جناب احمد نبیؒ، سید شاہؒ، قادر شاہؒ صاحب ارشاد و مجاز ہوئے ہیں۔ ہزارہا لوگ ان سے فیض و برکات حاصل کرتے رہے ہیں۔ آئندہ صفحات میں ان کا ذکر ہوگا۔

خلفا

آپؒ کے خلفا تو لاتعداد ہیں ان میں سے چند مشہور خلفاء کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے

۱۔ امیرِ ملت، حافظ سید جماعت علی شاہ قدس سرہ العزیز علی پور شریف ضلع سیالکوٹ۔

۲۔ خان حاجی سید جماعت علی شاہ صاحب ثانیؒ " " "

۳۔ جناب مولوی مست علی قدس سرہ العزیز میترانوالی ضلع سیالکوٹ

۴۔ جناب حافظ عبدالکریم قدس سرہ العزیز راولپنڈی۔

۵۔ جناب مولوی غلام نبی قریشیؒ چک قریشیاں ضلع سیالکوٹ۔

۶۔ جناب مولوی محمد حسن صاحبؒ گجرات۔

۷۔ فاضلِ اجل جناب مولانا غلام محمد بگویؒ امام بادشاہی مسجد لاہور

۸۔ جناب صاحبزادہ نواب الدین علی صاحب

۹۔ جناب حافظ فتح الدین صاحب، رنگ پور ضلع سیالکوٹ۔

۱۰۔ جناب راجہ شبیر باز خاں صاحب بڑکی تحصیل گوجر خان۔

۱۱۔ جناب سید غلام قادر شاہ کوٹلی سیداں۔

۱۲۔ جناب حافظ جی جوڑی والا۔

امیر ملت حضرت سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہ العزیز

یوں تو حضورؒ کے تمام خلفاء کو مقام عظیم حاصل ہے۔ لیکن جو مقام حافظ سید جماعت علی شاہ صاحبؒ کو حاصل ہوا۔ کم ہی بزرگوں کو حاصل ہوا ہوگا۔

آپؒ کی پیدائش ۱۸۳۰ء سے ۱۸۴۰ء کے درمیان علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ میں ہوئی۔ والد گرامی کا اسم مبارک سید کریم شاہ تھا۔ جن کا شجرہ نسب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تک پہنچتا ہے۔

تعلیم ابتدائی تعلیم اور حفظِ قرآن حافظ قاری شہاب الدین، مولوی عبدالرشید سے حاصل کر کے مزید تعلیم قاری عبدالوہاب امرتسری، مولانا غلام قادر بھیروی۔ مفتی محمد عبداللہ ٹونکی۔ مولانا محمد مظہر سہارنپوری، مولانا فیض الحسن سہارنپوری۔ مولانا عبدالقادر لاہوری مولانا ارشاد حسین رامپوری، مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی، مولانا عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکیؒ مولانا عبدالعلی پانی پتی اور مولانا محمد عمر ضیاء الدین شیخ الحدیث ترکی جیسے عظیم علماء و فضلاء سے حاصل کی اس طرح آپ اپنے وقت کے نابغہ روزگار اور صاحبِ علم حضرات میں سے تھے۔ عرب و عجم کے علماء سے اسنادِ حدیث حاصل کیں اور اپنے زمانہ کے محدث تھے۔

علومِ ظاہری میں کمال حاصل کرنے کے بعد خواجہ خواجگان حضرت سید فقیر محمد نقشبندی مجددیؒ چوراہی سے تیراہ شریف میں خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بیعت کی۔ آپ کی تواضع اور وفا سے متاثر ہو کر حضورؒ نے تھوڑے عرصہ میں باطنی منازل طے کرا دیں۔ اور خرقہ خلافت عطا کیا۔ آپؒ نے لاکھوں گم گشتگان راہ کو صراط مستقیم پر گامزن کیا۔ کسی نے حضرت باواجیؒ فقیر محمد کی خدمت میں عرض کی کہ آپؒ کی نظر عنایت حافظ جماعت علیؒ پر زیادہ تھی۔ تو آپؒ نے ارشاد فرمایا "حافظ کے پاس چراغ بھی تھا۔ تیل بھی تھا۔ بتی تھی، دیا سلائی بھی تھی۔ میں نے صرف سلگانے کی محنت کی ہے۔ اور خدا نے چراغ روشن کر دیا ہے۔

؎ بسیار خوباں دیدہ ام ؛ یقین تو چیزے دیگری ؛

ایک دوسرے موقعہ پر فرمایا "حافظ سید جماعت علی ہمارے خلفا میں سے سبقت لے جائیگا" ان کی دعا کا اثر دنیا نے دیکھا۔ آپ تقریباً سوا سو سال سے زیادہ عمر پاکر ۳۱ اگست ۱۹۵۱ء، ۲۷ ذیقعد ۱۳۷۰ھ بروز جمعرات اس دنیائے فانی سے اعلیٰ علیین کو رخصت فرما گئے۔ آج کل آپؒ کے فرزند اصغر شمس الملت حضرت پیر حافظ سید نور حسین شاہ مدظلہ سجادہ نشین ہیں۔

آپ کی مذہبی ملی، تبلیغی اور سیاسی خدمات، جو آپ نے مسلمانان ہند و پاکستان کیلئے سرانجام دیں۔ ان کو احاطہ تحریر میں لانا کم از کم میرے بس میں نہیں۔ تردید وہابیت میں آپ کی خدمات سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہیں۔ آپ نے ۲۳ حج کر کے حجاز مقدس اور خاک طیبہ سے اپنی محبت کا عظیم الشان ثبوت فراہم کیا۔ اس کی نظیر شاید ہی کہیں مل سکے۔ حجاز مقدسہ میں ریلوے لائن کے اجراء میں آپؒ نے بہت حصہ لیا۔

اس محبت و دفاکے صلے میں خدا تعالیٰ نے آپؒ کے دست مبارک سے وہ کارہائے نمایاں سرانجام کرلئے کہ مؤرخ ان کو فراموش نہیں کر سکے گا۔ آپؒ نے ہندوستان و پاکستان میں سینکڑوں کی تعداد میں مسجدیں تعمیر کرائیں۔ خود چندہ دے کر مسجدیں، دینی مدرسے بنوائے علی گڑھ یونیورسٹی میں چندہ دیا۔ تحریک خلافت فتنہ ارتداد شدھی تحریک، سادا ریکٹ، مجلس اتحاد ملت میں آپؒ کی کوششیں گراں بہا ہیں۔ شہید گنج کی تحریک میں آپؒ کی خدمات کے عوض قوم نے آپؒ کو امیر ملت منتخب کیا۔ یہ خطاب اسقدر مشہور ہوا کہ یہ مقام کسی اور کو نہ مل سکا۔ **تحریک پاکستان** میں آپؒ کے کارنامے آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں آپؒ آل انڈیا سنی کانفرنس کے سرپرست اعلیٰ تھے۔ حافظ جماعت علی شاہؒ کی صدارت میں آل انڈیا سنی کانفرنس نے مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان کیا۔ اور قرارداد پاس کی کہ اگر حالات کی نزاکت کے پیش نظر مسلم لیگ مطالبہ پاکستان سے دستبردار ہو جائے تو پھر بھی ہم اہل سنت و جماعت پاکستان بنا کر دم لیں گے۔

ردّ مرزائیت میں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ لاہور کی شاہی مسجد میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ کی پرزور تردید کی اور اس کی موت کی پیشین گوئی کی جو حرف بحرف پوری ہوئی تفصیلات "الکاویہ علی الغاویہ" میں ملاحظہ ہوں۔ قائد اعظم، علامہ اقبالؒ، چوہدری غلام عباس، نواب بہادر یار جنگ نواب وقار الملک، میر عثمان علی خان، والی حیدر آباد دکن، نادر شاہ والی کابل اور دیگر اکابرین ملت آپؒ کیلئے دیدہ و دل سے فرش راہ تھے۔ اور آپ سے مشورے طلب کرتے تھے۔

علی پور سیداں میں آپ نے سنگ مرمر کی ایک "مسجد نور" بنوائی جس کی نظیر بہت کم ملتی ہے۔ آپؒ کی سخاوت کی وجہ سے آپؒ کو "ابو العرب" کہا جاتا تھا۔ پیر غلام دستگیر صاحب نے آپؒ کی تاریخ ولادت کہی ہے "دین پناہ علی پور جماعت علی شاہؒ"... **مشہور خلفاء**۔ پروفیسر حامد حسین قادری ایم اے مولانا محمد حسین قصوری بی اے۔ پروفیسر عابد حسین قریشی ایم اے۔ میر ہدایت اللہ امرتسری پرنسپل۔

خواجہ کرم الٰہی ایڈووکیٹ، الحاج بخشی مصطفےٰ علی خاں، بی اے

جناب پیر حضرت سیّد جماعت علی شاہ عرف لاثانی علی پوری قدس سرہٗ العزیز

آپکی ولادتِ باسعادت ۱۸۵۹ء یا ۱۸۶۰ء میں علی پور سیداں شریف ضلع سیالکوٹ میں ہوئی۔ والد گرامی کا اسم مبارک سید علی شاہ اور شجرہ نسب حضرت امام حسین علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔

علوم ظاہری میں مولانا عبد الرشید سے کمال حاصل کر کے حضرت باباجی خواجہ فقیر محمدؒ نقشبندی مجددی چوراہی سے تیراہ شریف میں بیعت کی۔ اور خدمت بابرکت میں حاضر رہ کر خرقہ خلافت حاصل کر کے صاحب مجاز بیعت ہوئے۔ طالبانِ رشد و ہدایت آپؒ کی خدمت میں کشاں کشاں حاضر ہوتے رہے۔ آپؒ نے کثیر تعداد میں لوگوں کو باطنی منازل طے کرائیں۔ اور اعلیٰ مقامات سے نوازا۔ خلفاء کی تعداد بہت زیادہ ہے آپؒ، امیرِ ملت حافظ سید حافظ علی شاہ کی نسبت زیادہ سادہ زندگی بسر فرماتے تھے۔ دونوں سید جماعت علی شاہ صاحبان ایک ساتھ خواجہ خواجگان بابا فقیر محمدؒ کی خدمت میں حاضر رہے۔ باباجیؒ فرمایا کرتے تھے "حافظ جیہا امیر نئیں تے ثانی جیہا فقیر نہیں"۔۔۔ آپؒ نرم گفتگو فرماتے تھے۔ قرونِ اولیٰ کے بزرگوں کے اخلاق کا مجموعہ تھے۔ سادگی آپؒ کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ عموماً گوشہ نشین رہتے۔ آپؒ کی وفات ۱۶ شعبان المعظم ۱۳۵۸ھ بمطابق یکم ستمبر ۱۹۳۹ء میں ہوئی۔ مزار مقدس علی پور سیداں شریف میں مرجع خلائق ہے۔

آپؒ کے صاحبزادے علی حسین شاہ مدظلہ سجادہ نشین ہیں۔ (مزید حالات کیلئے "انوارِ لاثانی" "تنویر لاثانی" ملاحظہ ہو)

حضرت حافظ عبد الکریم رحؒ راولپنڈی

آپؒ سہ شنبہ کے روز رجب المرجب ۱۲۶۴ھ، ۱۱ اپریل ۱۸۴۸ء کو راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں والد گرامی کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ آپؒ کے چچا پیر بخش نے کمال محبت و شفقت سے تربیت فرمائی۔ حفظ قرآن کے بعد درسِ نظامی سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد حضرت باواجیؒ فقیر محمد چوراہیؒ سے بیعت کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا اور صاحب مجاز ہوئے۔

شریعت کی پابندی، گوشہ نشینی اور اخلاق حسنہ سے آپ کی ذات متصف تھی۔ ہزاروں کی تعداد میں مخلوق خدا نے آپؒ سے فیضِ ظاہری و باطنی حاصل کی۔ مزارات مشائخ پہ حاضری دینا آپؒ کا معمول تھا۔ آپؒ کے خلفاء میں سے علامہ مولانا محمد شریف کوٹلی لوہاراں والے اور صوفی نواب الدین موہری شریف والے

مشہور عالم ہوئے۔ آپ ۲۸ صفر المحرم ۱۳۷۵ھ، ۲۰ مئی ۱۹۵۶ء ہے۔ فوت ہوئے۔ مزار اقدس راولپنڈی ہاں ہے۔ صاحبزادہ حبیب الرحمٰن صاحب سجادہ نشین ہیں۔

علامہ مولوی غلام نبی قریشیؒ چک قریشیاں ضلع سیالکوٹ

مولوی صاحب حضرت باباجیؒ کے خلفاء میں سے ہیں۔ آپ کی معرفت ہی ہردو سید جماعت علی شاہ صاحبان حضرت باباجیؒ کے دست حق پر بیعت ہوئے۔

اپنے وقت کے عابد و زاہد اور گوشہ نشین بزرگ تھے۔ ذکر الٰہی اور مراقبہ میں مصروف رہتے۔ بزرگوں کی زیارت کا شوق بہت زیادہ تھا۔ نہایت کوشش سے پیدل چل کر تیراہ شریف میں مرشد کی خدمت میں حاضر ہوتے۔

(افسوس! کہ اس سے زیادہ حالات معلوم نہیں ہو سکے)

جناب مولوی مست علیؒ میتراں والی ضلع سیالکوٹ

مولوی صاحب نے علوم ظاہری میں کمال حاصل کیا۔ اور حضرت باباجی خواجہ فقیر محمد چوراہی سے بیعت ہو کر خدمتِ بابرکت میں حاضر رہے۔ جس کے صلہ میں مُرشد نے آپ کو خرقہ خلافت سے نوازا آپ نہایت عابد و زاہد تھے۔ صاحب کشف و کرامت تھے۔ خلقِ کثیر نے آپ سے فیض ظاہری و باطنی حاصل کیا۔ بے شمار کرامات آپ سے ظاہر ہوئیں۔

ایک مرتبہ آپ اپنے ایک قریبی گاؤں میں میاں محمد سلام سرالوالی کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ اس گاؤں کا نمبردار آپ کا معتقد مُرید خاص تھا۔ حسبِ معمول مسجد میں تشریف فرما ہوئے۔ ایک خادم کو نمبردار کے گھر بھیجا کہ کچھ لسی اور مکھن لے آئے۔ تاکہ مسجد کے غسل خانہ میں نہا کر تھکاوٹ دور کریں۔ اُس گاؤں کی اکثریت ایک ہندو پیشوا کے نام کی تھئی^ے رکھتی جاتی۔ اس دن نمبردارنی نے بھی تھئی رکھی ہوئی تھی۔ اس لیے مولوی صاحب کے خادم کو خالی ہاتھ واپس آنا پڑا ...... اتنے میں نمبردار کو اطلاع مل گئی۔ تو وہ مسجد میں مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مولوی صاحب نے رنجیدگی سے فرمایا۔ مولوی صاحب بیعت تو ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک مسلمان نہیں ہوتے۔ اور خادم کے خالی ہاتھ واپس آنے کا واقعہ بیان فرمایا۔ نمبردار صاحب فوراً گھر گئے۔ اور باوجود نمبردارنی کے

ے تھئی سے مراد یہ ہے کہ جس دن یہ تھئی رکھی جاتی اُس دن دودھ، دہی، لسی یا مکھن وغیرہ آپس میں ایک دوسرے نہیں دیا جاتا تھا ورنہ اُن کا عقیدہ تھا کہ تھئی ٹوٹنے سے کوئی نہ کوئی نقصان ہو جاتا ہے۔

منع کرنے کے نمبردار زبردستی لسّی مکھن لے آیا۔ مولوی صاحب نہا کر فارغ ہوئے تو گاؤں میں شور و غل سنائی دیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ جس بھینس کے دودھ کی ٹھٹی گھی گئی تھی۔ وہ بھینس مر گئی ہے اور یہ عام تاثر تھا کہ یہ ٹھٹی توڑنے کی وجہ سے ہوا ہے۔

مولوی صاحب کو جب یہ باتیں معلوم ہوئیں تو نمبردار کو ساتھ لے کر موقع پر پہنچے جہاں بھینس مری تھی۔ گاؤں والے تمام مولوی صاحب کے ساتھ موقع پر پہنچ گئے کہ ٹھٹی والے نے تو اپنا آپ دکھا دیا ہے۔ اب دیکھیں کہ نمبردار کے پیر صاحب کیا کرتے ہیں؟ مولوی صاحب نے بھینس کو دیکھا کہ ظاہراً بالکل مر گئی تھی۔ آپ نے بھینس کے گرد چکر لگایا۔ اور اپنی جوتی اتار کر بھینس کے سر پر سات مرتبہ ماری تو بھینس یکدم اٹھ کر دوڑ پڑی۔ لوگوں نے مل کر بھینس کو پکڑ کر باندھ لیا۔

مولوی صاحب واپس مسجد میں تشریف لائے تو لوگوں نے عرض کی کہ اصل ماجرا کیا تھا؟ آپ نے فرمایا ٹھٹی والے نے بھینس کا گلا دبا رکھا تھا۔ ہم نے باطنی نظر سے مشاہدہ کیا اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس شیطان کے سر پر سات جوتیاں ماریں تو بھاگ نکلا۔ اب اس نے وعدہ کیا ہے کہ آئندہ اس گاؤں نہیں آئے گا۔ اب ٹھٹی نہ رکھنے یا توڑنے سے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یہ دیکھ کر بہت سے لوگ آپ کے معتقد ہو گئے۔

علامہ مولانا حافظ غلام محمدؒ بگوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

خطیب بادشاہی مسجد لاہور

حافظ غلام محمدؒ ۱۲۵۵ھ میں بگہ ضلع جہلم میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا اسم مبارک حافظ غلام محی الدین تھا۔ ظاہری تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کرنے کے بعد حضرت خواجہ سید فقیر محمدؒ چوراہی سے بیعت ہو کر خلافت حاصل کی۔ صاحب کشف و کرامت تھے۔ شب بیدار عابد و زاہد تھے صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ عبادت و ریاضت، اور خطابت میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔

کافی عرصہ تک بادشاہی مسجد لاہور میں خطیب رہے۔ بادشاہی مسجد کو آپ نے ہی سکھوں سے واگزار کرایا تھا۔ نہایت متشرع اور سنتِ رسول اللہ ﷺ کے سخت پابند تھے۔ آپ کی خطابت نہایت پُر تاثیر ہوا کرتی تھی۔ ۴ جمادی الثانی ۱۳۱۶ھ بمطابق ۱۹۰۰ء میں وفات پائی اور بگہ شریف میں مدفون ہوئے۔ آپؒ کے بعد آپؒ کے صاحبزادے مولانا محمد شفیق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۶ سال تک بادشاہی مسجد میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

حضرت خواجہ سید دین محمد المعروف ملاجی رحمۃ اللہ علیہ چوراہی قدس سرہ

فرزند سویم حضرت خواجہ سید نور محمد عرف باداجی رحؒ

تعارف و ولادت آپ کی پیدائش بمقام تیزئی شریف علاقہ تیراہ شریف میں ہوئی۔ تاریخ پیدائش ۲۷ رجب المرجب ۱۲۳۱ھ بروز جمعتہ المبارک ہے۔
آپؒ کے پیدا ہونے سے پہلے ہی حضرت باداجیؒ نے اپنے بھائی خواجہ احمد گلؒ کو آپؒ کی پیدائش کی خبر دی کہ میرا یہ لڑکا نہایت سعید ہوگا۔ پیدائش کے وقت سے ہی چہرہ مبارک پر آثارِ فضائل اور انوارِ الٰہی ہویدا تھے۔

تعلیم اوائل عمر میں آپؒ کو تعلیم کی طرف زیادہ رغبت نہ تھی۔ بلکہ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تو حضرت باداجیؒ نے مخدوم حضرت خواجہ محمد امینؒ جو کہ استادِ کلاں کے نام سے مشہور تھے کو فرمایا کہ میرے فرزند کو اگر آپ توجہ سے پڑھائیں تو امید ہے کہ وہ صاحبِ علم ہو جائے گا اس دن سے خواجہ دین محمد ان کے مکتب میں جانے لگے لیکن آپؒ نے قرآن مجید کے سات پارے پڑھے تھے۔ کہ پھر واپس گھر آگئے۔ کسی نے حضرت باداجیؒ سے ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ مجھے حضرت خواجہ سید محمد فیض اللہؒ کا قول یاد ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا کہ جو شخص حضرت خواجہ محمد امینؒ سے ایک سبق پڑھے گا وہ ہرگز علم سے بے بہرہ نہ رہے گا۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ میرا فرزند دین محمدؒ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے صاحبِ علم ہوگا۔
چنانچہ جب آپؒ کی عمر ۱۵ سال ہوئی تو پھر آپؒ نے استادِ کلاں خواجہ محمد امینؒ کے مکتب میں جانا شروع کیا۔ اور ۲۶ سال کی عمر تک تمام کتب ضروری درسیہ فارغ التحصیل ہو گئے۔ بخصوصاً کنز الدقائق کے متن تو آپؒ کے حفظ کر لئے تھے۔ آپ کو تفسیر قرآن میں اس قدر عبور حاصل تھا۔ کہ کبھی کسی تفسیر کے دیکھنے کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔ اور قوتِ حافظہ اس قدر وسیع تھی کہ جو کتاب ایک دفعہ مطالعہ سے گزر جاتی اس کا مطلب ہی یاد ہو جاتا۔ بلکہ متعلقہ صفحہ اور راوی کا نام حفظ ہو جاتا۔
علم تصوف آپؒ نے حضرت خواجہ سید گل محمدؒ جو حضرت باداجیؒ کے برادر خورد تھے، سے حاصل کیا۔ علم عقائد اور فقہ میں آپ علمائے عصر پر فوقیت رکھتے تھے۔ حضرت باداجیؒ کی حیات میں ہی تیراہ شریف میں مفتی کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

بیعت و خلافت قبلۂ عالم حضرت باداجیؒ نے اپنے فرزند کو چہار طریقہ نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ میں بیعت فرما کر کمال لطف و کرم سے تربیت فرمائی

اور اعلیٰ مراتب سے سرفراز فرمایا ۔ اور حینِ حیات میں حضرت خواجہ دین محمدؒ کو مسند نشین فرمایا ۔ سب بھائی آپؒ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے ۔ حضرت باواجیؒ کے لنگر کا انتظام بھی آپ ہی کے ذمہ تھا ۔ حضرت باواجیؒ کے بعد خلق کثیر آپؒ سے ظاہری و باطنی فیوض و برکات سے مالا مال ہوئی ۔

علمی فضیلت

سفر و حضر میں ہمیشہ علماء کا گروہ آپؒ کے ساتھ رہتا ۔ جو لوگوں کی تفہیم کیلئے نہایت متانت سے لوگوں کے سوالات کے جواب دیتے ۔ خود بھی لوگوں میں تبلیغ فرماتے ۔ بے شمار غیر ادیان کے سوالات کے جواب میں علمی نکات بیان کر کے اُن کی تسلّی فرماتے ۔ مولانا غلام رسول امرتسری جو کہ علامہ زمان اور منطق میں رُسل بابا مشہور تھے ۔ جب پہلی مرتبہ حاضر خدمت ہو کر کچھ مسائل پوچھے حضرت صاحب کے مدلّل اور تسلّی بخش جواب سن کر آپ کے گرویدہ ہو گئے ۔ اور سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہو کر منسلک ہو گئے ۔

سفر حج بیت اللہ

اپنے والد گرامی حضرت باواجیؒ کے وصال کے چوتھے برس آپ سرہند شریف میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے روضۂ اقدس پر حاضر ہوئے ۔ تو حضرت مجدد الف ثانیؒ نے آپؒ کو حج بیت اللہ کی حاضری کا حکم دیا ۔

چنانچہ بحکم حضرت مجدد الف ثانیؒ عازم سفر ہوئے ۔ پہلے بمعہ سالکاں مدینہ شریف میں بدرگاہِ خاتم النبیینؐ پر حاضر ہوئے ۔ اور وہاں کافی دن رہے ۔ اور فرمایا ؎

نامِ مدینہ رسد برلبم ؛ پس ایں گرچہ پُرسی زتاب و تبم
اگرچہ مکہ مکرمہ مقام ابراہیم است ؛ بہ مدینہ منورہ در آنکہ مقام محمدؐ است

مدینہ منورہ میں آپ کا معمول رہا ۔ کہ زیادہ وقت حاضری دربار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں رہتے ۔ بقیہ وقت اہلِ ذوق اور علماء مدینہ شریف کے ساتھ گزرتے ۔ اور علمی گفتگو ہوتی ۔

جب آپؒ کو تاجدار مدنی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت ملی تو آپؒ بمعہ دیگر اصحاب مکہ مکرمہ پہنچے ۔ اور حج کے ارکان ادا کئے ۔ پھر اکثر اوقات مدینہ منورہ کی طرح یہاں بھی علمائے مکہ مکرمہ سے ملاقاتیں ہوئیں ۔ کہتے ہیں کہ وہاں عربی زبان میں تقاریر بھی فرمائیں ۔ جب وطن مالوف واپس ہوئے تو آپ کے ہمراہ کافی نادر و نایاب کُتب نفیس ۔ جو آپ کو حرمین شریفین کے حضرت علمائے کرام نے عطا فرمائی تھیں ۔

واپسی پر پھر سرہند شریف میں روضۂ اقدس حضرت مجدد الف ثانیؒ پر حاضر ہوئے ۔ اور واپسی کی مبارکباد وصول کی ۔ پھر وہاں سے لدھیانہ جالندھر ، امرتسر ، بادلی شریف ہوتے ہوئے چورہ شریف تشریف لے آئے ۔

وفات

اپنی وفات سے نو ماہ پہلے ایک اشتہار شائع فرمایا کہ سب یارانِ راہ محبان صادق الاعتقاد اس عرس شریف پر تشریف لائیں ۔ کیونکہ دوسرے عرس پر میں نہ ہونگا ۔ اور میری طبیعت اپنے سب اصحاب کو دیکھنا چاہتی ہے ۔ ؛ آپؒ نے اپنے وصال سے تین دن پہلے خدام

حضرت شاہ صاحبؒ اور منشی غلام علی اور احمد علی ٹھیکیدار کو اطلاع بھجوائی کہ فوراً چلے آؤ۔ چنانچہ سب آپؒ کی حیات ہیں آپؒ کے پاس پہنچ گئے۔ اور جمعرات کے دن فرمایا مجھے غسل کرا دو۔ چنانچہ غلام علی، احمد شاہؒ، گل بادشاہؒ طاہر شاہؒ، اکبر شاہؒ اور قاضی عادل شاہؒ سب نے مل کر بڑی پاکیزگی اور احتیاط سے آپؒ کو غسل کرا دیا۔ پھر آپؒ نے نماز ظہر ادا فرمائی۔ اس کے بعد کچھ بیان فرماتے رہے۔ نماز عصر کے بعد نبض کی رفتار سست ہو گئی تو قاضی عادل شاہؒ نے دانستہ طور پر عرض کی کہ حضورؒ ہمیشہ جمعرات کے دن سورۃ کہف پڑھا کرتے ہیں کیا حضورؒ نے سورۃ کہف پڑھ لی ہے۔ آپؒ نے فوراً بسم اللہ شریف پڑھ کر سورۃ کہف کی تلاوت شروع کر دی آخری آیت ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا پر پہنچے ہی لب مبارک بند کر دیئے۔ اور پھر آپؒ کے بدن مبارک میں کوئی حرکت نہ ہوئی گویا سوئے ہوئے ہیں اور روح مبارک قفس عنصری سے اعلیٰ علیین کو رحلت فرما گئی۔ ع۔ خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را۔

جمعرات، ۶۔ ذیقعد ۱۳۲۵ھ کا دن تھا۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جناب خواجہ دین محمدؒ؛ چو زیں دار فنا نقل مکاں یافت
بسالِ رحلتش خواجہ سرو چشم بگفتا بہشت جاوداں یافت

۱۳۲۵ھ

کرامات و تصرفات

۱۔ گفتہ او گفتہ اللہ بود۔ ایک دفعہ چورہ شریف میں کافی عرصہ سے بارش نہ ہوئی۔ موسم گرما کی شدت انتہا پر تھی۔ ہر کوئی بیزار تھا۔ یارانِ طریقت نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی۔ کہ بارانِ رحمتِ الٰہی ایک عرصہ سے نہیں ہوئی، دعا کیجئے کہ بارش ہو جائے۔ تو آپ نے فرمایا کہ آج نماز ظہر کے بعد سب دُعا کریں گے۔ چنانچہ نماز ظہر کے بعد جمع ہو کر دعا فرمائی۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اللہ تعالیٰ نے بارانِ رحمت نازل فرمائی سب لوگوں کو سکون حاصل ہوا۔ اور شکر الٰہی بجا لاتے۔

۲۔ آپؒ کے گھر میں کسی غلام کی امانت کچھ زیورات سے۔ ایک کنیز جو گھر میں کام کرتی تھی اُس کو معلوم ہو گیا تو وہ زیورات چرا کے گھر لے گئی۔ تمام واقعہ آپؒ کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ تو آپ نے دُعا (تین دفعہ) فرمائی۔ اور فرمایا کہ پشیماں ہو کر مال واپس کرے گی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے زیورات حضرت کی خدمت میں حاضر کر کے معذرت طلب کی۔ دعائے مجرب یہ ہے۔ اللھم یا ھادی الضلال وا لضلالۃ اردد علی ضالۃ بعزتک وسلطانک فانھا من فضلک واحسانک برحمتک یا ارحم الراحمین۔

٣ ——— حضرت باواجیؒ کے حلقۂ یاراں میں خلیفہ حسن علی کے مریدوں میں سے ایک مسمّی نور عبداللہ ساکن مرزا بداعتقاد ہوگیا ۔ اور کنارہ کش ہوگیا ۔ اگر کہیں ملاقات ہوتی تو فوراً راستہ بدل لیتا ۔

ایک دن حضرت خواجہ دین محمدؒ کی مجلس میں اس کا ذکر ہوا ۔ آپؒ نے فرمایا " ایک روز خود ہی ہمارے پاس چلا آئے گا " ۔ گردشِ زمانہ نے ایسا وقت دکھایا ۔ کہ مفلسی و غربت سے ننگے بدن آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ اور اپنے کئے پر پشیمان تھا ۔ حضورؒ نے اپنے صاحبزادگان قاضی عادل شاہؒ اور دیدار شاہؒ کو فرمایا " اس کو کپڑے پہنا دو ۔ چنانچہ حضورؒ نے اپنی چادر مبارک مرحمت فرمائی ۔ اور کمال شفقت سے اعلیٰ مقامات سے نوازا ۔ اور اجازت بیعت عطا فرمائی ۔ اور بساں کی طرف روانہ فرمایا ۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ایسا رجوع ہوا کہ سینکڑوں آدمی روزانہ بیعت طریقہ ہوکر رشد و ہدایت پاتے تھے

٤ ——— آپؒ کا ایک خلیفہ سیّد جمیل شاہ گردشِ زمانہ سے آپؒ سے روگرداں ہوکر ضلع پشاور چلا گیا ۔ اور حضرت باواجیؒ کے متعلق عجیب و غریب باتیں بنانے لگا ۔

حضرت خواجہ دین محمدؒ کو معلوم ہوا ۔ تو فرمایا " اللہ تعالیٰ جمیل شاہ کو سخت پریشان و پشیمان کرے گا ۔ فقدرت الٰہی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں جمیل شاہ کو گھر میں ایک وقت کا کھانا ملنا مشکل ہوگیا سخت لاچار ہوکر توبہ کی اور خدمتِ اقدس میں نہایت عجز و نیاز سے حاضر ہوا ۔ آپؒ کے کمال لطف و کرم ، محبت و شفقت سے معاف فرما دیا ۔

٥ ——— ایک دن صبح کی نماز ادا فرمائی اور سلام پھیرنے کے فوراً بعد فرمایا " سخت افسوس کا مقام ہے کہ آج مفتی غلام رسول کا وصال ہوگیا ہے ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

قریب زوال کا وقت تھا کہ مفتی صاحب کے انتقال کی خبر موصول ہوگئی ۔ تو آپؒ نے فرمایا آج ستارہ پنجاب نے اپنے منہ پہ نقاب ڈال لیا ہے "۔

٦ ——— ایک دفعہ حافظ محمد لالی والا ایک ہندو کے سودی قرض سے تنگ آکر حضورؒ کی خدمت حاضر ہوکر دعا کا طالب ہوا ۔ حضرت خواجہ دین محمدؒ نے کمال مہربانی سے فرمایا " حافظ ! ذرا بھی غم نہ کر ، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ ہندو تم سے سود وصول نہ کر سکے گا ۔

چند ماہ بعد اس ہندو نے انگریز کی عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا تو انگریز جج نے ہندو سے دریافت کیا کہ " دعویٰ اصل کا ہے یا سود کا ؟ " فی الفور ہندو کے منہ سے بے اختیار نکلا " اصل کا " ۔ جج نے اسی وقت حکم نامہ لکھ دیا ۔ سود کا دعویٰ خارج صرف اصل ادا کرو "۔ اس طرح حافظ صاحب کو سود ادا نہ کرنا پڑا ۔ اس کے بعد حافظ صاحب اکثر آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے ۔

٧ ——— ایک روز حضرت خواجہ احمد نبیؒ نے اپنی کنیز کا نکاح ایک جولاہے کے ساتھ کر دیا کنیز کا باپ یہ سن کر بے حد ناراض ہوا ۔ اور حضرت خواجہ دین محمدؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر سخت

رنج کا اظہار کیا۔ اور کہنے لگا کہ مجھے مسئلہ لکھدیں کہ میری لڑکی مسماۃ مہر بھری کا نکاح شرعاً جائز نہیں ہوا آپ نے فرمایا" تیری لڑکی جوان بیوہ ہے۔ میں کس طرح سے لکھ سکتا ہوں۔ کہ اس کا نکاح صحیح نہیں ہے"۔ کہنے لگا کہ آپ برادر زادہ کی رعایت کرتے ہیں۔ حضورؒ کو نہایت جوش آیا فرمایا" خداوند تمہارے اوپر آسمان سے ژالہ باری کرے۔ اُس وقت آسمان پر ابر کا نشان بھی نہیں تھا۔ قریباً دو گھنٹے کے اندر ایسی ژالہ باری ہوئی۔ کہ موضع بھورے مار کی آبادی میں فصل گندم خاک سیاہ ہوگئی۔ اور ارد گرد کی کسی آبادی گاؤں میں کوئی نقصان نہ ہوا۔

رشحات الطریق

ہمارے اس طریقہ علیہ میں افادہ اور استفادہ انعکاسی اور انصباغی ہے، مرید محبت کے رابطہ سے موجودہ اپنے شیخ مقتداء کے ساتھ رکھتا ہے۔ دم بدم اس کا رنگ پکڑتا جاتا ہے۔ اور انعکاس کے طریق پر اس کے نور سے منور ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں افادہ اور استفادہ میں علم کیا درکار ہے

(حضرت مجدد الف ثانیؒ مکتوب ۲۶۰)

۸ ——— ایک مرتبہ چراگاہ میں گھوڑیاں چر رہی تھیں۔ کہ خلیفہ ملاں بہادر کی گھوڑی بھی ساتھ تھی۔ حضرت سید شاہؒ و سید امام شاہؒ نے ایک چھوٹے قد کا گھوڑا ملاں بہادر کی گھوڑی کے ساتھ ملا دیا۔ ملاں بہادر سخت ناراض ہوا۔ اور ناراضگی کی حالت میں اپنے گھر کی طرف روانہ ہونے لگا۔ تمام دوستوں نے ملاں بہادر کو روکنے کی کوشش کی لیکن بے سود صاحبزادگان نے بھی روکنا چاہا لیکن ملاں نہ مانا۔ آخر میں خواجہ دین محمدؒ نے بھی منع فرمایا مگر اس نے ایک نہ سنی۔ تو آپؒ نے فرمایا" ملاں بہادر خفا نہ ہونا۔ خدا کے فضل سے تمہاری گھوڑی قیامت تک بچہ نہ جنے گی۔ چنانچہ وہ گھوڑی اس کے بعد ۲۲ سال ملاں بہادر کے پاس رہی۔ اس نے بہت کوشش کی لیکن اس نے کوئی بچہ نہ جنا۔

۹ ——— ایک مرتبہ حضرت خواجہ دین محمدؒ، موضع شیری خاں ضلع راولپنڈی تشریف لے گئے سردار عباس نے عرض کی کہ ایک ہندو ساہوکار نے نالش کردی ہے اور مبلغ تین ہزار روپیہ مع سود کا دعویٰ کر دیا ہے۔ اس کے بہی کھاتہ میں میرے دستخط اور مہر لگی ہوئی ہے اس لئے نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آتی اگر اللہ تعالےٰ مجھے اس مصیبت سے چھوڑا دے تو مبلغ ایک صد روپیہ نذر کروں گا۔

آپؒ نے فرمایا" جمعرات کے دن سے روزانہ رات کو اکتالیس(۴۱) دفعہ بعد از نماز عشاء پڑھا کریں یہ دعا پڑھنے کو کہا گیا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سبحان القدیم الذی لم یعجل سبحان العلیم الذی لا یجہل سبحان العلیم الذی لا یعجل سبحان الجواد الذی لا یبخل"۔ اکتالیس دن کے اندر اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے عدالت سے اس کا

دعویٰ خارج ہوا اور ۳۰۰ روپیہ ہرجانہ سردار عباس خان کو دلایا گیا۔ ؎

بہ نگاہے ہمہ احوال دلم مے داند ؛ چشم بد دور زِ چشمے کہ زباں مے دارد

۱۰ ــــــ سردار الٰہی بخش خلف خانصاحب محمد بخش سرائے صالح ضلع ایبٹ آباد، اپنی وراثت کے مقدمہ میں اپنی برادری میں مغلوب ہوا اور ناچار حضرت خواجہ دین محمدؒ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ حضورؒ نے مجھ کو مجبوری کی حالت میں اپنے پاس بُلا لیا ہے۔ اب میں دربار کو چھوڑ کر نہیں جا سکتا جب تک حضورؒ زبان مبارک سے نہ کہیں گے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا "تم حضرت باواجیؒ کی قبر مبارک پر جاؤ۔ رات کے وقت ارشاد ہو جائے گا۔ چنانچہ سردار صاحب کو خواب میں حضرت باواجیؒ نے دستار بندی کرائی۔ صبح کی نماز کے بعد حضرت صاحب نے سر پر دستار باندھ کر مبارک باد دی اور گھر روانہ ہونے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سردار صاحب نے تھوڑے دنوں کے اندر فتح حاصل کر لی۔ ؎

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ ؛ تیر جستہ باز گردانند ز راہ

۱۱ ــــــ ایک مرتبہ ۱۳۲۲ھ میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو سخت تکلیف ہوئی اکثر لوگ اپنا مال مویشی چورہ شریف سے دوسری جگہ لے جانے لگے۔ موضع بھورے مار نزد چورہ شریف کے سب لوگ آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور بارش کے متعلق عرض کی۔ تو آپؒ نے فرمایا "اگر ہماری مسجد کو لپائی کر دیں تو اللہ تعالیٰ بارش کر دے گا۔ موقع غنیمت جان کر سب آدمیوں نے مل کر مسجد کی لپائی کر دی۔ تو ظہر کے وقت بفضلِ ایزدی ایسی بارانِ رحمت نازل ہوئی کہ سب جگہ پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔

۱۲ ــــــ **ہمدردی و دادرسی**:۔ مولوی محمد شریف جو کہ امام مسجد سروالہ سکر درہ متصل چھاؤنی کیمبل پور ضلع اٹک تھا۔ اس کو امامت سے معزول کر دیا گیا۔ تو اُس نے حضرت خواجہ دین محمدؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ مجھ کو مخالفوں نے بے بس کر دیا ہے اور امامت سے بھی معزول کر دیا گیا ہے آپؒ نے دُعا کی اور فرمایا کہ محمد شریف کو کوئی امامت سے علیحدہ نہیں کر سکتا چنانچہ دوسرے ہی دن اہلِ محلہ مولوی صاحب کو منت و سماجت کر کے بلکہ معافی مانگ کر واپس لے گئے۔ اور امامت مولوی صاحب کے سپرد کی جو کہ بظاہر امر محال تھا۔

۱۳ ــــــ کچھ سرکردہ لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے حضورؒ کے خلیفہ مولوی غلام محمد کو جو کیمبل پور چھاؤنی میں امام مسجد تھا۔ مسجد کی امامت سے علیحدہ کر کے چھاؤنی سے نکال دیا۔ مولوی غلام رسول نے چند دن بعد حضرت باواجیؒ کے عُرس مبارک پر ۱۳ شعبان ۱۳۲۰ھ حاضر ہو کر حضرت خواجہ دین محمدؒ کی خدمتِ اقدس میں حال عرض کی۔ آپؒ نے دُعا فرمائی اور کہا وہ مسجد

تمہاری ہے۔ جب تک تمہاری زندگی ہے۔ وہاں کوئی دوسرا امام نہیں ہو سکتا۔ سب ہمراہی حیران تھے۔ چنانچہ عرس مبارک سے فارغ ہو کر واپس پہنچے۔ تو تمام اہل محلہ منتظر تھے۔ اور وہی سرکردہ لوگ جنہوں نے مسجد سے نکالا تھا۔ انہوں نے معذرت کی اور منت سماجت کر کے مولوی غلام محمد صاحب کو راضی کر کے امامت سپرد کی۔ پھر اپنی باقی زندگی اسی مسجد میں گزاری۔

۱۴ ـــــ ایک دفعہ گاؤں کے چند آدمیوں نے دربار شجرہ نسب قاضی محمد عادل شاہؒ اور حضرت سیّد شاہ اور دیگر حضرات کے خلاف انگریز کی عدالت میں دعویٰ کر دیا۔ حضرت خواجہ دین محمدؒ کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کو ذلیل کرے گا۔ اور تمہاری بہتری کی صورت پیدا کرے گا۔ تم کسی اندیشہ کو دل میں جگہ نہ دینا۔ اللہ تعالیٰ تمہارا حامی و ناصر ہو گا۔ اور دعا فرمائی۔

جب عدالت میں حاضر ہوئے۔ تو جج نے کہا "جب ان کے پاس سردار احمد علی خان نبیرہ امیر شیر علی خان والی کابل کا سرٹیفکیٹ موجود ہے۔ تو ہم اس میں ترمیم کیسے کر سکتے ہیں۔ مدعیان کا دعویٰ خارج ہو گیا۔ سب مدعی لاولد مرے۔ حضورؒ کا فرمان تھا۔

۱۵ ـــــ حضورؒ کے مخلص خادموں میں سے ایک خاتون شہر جموں کی حج بیت اللہ سے واپس آئی۔ تو اس کا زیور جو تقریباً تین ہزار روپے کی مالیت کا (اس زمانے میں) کا تھا۔ ایک دوسری عورت نے چالاکی سے چرا لیا۔ آپؒ کی خادمہ جو حج سے واپس آئی تھی آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کی کہ میں ہمیشہ زکوٰۃ ادا کرتی رہی ہوں۔ آپؒ دعا فرمائیں کہ میرا زیور مل جائے۔ آپؒ نے دعا فرمائی اور فرمایا "تمہارا زیور انشاء اللہ صحیح سلامت تمہیں مل جائے گا" چنانچہ تھوڑے عرصے بعد چوری کرنے والی عورت حضورؒ کے خلف حضرت خواجہ قاضی عادل شاہؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی "قبلہ میں معذرت خواہ ہوں اور تمام زیور واپس کر دیا۔ آپؒ نے اس عورت کو ساتھ لے کر زیور کی مالکہ کو واپس کر دیا کہ حق بہ حق دار رسید۔

۱۶ ـــــ ایک دفعہ میاں لال دین، جو کہ ریاست جموں کے مہاراجہ کے وزیر تھے۔ گردش زمانہ کے باعث مخالفوں کے شر سے سخت تنگ آ گئے۔ اور ان کے خلاف مہاراجہ کے پاس مقدمہ دائر کر دیا۔ جس سے نجات کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ اور مخالف اس کو ذلیل کرنے کے درپے تھے۔ چنانچہ وہ حضرت خواجہ دین محمدؒ کی خدمت میں حاضر اور دعا کیلئے عرض گزار ہی

حضرت صاحبؒ خاموش رہے۔ صبح کے وقت میاں لال دین کو بلا کر کہا۔ آج رات تمام مشائخ نقشبندیہ خواب میں ملے ہیں۔ اور سب مبارکباد دے کر گئے ہیں۔ دوسرے دن مقدمہ کی تاریخ تھی اور اسی تاریخ کو میاں لال دین باعزت بری ہو گئے جو کہ نہایت ناممکن بات تھی۔ سب مخالف ذلیل و خوار ہوئے۔ اور حضرت خواجہؒ کی مبارک دعا بعینہ صحیح ہوئی۔

۱۷ ـــــــ ایک روز لنگر میں بہت سے مہمانوں کیلئے کھانا پکا ہوا تھا۔ شام کے وقت مہمان کھانا کھا رہے تھے۔ کہ آپؒ نے اپنے صاحبزادہ قاضی عادل شاہؒ کو آہستہ سے بلا کر فرمایا کہ گھر جا کر چھ آدمیوں کا کھانا علیحدہ رکھ لیں کیونکہ رات کسی وقت میاں احمد علی ٹھیکیدار، منشی ہاشم علی، امیر علی وغیرہ موضع حاجی شاہ آئیں گے۔ تو اُس وقت کھانے کا انتظام تکلیف دہ ہوگا۔ چنانچہ چھ آدمیوں کا کھانا حسب الحکم علیحدہ رکھ لیا گیا۔

رات کو مذکورہ تمام لوگ پہنچ گئے۔ تو آپؒ نے فرمایا "فقیر کو تمہاری آمد کی خبر ہوگئی تھی اس واسطے کھانا تیار رکھا ہے۔ اور فقیر نے اپنے صاحبزادہ کو آپ کے نام بھی بتا دیئے تھے۔ سب لوگ حیران ہوگئے۔

۱۸ ـــــــ ایک دفعہ حضرت صاحب کا کھانا تیار ہوا۔ تو ایک لڑکا آپ کو مسجد سے کھانا کھانے کیلئے بلانے گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ مجھ کو انتظار ہے کہ آج حضرت شاہ جموں سے اسی گاڑی سے آئیں گے۔ چنانچہ دو گھنٹہ بعد اسی ریل گاڑی سے جناب حضرت شاہؒ چورہ شریف پہنچ گئے تو حضورؒ نے فرمایا "فقیر کو تمہارے پہنچنے کی خبر پہلے ہی ہوگئی تھی۔ اور فقیر نے گھر میں کہہ دیا تھا کہ آج کھانا حضرت شاہؒ کے ساتھ کھائیں گے۔ تو حضرت صاحب کے صاحبزادے حضرت شاہ بہت خوش ہوئے۔

۱۹ ـــــــ حافظ مولوی فضل الدین صاحب سکنہ پنوڑ متصل راولپنڈی شہر جو کہ خلیفہ مولوی محمود کے صاحبزادے تھے۔ حضرت باواجیؒ سے بیعت ہو کر چند دن بعد کابل چلے گئے اور پھر وہاں سے بقیہ علوم شرعیہ کی تحصیل کے لئے ہندوستان چلے آئے۔ اور تقریباً بیس سال بعد واپس دربار شریف میں حاضر ہوا۔ تو ان دنوں حضرت خواجہ دین محمدؒ کی بینائی بند ہوگئی تھی۔

حافظ فضل الدین صاحبؒ نے رات کو حضرت باواجیؒ کے مزار اقدس پر حاضری اور اور صبح مسجد میں تشریف لائے کسی سے مصافحہ نہیں کیا۔ ہر چند کہ کچھ حضرات نے نام و پتہ دریافت کیا لیکن انہوں نے کچھ نہ بتایا۔ اور اٹھ کر حضرت باواجیؒ کے مزار اقدس کی زیارت کیلئے چل دیئے۔ تو حضرت خواجہ دین محمدؒ نے فرمایا۔ میری نظر نہیں مجھ کو بھی زیارت پر لے جاؤ۔ آپ جب وقت مزار اقدس پر پہنچے۔ بہت سے آدمی ساتھ تھے۔ تو حضرت خواجہؒ نے فرمایا "تم لوگ نہیں جانتے یہ حافظ فضل الدین خلیفہ محمود کا بیٹا ہے۔ حافظ فضل الدین روتا ہوا آپؒ کے قدموں میں گر گیا اور سب کے سامنے عرض کی کہ بے شک میں خلیفہ محمود کا بیٹا ہوں۔ سب حاضرین حیران و ششدر رہ گئے۔

۲۰ ـــــــ ۱۲۹۲ھ میں حضرت خواجہ دین محمد صاحبؒ حج بیت اللہ کیلئے تشریف لے جانے لگے۔ تو گھر میں میاں احمد فقیر سکنہ چورہ کو نگہبانی کیلئے مقرر فرمایا اور میاں کرم بخش کو مسجد میں، مہمانوں کی میزبانی کے فرائض سونپے۔ چونکہ رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ تو رات کے وقت خلیفہ

میاں احمد فقیر سکنہ چورہ طعام سحری کیلئے گھر جانے لگے۔ قریباً اپنے گھر کا نصف راستہ طے کیا تھا کہ حضرت صاحب راستہ میں ملے اور کہا کہ تو جانتا ہے کہ حضرت صاحب مکّہ چلے گئے ہیں اور اب مجھ کو نہیں دیکھتے، فوراً واپس ہو جاؤ ورنہ سخت تکلیف اٹھاؤ گے۔

صبح کے وقت میاں احمد فقیرؒ نے حضرت قاضی محمد عادل شاہؒ اور حضرت شاہؒ سے معذرت طلب کی۔ پھر جب حضرت صاحب حرمین شریفین سے واپس تشریف لائے تو میاں احمد فقیر کو بلا کر فرمایا تمھیں رمضان شریف میں فلاں جگہ سے واپس کیا تھا تمھیں شرم نہ آئی۔ تو میاں احمد فقیر توبہ کر کے معافی کا طلب گار ہوا۔

۲۱ ——— ایک مرتبہ پہاڑنگ ضلع سیالکوٹ میں حضرت خواجہ صاحب تشریف لے گئے وہاں مسجد میں ایک بڑ (بوڑھ) کا بہت ہی پرانا درخت تھا۔ اور اس کی ایک شاخ مسجد میں جھکی ہوئی تھی۔ وہ شاخ ایک عرصہ سے شام کے بعد زور سے ہلنے لگتی۔ کہ بلندی سے مسجد کی دہلیز تک شاخ کا سرا پہنچتا تھا۔ اور کوئی پرندہ درخت پر نہ بیٹھتا۔ نہ ہی اہل محلہ شام کے بعد مسجد میں آتے حضور کی تشریف آوری پر سب لوگوں نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ حضورؒ اس درخت کے ہلنے کی وجہ سے اہل محلہ بہت مصیبت میں ہیں۔ دعا فرما دیں۔ چنانچہ آپ نے دعا فرمائی اور فرمایا آج کے بعد یہ درخت نہیں ہلے گا۔ اور واقعی وہ درخت اس کے بعد نہیں ہلا سب جانتے ہیں

۲۲ ——— ایک دفعہ حضرت خواجہ دین محمدؒ جموں تشریف رکھتے تھے وہاں آپ میاں لعل دین جو آپ کا بے حد معتقد تھا۔ کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اور ان دنوں میاں لال دین مہاراجہ کے دربار سے پہلے نکل آئے دوسرے دن بھی ایسا ہی ہوا۔ تو مہاراجہ نے پوچھا "کیا بات ہے آجکل آپ جلدی جلدی چلے جاتے ہیں۔ میاں لعل دین نے کہا کہ میرے پیر صاحب آئے ہوئے ہیں" مہاراجہ نے کہا "پیروں کے پیچھے زیادہ نہیں لگنا چاہیئے یہ زیادہ تر دنیا دار ہوتے ہیں"۔

میاں صاحب نے کہا "میرے پیر ایسے نہیں ہیں بلکہ نہایت ہی متقی اور عالم باعمل ہیں"۔

مہاراجہ نے کہا "ہونگے، لیکن ہمارا ملک تو بارش نہ ہونے کی وجہ سے ویران ہو رہا ہے۔ تمام ٹھاکروں سے دعائیں کرا چکے ہیں کچھ نہ بنا۔ اگر تم اپنے پیر صاحب سے دعا کرا دو تو شاید اللہ تعالیٰ مہربان ہو جائے۔ میاں صاحب نے کہا کہ میں اپنے پیر و مرشد سے عرض کروں گا۔ اگر قبول کر لیں تو بہتر ورنہ میں مجبور نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میاں صاحب نے گھر آکر راجہ کی عرض پیش کی اور کہا کہ حضورؒ کافر نے طعنہ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا "وہی ہوگا جو میرے مولا کی مرضی ہوگی پھر فرمایا" اپنے مہاراجہ سے کہو کہ تمام مسلمانوں کیلئے حکم جاری کر دے کہ کل کوئی مسلمان کاروبار نہ کرے اور سب مسلمان نماز استسقاء کیلئے باہر نکلیں۔ القصہ تمام مسلمانوں نے حضورؒ کی اقتداء میں

نماز استسقاء ادا کی اور دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے ہی تھے کہ ایک کالی گھٹا اٹھی اور بارش اسقدر جلد اور زور سے آئی کہ سب لوگوں کے کپڑے تربتر ہو گئے۔ آپ بھی بارانِ رحمت میں بھیگ کر واپس پہنچے۔ میاں لعل دین نے آپؒ کے کپڑے تبدیل کروائے اور کہا ”اللہ تعالےٰ نے اسلام کی لاج رکھ لی۔ ع

ایں دعائے شیخ نے چوں ہر دعا است باقی است و گفتِ او گفت خدا است

سُرمہ کن از چشم خاکِ اولیاء تا بہ بینی زا بتداء تا انتہا!

۲۳ ـــــــ ایک مرتبہ حضورؒ لدھیانہ سے واپسی پر ویرووال ضلع امرتسر میں اپنے فرزند ارجمند قاضی عادل شاہؒ، میاں خیر الدینؒ، سربلند خاں اور مولوی غلام مدرس سکنہ رتڑ کی ہمراہی میں مسجد بیوی صاحبہ میں قیام فرما تھے کہ اشراق کے وقت آپؒ کی قدیمی خادمہ امام بی بی اور لسوڑ سردر نے ایک ایک روپیہ بطور نذر پیش کیا۔ اُس وقت امام بی بی نے عرض کی کہ حضرت خدا گواہ ہے کہ میرے پاس اور کچھ نہیں ہے ورنہ دل چاہتا ہے کہ بہت سا مال آپ کی خدمت میں نذر کروں“

اس پر آپؒ نے فرمایا ”فقیر کو مال کی کچھ غرض نہیں ہے۔ اور نہ ہی فقیر کسی سے کچھ مانگتا ہے لیکن جھوٹ بولنا بہت ہی بُری بات ہے میرے سامنے بیٹھ کر جھوٹ بول رہی ہو۔ تمہاری جیب نانک شاہی مہر ہے اور تو کہتی ہے کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں“۔ امام بی بی بہت شرمندہ ہوئی اور فوراً نانک شاہی مہر آپ کی خدمت میں پیش کر کے معافی کی خواستگار ہوئی۔ اور باوجود حضورؒ کے انکار کے امام بی بی نے نہایت عاجزی اور معذرت سے وہ نانک شاہی مہر قبول کرنے پر اصرار کیا۔ سب حاضرین نہایت حیران ہوئے۔

واقعہ میاں لعل دین : وزیر ریاست جموں

ایک دفعہ حضرت مولانا دین محمدؒ علاقہ وزیر آباد کے موضع دھونکل میں وعظ و تلقین میں مصروف تھے۔ کہ اچانک میاں لعل دین وزیر ریاست جموں نے حاضر خدمت ہو کر قدم بوسی کی اور زار و قطار رونے لگا۔ آپ نے تسلی و تشفی دی اور وجہ معلوم کی مگر اس کی روتے روتے ہچکی بندھ گئی تھی۔ ذرا دیر بعد ہوش میں آیا تو عرض کی حضور بندہ پر دو مجھ پر سات لاکھ روپے کے غبن کا ناجائز الزام لگایا گیا ہے۔ غمازوں اور مخبروں نے مجھے برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اور کل میری پیشی ہے میں کئی دن سے آپ کو تلاش کر رہا ہوں اب بڑی کوشش سے آپ کو تلاش کیا ہے۔ اب عرض گزار ہوں کہ آپ میرے ہمراہ تشریف لے چلیں۔ اور دعا فرمادیں تا کہ میں اس جھوٹے الزام سے چھٹکارا حاصل کروں۔ آپ نے اس کو تسلی و اطمینان دلایا۔ اور فرمایا ”اہل دنیا

کے فردِ جرم لگانے سے کچھ نہیں ہوتا۔ ابھی درگاہ ایزدی میں فردِ جرم نہیں لگا۔ اس لئے تو بالکل تسلی رکھ خدا آپ کا حامی و مددگار ہو۔

اُس کے اصرار پر آپ اس کے ہمراہ جموں تشریف لے گئے میاں لال دین عقیدتمند تھے۔ کافی درویشوں کو کھانا کھلایا۔ تاکہ رفع مصائب ہو۔ صبح کو وزیر مذکور دعا کے لئے حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ میں عدالت میں جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کچہری سے فارغ ہو کر جلدی واپس آنا۔ ہم تمھارے آنے پر اکٹھے کھانا کھائیں گے وہ سنتم رسیدہ عرض کرنے لگا۔ یا حضرت مجھے تاکس کو سوجھتا ہے۔ فردِ جرم لگ چکا ہے تھوڑی سی بحث کے بعد سزا کا حکم ہو جائے گا۔ تو فرمایا" جاؤ برخوردار ہم نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کر کے تمھارے فردِ جرم کو اُڑا دیا ہے۔ ع۔ کسے خبر کہ واں جنبش قلم کیا ہے۔

وزیر صاحب عدالت میں پہنچے وکلاء کے مابین بحث ہوئی تو فریق ثانی غبن کا کامل ثبوت نہ دے سکا۔ اور چار لاکھ روپیہ ٹوٹ گیا۔ جج اس سوچ میں تھا کہ باقی تین لاکھ کیلئے کونسی تاریخ مقرر کی جائے۔ کہ اتنے میں حضرت ملاجی کا بھیجا ہوا لڑکا آ گیا۔ اور میاں سے کہا کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ لال دین سے کہو کہ چار لاکھ روپیہ ٹوٹ گیا باقی تین لاکھ کیلئے کل کی تاریخ مقرر کی جائے۔ میاں لال دین یہ حال دیکھ کر سخت حیران ہوا کیونکہ جج کی زبان سے ابھی فیصلہ صادر ہوا ہی تھا کہ لڑکا پہنچ گیا۔ حالانکہ مکان عدالت سے کافی دُور تھا۔ اور کوئی آدمی فیصلے کر ابھی گھر نہیں گیا تھا۔ جج نے حسب منشاء میاں لال دین دوسرے روز کی تاریخ مقرر کر دی۔

دوسرے روز جب میاں لال دین کچہری جانے لگے۔ تو حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی آپ کی توجہ سے آدھا کام تو ہو گیا۔ آپ نے فرمایا" بیٹا جاؤ بالکل فکر نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ مگر تم ایک کام کرو۔ کہ عدالت میں مخبر یا مدعی کی پیٹھ پر" **یا معز یا مذل یا سمیع یا بصیر**" لکھ دو۔ اگر لکھ نہ سکو۔ تو قدرے مٹی لے کر دم کر کے اُس کی پُشت پر پھینک دو انشاءاللہ اُس کی زبان بند ہو جائے گی میاں صاحب نے وہاں پہنچ کر یہی عمل کیا۔ تو پیشی کے وقت مخبر کی یہ حالت تھی کہ اپنے سب مسوّدے بھول گیا۔ اگر کچھ الفاظ مُنہ سے نکلتے تھے تو ایسے بے ربط اور بے دلیل کہ وزیر موصوف کے حق میں فائدہ رساں ہوتے تھے کہ مقدمہ اتنا کمزور ہو گیا تھا۔ جج نے وزیر کو صاف بری کر دیا۔ ع

ہر آنکہ استعانت بدرویش بُرد اگر بر فلک بدوں زد از پیش بُرد

ابھی تین چار سال کا ہی عرصہ گزرا ہو گا۔ کہ مدعی نے پھر سر اٹھایا۔ اور وزیر موصوف کے خلاف پھر سلسلہ شروع ہونے کو تھا کہ وزیر صاحب کو کسی دوست نے اطلاع دی کہ مہاراجہ تم کو پھر گرفتار کرنے والا ہے۔ میاں لال دین ہراساں و پریشان حضرت ملاجی کے حضور پیش ہو کر واقعہ عرض کیا۔ تو آپ نے فرمایا تم اسی وقت حج بیت اللہ شریف کو چلے جاؤ۔ عرض کی حضور اس وقت تو میری جیب میں کچھ

حرج نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کارساز ہے تم روانہ ہو جاؤ۔"

ع

دے دعا کو میری وہ مرتبہ حسنِ قبول
کہ اجابت کہے ہر حرف پہ سو بار آمین

آپؒ نے اپنے صاحبزادہ حضرت دیدار شاہؒ کو وزیر موصوف کے ساتھ کر دیا۔ جب سیالکوٹ پہنچے تو وہاں جا کر وزیر موصوف کو اپنی دو کانوں اور کوٹھیوں کا کرایہ وصول ہو گیا۔ پھر بمبئی میں بھی مکانوں اور کوٹھیوں کے کرایہ داروں سے رقم وصول کر کے بیت اللہ شریف اور پھر دربارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دی اور مدینہ منورہ میں رباط بنوائی۔ اور وہاں تقریباً ایک برس قیام کیا۔ اور روضہ مطہرہ علی صاحبہا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نورِ عرفان سے مسرور و مخمور، منور و معمور ہوتے رہے۔

ع

توئی سلطان عالم یا محمدؐ
ز روئے لطف سوئے من نظر کن
بحال مبتلائے غم نظر کن
دوائے دردِ دل اے چارہ گر کن

تبلیغ اسلام

۱۔ نبزلی شریف میں آپ کو پٹھانوں بزرگوں میں صلح کیلئے جانا پڑتا تو توجہ الی اللہ

۲۔ اکثر لوگ آپ سے مباحثہ کرنے آتے۔ تو آپ کے جوابات عام فہم اور جامع ہوتے۔ حتی الامکان علمی پہلو سے جواب دیتے۔

۳۔ درسِ قرآن بھی سالکوں کو دیتے اور بیان فرمایا کرتے۔

۴۔ تحریری سلسلہ علیحدہ تھا۔ اور خطوط کے جوابات میں تبلیغی پروگرام رکھا کرتے۔ باہر کے لوگوں کے ساتھ یہی طریقہ استعمال فرماتے۔

معمولات

پنجگانہ نمازیں اکثر با جماعت ادا فرماتے۔ بعد از نماز تہجد، نماز فجر تک ذکر میں مشغول رہتے۔ اور نماز فجر کے بعد مراقبہ اور ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتے۔ اس کے بعد روزانہ منزل قرآن مجید دس پارہ تلاوت فرماتے۔ اس کے بعد کچھ درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہتا۔ علم تصوف کی بہت سی کتب آپ کے اپنے ہاتھوں سے مرتب شدہ تھیں۔ آپؒ کے دستِ مبارک سے لکھا ہوا ایک قرآن مجید بھی موجود ہے۔

شب جمعۃ المبارک کو سورۃ کہف تلاوت کرنا آپ کا قدیمی معمول تھا۔ شبانہ روز کے وظائف یہ تھے قرآن مجید ایک منزل، ذکرِ نفی اثبات ۱۵ ہزار بعد از نماز مغرب، صلوٰۃ الاوابین، صلوٰۃ التسبیح، کبھی کبھی تہجد کے وقت پڑھتے، اشراق چاشت بلاناغہ ادا فرماتے۔ کبھی کبھی وعظ بھی فرماتے۔ ہمیشہ بغیر بستر کی چارپائی پر آرام فرماتے۔ اور اکثر وعظ بھی فرماتے۔

اخلاق و عادات

حضورؒ نہایت متواضع و ملنسار تھے۔ آپؒ کی قوت حافظہ اس قدر تیز تھی کہ ایک دفعہ دیکھ لیتے خواہ کتنے ہی عرصہ بعد دیکھتے

پہچان لیتے، حضرت باداجیؒ کی حین حیات میں لنگر خانہ کا انتظام آپؒ کے سپرد تھا۔ سب بھائی آپؒ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ زہد میں آپ کا وجود بے نظیر تھا۔

عفو و درگذر میں آپؒ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ خطاؤں کو ہمیشہ معاف فرما دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ اس سے پہلے بھی ذکر آچکا ہے۔ چند ایک مریدوں سے اور خلفاء سے لغزشیں ہوئیں اُن کو فوراً فراخ دلی سے معاف فرما دیتے، سائل کو کبھی خالی ہاتھ نہ جانے دیتے۔ بلکہ جو بھی سائل آتا اپنی مراد حاصل کر کے گیا تحمل و بردباری آپؒ کا خاصہ تھا۔ کبھی کسی سے ناراض نہ ہوتے بلکہ ہر ایک کی دلجوئی فرماتے اور حتی الوسع ہر کسی کی ایسی مدد فرماتے کہ اُسے پھر کوئی حاجت نہ رہتی۔

درویشوں، یتیموں اور مہمانوں کی از حد خدمت کرتے۔ اور اُن کے ساتھ ہی کھانا کھاتے۔ جو مسافر یا درویش مسجد میں آ ہوتا۔ اُس کا کھانا خود دے کر جاتے اور بعض اوقات اُس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے بعد از نماز عشاء مہمانوں کو چائے پلاتے۔ اکثر یتیموں اور بیواؤں کی نقد مدد فرماتے۔ اُن کے کپڑے بنوا کر دیتے اور اُن کے قرض ادا کرتے۔ مرمت طلب مسجدوں کی مرمت کرواتے۔ جہاں ضرورت ہوتی مسجد بنواتے اگر کسی جگہ پانی کی قلت ہوتی وہاں کنواں لگواتے۔ آپ نہایت حلیم الطبع و مستجاب الدعوات تھے۔ باوجودیکہ خدام و درویش موجود ہوتے لیکن مہمانوں کے لیئے کھانا خود لے کر جاتے۔

قدسیہ

۱۔ فرمایا "اتباعِ شریعت کے بغیر اسرارِ باطن کا حصول ناممکن ہے۔ اِس لیئے اتباعِ شریعت میں کوشش تام کرد۔

۲۔ آپ نے فرمایا "مہمان نوازی کرو۔ اِس سے حسنات کثیر حاصل ہوتی ہیں۔

۳۔ فرمایا "مہمانِ الٰہی خدماتِ الٰہی سے ہے اور سنتِ رسولؐ ہے۔

۴۔ فرمایا "جھوٹ ایک لعنت ہے۔ اِس سے ہر سمجھدار کو بچنا چاہیئے، جھوٹ برائیوں کی جڑ ہے۔

۵۔ آپ نے فرمایا "میری عمر پچیس سال تھی کہ مجھے حضرت باداجیؒ نے ارشاد دے کر پنجاب کی طرف روانہ فرمایا تھا۔ تو فقیر موضع ڈومیلی شریف ضلع جہلم میں رات کو سو رہا تھا۔ کہ ایک آدمی آیا اور بائیں طرف بیٹھ کر میرے دل کو بزور پنجہ پکڑ کر ہلایا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دل کا اوپر کا پوست ساتھ لے گیا ہے۔ بہت سخت درد ہوا۔ میں نے فوراً اُس کا ہاتھ پکڑ لیا تو معلوم ہوا کہ اُس کے ہاتھ میں ہڈی نہیں ہے۔ میرے پوچھنے پر کہنے لگا۔ کہ میں شیخ عبد القادر جیلانی ہوں۔ اور تمہارا قلب جاری کرنے لگا۔ بس اتنے میں وہ غائب ہو گئے۔ اُس کے کئی دن بعد تک مجھ کو دل کے مقام پر درد ہوتا رہا۔ لیکن اُسی وقت سے میرا دل ذکرِ الٰہی سے جاری ہو گیا۔

خُلفاء

آپؒ کے خلفاء علاوہ آپکے چاروں صاحبزادگان حضرت دیدار شاہ، قاضی محمد عادل شاہؒ، حسرت شاہ، سیدن شاہ۔ جو اپنے وقت کے شمس و قمر تھے۔ مندرجہ

ذیل خلفاء بھی ہیں۔

۱۔ مفتی غلام رسول امرتسر
۲۔ سید چمن شاہؒ رتڑہ، ریاست کپورتھلہ
۳۔ مولوی احمدین خونی چک
۴۔ سید گلاب شاہ شیخوپوری۔
۵۔ مفتی مولوی غلام مصطفےٰ امرتسری
۶۔ مولوی عبدالسلام امرتسری۔
۷۔ مولوی محمد احسن سہالوی
۸۔ مولوی کرم داد ضلع گجرات
۹۔ سید حسین شاہ بلیری
۱۰۔ جمیل شاہ، حاجی شاہ
۱۱۔ خلیفہ نظام الدین جاتریکے
۱۲۔ مولوی محمد یوسف مدوکالس
۱۳۔ مولوی احسن اللہ امرتسری
۱۴۔ احمد شاہ، کشمیر والا۔ موضع شراق واڑہ
۱۵۔ خلیفہ نظام الدین بارہ مولا۔
۱۶۔ خلیفہ عبدالوہاب شراق واڑہ۔
۱۷۔ مولوی نور حسین پھاگ والا۔
۱۸۔ منشی غلام علی پشاوری۔

حضرت خواجہ سید شاہ محمد رحمتہ اللہ علیہ

المعروف حضرات خورد

فرزند چہارم حضرت باواجی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف، ولادتِ باسعادت

حضرتِ سید شاہ محمدؒ المعروف حضرات خورد۔ باواجیؒ کے سب سے چھوٹے اور محبوب صاحبزادے تھے۔

حضرت باواجیؒ کو آپؒ سے بہت زیادہ محبت تھی۔ بلکہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ شاہ محمد ہمارے گھر کے چراغ ہیں۔ آپؒ ولادت کی صحیح تاریخ معلوم نہیں ہو سکی سن پیدائش اغلباً ۱۲۳۵ھ اور ۱۲۴۰ھ کے درمیان ہے ابتدائی تعلیم مخدومی خواجہ محمد امین، جو کہ استادِ کلاں کے نام سے مشہور تھے۔ سے حاصل کی۔ اور باقی علوم ظاہری حضرت باواجیؒ سے حاصل کئے۔ اور قلیل عرصہ میں قرآن کریم حفظ کر لیا۔ خاندانِ چوراہیہ میں آپ پہلے حافظ قرآن تھے۔

بیعت

قبلۂ عالم حضرت باواجیؒ سے چاروں سلسلہ نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ میں بیعت فرمائی اور قلیل عرصہ میں عظیم منازل طے فرمائیں۔ آپ نے سلوکِ مجددیہ کی تمام منازل بکمال تفصیل طے کیں۔ حضرت باواجیؒ نے اپنے محبوب فرزند ہونے کی وجہ سے آپؒ پر خاص توجہ

عنایت فرمائی ۔ اور خرقۂ خلافت پہنا کر مجازِ بیعت چہار سلسلہ فرمایا ۔ لیکن آپ زیادہ تر سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت فرماتے ۔ ہاں اگر کوئی طالب کسی دوسرے سلسلہ میں ہونا چاہتا ۔ تو اُسے اُسی سلسلہ میں بیعت فرماتے اور رُشد و ہدایت سے نوازتے ۔ ایک کثیر خلقِ خدا اور طالبانِ خدا ۔ اطراف و اکناف سے جوق در جوق آپؒ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر داخلِ سلسلہ ہوئے ۔

حضرت باواجیؒ نے اپنی عین حیات میں آپ کو دورہ کیلئے روانہ فرمایا ۔ آپ کامل نمونہ بلحاظ علم و عمل ، فیض و فضل خاندانِ چوراہی کے چشم و چراغ تھے ۔ آپ کے وجودِ مسعود نے خاندان کی عظمت کو چار چاند لگا دیئے ۔ ہند و پنجاب میں علم و فضل کے دریا بہا دیئے ۔ لاکھوں السالکوں نے اس بحرِ بیکراں سے اپنی تشنگی کو بجھایا ۔ آپ کی صحبت میں عجیب اثر تھا ۔ اپنوں کا تو کیا بیگانے بھی جب دیکھتے تو پکار اُٹھتے یہ زمانہ کے ولی ہیں ۔ کئی غیر مسلم آپؒ کی صحبت کی بدولت راہِ راست پر آئے اور دینِ اسلام قبول کر کے داخلِ سلسلہ ہوئے ۔ جن میں میاں عبد السلام سرانوالی ضلع سیالکوٹ ، میاں غلام محمد ، میاں محمد اعظم شامل ہیں جو پہلے سکھ مذہب سے تعلق رکھتے تھے ۔ آپ کا جانا اُن کے گاؤں سرانوالی ضلع سیالکوٹ ہوا ۔ انہوں چچا تایا زاد بھائی تھے ۔ آپ کی صحبت میں بیٹھ کر چند کلمات سُنے تو دل مائل باسلام ہو گیا ۔ اور چند دنوں میں دینِ اسلام سے مشرف ہو گئے پھر داخلِ سلسلہ نقشبندیہ ہو کر عظیم مقامات طے کئے ۔ آپ کی توجہ اس قدر زبردست تھی کہ جس قدر بھی خصوصیت سے نظر پڑ گئی ۔ اُس کا بیڑہ پار ہو گیا ۔

نہایت صاحبِ کمال اور صاحبِ لفظ تھے ۔ جو بات آپ کی زبان مبارک سے نکلتی ضرور پوری ہوتی ۔ درجہ ولایت میں آپ مایۂ امتیاز مرتبہ کے مالک تھے ۔ رُعب و جلال اور قدسی صفات کے مالک تھے علم و عمل اور زُہد و تقویٰ میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے ۔ زہد و ریاضت میں عظیم مقامات حاصل تھے ۔

نقل مکانی

حضرت قبلہ سید شاہ محمد حضرت باواجیؒ کے وصال کے سات سال بعد ڈراڈر شریف سے ، چورہ شریف تشریف لے آئے ۔ پھر دو سال چورہ شریف میں رہ کر ۱۲۹۲ھ میں دوبارہ ڈراڈر شریف چلے گئے ۔ اور تین سال ڈراڈر شریف میں رہ کر ۱۲۹۵ھ میں واپس آ کر چورہ شریف مستقل رہائش اختیار اختیار کی ۔

وفات

آپ کو عمر کے آخری ایام میں کوتاہ دمی کی بیماری لاحق ہو گئی ۔ لیکن اسکے باوجود آپ کے معمولات میں کوئی فرق نہ آیا ۔ عبادت و اذکار اپنے وقت پر نہایت احتیاط اور پابندی سے ادا فرماتے ۔

آپ ۱۷ ، رجب ۱۳۱۵ھ کو اس عالمِ فانی سے رخصت ہو کر محبوبِ حقیقی سے جا ملے ۔

انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

کرامات و تصرفات

۱ ـــــ ایک بزرگ جن کا نام بابا کا کا تھا۔ اور بابا ٹُرے والے امرتسری مشہور تھے۔ انہوں نے حضرت خواجہ فقیر محمدؒ سے بیعت کی کچھ عرصہ بعد آپ اشتیاق برائے زیارتِ مرشد میں اس قدر مستغرق اور وارفتہ ہو گئے۔ کہ آپ تقریباً دیوانگی کی حد تک پہنچ گئے۔ اور بڑی محنتِ شاقہ سے پیدل سفر کر کے چورہ شریف حاضر ہوئے۔ لیکن دیوانگی اس قدر طاری تھی کہ اپنے مرشد کا نام بھی نہ رہا۔

بہت لوگوں نے پوچھنے کی کوشش کی لیکن کچھ معلوم نہ ہوا۔ ناچار اُس بابا ٹُرے والے کو حضرات خوردؒ کی خدمت میں وہ بیا قتِ حال ہوئے۔ آپ نے بحرِ مکاشفہ میں غوطہ لگایا۔ اور بذریعہ کشف حالات معلوم ہو گئے۔ اور فرمایا "یہ شخص حضرت خواجہ فقیر محمدؒ سے بیعت ہے۔ اُس کو اُن کے پاس لے جاؤ چنانچہ اُس کو لے جایا گیا۔ اُس کے بعد وہ اپنے مرشد کے ساتھ ساتھ حضرات خوردؒ کا بھی بے حد معتقد ہو گیا۔

۲ ـــــ حضرت قاضی سید محمد عادل شاہؒ کے جواں سال صاحبزادہ نبی شاہ کتب درسیہ سے فارغ التحصیل اور علوم عصر میں کامل دسترس رکھتے تھے۔ ۱۸ سال کی جوانی کی عمر میں یکم محرم ۱۳۱۴ھ کو اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رخصت ہو گئے۔ تو قاضی صاحبؒ بے حد ملول رہا کرتے تھے۔ تو ایک دن حضراتِ خوردؒ نے فرمایا کہ مجھے قبلہ باداجیؒ نے بشارت دی ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم نبی شاہ کے عوض بہتر نعم البدل عنقریب عطا فرمائے گا! اس کے چند ماہ حضرت حافظ رشید احمد پیدا ہوئے تھے۔ تو حضورؒ نے اُس کو گود میں لے کر پیار فرمایا اور دعا فرمائی۔

۳ ـــــ موضع سرنوالی ضلع سیالکوٹ میں مولوی عبدالحکیم (جو کہ مولانا محمد مسعودؒ الصدیقی کے ننھال میں سے تھے۔) کا بیٹا پیدائشی گونگا تھا۔ حضرت قبلہ شاہ محمدؒ سرنوالی میں تشریف لے گئے۔ تو مولوی عبدالحکیم صاحب نے اپنے گونگے بیٹے محمد صادق کو قبلہ حضراتِ خوردؒ کی خدمت میں حاضر کیا اور عرض کیا۔ کہ میرا بیٹا گونگا ہے اس کے لیے دعا فرمائیں۔ آپؒ نے بچے کو گود میں لے لیا، اپنا لعابِ دہن اُس کے منہ میں ڈالا اور دعا فرمائی۔ فرمایا "میں نے محمد صادق کو تمام علوم پڑھا دیئے ہیں۔

چنانچہ محمد صادق نے کہیں کسی استاد سے نہیں پڑھا۔ اور وہ اردو کے علاوہ عربی فارسی انگریزی اور گورمکھی پڑھتا اور لکھتا تھا۔ ان تمام زبانوں کی تحاریر کے مطالب بیان کرتا رہا، محکمہ ڈاک میں ملازم رہا اور پاکستان بننے کے بعد فوت ہوا۔

ع

صحبت از علم کتابی خوشتر است صحبتِ مردانِ حُر آدم گر است

۴ ـــــ میتراں والی ضلع سیالکوٹ کے حضرت مولوی مست علیؒ حضرت خان عالمؒ باولی شریف والے، دیگر رفقاء کے ساتھ تیراہ شریف روانہ ہوئے۔ مولوی صاحب کا سامان بوجھل رکھا گیا کہ پیچھے رہ جائیں۔ آخری منزل پر ایک ندی سے گزرتے ہوئے گر گئے۔ حضرت خان عالمؒ صاحب اپنے

دیگر ساتھیوں کے ساتھ چلے گئے۔ مولوی صاحب کو ہوش آیا۔ تو قبلہ حضرت شاہ محمدؒ موجود تھے۔ قبلہ شاہ محمدؒ نے پوچھا "مولوی صاحب کیا بات ہے؟" عرض کی حضورؒ! پیچھے رہ گیا ہوں۔ آپ نے ہاتھ پکڑ کر باہر نکالا تھوڑی دیر چل کر پتہ چلا۔ کہ تیراہ شریف پہنچ گئے ہیں۔ اسی اثنا میں حضرت خان عالمؒ صاحب بھی پہنچ گئے۔ اور مولوی صاحب کو پہلے ہی وہاں موجود پا کر سخت حیران ہوئے۔ اور استفسار کیا۔ مولوی صاحب نے تمام واقعہ بیان کیا۔ ع

پیشِ او کوہِ گراں مانند کاہ

۵ حضرت شاہ محمدؒ اکثر اپنی ذاتی گھوڑی پر سفر فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ موضع بھلائی ضلع ہوشیار پور تشریف لے گئے۔ وہاں کے نمبردار نے آپ کا کھانا تیار کیا۔ آپ نے نمبردار سے فرمایا گھوڑی کو کچھ دانے دیغیرہ ڈالنا ہیں۔ تو نمبردار کے ایما پر ایک درویش نے اس کے گھر سے دانے لا کر گھوڑی کے آگے رکھے۔ لیکن گھوڑی نے منہ نہ لگایا۔ درویش نے حاضرِ خدمت ہو کر صورتحال عرض کی۔ کہ گھوڑی دانے نہیں کھاتی۔ نمبردار بھی حاضر تھا۔ آپ گھوڑی کے پاس گئے۔ تو آپؒ نے فرمایا "نمبردار کے گھر میں عورت بے نکاحی ہے۔ اس لیے گھوڑی نے دانے نہیں کھائے۔ اور ہم بھی روٹی نہیں کھائیں گے۔

نمبردار صاحب اسی وقت سرِعام معافی کا طلبگار ہوا۔ حضرت کے دستِ اقدس پر توبہ کی اور اسی وقت نکاح پڑھایا۔ تو پھر آپ نے روٹی کھائی اور گھوڑی نے بھی دانے کھائے۔ ع

از نبی دستاں کشادِ امتناں : از چنیں منعم نسادِ امتناں

۶ - **تقویٰ و پرہیزگاری** حضرتِ نوردؒ ایک دفعہ سرانوالی ضلع سیالکوٹ میں اپنے خلیفہ خاص میاں عبدالسلام کے ڈیرے پر تشریف لے گئے۔ تو دیکھا کہ گڑ بنایا جا رہا ہے۔ میاں محمد اسلام نے تھوڑا سا گڑ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے پوچھا یہ گڑ بنانے والے کون لوگ ہیں؟ عرض کی کہ یہ عیسائی ہیں۔ آپؒ نے فرمایا "فقیر یہ گڑ نہیں کھائیگا۔ کیونکہ یہ غیر مذہب ہیں۔ انہیں طہارت اور پاکیزگی کا کچھ پتہ نہیں۔ اس لیے گڑ پاک نہیں رہا۔

۷ - ایک دفعہ آپؒ میاں محمد اسلام کے ڈیرے پر تشریف فرما تھے۔ کہ چند لوگ میاں محمد اسلام سے سبز چارہ خریدنے آئے۔ وہ چارہ کا کھیت دیکھنے چلے گئے۔ تو آپؒ نے میاں سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ عرض کی حضور یہ کنجر لوگ ہیں۔ آپؒ نے پھر استفسار فرمایا "ان کا پیشہ کیا ہے؟" عرض کیا۔ ان کا پیشہ بدکاری ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا "ان کا پیسہ حلال نہیں ہے اس لئے ان سے بیع حرام ہے۔ جب وہ لوگ سبز چارہ دیکھ کر واپس آئے تو میاں صاحب سے چارہ کی قیمت پوچھی۔ میاں صاحب نے کہا "میں اس چارے کو فروخت نہیں کروں گا۔ کیونکہ مجھے میرے قبلہ حضرت صاحب منع فرما رہے ہیں"۔ آمین میں اتقا اور پرہیزگاری ہے۔ ایسے ولی کامل اور صاحب طریقت کم ہی ملتے ہیں

حلیہ مبارک

آپ کا قد مبارک موزوں، چہرہ سرخ و سفید، بینی درازہ، ریش مبارک کے بال سفید، آنکھیں موزوں سیاہ، جیسے نور کے سانچے میں ڈھلی ہوں۔ پیشانی فراخ، دانت سفید چمکیلے تھے۔ اکثر دستار مبارک سر پر رکھتے تھے رفتار کافی تیز تھی۔ جو بھی دیکھتا ایسا معلوم ہوتا کہ مسکرا رہے ہیں۔ بایں ہمہ چہرہ مبارک پر جلالیت ہویدا تھی سینکڑوں آدمیوں میں بیٹھے ہوتے تو بھی نئے آدمی آپ کو بآسانی پہچان لیتے۔ آپؒ کا چہرہ انور پر نور تھا منہ پر عموماً کپڑا رکھتے تھے۔ صداقت سے لبریز گفتگو آپؒ کا خاصہ تھا۔

معمولات

آپؒ تہائی شب بیدار ہوتے اور وضو فرما کر نفل تحیۃ الوضو ادا کر کے نماز تہجد میں مشغول ہو جاتے۔ پھر مراقبہ میں رہتے تا آنکہ نماز فجر کا وقت ہو جاتا تو باجماعت نماز فجر ادا فرماتے۔ پھر ذکر و اذکار معمولہ اور مراقبہ میں طلوع آفتاب تک مشغول رہنا آپ کا معمول تھا۔

پھر نماز اشراق و چاشت ادا کرنے کے بعد کچھ دیر آرام فرماتے۔ اس کے بعد یاران طریقت کو توجہ دیتے اور نماز ظہر و نماز عصر باجماعت ادا فرماتے۔ اور اکثر اذکار و مراقبہ میں رہتے۔ نماز مغرب کے بعد صلوٰۃ الاوابین پڑھا کرتے۔ نماز عشاء کے بعد پھر یاران طریقت کی محفل میں کچھ دیر پند و نصائح فرماتے۔ آپؒ خاندان چوراہی میں پہلے حافظ قرآن تھے۔ آپ پندرہ پاروں کی منزل ظہر سے پہلے اور پندرہ پارے بعد دوپہر سے رات عشاء تک پڑھتے۔ اس طرح آپؒ روزانہ ایک ختم قرآن فرماتے۔ یہ معمول تا حین حیات رہا۔

ذکر نفی اثبات، تسبیحات، سبحان الحمد للہ، اللہ اکبر، آیۃ الکرسی استغفار شریف، لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین اور درود شریف کا ورد کثرت سے کرتے۔ یعنی رات دن میں بہت ہی قلیل لمحات ذکر الٰہی سے فارغ گزارتے۔ ہر وقت باوضو رہتے۔ دعائے حزب البحر بھی آپ کا معمول تھا۔ زہد و ریاضت میں عظیم مقامات کے حامل تھے۔ ختم خواجگان اکثر دوستوں کے ساتھ پڑھا کرتے۔ اور کبھی کبھی اکیلے بھی پڑھتے۔

ختم خواجگان نقشبندیہ

سورۃ فاتحہ سات بار، درود شریف سو بار، سورۃ الم نشرح اناسی ۷۹ بار، سورۃ اخلاص بمع بسم اللہ شریف ایک ہزار ایک ۱۰۰۱ بار، سورۃ فاتحہ سات بار، درود شریف سو بار۔ بعدہٗ مندرجہ ذیل کلمات ہر ایک سو بار۔ سبحان اللہ، اللہ اکبر، الحمد للہ، حسبنا اللہ نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر،

شیئاً للہ چوں گدائے مستمند؛ المدد خواہم ز شاہ نقشبند؛

یا قاضی الحاجات، یا دافع البلیات، یا حل المشکلات، یا کافی المہمات، یا مجیب الدعوات، یا منزل البرکات، یا شافی الامراض، یا امان الخائفین، آمین۔

اخلاق و عادات

اتباعِ سنّت
اتباعِ سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؒ کا مقصدِ عظیم تھا۔ اپنے ہر فعل کے متعلق یہ دریافت کرنے کی کوشش فرماتے۔ کہ یہ فعل حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے کیا ہے؟ بمصداق سے

از شریعت احسن التقویم شو؛ وارثِ ایمانِ ابراھیم شو؛
شرع برخیزد ز اعماقِ حیات؛ روشن از نورش ظلام کائنات (اقبالؒ)

اُسوہ حسنہ کی مطابقت میں اپنے ہر فعل کو ڈھلنے کی کوشش فرماتے۔ در آنکہ اپنے سفر و حضر، حرکات و سکنات اور خورد و نوش میں ہر وقت سنّت رسول اللہؐ کو ملحوظِ خاطر رکھتے۔ اپنے عقیدتمندوں اور خلفاء کو بھی اتباعِ سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکید فرماتے۔ اکثر فرمایا کرتے۔ کہ اتباعِ رسولؐ کے بغیر طریقت کسی کام کی نہیں نہ ہی اس کے بغیر کوئی طالب کوئی مقام حاصل کر سکتا ہے۔ عقیدتمندوں کو حقہ نوشی اور سگریٹ نوشی سے سختی سے منع فرماتے۔ ہر ایک کو داڑھی رکھنے کی تاکید فرماتے۔

حسنِ خلق، حلم و مروّت
آپ اخلاقِ عالیہ اور اسوۂ حسنہ سے متصف تھے۔ اور ہر ایک سے اخلاق سے پیش آتے۔ آپؒ کی نظر میں امیر غریب چھوٹے بڑے کی کوئی تفریق نہ تھی۔ آپ ہر ایک سے محبت و مروّت سے پیش آتے۔ اپنے اخلاقِ عالیہ حلم و بردباری سے آپ لوگوں کے دِل موہ لیا کرتے۔ آپؒ کے اخلاق کا اسقدر اثر تھا۔ کہ جو بھی آپ کی مجلس میں چند لمحات گزار لیتا۔ آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔ ہر ایک سے نرمی اور ملائمت سے گفتگو فرماتے۔
اگر کوئی آپؒ کے سامنے کوئی سخت کلمہ کہہ دیتا۔ تو آپؒ عموماً اُس سے اعراض فرما کر نرمی سے سمجھاتے۔ یتیم مساکین غرباء اور بیوگان سے ہمیشہ محبّت و لطف اور شفقت فرماتے۔ اور حتی الوسع اُن کی مدد فرماتے۔

عفو و درگذر
عفو و درگذر آپ کا خاصہ تھا۔ اگر آپؒ کی ذات کو کسی سے کوئی تکلیف پہنچتی بدلہ لینے کی کبھی کوشش نہ کرتے۔ بلکہ عموماً کسی سے کوئی رنج پہنچتا تو خندہ پیشانی سے برداشت فرما لیتے۔ آپ کی طبیعت میں منکسر المزاجی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ہمیشہ دعا فرمایا کرتے۔ کہ بارِ الٰہی اپنی مخلوق کے صدقے مجھ پر رحم فرما۔ کوئی غریب یا مسکین اگر دعا کیلئے عرض کرتا۔ تو آبدیدہ ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دُعا فرماتے۔ اور اُس کی دل دہی فرماتے

رعایتِ حقوق
حقوق العباد کا خاص خیال رکھتے۔ سلام کرنے میں ہمیشہ تقدیم فرماتے۔ اِس میں چھوٹے بڑے امیر غریب میں تفریق کے بغیر سب کو پہلے

سلام کہنے کی کوشش فرماتے ۔ اور فرمانِ نبویؐ کہ پہلے سلام کہنے والے کو دس نیکیاں ملتی ہیں۔ پر عمل پیرا ہونے ہونے کی کوشش فرماتے ۔ آپؒ فرمایا کرتے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹے بڑے کا فرق مٹا دیا تھا ۔ چھوٹوں پر ہمیشہ شفقت و محبت فرماتے ۔

مہمان نوازی و تواضع

خاندان چوراہیہ میں حضرت باواجیؒ کے طفیل مہمان نوازی بے مثال ہے آپؒ بھی اس معاملے میں بے حد حساس واقع ہوئے تھے ۔ مہمان نوازی کے لئے جو کچھ بھی موقع پر پاس ہوتا حاضر کر دیتے اس سلسلے میں عقیدتمندوں ، مریدوں ، واقف ، ناواقف زائر یا محض اجنبی کا کوئی لحاظ نہ تھا ہر ایک کی ایک جیسی تواضع فرماتے ۔ بلکہ مہمان کے کھانے کے موقع پر خود حاضر رہتے اور اصرار فرماتے کہ اور کھاؤ آپ نے بہت کم کھایا ہے ! صبح و شام دن رات ہر وقت آپ کا دروازہ مہمانوں کیلئے کھلا رہتا ۔ حقیقت یہی ہے کہ انہی بزرگوں کے طفیل آج ایک صدی گزر جانے پر بھی چورہ شریف کے صاحبزادگان کی مہمان نوازی ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر چکی ہے ۔

قدسیہ

۱ ۔ فرمایا "اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کوئی مومن نہیں ہو سکتا"۔ ہر ایک کو اس کی تاکید فرماتے ۔ اور اس لئے علوم ظواہر شریعت کا جاننا بے حد ضروری ہے ۔

۲ ۔ فرمایا "جو شعبدوں کا طالب ہے وہ ہمارے پاس نہ آئے ہاں اگر خلاف سنّت کوئی فعل ہم میں دیکھے تو بُرا کہے ۔ فرمایا بڑا کام یہ ہے کہ شریعت پر استقامت رکھے ۔

۳ ۔ فرمایا "فقر و فاقہ کمالِ طریقہ ہے ۔ اور درویشوں کو حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے ۔

۴ ۔ فرمایا "جو مخدوم بننا چاہیئے ۔ اُس کو چاہیئے کہ مرشد کی خدمت کر کے پہلے خادم بنے ۔

۵ ۔ فرمایا "شیخ سعدیؒ طریقہ سہروردیہ میں کامل اور سمجھدار بزرگ تھے ۔ انہوں نے تصوّف کو صرف دو باتوں میں تمام کر دیا ہے ۔ ؎

مرا پیر دانائے مرشد شہاب   دو اندر فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ بر خویش خود بین مباش   دوم آنکہ بر غیر بین مباش

۶ ۔ فرمایا "بیعت تین قسم کی ہوتی ہے ۔ اوّل پیروں سے توسل حاصل کرنے کے واسطے دوم معاصی سے توبہ کرنے کے واسطے ۔ سوئم نسبت حاصل کرنے کے واسطے ۔

۷ ۔ فرمایا "جو مقامات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے بیان فرمائے ہیں ۔ کسی معارف نے یہ معارف بیان نہیں فرمائے ۔ اور عرفان میں کوئی کتاب مثل مکتوبات امام ربانی تمام روئے زمین پر نہیں ہے ۔ اور اگر محی الدین ابن العربیؒ ، حضرت مجدد الف ثانیؒ کے زمانے میں ہوتے تو ان کے معارف سنتے سمجھتے اور ان سے

استفادہ کرتے۔

۷۔ فرمایا "طالب مولا کو سوائے ذات حق کے کسی اور کی محبت نہیں ہونی چاہیئے۔

۸۔ فرمایا "مرید کو چاہیئے کہ جمیع امور میں پیر کی اطاعت کرے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام کام پُر مصلحت ہوتے ہیں۔ اس میں چوں چرا نہیں کرنا چاہیے۔

۹۔ فرمایا "بعض کو فائدہ باطنی زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ اور محبت کم۔ اور بعض کو فائدہ باطنی کم معلوم ہوتا ہے لیکن محبت زیادہ معلوم ہوتی ہے لیکن فضل و اعتبار محبت کا ہے۔

۱۰۔ فرمایا طالب صادق وہ ہے کہ جس کو محبت مرشد و اتباع خیر البشر غالب ہو۔ اور جس کو طلب صادق ہوتی ہے۔ اس کو داخل طریقہ ہونے سے فائدہ باطنی ضروری ہوتا ہے۔ فرمایا پیر کی محبت سلوک میں بہت بڑی دولت ہے۔ ع

از محبت مست ہا زرمی شود۔

"تلک عشرۃ کاملۃ"

ولیٔ زمانہ میاں محمد اسلام عرف دیدار رح قدس سرہٗ

تعارف

میاں محمد اسلام سرانوالی ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ پیدائشی نام سندر سنگھ تھا والد کا نام انوپ چند اس زمانہ میں چونکہ سکول بہت کم تھے۔ اس لئے تمام بچے بلا لحاظ مذہب گاؤں کے مولوی صاحبزاد سے ابتدائی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ آپ کے والد نے بھی اپنے بیٹے سندر سنگھ کو اپنے گاؤں سرانوالی کی مسجد میں مولوی دین محمدؒ (جو کہ حضرت خوردؒ کے خلیفہ خاص تھے۔ کے پاس برائے ابتدائی تعلیم کیلئے بھیجنا شروع کیا۔

اور سکندر نام پڑھنا شروع کیا۔ مولوی صاحب موصوف دعائے سریانی بڑے ذوق و شوق سے پڑھا کرتے تھے۔ آپ بھی وہیں بیٹھ کر مولوی صاحب سے دعائے سریانی بڑے شوق سے سنا کرتے تھے۔

ذہن میں تبدیلی

ایک دن آپ نے مولوی صاحب سے عرض کی۔ کہ مجھے بھی یہ دُعا سکھا دیں۔ لیکن مولوی صاحب نے اس خیال سے کہ گاؤں میں سردار صاحبان کثرت سے ہیں۔ آپ کو دُعائے سریانی سکھانے سے وہ مشتعل نہ ہو جائیں۔ آپ نے سندر سنگھ کو سختی سے ڈانٹ دیا۔
لیکن سندر سنگھ نے اپنے شوق کی تکمیل کی خاطر پیدل چل کر گوجرانوالہ شہر جاکر دُعائے سریانی خریدی

اور مولوی صاحب کے بیٹے مولوی عبدالحکیم سے بڑی منت سماجت کے بعد پڑھی۔

حضرات خورد سے ملاقات

ایک دن مولوی صاحب اکیلے تشریف فرما تھے تو سندر سنگھ نے کہا "مولوی صاحب آپ مجھ سے سبق سنیں"۔ یہ کہتے ہوئے آپ نے دعائے سریانی پڑھنا شروع کی۔ اور ختم کر کے ہی سانس لی۔ مولوی صاحب سخت متعجب ہوئے۔

اُنہی دنوں حضرت قبلہ عالم سید شاہ محمدؒ المعروف حضرات خورد تشریف لے آئے۔ مولوی دین محمدؒ نے سندر سنگھ کو آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اس نے دعائے سریانی اور کلمہ شریف اپنے شوق سے ہی زبانی یاد کر لی ہے۔ آپؒ نے سندر سنگھ کی طرف دیکھا اور اپنے نورِ فراست سے معلوم کر کے مولوی صاحب کو بتایا کہ مجھے اس میں آثارِ ولایت نظر آتے۔ اور کچھ دیر سندر سنگھ سے باتیں کرتے رہے باتیں کیا تھیں بجلی کا کرنٹ تھا۔ کہ آپ نے اسی بجلی کے ایک تار کا سرا سندر سنگھ کے دل سے جوڑ دیا بھر گیا تھا۔ سندر سنگھ کی دنیا ہی بدل گئی۔ حضرت صاحب تو واپس چلے گئے لیکن سندر سنگھ کا دل بے چین رہنے لگا۔

داخلِ اسلام

انہی دنوں آپ نے مولوی دین محمد مرحوم سے آہ و زاری کر کے تلقین کلمہ شریف حاصل کی اور داخلِ اسلام ہوئے۔ اور حضرتِ خوردؒ کے فرمان کے مطابق نام بھی محمد اسلام رکھ دیا۔ چنانچہ چوری چھپے نمازیں ادا کرتے رہے۔ روزے بھی باقاعدگی سے رکھتے ایک قریبی گاؤں میں ایک بزرگ تھے اُن سے بھی ہدایات لیتے رہے۔

استقامت

خوشبو (مشک) اور عشق زیادہ عرصہ چھپے نہیں رہ سکتے۔ نماز باقاعدگی سے چھپ کر ادا کرتے اور رمضان شریف میں روزے بھی رکھتے۔ تو ایک دن مالی نے کہا جناب۔ باقی نمازیں تو اکیلے بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔ لیکن نمازِ عید الفطر کی نماز باجماعت ہی ادا کرنا ہوگی اب کیا کریں گے" میاں صاحب نے جواب دیا" انشاءاللہ آپ کے ساتھ ہی پڑھیں گے۔ اب زیادہ دیر صبر نہیں ہو سکتا۔ پروگرام کے مطابق عید الفطر کے دن علی الصبح آپؒ اُن کے ساتھ دوسرے گاؤں بھکی میں نمازِ عید ادا کرنے چلے گئے۔

اتنے میں آپ کے والد اور دیگر برادری کے سرداروں کو پتہ چل گیا۔ وہ سب کرپانوں سے لیس ہو کر گھوڑیوں پر دوسرے گاؤں کی مسجد کے باہر پہنچ کر آپ کو للکارا۔ یہ دیکھ کر تمام مسلمان بھاگ گئے۔ اور میاں صاحب مسجد میں تنہا رہ گئے۔ مسلح سردار مسجد کے باہر ہی للکارتے رہے۔ لیکن کسی کو مسجد کے اندر داخل ہونے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور بکواس بازی کے بعد واپس اپنے گاؤں چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد آپ کی والدہ اور والد آئے۔ آپ اُن کے استقبال کیلئے گئے۔ انھوں نے آپ کو بہت سمجھایا۔ لیکن آپ نے ایک عزم کے ساتھ جواب دیا کہ میں صحیح راستہ پر گامزن ہوں۔ اب میرا سکھ مذہب میں آنے کا سوال

ہی پیدا نہیں ہوتا۔

بائیکاٹ

پھر آپؒ کی ترغیب اور کوشش سے آپ کے ایک حقیقی بھائی اور ایک چچازاد بھائی نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ جن کے نام چودہری محمد اعظم اور چودہری غلام محمدؒ رکھے گئے۔ تو گاؤں کے تمام سرداروں نے آپس میں مشورہ کر کے تینوں کا بائیکاٹ کر دیا۔

کافی عرصہ بعد آپؒ کی والدہ آپ کو امرتسر لے گئیں تاکہ وہاں اشنان کرا کے دوبارہ سکھ بنالیں۔ لیکن آپؒ نے وہاں جا کر بھی اشنان نہ کیا، اور واپس آگئے۔

جائیداد سے عاق

جب آپ کے والدین اور دیگر سرداروں کی کوئی پیش نہ گئی۔ تو آپؒ کے والدین کو مجبور کر کے تینوں بھائیوں کو جائیداد سے عاق کر دیا گیا۔ لیکن آپؒ کی استقامت میں کوئی فرق نہ آیا۔ بلکہ آپؒ کا ایمان اور زیادہ مستحکم ہوگیا۔

حضرت خوردؒ کی شفقت

انہی دنوں حضرت خواجہ شاہ محمدؒ سرانوالی میں مولوی صاحب کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ کو میاں محمد اسلام کا حال سن کر بہت دکھ ہوا۔ چنانچہ میاں صاحب سے کہا۔ کہ آپؒ چورہ شریف میرے ساتھ چلیں۔ میرے دو بیٹے ہیں اور تیسرے آپ ہیں۔ میری زمین اور باقی جائیداد کے بھی آپ حق دار ہونگے۔ میاں محمد اسلام کے انکار کے باوجود حضرت خوردؒ آپ کو ساتھ لے گئے۔ اور رہائش کیلئے علیحدہ کمرہ بنوا کر دیا۔

مرشد باصفاء کی صحبت میں رہ کر سلوک کی منازل طے کیں۔ اور حضرت خوردؒ نے آپ کو خلافت سے نوازا۔ دربار شریف میں آپ کا معمول مرشد کی خدمت اور عبادتِ الٰہی تھا۔ عشق رسولؐ میں مستغرق تھے۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد قبلہ حضرات خوردؒ انتقال فرما گئے۔ چہلم کے ختم شریف کے بعد صاحبزادگان حضرت امام شاہ، اور حضرت غلام شاہؒ کے اصرار کے باوجود وہاں رہنا پسند نہ کیا۔ بلکہ فرمایا کہ میں مرشد کے ادب کی وجہ سے انکار نہ کر سکا تھا۔ ورنہ میں اپنا مرتبہ بہتر جانتا ہوں۔ میں آپ کا شریک کیونکر بن سکتا ہوں آپؒ کو آپ کے والد گرامی کی ہر چیز مبارک ہو۔ اسطرح آپ واپس گاؤں چلے آئے۔

نقل مکانی

انہی دنوں انگریز سرکار لائل پور شیخوپورہ کے جنگلات کی صفائی زمینداروں کے سپرد کر رہی تھی۔ آپؒ کے والدین اور دیگر برادری کے سکھوں نے بھی علاقہ سانگلہ ہل میں زمین حاصل کرنے کیلئے درخواست دی ہوئی تھی۔ جب آپ چورہ شریف سے واپس آئے تو آپ نے بھی اپنے دیگر دونوں بھائیوں کو ساتھ لے کر درخواست دے دی۔

سکھوں کی مخالفت کے باوجود جب انگریز آفیسر کو یقین ہوگیا۔ کہ تینوں بھائی بغیر کسی لالچ کے، مذہب تبدیل کیا ہے۔ تو اس نے آپ کو بھی آپ کے سکھ بھائیوں کے برابر زمین عنائت کر دی۔ اس طرح آپ تینوں بھائی سرانوالی چک نزد سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ میں سکھ والدین اور جنھوں نے آپؒ

گو جائیداد سے عاق کر دیا تھا۔ کے ساتھ ہی اُسی گاؤں میں عزت و آبرو کے ساتھ رہنے لگے۔ وہاں آپؒ نے سب سے پہلے مسجد بنوائی اور پوری دل جمعی نے یادِ الٰہی سے مصروف ہو گئے۔

میاں محمد اسلام کے پانچ صاحبزادگان ہیں۔ محمد صادق مرحوم، میاں اکبر علی، عبدالغنی، رشید احمدؒ، بشیر احمد ہیں۔ حکیم محمد صادق صاحب وفات پا چکے ہیں۔ آپ اپنے وقت کے حکیم حاذق، اور نہایت صوفی منش اور پابند شروع انسان تھے۔ حضرت خوردؒ کے پوتے سلطان سید محمود شاہ کے مُریدِ خاص تھے۔ آپ کے صاحبزادگان میں حکیم محمد ظفر اللہ خاں صاحب بھی والد گرامی کی طرح نہایت کامیاب حکیم حاذق اور صوفی منش انسان ہیں۔ تحریک نظامِ مصطفےٰ میں سانگلہ ہل میں صفِ اوّل کے مجاہدوں میں رہے ہیں۔

آپ کے دوسرے صاحبزادے میاں اکبر علی ہیں۔ نہایت نیک، خلیق اور متقی انسان ہیں۔ قبلہ حضرات خوردؒ کے پوتے میرے مُرشد کامل سید محمد سعید بادشاہؒ کے خلیفہ خاص ہیں۔ اُن کا ذکر انشاءاللہ آپ کے مرشد کے ضمن میں آئے گا۔

کراماتؒ

آپ سے کرامات تو بہت ہی ظاہر ہوئیں۔ لیکن یہاں چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ جن دنوں آپ کا بائیکاٹ ہوا تھا۔ آپ کبھی کبھی چوری چھپے والدہ کو ملنے آیا کرتے تھے۔ وہ آپ کو دودھ پلایا کرتی تھیں۔ اور میاں صاحب سے کہتی تھیں کہ جس دن آپ دودھ پیتے ہیں اُس دن دودھ سے دُگنا مکھن نکلتا ہے۔

۲۔ ایک دفعہ آپ اپنے گاؤں کے آدمی کے ساتھ دوسرے گاؤں میں جمعہ کی نماز ادا کرنے کیلئے تشریف لے گئے۔ وہاں مولوی صاحب سے بات چیت کرتے ہوئے دیر ہو گئی۔ تقریباً شام کے وقت وہاں سے روانہ ہوئے۔ قریباً نصف راستہ ہی طے کیا تھا کہ سکھ برادری کے سردار راستے کے دونوں طرف ننگی کرپانیں لئے کھڑے تھے۔ آپ کا ساتھی یہ دیکھ کر گھبرا گیا۔ اور مشورہ دیا کہ واپس چلے جائیں، صبح آجائیں گے۔ لیکن، میاں صاحب نے بڑے اعتماد لہجے میں جواب دیا" اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے کسی سے نہیں ڈرتے۔ آپ کوئی فکر نہ کریں۔ چنانچہ آپ آیۃ الکرسی کا ورد کرتے ہوئے اُن کے درمیان سے گزر گئے۔ اور اُن کو کچھ پتہ نہ چلا۔ جب آپ گاؤں پہنچ گئے۔ تو سرداروں کو ہوش آیا۔ لیکن اب وقت گزر چکا تھا۔

۳۔ آپؒ کی دُعا اور دَم سے کثیر التعداد خلقت فیضیاب ہوئی۔

حضرات خوردؒ کے باقی خلفاء

میاں عبدالسلامؒ کے علاوہ حضرات خوردؒ کے مندرجہ ذیل خلفاء ہیں۔

۱۔ نور شاہ شہر لوپچھ ۲ پیر بہادر شاہ اڑائی والا۔ ۳۔ شاہ محمد لسائیں والا۔ ۴۔ اکبر شاہ کرتو والا۔ ۵۔ میر صاحب پہاڑ تنگ۔ ۶۔ محمد سعید پنج وڑ۔ ۷۔ محمد خاں دھم تھل والا۔

حضرت سید خواجہ گُل نبی رحمتہ اللہ علیہ

ولادت و تعارف

آپ کا سن ولادت معلوم نہ ہوسکا۔

بچپن میں ہی آثار ولایت چہرۂ انور سے ہویدا تھے۔ پیدائش ملک تیراہ شریف بمقام تیزی شریف ہوئی۔

تعلیم

تیزی شریف میں ہی ابتدائی تعلیم حاصل کرکے کوہاٹ میں بہت عرصہ تعلیم حاصل کرکے درس نظامی سے فارغ ہوئے۔ آپ کا مطالعہ بے حد وسیع تھا۔ فارسی کے علاوہ عربی زبان پر آپ کو عبور حاصل تھا۔ اور روانی سے ساتھ بولتے تھے۔ تفسیر و حدیث میں کامل تھے

بیعت و خلافت

علوم ظاہری میں تکمیل کے بعد اپنے والد گرامی حضرت خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کرکے خلافت و اجازت بیعت چہار سلسلہ سے مشرف ہوئے۔ جب حضرت خواجہ نور محمد عرف باواجی رح تیراہ شریف سے ہجرت کرکے چورہ شریف تشریف لے آئے تو اس کے بعد کافی عرصہ حضرت خواجہ گل نبی رح وہاں تیزی شریف تقریباً بیس سال حضرت باواجی رح کے قائم مقام رہے اور پھر چورہ شریف میں رہائش اختیار کرکے تھوڑا عرصہ یہاں بھی رہے۔

اخلاق و عادات

آپ نہایت ہی متقی پرہیزگار اور شب بیدار درویش تھے۔ آپ بڑے عابد، صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ نہایت صابر، حوصلہ مند اور صاحب باطن مرد تھے۔ آپ کی ساری عمر درویشی اور فقیری رنگ میں گزری۔ دنیا سے ہمیشہ لاتعلق رہے اور صرف ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں اپنی ساری عمر گزار دی۔ آپ کے ہاں خورد و نوش اور گفتگو میں بے حد سادگی تھی۔ آپ اتباع سنت میں حد سے زیادہ احتیاط برتتے بلکہ اپنے آپ کو گم کرچکے تھے۔

وفات

حکیم مولوی غلام محی الدین سانگلہ ہل پیر محمد دوران بادشاہ سے روایت ہے کہ حضرت خواجہ گل نبی رح کا قیام زیادہ تر علاقہ کشمیر میں ہی رہتا تھا۔ اور وہیں آپ کا آخری وقت آیا۔ آپ کا انتقال عجب معجزہ نما واقعہ ہے۔ جو یوں ہے کہ آپ کا انتقال ۲۰ ذوالحجہ ۱۳۰۸ھ کو علاقہ چکار ملک کشمیر میں ہوا اور وہیں

حضور کو بطور امانت دفن کر دیا گیا۔ اور آپ کے والدِ گرامی قدر حضرت خواجہ فقیر محمد رحہ جو بقیدِ حیات تھے، کو اطلاع دی گئی تو حضرت صاحب نے فرمایا میرے لختِ جگر کو یہاں چورہ شریف لا کر دفن کریں چنانچہ آپ کے پوتے حضرت دوران بادشاہ رحہ بمعہ احباب طریقت کشمیر تشریف لے گئے۔ تو دیکھا کہ ایک جنگلی شیر اور ایک اژدھا حضرت خواجہ گل نبی رحہ کی قبر مبارک [illegible] کرتے ہیں جب صاحبزادہ حضرت دوران بادشاہ رحہ وہاں قبر مبارک پر تشریف لے گئے تو دو [illegible] چلے گئے۔ اور لوگوں نے اصرار کیا کہ ہم سب کو صندوق کھول کر ہمارے مرشد برحق کی زیارت کرائیں تو صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ میں حضرت صاحب کی اجازت کے بغیر یہ کام نہیں کر سکتا۔ انشاء اللہ رات کو اجازت طلب کروں گا اور اگر اجازت مل گئی تو ضرور دیدار کراؤں گا۔ بصورت دیگر میں مجبور ہوں گا۔ چنانچہ اجازت ملنے پر دوسرے دن جب صندوق کھولا گیا۔ تو دیکھا کہ حضرت خواجہ گل نبی رحہ قبلہ رُخ ایک زانو پہ کیا ہوا اور دوسرا زانو کھڑا اور داہنا ہاتھ زانو پر اور بایاں ہاتھ بائیں زانو پر رکھ کر عبادت میں مصروف ہیں۔ کچھ روحانیت سے بے خبر لوگ کہتے ہیں کہ انبیاء کرام ؑ اور اولیاء کرام نعوذ باللہ ہماری طرح مُردہ ہو جاتے ہیں ان میں سے کئی ایک نے خود مشاہدہ کیا۔ وہاں کشمیر میں ہزاروں لوگوں نے دیدار کیا۔ اور صدہا مسلمان جو عقیدۂ ناسرہ رکھتے تھے راہ راست پر آ گئے اور صحیح العقیدہ ہو گئے حضور کے صندوق کو لے کر جب راولپنڈی پہنچے تو راولپنڈی کے عقیدت مندوں نے بھی اصرار کیا کہ بغیر زیارت کئے ہم نہیں جانے دیں گے۔ چنانچہ صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت باداجی رحہ کی اجازت کے بغیر یہ نہیں ہو سکتا۔ میں رات کو اجازت حاصل کروں گا۔ آپ لوگ کل تشریف لائیں۔ اگلے دن صبح ہی سے اکٹھے ہونے شروع ہو گئے۔ اور دوپہر کے وقت جب صندوق کھولا گیا تو حضرت صاحب بالکل پہلی حالت میں بیٹھے تھے۔ راولپنڈی میں ہزارہا آدمیوں نے دیدار عام کیا۔ اور بہت سے ہندو اور سکھ مسلمان ہو کر داخل سلسلہ ہوئے۔

پھر جب صندوق چورہ شریف لایا گیا تو حضرت خواجہ فقیر محمد رحہ کو اطلاع دی گئی۔ آپ حجرہ سے باہر تشریف لائے۔ اور فرمایا مجھے میرے بیٹے کی زیارت کراؤ۔ (ماننہ نوں بیٹے دی زیارت کراؤ) صندوق پھر کھولا گیا۔ حضور بدستور سابق بیٹھے تھے آپ کے والد گرامی نے آب دیدہ ہو کر فرمایا کہ میرا بیٹا قطب الاقطاب ہے۔ جس جگہ حضرت خواجہ گل نبی رحہ کا مزار اقدس ہے۔ وہ چورے کے ایک زمیندار کی ملکیت تھی۔ اس نے فرطِ عقیدت و محبت سے یہ زمین حضرت خواجہ فقیر محمد رحہ کو ہبہ کر دی۔ قرب و جوار کے ہزاروں لوگوں نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی اور تجہیز و تکفین کی۔

کرامات

۱۔ آپ ایک دفعہ کشمیر میں سفر کر رہے تھے کہ ایک گاؤں کے نزدیک ایک پرانا برگد یعنی بڑھ کا درخت، بہت بڑا تھا۔ فرمایا کہ اس کے نیچے رات قیام

قیام کرو۔ تو لوگوں نے بتایا کہ جناب یہ درخت ہر روز شام کو اتنے زور سے ہلتا ہے کہ تمام جانور اڑ جاتے ہیں۔ ہم لوگ تو دن کو بھی اس کے قریب سے نہیں گزرتے۔ حضور نے فرمایا کہ آج سے یہ نہیں ہلے گا۔ اس واقعہ کو کم وبیش ایک سو سال گزر چکا ہے وہ درخت سخت آندھی میں بھی نہیں ہلتا۔ لوگوں نے پوچھا کہ حضور یہ کیا وجہ تھی۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس درخت کے نیچے ایک جن کا ڈیرہ تھا۔ وہ رات کو جب سونے لگتا تھا۔ تو درخت ہلا ہلا کر تمام جانوروں کو اڑا دیتا تھا تاکہ وہ اس پر پاخانہ وغیرہ نہ کریں اب ہم نے کہہ دیا ہے اور وہ یہاں سے چلا گیا ہے۔

۲

ایک دفعہ آپ موضع کھائی (چکوال سے دس میل جنوب کی طرف) ضلع جہلم میں تشریف لے گئے۔ اس گاؤں میں ایک مسجد نہایت عالیشان چودہ سال کی محنت شاقہ سے تعمیر ہوئی تھی۔ آپ جس وقت اس مسجد میں تشریف لائے تو فرمایا۔ اس مسجد میں نماز درست نہیں ہوتی۔ آپ لوگ اس مسجد کا قبلہ رخ صحیح کریں۔ لوگوں نے عرض کی۔ اب تو مسجد مکمل ہو چکی ہے۔ گل کاری ہو چکی ہے اس مسجد کو اب ٹھیک کرنا بہت مشکل ہے اور مسجد کو شہید کرکے بنانے سے تو پھر پہلے سے بھی زیادہ خرچہ ہوگا۔ ہمارے لیے بہت زیادہ بوجھ ہوگا۔ اسی دوران آپ نے وجد میں آکر اسم ذات "اللہ" کی ضرب لگائی اور ہاتھوں کو جنبش دی تو تڑاخ کی آواز آئی اور مسجد کا رخ تبدیل ہو کر صحیح قبلہ رخ ہوگیا۔ لیکن دیوار میں شگاف پیدا ہوگیا۔ فرمایا اب مسجد کا قبلہ رخ صحیح ہوگیا ہے۔ آج تقریباً ایک سو سال گزر چکا ہے بعد میں لوگوں نے وہ شگاف بند کرنے کی بہت کوشش کی لیکن بند نہ ہو سکا جب بھی بند کرتے سیمنٹ وغیرہ گر جاتا۔ اب بھی شگاف اسی طرح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس شگاف کو رکھ کر اپنے ولی اللہ کی کرامت زندہ رکھنا چاہتے ہیں۔

معمولات

آپ ہر وقت باوضو رہتے۔ اور زیادہ تر روزے رکھتے۔ عموماً ظہر کے وقت وضو فرماتے اور پانچوں نمازیں اسی ایک وضو سے ادا فرماتے کیونکہ آپ قائم اللیل تھے۔ تمام رات عبادت میں گزارتے، نوافل تہجد اور نماز فجر بھی اسی وضو سے ادا فرماتے۔ پھر ذکر نفی اثبات اسم ذات میں مشغول ہو جاتے۔ اور مراقبہ میں چلے جاتے۔ مراقبہ ومجاہدہ میں باکمال تھے۔ نماز اشراق ادا کرنے کے بعد آپ کھانا کھاتے اور پھر تھوڑی دیر آرام فرماتے۔ پھر ظہر کے وقت تازہ وضو فرما کر نماز کے لیے تیار ہو جاتے۔ آپ کا یہ معمول ۲۸ سال متواتر آپ کی وفات تک رہا۔ ظہر کے ایک وضو سے پانچوں نمازیں ادا فرماتے۔ دن میں ظہر سے پہلے صرف ایک گھنٹہ قیلولہ فرماتے۔ حالانکہ آپ پوری غذا کھاتے تھے۔

صاحبزادگان

آپ کے پانچ صاحبزادگان تھے اور پانچوں ہی اپنے زمانہ کے ولی کامل اور ایک سے ایک بڑھ کر عظیم مقامات کا حامل تھا۔

۱۔ حضرت دوران شاہ رح ۲۔ حضرت سید بادشاہ رح المعروف پیر مستوار
۳۔ حضرت نادر بادشاہ المعروف بانکے پیر ۴۔ حضرت نور شاہ رح
۵۔ حضرت نور بادشاہ رح

تمام صاحبزادگان کے حالات آئندہ صفحات میں آئیں گے۔

حضرت سید محمد دوران شاہ رحمۃ اللہ علیہ

خاکی واز نوریاں پاکیزہ تر مقام ارفقر دستہای باخبر

تعارف و ولادت

آپ حضرت خواجہ گل نبی رح بن خواجہ فقیر محمد کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ کی پیدائش تیراہ شریف میں تیزی شریف کے مقام پر تقریباً ۱۸۵۰ء میں ہوئی۔

تعلیم

آپ نے تعلیم تیراہ شریف پر ہی حاصل کی اور تمام علوم منقولات و معقولات میں کامل دستگاہ حاصل کی۔ آپ عربی زبان کے فاضل روزگار تھے اور فارسی زبان پر عبور حاصل تھا۔ چورہ شریف آنے کے بعد فتح جنگ میں مولانا نور حسین سے علوم ظاہری کی مزید تکمیل کی۔

بیعت و خلافت

آپ کی بیعت اپنے دادا جان خواجہ فقیر محمد رح سے تھی۔ سلوک مجددیہ کی تمام منازل اپنے دادا جان سے بہت جلد طے کر کے خلافت و اجازت بیعت چہار سلسلہ سے نوازے گئے۔ آپ کا دورہ اکثر کشمیر میں رہتا جہاں آپکے عقیدت مند کثیر التعداد تھے۔ اور وہاں آپ کا بہت اثر تھا۔

اخلاق و عادات

آپ نے اپنی ساری عمر میں اپنی رہائش کیلئے کوئی مکان تعمیر نہیں کیا نہ کرایا۔ اپنا تمام وقت لوگوں کی فلاح و بہبود میں صرف کیا کرتے تھے۔ درویشوں کی خدمت کر کے بے حد خوش ہوتے تھے۔ خود کھدر کے کپڑے اپنے ہاتھ سے سی کر پہنتے اور اپنے درویشوں کو بھی اپنے ہاتھ سے کپڑے سی کر پہناتے۔ فقر و درویشی میں آپ اپنے اسلاف نقشبندیہ حضرت بایزید رح حضرت خرقانی رح کا نمونہ تھے۔ اپنے خاندان میں آپ صلح کل تھے۔ کسی سے کبھی ناراضگی بلکہ خفگی کا بھی موقعہ نہ آیا۔ اپنے تمام خاندان میں مرجع عقیدت رہے۔

آپ کا لباس ہمیشہ سادہ ہوتا۔ خورونوش رہن سہن حتیٰ کہ آپ کی ساری زندگی ہی سادگی میں بسر ہوئی آپ بے حد زاہد صابر مشہور تھے۔ آپ کے گیارہ صاحبزادے اور تین چھوٹے بھائی حضرت سید شاہ حضرت نور شاہ رح اور حضرت نادر شاہ رح آپ کی زندگی میں واصل الی الحق ہوئے۔ لیکن آپ نے کبھی کوئی آنسو نہ بہایا اور راضی برضائے الٰہی رہے۔

معمولات قرآن مجید کی روزانہ کی منزل آپ کی دس سیپارے تھی۔ پنجگانہ نماز باجماعت ادا فرماتے بعد از نماز ذکر نفی اثبات۔ کلمہ شریف اور اسم ذات کے ورد میں مشغول رہتے مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی رح کا مطالعہ عموماً فارغ اوقات میں کرتے۔

وفات:۔ تقریباً نوے سال کی عمر میں آپ کا وصال ۱۱۔ ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۳ھ بمطابق ۷۔ اپریل سنہ ۱۹۴۳ء ہوا۔ خلفا:۔ ۱۔ حافظ ظہور علی شاہ صاحب چورہ شریف ۲۔ خواجہ قاسم صاحب موہڑہ شریف ۳۔ الدین صاحب مالی سیالکوٹ ۴۔ طلسین صاحب کیہان شریف ۵۔ قاضی صاحب بگوٹ شریف

حضرت سید بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ المعروف پیر مستوار بن حضرت خواجہ گل نبی رح

تعارف و ولادت حضرت محمد سید بادشاہ بن خواجہ گل نبی رح جو کہ زمانہ بھر میں پیر مستوار مشہور تھے۔ اپنے زمانہ کی عجیب و غریب برگزیدہ ہستی تھی۔ آپ کی ولادت باسعادت تیزئی شریف میں تقریباً سنہ ۱۲۷۵ھ اور سنہ ۱۲۷۸ھ کے درمیان ہوئی۔

تعلیم آپ کے والد گرامی قدر حضرت باداجی رح کی نقل مکانی کے بعد بھی وہیں تیزئی شریف میں قائم مقام رہے۔ اس لیے آپ نے تعلیم وہیں تیزئی شریف میں حاصل کی۔ اور جب والد گرامی کے ساتھ چورہ شریف تشریف لائے تو پھر فتح جنگ میں بھی تعلیم حاصل کرتے رہے۔

بیعت و خلافت آپ نے علوم ظاہری میں فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنے دادا جان قبلہ عالم خواجہ فقیر محمد رح سے بیعت کر کے علوم باطنی میں کمال کے درجہ پر پہنچے۔ اور خواجہ فقیر محمد رح سے ہی خرقہ خلافت اور اجازت بیعت سلسلہ سے نوازے گئے۔

مقام آپ ایک قلندرانہ شان کے مالک تھے صاحب حال اور صاحب قلب تھے۔ آپ کے فیض میں عظیم برکت تھی۔ ہندو اور سکھ لوگ بھی آپ کے بے حد عقیدت مند تھے۔ آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے، آپ کے ساتھ کثیر تعداد میں اشخاص ہوتے اور نفی اثبات کلمہ کا ذکر جاری و ساری رہتا

آپ علماءِ عصر میں افضل روزگار تھے۔

وفات

آپ کا وصال ۲ شوال المکرم ۱۳۴۲ھ بروز اتوار ہوا۔ اور چورہ شریف میں مزار اقدس مرجع خاص و عام ہے۔

کرامات

۱۔ آپ بے حد مہمان نواز تھے۔ درویشوں کے ساتھ مل کر روٹی کھاتے۔ ایک مرتبہ کشمیر سے چند جذامی (جن کو مرض کوڑھ تھا) چورہ شریف میں حاضر ہوئے۔ مہمانوں کے ساتھ ہی ان کو بھی روٹی دی۔ قبلہ حضرت صاحب بھی انہی کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھانے لگے۔ کچھ دوستوں نے عرض کی کہ حضور ان کو جذام کی مرض ہے جو متعدی ہوتا ہے ان کے ساتھ جن کا کھانا پینا ہوگا وہ بھی اسی مرض میں مبتلا ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ کے فضل و کرم اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیض سے درویش کو انشاء اللہ تعالیٰ کوئی خطرہ نہیں ہے۔ البتہ اگر یہ جذامی تین دن یہاں دربارِ عالیہ چورہ شریف میں رہ کر میرے ساتھ کھانا کھائیں تو انشاء اللہ شفائے کاملہ عاجلہ سے فیضیاب ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ تین دن کے بعد مرض جذام اُن کے جسم سے کلی طور پر ختم ہو کر مرضِ موذی سے چھٹکارہ حاصل کر کے واپس گھر روانہ ہوئے۔

۲۔ آپ بڑے جاہ و جلال اور رعب و دبدبے کے مالک تھے۔ کوئی شخص آپ کے سامنے دم نہ مار سکتا تھا۔ ایک دفعہ پیر سید جماعت علیشاہ رحمۃ اللہ علیہ علی پوری کے ساتھ کسی بات پر معمولی تکرار ہوئی۔ سید صاحب نے آپ کی بات کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا۔ آپ نے اس کو بہت محسوس کیا۔ اور وہاں سے رخصت ہونے لگے۔ تو آپ نے فرمایا شاہ صاحب خیال رکھنا۔ جو دے سکتے ہیں۔ وہ لے بھی سکتے ہیں۔ سید جماعت علیشاہ نے بڑی مشکل سے آپ کے غصّہ کو فرو کیا۔ اور بکمال آہ و زاری اور ادب سے عرض گزاری کر کے بڑی مشکل سے آپ کو راضی کیا۔ اور پھر اصرار کر کے اپنے پاس چودہ ۱۴ دن تک خاص خاطر تواضع فرما کر اپنے پاس رکھا۔

تسخیر خلق

آپ جہاں جاتے خلقت آپ کے پیچھے دیوانہ وار آتی۔ جہاں بھی چلے جاتے اس قدر لوگ آپ کے گرد اکٹھے ہو جاتے کہ آپ کو بیعت کرنے کی فرصت نہ ملتی موضع سگری چوک چورہ شریف سے چند میل کے فاصلہ پر ہے۔ ایک دفعہ وہاں تشریف لے گئے وہاں ہندو آبادی بہت زیادہ تھی۔ آپ گلیوں میں سے گزرتے وقت کلمہ نفی اثبات کا ورد فرماتے تو سب ہندو مرد عورتیں اپنے مکانوں پر چڑھ کر دیکھتے رہ جاتے۔ آپ کے ورد میں اس قدر جذبہ اور اثر ہوتا کہ سننے والے وجد میں آجاتے۔ اور آپ کے پیچھے دوڑتے۔ ہندو بھی آپ کو بے حد عقیدت سے دیکھتے اور کہتے۔ کہ کلمہ تو دوسرے مسلمان بھی پڑھتے ہیں لیکن ان کے کلمہ میں معلوم نہیں کون سا جادو ہے کہ دل چاہتا ہے سنتے ہی رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس قدر مقبولیت بخشی کہ جہاں جاتے لوگ

آپ کے گرویدہ ہو جاتے۔ اور کسی کا آپ کی مجلس سے اٹھنے کو جی نہ چاہتا۔ آپ کے مرید کئی لاکھ تھے۔ پنجاب و کشمیر کے اکثر علاقوں میں آپ کا بہت ہی اثر تھا۔

صدق و اخلاص از نگاہش آشکار ÷ دین در دولت از وجودش استوار

صاحبزادگان آپ کے دونوں صاحبزادگان میں سے حضرت معصوم بادشاہ رح کا وصال ہو چکا ہے۔ اور حضرت محبت علی شاہ صاحب حیات ہیں آپ بے حد عبادت گزار مخلص اور پابند سنت رسول ہیں ہر ایک سے اخلاص و محبت سے پیش آتے ہیں۔

حضرت سید معصوم بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ

شہر یارے ہم حکیماں نکتہ داں رازدان مد جزر امتاں

تعارف و ولادت حضرت معصوم بادشاہ بن حضرت سید بادشاہ بن خواجہ گل نبی بن خواجہ فقیر محمد رح

ولادت باسعادت:۔ چورہ شریف میں بقول مصنف انوار شیرازی ۱۹۰۷ء میں ہوئی۔

تعلیم و بیعت:۔ تعلیم دربار عالیہ نوریہ چورہ شریف میں ہی تکمیل علوم ظاہری کر کے والد گرامی قدر حضرت سید بادشاہ سے بیعت فرما کر قلیل عرصہ میں خلافت واجازت بیعت فرما کر قلیل عرصہ میں خلافت واجازت بیعت چہار سلسلہ سے ممتاز ہوئے۔

تحریک پاکستان میں حصہ آپ ایک شعلہ بیان مقرر تھے۔ آپ کی مجلس میں کسی کو دم مارنے کی مجال نہ تھی۔ جس جلسہ گاہ میں آپ کا بیان ہوتا سامعین بہوت ہو جاتے۔ آپ کی تقریر میں ایک جادو تھا۔ تحریک پاکستان میں آپ نے جوش و خروش اور جذبہ کے ساتھ حصہ لیا۔ آپ نے روحانی امداد کے علاوہ اکثر اوقات مالی امداد بھی کی جسمانی امداد کی تو کوئی انتہا نہ تھی۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ سے تو آپ کو گویا عشق تھا۔ بہت دفعہ ان سے ملاقات بھی ہوئی اور تحریک پاکستان پر تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ اپنی تقریر میں درویش لاہوری کے اشعار اکثر پڑھتے۔ قائد اعظم محمد علی جناح جب کبھی کیمبل پور تشریف لاتے تو آپ کی خدمت میں ضرور حاضر ہوتے۔ آپ کافی مدت ضلع کیمبل پور (موجودہ اٹک) مسلم لیگ کے صدر رہے۔ سردار عبدالرب نشتر، نواب افتخار حسین ممدوٹ، میاں عبدالباری اور دیگر رفقائے مسلم لیگ کے ساتھ تحریک پاکستان کا پیغام قریہ قریہ کوچہ کوچہ پہنچایا۔

تحریک پاکستان میں آپ کے بہترین ساتھی امیر ملت حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوری

رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

آل انڈیا سنی کانفرنس ۲۷۔اپریل تا ۳۰۔اپریل ۱۹۴۶ء ہندوستان کے ہندوؤں کے گڑھ شہر بنارس میں منعقد ہوئی۔جس میں ہندوستان کے ہر صوبہ کے کم از کم تین چار مسلمانوں کے علاوہ بیس بائیس ہزار علماء و مشائخ شامل تھے۔ امیر ملت کے ساتھ حضرت خواجہ معصوم بادشاہ نے بھی تاریخی خطاب فرمایا۔آپ اس کانفرنس کے روح رواں تھے۔ پھر مسلم لیگ کے شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے شائع ہونے والے اشتہار جس میں جلیل القدر سنی مشائخ علمائے ہندوستان کا مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان کیا گیا۔اس میں آپ کا اعلان بھی شامل تھا جس میں آپ نے فرمایا "مسلم لیگ کی حمایت اور پاکستان کا حصول ہمارا سیاسی فرض ہے۔"

۱۹۴۶ء کے آل انڈیا الیکشن میں جس میں قائداعظم نے انگریز اور ہندوؤں کا چیلنج قبول کیا تھا آپ نے مسلم لیگ کی کامیابی کے لیے انتھک کوشش کی۔شہر شہر قصبہ قصبہ میں قائداعظم کا پیغام پہنچایا۔ پاکستان بننے کے بعد تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں آپ نے عظیم خدمات سر انجام دیں۔

وفات آپ آخری عمر میں کچھ عرصہ بیمار رہ کر ۱۱۔نومبر ۱۹۵۵ء کو اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رخصت ہوئے۔

تو رسم عاشقی کا حقیقی اسیر تھا
معصوم بادشاہ متاع نفیر تھا۔

اخلاق و عادات آپ بے حد حسین و جمیل تھے۔جو شخص آپ کو دیکھتا۔دیکھتا ہی رہ جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ حسن ظاہر کے ساتھ حسن معنوی کی دولت سے بھی مالا مال کیا تھا۔آپ بے حد سخی تھے کوئی سائل یا حاجت مند آپ کے پاس سے خالی نہ جاتا۔ مسلمانوں کے اجتماعی مسائل کو حل کرنے کے لیے ہر وقت کوشاں رہتے۔

مہمان نوازی میں بے مثل تھے۔مہمان کی ایسی خدمت کرتے کہ اس کے لیے یادگار ہوتی۔غرباء اور مساکین اور یتیموں اور بیواؤں سے محبت فرماتے اور حتی الوسع اس کی مدد کرنے کے لیے کوشش فرماتے

صاحبزادگان

۱۔ جناب حامد علی شاہ :۔ آپ نے کافی عرصہ گجرات میں علامہ عصر مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کر کے علوم ظاہری میں کمال حاصل کیا۔اپنے والد گرامی قدر سے بیعت کر کے خلافت و اجازت بیعت سے مشرف ہوئے اخلاق حسنہ سے متصف ہیں اور مہمان نواز ہیں۔تبلیغ دین میں ہر دم سرگرم رہتے ہیں۔

۲۔ آفتاب حسین شاہ :۔ سکول کی تعلیم سے فارغ ہو کر دینی خدمات میں مصروف ہو گئے۔آپ بہترین خطیب و مقرر ہیں سامعین کو اپنی جادو بیانی سے مسحور کرنے میں کمال کے درجہ پر فائز ہیں تبلیغ دین میں آپ کا بیشتر وقت گزرتا ہے۔اپنے والد گرامی کی طرح سیاست میں بھی شغف رکھتے ہیں نوجوانی کی عمر میں بھی اپنے بزرگوں کے ادب میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے۔بہترین اخلاق کے مالک ہیں

خوش گفتار اور باذوق انسان ہیں۔

حضرت سید محمد نادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ المعروف بانکے پیر

صدقہ میرے مرشد کامل کا بانکے پیر کا — یا الٰہی رُخ پلٹ دے گردش تقدیر کا

ولادت و تعارف حضرت محمد نادر شاہ بن حضرت گل نبیؒ بن خواجہ فقیر محمدؒ بن خواجہ نور محمد المعروف باداجی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت تقریباً ۱۸۷۹ء میں ہوئی۔

تعلیم ابتدائی تعلیم والد گرامی سے حاصل کرنے کے بعد فتح جنگ میں مولانا نور حسین کے پاس تعلیم حاصل کرتے رہے پھر قاضی احمد دین صاحب کے پاس جبال تحصیل تلہ گنگ کے درس میں بھی رہے۔ اس کے بعد آپ کے والد گرامی قدر نے میاں غلام محمد جی علامہ معقولات کو چورہ شریف میں رکھ کر آپ کو درس نظامی کی تکمیل کرائی۔ آپ مشکوٰۃ شریف کا درس ملاّ متن دیا کرتے تھے۔ اور کافی عرصہ دربار شریف میں تفسیر کا درس بھی دیتے رہے۔

بیعت و خلافت آپ کی بیعت حضرت خواجہ فقیر محمدؒ سے تھی۔ اور ان کے وصال کے بعد والد گرامی اور پھر بڑے بھائی پیر مستوار حضرت سید بادشاہؒ سے تکمیل کر کے خلافت و اجازت بیعت چہار سلسلہ سے سرفراز ہوئے۔

مقام آپ بڑی شان و شوکت اور جاہ و جلال کے مالک تھے۔ بڑے بڑے امراء و افسران حکومت وقت آپ کے دروازے پر ہر وقت رہتے۔ لیکن آپ اشراق کی نماز سے پہلے کسی سے ملاقات نہ فرماتے۔

ایک بار آپ کے بڑے بھائی پیر مستوار کو خیال آیا۔ کہ دن کو بڑے بڑے لوگوں میں مصروف رہتے ہیں معلوم نہیں ان کے رات کے معمولات میں فرق نہ آ گیا ہو۔ موسم سرما کے دن تھے۔ آپ نے رات تین بجے دیکھا کہ آپ بڑے سکون سے نماز تہجد میں مصروف ہیں تو پیر مستوارؒ نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ کہ میرا بھائی دین و دنیائی دولت سے مالا مال ہے۔ خاندان چورا ہیہ میں قاضی محمد عادل شاہؒ نے دین و دنیا دونوں میں کمال حاصل کیا۔ اس کے بعد حضرت محمد نادر شاہؒ نے اس کام کو کمال تک پہنچایا۔ قاضی صاحب کے بعد آپ کے دور میں گاؤں کے لوگوں نے پھر خاندان چورا ہیہ کے بزرگوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ اور حسد کرنے لگے تو آپ نے اپنی عقل و فراست مومنہ سے اپنے خاندان کا دفاع کر کے ان کو تمام حاسدوں سے محفوظ و مامون کیا۔

وفات آپ کا وصال چورہ شریف میں ۱۸ مئی ۱۹۳۷ء بروز منگل بمطابق ۷ ربیع الاول

ہوا۔ آپ کے صاحبزادے حافظ ظہور علی شاہ صاحب کا ہر سال آپ کے ختم پاک کی محفل منعقد کر کے ایصالِ ثواب کا اہتمام کرتے ہیں۔

والدہ ماجدہ کی خدمت

آپ ہمیشہ فرمایا کرتے کہ میری والدہ کی دعائیں میرے شاملِ حال ہیں دن بھر مصروفیت کی وجہ سے عشا کی نماز کے بعد والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مٹھیاں بھرتے اور دعائیں حاصل کرتے۔ یہ آپ کا معمول تھا۔ جس میں کبھی فرق نہ آنے دیا۔ والدہ کی وفات کے بعد آپ کے کمرے کی دہلیز کو چوم کر آجاتے تھے کہ اس پر میری والدہ کے قدم لگتے تھے۔ کیونکہ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ماں کے قدموں میں جنت ہے۔

سر سکندر حیات کے پنجاب اسمبلی کے کاغذاتِ نامزدگی آپ نے ہی داخل کئے تھے اور دعا بھی فرمائی جس کے بعد وہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ مقرر ہوئے۔

اخلاق و عادات

آپ بہت ہی امیر تھے۔ افسرانِ حکومت اور امراء آپ کے پاس ہر وقت حاضر رہتے۔ حتیٰ کہ انگریز ڈپٹی کمشنر بھی آپ کا بے حد احترام کرتا تھا۔ حافظ پیر جماعت علی رح علی پوری آپ کو علی پور شریف میں بہترین کمرہ دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کی تاریخی دعوت میں ۵۰۰ مرغ پکوائے۔ پیر جماعت علی ثانی رح کے ساتھ آپ کا بہت لگاؤ تھا۔ آپ کی امارت اور جاہ و جلال کی وجہ سے آپ ہر جگہ بانکے پیر مشہور تھے۔ آپ کے رعب و دبدبہ اور جلال اور فراستِ مومنہ کی وجہ سے پنڈ سلطانی تھانہ کے شمالی علاقہ کے تمام فیصلے آپ ہی کیا کرتے تھے جس پر کسی کو دم مارنے کی مجال نہ تھی۔ اور لوگ شاذ و نادر ہی عدالت کی طرف رجوع کیا کرتے۔ باوجود امارت کے آپ کے اپنے لباس اور آپ کے خدامِ عام یعنی خادم کے لباس میں کوئی فرق نہ ہوتا۔ آپ حسن و جمال میں یکتا اور محبت اور اخلاقِ عالیہ میں بہترین تھے۔ آپ بے حد سخی، نفیس الطبع اور مہمان نواز تھے۔ مہمانوں کی خدمت کر کے بہت خوش ہوتے۔ امارت کے باوجود شب بیداری آپ کا معمول تھی۔ اپنی ساری زندگی تبلیغ و اشاعتِ دین میں صرف کی۔ اپنے بھائی پیر مستوار کی وفات کے بعد ان کے دونوں صاحبزادوں کی اعلیٰ طریقے سے پرورش کی یعنی کا جذبہ آپ میں بدرجہ اتم تھا۔ کسی بڑے سے بڑے نقصان کی بھی کبھی پرواہ نہ کی۔

پیش گوئی

آپ نے اپنے صاحبزادہ کی پیدائش سے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ میرا بیٹا حافظ قرآن ہوگا۔ اور نئی تہذیب اور جدید طبقے میں مبلغ کا کام کرے گا اور بڑے بھائی دوراں بادشاہ سے بیعت ہوگا۔ چنانچہ آپ کے صاحبزادے ظہور علی شاہ صاحب کی چھوٹی عمر میں آپ کا وصال ہو گیا۔ تو بعد میں انہوں نے قرآن حفظ کیا۔ مبلغ بنے اور بیعت بھی حضرت

دوران بادشاہ سے ہوئی - آپ کی پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی -

صاحبزادگان ۱- حافظ ظہور علی شاہ صاحب آپ کی پیدائش ۲۷ مئی ۱۹۲۵ء میں چورہ شریف میں ہوئی۔

تعلیم :- ابتدائی تعلیم چورہ شریف میں حاصل کر کے ہائی سکول چکوال سے میٹرک کیا - پھر حافظ غلام محمد صاحب سلوئی تحصیل چکوال میں مولوی ثناء اللہ سے صرف و نحو اور جھنی گیتا تحصیل پھالیہ میں مولانا رشید احمد صاحب سے درس نظامی کی تکمیل کی -

بیعت آپ کی بیعت حضرت دوراں بادشاہ سے تھی - اور انہی سے خلافت و اجازت بیعت سے ممتاز ہوئے - والد گرامی کے فرمان کے مطابق تبلیغ و اشاعت دین میں مصروف ہیں - شعر و شاعری میں بھی ذوق رکھتے ہیں آپ نے ایک شجرہ شریفہ منظوم مناجاتی لکھا ہے

حضرت مولوی سید نور شاہ رحمۃ اللہ علیہ المعروف ڈاہڈا پیر

ولادت باسعادت آپ حضرت گل نبی رح کے صاحبزادے اور خواجہ فقیر محمد رح کے پوتے تھے - آپ کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات معلوم نہیں ہو سکی -

بیعت :- آپ کی بیعت اپنے دادا حضرت خواجہ فقیر محمد سے تھی اور خلافت و اجازت بیعت پیر مستوار سے تھی -

تعلیم :- ابتدائی تعلیم دربار شریف میں حاصل کرنے کے بعد فتح جنگ میں مولوی نور حسین سے تکمیل تعلیم کی -

مقام آپ علامہ دہر جید عالم تھے - درویشی میں بھی جلالیت آپ پر غالب تھی - شخصیت نہایت پرشکوہ تھی - اتباع سنت میں دیوانگی کی حد تک پہنچے ہوئے تھے - عشق رسول آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا - شب بیداری آپ کا معمول تھا - تبلیغ دین کے علاوہ اور کوئی کام دل جمعی سے نہ کرتے تھے - قلندرانہ طبیعت ودلیعت ہوئی تھی - صاحب علم ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب عمل کثیر تھے - مجاہدات و مراقبات کی کثرت کی وجہ سے مجذوبیت آپ پر غالب آگئی تھی - دنیاداری سے سخت نفرت تھی بے نماز اور تارک سنت کے نزدیک رہنا بھی گوارا نہ تھا -

مجذوبیت اور وفات مجذوبیت کی وجہ سے ہی اپنے غلام خاص کو فرمایا - میں تجھے اللہ کی راہ میں ذبح کرتا ہوں غلام باوفا نے عرض کی - بندہ حاضر ہے چنانچہ آپ نے تیز چھری سے اس کا گلا کاٹ دیا - اسی بنا پر حکام انہیں لاہور لے گئے - چودہ سال لاہور رہ کر وہیں

تقریباً ساٹھ سال کی عمر میں ۹۔ ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ انتقال فرما گئے مزار پر انوار چورہ شریف میں ہے۔ انگریزوں کے آپ بے حد مخالف تھے۔ جب کسی انگریز کو دیکھ لیتے آپے سے باہر ہو جاتے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ آپ کو آزاد نہ کرتے تھے۔

حضرت سیّد نور بادشاہ بن خواجہ گل بنی رح المعروف نورانی پیر

تعارف و ولادت حضرت خواجہ نور بادشاہ کی پیدائش غالباً ۱۳۰۰ھ اور ۱۳۰۸ھ کے درمیان دربار عالیہ نوریہ چورہ شریف میں ہوئی کیونکہ آپ کے والد گرامی قدر کا وصال ۱۳۰۸ھ میں ہوا تھا۔

تعلیم آپ کی تعلیم زیادہ تر دربار شریف میں اپنے برادر بزرگ پیر مستوار سے حاصل کی۔ کچھ عرصہ فتح جنگ میں بھی تحصیل علم کے لیے ہے۔

بیعت: آپ کی بیعت آپ کے دادا جی حضرت خواجہ فقیر محمد رح سے تھی۔ اور آپ کے وصال کے بعد حضرت سیّد شاہ پیر مستوار کی تربیت میں رہ کر خلافت و اجازت بیعت چہار سلسلہ سے نوازے گئے۔

اخلاق عادات و خصائل آپ زمانے کے عظیم صوفی بلکہ صوفیوں کے امام اور سادگی کے پیکر تھے۔ حقہ سگریٹ پینے والے سے سخت نفرت فرماتے اور اپنے معتقدوں کو منع فرماتے۔ ایک صاحب علم ہونے کے ساتھ صاحب علم بھی تھے فقر میں کامل اور عبادت و مجاہدات میں کمال تک پہنچے ہوئے تھے۔ مجاہدہ و مراقبہ آپ کا معمول تھا قلبی لطائف میں بہت ماہر تھے۔ اخلاق کریمانہ اور اوصاف حمیدہ کے مالک تھے۔ پنجاب کے بیشتر علاقوں میں آپ کا فیض جاری ہے۔

اتباع سنت کا ہر وقت خیال رکھتے بلکہ چھوٹی سے چھوٹی سنت پر بھی عمل پیرا ہونے میں کوشاں رہتے۔ اسوۂ حسنہ کے تابع رہتے۔ بے حد متقی اور پارسا تھے۔ یتامیٰ بیواؤں اور مساکین کی حتی الوسع مدد کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑتے۔ تمام عمر سادگی میں گزار دی۔ گھر میں صرف بوریا پر ہی گزارا کیا۔ ہر ایک سے محبت والفت سے پیش آتے۔ مہمان نوازی آپ کی بے مثال تھی

حج آپ کو حج کی سعادت بھی نصیب ہوئی اور جب غار حرا کی زیارت کے لیے گئے تو دیکھا کہ راستہ بہت خراب ہے تو نہایت محنت اور مالی امداد سے غار حرا کے منہ پر رستہ بنوایا۔

وفات

آخری عمر میں نہایت ضعیف ہو گئے تھے۔ کچھ عرصہ بیمار رہ کر ۱۷ شوال ۱۳۹۱ھ کو اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کو تشریف لے گئے۔

صاحبزادگان:۔

۱۔ سید نسیم علی شاہ ؒ۔ آپ کی بیعت حضرت دوران بادشاہ ؒ سے تھی۔ اور تعلیم علوم ظاہری سنوئی ضلع جہلم میں حاصل کی۔ آپ کی وفات ۱۹۸۱ء کے شروع میں ہوئی۔

جناب پیر سید عجائب علی شاہ صاحب

۲۔ جناب پیر عجائب علی شاہ صاحب:۔ آپ کی پیدائش ۱۹۱۳ء یا ۱۹۱۴ء میں دربار عالیہ نوریہ چورہ شریف میں ہوئی۔

تعلیم:۔ آپ نے تعلیم علوم ظاہری حافظ غلام احمد جو کہ فقہ اور درس و تدریس کے استاد زمانہ تھے۔ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے، اُن سے سنوئی ضلع جہلم میں حاصل کی۔ پھر کچھ عرصہ چوہا سیدن شاہ میں رہ کر تکمیل علوم ظاہری فرمائی۔

بیعت: آپ نے بیعت حضرت دوران بادشاہ ؒ سے کی۔ مگر اُن کی زیر تربیت رہ کر خرقہ خلافت و اجازت بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ زمانہ حاضر میں عالم باعمل نہایت متقی و پرہیزگار شب زندہ دار عبادت گزار ہیں دربار عالیہ نوریہ چورہ شریف میں آپ اسلاف کی ایک یادگار نشانی اور نمونہ ہیں۔ دربار شریف میں اکثر طالبان حق آپ کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں لوگوں کے روحانی علاج کے ساتھ ساتھ جسمانی علاج کے بھی ماہر ہیں۔ اسلامی حکمت میں ید طولیٰ رکھتے ہیں روحانی اور جسمانی مریضوں کی کثیر تعداد آپ سے فیض حاصل کر رہی ہے۔

آپ نہایت حلیم الطبع لیکن چہرہ پر جلال اور بارعب ہے۔ تمام صاحبزادگان آپ کا ادب کرتے ہیں۔

جناب **حضرت خواجہ سید احمد نبی** رحمتہ اللہ علیہ المعروف زلفاں والی سرکار

ولادت: حضرت خواجہ احمد نبی رحمتہ اللہ علیہ تیراہ شریف میں غالباً ۱۲۸۰ھ یا ۱۲۸۲ھ میں ہوئی۔ آپ خواجہ فقیر محمدؒ کے فرزند سوئم تھے۔

بچپن: آپ بچپن سے ہی پاکیزہ اطوار و اخلاق کے مالک تھے۔ پیدائش کے بعد اتنی دیر تک دودھ نہ پیا۔ جب تک اپنے والد گرامی قدر سے اپنا حصہ فیض نہ لے لیا۔ آپ نے کبھی کھیل کود میں حصہ نہ لیا۔ بلکہ عموماً خلوت میں رہتے اور خاموش طبع تھے۔ چہرہ مبارک پر شروع سے ہی جمال و جلال تھا۔

تعلیم: آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار اور پھر دیگر علمائے فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ کی بیعت خواجہ خواجگان حضرت باواجی نور محمدؒ سے تھی۔ اور خلافت و اجازت بیعت چہار سلسلہ اپنے والد بزرگوار سے حاصل ہوئی۔

وسن پورہ میں سکونت: آپ عالم شباب میں تھے۔ کہ والد محترم کا وصال ہوگیا اور اپنے عقیدتمندوں کے اصرار پر چورہ شریف سے سکونت ترک کر کے لاہور شہر کے باہر ویران علاقہ میں ایک حجرہ میں مقیم ہوگئے۔ اس ویران خطہ میں آپ کی سکونت کی بدولت بہت جلد آبادی ہوگئی۔ یہ زمین وسن بابا کی ملکیت تھی۔ جس کے نام پہ وہ محلہ وسن پورہ کے نام سے مشہور ہوگیا۔ بابا وسن حضورؒ کے نہایت عقیدتمند تھے۔ اور عابد و پرہیزگار تھے۔

تعمیر مسجد پیراں: پہلے آپ وہاں ایک تھڑے پر نماز ادا فرماتے تھے۔ پھر حضورؒ نے ایک مسجد تعمیر کرنے کا ارادہ کیا۔ اور تھوڑے عرصہ میں ہی عالیشان مسجد تیار ہوگئی جو آج بھی پیراں والے چوک میں مسجد پیراں کے نام سے موسوم ہوئی۔ آپ کا قیام زیادہ تر حجرہ شریف میں ہوتا یا بوقت نماز مسجد میں ہوتا

وفات: ایک عرصہ خلق خدا کو رشد و ہدایت کے بعد آپ کا آخری وقت بھی لاہور میں آیا آپ کی وفات کی خبر سے پورے لاہور و پنجاب میں صف ماتم بچھ گئی۔ تاریخ وفات ۵ رشوال ۱۳۲۵ھ بروز جمعتہ المبارک تھی۔ عقیدتمندوں کی خواہش تھی کہ آپ کو آپ کے حجرہ مبارک میں دفن کیا جائے۔ لیکن آپ کے بادشا صاحبزادے حضرت حیدر شاہؒ کے فرمان کے مطابق آپ کو گاڑی کے ایک ڈبہ ریزرو میں چورہ شریف لایا گیا۔ حضرت ابوالبرکات سید احمد امیر حزب الاحناف کے والد گرامی

سید دیدار شاہ گا بیان ہے کہ میری آنکھوں نے آج تک لاہور میں اتنا بڑا مجمع نہیں دیکھا۔ جتنا آپ کے جنازہ میں سیشن پر دیکھا۔ لاہور میں نماز جنازہ سید دیدار شاہ اور چورہ شریف میں پیر جماعت علی شاہ علی پوری نے پڑھائی۔

چورہ شریف میں آپ کے مزار پرانوار پر عقیدتمندوں نے بہترین گنبد بنوایا ہے۔

کرامات

۱۔ بابو غلام رسول صاحب میمون تحصیل چکوال نے جب پہلی دفعہ حضور کی زیارت کی تو دل دے بیٹھا۔ قدموں میں گر کر بیعت کیلئے عرض گزار ہوا۔ ڈیوٹی سے واپس آکر خدمت میں حاضر ہو جاتے۔ محبت بڑھتی گئی۔ ایک دن حضور نے فرمایا" بابو جی آج تیاری کر لیں۔ صبح مدینہ شریف جانا ہے"۔ دوسرے دن بابو صاحب بمعہ اہلیہ روشن پورہ میں حاضر ہو گئے۔ وہاں سے حضور کے ساتھ حج کیلئے روانہ ہو گئے۔ مکہ مکرمہ میں حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ میں روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دی۔

فرماتے ہیں ایک دفعہ گرمیوں کے موسم میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور رات آپ کے قدموں میں گزارنے کا اتفاق ہوا۔ آدھی رات کے قریب مجھے پاؤں میں درد محسوس ہوا۔ بتی جلا کر دیکھا تو بستر پر سیاہ ناگ تھا۔ پیر بھائیوں کو جگایا۔ اور ہم سب نے مل کر اسے مار دیا۔ درد کی شدت کے باوجود حضور کو نہ جگایا۔ کہ انہیں تکلیف ہو گی۔ جب آپ صبح تہجد کیلئے بیدار ہوئے۔ تو حال عرض کیا۔ تو حضور نے لعاب دہن لگایا۔ فی الفور درد سراپا رحمت بن گئی۔

۲۔ مستری شہاب دین جو حضور کے پرانے عقیدتمندوں میں سے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت کی اجازت سے تمام مستری برادری کی بڑی پرتکلف دعوت کی۔ دعوت پر آدمی توقع سے زیادہ ہو گئے میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور صورتحال عرض کی۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا" روٹی شروع کرو۔ اللہ تعالےٰ اپنے حبیب کے صدقے برکت دے گا۔ اتنے میں ایک فاقہ مست کاسہ لئے شوربہ مانگنے آیا۔ میرے ایک عزیز نے غصہ میں کہا۔ ابھی اپنے کھانے والے باقی ہیں۔ میں نے جونہی سنا تو اس نے کہا" اسے شوربہ دو" کسی کا بھیجا ہوا آیا ہے۔ اس نے شکریہ ادا کیا اور کہنے لگا" اللہ تعالےٰ برکت کرے"۔ تمام مہمانوں نے خوب سیر ہو کر لنگر کھایا۔ مگر کچھ بھی ختم نہ ہوئی۔

جب حضرت صاحب کو کھانا کھلانے گیا تو حضور نے پوچھا" مستری جی میرا ایک ملنگ بھی آیا تھا۔ "اونوں شوربہ پلایا سی"۔ اللہ اللہ طبیعت پر وجد طاری ہو گیا۔ مگر آپ نے اندر بیٹھے بیٹھے مست کا واقعہ سنا دیا۔

۳ - ایک دفعہ ایک مائی دسن پورہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی ۔ اور رونے لگی ۔ آپؒ نے مسکرا کر فرمایا " رونے کی کوئی ضرورت نہیں ، واپس چلی جا ۔ مائی واپس چلی گئی ۔ سب دوست حیران تھے چند دن بعد وہی مائی لنگر کا سامان لے کر معہ بچوں کے حاضر ہوئی ۔ مائی بہت خوش تھی ۔

آپ نے پوچھا " مائی ٹھیک ہے نا ؟ " مائی نے عرض کی " آپ کا احسان ہے حضور ! " دوستوں نے عرض کی حضور کیا معاملہ ہے ؟ " آپ نے مائی سے کہا تو مائی نے بتایا کہ کارپوریشن والوں نے سڑک بنانے کا پروگرام بنایا ۔ میرا مکان سڑک کی حدود میں آ گیا ۔ کوئی سفارش نظر نہ آئی ۔ تو حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی ۔ آپ نے جب کہا مائی واپس چلی جا ۔ تو مجھے اعتماد ہو گیا ۔ بس آپ کی نگاہ کے صدقے ہمارے مکان کو چھوڑ کر سڑک بنا دی گئی ہے ۔ اور مکان کا چوک بنا دیا ۔ آج تک وہ مکان دسن پورہ میں چوک پیراں سے شمال کی طرف موجود ہے ۔

۴ - آپ کا ایک مرید کوٹ سعید میں رہتا تھا ۔ اس کا سات سالہ لڑکا تھا ۔ کوئی بات نہ کرتا ۔ اس نے بہت علاج کرائے ۔ لیکن کوئی دوا کارگر نہ ہوئی ۔ آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ بابو غلام رسول بھٹو والے حاضر تھے ۔ کہ ایک عقیدت مند شکر قندی لے کر حاضر ہوا ۔ حضورؒ نے شکر قندی لے کر بچے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ۔ بچے کہو ! شکر قندی ، بچہ نہ بول سکا ۔ بچے کا باپ حیران تھا ۔ کہ میں نے ابھی حضرت صاحب کو بتایا ہی نہیں ، حضور کو کس طرح علم ہو گیا ۔ دوبارہ حضور نے فرمایا کہو شکر قندی " بچہ نہ بول سکا ۔ تیسری دفعہ آپ نے غصہ سے فرمایا " کہو شکر قندی " ۔ بچے نے مسکرا کر کہا " شکر قندی " ۔

بچے کا باپ حضور کے قدموں میں گر گیا ۔ قبلہ عالم نے بوقت رخصت فرمایا " فکر نہ کرنا ، بچہ نیک ہو گا ۔ چنانچہ بچہ بہت ہی نیک اور صوفی منش ہوا ۔ کیونکہ ؂

نگاہِ ولی میں یہ تاثیر دیکھی ؎ بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

۵ - ایک دفعہ آپ مٹھن ضلع اٹک میں تشریف رکھتے تھے ۔ کہ لوگوں نے عرض کی حضورؒ دعا فرما دیں کہ بارش ہو ۔ سخت گرمی ہے اور قحط سالی کاڈر ہے ۔ آپؒ اٹھے ، سخت گرمی میں ایک پتھر کی چٹان پر جا کے سربسجود ہو گئے اور عرض کی ۔ اے مولا کریم میں تو کچھ نہیں ۔ لیکن چند دوست غلط فہمی کی بناء پر عرض گزار ہیں ۔ میری سفید داڑھی کی لاج رکھ لے ۔

سخت دھوپ لگی ہوئی تھی ۔ کہ ایک گھٹا اٹھی ۔ اور اتنی بارش ہوئی کہ پھر وہی لوگ آ کر عرض کرنے لگے ۔ قبلہ اب تو مکان بھی گرنے والے ہیں ۔ خدارا دعا فرما دیں ۔ آپ مسکرا کر فرمانے لگے " اے مولا تیرا شکر ہے کہ اس عاجز کی لاج رکھ لی ۔ بارش رک گئی ۔ تمام دوست ملک برادری نے آپؒ کے دستِ حق پہ بیعت کر لی ۔

۶ - میاں فقیر محمد بھاڈیوالے فرماتے ہیں کہ بھاڈے والے کے نزدیک چوڑا گاؤں میں پیر حیدر

شاہ کرتو تشریف لائے جو خواجہ احمد نبی کے خلیفہ خاص تھے۔ تشریف لائے۔ لیکن ہمیں معلوم نہ تھا۔ آپ نے فرمایا۔ میاں فقیر محمد جی آج کافی لنگر تیار کرنا۔ مہمان کافی ہونگے۔ اور کسی خاص کمرے کا اہتمام بھی کر لینا۔ شام ہوگئی بار بار عقل نے کہا کہ کوئی مہمان نہیں آیا۔ جب نماز مغرب ادا کر لی۔ تو پیر حیدر شاہ بمعہ دوستوں کے تشریف لے آئے۔ آپ نے شاہ صاحب سے ملتے ہوئے فرمایا کہ شاہ جی شکر ہے کہ آپ تشریف لے آئے۔ ورنہ میاں صاحب اتنا زیادہ کھانا کس کو کھلاتے۔ میں بہت نادم ہوا۔

۷۔ جناب حکیم محمد رفیق فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ چورہ شریف حاضر ہوا تو کسی (ندی) میں بے حد طغیانی آئی ہوئی تھی۔ لوگ دونوں کناروں پر کھڑے ہوئے تھے۔ لیکن مجھے فرقت یار نے ٹھہرنے نہ دیا اور خیال آیا کہ تیرا عشق ایک عورت سے بھی کمتر رہے جس نے پانی کی موجوں کی بھی پرواہ نہ کی تھی۔ چنانچہ میں نے لنگوٹا باندھا اور پانی میں قدم رکھا تو لوگوں نے شور مچایا۔ کہ ڈوب جائے گا۔ لیکن میں آرام سے چلتا گیا۔ کیونکہ جب سامنے دیکھتا تو حضورؒ نظر آتے۔

چنانچہ صحیح سلامت دوسرے کنارے پر پہنچ گیا۔ حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر قدم بوسی کی تو حضورؒ نے فرمایا۔ اگر بہہ جاتا تو لوگ طعنہ دیتے کہ چورہ شریف جاتے مر گیا۔ بیٹا آئندہ احتیاط کرنا۔

۸۔ ایک دفعہ آپ موضع جبہ تشریف لے گئے۔ تو دوستوں نے عرض کی۔ کہ حضور پانی کی بہت تکلیف ہے کنواں کھودتے ہیں پانی نہیں نکلتا۔ آپ نے مسجد سے چند قدم چل کر ایک جگہ اپنے عصا سے دائرہ لگایا۔ اور فرمایا اس جگہ کنواں کھودو۔ دوستوں نے کنواں کھودا۔ اور پانی کی تکلیف رفع ہوگئی۔

حلیہ مبارک

جسم مبارک نہایت وجیہہ، چشم مبارک موٹی اور سرخ، دندان مبارک باریک۔ پیشانی کشادہ، سینہ فراخ، داڑھی مبارک، سنت نبوی کے مطابق، سینہ پر زلفیں آویزاں۔ سر مبارک پر دستار، کرتہ کھلا، نیلگوں، چادر، پاؤں میں پوٹھوہاری پاپوش۔ اور دست مبارک میں عصا رکھتے تھے۔

اخلاق و عادات

اتباع سنت

آپ کی ہر حرکت سنت مصطفےٰؐ کے مطابق ہوا کرتی۔ جب دوستوں میں تشریف فرما ہوتے۔ تو پابندی فرمان مصطفےٰؐ کا ارشاد فرماتے۔ کہ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ اپنی پوری حیات پاک کو شریعت کے سانچے میں ڈھالا

کہ کوئی غیر مقلد بھی دیکھتا تو مانتا کہ اللہ کے مقبول بندے دنیا میں ہیں۔
اکثر فرمایا کرتے کہ مرشدِ کامل کے بغیر اتباع سنت مصطفٰے کامل نصیب نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ اسوہ حسنہ کی زندہ مثال ہوتے ہیں۔

مہمان نوازی و سخاوت آپؒ بے حد مہمان نواز تھے۔ ہر وقت لنگر جاری رہتا۔ پہلے آپ مہمانوں کو کھانا کھلاتے۔ سب سے بعد میں خود تناول فرماتے۔ جو اچھی چیز حاضر ہوتی۔ وہ مہمانوں کے سامنے رکھتے۔ آپ کے در سے کبھی کوئی سائل خالی نہ گیا۔ جو کچھ بھی حاضر ہوتا۔ عطا کر دیتے۔

آپ سفر بہت کم فرماتے۔ لیکن جتنی دیر سفر میں رہتے کئی غیر مسلم آپ کے دستِ حق پر داخلِ اسلام ہوتے۔ زیادہ تر سفر علاقہ کشمیر کی طرف فرماتے۔ فرماتے تھے کہ اس علاقہ میں سکون ملتا ہے۔ عام طور پر پا پیادہ سفر فرماتے۔ تھکنے پر گھوڑی پر بھی سواری کرتے۔ آپؒ کے ساتھ سفر میں عقیدتمند دس دس گھوڑیاں ہمراہ رکھتے۔ آپؒ ہر سال ایک گھوڑی پال کر حضرت مجدد الف ثانیؒ کے دربار سرہند شریف نذرانہ پیش کرتے۔ اگر کوئی دوست دربار مجددؒ کا واسطہ دے کر کچھ عرض کرتا۔ تو موم کی طرح نرم ہو جاتے۔

ایک دفعہ ایک میراثی نے دربار سرہند شریف کا صدقہ جوڑا اور گھوڑا مانگا۔ دوستوں کو غصہ آگیا۔ لیکن آپ نے فرمایا "بھئی یہ جوڑا اور گھوڑا" اور کہا یہ تو جوڑا اور گھوڑا ہے۔ اگر دربار سرہند کے صدقے جان بھی مانگے تو وہ بھی حاضر ہے۔ دوست حیران تھے کہ ابھی وہ گھوڑا دے کر ہی گیا تھا کہ ایک دوست آزاد کشمیر سے حاضرِ خدمت ہوا جس کے ہاتھ میں اعلیٰ قسم کا گھوڑا تھا۔ اس نے وہ بطور نذرانہ پیش کیا۔ آپ نے مسکرا کر دوستوں سے فرمایا "بھئی سودا ٹھیک ہے۔ میرا سودا میراثی سے نہیں شہنشاہ سرہند سے تھا۔

معمولات

شب بیداری کا یہ عالم تھا کہ اکثر اوقات جس وضو سے نماز عشاء ادا فرماتے اُسی سے نماز اشراق ادا فرماتے۔ اس کے بعد عقیدتمندوں کو اپنے پیارے پیارے ارشادات سے نوازتے۔ اس کے بعد کھانا تناول فرماتے۔ اور قیلولہ فرماتے۔ نماز ظہر کے بعد قہوہ نوش فرماتے۔ اور پھر کلام پاک کی تلاوت میں وقت گزرتا نماز عصر کے بعد ذکر و مراقبہ فرماتے۔ ! آپ نے بے شمار مسجدیں خود بنوائیں۔

صاحبزادگان :۔ آپ کے چار صاحبزادے تھے۔ جناب حیدر شاہؒ، جناب سرور شاہؒ، جناب محبوب شاہؒ، جناب روشن دینؒ۔

حضرت سید حیدر شاہ بن خواجہ احمد نبی رح قدس سرہٗ العزیز

ولادت : شجرہ نسب اس طرح ہے۔ سید حیدر شاہ بن خواجہ احمد نبی رح بن خواجہ فقیر محمد بن خواجہ نور محمد المعروف باوا جی رح۔

تعلیم و بیعت : تعلیم ظاہری اپنے والد ماجد خواجہ احمد نبی رح سے حاصل کی۔ اور بیعت اپنے دادا جان خواجہ فقیر محمد رح سے ہوئے اور خرقہ خلافت و اجازت بیعت اپنے والد گرامی قدر جناب احمد نبی رح سے حاصل کی۔

آپ ایک درویش صفت انسان تھے۔ دنیا سے الگ تھلگ رہتے، صاحب کمال ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب جمال و جلال بھی تھے۔ زہد و قناعت میں اپنا خاص مقام رکھتے تھے۔ فقر و فاقہ آپ کا معمول تھا۔ آپ ایسے کامل ولی اللہ گزرے ہیں۔ کہ لاہور جیسے عظیم شہر میں کثیر التعداد مخلوق آج بھی آپ کے در سے فیضیاب ہو رہی ہے۔ اور حضرت عارف رومی کے اس شعر کے مطابق آج بھی فیض جاری ہے۔

؎ یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا۔

آپ کا لباس بے حد سادہ ہوتا۔ ساری عمر سادگی میں گزری۔ اتباع سنت میں خاص اہتمام فرماتے اپنے آباؤ اجداد کی طرح مہمان نوازی آپ کی رگ رگ میں بھری ہوئی تھی۔ درویشوں کی خدمت کر کے بہت خوش ہوتے۔ شب بیداری آپ کا معمول تھا۔ ساری عمر تبلیغ دین میں کوشاں رہے۔

وفات : آپ کا وصال ۲۰ رشعبان المعظم ۱۳۸۴ھ بمطابق ۲۶ دسمبر ۱۹۶۴ء میں ہوا۔ اور چورہ شریف میں دفن ہوئے۔ عقیدتمندوں نے آپ کے مزار مبارک پر گنبد بنوا دیا ہے۔

صاحبزادگان : آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ جناب فضل شاہ اور محمد علی شاہ رح تھے بڑے صاحبزادے نہایت صاحب حال اور صاحب فضل تھے۔

کرامات

۱۔ آپ نے کافی عرصہ مٹھن شریف نزد چونترہ ریلوے سٹیشن گزارے آپ کی زیارت کے لئے حاجی محمد امین صاحب بھٹی مالک سٹار بک ڈپو اردو بازار لاہور گئے۔ راولپنڈی سے چونترہ کا ٹکٹ لیا

اور غلطی سے فاسٹ پسنجر ٹرین پر بیٹھ گئے۔ حاجی محمد امین صاحب کو بعد میں معلوم ہوا کہ گاڑی کا چونترہ سٹیشن پر سٹاپ نہیں ہے حاجی صاحب بے حد پریشان ہوئے۔

جب گاڑی چونترہ سٹیشن پر پہنچی تو بالکل آہستہ ہوگئی، اور حاجی صاحب اترنے لگے۔ تو ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے پکڑ کر نیچے اتار دیا ہو۔ جب آپ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے پوچھا سفر کا حال سنایئں تو عرض کیا حضور غلطی سے فاسٹ پسنجر پر بیٹھ گیا اُس کا چونترہ پر سٹاپ نہیں تھا۔ مجھے پریشانی لیکن جونہی گاڑی چونترہ سٹیشن پر پہنچی۔ تو بالکل آہستہ ہوگئی، اور میں اُتر گیا۔ آپ نے ہنس کر فرمایا حاجی جی سیدھی کہو کہ چلتی گاڑی سے کسی نے کھینچ کر اتارا ہے۔ حاجی صاحب نے آبدیدہ ہو کر عرض کیا" آپ نے بالکل صحیح فرمایا ہے۔ جب گاڑی آہستہ ہو رہی تھی۔ میں تو ابھی اُترنے کی سوچ ہی رہا تھا۔ تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرا ہاتھ کسی نے پکڑ کر نیچے اتار دیا ہے۔

۲ــــــ میاں رشید اختر سابق ڈائریکٹر ریڈیو پاکستان لاہور آپ کے چہیتے درویش تھے ایک دفعہ مٹھن شریف اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ پہنچے سلام عرض کی تھی کہ گوشت مرغ اور روٹیاں آ گئیں۔ آپ کی خادمہ سے پوچھا تو کہنے لگیں کہ حضرت صاحب نے صبح ہی کہہ دیا تھا کہ کھانا جلدی تیار کر لینا یہ جسارت نہ ہوئی کہ پوچھا جائے۔ یہ آپ کے آنے پر پتہ چلا کہ آپ کا انتظار تھا۔

کھانا کھانے کے بعد حضور نے فرمایا "میاں صاحب کو اجازت ہے۔ سوچا اس وقت نہ گاڑی کا ٹائم ہے نہ بس کا وقت۔ پھر خیال آیا حضرت صاحب کو معلوم ہی ہے آپ اجازت دے رہے ہیں۔ دست بستہ اجازت حاصل کر کے چل پڑے میرا ساتھی پریشان تھا۔ بھلا اب کونسی سواری ملے گی۔ سڑک پر پہنچے ہی تھے۔ کہ ایک بس آتی دکھائی دی ہاتھ دینے سے گاڑی رک گئی۔ ڈرائیور نے پوچھا" کیا لاہور جانا ہے؟ دو سیٹیں خالی ہیں چنانچہ ہم آرام سے بس میں بیٹھ گئے۔ باقی سواریوں سے معلوم ہوا کہ کوہاٹ سے کافی دیر ہوئی چلے تھے۔ کہ پہلے سے ایک میل دُور گاڑی خراب ہوگئی۔ خرابی کا کوئی پتہ نہ چلا۔ آخر اب گاڑی سٹارٹ ہوگئی۔ تو چل پڑے۔

۳۔ میاں رشید اختر ہی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کار پر چونترہ پہنچے تو آگے کار کا راستہ بہت خراب تھا مجبوراً کار ایک پیر بھائی کے سپرد کی۔ اور خود پیدل مٹھن شریف روانہ ہوگیا۔ سخت گرمی کا موسم تھا۔ ایک میل قریباً چلنے کے بعد گرمی کی شدت اور پیاس سے سخت پریشان ہوگیا۔ اِدھر اُدھر نظر دوڑائی تو ایک سایہ دار درخت کے پاس آیا۔ سخت حیران ہوا۔ کہ قبلہ عالم درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔

سلام عرض کیا تو آپ نے خادم سے فرمایا بھئی میاں صاحب کو پانی تو پلاؤ۔ میرے پانی پینے کے بعد آپ گھوڑی پر سوار ہوگئے۔ میں بھی ساتھ چلنے لگا۔ راستے میں میں نے خادم سے پوچھا کہ یہاں آنے کا سبب کیا تھا۔ تو اُس نے بتایا" کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ گھوڑی پہ زین ڈالو۔ پھر آپ نے فرمایا پانی کا ایک کوزہ بھی ساتھ

لے لیں۔ یہاں پہنچ کر آپ گھوڑی سے اُتر آئے اور اُس درخت کے نیچے آرام فرمانے لگے۔ اور اب یہاں سے واپس جا رہے ہیں۔ سُبحان اللہ ع

بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے؟

۴ ـــــ میاں خیرات علی بھادیوالہ تحصیل ڈسکہ لاہور آنے کیلئے تیار ہوئے۔ تو اُس کا بھائی سید علی جسے حضور سے کوئی تعلق نہ تھا۔ ساتھ تیار ہو گیا۔ گکھڑ منڈی سے ٹکٹ لے کر گاڑی کا انتظار کرنے لگے۔ سید علی کہنے لگا۔ بھوک تو بہت لگی ہے لیکن آج تیرے پیروں کے لنگر میں مچھلی چاول ہی کھاؤں گا۔

لاہور پہنچ کر آستانہ پر حاضر ہوئے۔ تو حضورؒ حاجی محمد امین صاحب کے ساتھ کہیں جا رہے تھے۔ سلام عرض کی تو فرمایا آپ ٹھہریں میں جلدی واپس آجاؤں گا۔ پھر بابو غلام رسول صاحب (بھون والے) کو آواز دی اور فرمایا "میرے لئے جو مچھلی چاول پکائے ہیں وہ آپ سید علی کو کھلا دیں۔ کہیں گھر جا کر مذاق نہ کرے کہ باباجی نے مچھلی چاول نہیں کھلائے۔ سبحان اللہ کیوں نہ ہو۔ ع

لوح محفوظ پیش ہست اولیاء

۵ ـــــ حاجی غلام محمدؒ صاحب رام گلی والے جو کہ حضرت خواجہ احمد نبیؒ کے چہیتے درویش تھے۔ اپنے صاحبزادے کے ہمراہ حضرت صاحب کی زیارت کیلئے چورہ شریف پہنچے تو معلوم ہوا کہ آپ منطن شریف میں ہیں۔ وہاں پہنچے تو پتہ چلا کہ ایک ڈھوک پر تشریف فرما ہیں۔ وہاں پہنچے تو بھوک بہت سخت لگ رہی تھی۔ وہاں آپ کی زیارت حاصل ہوئی۔ سلام عرض کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا "میاں صاحب کو کھانا کھلاؤ"۔ کھانا کھا کر وہاں سے چورہ شریف روانہ ہوئے۔ راستہ میں فرمانے لگے۔ "میں تو آپؒ سے بہت چھپتا رہا۔ لیکن آپؒ نے بھی تلاش کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی آخر مجبوراً کھانا پکوانا پڑا۔

۶ ـــــ ایک دفعہ آپؒ نے ایک گاؤں کے چوہدریوں کی دعوت قبول نہ کی اور وہیں ایک موچی کی دعوت قبول کر لی۔ لوگوں کو خیال آیا کہ قبلہ حضرت صاحب نے دعوت تو قبول کر لی۔ اب تین گھوڑیوں کو دانہ کہاں سے دے گا۔ اتنے میں ایک چوہدری صاحب گھر سے دانہ لے آئے۔ اور گھوڑیوں کے سامنے رکھا۔ لیکن گھوڑیوں نے دانہ بالکل نہیں کھایا۔ اُس نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر حال عرض کیا تو آپ نے فرمایا "چوہدری صاحب یہ فقیر کی گھوڑیاں ہیں۔ اور حلال کے دانے کھاتی ہیں۔

چوہدری صاحب نے عرض کی "نہیں حضورؒ شاید یہ گھوڑیاں دانہ کھاتی ہی نہیں۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا۔ یہ گھوڑیاں موچی کے گھر کا دانہ کھائیں گی۔ پھر موچی نے دانہ اپنے گھر سے لا کر رکھا۔ گھوڑیوں نے دانہ کھانا شروع کر دیا۔ اور چوہدری کے دانے پڑے ہی رہ گئے۔

۷ ـــــ میاں رشید اختر سابق ڈائریکٹر ریڈیو سٹیشن لاہور فرماتے ہیں۔ کہ ان دنوں میری ڈیوٹی راولپنڈی ریڈیو سٹیشن پر تھی۔ سخت سردیاں تھیں۔ میری بڑی بیٹی ریاض بخاری کے ہاں ولادت

ہونے والی تھی۔ صحت سے سخت مایوسی تھی، ہسپتال بھی گئے اور ڈاکٹروں سے بھی مایوسی ہوگئی تھی۔ اس لئے بچی کو واپس گھر لے آئے تھے۔ تمام رات سخت اضطراب کی وجہ سے ذہن حضرت صاحب کی طرف جاتا لیکن پھر سوچتا کہ حضرت صاحب نجانے کونسے علاقے میں تشریف فرما ہونگے۔

صبح نماز فجر کے بعد حضرت صاحب کو یاد کیا کیونکہ بچی کی تکلیف دیکھی نہ جاتی تھی۔ بارش بھی ہو رہی تھی۔ کہ نوکر نے آکر بتایا "حضرت صاحب تشریف لائے ہیں۔ فوراً باہر گیا۔ تو حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ کہ حضرت صاحب بارش میں تشریف لائے ہیں۔ دل کو کچھ سکون ہوا۔ سوچا ناشتہ فرمالیں پھر عرض کروں گا۔ لیکن آپ نے فرمایا "بھئی مجھے جلدی ہے میں بیٹھنے کے لئے نہیں آیا مجھے میری بچی کے پاس لے چلو۔ سخت حیران ہوا کہ حضرت صاحب کو کیسے پتہ چلا۔ آپؒ بچی کے پاس تشریف لے گئے۔ تو بچی رو پڑی آپ نے اپنا دست شفقت سر پر رکھا۔ دم فرمایا اور باہر تشریف لے آئے۔ فرمانے لگے۔ میاں صاحب آپؒ کے اضطراب نے رات آرام نہیں کرنے دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچی روبصحت ہوگئی۔ اور آپ اسی وقت تانگہ پر واپس تشریف لے گئے۔

۸ —— میاں محمد رفیق مسلم گنج فرماتے ہیں کہ بیعت کرنے کے بعد کافی عرصہ حضرت صاحب سے ملاقات نہ ہو سکی۔ دل بہت چاہتا لیکن دنیاوی مجبوریوں کی وجہ سے ملاقات کیلئے نہ جاسکا۔ ایکدن خیال آیا کہ اگر حضرت صاحب ہی تشریف لے آئیں تو کیا ہی اچھا ہو۔ رات اسی سوچ میں گذری صبح دروازے پر دستک ہوئی۔ دیکھا تو میرے پرانے پیر بھائی محمد سعید صاحب نے بتایا کہ حضرت صاحب تشریف لائے ہیں۔ وہاں حاضر ہو کر زیارت کی اور قدم بوسی کی۔ نذرانہ پیش کیا۔ آپ نے قبول نہ فرمایا میری پریشانی دیکھ کر دوسرے پیر بھائیوں نے بھی سفارش کی تو راضی ہوئے۔ ارشاد فرمایا آپ تو ملنے نہ آئے مجھ ضعیف آدمی کو ہی چورہ شریف سے آنا پڑا۔

خلفاء

آپؒ کے دو فرزندوں حضرت سید محمد فضل شاہؒ اور سید محمد علی شاہؒ کے علاوہ سید حیدر شاہؒ کے مندرجہ ذیل خلفاء تھے۔

۱۔ پیر میراں شاہؒ چائی شریف آزاد کشمیر
۲۔ میاں فقیر محمد بھاڈولوالے ضلع سیالکوٹ۔
۳۔ پیر حیدر شاہ، اکہ تو شاہ۔ سیالکوٹ
۴۔ صوفی نور حسین، جونہ آزاد کشمیر
۵۔ مولانا فضل الٰہی صاحب بل آزاد کشمیر
۶۔ پیر غلام رسول تھرڑکے شریف۔
۷۔ سید لطیف حیدر شاہ علی پور سیداں۔
۸۔ خواجہ غلام یٰسین کبیاں شریف۔
۹۔ صوفی محمد علی گوجرانوالہ
۱۰۔ حکیم عبدالعزیز بھکڑیالی۔
۱۱۔ صوفی محمد عاشق گوجرانوالہ
۱۲۔ پیر غلام رسول اوکاڑہ
۱۳۔ سید ریاض حسین کرتو شریف
۱۴۔ حافظ محمد شفیع امرتسری ساہیوال۔

حضرت سیّد سرور شاہؒ

ولادت باسعادت

شجرہ نسب کچھ اس طرح ہے حضرت سرور شاہ بن خواجہ احمد نبی بن خواجہ فقیر محمد بن خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ آپ کی ولادت غالباً تیراہ شریف میں اکتوبر ۱۸۶۵ء میں ہوئی۔

تعلیم و بیعت

آپ نے تعلیم تیراہ شریف میں اپنے گرامی قدر اور دیگر علماء و فضلائے وقت سے حاصل کی اور والد گرامی قدر سے بیعت ہو کر خلافت و اجازت بیعت سے سرفراز ہوئے۔

مقام و معمولات

آپ سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم بزرگ ہوئے ہیں۔ علوم شرعیہ اور باطنی اور خصوصاً فقہ پر عبور حاصل تھا۔ آپ کی نورانی محفل میں میں علماء و فضلاء کا ہر وقت اجتماع رہتا تھا۔ اور روحانی فیض کے ساتھ ساتھ فقہ کے پیچیدہ مسائل بھی بیان ہوتے۔ آپ قول و فعل میں اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص طور پر التزام فرماتے۔ حاضرین مجلس کو طریقہ نقشبندیہ پر عمل اور مراقبہ کی تاکید فرماتے۔ آپ کی پوری زندگی تبلیغ دین اور فیضان طریقت کیلئے وقف تھی۔ ریاضت و مجاہدہ آپ کے معمولات تھے۔ نہایت صاحب کشف اور عالم باعمل تھے۔

وفات

۵ دسمبر کو بیمار ہوئے۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۶۰ء بروز سوموار بوقت ظہر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مزار اقدس برالہ شریف نزد مظفر آباد آزاد کشمیر میں ہے۔

صاحبزادگان

آپ کے چھ صاحبزادے تھے۔ جن سے پانچ حیات ہیں۔ اور حضرت افسر علی شاہؒ وفات پا چکے ہیں۔

۱۔ حضرت سید انور شاہ عمر ۶۶ سال ۲۔ حضرت سید افسر علی شاہؒ

۳۔ سید محمود شاہ عمر ۶۰ سال ۴۔ سید نذیر احمد شاہ عمر ۵۵ سال۔

۵۔ سید معروف علی شاہ عمر ۴۵ سال ۶۔ سید خورشید احمد شاہ عمر ۴۳ سال

حضرت سید افسر علی شاہؒ کا وصال ستمبر ۱۹۵۴ء میں ہوا۔ آپ نے صرف ۳۵ سال کی عمر پائی لیکن اتنی عمر میں ہی ہر خاص و عام آپ کے روحانی اور علمی کمالات کا معترف تھا۔ مزار مبارک برالہ شریف نزد مظفر آباد آزاد کشمیر میں مرجع خاص و عام ہے آپؒ کے تین صاحبزادے یادگار ہیں۔

۱۔ سید ظفر علی شاہ عمر ۳۰ سال ۔
۲۔ سید حیدر علی شاہ عمر ۲۸ سال ۔
۳۔ سید فیاض علی شاہ عمر ۲۶ سال ۔

سید ظفر علی شاہ :- گورنمنٹ ہائی سکول لالہ موسیٰ میں متعین ہیں علوم دنیوی و دینی سے مالا مال ہیں۔ نہایت خلیق اور خوش مذاق ہیں۔ اسلاف کی راہ پر گامزن ہیں ۔

حضرت سید محبوب شاہؒ

ولادت

آپؒ کا شجرہ نسب حضرت سید محبوب شاہ بن خواجہ احمد نبی بن خواجہ فقیر محمد بن خواجہ نور محمدؒ ولادت غالباً تیراہ شریف میں ہوئی ۔

تعلیم و بیعت

آپ نے علوم ظاہری اپنے والدگرامی سے حاصل کر کے بیعت بھی اپنے والدگرامی قدر سے ہوئے ۔ اور خلافت و اجازت بیعت سے ممتاز ہوئے۔

مقام معمولات

آپ بے حد صاحب علم اور عالم باعمل تھے ۔ بے حد عابد و زاہد انسان تھے ۔ بے حد متقی اور پرہیزگار تھے ۔ سنت رسولؐ کے پابند تھے۔ شب و روز آپؒ کے عبادت میں گزرتے ۔ آپ بے حد نفیس الطبع ہونے کے ساتھ ساتھ سادگی پسند تھے ۔ آپؒ کے ہر قول و فعل سے سادگی ہی تھی ۔ بے حد نرم انسان تھے ۔ غریب و مسکین کے ساتھی تھے۔

وفات

آپ کی وفات ۷۰ برس کی عمر میں مورخہ ۱۴ ربیع الاوّل ۱۳۹۱ھ بمطابق ۱۰ مئی ۔ بروز سوموار ہوئی ۔ مزارِ اقدس دربار عالیہ نوریہ چورہ شریف میں ہے ۔

آپ کے صاحبزادہ سید غلام جیلانی آپ کی یادگار ہیں ۔

صاحبزادہ سید غلام جیلانی صاحب

ولادت :- تاریخ پیدائش ۳۔ مارچ ۱۹۴۳ء ہے ۔

تعلیم :- آپ میٹرک پاس کر کے مولانا عبد الغفور ہزارویؒ وزیر آبادی سے درس نظامی میں فارغ التحصیل ہوئے ۔ پھر مولانا مہر دین جامعہ لاثانیہ لاہور اور مولانا محمد سعید مجددی سے جامعہ نعیمیہ لاہور میں بھی تعلیم حاصل کی ۔ اور تفسیر قرآن دربار داتا گنج بخشؒ لاہور میں شیخ القرآن

مولانا غلام علی اوکاڑوی اور مولانا اعجاز ولی صاحب سے مکمل کیا۔

بیعت و خلافت: آپؒ نے بیعت اپنے تایا حضرت حیدر شاہؒ سے کی۔ اور خلافت و اجازتِ بیعت اپنے تایا گرامی قدر اور قبلہ والد صاحب سے مشرف ہوئے۔ حضرت نور بادشاہؒ سے بھی فیض حاصل کیا۔

حضرت سید روشن دین رح رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: آپ کا شجرہ نسب سید روشن دین بن خواجہ احمد نبیؒ بن خواجہ فقیر محمدؒ بن خواجہ نور محمدؒ سن ولادت معلوم نہیں ہو سکا۔

تعلیم بیعت و خلافت: علوم ظاہری کی تعلیم اپنے والد بزرگوار جناب احمد نبیؒ سے حاصل کر کے بیعت بھی انہی سے کی۔ اور خلافت و اجازت بیعت سے مشرف ہوئے۔

آپ نہایت حلیم الطبع اور بردبار تھے۔ نہایت ملنسار اور مہمان نواز تھے۔ پنجگانہ نماز باجماعت ادا فرماتے ہر وقت باوضو رہتے۔ شب بیداری آپ کا معمول تھا۔ رات ذکر الٰہی میں گزار دیتے۔

میاں محمد شفیع تیر انداز لاہور بیان فرماتے ہیں کہ آپ کا رنگ کچھ سانولا تھا۔ اس لئے ایک دفعہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میرے حضرت صاحب کے دیگر صاحبزادگان نہایت خوبصورت ہیں۔ اور آپ کا رنگ کچھ سانولا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ ! رات کو خواب میں حضرت خواجہ احمد نبیؒ کے ساتھ صاحبزادے روشن دین بھی ملے۔ آپ کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ اور بے حد خوبصورت تھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا "دیکھو روشن دین خوبصورت ہیں کہ نہیں۔ میں نے توبہ کی اور صبح حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی۔

وفات: آپ نے قریباً ۵۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ مزار اقدس چورہ شریف میں ہے

حضرت سید محمد فضل شاہ رح قدس سرہ

ولادت باسعادت: آپ کا شجرہ نسب سید محمد فضل شاہؒ بن حضرت حیدر شاہؒ بن خواجہ احمد نبیؒ بن خواجہ فقیر محمدؒ بن خواجہ نور محمد المعروف حضرت باواجیؒ۔ آپ کا سن ولادت معلوم نہیں ہو سکا۔

تعلیم آپ نے علوم ظاہری کی تعلیم اور بیعت و خلافت اور اجازت بیعت اپنے والد گرامی قدر سید حیدر شاہؒ سے حاصل کی۔

والد گرامی کی وفات کے بعد ۱۹۶۴ء میں مسند رشد و ہدایت پر لاہور وسن پورہ میں متمکن ہوئے آپ نہایت حلیم الطبع اور ملنسار تھے۔ مہمان نوازی اپنے خاندان سے ورثہ میں عطا ہوئی تھی۔ آپ کی تواضع ضرب المثل تھی۔ زہد و ریاضت میں کمال درجہ پر فائز تھے۔ شب بیداری آپ کا معمول تھا۔ ہر وقت باوضو رہتے۔

وفات آپ کی وفات ۱۹ رمئی ۱۹۶۹ء میں یعنی اپنے والد گرامی سے صرف پانچ سال کے قلیل عرصہ کے بعد ہوئی۔

صاحبزادگان آپ کے دو صاحبزادگان اس وقت مسند ارشاد پر فائز ہیں

صاحبزادہ سید کبیر علی شاہ صاحب

آپ نومبر ۱۹۴۲ء میں پیدا ہوئے۔ تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی اور والد بزرگوار سے ہی بیعت و خلافت پائی۔ والد گرامی کے روضہ مبارک کی تعمیر مکمل کی۔ اور ساتھ ہی مسجد بھی بنوائی۔ مشائخ پاکستان کی کانفرنس میں شرکت فرمائی۔ ڈسکہ میں آل پاکستان سنی کانفرنس آپ کے تعاون سے منعقد ہوئی۔ پھر آل پاکستان سنی کانفرنس گوجرانوالہ کے بھی ممد و معاون رہے۔ آپ جمیعت مشائخ پاکستان کے صدر ہیں۔ اور دربار داتا گنج بخش کی آر۔ سی پی کمیٹی کے ممبر ہیں۔ تقریباً آٹھ سال سے ریڈیو پاکستان کے ذریعہ تبلیغ اسلام میں کوشاں ہیں۔

صاحبزادہ سید شبیر علی شاہ صاحب

آپ ۱۹۴۶ء میں پیدا ہوئے۔ علوم دنیوی اور دینی دونوں سے مالا مال ہیں۔ کافی عرصہ برطانیہ میں رہے۔ عمرہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ برطانیہ میں مانچسٹر کے مقام پر والد گرامی قدر کے سالانہ عرس مبارک کا اہتمام کیا۔

اس طرح دونوں صاحبزادگان تبلیغ دین میں کوشاں و معروف ہیں۔

حضرت خواجہ سید محمد سید شاہ صاحبؒ قدس سرہٗ

پیدائش

آپ کا شجرہ نسب محمد سید شاہؒ بن خواجہ فقیر محمدؒ بن خواجہ نور محمدؒ ہے آپؒ کی ولادت باسعادت علاقہ تیراہ شریف میں بمقام تیزئی شریف ہے۔ سن ولادت تقریباً ۱۲۷۹ھ ہے

تعلیم

قرآن مجید حاجی سرخرو صاحب سے پڑھا جن کا مزار خواجہ نور محمدؒ کے مزار اقدس کے مشرق میں ہے۔ آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ میرے قرآن کے استاد بڑے بزرگ اور پارسا تھے۔ آپؒ باباصاحب کے روضۂ اقدس کی حاضری دینے کے بعد اپنے استاد کی قبر مبارک پر فاتحہ خوانی فرماتے۔ کتب فقہ مولوی غزنی صاحب کوٹ چمجی اور مولوی اسداللہ صاحب سکنہ سگری سے پڑھیں۔ آپ اپنے زمانہ میں بے مثل عالم تھے مشکل سے مشکل مسئلہ نہایت آسانی سے حل فرمادیا کرتے تھے۔

سفر حج

آپؒ دو مرتبہ زیارت حرمین شریف سے سرفراز ہوئے۔ پہلی دفعہ ۱۹۱۰ء میں اور پھر صاحبزادۂ عالی قدر غلام نقشبند کی پیدائش (۱۹۳۰ء) کی پیدائش کے بعد روضۂ رسولؐ کیلئے حضرت خواجہ محمد شفیعؒ کی معیت میں تشریف لے گئے۔ تاکہ خود روضۂ اقدس پر حاضر ہوکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کریں۔ اور اپنے غلام کو سرکار دو عالم کے سپرد غلامی فرمائیں۔

وفات

تاریخ وصال ۹ ذیعقد ۱۳۵۷ھ ہے۔ بروز ہفتہ قبل از شام مطابق یکم جنوری ۱۹۳۹ء واصل بحق ہوئے۔

عبادات

آپ ہر وقت باوضو رہتے تھے۔ نماز تہجد ادا کرکے مراقبہ میں رہتے۔ پھر نماز فجر میں حضور پیش امام ہوتے تھے۔ بعد ازاں سورج نکلنے تک مراقبہ میں رہتے۔ پھر نماز اشراق ادا کرکے تلاوت قرآن شریف فرماتے تھے۔ اس کے بعد حاجت مند اشخاص پیش ہوتے۔ ہر ایک سے بے حد نوازش فرماتے۔ اور سب کی استدعا قبول فرماتے۔ موسم گرما میں دوپہر کا کھانا کھاکر قیلولہ فرماتے۔ پھر وضو فرماکر نماز ظہر ادا فرماتے۔ اکثر سفر میں شب باشی بھی مسجد میں ہوتی تھی۔ نماز ظہر کے بعد تلاوت قرآن پاک فرماتے۔ نماز عصر ادا کرنے کے بعد سورج غروب ہونے تک مراقبہ میں رہتے۔ نماز مغرب ادا کرکے صلوۃ اوابین ادا فرماتے۔ نماز عشاء کیلئے حضور تازہ وضو فرماتے۔

بیعت کا طریق

حضورؒ بالعموم نماز عشاء کے بعد بیعت فرمایا کرتے تھے۔ بایاں دستِ مبارک سب کے نیچے اور دایاں دستِ مبارک بیعت کرنے والے کے ہاتھوں کے اوپر رکھتے تھے۔ اگر آدمی زیادہ ہوتے تو سب کے ہاتھوں میں اپنا دوپٹہ پکڑا دیتے۔ اور دونوں سرے اپنے دستِ مبارک میں پکڑتے اور توبہ کراتے۔ ذکر قلبی کی تلقین فرماتے۔ پھر مراقبہ کراتے بعد ازاں دعائے خیر فرماتے۔

علم و فضل

آپ کی ہر بات میں نکتہ ہوتا تھا۔ کلام اسرار و غوامض سے پُر ہوتی تھی۔ مگر نہایت آسان طریقے سے پیچیدہ مسائل کو اس طرح ذہن نشین کرتے تھے کہ سامعین نہایت آسانی سے سمجھ جاتے تھے۔ ایک دفعہ حضور علی پور شریف میں عرس کے موقع پر اوقات نماز کے متعلق ایک مسئلہ سمجھا رہے تھے۔ آپ نے اس طرح تشریح فرمائی کہ عالم و فاضل بھی عش عش کر اٹھے اور سب کو اوقات ذہن نشین ہو گئے۔ حقیقی مسائل میں عملی طور پر مبتدی معلوم ہوتے تھے۔

حلیہ مبارک

آپ کا جسم مبارک قد و قامت کے لحاظ سے نہایت موزوں [illegible] چہرہ انور سے انوار الٰہی درخشاں تھے۔ ہر شخص آپ کا چہرۂ نورانی کو دیکھ کر مبہوت و فریفتہ ہو جاتا [illegible] مبارک زلفیں سینہ اقدس کے دونوں طرف آویزاں رہتی تھیں۔ گویا نور کی دو دھاریں تھیں۔ جو دیکھنے والوں کو محو کر دیتی تھیں۔ مبارک آنکھیں عشق الٰہی سے مخمور تھیں۔ مگر نورِ الٰہی کی جو سرخی ہویدا تھی۔ سبز [illegible]مہ زیب تن ہوتا تھا۔ دوپٹہ بھی سبز رنگ کا ہوتا تھا۔ پاپوش مبارک پور کھٹوہاری زیب وہ پائے مبارک ہوتا تھا۔ ریش مبارک کو حنا لگایا کرتے تھے۔

کرامات

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

۱۔ حضور نماز تہجد حضور مسجد میں ہی پڑھا کرتے تھے۔ اور اندھیرے میں پڑھتے تھے۔ روضہ والی مسجد میں حضورؒ نماز تہجد میں مصروف تھے۔ کہ لپٹی ہوئی صفوں میں کھڑکھڑ کی آواز آنے لگی۔ آپ نے چراغ روشن کیا۔ کوئی شخص موجود نہ تھا۔ آپ چراغ گل کر کے پھر نماز میں مصروف ہو گئے پھر شور ہونے لگا۔ حضورؒ نے فرمایا "اب شور کرو گے تو تم کو سزا دی جائے گی۔ پھر شور نہ ہوا۔ پھر بعد میں آپ نے بتایا کہ وہ جنات تھے۔

۲۔ موضع ڈیوڑھی ضلع شیخوپورہ میں حضور کے بہت سے خادم تھے۔ وہاں ایک عقیدتمند مستری علم دین بے اولاد تھا۔ اسے بھی لڑکے کی خوشخبری دی اور نور محمد نام رکھنے کا ارشاد فرمایا۔ اسے اللہ

تعالیٰ نے لڑکا دیا۔

۳۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کے ہاں لڑکیاں ہی تھیں۔ تمام یاروں نے عرض کی کہ کوئی چراغ بھی ہونا چاہیے جس کی وجہ سے خانہ مبارک منور رہے۔ ارشاد ہوا۔ اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ اور غلام نقشبند نام رکھیں گے۔ مولوی محمد مسعود صاحب الہڑوی، عنایت اللہ صاحب سیالکوٹی اور مولوی نور الدین وغیرہ کو خطوط میں ارشاد فرمایا کہ غلام نقشبندیہ انشاء اللہ تعالیٰ امسال آرہا ہے۔ بفضل خدا غلام نقشبند کی ولادت یکم اگست ۱۹۲۵ء کو ہوئی۔ اور تیسرے روز آپ حج پر تشریف لے گئے۔

۴۔ موضع بل متصل سانگلہ ہل میں آپ کا مخلص مستری علم دین حاضر ہوا۔ عرض کی لڑکیاں ہیں لڑکا نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اب لڑکا دے گا اس کا نام نور محمد رکھنا۔ چنانچہ نور محمد پیدا ہوا۔ اور اس کے بعد کوئی لڑکا نہ ہوا۔

۵۔ موضع کھوکھر کی ضلع سیالکوٹ میں خادم علی تھانیدار کو ایک جرم میں چار سال کی سزا ہوگئی۔ اس کی بیوی حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر بہت روئی۔ کیونکہ اپیل بھی خارج ہو چکی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا "پھر اپیل کرو"۔ چنانچہ اپیل کرنے پر منظور ہوگئی۔ تھانیدار بری ہو کر ملازمت پر بحال ہو گیا۔ اور پچھلے تمام عرصہ کی تنخواہ بھی مل گئی۔

۶۔ چوہدری خادم علی تھانیدار کا لڑکا ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرتا تھا۔ تین سال متواتر فیل ہوتا رہا۔ پرنسپل امتحان میں بیٹھنے کے حق میں نہ تھا۔ چوہدری صاحب آپ کے روضہ مبارک پر تلاوتِ کلام پاک کرتے۔ روتے اور دعا کرتے۔ امتحان میں بیٹھنے کی اجازت بھی مل گئی۔ اور لڑکا کامیاب ہو کر فوج میں ڈاکٹر ہو گیا۔ لڑکے کا نام محمود علی تھا۔

۷۔ موضع دو مروڑ ضلع گوجرانوالہ میں ایک بدچلن سید کو آپ کے چند خادموں نے قتل کر دیا۔ آٹھ، آدمیوں کا چالان ہوا۔ ایک وعدہ معاف گواہ بھی تھا۔ گوجرانوالہ میں سیشن سپرد ہو گئے۔ آپ گوجرانوالہ تشریف لے گئے۔ آپ کی خدمت میں تمام حالات عرض کیے گئے۔ آپ نے فرمایا۔ پرسوں جب عدالت میں پیش ہونگے۔ سب رہا ہو جائیں گے۔ گوجرانوالہ میں اس بات کا بہت چرچا ہوا۔ کہ بڑی عجیب پیش گوئی ہے۔ غیر مقلدین نے خاص طور پر مشہوری کی۔

اس مقدمہ میں تفتیش کنندہ تھانیدار امام دین قبلہ حافظ جماعت علی شاہؒ علی پوری کا مرید تھا۔ اس نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ حضور اکتالیس گواہ موقعہ کے ہیں رہائی ناممکن ہے۔ فرمایا "تم اور ایس پی زور لگا لو۔ انشاء اللہ سب بری ہو جائیں گے۔ تیسرے دن جب عدالت میں پیش ہوئے۔ سب بری ہو گئے۔ اور وعدہ معاف گواہ بھی بری ہو گیا۔ حافظ صاحب علی پوری کو جب تمام حالات معلوم ہوئے تو وہ تھانیدار امام دین سے ناراض ہو گئے۔

۸۔ کوٹلی رام داس ضلع سیالکوٹ سکھوں کا گاؤں ہے۔ مسلمان غیر زراعت پیشہ تھے۔ آپ وہاں تشریف لے گئے۔ سکھ اذان نہ دینے دیتے تھے۔ آپ کے خادم نے وہاں اذان کہی۔ تو سکھوں کے گوردوارہ کے بھائی نے سنکھ بجانا شروع کر دیا۔ اذان کے ساتھ ساتھ بجاتا رہا۔ آپؒ کو بہت رنج ہوا۔ فرمایا" یہ نہ رہے گا" دوسرے دن آپ وہاں تشریف لے گئے، سنکھ بجانے والے کے حلق میں ورم ہو گیا اور شام کو مر گیا۔ تمام سرکردہ سکھ دوسرے گاؤں میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی کہ وہ تو اپنی سزا کو پہنچ گیا۔ آپ ہمارے گاؤں تشریف لے چلیں ہم خود وہاں ایک عمدہ مسجد تعمیر کر دیں گے۔ اور اذان کی اجازت بھی دیں گے۔ گوردوارہ بھی وہاں سے ہٹا دیں گے۔ آپ نے فرمایا "تم اپنے کہنے پر عمل کرو۔ ہم پھر کسی وقت تشریف لائیں گے" چنانچہ دوسری دفعہ جب آپ وہاں تشریف لے گئے تو سکھ مردوں اور عورتوں نے آپ کا پُرجوش استقبال کیا۔ مسجد تعمیر ہو چکی تھی۔

۹۔ ایک دفعہ آپ عَلیا چک متصل الہڑ ضلع سیالکوٹ میں اپنے ایک مخلص مستری کے گھر گئے اُس کے گھر میں ایک بیری کا خوبصورت درخت تھا۔ اُس نے عرض کی حضور اِس کو پھل نہیں لگتا۔ آپ نے فرمایا" ونٹ پیا لگسی"۔ اب اُس بیری کو تمام سال پھل لگتے ہیں۔ ہر موسم میں خوش ذائقہ میٹھے بیر لگتے ہیں۔ صاحبزادہ غلام نقشبند مدظلہ نے اپنے والد گرامی قدر کے ساتھ بیر کھائے ہیں۔

۱۰۔ قلعہ کوٹہ متصل چوہڑ کانہ میں ایک بیری موجود ہے۔ جسے پہلے بیر نہ لگتے تھے۔ اب آپؒ کے ارشاد کے مطابق سال میں دو دفعہ بیر لگتے ہیں۔

۱۱۔ کوٹ مراد متصل گھلے باجوہ ایک دفعہ تشریف لے گئے۔ گرمی کا موسم تھا۔ ایک درخت آملہ کے سایہ میں ڈیرہ ہوا۔ آپ نے سایہ پسند فرمایا تو عرض کیا گیا۔ کہ پھل نہیں دیتا۔ فرمایا" اب پھل دے گا۔ اب تک دو دفعہ پھل دیتا ہے۔

۱۲۔ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ نواب خاں جنگی پھیرو ضلع راولپنڈی کا خط آیا ہے کہ فوج میں افسران بالا مخالف ہیں اِس لئے صوبیداری کی ترقی نہیں ملتی۔ ارشاد ہوا اب صوبیدار ہو جائے گا۔ چنانچہ چند دنوں میں وہ صوبیدار ہو گیا۔

۱۳۔ چودھری علم دین سکنہ بوبک متصل ظفروال سیالکوٹ کے گھر قیام تھا۔ وہ صبح ایک چائے دانی میں چائے مسجد میں آپ کے لئے لائے۔ جب دروازہ پر پہنچے تو زیادہ آدمی دیکھ کر واپس جانے لگے۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہی لے آؤ کافی ہے۔ بار بار پکانے کی کیا ضرورت ہے۔ مسجد آدمیوں سے بھری ہوئی تھی۔ آپ نے خود چائے تقسیم کی سب کو چائے پلائی اور خود بھی پی۔ چودھری صاحب یہ دیکھ کر وجد میں آگئے۔

۱۴۔ ایک دفعہ مہوٹہ ضلع اٹک میں ایک گائے کو ہلکان ہو گیا۔ غیر معتقد لوگوں نے مشورہ کیا کہ چورہ شریف والے پیر صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ان کے پاس لے چلیں اگر آرام نہ آیا تو ہم مذاق

کریں گے۔ نمبردار فضل داد جو آپ کا مرید تھا۔ گھبرایا ہوا آپ کی خدمت کی حاضر ہوا۔ یہ لوگ امتحان کے لئے آئے ہیں۔ سخت پریشان تھا۔ آپ نے فرمایا "نمبردار صاحب آپ فکر نہ کریں۔ ایسے جانوروں کو تو ہمارا بابا سائیں (خادم) درویش بھی دم کر دے۔ تو آرام آ جاتا ہے۔ غیر معتقد لوگوں نے حاضر ہو کر دم کے لئے عرض کی۔ تو آپ نے اُن کے ساتھ جا کر گائے کو جو حویلی میں مقفل تھی۔ دم فرمایا اور فرمایا کھول دو وہ آپ کے پاس آگئی کچھ چارہ دم کر کے دیا۔ اُسے بالکل آرام ہو گیا۔ غیر معتقد بھی مریدان باصفا بن گئے۔

۱۵۔ موضع رسینوال ضلع لائل پور نزد سٹیشن سالار والا۔ چوہدری الٰہی بخش کے ہاں تشریف فرما تھے۔ مجلس گرم تھی۔ ایک تشریف بھی درویش تشریف رکھتے۔ آپ اُس کے ساتھ باہر تشریف لے گئے۔ اور سڑک پر چھوڑ کر آئے۔ واپس آنے پر دریافت کیا گیا تو بتایا یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ ایک مشورہ کے لئے تشریف لائے تھے۔

۱۶۔ چونڈہ ضلع سیالکوٹ میں ایک عیسائی لڑکی پر جن کا سایہ تھا۔ اٹھارہ سال سے چارپائی سے پڑی تھی۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ آپ کو رحم آگیا۔ دم فرمایا اور ارشاد فرمایا سہارا دے کر کھڑا کرو۔ اُس کو کھڑا کیا گیا تو فرمایا "چلو"۔ تو وہ چلنے لگی۔ اور بالکل تندرست ہو گئی۔

۱۷۔ موضع گوجرہ ضلع چک جھمرہ میں چند آدمی حاضر ہو کر عرض گزار ہوتے۔ کہ ہمارے قطعہ زمین میں میں ایک سفید ریش بابا ہمیں چھڑیاں مارتا ہے کہتا ہے کہ مویشی یہاں سے لے جاؤ۔ حضورؒ وہاں تشریف لے گئے۔ اور مراقبہ کے بعد فرمایا یہاں ایک بزرگ کی قبر ہے۔ یہاں سے مویشی ہٹا دو، اب وہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔ آپ کے ارشاد کی تعمیل ہوئی پھر انہیں کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

۱۸۔ موضع مصریال ضلع اٹک میں ایک قتل ہو گیا۔ آپ ضلع سیالکوٹ میں تشریف فرما تھے ضلع اٹک سے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ اُن کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ مگر فریق ثانی رضامند نہ ہوا۔ مقدمہ شروع تھا قاتل پندرہ تاریخ کو قتل کر اٹھارہ تاریخ کو فوج میں بھرتی ہو کر بنوں چلا گیا آخری تاریخ کو جب جج صاحب نے مثل دیکھی تو قتل کی تاریخ اٹھارہ معلوم ہوئی۔ اور فوج میں بھرتی ۱۵ تاریخ یہ حضور کا تصرف تھا۔ چنانچہ جج نے قاتل کو بری کر دیا۔ مگر آپ نے فرمایا ہوش کرو۔ دُنیا میں چھوٹ گئے۔ آخرت میں کیسے جان بچاؤ گے۔

۱۹۔ آپ ایک دفعہ پہاڑی پورہ متصل سانگلہ ہل میں تشریف فرما تھے۔ شام کے وقت سخت ژالہ باری شروع ہوئی۔ عرض کی حضور فصلوں کا بہت نقصان ہوگا۔ آپ نے صحن میں آکے دعا فرمائی ژالہ باری فوراً بند ہو گئی۔

قدسیہ

فرمایا "جو دم غافل، سو دم کافر"

آپ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل مظہر تھے نصیحت کے طور پر فرمایا کرتے۔ ع

ره رستگاری ہمیں است و بس؛ مخون بے رضائے محمد نفس

حضرت سید محمد شفیع رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت باسعادت

آپ کا شجرہ نسب حضرت محمد شفیعؒ بن خواجہ سید شاہؒ بن خواجہ فقیر محمدؒ بن خواجہ نور محمدؒ

آپ کی ولادتِ باسعادت ۱۶ شعبان ۱۳۱۶ھ کو ہوئی۔ آپ کی دادی صاحبہ حیات تھیں مائی صاحبہ آپ سے بہت محبت و شفقت فرمایا کرتی تھیں۔

تعلیم و بیعت

آپ نے علومِ ظاہری کی تکمیل اپنے والد گرامی سے کی اور خلافت و اجازتِ بیعت سے سرفراز ہوئے۔ باپ بیٹے میں غائت درجہ کی محبت تھی۔

حج بیت اللہ

آپ نے تین مرتبہ حج کی سعادت حاصل کی۔ پہلی مرتبہ والد گرامی کی معیت میں ۱۹۳۵ء میں دوسری بار ۱۹۴۶ء میں حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ تیسری دفعہ کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز بغداد شریف کربلائے معلیٰ نجف اشرف کوفہ، بیت المقدس اور دمشق پہنچے دمشق میں آپ نے ایک بزرگ ابو صالح کے مزار اقدس کی زیارت فرمائی اور جن کی ایک ٹانگ ایک خاص واقعہ کے باعث باہر ہے اور کپڑے سے ڈھکی ہوئی ہے۔

پھر آپ مدینہ منورہ روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بعد حج کے لیئے مکہ مکرمہ میں حاضری دی۔ چوتھی دفعہ بھی کوشش کی مگر قرعہ اندازی میں اجازت نہ مل سکی۔ کہ ؎

نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال۔

قیامِ پاکستان

جب آپ دوسری دفعہ ۱۹۴۶ء میں حج سے واپس تشریف لائے تو سمندری ضلع لائل پور میں مولوی نور دین صاحب جو آپ کے مخلص مریدین میں سے تھے۔ اور ہائی سکول میں فارسی مدرس تھے۔ کے پاس تشریف لے گئے۔ تو کچھ لوگوں نے حضور سے دریافت کیا حضور پاکستان کی کوشش کامیاب ہوگی۔ تو آپ نے خوش ہو کر فرمایا کہ پاکستان کے قیام کی خوشخبری رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے دے دی ہے۔ انشاء اللہ ضرور قائم ہوگا۔ روضۂ مقدس پر بہت سے لوگوں کے ساتھ ہمیں بھی بشارت مل چکی ہے۔

عام لوگ جو ملکی معاملات میں ماہر تسلیم کئے جاتے تھے۔ ان کو بھی یقین نہ آتا تھا۔ لیکن آخر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے مطابق پاکستان معرضِ وجود میں آگیا۔ اور حضرت صاحب کے فرمان کی صداقت بھی ثابت ہوگئی۔

مقام

آپ نے مقامات عروج بعجلت طے کئے۔ اور دربارِ عالیہ نوریہ چورہ شریف میں آپ آفتاب درخشاں کی طرح ہیں۔ کاملین آپ سے فیضیاب ہوتے رہے۔ چہرہ انور، انوارِ الٰہی سے منور تھا۔ خاندان میں آپ مرکزِ الفت تھے۔ اخلاقِ حسنہ کا مجسم نمونہ تھے ہر شخص پہلی ہی ملاقات میں آپ کا گرویدہ ہوجاتا۔ آپ فیضِ الٰہی کے مظہر، اسرارِ الٰہی کے منبع اور ظاہری و باطنی علوم کے جامع تھے۔

والدہ کی خدمت

آپ اپنی والدہ محترمہ کے بے حد خدمتگار اور تابعدار تھے "ماں کے قدموں تلے جنت ہے" پر مردم عمل پیرا رہے بلکہ اپنی والدہ محترمہ کی وفات کے بعد بھی آپ نے وصیت کر دی تھی۔ کہ میری قبر میری والدہ محترمہ کے قدموں میں بنائی جائے۔ چنانچہ آپ کے وصال کے بعد وصیت کے مطابق آپ کے صاحبزادگان نے آپ کی قبر مبارک والدہ محترمہ کے قدموں میں بناکر ایک نئی مثال قائم کردی۔

وفات

آپ ۸، ذوالحجہ ۱۳۸۸ھ بمطابق ۱۰ اپریل ۱۹۶۶ء کو اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو تشریف لے گئے۔

صاحبزادگان

آپ کے پانچ صاحبزادے تھے۔ غلام نقشبند، غلام مجدد، غلام مرشد، غلام زاہد، غلام امجد زینت دربار عالیہ

صاحبزادہ غلام نقشبند مدظلہ

آپ یکم اگست ۱۹۳۵ء کو چورہ شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ حافظ قرآن بھی ہیں جامعہ رضویہ لائل پور سے فارغ التحصیل ہیں بیعت و خلافت اپنے والدگرامی حضرت محمد شفیع سے حاصل کی۔ آپ حضرت صاحب کے بڑے فرزند ہونے کی وجہ سے بے حد لاڈلے تھے۔ دادا جان کی آنکھوں کا نور تھے۔ انہی کی دعاؤں کا ثمرہ ہے کہ علوم ظاہری و باطنی سے مالامال ہیں۔ تبلیغ دین کے سلسلہ میں اکثر سفر میں رہتے ہیں اور عقیدتمندوں کی تربیت فرمارہے ہیں۔ پچھلے سال یعنی فروری ۱۹۷۸ء میں الراقم کو امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے روضۂ اقدس سرہند شریف پر بمعہ برادرِ خورد محمد خلیل حاضری نصیب ہوئی۔ تو گرامی قدر جناب صاحبزادہ غلام نقشبند مدظلہٗ بھی سفر میں ساتھ رہے۔ نہایت سادہ مزاج پر خلوص اور اخلاقِ کریمانہ سے متصف ہیں مہمان نوازی میں اپنے اسلاف کا نمونہ ہیں۔ آپ کی مجلس پُر رونق ہوتی ہے۔

صاحبزادہ غلام مجدد ۔ روحانی امراض کے ساتھ ساتھ جسمانی امراض کے ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہیں

صاحبزادہ غلام مرشد اکاؤنٹنٹ ہیں۔ چھوٹے صاحبزادگان غلام زاہد اور غلام امجد اپنے برادر کلاں کی زیر نگرانی زیر تعلیم ہیں۔

حضرت سید قادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت آپ کی ولادت باسعادت علاقہ بیراہ بمقام تیزی شریف ۱۲۸۰ھ ہے۔

حضرت قبلہ باواجی رحمۃ اللہ علیہ کو لخت جگر کی پیدائش کی خبر پہنچی تو خوشی کے ساتھ گھر تشریف لائے اور نومولود کا چہرہ دیکھکر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے اور آپ نے فرمایا یہ میرا عین نمونہ ہوگا۔

تعلیم آپ نے قرآن پاک حاجی سرخرو صاحب سے پڑھا جن کا مزار اقدس حضرت باباجی نور محمد تیراہی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس کے مشرق کی جانب ہے۔

کتب فقہ پہلے مولوی غزنی صاحب کوٹ چھیجی اور اس کے بعد مولوی اسرار اللہ صاحب سکنہ سگری سے پڑھیں۔

بیعت و خلافت بچپن سے حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ کی آپ پر خاص نظر تھی آپ سے بیعت ہو کر آپ کو اپنی زندگی میں خلافت و اجازت بیعت سے نواز کر لوگوں کو تلقین و توبہ کرانے کی اجازت دی۔

عقد مبارک نکاح سنت نبوی ہے۔ النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی (الحدیث) آپ کی شادی احکام شریعت کے مطابق نہایت سادگی سے انجام پائی تھی بحکم شرعی کے مطابق خطبہ مسنونہ پڑھا گیا اور دقت مقررہ پر خویش و اقارب اور غربا و مساکین کو دعوت ولیمہ میں شریک کیا گیا۔

اولاد حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے چھ اولاد ہوئیں۔ چار صاحبزادگان حضرت قبلہ پیر محمد رحیم شاہ۔ حضرت لطیف شاہ۔ حضرت الحاج محمد صدیق شاہ صاحب حضرت محمد امین شاہ صاحب اور دو صاحبزادیاں ہوئیں۔

آپ ہر وقت باوضو رہتے تھے۔ آپ نماز تہجد کیلئے اٹھتے تو سب دوستوں کو جو ساتھ ہوتے اٹھا دیتے۔ حضور بالعموم نماز تہجد کے بعد بیعت فرمایا کرتے تھے۔

طریقہ بیعت باباجی دست مبارک نیچے اور دائیاں دست مبارک سب بیعت کرنیوالوں کے ہاتھوں کے اوپر رکھتے اور اگر آدمی زیادہ ہوتے تو

سب کے ہاتھ میں آپ کی چادر دیتے اور ایک طرف سے آپ چادر پکڑتے اور توبہ کراتے اور ذکر قلبی کی تلقین فرماتے پھر مراقبہ کراتے بعد میں آپ دعا فرماتے۔

ڈاڑھی منڈھوں کو باریش ہونے کی نصیحت فرماتے۔ کسی نے مونچھیں خلاف سنت رکھی ہوتیں تو ٹوکتے حقہ نوشی سے منع فرماتے۔

وصال آپ کو علاقہ پٹھوار سے خاص محبت تھی آپ اس علاقہ میں کافی عرصہ ٹھہرے اور سلسلہ تبلیغ میں کافی لوگوں کو راہ ہدایت پر چلنے کی تلقین کرتے آپ آخری دنوں میں بھی نتھیاں گلباز چلے گئے اور وہیں جاکر بیمار ہو گئے آپ نماز تہجد اور وضائف مکمل کرنے کے بعد مراقبہ میں رہے۔ صبح کے وقت صوفی محمد یعقوب موہڑا شیراں والا سے پوچھا صبح ہو گئی۔ اس نے عرض کی حضور نماز کا وقت ہو گیا آپ نے صبح کی نماز ادا کی لیکن دوسرے سجدہ میں اللہ اللہ کرتے ۲۷ صفر ۱۳۷۲ھ کو اس دنیا فانی کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے الوداع کہہ کر مالک حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

اپنا ہو یا غیر ہر ایک کے ساتھ انتہائی شفقت سے پیش آتے تھے ہر کس و ناکس کے ساتھ آپ خوش خلقی اور خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ یاران طریقت کے ساتھ ایسا مشفقانہ برتاؤ فرماتے کہ آج تک سب یہی محسوس کرتے ہیں کہ مجھ پر سب سے زیادہ شفقت فرماتے تھے۔

اخلاق وعادات اخلاق کریمانہ اور صفات حسنہ سے متصف تھے۔ آپ اپنے جملہ اعمال اور اقوال میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلیہ وسلم کی سنت مبارک کے تابع تھے

سادگی سادگی ایمان میں سے ہے۔ آپ اگر چاہتے اچھا سے اچھا کھانا کھا سکتے تھے۔ اور قیمتی لباس بھی پہن سکتے تھے۔ مگر اس عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سنت رسول کے مطابق فقیری زندگی گذار دی۔

عبادات آپ ہر وقت باوضو رہا کرتے بہت کم وقت بے وضو گزرتا۔ نماز تہجد آپ زیادہ بارہ رکعت پڑھتے کبھی آٹھ کبھی چھ رکعت ادا فرماتے بعد سورۃ یٰسین سورہ مزمل اکیس دفعہ اول اور آخر درود شریف پڑھتے۔ پھر درود شریف اور استغفار کا ورد نہایت سوز و گداز سے کرتے پھر فجر کی سنتوں کے بعد ایک سو ایک دفعہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم استغفر اللہ کا ورد فرماتے درود شریف کثرت سے پڑھتے۔ پھر فرضوں کی نماز کے بعد مراقبہ فرماتے بعد درود شریف اور تلاوت قرآن پاک فرماتے۔ اور پھر دعا فرماتے سورج نکلنے کے بعد آپ لوگوں کو ناشتہ چائے وغیرہ کراتے اور جو دست اجازت

رفعت چاہیں انہیں اجازت دیتے۔

کرامات ۱۔ ایک دفعہ آپ آرام فرما رہے تھے۔ کہ آپ اٹھ بیٹھے اور درویشوں کو کہا گھوڑی پر زین ڈالو نتھیال جانا ہے۔ عبدالغنی یاد کر رہا ہے۔ اس کا مکان گر گیا ہے۔

آپ گھوڑی پر سوار ہوئے اور دوست بھی ساتھ تھے جب نتھیال گلبانہ پہنچے تو معلوم ہوا واقعی عبدالغنی کا مکان بارش میں گر گیا اور اس نے تکلیف میں یاد کیا آپ نے سب درویشوں کو لگا کر مکان تیار کرا دیا۔

۲۔ آپ ایک دفعہ علاقہ مینڈر (لونچھ) میں تھے کہ فقیر محمد نے آپ سے دعا کی درخواست کی کہ حضور میرا لڑکا گم ہو گیا ہے بڑی کوشش کی لیکن لڑکا نہیں ملا۔ بچہ جوان ہے۔ آپ نے فرمایا بچہ مل جائیگا۔ اسی رات جب سب لوگ سو رہے تھے۔ باہر لڑکے نے آواز دی۔ دروازہ کھولو۔ جب باپ نے دروازہ کھولا تو لڑکا کھڑا تھا۔ جب فقیر محمد نے لڑکے سے حالات دریافت کیے تو اس نے کہا کہ میں ایران میں تھا۔ ایک بزرگ آئے تو انہوں نے کہا میرا ہاتھ پکڑو اور آنکھیں بند کرو۔ جب آنکھیں کھولیں تو گھر کے دروازہ پر کھڑا ہوں۔

صبح جب لڑکے کو حضرت صاحب کے پاس لے گیا تو اس نے بتایا کہ یہی بزرگ ہیں جو مجھے ایران سے لائے ہیں۔

۳۔ ایک دفعہ غلام محمد بھنوٹ والا عرس شریف پر جا رہا تھا۔ راستہ میں اسکی لڑکی بیمار ہو گئی۔ وہ اپنی بیوی بچوں کو چھوڑ کر حضرت صاحب کے پاس سہام (راولپنڈی) حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا تمہاری لڑکی ٹھیک ہو گئی ہے۔ اب چاہو تو ہمارے ساتھ چلو یا بچوں کو لے کر سیدھے چورہ شریف عرس پر پہنچو۔ غلام محمد نے عرض کی بچوں کو لیکر پہنچونگا۔ تاکہ ملاقات کر سکیں۔ جب غلام محمد بچوں کے پاس پہنچا تو لڑکی واقعی بالکل صحت یاب ہو چکی تھی۔ اور کھیل رہی تھی۔

۴۔ ایک دفعہ آپ علاقہ سرن (لونچھ) میں گذر رہے تھے راستہ میں ایک اخروٹ کے درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر آرام کیا درخت سوکھا تھا۔ اچانک اس کا چھلکا آپ کے اوپر گرا تو آپ نے فرمایا تو پھر سبز ہونا چاہتا ہے۔ جب آپ پھر دوسرے سال اس علاقہ سے گذرنے تو انہوں نے بتایا کہ اخروٹ کا درخت اب سر سبز ہے۔ اور آج تک ہے۔ اور اسکا اخروٹ بہت میٹھا ہے۔

۵۔ چوہدری اکبر علی کھیاں والا (گجرات) کا بیان ہے۔ ایک دفعہ میں گھوڑی پر سوار تھا اور ٹانڈہ موٹا سے گھر جا رہا تھا ابھی شہر سے باہر نکلا ہی تھا۔ کہ گھوڑی نے دوڑ لگا دی اور

قالو سے باہر ہو گئی۔ سامنے ایک کنواں آگیا۔ اس گھوڑی پر سوار کنوئیں میں گر گیا۔ گرتے وقت اس نے اپنے مرشد کامل حضرت قادر شاہ کو یاد کیا لوگ دوڑے آئے اور جب دیکھا تو میں گھوڑی پر ویسے ہی سوار تھا۔ اور جب لوگوں نے باہر نکالا تو نہ مجھے کوئی چوٹ لگی تھی اور نہ ہی گھوڑی کو۔ لوگوں نے کہا اُسکا پیر واقعی کامل ہے۔

۶۔ بھاٹہ ڈھیرہ (آزاد کشمیر) صوفی فضلداد خاں کے والد جو کہ حضرت صاحب کے مخلص مرید تھے کا بیان ہے۔

ایک دفعہ مجھے دشمنوں نے گھیر لیا اور مجھے قتل کرنے کے درپئے ہوئے میں نے اپنے مرشد صاحب کو یاد کیا اور میں ان کے سامنے سے گذر گیا اور صحیح سلامت گھر پہنچ گیا پھر میں دربار عالیہ چورہ شریف میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا گھبرانا نہیں چاہیئے۔ تمہارا کوئی بال بیکا نہیں کر سکتا۔

۷۔ جلو چک میں ایک مرید غلام محمد کو پھانسی کی سزا ہو رہی تھی۔ تو لوگوں نے سیشن جج جو سکھ تھا کو کہا اگر ہمارے پیر صاحب تصدیق کر دیں کہ یہ آدمی بے گناہ ہے تو کیا آپ مان لیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اگر وہ واقعی بزرگ ہیں تو میری قلم رکوا کر مجھ سے بری لکھوا دیں۔ غلام محمد نے اپنے مرشد سے رجوع کیا تو حضرت صاحب نے فرمایا وقت آنے دو جب جج نے فیصلہ سنایا تو غلام محمد بری تھا۔ حالانکہ سکھ جج جب عدالت سے باہر آیا تو بتایا کہ میں نے اسکو بری کرنے کا فیصلہ نہیں لکھا۔

یہ حال دیکھ کر وہ جج مسلمان ہو گیا اور حضرت صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

۸۔ رچوہ میں ایک راجہ حسو خاں کے درختوں کو کیڑا لگ گیا اور بہت گھبرایا۔ کہ بہت نقصان ہو گا۔ اور حضرت صاحب کو یاد کیا رات کو خواب میں حضرت صاحب کی زیارت ہوئی اور آپ نے فرمایا نماز پڑھو اور درود شریف پڑھ کر درختوں پر دم کرو اور چورہ شریف حاضری دو۔ چنانچہ تمام درخت ٹھیک ہو گئے اور آج تک کیڑا نہیں لگا۔

۹۔ ایک دفعہ آپ حضرت جماعت علیشاہ ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر علی پور شریف گئے آپ نماز تہجد ادا کرنے اور وظائف پڑھنے کے بعد مراقبہ میں تھے کہ کسی نے آپ کا بیگ اٹھا لیا جب کمرہ سے باہر نکلنے لگا تو چور کو راستہ نہ ملا اور کچھ نظر نہ آیا آپ نے اللہ کی ضرب لگائی اور چور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش آئی تو چور نے بیگ واپس کیا توبہ کی اور سلسلہ میں داخل ہو گیا اور برے کام سے توبہ کی۔

۱۰۔ موضع ناہن میں صوفی فتح محمد کے ہاں لڑکیاں تھیں اولاد نرینہ نہیں تھی میں نے اولاد نرینہ کیلئے عرض کی اور چورہ شریف جاکر حضور کے پاس رونے لگا۔ آپ نے فرمایا جاؤ اللہ تعالیٰ دو لڑکے دیگا پہلے کا نام محمد شبیر رکھنا دوسرے کا نام محمد رمضان رکھنا دونوں اب تک موجود ہیں۔

۱۱۔ مولا بخش بمقام انبور فوج میں بھرتی ہوگیا۔ ان کی والدہ نے حضرت صاحب سے عرض کی حضور بچہ بھرتی ہوگیا ہے۔ لیکن بچے کو بڑی تکلیف ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا اب کوئی تنگ نہیں کریگا۔ اور صوبیدار ہوگا۔ واقعی بہت جلد انگریز کے دور میں صوبیدار ہوگیا۔ تمام تعلیم یافتہ پیچھے رہ گئے اور اَن پڑھ صوبیدار ہوگیا۔

۱۲۔ بابا الف دین سیام (راولپنڈی) کا بیان ہے کہ ایک میرا لڑکا محمد صادق بیمار ہوگیا۔ بہت علاج کیا مگر آرام نہ آیا۔ آخر مایوس ہوا۔ قبلہ حضرت صاحب کو یاد کیا۔ آپ تھوڑی دیر بعد ڈھوک گجری کی طرف سے تشریف لاتے اور فرمایا الف دین کیا بات ہے۔ تو میں نے حال عرض کیا آپ نے بچہ کو منگوایا اور دم کیا اور لب مبارک منہ میں ڈالی تو لڑکا بالکل صحت یاب ہوگیا۔

۱۲۔ حضرت باباجی کے جنّات بھی مرید تھے

حاجی نور محمد جہلم والے نے بیان کیا ہے۔ ایک دفعہ میری ہمشیرہ کو جنات کے سایہ کی شکایت ہوگئی۔ اور میں وہاں موجود تھا۔ تو میں نے جن سے پوچھا کہ تیرا کوئی پیر ہے۔ اس نے کہا میں حضرت پیر محمد قادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوں۔ اور آج بھی چورہ شریف سے ہوکر آیا ہوں قبلہ کی بڑی مائی صاحبہ فوت ہوگئی تھیں اور میں جنازہ پڑھ کے آیا ہوں۔ آپ کے بہت جنات مرید ہیں تو میں نے کہا تو میرا پیر بھائی ہے۔ اور میری ہمشیرہ کو تنگ کرتا ہے۔ اس نے وعدہ کیا کہ آئندہ نہیں آونگا۔ اور نہ آیا۔ واقعی دو دن بعد مائی صاحبہ کی وفات کا خط پہنچ گیا۔

ہر وقت اللہ کی یاد میں

۱۴۔ ایک دفعہ ان کو حضرت صاحب نتھیاں گلباز میں آرام فرمارہے تھے۔ حافظ صاحب نتھیاں والے نے کہا کہ میں حضرت صاحب کی چارپائی کے پاس بیٹھ کر کان لگاکر سن رہا تھا۔ اس کی آواز دل سے آرہی تھی۔

آپ نے جب آنکھ کھولی تو فرمایا۔ حافظ جی کا فقیر ہونا بھی اللہ کی رضا پر ہونا ہے۔ آپ کا ایک معمول فقرہ ہے "ہتھ کار ولّے۔ دل یار ولّے"

خلفاء

خلفاء کے پورے نام یاد نہیں چند کے نام درج ہیں۔

۱۔	صوفی محمد شیر	علاقہ سدھنتی	مقبوضہ کشمیر
۲۔	سیّد محمد عبداللہ شاہ صاحب	مظفر آباد	آزاد کشمیر
۳۔	صوفی محمد حسین صاحب	سرن	مقبوضہ کشمیر
۴۔	مولوی میاں محمد گل صاحب	پنڈ	راولپنڈی
۵۔	مولوی محمد عالم صاحب	مینڈھر	مقبوضہ کشمیر
۶۔	سیّد نور شاہ صاحب		سرینگر مقبوضہ کشمیر
۷۔	بابا نیک محمد عرف بابا شیرا	پونچھ	مقبوضہ کشمیر

صاحبزادگان

آپ کے چار صاحبزادے حضرت رحیم شاہ حضرت لطیف شاہ حضرت حاجی محمد صدیق شاہ حضرت محمد امین شاہ سب صاحبزادگان عالی مرتبت اور عجب شان فقر کے مالک ہوتے ہیں۔ لیکن حاجی محمد صدیق رحؒ کو بے حد مقبولیت حاصل ہوتی۔ اُن کا ذکر آئندہ صفحات میں ہوگا۔

صاحبزادہ مقبول حسین صاحب بن حضرت رحیم شاہ رحؒ

نہایت درویش صفت عابد و زاہد انسان ہیں۔ اپنے اسلاف کے نقش قدم پہ گامزن ہیں۔ شب بیداری آپ کا معمول ہے۔ نہایت صاحبِ علم اور باعمل شخصیت کے مالک ہیں۔ اپنے والد گرامی اور دادا جان سے خلافت و اجازت بیعت سے سرفراز ہیں۔ مراقبہ و مجاہدہ اور وظائف میں کامل ہیں مہمان نوازی آپ کا وصف خاص ہے۔ اخلاق حسنہ سے متصف ہیں۔

حضرت پیر سیّد محمد صدیق شاہ قدس سرہٗ

پیدائش

ولادت باسعادت:۔ الحاج پیر محمد صدیق شاہؒ صاحب کی پیدائش غالباً ۱۳۱۲ھ ہے۔ جب آپ پیدا ہوتے۔ تو حضرت قادر شاہؒ نے فرزند ارجمند کے کان میں

اذان دی اور لب مبارک آپ کے منہ میں ڈالی اور آپ کا نام محمد صدیق رکھا اور دعا فرمائی یہ لڑکا بڑا لائق اور ذہین ہوگا۔

بچپن

آپ کا بچپن عام بچوں سے جداگانہ نوعیت رکھتا تھا۔ گالی گلوچ سے قطعی نفرت تھی۔ گاؤں کی تہذیب میں نشو و نما پانے کے باوجود حد درجہ شائستگی اور صفائی پسند تھے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ محنت سے قطعاً اکتاتے نہیں تھے۔

قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ طفلی ہی سے پاکیزہ اخلاق اور مہمان نواز تھے۔

تعلیم

آپ کی عمر چار سال اور چھ ماہ کی ہوئی تو آپ کے والد ماجدؒ ابتدائی تعلیم کیلئے مسجد میں بھیج دیا۔

ابتدائی تعلیم اور قرآن پاک

آپ نے قبلہ والد صاحبؒ سے پڑھا۔ پھر حافظ صاحب نور حسین فتح جنگ والے سے اسکے بعد حدیث پاک۔ فقہ تصوف کی تعلیم میں تکمیل حاصل کی۔ آپ کو تصوف سے گہری دلچسپی تھی۔ اولیاء اللہ کے حالات اور صوفیاء کرام کی حکایات میں بہت لطف اندوز ہوتے تھے۔ آپ کو علم حاصل کرنے کی تشنگی بڑھتی جاتی تھی۔ اور علوم دین کے حصول کا شوق اور زیادہ ہو جاتا تھا۔

حضور مشاغل کے باوجود کھیتی باڑی میں حصہ لیتے تھے۔

نکاح مبارک

نکاح سنت نبوی ہے۔ النکاح سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی فرمانِ مصطفےٰ کی تعمیل میں حضور کی شادی ایک بزرگ شخصیت حضرت قبلہ محمد گلزار شاہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ (علاقہ پونچھ) کی دختر نیک اختر سے ہوئی جو ایک نہایت معزز خاندان ہے۔ مائی صاحبہ حد درجہ زاہدہ۔ صالحہ ہیں ان کی خدمت میں رہ کر کئی خواتین فیض باطنی سے بلند مقام پر پہنچیں۔

مائی صاحبہ مہمان نواز تہجد گزار حلیم الطبع اور نہایت پارسا بی بی ہیں۔ مہمانوں کی خاطر تواضع میں خاص خوشی محسوس کرتی ہیں۔ کاروبار میں بھی ذکر میں مشغول رہتی ہیں۔

بیعت و خلافت

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت اور خلافت گرامی حضرت قادر شاہؒ سے ہے۔ آپنے اپنے قبلہ والد گرامی کی بہت خدمت کی اور خلافتِ و اجازت و بیعت سے نوازے گئے۔

سفرِ حج و زیارت

کون ایسا مسلمان ہے جن کے دل میں دیدار حرم کی آرزو نہیں اور دربار حبیب علیہ السلام کی خاک بوسی کی تڑپ نہیں

اسی طرح آپ ۱۹۷۲ میں حج کیلئے روانہ ہوئے۔ اس سال آپ کے ساتھ حضرت امیر ملت رحمتہ اللہ علیہ بھی تھے اور حکیم مبارک صاحب لاہور والے بھی موجود تھے آپ نے جدّہ سے سیدھا مدینہ منوّرہ کا رُخ کیا۔ مدینہ منوّرہ قیام کرنے اور حضور علیہ السلام کے روضہ اقدس کی زیارت کرنے کے بعد آپ حج کیلئے روانہ ہوئے اور مکہ مکرّمہ پہنچے حکیم مبارک صاحب کا بیان ہے۔ آپ نے وہاں کشادہ دلی سے خرچ کیا سب کچھ مدینہ منورہ کے غربا میں تقسیم کر دیا۔ سب ساتھیوں کو بھی تاکید ہوئی۔

عرس شریف حضرت باباجی رحمتہ اللہ علیہ کا اہتمام

جب آپ ۱۹۷۶ میں حج پر گئے اس سال جنوری میں کراچی سے روانہ ہوئے آپ راولپنڈی سے کراچی تک تمام دوستوں کو تاکید کرتے گئے میں واپس جلد پہنچ سکوں یا نہ میں نے صاحبزادہ اختر حسین اور چھوٹے صاحبزادہ عاشق حسین دونوں کو کہا ہے کہ عرس باباجی رحمتہ اللہ علیہ پورے اہتمام سے ہوگا۔ جب آپ کراچی واپس پہنچے تو سب سے پہلے یہ پوچھا عرس باباجی صاحب کا کیسا ہوا حالات معلوم کر کے بہت خوش ہوئے

وفات

۱۸ مارچ ۱۹۷۷ میں باباجی فقیر محمدؒ کے عرس مبارک کے موقع پر بیمار ہوئے آخر مارچ میں کچھ افاقہ ہوا لیکن مئی میں پھر بیمار ہوئے فیصل آباد اور راولپنڈی میں علاج ہوتا رہا جون کے آخر میں ایک دن فرمایا۔ اب میرا علاج ختم کرو۔ اب تیاری کرلو آخر آپکو ۳۰ رجون ۱۹۷۷ء واپس چورہ شریف لے آئے اسی دوران تمام دوستوں کیلئے دعا فرمائی۔ خاص کر صوفی محمد یعقوب جو کہ آپ کا خادم خاص تھا اور صاحبزادگان اختر حسین و عاشق حسین کیلئے بھی دعا فرمائی آخر ۱۱ جولائی ۱۹۷۷ بمطابق ۲۳ رجب ۱۳۹۷ھ کو اللہ اللہ کا ورد کرتے ہوئے دنیا فانی سے بقائے دوام کی طرف تشریف لے گئے۔ قالو انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کثیر التعداد مسلمانوں نے نماز جنازہ ادا کی اور چورہ شریف میں مرقد اقدس مرجع خاص و عام ہے۔

حلیہ مُبارک

آپ کا قد مبارک درمیانہ تھا۔ جوانی میں اعضا تندرست اور مضبوط تھے مگر ضعیفی میں نحیف ہو گئے تھے چہرہ جوانی میں سرخ و سفید تھا پیری میں بھی نظر قائم تھی۔ پیشانی کشادہ تھی۔ لب پتلے اور دہن متوسط خوبصورت تبسم میں صرف آگے کے دانت نظر آتے تھے ہاتھوں کی انگلیاں نرم اور دراز تھیں۔ ٹانگیں مضبوط اور توانا

میلوں چلتے اور نہ تھکتے تھے ۔ سر کے بال استرے سے منڈواتے تھے ۔ اس لئے کبھی بڑے ہوتے نظر نہ آتے ۔ بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں چاندی کی انگوٹھی پہنتے تھے ۔ جس پر ایک نگینہ ہوتا تھا ۔ ریش مبارک سنت نبوی کے مطابق اور سفید تھی ۔ چلتے وقت ہلکا اور خوبصورت عصا ہاتھ میں رکھتے تھے ۔

لباس

آپ ہمیشہ سفید لباس پسند فرماتے ۔ شروع میں عمامہ اور آخر عمر میں لٹھا کی ٹوپی پہنتے تھے ۔ پنجاب کا ملتانی جوتا پاؤں میں ہوتا تھا سرد موسم میں جرابیں شیروانی پہنتے تھے اور کمبل بھی اوڑھ لیتے تھے ۔

اخلاق

قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ اخلاق عالیہ اور صفات حسنہ سے متصف تھے ۔ اپنا ہو یا غیر ہر ایک کے ساتھ رہنمائی شفقت سے پیش آتے تھے ۔ جو بھی آپ کے پاس حاضر ہوتا فیض سے مستفید ہوتا تھا ۔ یاران طریقت کے ساتھ ایسا محبتانہ اور مشفقانہ برتاؤ فرماتے کہ آج تک سب ہی کہتے ہیں کہ مجھ ہی پر سب سے زیادہ شفقت فرماتے تھے ۔ ہزاروں ڈانواں ڈول مسلمان آپکے اخلاق حسنہ و شفقت کے گردیدہ ہوکر صالح اور دیندار بن جاتے تھے ۔ خلافِ شریعت کوئی بات آپ ہرگز برداشت نہ فرماتے ۔

تقویٰ

آپ شریعت کے کامل پابند اور سنتِ رسولؐ کے صحیح متبع تھے اتباع سنت کے ساتھ ہی تقویٰ پر عامل اور کاربند تھے ۔ کھانے پینے استعمال کی چیزوں میں ہمیشہ پاکیزگی اور تقویٰ آپ کا معمول رہا آپ کے فیض سے آپ کے غلام بھی پرہیزگار اور پابند شریعت ہو گئے ۔ حضور ہمیشہ پاک اور صاف کپڑے پہنتے مگر نماز میں اسکا اور بھی زیادہ اہتمام ہوتا تھا ۔ پسینہ آجاتے تو فوراً غسل فرمالیتے ۔ فرماتے پسینہ میں لو آتی ہے ۔ کھانا دسترخوان پر آنے سے قبل لازم تھا کہ سب ہاتھ دھوئیں ۔ آپ کھانے کیلئے ہاتھ دھوتے اور کپڑے سے نہ پونچھتے اور دوسروں کو بھی ہدایت فرماتے ۔ کھانے کے بعد خود بھی صابن سے ہاتھ دھوتے اور دوسروں کے ہاتھ بھی صابن سے دھلواتے اور پاک تولیہ سے ہاتھ خشک کرتے ۔

آپ کے معمولات

نماز تہجد کے بعد اوّل اور آخر درود شریف کے بعد سورۃ مزمل اکیس دفعہ بعدہ سورۃ یٰسین کی تلاوت

اور تین سو دفعہ درود شریف ہزارہ پڑھتے۔ پھر فجر کی سنتوں کے بعد ایک سو دفعہ سبحان اللہ و بحمدہٖ۔ سبحان اللہ العظیم ستغفر اللہ کا ورد فرماتے اور درود شریف بکثرت پڑھتے۔ بعد درود شریف مراقبہ فرماتے اور دعا فرماتے۔ سورج نکلنے کے بعد آپ درویشوں کو ناشتہ چائے وغیرہ کراتے اور جو رخصت ہونا چاہتے اجازت دیتے نماز اور درود شریف پڑھنے کی تلقین فرماتے جھوٹ بولنے سے منع فرماتے حلال کمانے اور کھانے کی تلقین فرماتے دوپہر کے وقت تھوڑا آرام فرماتے۔ نماز ظہر کی آذان سنتے ہی آپ بستر آرام سے اُٹھ جاتے اور وضو فرماتے نماز ظہر کے بعد درود شریف ہزارہ پانچ دفعہ پڑھتے۔ عصر کی نماز کے بعد ختم معصومیہ پڑھتے۔ اور مراقبہ فرماتے۔ بعدہٗ دعا فرماتے۔ بعد از نماز مغرب مہمانوں کو کھانا کھلواتے پھر بعد از نماز عشاء سو مرتبہ استغفار پڑھتے اور پھر احباب کو توجہ سے نوازتے اور دعا فرماتے اور پھر رات کا کچھ حصہ آرام فرماتے۔

بیعت آپ زیادہ تر نماز تہجد کے بعد فرماتے اور دوستوں کو توبہ کراتے

کرامات

ا۔ سرسادہ چھوہارہ آزاد کشمیر میں مولوی عبدالعزیز کے گھر کوئی اولاد نہ تھی۔ اس نے دوسری شادی بھی کر لی پھر بھی کوئی اولاد نہ ہوئی آخر قبلہ حضرت صاحبؒ کے پاس حاضر ہوا اور شاہ محمد کو سفارشی بنایا۔ آپ نے فرمایا جب فقیر سے دعا کرائی تھی تو پہلی بیوی کے وقت دعا کرا لینی تھی۔ دوسری کی کیا ضرورت تھی۔ آپ نے دعا فرمائی کہ دونوں بیویوں کے لڑکا ہوگا لہٰذا عبدالعزیز کو اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے میں دونوں بیویوں سے لڑکے عطا کیے۔

۲۔ ۱۹۴۳ء میں آپ جہلگی صوبیدار محمد خان کے لڑکے کی شادی پر تشریف لے گئے رات کو دوسرے گاؤں سے ایک شخص آپ کے پاس آیا۔ اور عرض کی کہ حضور میرے بھائی کو سانپ نے کاٹا ہے۔ اور ایک میل دور سے آیا ہوں۔ آپ نے پانی منگوایا اور دم کیا۔ اور اس آدمی کو پلا دیا جو آیا تھا۔ اسکو وہیں قے ہوگئی اور آپ نے فرمایا جا تندرست ہوگیا۔ اسکو وہاں قے ہوگئی اور سانپ کا اثر ختم ہوگیا۔ صبح گھی گلتے اور کالی مرچ لانا دم کر دونگا۔ جب یہ شخص واپس پہنچا واقعی اس کے بھائی کو قے ہوگئی اور تندرست ہوگیا۔

۳۔ چوہدری اصغر علی صراف لائیلپور والے کی بیوی بیمار ہوگئی جس کا بہت علاج کیا مگر شفا نہ ہوئی اور مایوس ہوگئے انہی دنوں قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ لائیلپور

چوہدری اصغر علی کے گھر تشریف لاتے سب دوست ساتھ تھے۔ فرمایا گھبراؤ نہیں
اللہ تعالیٰ بچہ دے گا اور تیرہ ماہ بعد ہوگا اور اس کا نام فضل الرحمان رکھنا اور
واقعی ۱۳ ماہ بعد لڑکا پیدا ہوا اور ۹ ذوالحج کو ہوا۔ جس کا نام فضل الرحمن رکھا گیا

۴۔ محمد بشیر صاحب چوہڑ والا کا لڑکا فوج میں لفٹیننٹ تھا۔ اسکا ایکسیڈنٹ جیب
سے ہوا۔ اتوار صبح کو یہ واقعہ ہوا اس وقت اسکی پھوپھی چورہ شریف قبلہ حضرت صاحب
رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ نے اس کی آنکھ پر پھونک ماری اور
فرمایا گھر جاؤ حضرت صاحب کا وہ آخری دن تھا۔ مائی نے بڑے صاحبزادہ صاحب
سے اجازت لی اور راولپنڈی آئی معلوم ہوا بھتیجے کا ایکسیڈنٹ ہوا اور آنکھ پر
چوٹ آگئی فوراً ہسپتال پہنچی حالات معلوم کئے تو بچہ نے کہا کہ کسی اللہ والے نے
آنکھ پر ہاتھ رکھ لیا ورنہ آنکھ بالکل ضائع ہو جاتی تو پھر اس نے اپنے آنے کا واقعہ
سنایا اور سب حیران ہو گئے اور صبح دوسرے دن قبلہ حضرت کا وصال ہو گیا۔

۵۔ خان صاحب مورگاہ والے کے بھائی محمد سلیم کی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی۔
اس نے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کی آپ نے دعا فرمائی اور کہا آبندہ
اللہ تعالیٰ لڑکا دے گا۔ نام محمد امین رکھنا اور انشاءاللہ زندہ رہے گا۔ لڑکا آج
تک زندہ ہے۔

۶۔ حکیم مبارک صاحب لاہور کے گھر لڑکی پیدا ہوئی۔ تو لوگوں نے کہا کہ آپ نے
پیر صاحب پکڑے اور لڑکی ہوئی۔ حضرت صاحب ۲۳ مارچ ۱۹۷۷ء کو گیارویں شریف
پر جب لاہور گئے تو اس نے واقعہ سنایا آپ نے فرمایا جاؤ سب سے کہہ دو اب
لڑکا ہوگا۔ اسی سال اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا کیا۔

۷۔ چوہدری محمد اکرم صاحب لاہور کے رشتہ دار ناحق گرفتار ہو گئے۔ اس
نے عرض کی حضور دوسری طرف بہت مالدار ہیں اور بڑی سفارش ہے۔ ہماری
سفارش آپ ہیں آپ نے فرمایا محمد اکرم جگ میں پانی لاؤ وہ تھوڑا سا پانی لے گیا
آپ نے دم کر کے فرمایا جس دن یہ پانی خشک ہو جائے گا قیدی گھر آجائینگے
دوسری طرف سے بڑی کوشش تھی کہ سزا ہو جائے۔ چند دن گذرے پانی خشک
ہو گیا اور قیدی گھر پہنچ گئے ہم نے کوئی مقدمہ نہیں کیا۔

۸۔ مقام ستراہ میں پہلوان کے گھر کھجور کا درخت تھا اس کو کھجور کبھی نہیں لگتی
تھی۔ عرض کی حضور دعا فرمائیں غریب آدمی ہوں۔ حضور نے دعا فرمائی اور فرمایا

آیندہ اس درخت کو کھجور ضرور لگیں گی۔ اب اس درخت کو بہت میٹھی کھجوریں لگتی ہیں

۹۔ محمد لطیف گوجرہ منڈی والے نے عرض کی حضور دعا فرمائیں۔ کلیم کا وقت گزر گیا اور غلطی ہوگئی۔ نہ مکان پاس ہے۔ اور نہ دوکان آپ نے فرمایا کاغذ بھیج دو۔ محمد لطیف نے حکم کی تعمیل کی معیاد گذرنے کے بعد کلیم منظور ہوگیا۔ اور اس کو مکان بھی مل گیا اور دوکان بھی مل گئی۔

۱۰۔ حاجی غلام حسین پشاور نے ایک دن حضرت صاحب سے عرض کی کہ بڑے لڑکے منظور کے گھر لڑکیاں ہیں لڑکا نہیں ہے۔ آپ نے دعا فرمائی اور کہا آیندہ لڑکا ہوگا۔ واقعی حضور کے وصال کے ایک ماہ بعد اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا کیا۔

۱۱۔ بڑا پنڈ تحصیل شکر گڑھ میں ایک ماسٹر صاحب کا لڑکا سخت بیمار ہوگیا یہاں تک کہ بچنے کی کوئی امید نہ رہی۔ کہ زندہ بھی ہے یا نہیں حضرت صاحب وہاں سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر دوسرے گاؤں میں موجود تھے آپ کو وہاں سے لایا گیا۔ آپ نے دم فرمایا بچہ ٹھیک ہوگیا۔ اور پھر آج تک بیمار نہیں ہوا۔

۱۲۔ چوہدری اصغر علی کی بیوی کی آنکھ کی جھلی پھٹ گئی اور نظر کچھ نہ آتا تھا ڈاکٹروں کی طرف دوڑا۔ مگر مایوس آخر میں قبلہ حضرت صاحب کو یاد کیا۔ آپ شام کو اچانک لائل پور پہنچ گئے اور فرمایا۔ کیوں گھبرایا ہوا ہے۔ چوہدری اصغر علی نے پورا واقع سنایا آپ نے آنکھ پر دم کیا اسی وقت ٹھیک ہوگئی آج تک اسکی نظر قائم ہے۔ جس سے ڈاکٹر بھی حیران ہیں۔ اور کہا واقعی ولی کامل ہے۔

۱۳۔ صوفی عبدالرحمان بمقام پنڈی کا ایک ان پڑھ جو مستری کا کام کرتا تھا حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی اس پر نظر پڑی اور فرمایا مستری جی پڑھا کرو۔ مستری صاحب نے قرآن پاک بھی پڑھ لیا اور کتابیں بھی پڑھ لیں۔ اور بہترین مولوی اور خطیب بن گیا۔ جب ممبر رسول پر بیٹھ جاتے تو معلوم ہوتا کہ سب سے بڑا جیّد عالم ہے علما صحت تلفظ کی مدد دیتے تھے آخر میں آپ کہا کرتے تھے کہ یہ میرے پیر کا کرم ہے۔

۱۴۔ صوفی مختار احمد علاقہ حافظ آباد کا کہنا ہے کہ وہاں پانی ۱۰۰ فٹ اور ۸۰ فٹ

کی گہرائی پر تھا۔ اس نے ٹیوب ویل لگوانا چاہا لیکن ہمت نہ تھی اس نے حضور کے وصال کے بعد ایک دن خیال کیا کہ پانی اگر نزدیک مل جاتے تو اچھا ہے۔ اور ٹیوب ویل بھی مل جاتے۔ تو تب کام بن جاتے رات کو سویا تو خواب میں حضرت صاحب کی زیارت ہوئی۔ اور حضرت صاحب نے فرمایا۔ کتنے فٹ پر پانی چاہتے تو عرض کرنے لگا ۴۰ فٹ پر آپ نے دعا فرمائی۔

صبح اس نے آدمیوں کو بلا کر کام پر لگا دیا اور ٹیوب ویل بھی مل گیا۔ اس کا بیان ہے۔ کہ اتنا پانی ہے کہ اردگرد ۱۰۰ فٹ یا ۸۰۔ فٹ والوں کا اتنا پانی نہیں ہے۔ جتنا میرے ٹیوب ویل کا ہے۔

۱۵۔ دین محمد ملجھان والے نے عرض کی کہ حضور غربت زیادہ ہے۔ آپ نے کچھ رقم دم کر کے دی اور فرمایا اس کو سنبھال کر رکھنا غربت ختم ہو گئی۔ اور اس کے بچے کاروبار میں لگ گئے ٹیوب ویل بھی لگ گیا۔ ٹریکٹر وغیرہ لے لیا اور بہترین مکان بنوایا اور ایک کمرہ صرف حضرت صاحب کیلئے بنوایا اسکا خود بیان ہے مجھے معلوم نہیں یہ کیسے ہوا۔ صرف حضرت صاحب کی دعا کا اثر ہے

۱۶۔ بہ زبانی مستری لال دین

مستری لال دین بوروال (ضلع گرداسپور) نے عرض کی حضور دعا فرمائیں مسجد کچی ہے۔ آپ نے تمام یاران طریقت کو بلایا خود بھی بڑھکر حصہ لیا اور دوستوں کو بھی کہا کام شروع ہو گیا۔ چند مہینوں میں مسجد مکمل ہو گئی۔ دوسری دفعہ چند مہینوں کے بعد آپ گئے تو مسجد مکمل تھی۔ پھر آپ نے دینی مدرسہ بھی قائم کیا۔ آپ نے فرمایا اللہ کے گھر کی خدمت کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ رزق میں برکت کرے گا۔ اور اولاد بھی نیک رہیگی۔

۱۷۔ رحمت علی کی نظر بیماری میں خراب ہو گئی۔ بڑا مایوس ہو گیا قبلہ حضرت صاحب سیالکوٹ پہنچے تو آپ کے پاس پہنچا اور عرض کی معذور ہو گیا ہوں۔ اور نظر نہیں ہے۔ آپ نے دعا فرمائی اور دم کیا۔ اب تک نظر قائم ہے۔ اور خوب کام کر رہا ہے۔

۱۸۔ صوفی جمعہ جوبارہ مولا (مقبوضہ کشمیر) نے مسجد بنوائی۔ وہاں ایک جن نے قبضہ کر لیا۔ رات کو مسجد میں کسی کو داخل نہیں ہونے دیتا تھا۔ حضرت صاحب جب اس علاقہ میں پہنچے تو اس نے واقعہ سنایا آپ نے فرمایا آج رات ہمارا قیام مسجد میں

ہوگا۔ اور آئندہ بھی قیام مسجد میں ہوا کرے گا۔ رات کو جب آرام کرنے لگے تو جن نے دبانا شروع کیا اور آپ نے فرمایا لوگوں کو تنگ نہ کیا کرو آج مجھے ہی دبالو۔ آخر میں جن نے توبہ کی اور سلسلہ میں داخل ہو گیا اور پھر مسجد سے غائب ہو گیا۔ اب مسجد میں جمعہ بھی ہوتا ہے اور خوب آباد ہے۔

آپ کے چند ارشادات

ا۔ آپ نے فرمایا جب دنیا فانی ہے تو اس سے دوستی کا کیا فائدہ دوست اسکو بناؤ جو کبھی فانی نہ ہو وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

۲۔ درود شریف مومنوں کیلئے بڑی نعمت ہے۔ تمام وظائف سے اعلیٰ ہے اس سے اتباع شریعت اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بڑھتی ہے۔

۳۔ مراقبہ اور ذکر میں اس قدر مشغول ہو جاؤ کہ رگ و ریشہ میں ذکر سرایت کر جائے۔

۴۔ تہجد کی نماز ضرور ادا کرتے رہا کرو جو آدمی تہجد میں سستی کرے وہ جانور ہے۔ جو پیٹ بھرنا جانتا ہے۔ سب کی قبروں میں اندھیرا ہوگا لیکن تہجد پڑھنے والے کی قبر میں اندھیرا نہیں ہوگا۔

۵۔ آپ خاص کر باباجی رحمتہ اللہ علیہ یہ الفاظ ارشاد فرماتے یہ فقیری کے حرف ہیں۔ لاطامع لاجامع لامانع یعنی طمع مت کرو جمع مت اور منع مت کرو۔

۶۔ فقیر کے پاس خالی ہاتھ مت جاؤ محرومی کی دلیل ہے اگر فقیر سے حاصل کرنا چاہو تو خاموش اور ادب سے رہو۔

۷۔ آپ فرماتے پہلے حلال روزی اور پاکی پلیدی کے مسائل سیکھیں۔ تعمیر ایمان کا بنیادی حل ہے۔

۸۔ جو شخص حضور علیہ السلام کی ولادت کا ختم اور اولیاء اللہ کے وصال کے دن ختم دے اور مسکین کو کھانا کھلائے اس کا مال کم نہ ہوگا۔

۹۔ جتنے ذکر ہیں ان سب سے بڑھ کر اس کا ذکر ہے۔

۱۰۔ بزرگان دین فرماتے ہیں ہر دم ذکر کیا کرو رات دن میں پچیس ہزار سانس آتا جاتا ہے۔ "جو دم غافل سو دم کافر"۔

۱۱۔ راہ خدا میں جو کچھ دینا ہو وہ اپنی زندگی میں اپنے ہاتھ سے دے دو مرنے

کے بعد ہمارے نام پر نہ بیوی کچھ دے گی نہ اولاد۔

۱۲۔ بزرگان دین کا ادب کرو اگر وہ ناراض ہو جائیں تو پھر کہیں سے بھلائی کی توقع نہ رکھو۔ ایک مرغی کسی انڈے کو گندا کرے تو پھر کوئی مرغی بھی اس میں سے بچہ نہیں نکال سکتی۔

۱۳۔ پیر کیلئے رہبر کیلئے ہر مسلمان کیلئے علم سیکھنا فرض ہے۔

۱۴۔ ایک چھوٹے بچہ کے سامنے اس کے ماں باپ کو گالی دی جائیں تو اس کو غصہ آجاتا ہے۔ اس زمانے کے مسلمانوں کو اس چھوٹے بچہ جیسی سمجھ نہیں آتی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں آئے دن گستاخی کی جاتی ہے ان کو ٹھیس نہیں لگتی۔ حضور تو ہمارے ماں باپ سے ہزاروں درجہ افضل ہیں۔

چند خلفاء

۱۔ صوفی جمعہ جو — بارہ مولا — سرینگر
۲۔ مولوی عبدالعزیز صاحب — پورنوالہ
۳۔ مولوی عبداللہ خاں — پٹھانکوٹ
۴۔ سید حافظ شفقات حسین شاہ — علی پور شریف
۵۔ سید نذیر حسین شاہ — کوٹلی — آزاد کشمیر

صاحبزادگان

صاحبزادہ سید اختر حسین صاحب

آپ کے بڑے صاحبزادے ہیں ۲۰ر اکتوبر ۱۹۳۰ء چورہ شریف میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم دادا جان حضرت شاہؒ سے حاصل کی۔ مولوی حافظ نور حسین صاحب فتح جنگ سے فارغ التحصیل ہوئے مولوی عبداللہ صاحب جہلم ولد مولوی نور الحسن شاہ راولپنڈی سے بھی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ میٹرک بھی پاس کیا۔ آپ کی بیعت دادا حضرت قادر شاہؒ سے ہر خلافت و اجازت بیعت اپنے والد گرامی حضرت حاجی محمد صدیقؒ سے مشرف ہوئے۔ نہایت با اخلاق مہمان نواز اور ملنسار ہیں۔ تبلیغ دین فقہ کے سلسلہ میں اپنے اسلاف کی راہ پر رواں دواں ہیں۔

صاحبزادہ سید عاشق حسین صاحب

آپ چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ دینی تبلیغ حضرت قادر شاہؒ اور مولوی عبداللہ صاحب جہلم سے حاصل کی۔ اس کے لئے سکول اور کالج سے تعلیم حاصل کر کے بی اے بی ایڈ کی ڈگری پنجاب یونیورسٹی سے حاصل کی۔ آپ کی بیعت اپنے دادا جان حضرت قادر شاہؒ سے اور خلافت و اجازت بیعت والد صاحب اور برادر بزرگ سے پائی۔ آج کل بھورے مال سکول میں سیڈ ماسٹر ہیں با اخلاق

حضرت سید دیدار شاہ رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ولادت آپ کا شجرۂ نسب اس طرح ہے:
حضرت دیدار شاہ بن حضرت خواجہ دین محمدؒ عرف ملاجیؒ بن خواجہ نور محمد عرف حضرت باواجیؒ
"فیض تیراہیؒ" میں ہے کہ جب حضرت باواجیؒ کا انتقال ۱۲۸۶ھ میں ہوا، تو آپ کی عمر اس وقت بارہ سال کی تھی، اس لحاظ سے آپ کا سن پیدائش قریباً ۱۲۷۴ھ ہوگا،

تعلیم آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والدِ گرامی قدر جناب ملاجیؒ سے حاصل کر کے امرتسر میں مزید تعلیم حاصل کی، پھر دار العلوم دیوبند میں باقی تعلیم حاصل کر کے فارغ التحصیل ہوئے،

بیعت آپ نے حضرت باواجیؒ خواجہ نور محمدؒ کے آخری ایام میں آپ کے دست باکرامت پر بیعت فرمائی، اور پھر اپنے والدِ گرامی جناب خواجہ دین محمدؒ سے فیض علوم باطنی میں کمال حاصل کر کے خلافت و اجازت بیعت چہار سلسلہ پر فائز المرام ہوئے اور اپنے والدِ گرامی کی حیات میں باہر دورہ پر تشریف لے جایا کرتے تھے،

شادی آپ کی شادی میاں لال دین وزیر ریاست جموں کے ہاں ہوئی، جو کہ آپ کے والدِ گرامی کے بے حد معتقد تھے،

حج بیت اللہ شریف آپ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ تبلیغ دین میں صرف کیا، زیادہ گنگوہ شریف میں رہے آپ نے کئی حج کئے، بہت عرصہ مدینہ شریف میں حضور پُر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی حاضری میں رہے مدینہ شریف میں آپ کے خسر میاں لال دین وزیر جموں نے آپ کی طرف سے ایک باط تعمیر کرائی جس پر کئی ہزار روپے خرچ آیا تھا، اس پر آپ کا نام بھی کندہ ہے،

وفات آپ کو ٹھیکیدار احمد علی صاحب مرحوم حاجی شاہ لیجانے کے لئے آئے، اور حضرت خواجہ دین محمدؒ سے اجازت طلب کی، تو حضرت ملاجیؒ نے فرمایا لے جا لیکن ان کو دو دن سے زیادہ نہ رکھنا لیکن آپ فرمان کے خلاف تیسرے دن موضع گوندل میں دعوت پر گئے، وہیں آپ بیمار ہو گئے، وہاں سے چورہ شریف واپس روانہ ہوئے لیکن آپ راستہ میں ہی اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کو رخصت ہو گئے، حضرت ملاجیؒ کو معلوم ہوا، تو آپ نے فرمایا، میں نے اسی وجہ سے ٹھیکیدار صاحب کو منع کر دیا تھا، مگر انہوں نے

عمل نہ کیا خیر جو کچھ ہونا تھا، ہو گیا، تاریخ وفات ۲ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ

مقام بلحاظ علم و عمل اور فیض و فضل آپ کا وجود مسعود اسلاف کا کامل نمونہ تھا آپ کا وجود خاندان کے لئے ایک نعمت تھا، ہزاروں نہیں لاکھوں انسانوں نے اپنی روحانی تشنگی کو بجھایا، درجہ ولایت میں آپ ایک عظیم مقام کے حامل تھے، والد گرامی نے اپنی حین حیات میں آپکو باہر دورہ تبلیغ دین پر مامور فرمایا تھا، آپ تیرہ سال تک والد گرامی کے ساتھ سفر و حضر میں رہے، جس کسی کے لئے آپنے دعا فرمائی یا کوئی تعویذ دیا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسکی مقصد برآری ہوئی، آپ کا کشف اظہر من الشمس تھا،

کلید قفل کار مشکل افتاد قضا با گوشہ ابروئے او داد

صاحبزادگان آپ کے چار صاحبزادگان حضرت احمد شاہ، حضرت رسول شاہ، حضرت محمد عمر حضرت طاہر شاہ تھے،

۱۔ حضرت احمد شاہ اور حضرت رسول شاہ کے حالات آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمادیں،

۲۔ حضرت محمد عمر چورہ شریف میں پیدا ہوئے وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی، اور پھر اپنے ننھیال جموں میں ہی رہے، علوم حاضرہ میں کمال حاصل کر کے جموں میں جج کے عہدے پر فائز رہے، نہایت منصب مزاج اور متحمل تھے،

۳۔ حضرت طاہر شاہ، آپکی پیدائش چورہ شریف میں ہوئی، اور دربار میں ہی تعلیم حاصل کر کے والد گرامی قدر سے بیعت فرمائی، آپ اپنی زمینداری کے مشاغل میں مصروف رہے، اور باہر بہت ہی کم جایا کرتے تھے،

حضرت سید احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت تعارف آپ کا شجرہ نسب حضرت احمد شاہ بن حضرت دیدار شاہ بن حضرت خواجہ دین محمد عرف حضرت ملاجی بن خواجہ نور محمد عرف حضرت باواجی ہے سن پیدائش صحیح نہ مل سکا صرف اتنا معلوم ہوسکا، کہ آپ کی عمر اپنے والد گرامی قدر کی وفات کے وقت سترہ سال تھی، اس طرح آپکا سن پیدائش غالباً ۱۳۰۲ھ کے لگ بھگ ہوگا، اس کے بعد آپکی پرورش آپکے دادا جان خواجہ دین محمد عرف حضرت ملاجی کے وجود مسعود سے ہوئی، پانچ سال پانچ ماہ کی عمر میں چہار شنبہ کے دن اپنے دادا جان سے تعلیم حاصل کرنی شروع کی،

تعلیم آپنے فقہ اور اصول حدیث کا علم اور تفسیر پاک اپنے دادا جی حضرت خواجہ دین محمد سے پڑھی، اس کے بعد فتح جنگ میں تعلیم حاصل کی منطق کے لاثانی استاد مولوی

غلام رسول المعروف رسل بابا مفتی اعظم امرتسر سے فارغ التحصیل ہوئے پھر کچھ عرصہ مفتی عبدالصمد کے پاس تعلیم حاصل کرنے کے بعد دورہ حدیث آپ نے دارالعلوم دیوبند سے مکمل کیا۔

بیعت خلافت آپ نے بیعت اپنے داداجان خواجہ دین محمدؒ سے فرمائی اور سلوک محمدیہ کی تکمیل کے بعد خلافت وبیعت چہار سلسلہ سے نوازے گئے۔ آپ تبلیغ دین اسلام کے سلسلہ میں عموماً سفر میں ہی رہتے، قریہ قریہ گاؤں گاؤں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سنایا، اور تیس سال سے زیادہ عرصہ سفر میں گذرا، مولوی محمد عبداللہ صاحب جو ضلع گجرات میں مشہور عالم تھے، فرماتے ہیں کہ جب میں نے پہلی دفعہ ملاقات کی تو عرض کی کہ حضرت دیوبند میں بخاری شریف ترمذی شریف اور مسلم شریف پر اکثر مقامات پر آپ کے قلمی حواشی دیکھے ہیں۔ اور زیارت کیلئے دل چاہا، اس کے بعد بھی ملتے رہے۔

وفات آپ کی وفات حسرت آیات ۲۲ ماہ شوال ۱۳۶۰ھ میں ہوئی اور مزار اقدس چورہ شریف میں ہے۔

کرامات آپ کے دست اقدس سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا، جن میں چند تبرکاً درج ہیں:۔

۱۔ مولوی خلیفہ غلام مصطفےٰ حاجی قریشی علوی بزرگوالی شریف فرماتے ہیں کہ جب میں بیعت حضرت کیلئے جا نیوالا تھا، تو سوچا کہ پہلے غسل کر کے جسم پاک کر لوں، تو غسل کے دوران ایک کوا صابن اٹھا کر لے گیا میرا اعتقاد چونکہ راسخ ہو چکا تھا اس لئے دل میں ٹھان لیا، کہ اگر کوا صابن کی ٹکی واپس رکھ جائے تو بیعت سے بہت فوائد حاصل ہونگے، مشاہدہ قدرت تھا، کہ تھوڑی دیر میں ہی کوا واپس آیا اور صابن کی وہی ٹکیہ رکھ کر اڑ گیا،

۲۔ مولوی غلام مصطفےٰ صاحب فرماتے ہیں کہ بیعت کے بعد ایک دفعہ زیارت کا شوق دل میں بے حد ہوا، تین دن لگاتار مزید شوق بڑھتا گیا، کہ تین دن بعد اکبر علی اعوان سبوری مرحوم نے آکر اطلاع دی، کہ حضرت صاحب کا خط آیا ہے، کہ آپ لالہ موسیٰ سٹیشن پر حاضر ہو کر ملاقات کریں، تو میں کسی مجبوری کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکا۔ دیگر شائقین کے ساتھ اکبر علی مذکور نے بھی قدم بوسی کی سعادت حاصل کی تو حضرت صاحب نے پوچھا۔ مولوی صاحب نہیں آئے اور فرمایا "اینویں ہانڈ کرائی نے"

۳۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سفر میں چند احباب کے ساتھ حضرت صاحب کے پاس بیٹھے تھے، حضرت صاحب کے ہاتھ میں ایک عمدہ چمکدار تسبیح تھی جس پر آپ وظیفہ پڑھ رہے تھے، نہایت عمدہ تھی اچانک مجھے خیال آیا اور وسوسہ ہوا، کہ یہ ریا سے خالی نہیں، اسی وقت فوراً حضرت صاحب فرمایا مولوی صاحب یہ تسبیح آپ ہی رکھیں، مجھے دل میں سخت شرمندگی ہوئی، کیونکہ سُنا تھا۔

"کہ در مجلس علماء زبان رانگاہ باید در مجلس فقرا دل رانگاہ باید داشت"۔

۴۔ مولوی مذکور فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ دربار عالیہ چورہ شریف گئے، جب واپسی کی اجازت چاہی تو

حضرت صاحب نے اجازت نہ دی، اور خاموش رہے۔ جب گاڑی کا وقت گزر گیا۔ تو فرمایا، اگر آپ نے چلے ہی جانا ہے، تو تیار ہو جاؤ اور رخصت کے وقت تاکید سے فرمایا کہ سٹیشن پر پہنچتے ہی پہلی گاڑی پر سوار ہو جانا، دوسری گاڑی کا انتظار نہ کرنا ہم نے بموجب ارشاد گرامی ٹکٹ تو لے لیا مگر راولپنڈی جاکر خیال آیا، کہ ابھی وقت کافی ہے، شہر سے چکر کاٹ آئیں، اگر گاڑی چلی بھی گئی تو دوسری گاڑی سے چلے جائیں گے چنانچہ جب شہر سے واپس آئے تو پہلی گاڑی جا چکی تھی، دوسری گاڑی پر بیٹھ کر جب لالہ موسیٰ پہنچے اور خواص پور سے نکلے تو مغرب سے آندھی آتی ہوئی دکھائی دی، وقت بھی تھوڑا ہی تھا، اس لئے تیز چلنے لگے مگر آندھی نے تھوڑی دیر میں ہی آلیا اور اس قدر گرد و غبار چھایا، کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ دکھائی دیتا تھا، اس لئے وہیں بیٹھ گئے، کافی دیر بعد جب آندھی کچھ کم ہوئی، تو بارش شروع ہو گئی، ناچار چل پڑے، لیکن پھر بارش کے ساتھ اولے بھی پڑنے شروع ہو گئے کہ خدایا پناہ! پاس صرف ایک لنگری (کونڈی) ہی تھی، وہ سر پہ اوندھی رکھ لی لیکن آندھی ہونے کی وجہ اطراف سے بارش اور اولے پڑے تھے، سردی سے برا حال ہو گیا، کافی رات گئے جب گھر پہنچے تو گھر میں سب سے واقعہ بیان کیا، کہ حضور کی نافرمانی سے یہ برا حال ہوا، اگر پہلی گاڑی سے آجاتے تو بارش سے پہلے گھر پہنچ جاتے۔

۵۔ خلیفہ نظام ساکن دھریکری ضلع گجرات فرماتے ہیں، کہ ایک دفعہ میں نے چورہ شریف جانا تھا، کچھ گھی بھی حضرت صاحب کے لئے ہمراہ لیا، برسات کا موسم تھا جب نالہ بھمبر کے پاس پہنچا تو نالہ میں پانی بہت زیادہ تھا، آر پار جانے والے کنارے پر کھڑے تھے، میں نے ضروری پہنچنا تھا لیکن طغیانی کے سبب خطرہ بہت زیادہ تھا، کیوں کہ اس نالے کا بہاؤ بہت تیز ہوتا ہے، آخر جان کو ہتھیلی پر رکھ کر گھی کی پتیلی سر پہ رکھ کر جوتے ہاتھ میں پکڑے اور لنگوٹے کسے ہوئے دل میں مرشد کا تصور کر کے زبان سے اسم ذات کا ورد کرتے ہوئے نالہ میں داخل ہو گیا، جب میں نے دوسری طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے حضرت صاحب نظر آئے، میں حضرت صاحب پر نظر جما کر چلتا گیا، اور نالہ پار کر لیا۔ پھر لالہ موسیٰ سے بذریعہ ریل چورہ شریف پہنچ کر حضرت صاحب کی قدم بوسی کی تو پہلا فقرہ حضرت صاحب کی زبان سے نکلا "میتر جے رڑھ جاؤ ند دل تے فیر"، یعنی تم نالے میں بہہ جاتے تو پھر۔

۶۔ محبان اہل طریقت سے حافظ محمد حیات جو ریاست جموں میں موضع کوٹیل کے تھے، فرماتے ہیں، کہ گاؤں میں پانی کی بہت کمی تھی، ایک حضرت صاحب سے عرض کی تو آپ معہ خادموں کے چل پڑے اور ایک جگہ اپنے عصا مبارک سے گول نشان لگایا کہ یہاں کنواں کھودو، تمہارے لئے پانی کافی ہو گا بعد میں جب کنواں کھودنے لگے، عام آدمیوں کی رائے زنی کے مطابق نشان سے ذرا کھسک گئے جیسا کہ مندرجہ ذیل شکل سے ظاہر ہوتا ہے دائرہ (۱) اب حضرت کا لگایا ہوا تھا، دوسرا

نشان مذر شیطانی سے غ ل لگایا گیا جب کنواں مکمل ہو گیا تو پانی صرف غ اور ب کے درمیانی حصہ میں تھا، اور اب بھی ہے جس کو شم کا پانی کہتے ہیں اب ل کے حصہ میں کوئی پانی نہیں ہے، البتہ غ ب کے زائد پانی کو محفوظ رکھنے کا کام دیتا ہے، و (غ) (ب) ل

جنات بھی آپ کے مرید تھے، ،

صاحبزادگان ❁ آپ کے پانچ صاحبزادگان عبدالرب، محمد شریف، مخدوم حسین، خادم حسین اور ارشاد حسین، پہلے تینوں صاحبزادگان عرصہ پہلے فوت ہو گئے، ان کے حالات معلوم نہیں ہو سکے

صاحبزادہ حضرت سید پیر خادم حسین شاہ صاحب

ولادت

آپ کی ولادت باسعادت ۱۹ جولائی ۱۹۲۱ء دربار عالیہ نوریہ جورہ شریف میں ہوئی

تعلیم:- آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی قدر سے حاصل کی، پھر علامہ علاؤالدین حاجی شاہ والوں سے صرف و نحو، فقہ، تفسیر و حدیث میں کمال حاصل کر کے فارغ التحصیل ہوئے دینی علم میں کمال کے ساتھ فلسفہ ہیئت ریاضی میں عبور رکھتے ہیں،

بیعت:- آپ کی بیعت اپنے والد گرامی قدر جناب احمد شاہ سے تھی، اور تکمیل سلوک کے بعد خلافت و اجازت بیعت چہار سلسلہ سے ممتاز ہوئے،

اشاعت و تبلیغ دین میں آپ ہر وقت کوشاں رہتے ہیں عموماً مجالس و اجلاس کا اہتمام فرماتے رہتے ہیں آپ کی سرپرستی میں جمعیت نور" اور مجلس نقشبندیہ" نہایت محنت و تندہی سے اشاعت دین اور خاص کر سلسلہ نقشبندیہ کے فروغ کے لئے چوہدری عبدالرؤف اور منشی غلام کی نگرانی میں کام کر رہی ہیں اسی سلسلہ میں مختلف مقام پر جمعۃ المبارک پر آپکا خطاب ہوتا ہے، اور ہزاروں آدمی آپ کے علم و فضل سے راہ ہدایت پاتے ہیں، خطبات جمعہ مختلف مقامات گاؤں شہر پنجاب آزاد کشمیر اور سرحدی صوبہ تک ہوتے ہیں، موجودہ دور میں آپکی شخصیت بے نظیر ہے، آپ جورہ شریف سے ہجرت کر کے قلعہ ستار شاہ کے نزدیک موضع سٹریالہ "المعروف" دارالنور" میں رہائش پذیر ہیں سوال لائن شیخوپورہ اپنے صاحبزادہ کے پاس کوٹھی پیر جورہ شریف میں ہر جمعرات تشریف فرما ہوتے ہیں،

صاحبزادگان (۱) سید کلیم احمد خورشید ایڈووکیٹ (۲) سید محمد منظور آصف ایم اے (۳) سید مظہر جمیل احمد (آجکل مصر میں ہیں) (۴) سید محمد عزیز الغنی زیر تعلیم ایم بی بی ایس،

۲۔ حضرت سید ارشاد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: تاریخ ولادت صحیح معلوم نہ ہو سکی، سن ولادت غالباً ۱۹۲۲ء یا ۱۹۲۳ء کے لگ بھگ ہے، شجرۂ نسب ارشاد حسین بن حضرت احمد شاہ بن حضرت دیدار شاہ بن خواجہ دین محمد بن خواجہ نور محمد المعروف باواجیؒ،

تعلیم: آپ نے علوم ظاہری پہلے گجرات اور پھر حزب الاحناف لاہور سے تکمیل کی،

بیعت: آپ کی بیعت اپنے والد گرامی قدر حضرت احمد شاہؒ سے تھی، اور انہی سے خلافت و اجازت بیعت چہار سلسلہ پر فائز ہوئے۔ آپ نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ تبلیغ دین اسلام میں صرف کیا، آپ ایک بہترین واعظ اور جادو بیان خطیب اور مقرر تھے، آپ کی مجلس خطابت میں چورہ شریف سے نقل مکانی فرما کر سبور ضلع گجرات میں منتقل ہو گئے تھے، وہیں بیمار ہوئے، راولپنڈی ہسپتال میں ۲۵ شعبان المعظم ۱۳۹۷ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۷۷ء کو اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کو تشریف لے گئے، آپ کی اولاد نہیں تھی،

آسماں تیری تربت پہ تیری پھول برسایا کرے
نور کا یہ چشم تیری مرقد پہ لہرایا کرے

حضرت سید رسول شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت: حضرت رسول شاہ بن حضرت دیدار شاہ بن خواجہ دین محمد بن خواجہ نور محمد المعروف حضرت باواجیؒ تقریباً ۱۳۰۵ھ کے لگ بھگ چورہ شریف میں پیدا ہوئے

تعلیم بیعت: علوم ظاہری کی تکمیل دربار عالیہ نوریہ چورہ شریف میں کر کے اپنے والد گرامی قدر سے بیعت فرما کر خلافت و اجازت بیعت چہار سلسلہ سے مشرف ہوئے آپ نہایت سادہ درویش اور خاموش طبع انسان تھے، حسن اخلاق اور مہمان نوازی میں آپ اپنی مثال آپ تھے، آپ نہایت بردبار اور متحمل مزاج تھے،

تبلیغ دین کے سلسلہ میں پنجاب کے اکثر اضلاع میں تشریف لے جایا کرتے، کثیر التعداد خلقت آپ کے لئے چشم براہ رہتی، اضلاع ساہیوال، لاہور، گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور گجرات میں آپ کا بہت اثر تھا، افسوس کہ آپ کے زیادہ حالات نہ مل سکے، اور نہ ہی تاریخ وصال صحیح مل سکی،

صاحبزادگان: آپ کے تین صاحب زادگان یادگار زمانہ ہیں۔

۱۔ حضرت منظور حسین ۲۔ حضرت کفیل حسین ۳۔ حضرت ناظر حسین

حضرت سید منظور حسین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت باسعادت:

حضرت منظور حسین بن حضرت رسول شاہ بن حضرت دیدار شاہ بن حضرت خواجہ دین محمد عرف ملا جیؒ، آپ کی ولادت چورہ شریف میں ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۴ء میں ہوئی،

تعلیم و بیعت: آپ نے دربار شریف میں علوم ظاہری کی تکمیل فرمائی اور والد گرامی قدر سے بیعت خلافت و اجازت بیعت چہار سلسلہ حاصل کی،

حج: ایک دفعہ حج بیت اللہ سے بھی مشرف ہوئے، شوق دید میں دوسری دفعہ بھی رقم جمع کرائی لیکن افسوس کہ حکومت کی طرف سے اجازت نہ مل سکی، یہی حسرت دل میں لئے جوانی کے عالم میں اس دنیائے دوں سے عالم جاودانی کو رخصت ہو گئے، تاریخ وفات نہ مل سکی، آپ کے حسن اخلاق ہر کہ ومہ دربار شریف میں معترف تھا، عاجزی و انکساری میں اپنی مثال نہ رکھتے تھے، اور بڑے ہوئے انسان تھے تقویٰ اور پرہیز گاری میں نہایت اعلیٰ مقام رکھتے تھے، اسی بناء پر اپنے خاندان میں صوفی کے لقب سے مشہور تھے، آپ زیادہ عرصہ گوجرانوالہ میں رہے آپ کی یادگار ایک صاحبزادہ جناب مظفر حسین صاحب نہایت با اخلاق متحمل مزاج انسان ہیں،

آپ کی تاریخ وفات اور دیگر حالات نہ مل سکے،

حضرت سید پھل حسین رحمتہ اللہ علیہ

ولادت باسعادت:

حضرت پھل حسین بن حضرت رسول شاہ بن حضرت دیدار شاہ بن خواجہ دین محمد المعروف حضرت ملا جیؒ، آپ کی سن ولادت نہ مل سکا، چونکہ آپ کا نام گرامی قدر انوار تیراہی، مصنفہ قاضی محمد عادل شاہ رحمتہ اللہ علیہ مطبوعہ ۱۹۱۰ء میں نہیں ہے، اس لئے آپ کی ولادت غالباً ۱۹۱۱ء ۱۹۱۵ء کے درمیان ہوئی ہوگی،

تعلیم: آپ نے ابتدائی تعلیم دربار عالیہ نوریہ چورہ شریف میں حاصل کی اور ایک عرصہ زیر تعلیم رہ کر علوم ظاہری میں تکمیل کی،

بیعت: آپ نے اپنے والد گرامی قدر جناب رسول شاہؒ سے بیعت فرما کر خلافت و اجازت بیعت چہار سلسلہ سے ممتاز ہوئے، آپ نہایت صاحب اخلاق بردبار اور متحمل مزاج تھے، آپ متقی

پرہیزگار اور درویش صفت انسان تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کی زبان پُر تاثیر سے نکلی ہوئی بات سامعین کے دل میں گھر کر جاتی تھی، اس میں نہ ترنم ہوتا، نہ موسیقی۔ آپ باکمال سیرت کے مالک تھے مہمان نوازی میں بے مثال تھے، اپنے والد اسلاف کے صحیح جانشین تھے، پنجاب کے بیشتر اضلاع ساہیوال لاہور، گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور گجرات میں کثیر التعداد عقیدت مند آپ سے فیض یاب ہوتے تھے آپ نے امیر اور غریب مریدیں کبھی تمیز نہ کی، بلکہ غریبوں سے زیادہ ہمدردی فرماتے، آپ اکثر فرمایا کرتے کہ میں اور میرے صاحبزادگان دین اسلام کے خادم ہیں، اور میرے صاحبزادگان آپ سب کے خادم ہیں، آپ کے خلق کا یہ اثر تھا، کہ ہر عقیدت مند یہ سمجھتا کہ آپ سب سے زیادہ مجھ سے محبت فرماتے ہیں۔

وفات

آپ جوانی کے ایام میں اس دنیا دارِ فانی سے رحلت فرما گئے، تاریخ وفات معلوم نہ ہو سکی۔

کرامات

۱۔ ایک دفعہ بمقام بھوتھ ضلع سیالکوٹ میں عرس پاک کی محفل میں تشریف فرما تھے کہ لوگ عرض گزار ہوئے، کہ حضور بڑی ہی قحط سالی ہے، فصل تباہ ہو چکی ہے اور لوگ بہت تنگ ہیں، آپ دعا فرماویں آپ نے دعا کیلئے دست مبارک اٹھائے، دعا ختم ہوئی تھی کہ مغرب سے بادل اُٹھے اور تھوڑی دیر میں تمام علاقہ بارانِ رحمت سے سیراب ہو گیا اور لوگوں کی عقیدت پہلے سے کئی گنا ہو گئی۔

۲۔ آپ سیالکوٹ میں محلہ نیکا پورہ سے باہر تشریف لیجا رہے تھے، راستہ میں چند لوگ ایک چارپائی پر ایک مریض کو لے جا رہے تھے، ان میں سے ایک آدمی نے دریافت کیا، کہ مولانا یہاں چورہ شریف والے پیر کہاں قیام فرماتے ہیں آپ نے وجہ استفسار فرمائی، انہوں نے بتایا، ہمارا یہ نوجوان لڑکا سخت بیمار ہے، بہت علاج کیئے، لیکن کوئی افاقہ نہیں ہوا، اب ہمیں معلوم ہوا ہے، کہ چورہ شریف والے پیر یہاں تشریف رکھتے ہیں اکثر لوگوں نے ہمیں بتایا ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے چورہ شریف کے پیروں کے صدقے اُن پہ رحمت فرمائی ہے، آپ نے فرمایا پہلے مجھے دکھاؤ، وہ تمام یک زبان ہو کر بولے کہ لڑکا سخت بیمار ہے، اس لئے ہم وقت ضائع کرنے کی بجائے پیر صاحب کے پاس جانا چاہتے ہیں، آپ نے فرمایا میں ہی چورہ شریف سے آیا ہوں، آپ چارپائی کو نیچے رکھیں، اور سامنے کی دکان سے پانی کا ایک گلاس لائیں آپ نے پانی پر دم فرما کر لڑکے کو پانی پلایا، تو لڑکے کے جسم میں ایک نئی قوت پیدا ہو گئی، اور پانی پیتے ہی چارپائی پر اُٹھ کر بیٹھ گیا اور چند لمحات کے بعد خود ہی اُٹھ کر حضرت صاحب کے قدم بوس ہوا، اور پھر عقیدت مندوں میں داخل ہو کر پیدل گھر واپس آ گیا۔

۳۔ ایک دفعہ آپ جیٹی والا سے قلعہ سوبھا سنگھ ضلع سیالکوٹ ریلوے سٹیشن پر تشریف لائے ٹکٹ لیکر گاڑی کے انتظار میں تھے، کہ ججھر گاؤں سے چند آدمی ایک فالج زدہ مریض کو چارپائی پر اٹھائے حاضر ہوئے، اور

حضرت صاحب سے دعا کے لئے عرض گذار ہوتے، لوگوں کے اصرار پر آپ نے ٹکٹ واپس کر دیا، اور مریض کے پاس تشریف لے گئے، کچھ دیر مراقبہ کے بعد دم فرمایا، اور مریض کو حکم دیا، اٹھ بیٹھو، مریض فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا، آپ نے فرمایا، وہ سامنے دیوار ہے اسکو ہاتھ لگا کر واپس آؤ، وہ مریض اٹھا اور دیوار کو ہاتھ لگا کر واپس آ گیا، سٹیشن پر کھڑے سب لوگ حیران رہ گئے کہ آیا چارپائی پر اور واپس پیدل جا رہا ہے۔ آپ نے ٹکٹ تو واپس کر دیا تھا لیکن گاڑی لیٹ ہو گئی، آپ نے دوبارہ ٹکٹ لیا، جب گاڑی پر سوار ہوئے تو فرمانے لگے، میں نے تو ٹکٹ واپس کر دیا تھا، کہ ریل گاڑی کو میرا انتظار نہ کرنا پڑے، مگر ریل گاڑی نے پھر بھی میرا انتظار کیا، آپ کے دو صاحبزادے ہیں :۔

۱۔ جناب سید عابد حسین صاحب

ولادت

آپ کی ولادت ۱۹۴۴ء میں ہوئی، اور ابتدائی تعلیم دربار شریف میں حاصل کر کے جامعہ نعیمیہ لاہور سے فارغ التحصیل ہوئے، اپنے والد گرامی قدر سے بیعت کر کے اجازت بیعت سے ممتاز ہوئے، آپ کی توجہ زیادہ تر تصوف کیطرف ہے آپ نے مخلص لوگوں کی ایک جماعت بنام "حزب اللہ" تشکیل کی ہے، گوجرانوالہ میں دنیاں والا کے نزدیک دفتر بنایا جا رہا ہے، جس میں مجلس ماہانہ و سالانہ ہوا کرے گی، تاکہ احیائے طریقت و تصوف کر کے عقیدت مندوں کو تزکیہ نفس کے لئے تیار کیا جائے،

۲۔ جناب سید اعجاز حسین

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت ۲۳ جنوری ۱۹۵۰ء کو ہوئی، ابتدائی تعلیم دربار شریف میں حاصل کر کے جامعہ نعیمیہ لاہور سے فارغ التحصیل ہوئے اور والد گرامی قدر سے بیعت کر کے اجازت بیعت سے مشرف ہوئے،

دونوں صاحبزادگان میں بیحد پیار و محبت ہے، اور مریدین کی تربیت میں مصروف ہیں، دونوں صاحبزادوں کی توجہ تصوف کی طرف ہے، آپ کی تصانیف "المرشد" اور "سلوک جدید" ہیں اور "کلید تصوف" عنقریب طبع ہو رہی ہے، ایک تفسیر بنام "حقائق قرآن" ترتیب دے رہے ہیں، یہ ایک رُوحانی تفسیر ہو گی،

حضرت سیّد ناظر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: آپ شجرہ نسب حضرت ناظر حسین بن حضرت رسُول شاہ بن حضرت دیدار شاہ بن خواجہ دین محمد بن حضرت باوا جیؒ، آپ کی ولادت دربار عالیہ چورہ شریف میں ہوئی، تاریخ ولادت تو نہ مل سکی، سن ولادت غالباً ۱۹۱۵ء، ۱۹۱۸ء کے لگ بھگ ہے،

تعلیم و بیعت: آپ نے تعلیم دربار عالیہ چورہ شریف میں حاصل کر کے اپنے والد گرامی قدر سے بیعت کر کے خلافت و اجازت سے بیعت سے سرفراز ہوئے،

آپ اصلاحِ قلب کی بہت تلقین فرماتے تھے، کیونکہ دل ٹھیک ہو، تو کائنات زندگی سُلجھ جاتی ہے، اور پھر زندہ دل سے جو شے اور جو چیز لگ جائے اُس کا مقام بدل جاتا ہے اُس کی شان بدل جاتی ہے، اور حیات بعد ممات حاصل ہوتی ہے، آپ نے پوری زندگی تبلیغ دین کے لئے وقف کر دی تھی، آپکی کل کائنات تن ڈھانپنے کے تین کپڑے اور ایک چٹائی پر مشتمل تھی، لیکن دامن میں خُدائی تھی، آنکھوں میں نُور اور لب کشائی میں مشکل کشائی تھی،

رات کی تمام ساعتیں باوضو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سربسجود گزرتیں، اور دن کی گھڑیاں تلاوت کلام پاک اور تبلیغ اسلام میں صرف ہوتیں، عقیدت مندوں کو بھی ایسی ہی ہدایت فرماتے تھے، آپکی زندگی زہد و تقویٰ کی صباحت سے معمور اور عشق رسُول سے مخمور تھی،

وفات: آپ کا وصال چورہ شریف میں یکم جنوری ۱۹۷۹ء بمطابق یکم صفر ۱۳۹۹ھ کو ہوئی چہلم حال ہی میں ۸ فروری ۱۹۷۹ء کو چورہ شریف میں ہوا، سالانہ عُرس مبارک آئندہ سال یکم صفر کو چورہ شریف میں ہو گا، ؎

اللہ والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں
یہ حقیقت میں کبھی ہم سے جُدا ہوتے نہیں

صاحبزادگان آپ کے تین صاحبزادے ہیں بڑے دونو اقبال حسین شاہ اور حافظ افضال حسین شاہ اپنے اسلاف کی متعین کردہ راہوں پہ رواں دواں ہیں چھوٹے صاحبزادگان خالد رشید زیر تعلیم ہیں،

کرامات ایک دفعہ آپ سانده کلاں تشریف رکھتے تھے، ایک مائی صاحبہ زیارت کیلئے حاضر ہوئیں اُس کا لڑکا پیروں کے سخت خلاف تھا، مائی صاحبہ لڑکے کو ساتھ جانے کے لئے کہتی تھی لیکن لڑکا نہ مانا، اور باہر ہی کھڑا رہا، ناچار خود حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوگئی، تو آپ نے فرمایا اپنے بیٹے کو ساتھ کیوں نہیں لائی، مائی باہر آکر لڑکے کو ساتھ لائی آپ کے پاس ہار پڑے تھے لڑکے کے گلے میں ہار ڈالے، تو اُس کا سر جھک گیا، اور قدموں میں گر کر بیعت کے لئے عرض کی اور حضرت صاحب نے لڑکے کو داخل سلسلہ کر لیا جب لڑکا واپس آیا تو استفسار کرنے پر اُس نے بتایا کہ ہار گلے میں ڈالتے ہی میری گردن پر اس قدر بوجھ ہوا، کہ میری گردن نہ اُٹھتی تھی ناچار میں قدموں میں گر پڑا، جب بیعت ہو گیا، تو بوجھ بھی ختم ہو گیا،

قاضی محمد عادل شاہ رحمتہ اللہ علیہ

ولادت تعارف آپ کا شجرۂ نسب قاضی محمد عادل شاہ بن خواجہ دین محمد بن خواجہ نور محمد عرف حضرت باداجی رحمۃ آپ علم و فضل میں خاندان چوراہیہ کے چشم و چراغ ہوئے ہیں، آپکی ولادت باسعادت تیراہ شریف میں بمقام تھہری شریف غالباً ۱۲۷۶ھ میں ہوئی،

تعلیم آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی قدر جناب دین محمد سے حاصل کی علوم فقہ تفسیر و حدیث کی کتب آپ سے ہی پڑھیں،

بیعت آپ کی بیعت اپنے والد گرامی قدر جناب خواجہ دین محمد رحمۃ سے تھی، علوم ظاہری میں کمال حاصل کرنے کے بعد علوم باطنی کی تحصیل میں کوشاں ہوئے، اور نہایت قلیل عرصہ میں عظیم مقامات اور درجات حاصل کئے، اور اپنے والد گرامی قدر سے خلافت و اجازت بیعت چہار سلسلہ سے نوازے گئے، حضرت طاجی نے اپنی حیات میں آپ کو باہر دورے پر تبلیغ دین کے لئے بھیجا،

علم ایک دفعہ جگراؤں ضلع لدھیانہ میں مولوی محمد اسماعیل خطیب کی مسجد میں آپکا بیان شروع ہوا، موضوع تھا، "اھدنا الصراط المستقیم" دو دن اسی موضوع پر بیان جاری رہا فرمایا اسی موضوع پر تین ماہ سے زیادہ بول سکتا ہوں، آپ علم و فضل کے ایک بحر بیکراں تھے، ایک ہندو بیلی رام بڑا ذہین اور صاحب علم تھا، اُس نے بہت جگہ مباحثے کئے، وہ اسلام پر کچھ اعتراضات

کرتا، بہت سے علماء سے سامنا ہوا، لیکن کوئی اس کی تسلی نہ کر سکا، اس پر اس کا دل بڑھ گیا، اور بہت بے باک اور گستاخ ہو گیا، کچھ من چلے مسلمانوں نے سوچا اس کو قتل کر دینا چاہیئے، قاضی صاحب کو ان کے عقیدت مندوں نے حالات عرض کئے، آپ نے اس کو چیلنج کیا، اس کے سوالوں کے جواب میں آپ کا بیان ختم ہوا ہی تھا، وہ قدموں میں گر گیا، معافی کا خواستگار ہوا، اور کسی سے بحث نہ کرنے کا وعدہ کیا جب تک زندہ رہا، سلام محبت پیش کرتا رہا،

وفات آپ کی وفات اپنے والد گرامی کے صرف پانچ سال بعد یعنی ۲۳ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ میں ہوئی، اور حضرت باداجیؒ کے سرہانے مدفون ہوئے، حال ہی میں آپ کے پوتے حاجی سردار شاہ مدظلہ نے مرقد اقدس پھر بنوایا ہے،

تصانیف آپ کی تصانیف تو بہت زیادہ ہیں، جن میں صرف انوار خیراہی جلد اول طبع ہوئی، باقی سب قلمی تھیں، جن میں دیوان عادلیہ فارسی مختصر حاشیہ مکتوبات شریفہ مجددیہ تھیں، لیکن افسوس کہ اب ناپید ہیں،

خلفاء آپ کے خلفاء تو بہت تھے لیکن چند ایک کے نام معلوم ہو سکے ہیں،

۱۔ خلیفہ الٰہی بخش صاحب رائے کوٹ ضلع لدھیانہ،

۳۔ مولوی محمد عبداللہ صاحب ملکھانوالہ چک ۲۲۶ رکھ برانچ ضلع فیصل آباد مصنف کھولا ہجی،

۴۔ مفتی خدا بخش موضع حاجی پور نزد سلطان پور لودھی ریاست کپورتھلہ

۵۔ ڈاکٹر عبداللطیف صاحب ریاست نابھ اعلیٰ پایہ کے ڈاکٹر،

مقام قاضی صاحب علم و فضل کے مخزن اور بحر بے پایاں تھے علم کی بدولت آپ قاضی صاحب مشہور ہوئے، اللہ رب العزت نے آپکو وہ جادو بیانی بخشی تھی، کہ جس کسی نے جو موضوع لیا، اس کو اسی طرح واضح کیا آپ کی مجلس خطابت میں لوگ مبہوت ہو جاتے تھے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نور عرفان کی بارش ہو رہی ہے،

ایک دفعہ ملکھانوالہ چک نمبر ۲۲۶ فیصل آباد سے حج کو تشریف لے جاتے وقت آخری وعظ میں لیل و نہار کی عجیب تشبیہہ بیان فرمائی، کہ انسان ایک درخت کی مانند ہے، جس کو دو چوہے سفید اور سیاہ رنگ کے یعنی دن اور رات کاٹ رہے ہیں جب یہ چوہے اپنا کام ختم کر لیتے ہیں تو یہ درخت یعنی انسان گر جاتا ہے، اور انسان کی زندگی لیل و نہار میں گزر جاتی ہے، تو بس انتہا ہو جاتی ہے،

اس تقریر بے نظیر اور پر تاثیر نے سامعین پر سرور و وجد کی کیفیت طاری کر دی، آپ علم و عرفان کیساتھ حسن اخلاق یعنی حسن معنوی اور حسن ظاہری میں بھی باکمال تھے، نہایت حسین و جمیل تھے، آپ بہترین کاتب تھے، آپ نے اپنے دست اقدس سے کئی قلمی کتابیں لکھیں، جن میں سے چوہنگ شریف کے بزرگان

کے حالات زندگی" انوار تیراہی المسمے بہ گلزار نوری طبع بھی ہوئی، لیکن آج کل ناپید ہے۔ حکیم نور الدین خلیفہ مرزا غلام احمد قادیانی سے کئی دفعہ مباحثہ و مناظرہ ہوا، مولوی محمد جہان نے بیان کیا ہے، کہ ایک دفعہ قاضی صاحب نے حکیم نور الدین کو اتنا تنگ کیا، کہ اس کو لاچار ہو کر کہا، کہ صاحبزادہ صاحب میں نہ تو مرزائی ہوں، نہ ہندو نہ سکھ نہ حنفی نہ عیسائی، کچھ بھی نہیں ہوں صرف ایک دنیا دار ہوں، اس پر آپ نے پُرجوش لہجہ میں فرمایا، تم کس خیال میں پھنس گئے ہو،

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

قاضی صاحب اپنے زمانہ کے بیمثال انسان تھے کوئی کمال ایسا نہ تھا، جو آپ میں نہ پایا جاتا ہو، علماء فضلاء آپ کے علم کا لوہا مانتے تھے آپکی علمی تحقیق کے سامنے بڑے بڑے علماء سر جھکاتے تھے، کئی دفعہ دارالعلوم دیوبند سے استفتاء آپکی خدمت میں ارسال کیئے گئے جن کا آپ کافی وشافی جواب مرحمت فرمایا کرتے آپ کا لکھا ہوا فتویٰ نہایت قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا،

آپ نہایت متحمل مزاج اور بُردبار تھے، اللہ تعالیٰ علم کے ساتھ ساتھ حلم اور انکساری کی دولت بھی عطا فرمائی تھی، آپ بے حد ذہین تھے آپکی فہم و فراست ضرب المثل کی صورت اختیار کر چکی تھی، چنانچہ جب چورے گاؤں کے زمینداروں کی مخالفت انتہا تک پہنچ گئی، آپ کی فہم و فراست دانا عقلمندی اور موقعہ شناسی نے پورے خاندان چوراہی کی عزت و آبرو محفوظ کر دی، زمینداروں کی اس کوشش کے باوجود کہ پیران چورہ شریف زمین کے مالک نہ ہو جائیں، آپ نے اپنے خاندان کو زمین کا مالک ثابت کر دیا آپ کے دلائل اس قدر مضبوط و مستحکم اور وزنی تھے، کہ محکمہ مال نے آپ کے دلائل کی روشنی میں چورہ شریف کے خاندان کو زمین کا مالک ہونے کی تصدیقی مہر ثبت کر دی، اور اس کے بعد مخالف زمینداروں کا منہ بند ہو گیا، یہ آپ کا اپنے خاندان پر احسان عظیم ہے، کہ وہ زمین کے مالک ہو گئے، یہ سب اس لیئے ضروری تھا، کہ حضرات چورہ شریف دنیاوی فکر سے آزاد ہو کر پوری دل جمعی، مذہبی اور بے فکری سے تبلیغ اسلام اشاعت دین کا فریضہ ادا کر سکیں،

صاحبزادگان :- آپ کے صاحبزادگان حضرت نبی شاہؒ، حضرت حافظ رشید احمدؒ عالم جوانی میں اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے، اور تیسرے صاحبزادے حضرت گل بادشاہؒ اپنے وقت کے عظیم اولیاء اللہ ہوئے ہیں، حضرت نبی شاہ علوم ظاہری کی تحصیل کے دوران ۱۸ سال کی عمر میں یکم محرم ۱۳۱۴ھ میں دار فانی سے رحلت فرمائی، حضرت حافظ رشید احمدؒ حافظ قرآن اور علوم دینیہ میں فاضل روزگار تھے، قاضی صاحب کی آپ پر بہت نظر تھی، اور اپنا جانشین سمجھتے، لیکن افسوس کہ جوانی کے ایام میں وصال ہو گیا،

حضرت سید گل بادشاہ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف و ولادت حضرت گل بادشاہ بن قاضی محمد عادل شاہ بن حضرت خواجہ دین محمد رحمۃ اللہ بن خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ باداجی بمطابق انوار تیراہی آپ کی پیدائش غالباً ۱۲۹۴ھ جورہ شریف میں ہوئی،

تعلیم آپ نے علوم ظاہری کی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی، والد گرامی کی طرح علم میں اعلیٰ مرتبہ کے مالک تھے آپ نے امرتسر میں ایک بہترین لائبریری قائم کی تھی، جو کہ تقسیم ہند و پاکستان کے دوران وہیں رہ گئی،

بیعت آپ نے بیعت اپنے والد گرامی قدر سے کر کے سلوک کی منزلیں نہائت قلیل عرصہ میں طے کر خلافت و اجازت بیعت چہار سلسلہ سے ممتاز ہوئے،

اخلاق و عادات آپ آزاد طبع کے مالک تھے، کسی قسم کی پابندی مزاج پر بوجھ محسوس کرتے تھے، گو آپ قاضی صاحب کے کمال کو حاصل نہ کر سکے، لیکن باوجود اس کے بہت سی صفات میں آپ صاحب کمال تھے، آپ نہائت متحمل مزاج اور خوش اخلاق تھے، آپکی سخاوت یادگار زمانہ تھی آزاد طبع ہونے کی وجہ سے ابتداء میں زہد و عبادت میں ہی مگن رہے، آخری عمر میں پیری مریدی کی طرف توجہ دی، جبکہ قاضی صاحب رح کے بیشتر متوسلین دوسرے حضرات سے وابستہ ہو چکے تھے،

وفات اسی دوران آپ چک نمبر ۲۲ ضلع سرگودھا میں تھوڑے دن بیمار رہ کر اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کو رخصت ہوئے، سن وفات معلوم نہ ہو سکا،

معمولات آپ کا معمول تھا کہ آپ کا دن میں زیادہ وقت زہد و عبادت ریاضت اور ذکر الٰہی میں گزرتا تھا، اور اپنی جائیداد کی بھی نگہبانی نہ کی، اور کبھی پرواہ نہ کی،

آپ کا معمول تھا کہ صبح کا کھانا ظہر کے بعد کھاتے اور شام کا کھانا عشاء کے بعد تا کہ کوئی مہمان بغیر کھانے کے رہ نہ جائے، آپکی سخاوت ضرب المثل تھی، غریبوں کے مسائل سن کر حل کرنے کی کوشش فرماتے، موٹا کپڑا پہنتے اور فرماتے موٹا کپڑا پہننے سے ایمان موٹا یعنی مضبوط ہوتا ہے، اور جتنا باریک کپڑا پہنیں اتنا ایمان باریک یعنی کمزور ہوگا،

خلفاء: آپ کے خلفاء یہ مشہور ہیں: ۱۔ میاں فضل شاہ لالی والا تحصیل فتح جنگ ضلع راولپنڈی

۲۔ مولوی محمد اسماعیل والے کوٹ ضلع لدھیانہ (بھارت)

کرامات
ایک دفعہ آپ حویلی میں بمعہ دیگر صاحبزادگان تشریف فرما تھے کہ ایک عورت آئی اور عرض کی کہ یا حضرت میری اولاد نہیں ہے، دعا فرماویں اور تعویز عنایت فرمادیں اس نے دو تین دفعہ عرض کی تو آپ نے اس عورت کی طرف سے ایک درخواست بنام جناب باری تعالیٰ لکھی اور باقاعدہ لکھا جناب اللہ تعالیٰ صاحب کہ اس عورت کو اولاد عطا فرماویں اور درخواست پر سب حاضرین کے دستخط کرائے، اور تعویز بنا کر اس عورت کو گلے میں پہننے کے لئے دیا، اس عورت کے دو لڑکے ہوئے، دونو حافظ قرآن ہیں،

صاحبزادگان
صاحب زادہ رشید احمدؒ اور حضرت محمد حسینؒ عالم جوانی میں انتقال فرما گئے اور حضرت جناب شاہ صاحب فیصل آباد میں رہائش پذیر ہیں

حضرت سید حاجی سردار شاہ صاحب

ولادت
حاجی سردار شاہ بن حضرت گل بادشاہ بن قاضی محمد عادل شاہ بن خواجہ دین محمدؒ بن خواجہ نور محمدؒ المعروف حضرت باداجیؒ، آپ کی ولادت سنہ ۱۹۱۰ء کے بعد ہوئی کیونکہ انوار تیراہی میں آپکا اسم گرامی نہیں ہے، غالباً سنہ ۱۹۱۵ء کے لگ بھگ ہوگی،

تعلیم :۔ آپ نے تعلیم دربار شریف میں اپنے والدگرامی سے حاصل کی،

بیعت خلافت
آپ نے اپنے والد گرامی قدر سے بیعت فرما کر خلافت و اجازت بیعت چہار سلسلہ سے نوازے گئے، کثیر التعداد خلق آپ سے فیض یاب ہو رہی ہے۔ آپ کو حج کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ اور زیارت مدینہ منورہ بھی ہوئی

اخلاق وعادات :۔ آپ درویش طبع اور زہد و ریاضت میں خاص مقام کے مالک ہیں۔ نہایت حلیم الطبع بردبار اور منکسر مزاج ہیں بے حد ملنسار اور منکسر۔ با اخلاق کریمانہ ہیں جہمان نوازی تو اسلاف سے ورثہ میں ملی ہوئی ہے۔

خلفاء :۔ ڈاکٹر غلام سرور پیپلز کالونی ۲ فیصل آباد، آپ کے خلفا میں سے ہیں۔ بے حد بے حد ملنسار اور با اخلاق ہیں۔ متبع شریعت اور باعمل انسان ہیں۔ محلہ لیسین آباد میں بہترین معالج تصور کئے جاتے ہیں۔

صاحبزادگان :۔ آپ کے دو صاحبزادے ہیں۔ صاحبزادہ سید جاوید احمد شاہ، صاحبزادہ وحید احمد شاہ

صاحبزاد سیّد جاوید احمد شاہ صاحب

ولادت باسعادت آپ کی ولادت باسعادت چورہ شریف میں ہوئی۔

تعلیم آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے بزرگوں سے دربار شریف میں حاصل کرنے کے بعد علامہ زماں سیّد زاہد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جامعہ بغدادیہ فیصل آباد میں زیر تعلیم رہ کر فارغ التحصیل ہوئے۔ اور دورہ حدیث آپ نے جامعہ رضویہ فیصل آباد سے مکمل کیا۔

بیعت و خلافت اپنے والدگرامی سے بیعت ہوکر خلافت حاصل کی ہے۔ اور سلوک مجددیہ کی منازل طے کرنے میں کوشاں ہیں۔ آج کل فیصل آباد میں رہائش پذیر ہیں منصف با اخلاق حسنہ اور متحمل مزاج ہیں۔ بُردبار اور خوش مزاج ہیں۔ آپ کے چہرہ پر ہمیشہ مسکراہٹ رہتی ہے۔ حُسنِ ظاہری کے ساتھ ساتھ حسن باطنی بھی اللہ تعالےٰ نے وافر مقدار میں دیا ہے۔

صاحبزادہ وحید احمد شاہ صاحب

آپ نے میٹرک پاس کر لیا ہے اور اپنے والدگرامی کے زیر تربیت منازل سلوک طے کرنے میں کوشاں ہیں۔ بہترین اخلاق کے مالک ہیں۔ خوش مزاج اور ہنس مُکھ ہیں۔

جناب سید حضرت شاہ رحمتہ اللہ علیہ

شجرہ نسب

حضرت شاہ بن خواجہ دین محمدؒ بن حضرت خواجہ نور محمدؒ المعروف حضرت باواجی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت آپ کی ولادت تقریباً سنہ ۱۸۷۰ء کے لگ بھگ چورہ شریف میں ہوئی۔

تعلیم بیعت وخلافت علوم دینیہ اور بیعت وخلافت اپنے والد گرامی قدر حضرت خواجہ دین محمد المعروف مُلاّجی سے حاصل کی۔ علوم دینیہ میں علامۃ الدہر تھے علماء و فضلاء کے مرجع تھے۔

آپؒ بی اے ایل ایل بی کر کے کچہری میں وکالت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ آپؒ کے دلائل نہایت نکتہ رس اور وزنی ہوا کرتے تھے۔ اس لئے عدالت کو آپکے دلائل قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا تھا۔ اور فیصلہ ہمیشہ آپؒ کے حق میں ہوا کرتا تھا۔ اس لئے آپ نہایت کامیاب اور مشہور وکیل تھے۔

مہاراجہ جموں کے وزیر میاں لعل دین جو کہ حضرت مُلاّجیؒ کے مخلص عقیدتمند تھے نے اپنی دختر نیک اختر، آپؒ نے عقد میں دے دی۔ اس طرح آپ کو جموں میں جاگیر بھی مل ہوئی تھی چنانچہ آپ چورہ شریف سے ہجرت کر کے جموں میں رہائش پذیر ہو گئے تھے۔

آپ جدھر جاتے لوگ مشتاقِ دید ہوتے۔ سلسلۂ فقر میں عجیب شان کے مالک تھے۔ بہت کم لوگوں کو بیعت فرماتے اس لئے بہت کم لوگ آپ سے سلسلہ طریقت قائم کر سکے۔ ان ہی کم افراد میں، سیدی مرشدی جناب قبلہ حضرت محمد سعید باشاہؒ بھی تھے۔ آپ سے ہی خلافت و اجازتِ بیعت چہار سلسلہ سے سرفراز ہوئے تھے۔

وفات آپ کا وصال بھی جموں میں ہوا۔ وہیں پر مزار اقدس مرجع خاص و عام ہے۔

صاحبزادگان آپ کے تین صاحبزادگان تھے۔ بڑے صاحبزادے حضرت محمد یوسف صاحب کے تین صاحبزادے تھے۔ انور شاہ، اجمل شاہ اور جمیل شاہ۔ تمام صاحب طریقت ہونے کے علاوہ دنیاوی طور پر بڑے بڑے عہدوں پہ فائز ہیں۔ (خود محمد یوسف صاحب محکمہ ریلوے میں ا ۔ ٹی آئی کے عہدے پر فائز رہے۔ اور اپنی خواہش کے مطابق آپ چورہ شریف میں دفن ہوئے۔)

دوسرے صاحبزادے عبدالرحمن صاحب فوت ہو چکے ہیں تیسرے صاحبزادے فضل الرحمن صاحب طریقت ہونے کے علاوہ بھارت (ہندوستان) کے چوٹی کے تو علیم ڈاکٹروں میں سے ہیں اس سے آپ کی شخصیت کا کچھ اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ تین برس لندن میں بھی رہے۔

حضرت سیّدن شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت آپ کا شجرہ نسب اِس طرح ہے۔ حضرت سیدن شاہ بن خواجہ دین محمد بن خواجہ لعل محمد المعروف حضرت باوا جی۔ آپ کی ولادت غالباً ۱۸۷۰ء یا ۱۸۷۵ء میں ہوئی۔ آپ حضرت ملا جی کے چھوٹے فرزند تھے۔ اس لیے بہت لاڈلے تھے۔

تعلیم، بیعت و خلافت آپ کی دینی تعلیم اور بیعت و اجازتِ بیعت، اپنے والدِ گرامی قدر جناب خواجہ دین محمد سے حاصل کی۔

آپ نہایت نیک اور صالح فرد تھے۔ زہد و ریاضت میں کمال درجہ پر تھے۔ ذکر و اذکار، مجاہدہ و مراقبہ آپ کا معمول تھا۔ بے حد ملنسار اور خلیق تھے مہمان نوازی آپکا خاصہ تھا۔

وفات دربار عالیہ چورہ شریف میں ہی وفات پائی۔ سن وفات معلوم نہیں ہو سکا۔ مزار اقدس بھی وہیں ہے۔

صاحبزادگان آپ کے دو صاحبزادے تھے۔
امیر احمد شاہؒ، امیر بادشاہؒ۔

جناب حضرت سیّد امیر بادشاہ رحؒ

ولادت و تعارف آپ حضرت سیّد سیدن شاہؒ بن خواجہ دین محمدؒ کے صاحبزادے تھے آپ کی ولادت غالباً ۱۸۹۵ء اور ۱۹۰۰ء کے لگ بھگ میں ہوئی۔

تعلیم، بیعت و خلافت آپ نے تعلیم و بیعت اور اجازتِ بیعت اپنے والد گرامی قدر جناب خواجہ سیدن بادشاہؒ سے حاصل کی۔

حُسنِ اخلاق سے متصف، اور رقیق القلب انسان تھے۔ چھوٹوں پر ہمیشہ شفقت فرماتے۔ مہمان کی خاطر تواضع میں کوئی کسر نہ چھوڑتے۔ گفتگو میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ آپ کی گفتگو لوگوں کا دل موہ لیتی۔ پشاور اور پنجاب کے حلقوں میں آپ کا بہت اثر تھا۔ زہد و ریاضت اور طریقت میں بلند مرتبہ کے مالک تھے۔ شب بیداری آپ کا معمول تھا۔

وفات ۔ آپ کا وصال چورہ شریف میں مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۶۲ء بمطابق ۲۷ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ ہوا۔ مزار اقدس حضرت باواجیؒ کے مزار اقدس کے شمال مشرقی کونے میں ہے۔

صاحبزادگان

آپ کے چار صاحبزادے یادگار زمانہ ہیں۔

۱۔ حضرت انور حسین صاحب، نہایت خوش اخلاق، مہمان نواز اور ملنسار ہیں۔ طریقت میں اچھا مقام حاصل ہے۔

۲۔ حضرت تصدق حسین صاحب، بہت خلیق اور ملنسار و مہمان نواز انسان ہیں۔ چورہ شریف سے گوجرانوالہ منتقل ہو گئے۔ وہیں طریقہ نقشبندیہ کی اشاعت کے لئے کوشاں ہیں۔

۳۔ صاحبزادہ رضا حسین صاحب و صاحبزادہ ظاہر حسین صاحب بھی تیزی سے منازل طے کر رہے ہیں۔

حضرت سید امام شاہ رحمتہ اللہ علیہ

ولادت شجرہ نسب کچھ اس طرح ہے۔ حضرت امام شاہ بن خواجہ شاہ محمدؒ بن خواجہ نور محمد المعروف حضرت باواجیؒ۔ آپ کا سن ولادت نہیں معلوم ہو سکا۔ ولادت علاقہ تیراہ شریف میں تیزئی شریف میں ہوئی۔

تعلیم و بیعت آپؒ نے تعلیم و بیعت و خلافت اپنے والد گرامی حضرت خورد حضرت شاہ محمدؒ سے حاصل کی۔ اور تبلیغ اسلام کے فرائض سرانجام دینے لگے۔ آپ نہایت ہی عابد و زاہد اور تہجد گزار تھے۔ زہد و ریاضت میں کمال کے درجہ پر فائز تھے۔ آپ میں مجذوبانہ رنگ پایا جاتا تھا۔ زہد و ریاضت کی وجہ سے دنیاداری سے لاتعلق ہو چکے تھے۔ باہر بہت ہی کم جایا کرتے تھے۔ باہر کے تمام کام اپنے چھوٹے بھائی حضرت غلام شاہؒ کے ذمہ کر دیتے تھے۔ دونوں بھائیوں میں انتہائی محبت و پیار تھا۔ دونوں کا اتفاق پورے خاندان میں ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر چکا تھا۔ گھر کی نگرانی آپؒ کے ذمہ تھی۔ اور باہر کے تمام معاملات چھوٹے بھائی کے سپرد تھے۔

وفات سن وصال معلوم نہ ہو سکا۔ مزار پرانوار چورہ شریف میں ہے۔

صاحبزادگان

آپؒ کے دو صاحبزادے ہیں حضرت اکبر شاہؒ فوت ہو چکے ہیں۔ حضرت محمد بخش المعروف فقیر صاحب، حیات ہیں۔

کرامات

۱۔ حضرت اکبر شاہؒ فرماتے ہیں۔ کہ پلندری آزاد کشمیر میں ایک بھینسا بہت مانتا تھا اور جو بالی تھا۔ اُس کے مالک نے حضرت امام شاہؒ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ یہ بھینسا بہت مارتا ہے اور تنگ کرتا ہے۔ ڈر کے مارے کوئی اس کے نزدیک نہیں جاتا۔ آپؒ نے اپنی تسبیح اُس کے مالک کو دی اور فرمایا "یہ تسبیح دکھا کر بھینسے سے کہنا کہ حضرت صاحب بلاتے ہیں۔ حسب الحکم جب مالک نے بھینسے کو تسبیح دکھائی تو بھینسا چپ چاپ اُس کے پیچھے چلا آیا سب لوگ ڈر گئے۔ بلانے والا بھی گھبرا گیا۔ حضرت صاحب نے ایک لقمہ اُس کو دیا اور فرمایا "کہ مخلوق کو تنگ نہ کیا کرو"۔ اُس کے بعد اُس بھینسے نے کبھی کسی کو نہ مارا نہ تنگ نہ کیا۔

حضرت سید غلام شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت

آپ حضرات خورد خواجہ شاہ محمدؒ کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت بمقام تیرٔی شریف میں ہوئی۔ سن ولادت معلوم نہیں ہوسکی۔

تعلیم بیعت و خلافت

آپ نے علوم ظاہری کی تکمیل دربار شریف میں ہی کی۔ آپ کی بیعت اپنی والد گرامی قدس سے تھی۔ اُنہی کی زیر تربیت رہ کر سلوک مجددیہ کی منازل طے کر کے اعلیٰ مقام پہ فائز ہوئے۔ اور خلافت و اجازتِ بیعت چہار سلسلہ سے مشرف ہوئے۔

تبلیغ دین

آپ تبلیغ دین کے سلسلے میں بہت سرگرم تھے۔ کشمیر میں آپ کا بہت ہی اثر تھا۔ سردار مختار خاں بمقام پلندری فرمایا کرتے تھے آپ بہت سے اہل سلسلہ کی مجلس منعقد فرمایا کرتے اور پھر آگے آگے خود کلمہ پڑھا کرتے اور باقی سب لوگ پیچھے پیچھے پڑھتے۔ اس طرح سب اہل دیہہ کو کلمہ، نماز اور دوسری ضروریات دین سے روشناس کرا کے دین اسلام کی اشاعت میں کوشاں رہے۔ جہاں بھی تشریف لے جاتے۔ اُسی طرح کی مجلس قائم فرماتے۔ اور وعظ و نصیحت فرماتے۔ بہترین مقرر اور خطیب تھے۔ اندازِ بیان کی خوش اسلوبی اپنی مثال آپ تھی۔

قطب دوراں، غوث دوراں حضرت سید احمد شاہؒ علاقہ ہزارہ میں علامۃ العصر اور فضلائے زمانہ میں سے تھے۔ اور اکثر کہا کرتے تھے۔ کہ چورہ شریف کے پیروں کے پاس علم نہیں ہے۔

ایک دفعہ علاقہ کوٹ سونڈکی میں وعظ کے لیئے آئے تھے۔ قبلہ عالم حضرت غلام شاہؒ بھی اونٹنی پر سوار اُس جگہ کے نزدیک تشریف لائے جہاں حضرت سید احمد شاہ تقریر فرما رہے تھے۔ اور بہت ہجوم تھا۔ آپؒ نے فرمایا "یہاں ہجوم کیوں زیادہ ہے؟" خادموں نے عرض کی تھی۔ کہ حضرت سید احمد شاہؒ وعظ فرماتے ہیں۔ آپؒ بھی جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ اُس وقت سید احمد شاہؒ تقریر فرما رہے تھے اُن کی نظر حضرت غلام شاہؒ پر پڑی۔ حضورؒ کے چہرۂ انور کو دیکھتے ہی منبر سے اتر آیا۔ اور حضرت صاحب کی قدم بوسی کی۔ اور برملا اپنی عجز و انکساری کا اظہار کیا۔ اور منبر پر کھڑے ہو کر علی الاعلان فرمایا یہ انسان (حضرت غلام شاہؒ) قطبِ زمان اور غوثِ دوراں ہیں۔" اور حضرت صاحبؒ سے عرض کی کہ آپؒ وعظ فرمائیں۔ آپؒ نے پند و نصائح بیان فرمائے۔ وعظ کے اختتام پر سینکڑوں آدمی داخل سلسلہ نقشبندیہ ہوئے۔ ! آپؒ دربار عالیہ چورہ شریف میں پہلے مبلغ و خطیب گذرے ہیں اور منبر و محراب سے اعلائے کلمۃ الحق بلند فرمایا۔ آپؒ کی تبلیغ دین اور اشاعتِ اسلام کی خدمات یادگار ہیں۔ اور آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ اندازِ خطابت ایسا مسحور کن ہوتا تھا۔ کہ معتدبہ ہندوؤں کی تعداد مسلمان ہو جاتی تھی۔ پنجاب اور کشمیر کے اکثر علاقوں میں آپ کا دورہ رہتا تھا۔ آپؒ کے کمالات اور چہرہ کی ملاحت دیکھ کر لوگ فریفتہ ہوئے جاتے تھے۔

وفات

وفات سے پہلے آپؒ تبلیغ دین کے سلسلہ میں مردان کے علاقہ میں تشریف لے گئے۔ آپ وعظ فرما رہے تھے۔ اور لوگ وجد میں تھے۔ معرفتِ ربانی سے حجاب اٹھ رہے تھے۔ جمالِ مجددیؒ کے جلوؤں میں مست تھے۔ کہ اس دوران آپ تقریر ختم کر کے منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ کہ آپ کی زبان پر اسم ذات کا ورد (اللہ، اللہ) شروع ہوا۔ اور واصل بحق ہوئے۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس طرح آپؒ کے آخری لمحات بھی دینِ اسلام کی تبلیغ میں صرف ہوئے۔ تاریخِ وفات: ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ۔

کرامات

۱۔ کوٹ سونڈکی میں حضرت صاحبؒ کو ایک زمیندار نے زمین نذر کی ہوئی تھی آپ اکثر وہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اُس زمین کے ایک طرف ایک بڑا پتھر آپؒ نے رکھوایا تھا۔ حضرت صاحب سحری کے وقت اُس پتھر پر بیٹھ کر زہد و عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ اور صبح اشراق کے بعد ڈیرے پر واپس تشریف لاتے۔

حضرت صاحب کی وفات کے بعد وہ زمین غیر آباد ہو گئی۔ اُس گاؤں کے ایک زمیندار مصری خاں جس کی زمین اُس زمین سے ملی ہوئی تھی۔ نے سوچا کہ اس پتھر کو اپنی زمین میں لے جاؤں۔ لڑکوں سے

کہا کہ یہ پتھر اپنی زمین میں رکھ لیں۔ لڑکوں نے کہا کہ یہ پیر صاحب کا پتھر ہے۔ اس کو نہ ہلائیں۔ لیکن مصری خاں کہنے لگا۔ اب پیر صاحب کہاں ہیں وہ تو فوت ہو چکے ہیں۔ آخر اس نے ساٹھ ستر آدمیوں کو اکٹھا کر کے پتھر کو وہاں سے اپنی زمین میں لے گیا۔

اسی رات مصری خاں نے خواب دیکھا کہ گاؤں میں شور مچا ہوا ہے قبلہ حضرت غلام شاہ تشریف لا رہے ہیں۔ مصری خاں بھی حضرت صاحب کو دیکھنے چلا گیا۔ آپ بالکل اسی طرح تھے جس طرح حیات میں تھے۔ بہت سے لوگوں کے ساتھ کلمہ شریف کا ورد کرتے ہوئے گھوڑی پر سوار تشریف لا رہے تھے مصری خاں بھی حضرت صاحبؒ سے ملنے چلا گیا۔ تو حضرت صاحب نے مصری خاں کو دیکھ کر ناراضگی کا اظہار کیا۔ اور فرمایا تم ہی کہتے تھے کہ پیر صاحب تو فوت ہو گئے ہیں اب انھوں نے اس پتھر کو کیا کرنا ہے؟ اور آپ نے چھڑی مصری خاں کو چبھوتی جو اس کی آنکھ میں لگی۔ مصری خاں کی چیخ نکل گئی۔ اور جاگ گیا۔ گھر والے سب اکٹھے ہو گئے۔ دیکھا تو مصری خاں آنکھ ضائع ہو گئی تھی اس کے بعد علاج بہت کرائے۔ لیکن مصری خاں کہتا کہ میں نے حضرت صاحب کی شان میں گستاخی کی ہے۔ اب یہ آنکھ کبھی درست نہیں ہو سکتی۔ مصری خاں کو ایک دنیا جانتی ہے۔

۲۔ وفات سے تھوڑا عرصہ پہلے پونچھ شریف کشمیر میں روافض سے مباحثہ ہوا۔ آپ کے مقابلہ میں ان کو سخت زک اٹھانا پڑی۔ اور کثیر التعداد روافض تائب ہو کر داخل سلسلہ نقشبندیہ و اہل سنت وجماعت ہوئے۔

۳۔ میاں اکبر علی خلیفہ حضرت سید محمد سعیدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت غلام شاہؒ ایک دفعہ سرانوالی میں لائے تو والد صاحب نے عرض کی "حضور میری زمین کے ساتھ جو ایک ایکڑ زمین سردار کی ہے وہ اگر مجھے مل جائے تو بہت اچھا ہو۔ آپ نے فرمایا" یہ زمین ہم نے تمہارے نام لکھوا دی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ تھوڑے عرصہ بعد وہ سردار صاحب زمین چھوڑ کر چلے گئے۔ تو وہ ایک ایکڑ زمین گورنمنٹ نے میاں اکبر علی کے والد کے نام لکھ دی۔

اخلاق و عادات

آپ اخلاق حسنہ سے متصف تھے۔ آپ کی شخصیت میں جمال و جلال کا بہترین امتزاج تھا۔ حضرت خواجہ شاہ محمدؒ کے خلف الرشید ہونے کی وجہ سے آپ کی طبیعت اور صفات عالیہ آپؒ سے ملتی تھیں۔ علوم ظاہری و باطنی میں کمال درجہ پر فائز تھے۔

آپؒ کے پند و نصائح اور خطابت میں اس قدر تاثیر تھی کہ بہت سے غیر مسلم داخل اسلام ہوئے آپ کے کمالات اور چہرہ کی ملاحت دیکھ کر دنیا فریفتہ ہو جاتی تھی۔ تبلیغ دین کے سلسلہ میں اکثر سفر میں رہتے۔

جناب پیر سید اکبر شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت باسعادت

آپ کا سن ولادت غالباً ۱۸۹۰ء کے لگ بھگ ہے لیکن صحیح معلوم نہیں ہو سکا۔ آپ حضرت سید امام شاہؒ بن خواجہ سید شاہ محمدؒ بن نور محمدؒ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ علوم ظاہری و باطنی میں نہایت کامل تھے۔ آپ دینی علوم کے علاوہ قانونی نکتوں سے بھی اچھی طرح آگاہ تھے۔ آپ نہایت زیرک انسان تھے۔ نہایت بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ اپنے خاندان کے بے حد ہمدرد اور غمگسار تھے۔ جناب قاضی محمد عادل شاہؒ کی وفات کے بعد چودہ گاؤں کی دالوں نے مخالفت کیلئے سر اٹھایا تو آپ نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اپنے خاندان میں اس معاملہ میں پیش پیش تھے۔ کامیابی کا سہرا انہی کے سر پڑتا ہے۔ آپ نہایت متحمل مزاج اور بُردبار تھے۔

تبلیغ دین

تبلیغ دین میں ہر وقت کوشاں رہتے اور اکثر سفر میں رہتے۔ ایک معتدبہ تعداد آپ کے مریدین کی تھی جن کی ظاہری و باطنی تربیت میں ہر وقت مصروف رہتے

کرامات

۱۔ آپؒ کے مخلص مرید مہلبس نزد چک جھمرہ ضلع فیصل آباد میں رہتے تھے۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ کہ رات کو جناب سید اکبر شاہؒ کو اس کو اشارہ فرمایا کہ یہ مکان خالی کر دو۔ اس نے صبح کو بیوی سے بات کی تو بیوی نے کہا کہ یہ مکان کیوں خالی کر دیں جبکہ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ دوسری رات کو پھر خواب میں اشارہ ہوا۔ تو صبح مستری کو بلا کر تسلی کی مستری نے کہا یہ مکان بالکل ٹھیک ہے اس کے گرنے کا کوئی خطرہ نہیں۔

تیسری رات آپؒ نے غصہ سے فرمایا "اسی وقت مکان سے نکل جاؤ" وہ شخص ایک دم اٹھا۔ اور بیوی بچوں کو باہر نکالا سحری کا وقت تھا۔ سحری کر کے مسجد میں چلا گیا۔ تو مسجد میں اطلاع ملی کہ اس کمرے کی چھت لہ گئی ہے۔ اس نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اور مسجد میں سارا واقعہ سنایا۔ تمام حاضرین اس کے مرشد باصفا کی کرامت کے قائل ہو گئے۔

۲۔ سبز پیر نزد حسن ابدال میں آپ کے ایک مخلص مرید نے بڑی محنت سے ایک کنواں تیار کر دیا لیکن باوجود کوشش بسیار کے پانی نہ ملا۔ اس نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی تو آپ خود اس کنویں پر تشریف لے گئے۔ اور تین روڑے دم فرما کر کنویں میں پھینکے۔ اور واپس آ گئے۔ صبح لوگوں نے دیکھا کہ کنواں پانی سے بھرا ہوا ہے۔ بقول سید فدا حسین شاہ صاحب وہ کنواں صحیح سلامت موجود ہے اور پانی سے بھرا ہوا ہے

حضرت

۳۔ ایک دفعہ میاں اکبر علی بمعہ دیگر اہل خاندان چورہ شریف جاتے تھے۔ وزیر آباد سے بس پر سوار ہوکر راولپنڈی پہنچے تو معلوم ہوا کہ چورہ شریف کے لیے بس صبح جائے گی۔ راجہ بازار میں ایک سید صاحب مہربان کے ہاں رات ٹھہرے۔ میاں اکبر علی صاحب کے پاس سُرخ ڈورے والا کھیس تھا۔ صبح چائے پینے کے بعد بس پر سوار ہوکر دربار شریف پہنچے تو ختم پاک کی محفل شروع ہو چکی تھی۔ اس لئے سب کپڑے بیٹھک میں رکھ کر ختم شریف میں شامل ہوئے۔ فارغ ہوئے تو حضرت اکبر شاہؒ سے ملاقات ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ جب راولپنڈی میں ٹھہرے تو آپ کے پاس سُرخ ڈورے والا کھیس تھا۔ وہ کہاں ہے؟ سب دوست حیران ہوئے۔ کہ حضرت صاحب کو کیسے معلوم ہوا کہ رات راولپنڈی میں آپ کے پاس سُرخ ڈورے والا کھیس تھا۔

معمولات جب اسم ذات کا ذکر فرماتے تو دل کی حرکت جسم سے باہر صاف نظر آتی۔ جلالیت ہر وقت غالب رہتی۔ آپ کا معمول تھا کہ صبح سے شام تک قرآن مجید کی تلاوت ختم فرماتے۔ آپ اکثر باوضو رہتے۔ اور ذکر خفی میں مشغول رہتے۔ آپ کا قلب جاری تھا۔

وفات آپ ۱۹۴۵ء میں اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ مزار اقدس چورہ شریف میں حضرت باواجیؒ کے مزار کے مشرق میں ہے

جناب سید محمد بخش صاحب المعروف فقیر صاحب۔

تعارف: آپ حضرت قبلہ امام شاہؒ بن خواجہ سید شاہ محمد المعروف حضرت خورد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند دوم ہیں۔ آپ کی سن ولادت غالباً ۱۸۹۶ء ہے اس وقت عمر تقریباً ۸۰ سال ہے۔

تعلیم و بیعت: آپ نے دربار شریف میں ہی تعلیم حاصل کی۔ اور علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد اپنے نانا جان عالی قدر جناب سید دین محمدؒ المعروف ملاّ جی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ اور خلافت و اجازتِ بیعت سے سرفراز ہوئے۔

آپ اپنے بڑے بھائی جناب سید اکبر علیؒ کی زندگی میں عموماً گھریلو معاملات کی نگرانی فرماتے رہے اور زمینداری کی طرف زیادہ توجہ کی۔ اُن کی وفات کے بعد اُن کے جانشین مقرر ہوئے۔ اور صحیح نمائندہ ثابت ہوئے۔ تبلیغ دین کے سلسلہ میں زیادہ وقت سفر میں گزرتا ہے۔

آپ نہایت حلیم الطبع، بردبار، منصف، با اخلاق حسنہ کم گو اور خاموش طبع ہیں اور صحیح درویش اور اپنے حال میں مست ہیں۔ اسی لئے آپ کو ہر کہ و مہ میں فقیر صاحب مشہور

ہیں - اور حدیث قدسی اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ کا نمونہ ہیں۔

خلفاء آپ کے خلفا ہیں حضرت فقیر حسین بن باواجی صاحب نزد ترنول ضلع راولپنڈی بہت نیک، عابد، و زاہد انسان ہیں۔

حال ہی کا واقعہ ہے کہ آپ موضع ناڑہ جو کہ چورہ شریف سے تقریباً ۱۲ میل کے فاصلہ پر ہے۔ میں تشریف لے گئے۔ آپ گاؤں میں اپنے عقیدتمند چودھری عبدالرحمٰن کے گھر تشریف لے گئے۔ دوپہر کا وقت تھا۔ اور گھر کوئی مرد نہ تھا۔ صرف مائی صاحبہ گھر پر تھیں۔ ایک لڑکا بعمر ۷ سال اور لڑکی ۵ سال کی تھیں۔ حضرت صاحب کو مل کر مائی صاحبہ کسی کام سے اندر چلی گئیں۔ صحن میں ایک کنواں تھا۔ دونوں بچے کھیل رہے تھے۔ کہ اچانک بچی کی چیخ کی آواز آئی۔ تو مائی صاحبہ دوڑ کر باہر آئی وہ سمجھی کہ بچے لڑ پڑے ہونگے لیکن باہر آکر پتہ چلا کہ لڑکا کنوئیں میں گر گیا ہے اور نظر بھی نہیں آتا۔ وہ چیخنے چلانے لگی۔ حضرت صاحبؒ نے مائی صاحبہ سے پوچھا۔ تو انہوں نے بتایا کہ لڑکا کنوئیں میں گر گیا ہے۔ مائی باہر چلی گئی تاکہ کسی آدمی کو بلائے۔ حضرت صاحب سوچ میں پڑ گئے اور بدرگاہ قاضی الحاجات رب العزت سے التجا کی کہ بچہ صحیح سلامت ہو۔ تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ چورہ شریف والے پیر آئے اور لڑکا کنوئیں میں گر کر خدانخواستہ کوئی تکلیف پہنچی۔ لوگ کہیں گے کہ پیر تو ڈوبتے بیڑے تارتے ہیں۔ یہ پیر آئے تو کنوئیں میں لڑکا گر گیا۔ اور دعا فرمائی کہ باری تعالیٰ ہماری لاج رکھ لے۔

کافی دیر بعد مائی صاحبہ ایک آدمی کو ساتھ لے کر آئی۔ آکر ڈھونڈا۔ اس دوران لڑکے کو کنوئیں میں گرے ہوئے پون گھنٹہ سے زیادہ گزر گیا تھا۔ بہت لوگ اکٹھے ہو گئے تھے۔ سب فکر مند تھے۔ ایک آدمی رسے کے ذریعے نیچے اتر گیا۔ غوطہ لگاتے ہی لڑکا مل گیا۔ جب وہ آدمی لڑکے کو لے کر باہر آیا۔ تو لوگ حیران و ششدر رہ گئے کہ لڑکا پون گھنٹہ سے زیادہ وقت پانی کے نیچے رہا۔ لیکن لڑکا بالکل صحیح وسلامت تھا۔ اور ہوش میں تھا۔ اسے کسی قسم کا کوئی نقصان نہ پہنچا تھا۔ جب لڑکے سے حال دریافت کیا گیا تو اس نے بتایا کہ جب میں کنوئیں میں گرا تو ایک سفید باباجی والے باباجی نے مجھے اٹھا کر جھولی میں لیا اور ان کی جھولی میں ہی رہا۔ سب لوگ یہ زندہ کرامت دیکھ کر راسخ العقیدہ ہو گئے۔

حضرت خواجہ دین محمدؒ کے وصال کے موقع پر ان کا ایک عاشق المعروف پتنگ نے آپؒ کی زیارت کی اور وجد میں آکر ایک نعرہ مارا۔ تو آپ کی چارپائی بھی وجد میں آکر ہلنے لگی۔ اور کافی دیر تک ہلتی رہی۔ تو موجود حضرات اور حضرت محمد بخش صاحب مدظلہ نے چارپائی کو ہاتھ لگایا تو چارپائی تھم گئی۔

صاحبزادگان ۱۔ صاحبزادہ سید مشتاق حسین صاحب ۱۹۳۶ء میں پیدا ہوئے۔ ۲۔ صاحبزادہ سید فدا حسین صاحب ۱۹۳۸ء میں پیدا ہوئے۔ ۳۔ صاحبزادہ سید اکرام حسین صاحب ۱۹۴۹ء میں پیدا ہوئے

حضرت سید محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت

آپ کا شجرہ نسب حضرت محمود شاہ بن حضرت غلام شاہ بن حضرت خواجہ شاہ محمدؒ بن حضرت خواجہ نور محمدؒ
آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۷۰ء میں ہوئی۔

تعلیم

آپ نے ابتدائی تعلیم دربار شریف پر حاصل کر کے علامہ انور شاہؒ کشمیری کے شاگرد رشید رہے۔ اور دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے۔

بیعت

آپ نے بیعت اپنے والد گرامی قدر سے کر کے ولادت و اجازت بیعت چہار سلسلہ سے فائز المرام ہوئے۔

تبلیغ دین

آپ کی پوری زندگی احکام خدا اور سنت رسول اللہ علیہ وسلم کی اشاعت میں گزری آپ نے تقریباً ۹۸ برس کی عمر پائی ۸۰ برس تبلیغ دین میں گزری اور ہزاروں کی تعداد میں بدمذہب آپ کی تبلیغ سے داخل اہل سنت وجماعت اور سلسلہ نقشبندیہ سے منسلک ہوئے۔ آپ لاکھوں مریدوں کے محبوب مرشد اور سلسلہ نقشبندیہ کے روشن چراغ تھے۔ سنت مجددیہ پر کار بند اور بے نیام تلوار تھے سال میں چند دن ہی گھر پہ قیام رہتا ورنہ سارا سال مریدوں کے ساتھ تبلیغی پروگرام جاری وساری رکھتے حلقہ احباب اس قدر وسیع تھا۔ کہ کئی مقام پر کئی سال بعد بھی باری آتی۔ جب کبھی آپ کے پاس عقیدت مندوں کے نذرانوں کی رقم جمع ہو جاتی تو ضرورت کے مطابق کسی مسجد کی تعمیر پر صرف کر دیتے۔ یا کسی نئی مسجد کی بنیاد رکھ دیتے۔ تبلیغ دین کی خاطر اپنی عمر کا بہترین حصہ اور طویل عرصہ گھر سے دور غریب الوطنی میں گزارا۔ آپ نے سلسلہ نقشبندیہ کو بہت ہی فروغ دیا کہ پاک و ہند کے بیشتر علاقوں میں آپ کے عقیدت مندوں کے گروہ در گروہ نظر آتے۔

وصال

آپ نے تقریباً ۹۸ برس کی عمر میں ۱۴ مئی ۱۹۶۸ء کو اس دنیائے خالی کے عالم جاودانی کو رخصت ہوئے۔ مزار پُر انوار دربار عالیہ چورہ شریف میں حضرت باواجیؒ کے سرہانے صاحبزادگان نے بنوایا ہے۔

اخلاق وعادات

آپ نے تمام عمر تصنع بناوٹ کو قریب نہ پھٹکنے دیا۔ درویشانہ ماحول میں رہے۔ جلالی طبیعت کے مالک تھے آپ کے حسن اخلاق نے آپ کو درویش پیر مشہور کر دیا تھا۔ سادگی عاجزی اور انکساری کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ ہمیشہ سادہ لباس پہنا۔ کھدر کی کھلی قمیض شلوار اور سر پہ بھاری عمامہ اور پرانے جوتے یہ تھا آپکا لباس آپ نے صوفیوں کے قول وفعل کا عمل نمونہ پیش کیا۔

پُربہار چہرے پہ ایک حسین مسکراہٹ سدا جاری رہتی۔ آپ کے چہرے کے جلال پُرجمال دیکھ کر حاضرین مجلس کو خدا یاد آجاتا تھا۔

۱۔ ایک دفعہ آپ کوٹ دادو خاں تشریف رکھتے تھے۔ کہ آپ کا ایک مخلص مرید ڈھوک میں تھا۔ اور پہاڑ کے اُس طرف تھا۔ وہاں جانے کیلئے آپ کے مریدوں نے گھوڑی پیش کی۔ لیکن آپ نے یہ کہہ کر معذرت کی کہ میری ٹانگیں درست ہیں۔ اسی لئے میں چند منٹ بعد آپ کو ڈھوک میں دیکھا جو وہاں سے تین میل سے زیادہ دور تھی

۲۔ ایک دفعہ پھر آپ کوٹ دادو میں تھے۔ کہ عصر کے وقت آپ نے فرمایا کہ شام کی نماز ڈھوک میں جا کر پڑھیں گے۔ مگر عقیدتمند مُصر ہوتے۔ اور مجبور کیا۔ کہ نہ جائیں آخر شام ہوئی اور مسجد کی طرف چل پڑے۔ اور شام کی نماز پڑھانی شروع کی جب سجدہ میں آئے تو پھر نہ اُٹھے۔ لوگوں نے سر اُٹھا کر دیکھا۔ تو حضرت صاحب مصلے پر نہیں تھے۔ اِدھر اُدھر دیکھا۔ لیکن نظر نہ آئے۔ دوسری صبح کو پتہ چلا۔ کہ حضرت صاحب شام کی نماز ڈھوک ڈلو میں پڑھائی۔ جو موضع کوٹ سے ۱۶ میل کے فاصلہ پہ ہے۔

۳۔ سیالکوٹ کے علاقہ میں ایک گاؤں میں ایک بڑے چوہدری نے آپ کی دعوت کی اور بکرا ذبح کیا اور چاول کی دیگ بھی پکائی۔ جب روٹی تیار ہوگئی تو قبلہ عالم ایک جولاہے کے گھر تشریف لے گئے۔ وہ بیچارے سوچنے لگے۔ کہ وہ اتنی جلدی کس طرح کھانا تیار کریں گے۔ اور عرض کی ہمارے گھر میں مرغا ہے ابھی ذبح کر کے روٹی تیار کر دیتے ہیں۔ لیکن آپ نے فرمایا۔ آپ کی چنگیر میں جو باجرے کی روٹی اور ساگ ہے میں وہی کھا لونگا۔ اور حسین مسکراہٹ کے ساتھ فرمایا۔ میں مرغ کھانے والا پیر نہیں ہوں۔ میں تو رزق حلال کھانے والا ہوں۔ تمہارے گھر حلال کی روٹی دیکھی اس لئے تمہارے گھر آگیا۔

۴۔ ایک دفعہ شہر ایبٹ آباد میں ایک مرید نے کپڑے والی مشین سنگر بطور نذرانہ

پیش کی۔ آپ نے قبول فرما کر مرید کے حق میں دعا فرمائی اور اپنے خلیفہ غلام حیدر (موضع سونڈکی) کو مشین اُٹھانے کا حکم دیا۔ حضرت صاحب آگے آگے چل پڑے۔ اور خلیفہ صاحب مع مشین پیچھے روانہ ہوتے۔ لوگ حیران تھے۔ کہ حضرت صاحب تو ایسی چیزیں قبول نہ کیا کرتے تھے۔ مرید بھی ساتھ تھے۔ کہ آپ نے ایک بڑی گلی چھوڑ کر چھوٹی گلی میں ایک گھر پر دستک دی۔ جو کہ ایک بیوہ کا گھر تھا۔ آپ نے اُس بیوہ کو فرمایا کہ یہ مشین لے لو اور کپڑے سی کر اپنے یتیم بچوں کی پرورش کرو۔ بچوں کے سر پہ ہاتھ پھیرا دعا فرمائی اور وہاں سے رخصت ہوتے۔

۵۔ ایک دفعہ علاقہ سندھ میں جا رہے تھے۔ کہ ایک جگہ جنگل میں ادھر اُدھر پانی نہ ملتا تھا۔ آپ نے مریدوں سے کہا۔ یہاں کنواں یا نلکہ نہیں لگ سکتا۔ کیونکہ یہ ایک مسافروں کی گزرگاہ ہے۔ مریدوں نے عرض کیا کہ حضرت لگ تو ضرور سکتا ہے۔ لیکن یہاں کون لگواتا ہے۔ آپ نے اپنی گرہ سے وہاں نلکہ لگوایا۔ اور فرمایا۔ یہ کام حضرت مسافروں کے لئے فی سبیل اللہ کیا ہے۔

۶۔ ایک دفعہ ایک زمیندار سے حضرت صاحب نے زمین خریدی۔ اور رقم ادا کر دی لیکن اُس نے بھی زمین انتقال نہ کرائی۔ آپ کو لوگ منع کرتے۔ کہ زمیندار زمین کا انتقال نہیں کرائے گا۔ آپ نے فرمایا ایک دن ضرور کرا دیگا۔ اور زندگی بھر ذلیل رہے گا کبھی امیر نہ ہوگا زمین بیچتا رہے گا اور دھوکے کرتا ہی رہیگا۔ واقعی اُس نے زمین بھی منتقل کر دی اور ذلیل بھی اُسی طرح رہا۔

۷۔ کسی کو ضرورت ہوتی تو آپ اُس کو رقم دینے پر کوئی رسید وغیرہ نہ لیتے۔ اُس کا جب جی چاہتا تو واپس آتا کئی ایمانداروں نے آپ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادگان کو بتایا۔ کہ اتنی رقم اُن کے پاس امانت ہے۔ ضلع لائل پور میں ایک مولوی صاحب نے صاحبزادگان کو بتایا۔ کہ میں نے حضرت صاحبؒ کے مبلغ آٹھ صد روپے دینے ہیں۔ فی الحال میرے پاس نہیں ہیں۔ جس وقت بھی پیسے ہوتے۔ ادا کر دوں گا۔ آپ نے زندگی بھر کسی سائل کو خالی واپس نہ کیا۔ ہر کسی کی حاجت روائی فرمائی۔

کرامات

۱۔ موضع کوٹ دادو خاں ضلع اٹک پر آپ تشریف فرما تھے۔ کہ ایک مریضہ جو کہ آپ کی مریدنی بھی تھی۔ کو ہسپتال لے جا رہے تھے۔ اُس نے جب حضرت کو راستے میں دیکھا۔ تو کہا مجھے میرے پیر کے قدموں میں لے چلو اگر خدا نے زندگی

دی تو یہاں سے ہی ملے گی ۔ وہ مریضہ ٹی بی کی مرض میں مبتلا تھی۔ چارپائی حضرت صاحب کے پاس لائی گئی۔ حضور نے روٹی کا ایک ٹکڑا اور ایک بوٹی دی۔ اور فرمایا اسے کھالو مریضہ نے تھوڑی مقدار میں روٹی کا ٹکڑا اور گوشت کی بوٹی کھالی ۔ پھر آپ نے کچھ پانی دم کر کے دیا کہ چالیس دن مریضہ کو پلانا ۔ اور فرمایا مریضہ کو گھر لے جاؤ انشاءاللہ تعالیٰ شفاء کاملہ ہوگی ۔ وہ لوگ حسب فرمان مریضہ کو گھر لے آئے اُسی دن سے مریضہ کی طبیعت صحت کی طرف مائل ہونا شروع ہو گئی۔ اور تھوڑے عرصہ میں بالکل تندرست ہوگئی اور صاحب اولاد ہوئی ۔

۲۔ موضع کھٹانہ ضلع جہلم میں حضرت صاحب کے ایک مرید امیر عالم بابو ہیں جن کے تو اولاد نہ تھی ۔ حضرت صاحب کے پاس عرض گزار ہوئے ۔ کہ اتنا عرصہ شادی ہوگیا ۔ اولاد سے محروم ہوں ۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ عرس مبارک پر دربار شریف حاضری دینا۔ آپ کے فرمان کے مطابق بابو صاحب عرس شریف پر حاضر ہوئے ۔ صبح کے وقت حضرت صاحب بابو صاحب کو ساتھ لے کر حضرت باواجی صاحب رحمتہ اللہ کے مزار اقدس کے مشرقی کونہ میں نصف جھنڈا خود پکڑا اور نصف بابو صاحب کو پکڑایا ۔ اور دعا فرمانے کے بعد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں لڑکا عطا فرمائے گا۔ اس کا نام فیض عالم رکھنا ۔ بابو صاحب واپس گھر چلے گئے ۔ اور چھٹی ختم ہونے پر اپنی ڈیوٹی پر ایبٹ آباد بمعہ اپنی بیوی چلے گئے ۔ وہاں کسی ڈاکٹر کے مشورے اپریشن کے لئے متفق ہوگئے ۔ اور بیوی کو ہسپتال لے گئے ۔ جب بیوی کو اپریشن والے کپڑے پہناتے گئے ۔ اور اُس کو معلوم ہوا ۔ کہ اپریشن ہوگا۔ تو اس نے انکار کر دیا۔ اور کہا مجھے مرنا منظور ہے ۔ لیکن اپریشن نہ کراؤنگی ۔ اور اسی اثنا میں بے ہوش ہوگئی ۔ جب ہوش میں آئی ۔ تو اپریشن مسترد کر دیا گیا۔ اور ڈاکٹر نے کہا کہ اپریشن دس دن بعد ہوگا ۔ لیکن دس دن بعد بھی بیوی نہ مانی اور کہا کہ میرے قبلہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے وہ ہو کر رہے گا ۔ اس کے قریباً ایک سال بعد اللہ کریم نے بابو صاحب کو فرزند عطا فرمایا۔ بابو صاحب نے بیوی سے کہا کہ اس کا نام حضرت نے تجویز کیا ہے ۔ اس لئے اس کا نام فیض عالم رکھنا ہے ۔ بیوی کہنے لگی کہ فرمان تو درست ہے ۔ لیکن لڑکے کے نانا صاحب کا نام بھی فیض عالم ہے اس لئے اگر یہ نام رکھا تو لوگ نام بگاڑیں گے ۔ اور نام کی بے ادبی ہوگی۔ اس لئے تنویر عالم نام بہتر رہے گا ۔ بہرحال نام تنویر عالم رکھا گیا تو تھوڑے دنوں بعد

اس لڑکے کو جنات کی کسر ہو گئی۔ جب حضرت صاحب کی نافرمانی کی یاد آئی۔ تو نام بدل کر فیض عالم پکارنا شروع کر دیا۔ اور ریکارڈ میں اندراج بھی تبدیل کرایا اس دن سے بچہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔ حالانکہ اس سے پیشتر تعویذ اور دم اور عملیات کراتے گئے تھے۔ لیکن بچہ ٹھیک نہ ہوا۔

۳۔ موضع کھٹانہ میں ایک گھر ایک درخت بکائن کے سایہ میں آپ حضور اکثر بیٹھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ تشریف لے گئے تو درخت سوکھا ہوا پایا۔ فرمانے لگے یہاں توت کا درخت لگائیں یہ درخت خشک ہو گیا ہے۔ گھر والوں کو یہ بات بھول گئی۔ اور درخت نہ لگا سکے لیکن چھوٹا سا پودا ایک دن خود بخود اُگا ہوا دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اس کی پرورش میں خاصی توجہ بھی نہ دی گئی۔ لیکن حضور کی وفات کے بعد وہ درخت جوان ہو گیا۔ اور صاحبزادہ ممتاز حسین فرماتے ہیں کہ وہ خود اکثر درخت کے سایہ میں بیٹھے۔

۴۔ ایک دفعہ تحصیل حافظ آباد کے ایک گاؤں میں محمد خاں ایک نوجوان موچی جو حضرت صاحب کا مرید تھا۔ چند ساتھیوں کی مجلس میں بیٹھ کر ایک چوری میں ملوث ہوا۔ جب گرفتار ہوا تو دل میں خیال آیا کہ حضرت کو جب پتہ چلے گا کیا کہیں گے۔ جیل میں جانے چند دن بعد رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہونے والا تھا۔ اور جیل میں انگریزوں کی حکومت میں روزہ رکھنے کا کوئی انتظام نہ ہوتا تھا۔ پہلے روز کی رات کو بیٹھا تو خیال آیا۔ کہ یہاں جیل میں روزے جاتے رہیں گے۔ پیر صاحب کو منہ کیسے دکھاؤں گا اس خیال کے آتے ہی زار و قطار رونے لگا۔ اُٹھتے وقت آنسو پونچھ ڈالے کہ ساتھی دیکھ کر کہیں گے کہ بزدل ہے اس کو گھر یاد آگیا ہے۔ اور روتا ہے پھر وضو کیا اور نماز میں مشغول ہو گیا۔ نماز سے فارغ ہو کر سو گیا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک نورانی چہرا ایک کنوئیں کے گرد پھرتے پھرتے کنوئیں میں چلے گئے۔ پھر باہر آئے۔ تو نور ہی نور ہو گیا۔ پھر کنوئیں میں چلے گئے پھر باہر آجاتے ہیں جب تیسری دفعہ کنوئیں میں چلے جاتے ہیں اور باہر آتے تو محمد خاں نے پوچھا۔ کہ حضرت آپ پورے والوں میں سے ہیں۔ وہ فرمانے لگے نہیں میں یوسف علیہ السلام ہوں اتنا کہہ کر وہ غائب ہو گئے اور محمد کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے نفل پڑھنے شروع کر دیئے۔ صبح اُس نے اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ سن لو میں تیسرے دن گھر چلا جاؤں گا۔ سب مذاق کرنے لگے۔ کہ آیا ولی اللہ کر کے چوری دعویٰ بزرگی کا کرتا ہے۔ خیر تیسرے دن کا انتظار ہونے لگا۔ دوسرے

دن پتہ چلا کہ کل اِن قیدیوں کی تاریخ پیشی ہے ۔ چنانچہ تیسرے دن مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہوتے تو اگلی تاریخ دس ہو گئی ۔ جب ہتھکڑی لگی ہوئی واپس راستے میں آرہا تھا ۔ تو ساتھی کہنے لگے ۔ وہ دیکھو ولی کا بیٹا آرہا ہے ۔ دعویٰ کیا تھا کہ تیسرے دن گھر چلا جاؤں گا ۔ جا گھر چلا کیوں نہیں جاتا ۔ جب جیل واپس آیا تو جیل میں باقی قیدیوں نے بھی خوب مذاق اُڑایا ۔ دل میں کہا ۔ یا پیر و مرشد میں نے یہ بات کسے کہہ دی ۔ اللہ کی رحمت جوش میں آئی ۔ ادھر سے دو کانسٹیبل آئے اور کہنے لگے محمد خان کون ہے اس کی ضمانت منظور ہو گئی ہے ۔ چنانچہ اُس نے باقی ساتھیوں سے کہا بھئی السلام علیکم ۔ آج تیسرا دن ہے میں گھر جا رہا ہوں ۔ گھر آ کر اطمینان سے رمضان المبارک کے روزے رکھے تاریخیں ہوتی رہیں لیکن کسی کی ضمانت نہ ہوئی ۔ آخر حکم کی تاریخ نکل آئی ۔ اگلی رات خواب میں دیکھا کہ ہماری تاریخ ہے مقدمہ پیش ہے ۔ میں اندر مجسٹریٹ کے پاس جاتا ہوں تو دیکھا کہ عدالت میں مجسٹریٹ کی کرسی پر حضرت پیر محمود شاہ بیٹھے ہیں ۔ اور فرماتے ہیں محمد خاں بری ۔ اور میری آنکھ کھل گئی ۔ میں نے اپنی بیوی کو جگا کر کہا ۔ اُٹھ اور مبارک ہو ۔ کہ میرے پیر صاحب مجھے بری کرا گئے ہیں ۔ اور صبح تمام گاؤں والوں کو کہہ گیا کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ بری ہو کر آؤں گا ۔ جب عدالت میں پیش ہوا تو مجسٹریٹ نے حکم سنایا ۔ کہ محمد خاں بری کیونکہ گفتہ او گفتہ اللہ بود ۔

خلفاء

آپ کے خلفاء قاضی محمد غوث سونڈکی ۔ صوفی عبدالعزیز ایبٹ آباد حاجی برکت علی لاہور اور قاضی غلام حیدر مرحوم سونڈکی ضلع اٹک ہیں ۔

قاضی غلام حیدر صاحب
خلیفہ حضرت محمود شاہ ؒ صاحب

قاضی صاحب بمقام سونڈکی ضلع اٹک کے قریشی خاندان سے تعلق رکھتے تھے ۔ ۱۷ یا ۱۸ برس کی عمر میں پولیس میں بھرتی ہوئے ۔ ایک دفعہ چھٹی آتے ہوئے تھے کہ سونڈکی کے نزدیک ایک گاؤں پنڈ ملیاراں میں حضرت محمود شاہ ؒ کی خدمت میں حاضری دی ۔ اور ایک نعت شریف پیش کی حضرت محمود شاہ ؒ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و تعریف سن کر بے حد محظوظ ہوئے اور قاضی صاحب کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا ۔ اُدھر حضرت صاحب کی محبت کا آغاز ہوا ساتھ ہی نوکری کا بھی خاتمہ ہوا ۔ اور قاضی صاحب نے پولیس کی نوکری ترک کر دی ۔ حضرت صاحب سے بیعت کی اور گھر کو بھی الوداع کہا ۔ حضرت صاحب سے عرض کی یا حضرت بجد صر

آپ اُدھر میں ۔ آپ نے فرمایا کہ گورنمنٹ کی نوکری آسان ہے لیکن اللہ رسول کی نوکری میں کافی مشکلات برداشت کرنا پڑیں گی ۔ عرض کی یا حضرت مجھے سب کچھ منظور ہے لیکن آپ سے دوری منظور نہیں ۔ قاضی صاحب اُس دن سے لے کر ساری عمر حضرت صاحب کے سفر و حضر میں ساتھی رہے ۔ اور بالآخر خلافت حاصل کی ۔ قاضی صاحب جیسے انسان دنیا میں کم ہی نظر آتے ہیں ۔ جنہوں نے اپنے پیر و مرشد کی خدمت اپنی تمام عمر وقف کر دی اور بچوں اور وطن سے دور رہے ۔ گھر آپ کی تعلیم بہت کم تھی ۔ لیکن حضرت کی صحبت کا اثر کہ آپ پُر تاثیر وعظ فرمانے لگے ۔ اور نعت شریف بڑے درد سے پڑھتے ۔

قاضی صاحب نے اپنی زندگی کے تقریباً ساٹھ سال عزم میں گزارے ۔ آخر پنجاب میں معمولی بیمار ہوئے ۔ اور حضرت صاحب سے واپس گھر جانے کی درخواست کی ۔ لوگوں نے کہا کہ قاضی صاحب گھر کیوں جاتے ہیں نے عرض کیا "مرنے کیلئے" پھر قبلہ حضرت کے ساتھ ہی اپنے وطن سونڈ کی آئے ۔ قبلہ حضرت صاحب تو سالانہ عرس مبارک نزدیک ہونے کی وجہ سے دربار شریف آگئے ۔ کچھ دن ہی گذرے کہ ایک دن قاضی صاحب نے فرمایا کہ چارپائی پر بستر کر کے چادر ڈالو ۔ میرے قبلہ حضرت صاحب تشریف لا رہے ہیں ۔ اور سورہ یٰسین پڑھنے لگے ۔ اس کے بعد سامنے دیکھ کر فرمانے لگے ۔ وہ دیکھو میرے حضرت تشریف لے آتے ہیں ۔ اور تھوڑی دیر بعد لبوں پہ مسکراہٹ تھی اور کلمہ شہادت زبان پر تھا ۔ اور اسی نورانی فضا میں واصل بالحق ہو گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

وہاں ایک وہابی بھی بیٹھا ہوا تھا ۔ وہ اس کیفیت کو دیکھ کر حیران رہ گیا ۔ کہ واقعی پیر و مرشد والے کتنی رنگینی سے دنیائے خانی کو الوداع کہتے ہیں ۔

مرنے والے مرتے نہیں لیکن فنا ہوتے نہیں
پردہ کر جاتے ہیں ۔ لیکن جدا ہوتے نہیں

ارشادات عالیہ

۱ ۔ آپ اکثر فرمایا کرتے دست باکار دل بایار
۲ ۔ جو دم غافل سو دم کافر
۳ ۔ فرمایا سادہ زندگی اور سادگی ہر مشکل کا علاج ہے
۴ ۔ فرمایا کھدّ پہنو اور غریبوں سے محبت کرو ۔

صاحبزادگان : آپ کے دو صاحبزادے سید محمد ایوب شاہ اور سید ممتاز حسین

صاحبزادہ
سید محمد ایوب شاہ صاحب

فاضل دینیات اور شاگردِ رشید مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گجراتی۔ اور مولانا رشید احمد صاحب سے ۱۹۴۵ء میں فارغ التحصیل ہوتے۔
آپ کے ہم سبق قاضی عبدالنبی کوکب مرحوم۔ شیخ الحدیث حافظ علی صاحب گجرات۔ سید ارشاد حسین رحمۃ اللہ علیہ چورہ شریف۔ پیر سید حامد علی شاہ اور پیر سید محمود شاہ گجراتی تھے۔ آپ نے اپنے والدگرامی قدر جناب سید محمود شاہؒ سے بیعت کر کے خلافت و اجازت بیعت حاصل کی۔
بہترین مقرر و مبلغ اسلام ہیں۔ تبلیغ اسلام کے ساتھ سیاست سے بھی اچھا شفقت رکھتے ہیں۔ تحریک پاکستان میں آپ نے پاکستان کے موسیس میں سے ہیں ۱۹۵۰ء میں مختلف عہدوں رہے۔
تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں قید و بند کی تکلیف و مصایب میں مبتلا رہے۔ اور تحریک نظام مصطفےٰ کے سلسلہ میں ۸ جنوری ۱۹۶۹ء راولپنڈی میں جلوسوں کی قیادت میں مولانا محمد حسین نعیمی۔ علامہ عبدالغفور ہزاروی علامہ عبدالقادر جیلانی مولانا خالد مجددی گوجرانوالہ قاضی عبدالنبی کوکب مرحوم احمد علی قصوری۔ مولانا سید محمود شاہ گجراتی اور قاضی فضل رسول لائل پوری کے ساتھ رہے تحریک نظام مصطفےٰ ۱۹۷۷ء میں بھی جمیعت العلماء پاکستان کے ساتھ شریک کار رہے۔ آپ کے دو صاحبزادے علی عباس حسینی اور رضی مبارک حسینی ہیں۔
آپ بہترین عالم ادیب خطیب مرنجاں مرنج طبیعت کے مالک ہیں۔

۲

صاحبزادہ
سید ممتاز حسین شاہ

فاضل علوم دینیہ اور حکمت میں بھی شفقت رکھتے ہیں۔ آپ نے حضرت عبدالرحمٰن سرہندیؒ سے بیعت کر کے خلافت پائی۔ بہت ہی زیادہ مزاج خوش گفتار مہمان نواز اور ہنس مکھ ہیں۔ والدگرامی قدر کی سنت پر عمل پیرا ہیں۔ سادہ لباس اور سادگی کے دلدادہ ہیں۔ نرم مزاج اور متحمل اور بردبار ہیں۔ اچھے اخلاق کے مالک ہیں۔ ہر ایک سے شفقت و محبت سے پیش آتے ہیں۔ متبع شریعت ہیں۔ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہونے کیلئے کوشاں اپنے ہیں۔ اسلاف کے طریقہ پر کاربند ہیں۔

خواجہ سید محمد سعید شاہ
قدس سرہ العزیز

بر جبین او نشان سجدہ ہا — آشکار از چشم او صد گریہ ہا
سینۂ او مصدر اسرار حق — مرقد او مہبط انوار حق!
روشن از نور جبینش بزم ہا — گرم از ذکر جبینش بزم ہا

تعارف ولادت باسعادت

خواجہ محمد سعید آپ اسم با مسمّٰی یعنی آپ کا وجود مسعود نہایت سعید تھا مرجع علما و صوفیا مخزن علم و حکمت سیدی مرشدی خواجہ سید محمد سعید بادشاہ قدس سرہ عرف مولوی صاحب حضرت باواجیؒ کے سب سے چھوٹے اور محبوب فرزند قبلہ سید شاہ محمدؒ کے پوتے تھے، آپ کی تاریخ ولادت صحیح طور پر معلوم نہیں ہو سکی صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ ۱۹۶۹ء میں جب آپکا وصال ہوا تو آپکی عمر اس وقت اسّی سال کے قریب تھی، اس طرح آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۸۹ء میں ہوئی، بقول حافظ ظہور علی شاہ صاحب ۱۸۹۱ء میں آپکی ولادت ہوئی، صغر سنی میں ہی آپکے والد گرامی سید غلام شاہؒ اس دنیائے دوں سے ملکِ بقا کو رخصت ہو گئے،

تحصیل علوم ظاہری

آپ نے میرہ شریف نزد پنڈی گھیب اور مکھڈ شریف اور پنڈی شہر ہال میں علوم ظاہری مختلف مدارس اور علمائے عصر سے حاصل کئے، خاص طور پر پنڈی سرہال نزد پنڈ سلطانی میں قاضی عبدالرحمٰن جو یگانہ روزگار تھے کی شاگردی کا شرف حاصل کیا، اس کے بعد مختلف مقامات فتح جنگ، میرہ شریف نزد پنڈی گھیب میں مولانا احمد صاحب اور مکھڈ شریف میں بھی علوم ظاہری کی تکمیل کر کے فاضل روزگار ہوئے، علما و فضلائے عصر آپکی قدر و منزلت کے معترف تھے، اور بعید عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، اسی مناسبت سے آپ مولوی صاحب مشہور ہو گئے، کہ دربار عالیہ نوریہ میں آپکو ہر کوئی آپ کے علم و فضل کی وجہ سے "مولوی صاحب" ہی کہا کرتے تھے، مکھڈ شریف میں ایک عرب قاری صاحب سے سند قرأت حاصل کی،

بیعت و خلافت

علوم ظاہری میں عظیم مقام حاصل کرنے کے بعد آپ نے علوم باطنی حاصل کرنے کے لئے اپنے ماموں جان قبلہ سید حضرت شاہ دین محمد بن خواجہ نور محمد عرف باواجیؒ سے بیعت چہار سلسلہ نقشبندیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ میں ہو کر بہت تھوڑے سے عرصہ میں چاروں سلاسل عالیہ میں خلافت و اجازت بیعت سے ممتاز ہو کر مالا مال ہو گئے

مرشد با صفا نے قلیل عرصہ میں مشاہدہ جمال کی لذت سے آشنا کر کے عنصری کے کیف و سرور سے آپ کا دامن بھر دیا، کیوں کہ آپکی طلب صادق تھی، اس لئے وصل حقیقی سے فیضیاب ہوئے اور حضرت سنی میں والد بزرگوار حضرت قبلہ پیر غلام محمد شاہؒ نے بھی اجازت سلسلہ مرحمت فرمائی تھی،

تبلیغ دین

مرشد کامل سے اجازت بیعت حاصل ہوئی تو فرمان کے مطابق اپنی باقی عمر تبلیغ دین میں صرف کی، اکثر فرمایا کرتے تھے، کہ ہمارا ہر سانس خدا کی امانت ہے، اور ہر امانت منعم کی منشاء کے مطابق ہی صرف ہونی چاہئے جس غرض کے لئے تفویض ہوئی تھی، وہ اس سے روشناس نہیں ہوئی، تو وہ بیکار رہے، اس مقصد کے تحت آپ نے تمام عمر سوائے آخری چند سالوں کے سفر میں گزاری اور تبلیغ دین حقہ کی خاطر اپنی آرام و آسائش کی کوئی پروا نہیں کی، خاص کر کشمیر کے علاقہ میں جہاں رسل و رسائل کا کوئی انتظام نہ تھا، اور وہاں کا سفر بیحد دشوار گزار تھا آپ نے تبلیغ دین کی خاطر میلوں پیدل سفر کر کے گھر گھر پیغام توحید و رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سنایا، اور ہندو راجہ سے مسلمانوں کے حقوق دلوانے میں گراں بہا کوششیں کیں، بلندری میں بابا مختار خاں آپ کا مرید خاص تھے۔ کہا کرتے تھے، کہ قبلہ حضرت صاحب سلیر گاؤں میں تشریف لائے تو فرمایا، ہم آپ سب کو اسلام سکھانے آتے ہیں، اور فرمایا کل تمام لوگ اکٹھے ہو جاؤ، دوسرے دن سب اکٹھے ہوئے تو آپ کلمہ شریف پڑھتے، پیچھے سب لوگ کلمہ پڑھتے، تقریباً ایک گھنٹہ یاد کرایا، پھر سب باری باری سنتے رہے، دوسرے دن قرب و جوار کے لوگ بھی اکٹھے ہوگئے آٹھ دس ہزار کا مجمع تھا، اس سے پہلے کبھی کسی جگہ اتنا مجمع نہ ہوا تھا، آپ نے نماز کی تصحیح کرائی، اس طرح کئی دن سلسلہ جاری رکھا، پھر انجمن تعلیم القرآن کی بنیاد رکھی،

کرنل خان محمد خاں کا بیان

کرنل خان محمد خاں کشمیر کے مسلمانوں کے عظیم جنرل اور مذہبی اور سیاسی رہنما ہو گئے ہیں، فرماتے ہیں،

"حضرت پیر سید محمد سعید شاہؒ کے ہم پر احسانات عظیم ہیں، کہ انہوں نے دن رات محنت کر کے ہمیں مہاراجہ کشمیر سے حقوق دلوائے، ہم اُن کا احسان فراموش نہیں کر سکتے، کہ ہمیں اسلام کا کچھ پتہ نہ تھا لیکن انہوں نے ہمیں مسلمان بنایا، ہمیں اخلاق عالیہ کا درس دیکر ہمارے دلوں میں بہترین اخلاق کو راسخ کرایا، اور ہماری دینی تعلیم کے لئے بلندری میں جامع مسجد کی بنیاد اپنے دست اقدس سے رکھی، اور مسجد مبارک میں انجمن تعلیم القرآن کی بنیاد رکھ کر ہماری اولاد کو دین اسلام کی طرف راغب فرمایا، اس درسگاہ میں سے ہر سال بے شمار حفاظ اور علماء فارغ التحصیل ہو کر نکلتے ہیں، اور اپنی آخری عمر تک ہر سال اس درسگاہ کے فارغ التحصیل طلباء کی دستار بندی خود فرماتے رہے، اب اس درسگاہ کا سالانہ خرچ تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپیہ ہوتا ہے۔"

وفات

مئی ۱۹۶۹ء میں انجمن تعلیم القرآن بلندری کی درسگاہ کے فارغ التحصیل طلبا کی تقریب دستار بندی کی صدارت کے لیے آپ بلندری تشریف لے گئے، کہ وہیں ۹ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۶۹ء بروز سوموار نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد سینہ میں ہلکا سا درد اُٹھا، خادم حاضر تھا، آپ کے فرمان کے مطابق اُس نے ہلکا ہلکا دبانا شروع کیا، کہ اِسی دوران آپ کے لبوں سے اللہ اللہ اللہ کی مدھم سی آواز آنی شروع ہوئی، چہرہ مبارک پر تبسم تھا، حاضرین اکھٹے ہو کر حال دریافت کر رہے تھے، کہ آپ جان، جانِ آفرین کے سپرد کر کے بارِ عظیم سے سبکدوش ہو گئے چہرہ مبارک پر ابھی تک تبسم قائم تھا، بقول درویش لاہوری ؎ چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

قالو انا للہ و انا الیہ راجعون ؏

؎ موت کے آتے ہی اُن کو خود بخود نیند آ گئی　کیا اسی کے واسطے کرتے تھے شب بیداریاں

چہلم

آپ کے چہلم کا ختم شریف مورخہ ۴ جولائی ۱۹۶۹ء کو ہوا، جس میں پاکستان میں اہلِ سنت و جماعت کے نامور اور عظیم المرتبت علماء و فضلاء نے دربارِ عالم نور پر چوڑ شریف میں حاضر ہو کر اُس مردِ حق آگاہ کے حضور حق عقیدت ادا کیا، جن میں مولانا قاضی عبد النبی کوکب مرحوم لاہوری، مولانا محمد بشیر بنڈی گھیپ، مولوی حسین الدین سنبری منڈی راولپنڈی، سید محمود شاہ گجراتی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں،

خلفاء

آپ کے خلفاء میں چند ایک درج ذیل ہیں:-

۱- پیر سید محمد حسین شاہ مرحوم چھاترہ آزاد کشمیر،

۲- پیر سید اکبر شاہ چھاترہ آزاد کشمیر،

دونوں بھائی بے حد متبع سنت رسول اور طریقہ نقشبندیہ کے عامل، نہایت پرہیز گار اور متقی تھے اپنے مرشد کے نہایت مخلص اور معتقد ہیں،

۳- میاں اکبر علی صاحب سرانوالی :- میاں اکبر علی صاحب گاؤں سرانوالی بھلیہ ۱۲۳ ر کھ برانچ نزد سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ میں رہائش پذیر ہیں، آپ کے والد گرامی میاں محمد اسلام جن کا ذکر حضرت خواجہ شاہ محمد رح کے ضمن میں ہو چکا ہے اور سکھ مذہب سے دینِ اسلام قبول کیا تھا، اور خواجہ سید شاہ محمد رح سے خلافت پائی تھی، اپنے وقت کے صاحب کشف و کرامت ولی اللہ گزرے ہیں، میاں اکبر علی اپنے والد گرامی کے صحیح جانشین ثابت ہوئے ہیں، باوجود اپنے گاؤں کے صاحب حیثیت زمیندار ہونے کے جامع مسجد سرانوالی میں امامت کے فرائض ادا کرتے ہیں، بلکہ امامت و خطابت آپ ہی کے ذمہ ہے، آپ کے تقویٰ، پرہیز گاری اور اخلاقِ عالیہ کی عظمت کے صرف گاؤں والے ہی معترف نہیں بلکہ قرب و جوار میں آپ کی بیحد قدر و منزلت ہے، اپنے مرشد باصفا کے فیض و برکت سے کثیر التعداد مخلوق کی

مشکلات ومصائب اور مسائل آپ کے وجود باسعادت سے حل ہوئے ہیں،

۴۔ مولوی گلاب خان کوٹ دادو خان ضلع اٹک بابستہ حسن ابدال

۵۔ سید شاہ زمان گگدار شریف کہوٹہ ضلع پونچھ آزاد کشمیر

۶۔ محمد یوسف شاہ لاہور ، افسوس کہ باقی خلفاؒ کے حالات نہیں مل سکے،

۷۔ پیر سید عبدالسلامؒ موضع بڈھنی ضلع پشاور، منکسر المزاج، درویش طبع مہمان نواز اور عالی ظرف تھے برادرم خورد محمد خلیل نے ایک مرتبہ درِ دولت پر حاضری دی تو خود سفر فرما کر نوشہرہ (ضلع پشاور) گاہے گاہے ملنے کیلئے تشریف لایا کرتے تھے اپنے حلقہ میں عوام کو دین اسلام سے متعارف فرمایا اور اکثر کو ولایت کا شیفتہ فرمایا، کبر سنی میں ۱۹۷۰ء میں انتقال فرمایا۔

کرامات

کرامات کا صادر ہونا گو کسی ولی کی فضیلت کی صحیح دلیل نہیں لیکن یقین کامل حاصل کرنے کے لئے بعض اوقات ولی کی کرامات بھی لازمی ہو جاتی ہیں، بہرحال قبلہ عالم حضرت خواجہ سید محمد سعید شاہؒ کے معود باسعادت سے بھی کئی کرامات کا ظہور ہوا ہے، جن میں مشتے نمونہ از خروارے یہ ہیں :

۱۔ ۱۹۴۹ء کا زمانہ تھا۔ جنگ کشمیر اپنے عروج پر تھی، کشمیر کے مسلمان گوریلے رضا کاروں اور ہندوستانی فوج میں جنگ عروج پر تھی، سید محمد حسین شاہ اور سید اکبر شاہ جو کہ قبلہ حضرت صاحب کے خلفاء میں سے ہیں، چھاترہ ضلع پونچھ آزاد کشمیر میں رہائش پذیر تھے، اور جنگ کے شعلے پورے جوبن سے بھڑک رہے تھے دونو برادران کی والدہ مصر تھیں کہ یہاں سے ہجرت کر کے پاکستان چلے جائیں لیکن سید محمد حسین شاہ بضد تھا کہ بغیر اجازت حضرت صاحب یہاں سے نہیں جائیں گے، ناچار والدہ صاحبہ نے پریشانی کے عالم میں سید اکبر شاہ کو تیار کیا، کہ چورہ شریف جا کر حضرت صاحب سے ہجرت کرنیکا اجازت نامہ لکھوا کر لے آئے کہ اسی رات سید اکبر شاہ محمد کو خواب میں قبلہ سید محمد شاہؒ نے فرمایا کہ ہجرت کرنے کی ضرورت نہیں، کل سیز فائر (cease fire) ہو جائیگا، سید صاحب چونکہ انگریزی سے ناواقف تھے، اس لئے سیز فائر کا معنی نہ سمجھ سکے، صبح بھائی محمد حسین شاہ کو ساتھ لیکر ایک صوبیدار کے پاس گئے، اور سیز فائر کا معنی دریافت کیا، اس نے بتایا کہ سیز فائر کے معنی جنگ بندی کے ہیں لیکن تمہیں یہ لفظ کس نے بتایا ہے، تو انہوں نے واقعہ عرض کیا، صوبیدار حیران ہوا، کہ ابھی تک تو سیز فائر کے کوئی آثار نہیں، لیکن اگر آپ کے مرشد نے اشارہ فرمایا ہے، تو ضرور انتظار کرنا چاہئے، اسی طرح بات تمام گاؤں بلکہ قرب و جوار میں مشہور ہو گئی، اور غیر معتقد لوگ عجیب عجیب باتیں بنانے لگ گئے، تو سید صاحبان بہت پریشان ہو کر دعا کرنے لگے، کہ ظہر کے بعد اطلاع آگئی کہ سیز فائر یعنی جنگ بندی ہو گئی ہے۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود　　گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

۲۔ خواجہ عبدالاحد ریٹائرڈ تحصیلدار بمقام چھاترہ ڈاکخانہ عباس پور ضلع پونچھ آزاد کشمیر کا بیان ہے کہ اپنی ملازمت کے اوائل میں وہ پٹواری بھرتی ہوئے، آپکو پٹواری بندوبست تعینات کیا گیا، ایک جگہ پیمائش زمین کے سلسلہ میں دوسرے دو پٹواریوں کے ہمراہ جانا پڑا، جن کے انچارج خواجہ عبدالاحد تھے جن لوگوں کی زمین کی پیمائش کا معاملہ تھا، انہوں نے خاص آؤبھگت کی، دوسرے دن پیمائش شروع ہوئی، تو مخالف پارٹی کا ایک شخص جوکہ بہت چالاک اور زیرک تھا اس نے پیشکش کہ جریب کو دوسری طرف سے وہ اٹھانے کو تیار ہے، چنانچہ پیمائش شروع ہوئی، اس نے تمام زمین کی کم از کم تین دفعہ پیمائش کی گئی لیکن ہر دفعہ زمین کم ہو جاتی، جبکہ کاغذوں میں زمین بالکل پوری تھی، ناچار تھک کر کام کو دوسرے دن پر رکھا گیا، دوسرے دن بھی اتنی ہی دفعہ پیمائش کی گئی، لیکن نتیجہ وہی رہا، جن لوگوں نے پٹواریوں کی آؤبھگت کی تھی، وہ بھی بددل ہو گئے، تو اسی شام خواجہ عبدالاحد نے بمعہ دوسرے پٹواریوں کے پروگرام بنایا، کہ زمین کی پیمائش پوری نہیں ہوئی، اس لئے بہتر ہے، رات کو چوری چھپے واپس چلے جائیں، تاکہ بدنامی نہ ہو، نمازِ عشاء کے بعد اسی سوچ میں تھے، کہ خواجہ عبدالاحد جو قبلہ سید محمد سعید شاہ کا بے حد معتقد تھا، کو غنودگی طاری ہو گئی، کیا دیکھتا ہے، کہ حضرت صاحب سامنے ہیں اور فرماتے ہیں۔ بھاگنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، جریب دوسری طرف سے اپنے آدمی کو پکڑا کر پیمائش کرو، کیونکہ دوسرا آدمی چالاکی سے جریب صحیح جگہ پر نہیں رکھتا، اسی وقت خواجہ عبدالاحد کی آنکھ کھل گئی، اور اس نے واقعہ دونوں پٹواریوں کو بتایا، دونوں نے کہا۔ کہ ابھی کوئی دیکھتا نہیں، اس لئے ہم تینوں موقع پر جاکر راتوں رات پیمائش کرلیں اگر ٹھیک ہو جائے تو بہتر، ورنہ چلے جائیں گے، چنانچہ تینوں موقع پر گئے، پیمائش کی تو رقبہ صحیح تھا، ان کی تسلی ہو گئی، صبح پھر پیمائش کے وقت وہی آدمی آیا لیکن اب بھید کھل چکا تھا، چنانچہ پیمائش کر کے زمین پہ صحیح نشانات لگا دینے کے بعد گاؤں والوں کو رات کا واقعہ سنایا گیا تو اس آدمی نے اقرار کیا، کہ واقعی میں جریب صحیح نہیں رکھتا تھا۔ اس واقعہ سے تمام گاؤں کے لوگ حضورؒ کے معتقد ہو گئے ؎

چشم او بر زشت و خوب کائنات　در نگاہِ او غیوب کائنات

۳۔ صوفی عبدالرحمٰنؒ، ساکن کوٹ دادو خاں بیان کرتے ہیں، کہ میری گذر اوقات ایک بکری پر تھی اور وہی میری کل کائنات تھی، ایک رات سو رہا تھا کہ قبلہ حضرت صاحب خواب میں تشریف لائے اور فرمایا اپنی بکری سنبھال، میں اٹھا اور کوئی خدشہ نہ پاکر پھر سو گیا۔ دوسری دفعہ پھر وہی اشارہ ہوا، میں پھر دیکھ بھال کر سو گیا، تو تیسری دفعہ اشارہ ہوا، کہ جب وہ بکری لے جائیگا تو پھر اٹھے گا، میں فوراً اٹھا، تو دیکھا کہ ایک شخص بکری کھول کر لے جانے کو ہے، میں نے فوراً اس کو پکڑنے کی کوشش کی، لیکن وہ شخص بکری چھوڑ کر بھاگ گیا، اور قبلہ حضرتؒ کے تصرف سے میری بکری بچ گئی،

۳۔ بندۂ مومن اسرافیلی کند — بانگِ او ہر کہنہ را برہم زند

۴۔ خوباں گلہ دارند کہ با ما نمی سازد — از غیرت چشمم چہ خبر بے خبراں را

مؤلف کتاب ہذا چونکہ پہلے پاکستان ایئر فورس میں رہا، اس لئے ۱۹۶۵ء کی جنگ ہند و پاکستان کے دوران واپس ایئر فورس بلایا گیا تو رسالپور چھاؤنی سے قبلہ عالم حضرت خواجہ سید محمد سعید شاہؒ سے خط وکتابت معمول کے مطابق تھی، کہ انہی دنوں بندہ پی اے ایف سے فارغ ہو کر واپس اپنی ملازمت پر میٹر کلاتھ ملز فیصل آباد پر بحال ہوا، ابھی مشکل سے پانچ سات دن گزرے تھے، کہ اطلاع ملی کہ قبلہ حضرت صاحب فیصل آباد میں مستری سراج دین چک نمبر ۷۹ نادر خاں میں تشریف فرما ہیں، بندہ نے بھی حاضر خدمت ہو کر سلام عرض کیا، تو فرمایا کہ محمد یوسف تمہارا خط تو رسالپور سے موصول ہوا تھا، تو بندہ نے عرض کیا کہ اس کے دوسرے دن بندہ رسالپور سے فارغ ہو کر یہاں اپنی پرانی ڈیوٹی پر بحال ہو گیا ہے، بہرحال حاضرین میں سے ہر ایک کے گھر تشریف لانے کا وقت دیا گیا لیکن مجھے کوئی وقت نہ دیا تو میں نے عرض کیا کہ بندہ بھی جناب کو گھر لے جانے کا خواہشمند ہے، تو آپ نے کمال محبت سے فرمایا کہ تم ابھی نئے نئے واپس آئے ہو، اس لئے تمہیں تکلیف ہوگی کیونکہ آپ اپنے مخلصوں اور عقیدت مندوں کا احساس آپکو ہر حال میں اور ہر وقت رہتا، بندہ نے عرض کی کہ اگر آپ ہمارے گھر میں تشریف نہ لائیں تو بندہ کو اس محرومی کی بے انتہا تکلیف ہوگی، بہرحال کافی اصرار کے بعد آپ نے مجھ سے چھٹی کا استفسار فرما کر میرے غریب خانہ پر اتوار کو جلوہ افروز ہونے کا وعدہ فرمایا، بندہ ان دنوں منصور آباد کرایہ کے مکان میں رہتا تھا جس میں صرف ایک ہی کمرہ تھا، اس لئے آپ کی سہولت کے واسطے اپنے ایک ہمسایہ کی بیٹھک میں رات گزارنے کا انتظام ہوا، بہرحال رات کو عشاء کی نماز کے بعد مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی،

ہمسایہ جو کہ برادری کا آدمی بھی تھا، کچھ دیر بیٹھنے کے بعد گھر چلا گیا، اوائل ۱۹۶۶ء فروری کے دن تھے، گیارہ بجے رات کا وقت ہو گا، کہ قبولیت کی گھڑی آ پہنچی۔ تو باتوں باتوں میں آپ فرمانے لگے، کہ محمد یوسف تم عرصہ سے لائلپور (فیصل آباد) میں رہ رہے ہو، لیکن تم نے اپنا کوئی مکان نہیں بنایا، اور بیٹھک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، دیکھو انہوں نے کتنی محنت سے اچھی بیٹھک بنائی ہے۔ بندہ نہایت عاجزی سے عرض گزار ہوا، کہ بندہ اپنی کوشش کے باوجود کچھ نہیں کر سکا، اگر حضور دعا فرماویں تو خاکسار کو امید واثق ہے، کہ دربار الٰہی میں قبولیت ہوگی، آپ نے فوراً دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور دیر تک دعا فرماتے رہے، اور بندہ آمین کہتا رہا، دعا کے اختتام پر فرمایا۔ ہم نے دعا کر دی اب تم بھی کوشش کرو، صبح آپ واپس تشریف لے گئے، چند ماہ ہی گزرے تھے، کہ ملز میں ایک ضروری کام کے سلسلے میں بندہ کو اوور ٹائم ملنا شروع ہو گیا، اور لگاتار تین چار ماہ رہا، اس کے کچھ وقفہ کے بعد

جواہر نقشبندیہ مظاہر حیدر آبادیہ

پھر دو دفعہ تین تین چار چار ماہ اوور ٹائم کا کام رہا کہ اس دوران بندہ کے پاس خدا کے فضل اور مرشد کامل کی دعا سے اتنی رقم ہو گئی کہ بندہ نے پانچ مرلہ کا پلاٹ منصور آباد میں ایک مخلص کے مشورہ سے خرید لیا۔ کچھ لوگ کہہ سکتے ہیں، ملز میں کام نکل آیا تو اوور ٹائم لگ گیا، بھلا یہ بھی کوئی کرامت ہے لیکن بندہ عرض گزار ہے، کہ اس ملز میں اس سے پہلے پانچ سال اور بعد کے دس سال میں ملز میں کبھی اوور ٹائم کیوں نہیں لگا، مئی ۱۹۶۶ء کے دن تھے اور اس زمین کی رجسٹری کرائے ہوئے صرف ایک ہفتہ گزرا تھا کہ قبلہ والد صاحب تشریف لے آئے کہ حضرت پیر سید محمود شاہؒ (سید محمد سعید شاہ کے برادر بزرگ) کا وصال ہو گیا ہے، اس لئے فاتحہ خوانی کے لئے رات کو دربار عالیہ جا رہے ہیں، بندہ بھی ساتھ ہی حاضر خدمت ہوا، فاتحہ خوانی سے فارغ ہو کر دوسرے دن مجلس میں آپ نے تمام دوستوں سے باری باری خیریت دریافت فرمائی، اور اس دوران فرمایا، محمد یوسف، تم نے بھی دعا کرائی تھی، اس کے بعد کیا کیا ہے؟ سبحان اللہ کیا ہی روح پرور سماں تھا، کہ دل میں فوراً خیال آیا، کہ دعا کے بعد بندہ کم از کم دو دفعہ خدمات میں بابرکت میں حاضر ہوا، لیکن آپ نے اس دعا کا ذکر نہ کیا، اور آج مجھے قطعہ زمین خریدے ہوئے صرف ایک ہفتہ ہوا ہے، اور حضرت صاحب نے پوچھا کہ دعا کے بعد کیا بنا۔ اگر یہ تصرف نہیں تو اور کیا ہے، بہرحال بندہ نے عرض کیا، کہ جناب کی دعا قبولیت کا شرف پا چکی ہے اور بندہ نے آپ کی دعا کے طفیل پانچ مرلہ کا پلاٹ خرید لیا ہے، اب اگر آپ دعا فرماویں تو دو کمرے تعمیر ہو جائیں آپ نے فوراً حاضرین سے فرمایا۔ محمد یوسف کے لئے سب دعا کرو اور آپ نے دعا فرمائی اور حاضرین آمین کہتے رہے، پہلے تو تقریباً پندرہ ماہ لگ گئے تھے، لیکن اس دفعہ صرف چار ماہ کے بعد مکان کی بنیاد رکھ دی، حالانکہ بندہ کے پاس صرف ایک ہزار روپیہ تھا، بہرحال مکان کی بنیاد رکھنے کے بعد ملز سے مبلغ ڈیڑھ ہزار روپیہ قرضہ مل گیا، میرے مہربان بھائی محمد حسین ایس ڈی او مرحوم و مغفور اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے، اور اپنی خاص رحمت کے سایہ میں رکھے، گھر آ کر مجھے ایک ہزار روپیہ دے گئے، برادرم محمد صدیق اور قبلہ والد صاحب نے بھی حسب استطاعت گھر آ کر مبلغات سے نوازا قبلہ والد صاحب اور قبلہ میاں محمد شفیع برادرم محمد خلیل نے اپنی کمال لطف و کرم سے اپنی نگرانی میں مکان بنوایا۔ تقریباً دو ماہ میں تعمیر مکمل ہو گئی، تو بندہ نے بذریعہ چٹھی اطلاع دی کہ آپ کی دعا کے فیض سے دو کمرے تیار ہو چکے ہیں، اس لئے بندہ عرض گزار ہے، کہ آپ خود تشریف لا کر ختم شریف میں شمولیت فرماویں تو پھر ہم اس مکان میں رہائش اختیار کریں، آپ نے واپسی ڈاک میں جواب دیا کہ رمضان شریف شروع ہونے میں چند دن باقی ہیں، اس لئے تم اپنی رہائش مکان میں شروع کر دو۔ ہم رمضان شریف کے بعد تشریف لائیں گے، تو ختم شریف ہو گا، بہرحال کچھ مجبوریوں کی وجہ سے ختم شریف عید الاضحیٰ کے بعد مارچ ۱۹۶۹ء میں ہوا، اور بندہ کو بعید دعاؤں سے نوازا جس کے عوض بندہ کا تمام قرضہ

ڈیڑھ دو سال میں ادا ہو گیا، لیکن وائے حسرت کہ بندہ کو اس کے بعد خدمت کا موقع نہ ملا، کیونکہ اس ختم شریف کے صرف دو ماہ بعد آپ اس دُنیائے فانی سے عالمِ جاودانی کو تشریف لے گئے، لیکن آپ کے فیوض و برکات اب بھی بندہ پر اُسی طرح جاری و ساری ہیں ؎

دین دُنیا میں جو پایا وہ تمہیں سے پایا | ہم تو جس گھر میں رہے آپ کے یہاں رہے

کیونکہ ولی اللہ کو بارشادِ خداوندی "الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون"۔ نہ اِس دُنیا میں کوئی خوف ہے نہ آخرت میں کوئی غم و فکر ہوگا ؎

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتامِ زندگی | ہر شامِ زندگی صبحِ دوامِ زندگی،

اور

موت تجدیدِ مذاقِ زندگی کا نام ہے | خواب کے پردے میں بیداری کا اک پیغام ہے

۵۔ یہ واقعہ بھی میرا ذاتی ہے، کہ ایک دفعہ اسی پریمیئر کلاتھ ملز میں بندہ سے ایک فاش غلطی ہوئی جس سے افسرانِ بالا اور مالکان سخت ناراض ہوئے، اور نقصانِ عظیم اور عزت پر حرف آنے کا خطرہ تھا۔ سیکرٹری صاحب معمولی بات پر بھی برہم ہو جاتے اور کوئی دن بغیر سرزنش کے نہ گزرتا، کیونکہ اُن کو کچھ لوگوں نے مجھ سے بدظن کر دیا تھا۔ بندہ نے رات کو بعد از نمازِ عشاء پریشانی کے عالم میں قبلہ حضرت صاحب کو یاد کر کے عرض گذاری کہ اس مصیبت سے نجات پاؤں۔ اسی فکر میں سو گیا، صبح ایسا معلوم ہوا کہ دل کو سکون ہے، جب دفتر پہنچا تو معلوم ہوا کہ سیکرٹری صاحب نے بلایا ہے، پھر پریشان ہو گیا۔ جب میں سیکرٹری صاحب جن کا اسمِ گرامی سید ظہور الحسن مدنی اور بے حد متقی و پرہیزگار تھے، کے پاس پہنچا تو خلافِ معمول آپ کا پہلا سوال تھا۔ آپ کس کے مرید ہیں، میں نے عرض کی حضور میں سلسلہ نقشبندیہ سے منسلک ہوں پھر یہ گفتگو ہوئی ؎

سیکرٹری صاحب۔ "وہ بزرگ کہاں رہتے ہیں؟"

میں۔ "چورہ شریف، ضلع اٹک میں۔"

سیکرٹری۔ "سلسلہ نقشبندیہ میں خاص عمل کیا ہے؟"

میں نے اپنی سمجھ کے مطابق جواب دیا کہ اسمِ ذات کا ورد۔ پھر چند منٹ کی گفتگو کے بعد فرمانے لگے آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے میرے لائق کوئی خدمت ہو، تو دل و جان سے مدد کروں گا، اور اس کے بعد وہ کئی سال وہاں رہے اور بے حد لطف و مہربانی سے پیش آتے رہے، کیونکہ محبت کے عطیے انقلابات کی زد میں آتے ہیں تو ان میں اور چمک پیدا ہو جاتی ہے، محبت دل و دماغ پر شب خون مارتی ہے، اور رگ رگ میں نشتر بن کر سما جاتی ہے، ہوس کی یہاں رسائی ممکن نہیں، ؎

پرتوِ حسنت نہ گنجد در زمین و آسمان | در میاں سینہ حیرانم کہ چوں جا کردہ ای

۶۔ حضور ایک دفعہ موضع سہ تحصیل پلندری میں تشریف لے گئے کہ ایک مخلص نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کی

کہ میری گائے بیمار ہے، کچھ دم فرما دیں۔ قبولیت کا وقت تھا اور آپ نے فرمایا بجائے اس کے کہ میں تمہاری گائے کی شفا کے لئے دم کر دوں۔ کیوں نہ اس درخت پہ دم کر دوں جو تمہارے سب کے کام آئے، آپ نے اٹھ کر قریبی کتو کے درخت پر دم فرمایا اور بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہوئے، اور فرمایا کہ جس شخص کا کوئی جانور بیمار ہو، اس درخت کا کوئی پتہ یا چھلکا جو بھی حاضر ہو، جانور کو کھلا دے۔ جانور کو صحت کاملہ ہوگی، چنانچہ ضرورت کے مطابق لوگ پتے اور چھلکا لے جاتے رہے حتیٰ کہ اب اس درخت پر کوئی پتہ نہیں ہے لیکن آج بھی وہ درخت موجود ہے اور لوگ اس کے چھلکے سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ ؎

ہر کہ خود را صاحب امروز کرد گرد او گردد سپہر گرد کرد

۷۔ بالکل اوپر والا واقعہ بمقام بے تراں پنجال کوٹ تحصیل بلندری میں پیش آیا، وہاں بھی آپ نے ایک کتو کے درخت کو دم فرما کر دعا در بارگاہ رب العزت فرمائی۔ چنانچہ اس درخت کے پتے اور چھلکا میں ہر جانور کی ہر ایک مرض کی شفا ہے، دونوں درخت ابھی تک موجود ہیں، اور لوگ متمتع ہو رہے ہیں۔ ؎

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

۸۔ بمقام بنیال علاقہ بلندری میں ایک دفعہ حضرت صاحب تشریف لے گئے۔ ایک جگہ راستہ میں کیچڑ تھا کہ صوفی محمد دین گوجر نے آگے آکر اٹھا کر پار لیجانے کی پیش کش کی، اور بعد منظوری حضرت صاحب کو کندھے پر بٹھا کر پار لے گیا، خلیفوں نے عرض کی، کہ حضور اس کی اولاد نہیں ہے، دعا فرما دیں، آپ نے دعا فرمائی اور فرمایا، اگلے سال آئیں گے تو اس کے لڑکا ہوگا، بالکل ایسا ہی وقوع پذیر ہوا، حالانکہ اس صوفی کی عمر اس وقت ساٹھ سال سے زیادہ تھی، اگلے سال واقعی اس کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا۔ ؎ بہر ہوا داری خوشیں ایں قدرا دوست مناز چیست یک جاں کہ براں شاہ فدائے کردی

۹۔ حضور کا ایک مخلص مرید کبیر الدین کیمبل پوری کے پاس ایک بکری تھی جو دودھ نہ دیتی تھی، اس نے آپ کی خدمت میں عرض کی، حضور نے دعا فرمائی، اور پشت پر ہاتھ پھیرا، بکری کے پستان دودھ سے بھر گئے، اس کے بعد وہ بکری بہت دودھ دیتی رہی، کیوں کہ ؎

کیمیائیست عجب بندگی پیر مغاں

۱۰۔ بمقام چن کائیرہ علاقہ بلندری کا واقعہ ہے، کہ ایک نالہ پار کرنے کے لئے شیر احمد خاں نے حضور کو کندھوں پہ اٹھا کر نالہ پار کرنے لگا، جب عین وسط میں پہنچا تو از راہ تفنن عرض کرنے لگا حضور دعا فرماویں کہ میرا لڑکا محمد اسلم (جو آرمی میں ہے) میجر ہو جائے، ورنہ نالہ میں گرا دوں گا، آپ نے فرمایا۔ مجھے نہ پھینکنا تمہارا محمد اسلم میجر ہو جائے گا، چند دن بعد محمد اسلم کی چٹھی آئی کہ وہ میجر ہو گیا ہے۔ ؎

چوں نہادم پا بہ راہ عاشقی سوختم سامان ننگ و نام را

۱۱۔ مستری محمد سعید ساکن واہ فیکٹری کے ہاں اولاد نہ تھی، میاں بیوی کی عمر ۵۵/۵۰ سال تھی، صوفی

غلام حیدرؒ نہیں ساتھ لیکر حضرت قبلہ محمدؐ سعید شاہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور دُعا کا خواستگار ہوا آپ نے دُعا فرمائی، اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اِن کو دو بچے عطا فرمائے گا، چنانچہ آخری عمر میں اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ نے دو فرزند شاہ نواز اور حق نواز عطا فرماتے، شاہ نواز ہر سال عُرس شریف پر حاضر ہو کر لنگر کی خدمت سرانجام دیتا ہے ؎

چوں خمار اُفتد بگیرم جامہ را — من نہ دانم وقت صبح شام را

۱۲۔ کافی عرصہ پہلے کا واقعہ ہے، کہ ایک دفعہ مہاراجہ کشمیر نے مسلمانوں کو بہت تنگ کیا، اور حکم نامہ جاری کیا کہ مسلمانوں کے کسی عالم یا کسی بزرگ کو ریاست میں داخل نہ ہونے دیا جائے، عقیدت مندوں نے حضرت صاحب کو خط لکھا، کہ مہاراجہ ہمیں بہت تنگ کرتا ہے، آپ فوراً تشریف لائے، اور پل لچھمن جو آجکل آزاد پتن مشہور ہے، پار کیا، تو پولیس نے روک لیا کہ مہاراجہ نے حکم دیا ہے، کہ کوئی مسلمان عالم، بزرگ ریاست نہ آئے، آپ نے فرمایا ہم تو فقیر اور درویش لوگ ہیں۔ ہم سے کسی کو کیا خطرہ بلکہ میں تو مہاراجہ سے ملکر واپس چلا جاؤں گا۔ لیکن وہ پولیس آفیسر نہ مانا، ناچار آپ نے کہا ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا ہے، ہم نماز پڑھ کر واپس چلے جائیں گے، پولیس آفیسر نے اجازت دے دی، آپ کی نماز پڑھنے کے دوران لکڑی کا پل جو بالکل صحیح سلامت تھا، اچانک ٹوٹ گیا، نماز سے فارغ ہو کر آپ نے پولیس آفیسر سے کہا، مجھے نالہ سے پار کرا دیں میں واپس چلا جاؤں گا، اُس نے جواب دیا، پل ٹوٹ گیا ہے، میں آپکو کس طرح پار کراؤں، آپ نے پھر واپس جانے پر اصرار کیا، اِس پر پولیس آفیسر نے مہاراجہ کو اطلاع دیکر سارا واقعہ عرض کیا، تو مہاراجہ نے کہا کہ چورہ شریف کے پیروں کو آنے دو، تو حضرت صاحب مہاراجہ کشمیر کو مِل کر اُس کو سمجھایا، چند دنوں میں سمجھوتہ ہو گیا اور مہاراجہ نے پھر مسلمانوں کو تنگ نہ کیا،

آپ کی کرامات تو بہت ہیں لیکن طوالت کے باعث اِسی پر ختم کرتا ہوں ؎

لرزد از اندیشہ آں پختہ کار — حادثات اندر بطون روزگار

۱۳۔ بمقام جھنڈا بگلا علاقہ بلندری میں ایک دفعہ آپ کا ایک مخلص عبد الحکیم اپنے بھائی محمدؐ اکبر کو ساتھ لیکر حاضر خدمت ہوا، عبد الحکیم اور محمدؐ اکبر حضرت صاحب کے پاؤں دبانے لگے آپ محبت سے فرمانے لگے، کشمیر یا چھڈ دسے بلیوں، تو عبد الحکیم نے دست بستہ عرض کی، حضور یہ محمدؐ اکبر میرا بھائی ہے اِسکے اولاد نہیں آپ دُعا فرماویں، کہ اللہ تعالیٰ اِس کو اولاد عطا فرماوے آپ نے فرمایا۔ اِس کے علاوہ کوئی بات ہو تو بتاؤ، عبد الحکیم نے عرض کی، حضور اِس کو اولاد کی ضرورت ہے، باقی آپ کی دعا سے کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ آپ نے پھر فرمایا، اولاد کے لئے دعا نہ کراؤ کیونکہ اِس کو اولاد کا کوئی فائدہ نہ ہوگا، لیکن انہوں نے عرض کیا، کہ آپ دُعا فرماویں اولاد ہو فائدہ ہو نہ ہو، آپ نے فرمایا تم لوگ مجبور کرتے ہو

ورنہ میں دعا کبھی نہ کرتا، چنانچہ آپ نے دعا فرمائی اور محمد اکبر کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا لیکن محمد اکبر اس لڑکے کی پیدائش کے تھوڑے دنوں بعد پاگل ہو گیا، پھر سب لوگ کہنے لگے کہ حضرت صاحب ٹھیک ہی فرماتے تھے ؎ گفتہ او گفتۂ اللہ بود

۱۴۔ گوجرانوالہ میں حضور کے ایک دیرینہ خادم نور دین حجام مرحوم کے نزدیک عبداللطیف حجام کرایہ کے مکان میں رہتا تھا، کہ ایک دفعہ آپ کو وہاں دیکھ کر اس کا ذوق شوق بڑھا کہ آپ کے دست اقدس پہ بیعت کر کے داخل سلسلہ ہو گیا، آپ کا اس پہ ایسا کرم ہوا، کہ تھوڑے عرصہ میں اپنا مکان بنا لیا، کہ انہی دنوں اس کی ملاقات ایک بے دین ملنگ سے ہو گئی اور اس کی باتوں میں ایسا پھنسا کہ ذکر و افکار کا معمول چھوڑ کر تارک نماز بھی ہو گیا، اور اسی ملنگ کی ملحدانہ روش اختیار کرنے کے درپے ہوا اس کی نحوست آخر کار رنگ لائی، اور کاروبار اس قدر خراب ہوا، کہ گھر میں نوبت فاقہ تک پہنچ گئی۔ بیوی پابند صوم و صلوٰۃ تھی، اس نے بہت سمجھایا لیکن اس پہ الٹا اثر ہوا، کہ وہ زیادہ وقت گھر سے باہر گذارنے لگا، اور بعض اوقات رات بھی باہر ہی گذارتا، جب معاملہ حد سے بڑھ گیا، تو بیوی نے اپنے شیخ کامل خواجہ محمد سعید شاہؒ کو وسیلہ بنا کر بارگاہِ رب العزت میں گڑگڑا کر دعا کی،

خواجہ محمد سعید شاہ رکھ لو شرم گدا دی جے تسی ہو و سہے دکھ جاون جاہیں جنت دوا دی

عشاء کی نماز کے بعد دعا کے اس سلسلے کی تیسری رات تھی، کہ خواب میں حضرت خواجہ محمد سعید شاہؒ نے اس اللہ کی نیک بندی کو تسلی دی کہ گھبراؤ نہیں عبداللطیف ٹھیک ہو جائیگا، تقریباً اسی رات حضور کے خلیفۂ خاص میاں اکبر علی سرانوالی والے جو موضع بھٹی بھنگو (گوجرانوالہ سے ۵ میل شرق) میں تھے، کو بھی حضور نے خواب میں فرمایا، کہ گوجرانوالہ جا کر عبداللطیف کی خبر لیں۔ اگلی صبح میاں اکبر علی صاحب گوجرانوالہ پہنچ کر عبداللطیف کے گھر آئے، تو دیکھا کہ عبداللطیف بھی گھر میں موجود ہے، اور اپنے اعمال پہ سخت نادم ہے، میاں صاحب نے کمال شفقت سے عبداللطیف اور اسکی بیوی کو تسلی دی اور چورہ شریف جانے کو کہا لیکن عبداللطیف کا خیال تھا، کہ حضرت صاحب معاف نہیں فرمائیں گے، تو میاں صاحب نے فرمایا کہ جب حضرت صاحب نے خواب میں تسلی دی ہے، تو آپ نے معاف فرما دیا ہے، اس لئے تمہارا دربار شریف پہنچنا ضروری ہے، چنانچہ میاں صاحب نے عبداللطیف کو اور اس کی بیوی کے بھائی کو چورہ شریف روانہ کیا جہاں حضرت صاحب نے بہ کمال شفقت معاف فرما کر دعا دی، اور آئندہ محتاط رہنے کی تلقین فرمائی، اس کے بعد عبداللطیف تائب ہوا۔ اب ہر سال سالانہ عرس مبارک پہ لنگر خانے کا سارا انتظام خود دونو میاں بیوی کرتے ہیں ؎ ایں سعادت بزور بازو نیست

حلیہ مبارک

آپ کا جسم مقدس درمیانہ آنکھیں بڑی اور موٹی اور چمک دار سرمگیں دیکھنے والے کو ایسا معلوم ہوتا، کہ سرمہ ڈالا ہوا ہے، سینہ کشادہ داڑھی سنت رسول کے

مطابق دندان مبارک متصل سفید اور چمک دار تھے، دست مبارک میں ہمیشہ عصا رکھتے، لب سرخ دہن مبارک نہ بڑا نہ چھوٹا۔ غرضیکہ آپ کی شکل ایسی محبوبانہ تھی، کہ جو دیکھتا، بے اختیار سبحان اللہ کہتا، ہذا ولی اللہ،

بندہ کو یاد ہے کہ ایک دفعہ میرے ماموں جان جو کہ سخت اہل حدیث ہیں نے حضور کو دیکھا، تو نہایت ادب سے ملے، اور بعد میں کہا کہ ایسے پیروں کو جو سنت رسول کے پابند ہیں، ہم بھی صدق دل سے مانتے ہیں کہ یہ ولی اللہ ہے،

معمولات

آپ عموماً رات کے آخری حصہ میں بیدار ہو کر نماز تہجد بارہ رکعت نفل ادا فرماتے پھر مراقبہ فرماتے، صبح کی سنتیں ادا کر کے اکثر اوقات فرضوں کی جماعت خود کراتے، بعد نماز فجر، ذکر نفی اثبات، اسم ذات استغفار اور تسبیحات میں مشغول رہے، عموماً نماز اشراق کے بعد فارغ ہو کر حاضر دوستوں کو ملاقات کا شرف بخشتے نماز پنجگانہ کی جماعت اکثر خود کراتے اور کبھی کبھی دوسرے پیران عظام کے پیچھے بھی ادا فرماتے، دن رات میں زیادہ وقت با وضو رہے، اکثر اوقات ظہر کے وضو سے ہی باقی تمام نمازیں ادا فرماتے، نماز عشاء کے بعد دیر تک ذکر نفی اثبات اور اسم ذات اور دیگر اذکار میں مشغول رہتے، دن رات میں بہت کم وقت دنیوی امور میں صرف کرتے، بلکہ ہر لحظہ ہر وقت آپ کا قلب اسم ذات کے ورد میں مشغول رہتا، بقول کسے ؎

از دروں شو آشنا و ز بروں بیگانہ وش　　　　این چنین زیبا روش کم می بود اندر جہاں

مقام اور اخلاق و عادات

آپ بہترین اخلاق کریمہ اور عادات حسنہ سے متصف تھے، آپ ایک متبحر عالم باعمل متقی صالح پرہیز گار تھے، باوجودیکہ آپ نہایت حلیم الطبع اور منکسر المزاج تھے، لیکن رعب و جلال الوہیت، ذات قدسی صفات اس قدر تھا، کہ آپکی مجلس میں کسی کو دم مارنے کی جرأت نہ تھی،

بلحاظ علم و عمل، فیض و فضل، آپ کا وجود مسعود اپنے اسلاف کی ایک یادگار تھا، خاندان مجددیہ کو آپ کی بدولت بے حد وسعت ملی، ہزاروں نہیں لاکھوں مسلمانوں نے اس بحر بے کنار سے اپنی روحانی تشنگی کو بجھانے کا بندوبست دوامی کیا، آپ کا وجود اللہ تعالی کی ایک نعمت غیر مترقبہ تھی، درجہ ولایت میں آپ مایہ امتیاز مرتبہ کے مالک تھے، زہد و اتقا میں آپ بے مثال تھے، آپ کے چہرے پر ایک جمال نورانی تھا جس کو دیکھ کر حاضرین کو خدا یاد آجاتا، ہمیشہ سادہ اور سفید لباس میں ملبوس رہتے، بناوٹ و تصنع آپ میں بالکل نہ تھی، سادگی آپ کا شعار تھی، پر وقار اور پر بہار چہرہ پر انوار پر ایک حسین مسکراہٹ سدا جاری رہتی، اجنبی بھی آپکو دیکھتا تو آپکی مسکراہٹ پر فدا ہو جاتا، آپ نے درویشانہ زندگی بسر کر کے تصوف کی معراج تک رسائی کی، فقر آپ کا شیوہ تھا، اور حضور کے فرمان

الفقر فخری کا نمونہ تھے، آپ میں اتباع سنت اور اتقا انتہا درجہ کی تھی، متابعت سنت کا یہ حال تھا، کہ آپ سے بے اختیار سنت کے مطابق افعال سرزد ہوتے تھے، آپ حرکات و سکنات، خورد و نوش غرضیکہ جملہ امور میں سنت رسول معلوم کرنے کی کوشش میں رہے،

سادات و علمائے دین کی بہت تعظیم فرماتے، بلکہ تمام بزرگان کا ادب ملحوظ خاطر رکھتے، انکساری اور تواضع میں آپ کمال تک پہنچے ہوئے تھے، اگر کوئی آپ کے سامنے آپکی تعریف و مدح کرتا تو اسے فوراً ٹوک دیتے، مہمان نوازی تو حضرت باواجیؒ کے خاندان کی عمومی صفت ہے۔ لیکن آپکی مہمان نوازی ایک ضرب المثل تھی، باہر سے جو اجنبی بھی دربار شریف میں آتا، اور آپکو مل جاتا تو اس کی بیحد تواضع اور مہمان نوازی فرماتے، اس میں امیر، غریب، مسکین وغیرہ میں کوئی امتیاز نہ ہوتا، بلکہ ہر ایک سے ایک جیسی تواضع فرماتے، ہر ایک کی ضروریات کا خیال رکھتے، آپ بیحد مشفق اور مہربان تھے، ہر ایک سے شفقت اور محبت سے پیش آتے، چھوٹوں کی دل دہی فرماتے، ان کی اکثر خبر گیری کرتے۔ اگر کسی سے کوئی خطا ہو جاتی، تو آپ عموماً معاف فرما دیا کرتے،

قدسیہ

(۱) فرمایا۔ صحبت بد سے نہایت نقصان ہوتا ہے (۲) فرمایا، مرید کو چاہیئے، کہ پیر کی خدمت میں مردہ بدست زندہ ہو کر رہے کسی بات کی اپنی طرف سے خواہش نہ کرے (۳) فرمایا، اگر کوئی شخص داخل طریق ہی نہ ہو، تو اور بات ہے لیکن داخل طریقہ ہونے کے بعد استقامت نہ رکھنا بہت بڑا ہے (۴) فرمایا، انسان کی پیدائش کا مقصود حصول معرفت الٰہی ہے، اور وہ بلا صحبت کامل مکمل ممکن نہیں، لہٰذا جہاں بھی ایسا کامل مکمل ہو، اس کی طرف رجوع کرنا چاہیئے (۵) فرمایا، دو چیزوں پر استقامت سے بیڑہ پار ہوتا ہے، ایک پیر کامل کی محبت، دوسرے اتباع شریعت (۶) فرمایا، نامحرم پر نظر اتفاقی بھی ضرر سے خالی نہیں ہوتی، (۷) فرمایا، رستگاری عبادت کرنے کے علاوہ گناہوں سے بچے رہنے میں ہے (۸) فرمایا، دوست دشمن سب سے با اخلاق پیش آنا چاہیئے ؎

آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف است   با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

(۹) فرمایا، بڑا کام یہ ہے کہ شریعت پر استقامت رکھے (۱۰) فرمایا، فنا فی الشیخ سے بہت جلدی فائدہ ہوتا ہے، جیسا کہ کسی نے فرمایا ؎

پیر نگر کو جائیکے نبی نگر کو جب   نبی نگر میں بیٹھ کے درشن یار کا پا

(۱۱) فرمایا، ہر وقت اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا کرنا چاہیئے، سب سے بڑا احسان ایمان اور تندرستی ہے (۱۲) فرمایا، فقیر پر لازم کہ جو کام کرے استقامت کے ساتھ کرے ایک استقامت سو کرامت سے بہتر ہے (۱۳) فرمایا، دنیا کی محبت تمام گناہوں کا سر چشمہ ہے (۱۴) فرمایا، عمل بہ نیت

اتباع حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم یا محض رضائے مولا کے لئے کرنا چاہیئے (۱۵) فرمایا، مراقبہ کرنے سے نسبت باطن میں قوت پیدا ہونی چاہیئے

صاحبزادگان

قبلہ مرشدی حضرت خواجہ محمد سعید بادشاہؒ کے پانچ صاحبزادگان زینت دربار عالیہ نوریہ چورہ شریف ہیں اور بفرمان قبلہ ام کہ اپنی روزی خود کمائیں۔ اور تبلیغ دین خالص اللہ کے واسطے کریں، چنانچہ پانچوں صاحبزادگان برسر روزگار ہیں، محمد محمود الحسن، محمد مسعود الحسن محمد مختار الحسن صاحبان سکول میں مدرس ہیں، جناب محمد طفیل صاحب محکمہ ریلوے میں سٹیشن ماسٹر اور جناب محمد طیب صاحب محکمہ زراعت میں اپنی اور اہل و عیال کی روزی کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں، آخری دونوں چھوٹے صاحب زدگان کی شادی خانہ آبادی والد گرامی قدر کے وصال کے بعد ہوئی۔ مختصر احوال صاحب زادگان۔

۱۔ جناب گرامی قدر سید محمد محمود الحسن صاحب مدظلہ صاحبزادہ

ولادت باسعادت۔ آپکی ولادت ۹ فروری ۱۹۲۲ء کو چورہ شریف میں ہوئی، شجرہ نسب محمود الحسن بن خواجہ محمد سعید بن غلام شاہ بن شاہ محمد بن خواجہ نور محمد عرف حضرت باداجی رح

تعلیم آپ نے علوم ظاہری کی تعلیم مین انجمن تعلیم القرآن بلندی آزاد کشمیر سے حاصل کی، مولانا امیر عالم خان علامہ روزگار آپ کے استاد تھے، طالب علمی کے زمانہ میں جلالین شریف مشکوٰۃ شریف نورالانوار اصول فقہ شرح جامی اور قدوری وغیرہ دوسرے طالب علموں کو پڑھایا کرتے، حالانکہ آپکی عمر بہت تھوڑی تھی، تعلیم کے اختتام پر انجمن تعلیم القرآن میں امتحان لینے کے لئے علامۃ العصر مولوی غلام حیدر صاحب لاہور سے بلائے گئے، تو علامہ غلام حیدر صاحب نے کہا آپ اپنے صرف ایک طالب علم کو امتحان کے لئے پیش کریں تو استاد صاحب نے صاحبزادہ صاحب کو پیش کیا، آپ کی عمر دیکھ کر مولوی صاحب نے کہا آپ نے میرے ساتھ مذاق کیا ہے، لیکن انہوں نے عرض کیا، آپ سوال کریں،

مولوی صاحب نے پوچھا آپ نے کون سی کتابیں پڑھی ہیں، عرض کی جلالین شریف مشکوٰۃ شریف، نورالانوار، اصول فقہ، شرح جامی قدوری، مولوی صاحب نے ازراہ تفنن پوچھا، کیا آپ یہ سب کتابیں اٹھا سکتے ہیں، صاحبزادہ صاحب نے عرض کی۔ حضور جس کتاب کی باری ہوتی ہے، وہی میں اٹھاتا ہوں۔ پھر جب آپ نے شرح جامی کے مقامات بیان کئے، تو مولوی صاحب حیران رہ گئے، اور آپ کے

اُستاد امیر عالم خاں کو فرمایا کہ واقعی آپ طالب علموں کو پڑھاتے ہیں، آپ کے اُستاد کی تنخواہ اُن دنوں صرف بیس روپے ماہوار تھی، تو آپ نے انجمن کے اجلاس میں شامل ہو کر صدر انجمن سید محمد خاں اور سیکرٹری سردار فیروز علی خاں کو کہہ کر اپنے اُستاد کی تنخواہ بیس سے تیس روپے کرائی۔

بیعت و خلافت

اپنے والد گرامی قدر سے بیعت کر کے اُنہیں کی زیرِ نگرانی سلوک مجددیہ کی منازل طے کیں، اور پھر خلافت و اجازت بیعت چہار سلسلہ سے سرفراز ہوئے، جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ آپ کے والد گرامی نے آپ کو محکمہ تعلیم سے منسلک کرا دیا تھا، اور اُن دنوں آپ جنڈ شہر میں سکول میں تعینات تھے، اور رہائش بھی وہیں اختیار کر لی تھی، وہیں نزدیک ہی مسجد میں ایک مولوی صاحب جو کہ فاضل دیوبند تھے، صبح کی نماز کے بعد درس قرآن دیا کرتے تھے، ایک دن اُحِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ الخ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہنے لگے، یہ جو لوگ بکرے زیارتوں پر لے جاتے ہیں حرام ہیں۔ جب درس ختم ہوا، تو ایک واقف کار حاجی نے صاحبزادہ صاحب سے پوچھا، درس کا لطف آیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مولوی صاحب نے جو تفسیر بیان کی ہے، وہ قرآن کی منشا کے خلاف ہے، دوسرے دن مولوی صاحب نے حاجی صاحب کے کہنے پر پھر وہی تفسیر بیان کی، اُس دن وہ تیار ہو کر بیٹھے تھے، مولوی صاحب نے سمجھا کہ آپ مرعوب ہو گئے ہیں، درس کے بعد پھر گفتگو ہوئی تو صاحبزادہ صاحب نے پھر اعتراض کیا کہ آپ نے قرآن کے منشا کے مطابق تفسیر بیان نہیں کی، مولوی صاحب نے پوچھا آپ کونسی تفسیر سے بیان کرتے ہیں، آپ نے بتایا آپ بیضاوی شریف اور جلالین شریف کو معتبر جانتے ہیں، مولوی صاحب نے اقرار کیا، تو آپ نے فرمایا آپ ان دونوں تفسیروں سے بیان کیا کریں، جو کہ تفرقہ سے پہلے کی لکھی ہوئی ہیں،

مولوی صاحب نے کہا ان میں کیا لکھا ہے، صاحبزادہ صاحب نے دونو تفسیروں کے متن جو کہ عربی میں تھے، باری باری زبانی پڑھ کر سنائے پھر ترجمہ بھی بیان فرمایا، کہ دونوں ایک دوسرے سے متفق ہیں، مولوی صاحب نے فتاویٰ رشیدیہ کا حوالہ دینا چاہا تو صاحبزادہ صاحب نے فرمایا میں نے بیضاوی شریف اور جلالین شریف کا حوالہ دیا ہے، آپ بھی ایسی ہی کسی تفسیر کا حوالہ دیں، مولوی صاحب نے کہا، اس کے متعلق پھر بات ہو گی، اس کے بعد صاحبزادہ صاحب نے کئی دفعہ بات کرنے کی کوشش کی، لیکن مولوی صاحب ہر دفعہ گریز کرتے رہے،

صاحبزادگان

آپ کے بڑے صاحبزادے شوکت محمود ۲۳ جون ۱۹۵۰ء کو پیدا ہوئے اور چھوٹے غیاث محمود ۲۰ اگست ۱۹۵۴ء کو پیدا ہوئے۔ دونوں میٹرک پاس کر کے علوم ظاہری و باطنی اپنے والد سے حاصل کر رہے ہیں، صاحبزادہ محمود الحسن اپنے

والد گرامی کے وصال کے بعد اپنے اسلاف کی یادگار ہیں، کثیر التعداد خلق آپ سے روحانی اور باطنی فیوض و برکات حاصل کر رہی ہے، نرم طبع اور منکسر المزاجی آپ کی عادتِ ثانیہ بن چکی ہے، غرضیکہ آپ اخلاقِ حسنہ سے متصف ہیں، مہمان نوازی میں اپنے بزرگوں کے طریقہ پر کاربند ہیں،

عالی مرتبت جناب صاحبزادہ محمد مسعود الحسن صاحب مدظلہ، المعروف صوفی صاحب

ولادت باسعادت آپ کی ولادت ۲ جولائی ۱۹۲۳ء کو دربار عالیہ نوریہ چورہ شریف میں ہوئی، شجرہ نسب محمد مسعود الحسن بن خواجہ محمد سعید شاہ بن غلام محمد شاہ محمد بن خواجہ نور محمد المعروف حضرت باواجی رحمتہ اللہ علیہ،

تعلیم آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے بزرگوار سے حاصل کی، پھر پنڈ سلطانی میں مولوی فیض عالم صاحب سے صرف و نحو فقہ اور کنز الاتاتق پڑھی۔ پھر والد بزرگوار نے آپ کا ہاتھ آپکے ماموں جان حضرت قبلہ عالم نور بادشاہؒ کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا کہ اس کو گجرات چھوڑ کر آئیں، چنانچہ آپکے والد گرامی اور ماموں جان دونوں صاحب کو گجرات میں پیر طریقت حضرت سید ولائیت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس مدرسہ انجمن خدام الصوفیہ میں ۱۹۴۰ء میں داخل کرایا، آپ کے ماموں جان نے گجرات میں فرمایا، بیٹے محنت تم کرنا اور دعائیں کروں گا،

مدرسہ میں پیر ولایت شاہؒ آپ پر خاص توجہ دیتے تھے، اور اکثر فرمایا کرتے تھے، صاحبزادہ صاحب پایۂ تکمیل تک انشاء اللہ پہنچیں گے، کیوں کہ مجھے ان میں کچھ رنگ نظر آتا ہے، یاد رہے کہ پیر ولایت شاہ رحمتہ اللہ علیہ امیر ملت حافظ سید جماعت علی شاہ علی پوری کے خلیفہ خاص تھے مدرسہ میں سید محمود شاہ گجراتی آپ کے ہم سبق رہے ہیں آپکے اساتذہ کرام میں سے علامہ روزگار مفتی احمد یار خاں گجراتی رحمتہ اللہ علیہ اور علامہ عبدالسبحان (کھلا بٹ والے) کی آپ پر نظر خاص تھی، اور نہائت توجہ اور محنت سے درس دیا کرتے تھے، اور بزرگان چورہ شریف کے طفیل آپکے پاس ادب کا بھی لحاظ رکھتے تھے، اس مدرسہ میں پانچ سال کے عرصہ میں آپ نے منقولات و معقولات فقہ ادب تفسیر حدیث پر بہ تفصیل عبور حاصل کیا،

حزب الاحناف میں مدرسہ حزب الاحناف اہل سنت و جماعت کا چونکہ عظیم دارالعلوم تھا۔ اس لئے آپ کا ذوق و شوق آپ کو لاہور لے آیا، آپ ۱۹۴۵ء میں دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں تشریف لے آئے اور دو سال کے عرصہ میں وہاں منطق و فلسفہ کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ مولانا ابوالبرکات سید احمدؒ جو کہ اہل سنت و جماعت کے

عظیم فقیہہ اور شیخ الحدیث اور حزب الاصناف کے امیر تھے، آپ پر نہایت شفقت فرمایا کرتے تھے۔ مولوی امین الحق اور مولانا محمد حسین نعیمی آپ کے اساتذہ خاص تھے،

گجرات ۱۹۴۷ء میں گجرات میں دورہ حدیث شروع ہونے پر قاضی عبد النبی کوکب مرحوم اور حافظ سید علی صاحب کے ساتھ آپ ایک دفعہ پھر واپس گجرات آ کر دورہ حدیث مکمل کیا، آپ نے ۱۹۴۰ء سے ۱۹۵۲ء تک تقریباً بارہ سال کا طویل عرصہ ایک مرد مجاہد کی طرح علم حاصل کرنے میں صرف کئے، اس کے بعد تقریباً پانچ سال ۱۹۵۲ء سے ۱۹۵۷ء تک مسلم ہائی سکول گجرات میں بطور استاد علوم شرقیہ تعینات ہوئے، اس عرصہ میں بھی آپ کا تعلق زیادہ دار العلوم سے رہا

والد بزرگوار کی نظر خاص سیدی مرشدی قبلہ حضرت محمد سعید شاہؒ نے اپنے تمام صاحبزادگان کو علم کی دولت سے مالا مال کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا، کیونکہ مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوب ۲/۵۵ میں فرماتے ہیں، کہ جو شریعت کی پابندی کرتا ہے وہ صاحب معرفت ہے جتنی پابندی زیادہ کرے گا اتنی ہی زیادہ معرفت ہوگی۔" اور قبلہ عالم سید مرشدی اکثر فرمایا کرتے کہ شریعت کی صحیح پابندی وہی کر سکتا ہے، جو شریعت کو بہتر طور پر جانتا ہے اس لئے علم شریعت کی تکمیل کما حقہٗ کرنی چاہیئے،

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی فراست مومنہ سے اپنے صاحبزادہ محمد محمود الحسن کی کچھ خاص خوبیوں سے واقف تھے، کہ ان کو ایک طویل عرصہ یعنی ۱۹۴۰ء سے ۱۹۵۷ء یعنی تقریباً سترہ سال اپنے سے جدا کر کے علوم و معارف شریعت میں ایسا کامل مرد میدان بنوایا، کہ ایک زمانہ آپ کے علم و فضل کا معترف ہے، مصنف نے بارہا متعدد علماء و فضلائے عصر سے آپ کی تعریف سنی ہے، جن میں مفتی ابن مفتی عالی گوہر جناب مختار احمد گجراتی، رئیس المقررین علامہ صاحبزادہ افتخار الحسن فیصل آباد، اہل سنت و جماعت علامہ محمد صدیق نقشبندی مجددی سانگلہ ہل مفتی محمد حسین نعیمی شامل ہیں، یہی نہیں دربار عالیہ نوریہ چورہ شریف جہاں حضرت باواجیؒ کے فیضان کرم آج بھی جاری و ساری ہے، اور وہاں آج بھی علم کے دریا بلکہ سمندر ٹھاٹھیں مار رہے ہیں، ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر عالم و فاضل روزگار ہے، لیکن اکثریت صاحبزادہ محمد مسعود الحسن کے وسعت علم کا کھلے دل سے اعتراف کرتی ہے، دربار عالیہ میں صوفی صاحب کے لقب سے مشہور ہیں، دربار شریف میں آپ کسی سے پوچھ لیں صوفی صاحب کو ملنا ہے، وہ آپ کے پاس پہنچا دیگا، بقول صاحبزادہ اعجاز حسین صاحب مدظلہٗ " وہ آدمی صوفی ہے جس میں علم بھی ہے، اور عمل بھی" اس زمانہ میں للہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے صاحبزادہ محمد مسعود الحسن صاحب حضرت باواجیؒ کے خاندان میں منبع علم ہیں،

اور علم کا عظیم ذخیرہ آپ کے پاس ہے، اور عالم کی زندگی عابد سے بہتر ہوتی ہے۔ پیر طریقت عجائب علی شاہ مدظلہ نے فرمایا صوفی محمد مسعود الحسن صاحب علم کا ایک بحر ذخار ہیں وہ جو کچھ کہیں گے سچ کہیں گے" اور بقول صاحبزادہ ایوب شاہ" آپ خاندان چوراہی میں سب سے بڑے فاضل روزگار متقی اور عظیم صوفی اور اکابر اسلاف چورہ شریف کی ایک یادگار تصویر جامع نقشبند اور صحیح جانشین ہیں آپ منتہی عالم دین ہیں۔ اور درس نظامی کا شاید ہی کوئی ایسا نقطہ ہو جو آپ کی نظر سے نہ گزرا ہو، عالم باعمل، فاضل اجل ہونے کے ساتھ دربار عالیہ چورہ شریف کی حقیقتاً غیر متنازع شخصیت ہیں، جن کی شرافت اور بزرگی کو پورا خاندان تسلیم کرتا ہے آپ نقشبندیہ مجددیہ تعلیمات کا چلتا پھرتا پیکر ہیں"

صاحبزادہ کبیر علی شاہ صاحب صاحبزادہ غلام جیلانی صاحب اور صاحبزادہ حافظ ظہور علی شاہ صاحب غرضیکہ مصنف جس جس سے ملا، سب آپ کے علم و فضل کے معترف ہیں

شیخ سعدی شیرازی رح فرماتے ہیں:

چو شمع ہے علم باید گداخت　کہ بے علم نہ تواں خدا را شناخت

(علم حاصل کرنے کے لئے شمع کی طرح جل جانا چاہیئے، کیونکہ بے علم خدا کو بھی نہیں پہچان سکتا) کیوں نہیں پہچان سکتا، جب کہ آفتاب کی روشنی میں ایک آنکھوں والا اور دوسرا بغیر آنکھوں کے سفر کرتے ہیں آنکھوں والے کا دل خطرے سے خالی ہوتا ہے اور منزل اس کی نگاہ میں ہوتی ہے لیکن بغیر آنکھوں والے کو قدم قدم پر خطرہ لاحق ہوتا ہے، معرفت الٰہی کی منزل کو پانے کے لئے علم کی آنکھیں بیحد ضروری ہیں کیوں کہ بے علم نتواں خدا را شناخت۔

تحصیل علوم باطنی علوم ظاہری کی مجاہدانہ مشقت آمیز تحصیل و تکمیل کے بعد آپ سترہ سال بعد جب ۱۹۵۷ء میں دربار عالیہ میں تشریف لائے تو والد بزرگوار نے نہایت قلیل عرصہ میں آپ کو سلوک مجددیہ سے روشناس کر کے معرفت الٰہی کی منزل پر گامزن فرمایا اور پھر خلافت و اجازت بیعت چہار سلسلہ سے نواز کر آپ کو تبلیغ دین کیلئے باہر دورہ کے لئے بھیجا،

محکمہ تعلیم سے وابستہ جیسا پہلے ذکر ہوا ہے، سیدی مرشدی جناب خواجہ محمد سعید شاہ رح نے اپنے تمام صاحبزادگان کو اپنی روزی خود کمانے کا حکم فرمایا تھا، آپ بھی ۱۹۵۷ء میں گورنمنٹ ہائی سکول میں محکمہ تعلیم سے وابستہ ہو گئے، اس سلسلہ میں ۱۹۶۰ء سے ۱۹۷۰ء تک کھوڑ ضلع اٹک رہے، حضرت صاحب کے وصال کے بعد مارچ ۱۹۷۰ء میں جنڈ تشریف لے آئے، اور اب تک وہیں گورنمنٹ ہائی سکول جنڈ میں بطور استاد علوم شرقیہ تعینات ہیں،

صاحبزادگان آپ کے تین صاحبزادگان ظفر مسعود صاحب، بدر مسعود صاحب اور طارق مسعود

صاحب ہیں دونوں بڑے صاحبزادگان میٹرک پاس کر کے والد گرامی قدر سے علوم ظاہری و باطنی حاصل کرنے میں مصروف ہیں،

ارشادات قدسیہ

۱۔ فرمایا، الشیخ کے لغوی معنی بوڑھا ہیں، اصلاح صوفیہ میں الشیخ وہ ہے جس کی اقتدا کی جائے، خواہ وہ جوان ہو، صوفیا کے نزدیک الشیخ وہ ہوتا ہے جو شریعت والا بھی ہو، اور طریقت والا بھی اور حقیقت بھی جانتا ہو،

۲۔ فرمایا، شیخ کی تعریف یہ ہے کہ سنّت کو زندہ کرے اور بدعت کو ختم کرے، لوگوں کو ہدایت کرے،

ایک نکتہ:۔ الشیخ کے پانچ حروف بھی ہیں، الف لام شین یے اور خ، الف سے مراد ہے لہ الف قلبہ بذکر اللہ تعالیٰ، یعنی اُس کا دل اللہ تعالیٰ کی الفت میں گرفتار ہو جائے،

ل، سے لام نفسہ، یعنی اپنے نفس کی ملامت کرے، اپنی تعریف نہ کرے اور اپنے آپکو بُرا نہ کہے

ش، سے شاء العلم والحلم یعنی جس کا علم اور حلم مشہور ہو جائے،

ی، سے الیاء یحیٰ السنّت و یمیت البدعتہ یعنی سنت کو زندہ کرے اور بدعت کو مارے اور لوگوں کو ہدایت کرے،

الخا سے لہ خلا طلبہ عن غیر اللہ تعالیٰ، اِس سے مطلب اللہ کے علاوہ غیر سے دل خالی ہو جائے، کوئی اور خیال دل میں آنے نہ دے،

نورِ نظر خواجہ محمد سعیدؒ محمد مختار الحسن صاحب مدظلہ صاحبزادہ

ولادت

آپ کی ولادت باسعادت ۲۸ جنوری ۱۹۳۷ء میں دربارِ عالیہ نوریہ چورہ شریف میں ہوئی، نسب نامہ صاحبزادہ مختار الحسن بن خواجہ محمد سعید بن غلام محمد شاہ بن شاہ محمد بن خواجہ نور محمد المعروف حضرت باداجیؒ

تعلیم

آپ نے میٹرک تک تعلیم حاصل کی، اور پھر دینی تعلیم قبلہ والد گرامی قدر سے ہی حاصل کی، کیونکہ سیّدی مرشدی خواجہ محمد سعیدؒ اپنی پیرانہ سالی کی وجہ سے آپکو اپنے سے جُدا کرنے کے متحمل نہ ہوسکے۔ حضرت صاحب کی آپ سے محبت اور نظر عنائت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے

بیعت و خلافت

آپکی بیعت آپکے والد گرامی قدر سے تھی، علوم باطنی کی تربیت بھی آپ ہی سے حاصل کر کے اجازت بیعت کے مجاز ہوئے اسی اثنا میں والد بزرگوار کا بلندری آزاد کشمیر میں وصال ہوگیا، چنانچہ حضرت صاحب کے وصال کے بعد حضرت صاحب کے حلقہ اثر

کے معتقدین آپ کی نگرانی میں ہیں، والدہ صاحب اور دونو چھوٹے بھائی محمد طفیل اور محمد طیب بھی آپ کے ساتھ ہیں،

آپ نہایت خوب رو، خوش قامت اور معاملہ فہم انسان ہیں، اپنی عمر کی نسبت نہایت زیرک اور مدبر ہیں، بہترین اخلاق عالیہ کے مالک ہیں، مہمان نوازی تو بزرگوں سے ورثہ میں عطا ہوئی ہے، قبلہ حضرت صاحب کے حلقہ ارادت میں بے حد مقبول ہیں،

صاحب زادگان: آپ کے دو صاحبزادگان انوار السعید اور ضیاء السعید ہیں،

دستاربندی: حضرت صاحب کے وصال کے بعد ان بزرگوں کی دستاربندی فرمائی ہے

۱۔ سید امین شاہ بخاری سید پور شریف چکوال

۲۔ صاحب زادہ عبدالقیوم موہڑی شریف،

۳۔ صوفی احسان الٰہی واہ چھاؤنی ضلع اٹک،

عالی قدر جناب سید پیر حسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ

تعارف: آپ حضرت قبلہ غلام شاہ کے سب سے چھوٹے اور چہیتے فرزند ارجمند تھے، تاریخ ولادت معلوم نہیں ہو سکی، جیسا کہ جناب قاضی سید محمد عادل شاہ نے انوار تیراہی میں آپ کی عمر دو سال لکھی، اور انوار تیراہی سنہ ۱۹۱۰ء رقم ہے، اس طرح آپ کی پیدائش غالباً سنہ ۱۹۰۸ء میں ہوئی ہوگی،

تعلیم و بیعت: آپ نے علوم ظاہری کی تکمیل اپنے برادر بزرگ سید محمود شاہ سے کی اور بعد ازاں بیعت کا سلسلہ بھی آپ ہی سے قائم کیا، اور پھر تبلیغ دین اسلام میں کوشاں رہے

وفات: آپ نے ۶۵ سال عمر میں وصال فرمایا اور اپنے آبائی قبرستان جرہ شریف میں مدفون ہوئے سن وفات ۱۹۷۵ء، اللہ تعالیٰ نے آپکو بے پناہ حسن ظاہری عطا کیا ہوا تھا آپ بعید خوبصورت تھے، کہ جو شخص آپکو دیکھ لیتا، دیکھتا ہی رہ جاتا، حسن ظاہری کے ساتھ ساتھ آپ حسن معنوی اور حسن اخلاق سے بھی مالا مال تھے، بلکہ حسن ظاہری اور حسن معنوی کا ایک حسین امتزاج اور قدرت خداوندی کا ایک نادر شاہکار تھے، آپ نہایت نفیس الطبع، صاحب ذوق اور خوش مذاق تھے، بات کرتے وقت ایسا معلوم ہوتا تھا، کہ ایک دم کلیاں کھل گئی ہوں، صاحبزادہ سجاد حسین آپکے اکلوتے صاحب زادے ۵/۹/۴۸ کو اس دنیا میں تشریف لائے، لیکن عین نوجوانی کی عمر میں تپدق کے موذی مرض میں مبتلا ہو گئے، اور تقریباً بارہ سال سینی ٹوریم میں زیر علاج رہ کر ۱۳ فروری ۱۹۷۶ء کو فوت ہو گئے، یہ بھی مانا کہ تو بھی فانی دہر میں اک قیامت ہے مگر مرگ جوانی دہر میں

شجرہ طیبہ نقشبندیہ مجددیہ تیراھیہ، چوراھیہ (منظوم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از گلستانِ محمد[۱] گل شگفتہ بوبکر[۲]
گل از آں سلمان[۳] قاسم[۴] جعفرو[۵] گلدستہ تر

گل گلستانِ بایزید[۶] و بوالحسن[۷] گل احمدی
گل از آں منصور[۸] گل ہم بوالعلی[۹] نیکو سیر

یوسف[۱۰] گلِ خالق[۱۱] و گل عارف[۱۲] و محمود[۱۳] گل
گل علی[۱۴] زاں گل سماسی[۱۵] میر[۱۶] گل صاحب نظر

بودہ صبا شاہ[۱۷] بہا گل چرخی[۱۸] و احرار[۱۹] ازاں
گل محمد زاہد[۲۰] و درویش[۲۱] مازاغ البصر

گل ازاں امکنگی[۲۲] صاحب گل محمد باقی[۲۳] است
گل مجدد[۲۴] گل ازآں معصوم[۲۵] چوں شمس و قمر

حجۃ اللہ[۲۶] ہم زبیر[۲۷] د گل گلستان مصطفےٰ
گل ازآں سید اشرف[۲۸] گل جمال اللہ[۲۹] ثمر

گل محمد عیسیٰ[۳۰] صاحب، گل ازاں فیض اللہ[۳۱] ہم
گل ازآں نور محمد[۳۲] دین محمد[۳۳] گل نگر

باغبان لم یزل خواہد چو بلبل غنچہ گل
حضرت شاہ ولی[۳۴] از آں سعید بالبصر

ایں خواجگانِ پیران طریقت واقف اسرار
مسکین ازاں گلزار ہا خواہد دعا شام و سحر

خواجۂ پیر طریقت پیشوائے اہلِ حق
ہست زاں دامن گرفتہ عاصی باچشمِ تر

ختم الطریقہ نقشبندیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

۱۔ طریق ختم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

اوّل پانچ صد مرتبہ درود شریف بخواند اللّٰھم صلی علی محمد سید المرسلین، پانچ صد مرتبہ سورۃ اخلاص سہ بار سورۃ یٰسین، بخواند برضائے خدا و خوشنودے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بخشد،

طریق آخر، ہفت بار سورۃ فاتحہ صد بار درود شریف مذکور بخواند، بعدہٗ یک ہزار بار و ہفتاد بار کلمہ لا الٰہ الا اللہ بگوید و بہر صد بار محمد رسول اللہ بعدہٗ صد بار درود شریف بروح آنحضرت بخشد

۲۔ ختم صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللّٰھم صلی علی محمد سید المتصدقین صد بار یا معطی ہزار بار بہر صد بار معطی السائلین یکبار، درود شریف صد بار ہر کہ ایں را لازم گیرد بسیار خطاہائے سوال یابد۔ ایں اسم مفتوح بسیار خواندے وخواندہ ایں اسم تا دہ جمعہ از جمیع خلق بے نیاز گردد۔ آلاخر سحر برخاستہ وضو کند و دو رکعت نماز بگذارد۔ در ہر رکعت بعد فاتحہ اخلاص سہ بار بعد سلام سر بسجد بنہد یکصد یازدہ مرتبہ صمد بگوید، بعد سر برداشتہ دست بدعا سہ بار، اخلاص سہ بار درود شریف یکبار و من یتق اللہ الخ لا امداد لا اللہ و رسولہ۔ بروح حضرت ابابکر صدیق رضی گذارند وازیں نام حضرت صدیق دختر صدیقار، گشتہ من دام علیہ کان من الاصدقاء،

۳۔ ختم عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الحمد شریف سات بار اللّٰھم صلی علی محمد سید العادلین صد بار عادل صد ہزار بار و بہر صد بار یا عادل اعظمی من ظلم الظالمین و المرتاب بحرمت عمر ابن الخطاب درود شریف صد بار ہر کہ لازم گیرد از شر ظالماں و شریراں و شیطان امین گردد

۴۔ ختم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سورۃ فاتحہ ہفت بار یا نور یک ہزار بار بہر صد یا نور قلبی بنور معرفتک بحرمت عثمان ابن عفان یکبار اللّٰھم صلی علی محمد سید النورین صد بار بوقت شب بخواند آلاخر درود مذکور

صدبار یا غنی یک ہزار بار بہر صدبار اغنی بفضلک وجودک والاحسان بحرمت عثمان ابن عفان درود شریف صدبار ہر کہ لازم گیرد غنی گردد،

۵۔ ختم حضرت علی کرم اللہ وجہہ — اللّٰھم صلی علی محمد سید الاکرمین صدبار یا کریم یک ہزار بار بہر یکصد سبحان ربی الکریم العفو و یا خیر الناصرین درود شریف صدبار آخر درود مذکور صدبار یا علی یک ہزار بار بہر صد یکبار سبحان ربی الاعلیٰ درود شریف صدبار بخواند۔

۶۔ ختم خواجہ اویس کرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ — اللّٰھم صلی علی محمد سید المسعین صدبار سبحان ربی العظیم صدبار سبحان ربی الکریم صدبار سبحان ربی الاعلیٰ صدبار سبحان ربی الوہاب صدبار سبحان ربی الفتاح صدبار درود شریف صدبار سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح ہفت بار۔

۷۔ ختم حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ — اللّٰھم صلی علی محمد سید الصادقین صدبار یا صادق یک ہزار بار بہر صدانت الصادق اجعلنی من الصادقین یک بار درود شریف صدبار،

۸۔ ختم حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ — اللّٰھم صلی علی محمد سید الواعظین، صدبار یا عظیم ہزار بار بہر صدبار سبحان ربی العظیم یک بار درود شریف صدبار

۹۔ ختم خواجگان نقشبند کلاں — اول ہفت بار سورۃ فاتحہ بخوانند بعدہٗ صدبار درود شریف ہفتاد نہ الم نشرح سورۃ اخلاص ہزار و یکبار ہفت بار فاتحہ صدبار سبحان اللہ صدبار الحمد للہ صدبار لا الٰہ الا اللہ صدبار اللہ اکبر بعدہٗ حسبنا اللہ نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر بعدہٗ صدبار، شیئاً للہ چوں گدائے مستمند المدد خواجم ز شاہ نقشبند بعدہٗ صدبار یا قاضی الحاجات، یا دافع البلیات، یا کافی المہمات، یا حل المشکلات یا امان الخائفین۔ یا مجیب الدعوات۔ یا شافی الامراض، یا ارحم الراحمین۔ ہر کہ ایں ختم بخواند، بہ ترتیب مذکور نگاہ دارد۔ ونا مہائے خواجگان نہ شناسد۔ ختم کردن اد رانشائد اگر نقل فہم عمیق،

۱۰۔ طریق ختم خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہٗ — اول صدبار درود شریف بخواند بعدہٗ پانچصد بار یا خالق، بہر صد یا خالق کل شئ ورازقہ وراحمہ یا رب بگوید، صدبار درود شریف بخواند بدیں لفظ اللّٰھم صل علی محمد

سید الخلوقین بعدہٗ برضائے خداوند و خوشنودی رسول اللہ بروح وے بخشد ہر کہ ایں ختم لازم گیرد خصوصاً شب جمعہ حق فرشتہ آفریند تا روز قیامت از قبل وے عبادت کند، واجر وے بنویسد تا روز قیامت روح آں بندہ منور تاباں گردد و پلۂ حسنات وے گراں شود

۱۱۔ طریق ختم شاہ نقشبند بخاری قدس سرہٗ

اوّل صدبار درود شریف بخواند۔ بعدہٗ پانصد بار کہ الٰہ الا اللہ بخواند بہر صدکہ برسد محمد الرسول بگوید۔ بعدہٗ صدبار درود شریف بگوید بلفظ اللّٰھم صل علی محمد سید الا شجعین بعدہٗ صدبار ایں بیت بگوید

شیئاً للہ چوں گدائے مستمند — المدد خواہم ز شاہ نقشبند

۱۲۔ طریق ختم حضرت عبید اللہ احراری قدس سرہٗ

اوّل صدبار درود شریف بعدہٗ ایک ہزار صدبار شیئاً للہ یا خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار بخواند، صدبار درود شریف ایں بخواند اللّٰھم صل علی محمد سید العابدین بعدہٗ برضائے خداوند و خوشنودی حضور بروح وے بخشد،

۱۳۔ طریق ختم حضرت باقی باللہ قدس سرہٗ

اوّل صدبار درود شریف پانصد بار یا باقی انت الباقی بخواند بعدہٗ صدبار درود شریف بخواند برضائے خدا خوشنودی حضور علیہ السلام بروح وے بخشد ہمہ اعمال وے قبول افتد و ہر کہ در سہو درماندہ باشد در شب جمعہ ایں ختم لازم گیرد واں مہم او بآسانی برآید۔

۱۴۔ طریق ختم حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی قدس سرہٗ

اوّل پانچ سبحان اللہ۔ الحمد للہ واللہ اکبر شروع میں ایک بار لا حول ولا قوۃ الا باللہ صدبار آخر العلی العظیم گو ہفت بار الحمد شریف صدبار درود شریف بخواند اللّٰھم صل علی محمد سید الحامدین ثواب ایں ختم برضائے خدا تعالیٰ و خوشنودی رسول اللہ و روح پر فتوح حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی بہ بخشد ایں ختم برائے ہر دردِ ہر مرض و ہر رنج و ہر آفت و ہر حاجت بسیار مفید و مجرب و آزمودہ است ہر کہ مداومت بریں نماید جمیع حاجات بسر آید بفضل اللہ تعالیٰ

۱۵۔ طریق ختم خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہٗ

صدبار درود شریف اللّٰھم صل علی محمد سید المعصومین پانصد بار لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین صدبار درود شریف مذکورہ بخواند برضائے و خوشنودی حضور بروح وے بخشد پیش کش نماید۔

۱۶۔ طریق ثانی ختم خواجہ معصوم سرہندی قدس سرہٗ

اوّل آخر درود شریف ... ہزار بار یا محصی بہر صد ارحمنی بالعفو والمغفرۃ یوم یقوم الحساب بخواند بعدہٗ برضائے خدا و خوشنودی حضور بروح وے بخشد و پیش کش کند و ہر کہ ایں ختم لازم گیرد بر ایں ختم مداومت نماید ہمہ حساب روز قیامت قبر و حشر و نشر میزان و پلصراط بروئے سہل گردد۔ بفضل اللہ تعالیٰ بشفاعت آں حضرت محمد معصوم بود،

۱۷۔ طریق ختم حضرت خواجہ محمد فیض اللہ تیراہی ولی اللہ قدس سرہٗ

صدبار درود شریف اللّٰھم صل علی محمد سید الفائزین، ہزار بار یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم بہر صد یا کریم یا حی یا قیوم بگوید صدبار درود شریف مذکور بخواند ثواب برضائے خدا خوشنودی حضور بروح وے بخشد پیشکش نماید بر مرض کہ بعد از نماز دیگر بر ایں ختم مداومت کند در قریب الامان از آن رنج نجات یابد و از برائے ہر مطلب مفید مجرب است صاحبان ایں مقربان درگاہ باشد و در روز قیامت از شفاعت محروم نماند و لائق شفاعت گردد،

۱۸۔ ایضاً ختم ثانی

اوّل صدبار درود شریف مذکور ہزار بار یا اللہ الصمد و بہر صد بر سد یا احد و یا صمد یا فرد یا حی یا قیوم صدبار درود شریف مذکور برضائے خداوند تعالیٰ خوشنودی رسول اللہ و بروح پُر فتوح حضرت محمد فیض اللہ بخشد۔ ہر کہ ایں ختم لازم دارد، از ہمہ دعا جملہ امور قبول گردد از مقصود غنی گرداند، و ایں ختم ہنوز الہام شدہ و حضرت جناب محمد فیض اللہ ولی اللہ رحمۃ اللہ قدس سرہ العزیز،

۱۹۔ طریق ختم حضرت قبلہ خواجہ نور محمد علیہ الرحمۃ

صدبار درود شریف اللّٰھم صل علیٰ محمد سید الانورین بعدہٗ ہزار بار نورٌ علیٰ نورٍ اللّٰھم نور قلبی بنور معرفتک یا اللہ صدبار درود شریف مذکور ثواب برضائے خدا خوشنودی حضور بروح وے بخشد ایں ختم بوقت خفتن بخواند نورٌ علیٰ نور گردد،

قالوا سبحٰنک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ۝

ملنے کے پتے

سلیمی برادرز، سلیمی چوک ستیانہ روڈ فیصل آباد

شہزاد لائبریری مین بازار رحمٰن پورہ بولے دی جھگی فیصل آباد

بخاری کتب خانہ سٹریٹ نمبر ۱، ڈگلس پورہ فیصل آباد

مکتبہ سیّاح لائبریری طارق آباد، فیصل آباد

ناشران

مکتبہ انوارِ محمدیہ ۵۰۵، سٹریٹ ۸، مین بازار
منصور آباد فیصل آباد

ملنے کے پتے

سلیمی برادرز، سلیمی چوک ستیانہ روڈ فیصل آباد

شہزاد لائبریری مین بازار رحمٰن پورہ، بوڑے دی جھگی فیصل آباد

بخاری کتب خانہ سٹریٹ نمبر ا، ڈگلس پورہ فیصل آباد

مکتبہ سیاح لائبریری طارق آباد، فیصل آباد

ناشران

مکتبہ انوار محمدیہ ۵۰ سٹریٹ ۸، مین بازار منصور آباد فیصل آباد